بسم اللہ الرحمن الرحیم

برکاتِ رشد و حقانی

اردو ترجمہ طبقاتِ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف لطیف

قطبِ ربانی ہیکلِ صمدانی، عارف باللہ تعالیٰ
سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

مترجمہ

رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج
صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری قادری

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز
۱۱۔ گنج بخش روڈ، لاہور

اولیاءؒ و صوفیائے کرام کے احوال و ملفوظاتؒ کی روشنی میں سلوک و تصوف پر مفصل تذکرہ

برکاتِ روحانی

اردو ترجمہ

طبقاتِ امام شعرانیؒ قدس سرہ النورانی

تصنیفِ لطیف:

قطبِ ربانی، ہیکلِ صمدانی، عارف باللہ تعالیٰ

سیدی عبدالوہابؒ الشعرانی قدس سرہ النورانی

مترجم:

رئیس المتکلمین، عالم باعمل، پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج

صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری قادری

(تحریک) صاحبزادہ سید محمد محمود الحق شاہ صاحب غفرلہٗ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱- گنج بخش روڈ - لاہور

نام کتاب	——	برکاتِ روحانی اُردو ترجمہ طبقات امام شعرانی قدس سرہ نورانی
مصنف	——	سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ نورانی
مترجم	——	صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ چشتی، صابری، قادری خطیب اعظم بورے والہ
زیرِ اہتمام	——	صاحبزادہ پیر سید محمد محمود الحق شاہ قادری
پروف ریڈنگ	——	علامہ حافظ محمد صابر علی قادری
صفحات	——	۷۵۲
باراوّل	——	رجب المرجب ۱۴۲۳ھ/ اکتوبر ۲۰۰۲ء
تعداد	——	۵۵۰
کمپوزنگ	——	words maker Lhr.
طابع	——	سید شجاعت رسول شاہ قادری
مطبع	——	اے-این-اے پرنٹرز لاہور
ناشر	——	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
قیمت	——	۳۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 626046

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرۂ نورانی

العارف باللہ تعالیٰ سیدی عبدالوہاب الشعرانی

قطب ربانی۔ ہیکل صمدانی۔ العارف باللہ تعالیٰ سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی الشعرانی ایک نسبت ہے جس سے بہت سے لوگ مشہور ہیں۔ عام طور پر اسے شعر سے مشتق بتاتے ہیں۔ جس کے معنی ''بال'' ہیں۔ اور اس کا اطلاق ایسے شخص پر ہوتا ہے جس کے بال بہت گھنے یا بہت لمبے ہوں بعض معروف اشخاص ایک مقام سے تعلق کی وجہ سے شعرانی کے علاوہ شعراوی بھی کہلاتے تھے۔

آپ کی کنیت ابوالمواہب ہے۔ ایک مثالی کنیت ہے۔ جب کہ آپ اپنے بیٹے کی نسبت سے ابوعبدالرحمٰن کہلاتے تھے لطائف المنن والاخلاق کے باب اول میں آپ نے اپنا نسب یوں بیان فرمایا ہے عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن علی بن محمد بن زوفا ابن الشیخ موسیٰ جنہیں بہنسا کے شہروں میں ابوعمران کی کنیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ میرے چھٹے دادا ہیں۔ بن سلطان احمد ابن سلطان سعید ابن سلطان قاشین ابن سلطان محیا بن سلطان زوفا ابن سلطان ریان بن سلطان محمد بن موسیٰ ابن السید محمد بن الحنفیہ ابن الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احسان فرمایا کہ مجھے شرافت نسبی حاصل ہے۔

شرافت نسبی کی برکت

فرماتے ہیں کہ اگرچہ غالب طور پر تقوی کے بغیر نسبی شرافت نفع نہیں دیتی لیکن کبھی کچھ فائدہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اشارہ اپنے اس ارشاد میں فرمایا ہے وکان ابوھما صالحا (جن دو یتیم بچوں کی دیوار حضرت خضر اور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے کھڑی کر دی) ان دونوں کا باپ نیک تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کا باپ صالح تھا تو وہ اس انعام میں داخل نہ ہوتے اور اس کی صفت صلاح کی تصریح فرمانے کا چنداں فائدہ نہ ہوتا۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھے نادر فی بادشاہوں کی اولاد میں سے کیا۔

اور اپنے نسب کے بابرکت ہونے کے متعلق ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ساتویں پشت کے دادا سلطان احمد تلمسان کے بادشاہ تھے اور یہ شیخ ابومدین المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تھا۔ اور جب میرے دادا موسیٰ کو شیخ سے شرف ملاقات حاصل ہوا تو آپ نے یعنی شیخ ابومدین نے پوچھا کہ آپ کی نسبت کس کے ساتھ ہے؟ انہوں نے کہا میرے والد سلطان احمد ہیں آپ نے

فرمایا کہ میں نے شرافت کے حوالے سے تمہارا نسب مراد لیا ہے تو انہوں نے عرض کی میرا نسب سیدی محمد بن الحنفیہ کے ساتھ ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا بادشاہی شرافت اور فقر باہم اکٹھے نہیں ہوتے تو انہوں نے عرض کی: یا سیدی! فقر کے ماسوا کو میں ترک کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ان کی تربیت فرمائی۔ جب طریقت میں تکمیل ہوگئی تو آپ کو صعید مصر کی طرف سفر کرنے کا امر فرمایا۔ اور انہیں حکم دیا کہ ہوفان کی طرف سکونت اختیار کرنا وہیں تمہاری قبر ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

امام شعرانی ۸۹۷ میں پیدا ہوئے۔ اور ایک قول کے مطابق ۹۷۳ میں وفات پائی۔

مضافات مصر کے علاقے ریف میں ابتدائی ایام میں اقامت پذیر رہے۔ نوازشات الٰہیہ کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ریف کے علاقے میں ۸ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا آپ بچپنے سے ہی پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب سے ہی میں پابندی وقت کے ساتھ پانچ وقت کی نماز ادا کرتا اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے آج تک نماز کا وقت ضائع کیا ہو سوائے ایک دفعہ کے کہ سفر حجاز کے دوران راستے میں نماز ظہر پڑھنا بھول گیا اور تاخیر کی نیت کے بغیر عصر کا وقت داخل ہوگیا۔ کئی دفعہ میں ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کر لیتا حالانکہ ابھی بالغ نہیں تھا۔

۹۱۱ھ کے آغاز میں ریف سے آپ مصر منتقل ہوگئے اس وقت آپ کی عمر ۱۲ سال کی تھی اور اس نقل مکانی کی توفیق کو آپ رب العزت کے احسان وانعام سے تعبیر فرماتے ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مجھ پر انعام فرمایا کہ میں ریف کا صحرائی علاقہ چھوڑ کر مصر آگیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے مجھے جفاء وجہالت کی سرزمین سے لطف اور علم کے شہر کی طرف منتقل فرمایا اور اس کی طرف سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا کہ آپ فرماتے ہیں وقد احسن بی اذا اخرجنی من السجن وجاء بکم من البدو. یعنی اس نے مجھ پر بڑا کرم فرمایا جب اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا اور تمہیں صحرا سے لے آیا اور اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان ناچاقی ڈال دی تھی۔ پس آپ نے اپنے بھائیوں کے صحرا سے آنے کو اپنے اوپر اور بالتبع بھائیوں پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے طور پر ذکر فرمایا۔ گویا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ اور اپنے ساتھ ظاہر کی گئی حکمت عملی پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور حدیث شریف میں مرفوعاً بیان کیا گیا ہے کہ جس نے صحرا میں سکونت اختیار کی اس نے جفا کی جو شکار کے پیچھے چلا غافل ہوا اور جو ارباب اقتدار کے دروازوں پر آیا فتنہ میں مبتلا ہوا۔

زمانہ نابالغی میں کفایت خداوندی

چند سطور پہلے آپ نے مصر کی سرزمین لطیف وعلم میں پہنچنے کا تذکرہ فرمایا اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ جب میں ۱۲ سال کی عمر میں مصر آیا تو سیدی ابوالعباس الغمری کی جامع میں اقامت پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ الجامع اور ان کی اولاد کو مجھ پر بعنایت مہربان کر دیا چنانچہ میں ان کے درمیان ایسے تھا جیسے کہ انہیں میں سے ایک ہوں۔ میں وہی کھاتا جو وہ کھاتے اور وہی پہنتا جو وہ خود پہنتے۔ انہیں میری طرف سے اللہ تعالیٰ ہی جزائے خیر عطا فرمائے گا ان کے پاس وہاں رہتے ہوئے میں نے کتب شرعیہ کے متون اور ان کی اصلاحات یاد کیں اور انہیں شیوخ پر پیش کر کے عقدہ کشائی کا شرف حاصل کیا۔ میرے ظاہر کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں میں ملوث

ہونے سے محفوظ رکھا عقیدت کی بناء پر لوگ مجھے بہت کچھ سونا چاندی اور کپڑے پیش کرتے اور ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی آلودگیوں سے بھی محفوظ ہونے کی بناء پر میں کبھی تو سب کچھ لوٹا دیتا اور کبھی صحن جامع میں ڈال دیتا تا کہ مجاور اسے اٹھا لیں۔ اور لوگوں سے سوال کرنے سے بچتے ہوئے اور ان کی نگاہوں میں رسوا ہونے کے خوف سے کئی کئی دن بھوکا رہتا حالانکہ میں نابالغ تھا۔

اسی زمانہ میں اپنے بارے میں حفاظت وعنایت الٰہیہ کے دو ایک واقعات بیان فرماتے ہیں کہ دریائے نیل کناروں تک بہہ رہا تھا میں اس میں تیرتے ہوئے بہت تھک گیا۔ قریب تھا کہ وسط دریا میں ڈوب جاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مگر مچھ بھیج دیا جو کہ میرے پاؤں کے نیچے آ ٹھہرا حتیٰ کہ مجھے راحت ملی۔ میں سمجھا کہ کوئی چٹان ہے دیکھتا ہوں کہ وہ پانی کی سطح پر آ کر تیرنے لگا۔ پھر میرے اردگرد تیرتے ہوئے مجھے سہارا دیتا رہا حتیٰ کہ میں ساحل تک پہنچ گیا پھر وہ غوطہ لگا گیا اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے حالانکہ اس وقت میں چھوٹا تھا اور مجھے اس کے حضور حسن معاملہ کے طریقہ کی پہچان نہ تھی۔ پس اس نے اپنے لطف وکرم سے مجھے ہلاکت سے بچانے کے لئے ہلاک کرنے والے کے ذریعے میری حمایت فرمائی اور اس وحشی جانور کو میرے پاؤں کے نیچے رام کر دیا حتیٰ کہ مجھے اس پریشانی سے نجات ملی۔

اسی طرح ایک فاسق وفاجر نے میرے ساتھ فحش کلامی کی۔ اسے اللہ تعالیٰ نے سات دن کے بعد جذام میں مبتلا کر دیا یہاں تک کہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے اور وہ اسی ذلت میں مر گیا۔ اسی طرح ایک شخص مجھ سے بدسلوکی سے پیش آیا۔ اس نے روم کی طرف سفر کیا جہاں فرنگیوں نے اسے قید کر لیا اور وہاں عیسائی ہو گیا اور میرے ساتھ پیش آنے والے اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں باوجودیکہ میں والدین کی طرف سے یتیم تھا لیکن اللہ تعالیٰ ہی میرا مددگار تھا اور اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے دوستی اور امداد کے لئے۔

مجمع شریعت وطریقت بحوالہ وسعت مطالعہ

اگرچہ آپ کی علمی مصروفیات زیادہ تر تصوف میں ہیں لیکن علوم شرعیہ از قبیل علوم قرآن وسنت، عقائد، فقہ اور دیگر معاون علوم میں آپ کی دلچسپی اور مشغولیت ناقابل تردید حقیقت ہے۔ چنانچہ مختلف علوم وفنون کی کتب کا مطالعہ اس قدر وسیع ہے کہ انسان حیران رہ جاتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام یہ ہے کہ میں نے کتب شریعت اور اس کے معاون علوم کا خود کثرت سے مطالعہ کیا ہے۔ پھر میں نے ان سے استفادہ میں اپنے فہم پر ہی اعتماد نہیں بلکہ مشکل مقامات کے حل کے لئے علماء کرام کی طرف رجوع کیا کیونکہ میرے فہم میں خطاء کا احتمال ہو سکتا ہے۔ پھر آپ نے مصنفین کے اسماء گرامی کے ساتھ ساتھ ان کی تصنیفات کا تفصیلی ذکر فرمایا جن کا آپ نے مطالعہ فرمایا اور یہ بھی بتایا کہ کس کتاب کا کتنی دفعہ مطالعہ فرمایا۔ ان میں کتب تفسیر، کتب شروح الاحادیث علی الخصوص شروح صحیح بخاری فتح الباری ایک مرتبہ۔ شرح کرمانی دو مرتبہ شرح برماوی پانچ مرتبہ۔ عینی دو مرتبہ اور شرح قسطلانی ایک سے کچھ زائد مرتبہ۔ قاضی عیاض کی شرح مسلم ایک مرتبہ نووی کی شرح مسلم پندرہ مرتبہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی کی مختصر جو کہ تیس ضخیم جلدوں میں سے ہے ایک مرتبہ۔ ماوردی کی کتاب الحاوی جو کہ تیس جلدوں میں ہے ایک مرتبہ۔ امام شافعی کی کتاب الام تین مرتبہ۔ شیخ ابو محمد الجوینی کی کتاب محیط جس میں آپ نے کسی ایک مسلک کی پابندی نہیں کی۔ اور انہیں کی کتاب الفروق۔ امام غزالی کی کتاب الوسیط، امام واحدی کی تفسیر البسیط والوجیز ایک مرتبہ علاوہ ازیں بے شمار مطولات۔

کتبِ تفسیر

نیز تفسیر قرآن کی مشہور کتب کا مطالعہ فرمایا تفسیر بغوی ایک مرتبہ۔ تفسیر خازن تین مرتبہ۔ تفسیر ابن عادل سات مرتبہ۔ تفسیر کواشی دس مرتبہ۔ تفسیر ابن زہرہ ایک مرتبہ۔ تفسیر قرطبی دو مرتبہ۔ تفسیر ابن کثیر ایک مرتبہ۔ تفسیر بیضاوی پانچ مرتبہ۔ تفسیر ابن النقیب المقدسی ایک مرتبہ جو کہ ایک سو ضخیم جلدوں پر ہے اور اس سے زیادہ وسیع تفسیر کا میں نے مطالعہ نہیں کیا۔ امام واحدی کی تفسیر البسیط والوجیز۔ شیخ عبدالعزیز الدیرینی کی کبیر و صغیر تفسیر تین مرتبہ۔ تفسیر جلالین تیس مرتبہ امام جلال الدین السیوطی کی بڑی تفسیر یعنی الدرالمنثور تین مرتبہ۔ علاوہ ازیں بے شمار کتب تفسیر کا ذکر فرمایا۔

کتبِ حدیث

اور میں نے حدیث شریف اور دلائل مذاہب کی اتنی کتابوں کا مطالعہ کیا کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔ بعض یہ ہیں۔ صحاح ستہ۔ صحیح ابن خزیمہ۔ صحیح ابن حبان۔ مسند امام احمد۔ مؤطا امام مالک۔ طبرانی کی تینوں معاجیم ابن امیر کی جامع الاصول۔ امام سیوطی کی جامع کبیر۔ جامع صغیر۔ زیادات اور یہ دس ہزار احادیث کا مجموعہ ہے اور حدیث پاک کی ان کتابوں میں سے شریعت پاک کا کوئی نادر مسئلہ ہی باہر ہوگا اور سنن بیہقی کے بعد ادلہ مذاہب میں یہ سب سے جامع کتاب ہے۔ اس طرح میں نے بیہقی کی سنن کبریٰ کا مطالعہ کیا پھر میں نے اسے سند اور تکرار حذف کر کے مختصر کیا البتہ احکام باقی رکھے۔ اسی طرح میں نے شیخ مجدالدین کی کتاب المنتقی من الاحکام کا مطالعہ کیا اور یہ میری کتاب کشف الغمہ عن جمیع الامہ کے مسودہ کی اصل ہے۔ اسی طرح میں نے ابن قیم کی کتاب الھدیٰ النبوی کا مطالعہ کیا۔ پھر اسے مختصر کیا۔ دلائل النبوۃ بیہقی امام سیوطی کی کتاب المعجزات والخصائص کا مطالعہ کیا پھر اسے مختصر کیا علاوہ ازیں میں نے اتنے اجزاء اور مسانید کا مطالعہ کیا کہ شمار نہیں کر سکتا۔ اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ شمس الدین المظفری کو میرے تابع فرمان کر دیا جو کہ خزائن مصر سے ہر وہ کتاب لے آتے تھے جو میں طلب کرتا۔

کتبِ لغت

نیز میں نے لغت میں جوہری کی صحاح۔ قاموس۔ نہایۃ ابن اثیر۔ نووی کی تہذیب الاسماء اللغات کا مطالعہ کیا۔ مؤخر الذکر کا پندرہ مرتبہ مطالعہ کیا۔

کتبِ اصول و کلام

ان میں سے بعض یہ ہیں۔ شرح العضد۔ شرح منہاج البیضاوی۔ غزالی کی کتاب المستصفی۔ امام الحرمین کی کتاب الامالی۔ شرح المقاصد۔ کتاب شرح الطوالع والمطالع۔ قزوینی کی سراج العقول۔ تفتازانی کی شرح عقائد اور حاشیہ ابن ابی شریف وغیرہ۔

کتبِ فتاویٰ

اور پیش آنے والے حالات و واقعات کے بارے میں علمائے متقدمین اور متاخرین کے فتاویٰ کی بے شمار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جیسے فتاویٰ اور ابن ابی زید المروزی۔ فتاویٰ القفال۔ فتاویٰ القاضی الحسین۔ فتاویٰ الماوردی۔ امام غزالی اور ان کے امام کے

فتاوی۔ فتاویٰ ابن ابی صباغ۔ فتاویٰ ابن الصلاح۔ فتاویٰ ابن السلام۔ فتاویٰ النووی۔ فتاویٰ السبکی۔ فتاویٰ البلقینی۔ فتاویٰ الشیخ زکریا۔ فتاویٰ الشیخ شہاب الدین الرملی وغیرہ۔

کتب قواعد

اور قواعد کی کتابوں میں سے ان کتب کا مطالعہ کیا۔ قواعد الشیخ عزالدین الکبری والصغریٰ۔ قواعد العلائی۔ قواعد السبکی۔ قواعد الزرکشی۔

کتب سیرت

اور سیرت کی کتابوں میں سے سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ ابن اسحاق۔ سیرت الکلبی۔ سیرۃ ابی الحسن البکری۔ سیرۃ الطبری۔ سیرۃ الکلاعی۔ سیرۃ ابن سید الناس اور سیرۃ الشیخ محمد الشامی جسے آپ نے سیرت کی ایک ہزار کتب سے جمع فرمایا اور میرے گمان کے مطابق سیر میں سب سے جامع کتاب ہے۔

کتب تصوف

اور میں نے تصوف اور لطائف کی اتنی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے کہ شمار نہیں ہوسکتا ان میں سے ابوطالب مکی کی کتاب القوت حارث محاسبی کی کتاب الرعایۃ۔ ابونعیم کی کتاب الحلیہ۔ رسالہ قیصریہ۔ سہروردی کی کتاب عوارف المعارف۔ غزالی کی کتاب الاحیاء۔ یافعی کی سب کتابیں۔ شیخ اکبر کی کتاب الفتوحات۔ پھر میں نے اس میں سے وہ مقامات حذف کر کے جو شیخ کے نام پر اس میں غلط طور پر درج کیے گئے تھے اسے مختصر کر دیا۔

علاوہ ازیں میں نے شیخ احمد زاہد کا رسالہ نور پڑھا جس کی دو جلدیں ہیں اور آپ کے مرید سیدی محمد الغمری کی کتاب منح المنۃ کا مطالعہ کیا جس کی چھ جلدیں ہیں۔ ہروی کی منازل السائرین۔ قاشانی کی شرح الفصوص اور قصری کی شعب الایمان وغیرہ کا مطالعہ کیا۔ امام شعرانی فرماتے ہیں یہ ان چند کتابوں کا ذکر ہے جن کا مطالعہ کرنا مجھے یاد ہے اور الحمد للہ میرے خیال میں بڑے زمانے میں شاید کوئی ہو جسے ان کا علم ہو۔

دعوت غور وفکر

یاد رہے کہ بے شمار کتابوں کا ذکر شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا نیز اس حوالے سے کہ فی الحال آپ کی یادداشت میں یہی کتابیں ہیں جب کہ اسی طوالت کے خوف سے اس فقیر نے حضرت مؤلف قدس سرہ کی مذکورہ فہرست سے بھی کئی کتابوں کا ذکر نہیں کیا اس کے باوجود ایک بھاری بھرکم فہرست پھر بھی درج کر دی ہے کہ قارئین کو حضرت مؤلف کے متعلق تعارف ہو کہ آپ فی الحقیقت بحر العلوم والحقائق اور شریعت وطریقت کا مجمع البحرین ہیں۔ اور اس کتاب الطبقات الکبری میں جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے اس کی اہمیت واضح ہو اور طبقات کبریٰ کے مطالعہ کے دوران اس حقیقت پر نظر رہے کہ توحید وہ ہے جو کہ ان نفوس قدسیہ کی تعلیمات اور معمولات سے مترشح ہوتی ہے۔ اور فیوض و برکات توحید اور معرفت الٰہیہ سے مشرف ہو کر یہ حضرات

جن کمالات اور درجات سے نوازے گئے اور قرب خداوندی کے جن مدارج علیا پر فائز ہوئے وہ شرک نہیں ہیں بلکہ ایمان کامل کے نتائج اور ثمرات ہیں اور ان محرومان توفیق کے لئے لمحہ فکریہ جنہیں ان نفوس قدسیہ کے خداداد کمالات اور تصرفات کو دیکھ کر یا سن کر (معاذ اللہ) عقیدۂ توحید کے مجروح ہونے کا غم مضمحل کر دیتا ہے اور بات بات پر شرک شرک کی گردان کرنے لگتے ہیں توحید و رسالت کے حقائق کو جس طرح ان نفوس کاملہ نے سمجھا اور پایا وہی آبروئے اسلام ہے یہ وہی حضرات ہیں جن کی راہ پر چلنے کی توفیق اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کے ساتھ ہر رکعت میں بارگاہ الوہیت سے طلب کی جاتی ہے اگر ان کے عقائد و اعمال اور تعلیمات توحید سے متصادم اور اس کے خلاف ہیں تو پھر ایمان کہاں سے ملے گا؟ فھل من مدکر

میزان اعتدال

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امام شعرانی قدس سرہ پر یہ انعام بھی فرمایا کہ باوجودیکہ آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں لیکن باقی ائمۃ مجتہدین اور ان کی تحقیقات کے متعلق اسی قدر عقیدت و محبت رکھتے ہیں جس قدر کہ ان کے مقلدین کو اپنے اپنے امام محترم کے ساتھ ہوتی ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں اپنے مذہب کی کتابوں کی بہ نسبت باقی تین مذاہب کے ائمہ یعنی امام ابوحنیفہ۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کتابوں کا مطالعہ زیادہ کرتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں تبحر حاصل کر لیا تو مجھے ایسے مسائل کی معرفت کی ضرورت محسوس ہوئی جن پر چاروں ائمہ کرام کا اجماع ہو یا پھر تین ائمہ جن پر متفق ہوں تاکہ میں ان کے ممنوعات پر عمل سے پرہیز کر سکوں اور جس کا انہوں نے حکم دیا ہے اس پر عمل کر سکوں چنانچہ حنفیہ جن کی کتابوں کا آپ نے مطالعہ کیا ان کا تذکرہ بھی فرمایا مثلاً شرح الکنز۔ شرح مجمع البحرین۔ الحدادی۔ فتاویٰ قاضی خان۔ شرح القدوری۔ فتاویٰ بزازیہ۔ خلاصہ۔ شرح الھدایۃ اور حافظ زیلعی کی نصب الرایہ جس میں آپ نے شرح الھدایۃ کی احادیث کی تخریج فرمائی ہے اور ان کے مشکل مقامات کے بارے میں معاصر علمائے حنفیہ کی طرف رجوع کیا۔ اسی طرح کتب مالکیہ کی مدونات کا مطالعہ بھی کیا اور فرماتے ہیں کتب مدونہ کا مطالعہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر کیا اسی طرح امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مذہب کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا اور میں نے اقوال ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مطابقت کے لئے ایک میزان مقرر کی اور اسے میزان کبری کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے پتہ چلتا ہے کہ ائمہ مجتہدین کے مذاہب اور ان کے مقلدین کے اقوال شریعت مطہرہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

ائمہ مجتہدین شریعت و حقیقت کے جامع اور ارباب حضوری تھے

آپ اپنے شیخ طریقت علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ کہ میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ائمۂ مذاہب نے اپنے مذاہب کی تائید شریعت کے ساتھ ساتھ حقیقت کے قواعد پر چل کر کی ہے اور ان حضرات نے اپنے پیروکاروں کو جتلایا ہے کہ وہ شریعت اور حقیقت دونوں کے عالم تھے۔ نیز شیخ نے فرمایا کہ تمام اہل کشف کے نزدیک ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا کوئی قول شریعت سے خارج نہیں اور ان کا شریعت سے خارج ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب کہ ان حضرات کو اپنے اقوال کے کتاب و سنت اور اقوال صحابہ کرام سے تستفاد ہونے پر اطلاع ہے کشف صحیح سے مشرف ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی روح حضور

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کے حضور حاضر ہوتی ہے اور انہیں دلائل میں سے جس چیز کے متعلق کچھ تردد ہوتا ہے اس کے بارے میں بارگاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کا ارشاد ہے یا نہیں؟ اور انہیں استفادہ کا یہ شرف بیداری میں اور سرکار علیہ السلام کے روبرو ہو کر حاصل ہوتا ہے اور اہل کشف کے درمیان شروط معتبرہ کے ساتھ یہ حاضری ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ حضرات اپنی کتابوں میں ہر مسئلہ کی تدوین اور اس کے ساتھ طاعت الٰہیہ کا شرف پانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! ہمیں فلاں آیت سے یہ مسئلہ سمجھ آیا ہے اور فلاں حدیث پاک میں آپ کے اس ارشاد مبارک سے ہمیں یہ مسئلہ معلوم ہوا آپ اسے پسند فرماتے ہیں یا نہیں؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد یا اشارہ کے مطابق عمل کرتے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم نے ائمۃ مجتہدین کے کشف اور بارگاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں روحانی طور پر ان کے حاضر ہونے کا جو تذکرہ کیا ہے اگر اس کے بارے میں کسی کو الجھن ہو تو ہم اسے کہتے ہیں کہ یقیناً یہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے ہے اور اگر ائمہ مجتہدین اولیاء نہیں ہیں تو پھر روئے زمین پر کبھی کوئی ولی ہے ہی نہیں۔ جب کہ بے شمار اولیاء اللہ کے متعلق مشہور ہے حالانکہ وہ مرتبہ میں یقیناً ائمہ مجتہدین سے فروتر ہیں کہ انہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضوری کا اکثر شرف حاصل ہوتا تھا اور اس بات کی ان کے معاصرین تصدیق کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں شیخ عبدالرحیم القضاوی۔ سیدی شیخ ابومدین المغربی۔ سیدی ابوالسعود بن ابی العشائر۔ سیدی شیخ ابراہیم الدسوقی۔ سیدی الشیخ ابوالحسن الشاذلی۔ سیدی الشیخ ابوالعباس المرسی۔ سیدی الشیخ ابراہیم المتبولی۔ سیدی الشیخ جلال الدین السیوطی۔ سیدی الشیخ احمد الزواوی البحیری اور وہ مقدس جماعت جن کا ذکر ہم نے اپنی کتاب طبقات الاولیاء میں (یعنی یہی کتاب طبقات کبریٰ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے) کیا ہے۔

اور ان اکابر میں سے ایک حضور محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت الشیخ السید ابومحمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا ذکر اپنی اس تصنیف لطیف میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے اور صاحب بہجۃ الاسرار شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشافعی الشطنوفی قدس سرہ نے اپنی اس تصنیف منیف میں فرمایا شیخ عبدالرحیم القضاوی۔ شیخ ابومدین المغربی رضی اللہ تعالیٰ ان اکابرین میں سے ہیں کہ جب امر الٰہی کی تعمیل میں غوث جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللہ تو ان حضرات نے اپنی گردنیں جھکا کر تعظیم کی اور والی بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نگاہ کرم تھی وہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت حضوری

پھر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ایک شخص شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ دیکھا جو آپ نے اس آدمی کے لئے بھیجا جس نے آپ سے سلطان قایتبای کے پاس سفارش کی درخواست کی تھی۔ فرمایا: اے میرے بھائی! تجھے معلوم ہوا کہ اب تک میں بیداری کی حالت میں

بالمشافہ ۷۵ مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہوں اگر حکام کے پاس جانے کی وجہ سے مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اس شرف سے محروم فرما دیں گے تو میں قلعہ میں جا کر سلطان کے پاس تیری سفارش ضرور کرتا۔ جب کہ میں آپ کی احادیث شریفہ کے خادموں میں سے ہوں اور مجھے ان احادیث کی صحت کے بارے میں جنہیں محدثین نے اپنے طریق کے مطابق ضعیف قرار دیا ہے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرنا ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فائدہ تیرے ایک شخص کے فائدے سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔

پھر امام سیوطی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی تائید میں شیخ شعرانی ایک اور واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ سیدی محمد بن زین جو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی فرمایا کرتے تھے انہیں بیداری میں بالمشافہ زیارت پاک کا شرف حاصل ہوا۔ جب حج پر گئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مزار پر انوار میں سے انہیں شرف کلام بخشا اور سعادت کا یہ عظیم منصب انہیں حاصل رہا حتیٰ کہ ایک دفعہ ایک شخص نے ان سے حاکم شہر کے پاس سفارش کے لئے چلنے کو کہا۔ یہ گئے۔ حاکم نے انہیں احترام کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ بعد ازاں زیارت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ عرصہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیارت کی درخواست کرتے رہے۔ شعروں میں التجائیں کیں۔ ایک دفعہ کچھ فاصلے سے شرف بخشا اور فرمایا کہ تو ظالموں کے دربار میں بیٹھ کر میری زیارت کا طلب گار ہے؟ ایسا نہیں ہو سکتا بعد ازاں ان کی وفات تک ہمیں کوئی روایت نہیں پہنچی کہ انہیں زیارت ہوئی ہو۔

شیخ ابوالحسن شاذلی اور ابوالعباس المرسی کا دائمی شرف حضوری

اور ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے مرید شیخ ابوالعباس وغیرہما فرمایا کرتے کہ اگر ہم سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پلک جھپکنے کی قدر پس پردہ ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو اہل اسلام میں سے شمار نہیں کریں گے۔

مذکورۃ الصدر تصریحات کے بعد امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عام اولیاء اللہ کا یہ قول ہے تو پھر ائمہ مجتہدین کے مرتبہ و مقام سے انکار کیوں کر ہو سکتا ہے؟

ائمہ مجتہدین اور اکابر صوفیاء کے اقوال کی توجیہات

نفسیاتی کمزوری کی وجہ سے اکثر ایک انسان اپنے مرکز عقیدت کے ساتھ وابستگی کی بناء پر اس سے اختلاف کرنے والوں کو برداشت نہیں کرتا اور اسے اپنی وابستگی کا تقاضا قرار دیتا ہے یہ بات اگر دلائل کی حد تک ہو اور طرز بیان تعمیری ہو تو حرج نہیں بشرطیکہ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ دوسری طرف بھی وہی سچائی ہے جو تمہارے ہاں ہے صرف فروع اور ان کی تعبیر کا فرق ہے۔ اپنے مذہب و مشرب کی خوبیاں بیان کرو۔ دوسروں پر جارحانہ تنقید نہ کرو۔ لیکن اس کوتاہی میں مختلف امتیں اپنے اپنے دور میں گرفتار رہیں۔ اور ایک دوسرے کی تلغیط و تردید کرتی رہیں جیسے یہود و نصاریٰ۔ لیکن قرآن کریم نے ہمیں اس راہ راست پر چلایا کہ تمام انبیاء و رسل علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی عظمت کو دل سے تسلیم کرو اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد عظمت و جلالت اور برتری کا یوں اعتراف و اعلان کرو کہ کسی نبی علیہ السلام کی بے ادبی نہ ہونے پائے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ایمان کی وضاحت یوں فرمائی آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکة وکتبه ورسله

لانفرق بین احد من رسلہ کہ رسول علیہ السلام اس کتاب پر مکمل ایمان رکھتے ہیں جو ان کی طرف ان کے پروردگار کی طرف سے اتاری گئی اور اسی طرح ایمان والے یہ سب اللہ تعالیٰ کو اس کے فرشتوں' کتابوں اور اس کے رسولوں کو دل سے مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔ توحید و رسالت کے بنیادی مسائل ایک سے ہیں البتہ جزئیات و فروعات یعنی شریعت ہر رسول علیہ السلام کی جدا ہے۔ اور ان کے تتبع میں یہی توازن شریعت وطریقت کے ائمہ مجتہدین اور عارفین کاملین کی تحقیقات اور احوال میں جاری رہا۔ چاروں ائمہ مجتہدین جو کہ مذکور الصدر وضاحت کے مطابق عارفین کاملین بلکہ اعرف و اکمل ہیں ان کے مقلدین کے لئے یہی میزان لازم ہے کہ تقلید ایک امام کی کریں لیکن عقیدت ومحبت سب سے ہو۔ جارحانہ تنقید جو بغض وعناد اور نفرت کا موجب ہرگز جائز نہیں۔

امام شعرانی نے اس صراط مستقیم کو کامیاب کوشش کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک انعام یہ بھی ہے کہ جب میں نے ائمہ مجتہدین کے مذاہب کے علوم میں تبحر حاصل کیا تو میں ان کے مذاہب کی توجیہات کثرت سے بیان کرتا ہوں اور جب کسی بھی امام مجتہد کا مذہب بیان کرتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں انہیں میں سے ایک ہوں۔ اور اسی دوران جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ میں حنفی یا حنبلی یا مالکی ہوں حالانکہ میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مقلد ہوں اور یہ اس لئے ہے کہ میں نے اقوال ائمہ کے مصادر کا احاطہ کیا ہے اور مجھے ان کے دلائل پر آگاہی ہے۔

اور بعض بے جا جرأت کرنے والے تو کبھی میری مذمت اور تنقیص کے لئے یہاں تک کہہ گزرتے ہیں کہ یہ کسی مذہب فقہ کا پابند نہیں حالانکہ میں اپنی آگہی کی وسعت کی بناء پر مذاہب ائمہ بیان کرتا ہوں دین میں بے جا جرأت یا رخصتوں کے تتبع کے لئے نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب میں نے مذاہب کے دلائل کی کتابیں تصنیف کیں تو مجھے پتہ چلا کہ تمام مجتہدین کسی چیز میں بھی سنت سے باہر نہیں نکلتے۔ بات صرف اتنی ہے کہ بعض سختی کرتے ہیں جب کہ بعض تخفیف کے قائل ہیں ان میں سے کوئی حدیث یا قرآن پاک کے صریح لفظوں سے دلیل لیتا ہے تو کوئی ان کے مفہوم سے استدلال کرتا ہے۔ بعض اس سے سند لیتے ہیں جس سے مفہوم اخذ کیا گیا تو کوئی اصل صحیح کے مطابق قیاس صحیح سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں تو ان سب کے مذاہب شریعت مطہرہ سے ہی تیار کئے گئے ہیں۔ ان کا تانا بانا شریعت پاک ہی ہے۔

میزان کبریٰ کا وزن

اور میں نے تمام ائمہ کے اقوال کے مابین مطابقت میں ایک میزان رکھی جس کے مطابق مجتہدین کے تمام مذاہب اور ان کے مقلدین کے اقوال شریعت مطہرہ کی طرف ہی لوٹتے ہیں۔ میرے ہم عصروں میں مجھے اس کا ذوق رکھنے والا کوئی نہیں ملا۔ یہ کتاب شیخ شہاب الدین الشبلی الحنفی نے مستعار لے کر چند دن اپنے پاس رکھی پھر اسے لوٹا دیا اور کہا کہ یہ تیری ہی خصوصیت ہے میں تو اپنے مذہب کے کلام کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ میں نے کہا: تو پھر کیا یہ باطل ہے؟ کہنے لگے اس کے کلام کا دبدبہ باطل پرست کے کلام جیسا نہیں۔ میں نے اسے سیدنا ومولانا حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ نے اس کی اجازت عطا فرمائی اور مجھے فرمانے لگے کہ اس امر کا احاطہ صرف وہی کر سکتا ہے جس نے شریعت کو کمال کی آنکھ سے دیکھا ہو اور

اسے اس سرچشمہ پر آ گاہی ہو جہاں ہر مذہب نکلتا ہے اور اولیاء اللہ میں سے قلیل حضرات ہی کو اس کا ادراک ہے۔

اسی بناء پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کسی امام مذہب کے خلاف کسی کو کہنے یا لکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رد میں ایک جزو لکھا اور مجھے دکھانے کو لایا میں نے اسے دھتکار دیا اور اس کی بات پر کان نہ دھرا۔ پس اس نے میرے پاس آنا چھوڑ دیا۔ ایک دن اپنے گھر کی سیڑھی سے گر پڑا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور کولہے کا جوڑ اپنی جگہ سے نکل گیا۔ وہ ابھی تک ٹوٹا پڑا ہے اور اپنے اوپر ہی بول و براز کرتا ہے۔ اس نے کئی دفعہ مجھے عیادت کے لئے بلایا لیکن میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کی وجہ سے اس کی عیادت نہ کی کہ اس طرح آپ کے گستاخ سے تعلق رکھوں۔

چند فقہی اقوال کی توجیہہ اور مستعمل پانی کا حکم

احناف کے نزدیک مستعمل پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ اس کی توجیہہ میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن سفروں میں پانی قلیل ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مستعمل پانی وضو کے لئے دوبارہ استعمال کرنے کی خاطر جمع نہیں کرتے تھے بلکہ اسکی بجائے تیمّم کر لیتے کیونکہ حدیث کی نص کے مطابق اس مستعمل پانی میں گناہ شامل ہو گئے اور جس میں گناہ مل جائیں وہ پانی شرعاً آلودہ ہو گیا۔ پس مسلمان کو نہیں چاہیے کہ اسے طہارت کے لئے استعمال کرے کیونکہ مقام طہارت کی شان یہ ہے کہ وہ جسم کی طہارت اور پاکیزگی زیادہ کرتی ہے جب کہ گناہوں سے آلودہ پانی جسم کی آلودگی بڑھاتا ہے پس اگر بندے سے حجاب کھول دیا جائے تو وضو خانے کا مستعمل پانی اسے یوں دکھائی دے جیسے اس میں مردار پڑ گئے ہوں اور یہ گناہوں کے معیار کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے زنا۔ لواطت۔ شراب نوشی۔ غیبت۔ چغلی وغیرہ کبیرہ گناہوں اور صغیرہ گناہوں اور مکروہاتّ کے اعتبار سے۔ پس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ آپ کے تین اقوال کبائر۔ صغائر اور مکروہات کو عموماً شامل ہوئے۔ اس لئے کہ آپ کے ایک قول کے مطابق مستعمل پانی نجاست غلیظہ کے حکم میں ہے دوسرے قول کے مطابق درمیانی نجاست کے حکم میں ہے جب کہ ایک قول کے مطابق پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں۔ نجاست غلیظہ کے حکم میں احتیاط کا پہلو اختیار فرمایا کہ بعض مرتبہ وضو کرنے والا کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور درمیانے درجہ کی نجاست کے قول کی وجہ یہ ہے کہ لوگ غالباً صغائر کا ارتکاب کرتے ہیں اور یہ حرام اور مکروہ کی درمیانی حالت ہے۔ جب کہ تیسرے قول کے مطابق پاک ہے پاک کرنے والا نہیں ہے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ اصل تو کبائر اور صغائر کا ارتکاب نہ کرنا ہے تو باقی صرف مکروہ کا ارتکاب رہ گیا۔

مستعمل پانی میں گناہ کی آمیزش اور اس کی تقسیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالی سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک خاتون نے دوسری کے متعلق بات کی جس میں غیبت کا مفہوم پایا جاتا تھا تو آپ نے فرمایا لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْمَزَجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ یعنی تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں مل جائے تو اسے متغیر اور بدبودار کر دے تو جب اتنی سی بات بحرِاعظم کے پانی کو متغیر کر سکتی ہے تو کبیرہ گناہوں سے آلودہ پانی اگر چھوٹے سے حوض میں گر جائے تو اس کا کیا حال ہوگا تو اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں پر رحمت فرمائے جنہوں نے مسجدوں کے مستعمل پانی والے حوضوں سے وضو منع فرمایا کیونکہ وہ بحرِمحیط

کے مقابلہ میں ایک چھوٹا سا قطرہ ہیں تو وہ تو زیادہ متغیر اور بدبودار ہوں گے۔

اور جن حضرات نے مستعمل پانی سے طہارت کے جواز کا قول کیا ہے تو وہ اس لئے کہ معنوی گناہوں کے ساتھ پانی کی آلودگی کا مشاہدہ کسی کو نہیں ہوسکتا سوائے اہل کشف کے اور انسان کو اس پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے سے روکا جائے گا جس کی آلودگی کا وہ مشاہدہ کرے۔

آخری تشہد میں درود شریف کے وجوب کا مسئلہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آخری تشہد میں جس نے درود شریف پڑھنا واجب قرار نہیں دیا تو وہ اس لئے کہ نماز کی حاضری اصل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے خاص ہے کئی مرتبہ نمازی کے قلب پر ہیبت الٰہیہ کا غلبہ ہوتا ہے تو اسے حضرت الٰہیہ کے اکابر میں سے کسی کی طرف توجہ نہیں رہتی تو بعض علماء کرام نے ایسوں کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا واجب نہیں بلکہ مستحب قرار دیا ہے۔ بخلاف ان اکابر کے جو کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ اس کی مخلوق کے ساتھ کرتے ہیں۔ انہیں شہود ذات الٰہیہ اس کی خلق کے شہود سے مشغول نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا عکس تو ان پر دربار خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ ان کا واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ ان میں سے کسی کے لئے کسی عبادت میں بھی دربار الٰہیہ کا قرب ممکن نہیں مگر جب کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ان کے امام ہیں۔ چنانچہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ مردوں میں سے وہ شخص کامل ہے جسے شہود الٰہی اس کی مخلوق کے شہود سے حجاب نہ ہو اور نہ ہی اس کا عکس بلکہ ہر صاحب حق کو اس کا حق دے پس معلوم ہوا کہ جس نے درود شریف کے واجب نہ ہونے کا قول کیا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کی اہانت کے طور پر ہرگز نہیں بلکہ اس تجلی ہیبت کی عظمت کے لئے ہے جو کہ نمازی کے قلب پر وارد ہوئی۔

خروج بصنعہ یعنی نماز سے باہر آنے کی نیت کے وجوب کا مسئلہ

جس نے نماز سے ارادۃً باہر آنے کو واجب کہا وہ اس لئے ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ کے دربار خاص میں ہوتا ہے اور ہم میں سے ادب والوں کو معلوم ہے کہ ان میں سے جب کوئی کسی بڑے کی مجلس میں بیٹھا ہو تو ادب کا تقاضا ہے کہ وہاں سے اٹھنے سے پہلے تعظیماً اس سے اجازت لے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کا اس بارے میں زیادہ حق ہے اور اے بھائی! ذرا غور کر کہ تیرا ہم مجلس اگر تجھ سے اذن مانگے بغیر اٹھ جائے تو' تو اس سے کس قدر وحشت محسوس کرے گا اس انس ومحبت کے برعکس جو اذن مانگنے پر تجھے حاصل ہوگی اور مخلوق کے اکابر کے ساتھ جو معاملہ ادب کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ مستحق ہے اور جس نے ارادۃً باہر نکلنے کو واجب قرار نہیں دیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت اور ایسے معاملات میں بندوں سے عفو و درگزر کو پیش نظر رکھا۔ یہ چند ایک مثالیں طہارت اور نماز کے حوالے سے فقہی اور مسلکی اختلاف کی توجیہہ کے سلسلے میں ذکر کر دی ہیں ورنہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میزان کبریٰ میں بڑی تفصیلات ہیں کہ اس کتاب کا موضوع ہی یہی ہے۔

اکابر صوفیاء کے بعض اقوال کی توجیہات

یہ ایک نازک مسئلہ ہے کہ بعض اکابر کے اقوال بظاہر خلاف شریعت معلوم ہوتے ہیں جس کی بناء پر عموماً اہل علم بھی ان پر شدید

انکار کرتے ہیں اور انہیں موردِ طعن قرار دیتے ہیں۔ امام شعرانی فرماتے ہیں صوفیاء کے جس کلام پر انکار و اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ خلاف شریعت بات جوانہوں نے کہی ہی نہیں ہوتی بعض مخالفین نے ان کی کتابوں میں اپنی طرف سے بہتان طرازی کرتے ہوئے شامل کر دی جیسا کہ شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات مکیہ۔ فصوص الحکم میں بعض باتیں ظاہر شرع کے خلاف شامل کر دی گئیں جیسا کہ بدرالدین بن جماعتہ نے فرمایا ہے۔ کبھی انکار کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انکار کرنے والا قوم صوفیاء کی اصلاحات سے واقف نہیں اور ان کے مقامات کا ذوق نہیں رکھتا جیسا کہ عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدۂ تائیہ میں ان کی گفتگو ہے۔

پس عاقل وہ ہے جو کہ انکار نہیں کرتا بلکہ جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے ان باتوں میں سے قرار دے جو اس کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ خصوصاً اس لئے کہ ہمیں اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی ایک کے متعلق بھی یہ بات نہیں پہنچی کہ انہوں نے لوگوں کو وضو یا نماز یا روزہ وغیرہ کو ترک کرنے کا خلاف شرع حکم دیا ہے۔ بلکہ ان کے تمام رسائل کتاب وسنت کی پابندی۔ اپنے اخلاق و اعمال کے علاج۔ انہیں آلودگیوں اور اخلاص کو مجروح کرنے والی علتوں سے پاک کرنے۔ تکلیف برداشت کرنے۔ کسی کو نہ ستانے۔ زہد۔ پرہیزگاری اور خوف خدا کو اپنانے کے حکم کے ساتھ معمور ہیں۔ بلکہ کئی مرتبہ ان کا انکار کرنے والا خود ان عام صفات کی ضد سے آلودہ ہوتا ہے۔

چنانچہ کبھی عارف ربانی اپنی نظم وغیرہ میں حق تبارک وتعالیٰ کی زبان پر یعنی اس کی ترجمانی میں کلام کرتا ہے۔ کبھی لسان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بولتا ہے کبھی قطب کی زبان پر گفتگو کرتا ہے تو ان میں سے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی زبان پر کہہ رہا ہے تو وہ انکار میں جلدی کرتا ہے۔ بعض اوقات ایک عالم دین بعض صوفیہ پر عوام اور حجاب والوں پر رحم کرتے ہوئے اس خوف کی وجہ سے انکار کرتا ہے کہ یہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے اسے پریشان کریں اور یوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیں۔ یہ انکار اس صوفی پر من کل الوجوہ رد کے لئے نہیں ہوتا جیسا کہ شیخ برہان الدین البقاعی نے سیدی عمر بن الفارض رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اس حکمت عملی کو اپنایا اور بعض دوسرے حضرات نے شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ کے کلام میں گفتگو فرمائی۔

اسی لئے حضرت سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی کامل اسی وقت مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے جب کہ اس کا کلام ظاہر شریعت کو داغدار نہ کرے۔ کیونکہ حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی شریعت پر امین بنایا ہے۔

اقوال اکابر کے متعلق مسلک احتیاط

سیدی علی بن وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قوم صوفیاء کے حضور سر تسلیم خم کرنا ہی زیادہ سلامتی کا راستہ ہے اور ان پر اعتقاد رکھنا ہی زیادہ غنیمت کا باعث ہے۔ جب کہ ان پر انکار و اعتراض دین کو برباد کرنے کے لئے سم قاتل ہے۔ اور کئی دفعہ بعض منکرین مرتد ہو گئے اور اسی میں مرے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔

توجیہات

مذکورہ بالا وضاحتوں کے بعد ہم ان توجیہات میں سے چند ایک پیش کرتے ہیں جو کہ اس باب میں امام شعرانی قدس سرہ

العزیز نے بیان فرمائی ہیں۔

قولِ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کی توجیہہ

آپ کا قول ہے طاعتک لی یا رب اعظم من طاعتی لک ۔ اے میرے پروردگار! تیرا میری طاعت کرنا میرے تیری طاعت کرنے سے زیادہ عظیم ہے۔ اس کی توجیہہ یہ ہے کہ اے میرے پروردگار! میری دعا کو تیرا قبول فرما لینا یعنی میں گزارش کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ مجھ پر رحم فرما۔ مجھے معافی عطا فرما۔ اور میرا مواخذہ نہ فرما۔ تیرا اسے قبول فرما لینا اس سے کہیں زیادہ عظیم ہے کہ میں تیرے حکم کی تعمیل کروں اور تیری نہی سے رک جاؤں۔ کیونکہ تو عظیم ہے اور میں حقیر۔ تو آقا ہے اور میں بندہ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب والوں نے اس قسم کے الفاظ کو چھپا کر اسے دعا کا نام دیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا مطیع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند و بالا ہے۔ یعنی دعا کو قبول فرمانا مراد ہے۔

دوسرا قول اور اس کی توجیہہ

آپ نے ایک قاری کو سنا کہ پڑھ رہا تھا ان بطش ربک لشدید یعنی تیرے پروردگار کی پکڑ البتہ سخت ہے آپ نے سن کر ایسی چیخ ماری کہ ناک سے خون بہنے لگا اور کہا بطشی اشد من بطشه بی ۔ یعنی میرا پکڑنا اس کے مجھے پکڑنے سے زیادہ سخت ہے۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھے پکڑنا تو رحمت کے ساتھ ہی مخلوط ہوگا کیونکہ اپنے بندے پر اس کی رحمت اس پر اس کے غضب پر غالب ہے۔ کیونکہ حدیث قدسی میں اس کا ارشاد ہے سبقت رحمتی غضبی کہ میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے۔ پس وہ اپنے بندے پر اس کی والدہ مشفقہ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ جب کہ بایزید کی پکڑ ایسی نہیں وہ تو محض انتقام ہے جس میں رحمت کی آمیزش نہیں کیونکہ تنگی کی وجہ سے اس کا غضب اس کی رحمت پر غالب ہے۔ تو گویا اس کا اپنے بھائی کو پکڑنا اللہ تعالیٰ کے اسے پکڑنے سے زیادہ سخت ہے خصوصاً اپنے دشمن کو جب کہ اس پر قابو پالے تو قریب نہیں کہ اس پر دنیا و آخرت میں رحم فرمائے۔ شیخ محی الدین وغیرہ نے اس کی اس طرح تاویل کی ہے۔

شیخ شبلی کے قول کی توجیہہ

آپ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ میری ذلت نے یہود کی ذلت معطل کر دی۔ اس میں آپ کی مراد یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میری عاجزی اس کے دربار میں یہود کی ذلت سے زیادہ بڑی ہے کیونکہ عاجزی والا اللہ تعالیٰ کی عظمت کے متعلق اپنی معرفت کے معیار پر ہی عاجزی کرتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا عرفان زیادہ رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کی عاجزی یہود کی ذلت سے زیادہ ہوگی۔

دوسرا قول اور اس کی توجیہہ

آپ سے یہ قول بھی منقول ہے ما فی الجبة الا اللہ یا ما فی الجثة الا اللہ ۔ جثہ بمعنی بدن۔ یعنی جبہ یا جثہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں۔ اس سے آپ کی مراد ہو سکتی ہے کہ میرے جسم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی فاعل نہیں۔ جیسا کہ بعض نے کہا:

ما فی الکونین الا اللہ تعالیٰ تو اس سے اس کی مراد کونین کی نفی ہرگز نہیں۔ اور نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلق میں حلول فرمایا۔ کیونکہ اس نے جیسے کہ تو دیکھتا ہے کونین کا اثبات فرمایا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کا اور ان کے افعال کا خالق ٹھہرایا۔

قول شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجیہہ

آپ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے میرے قلب نے میرے کی طرف سے یہ بات بیان کی یا مجھے میرے رب نے میرے قلب کی طرف سے یہ بات بیان کی۔ یا مجھے میرے رب نے مجھے اپنی طرف سے یہ بات بیان فرمائی۔ درمیان سے واسطے اٹھا دیئے۔ آپ کی مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایسے کلام فرمائی جس طرح کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے فرمائی۔ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ الہام کے فرشتے کے ذریعے آپ کو بعض احوال کے بیان میں الہام فرماتا ہے۔ تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی فہرست میں آتا ہے کہ اگر میری امت میں محدث (دال مشدد کی زبر کے ساتھ) ہو تو عمر ہے۔

اور اس کی وضاحت یہ ہے اولیاء اللہ کو جو وحی الہام ہوتی ہے اس میں اور اس وحی میں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے لئے یا اپنی امتوں کے لئے شریعت مقرر کرنے کے لئے ہوتی ہے فرق یہ ہے کہ نبی فرشتے کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کی کلام سنتا ہے۔ پس وہ فرشتے کے مشاہدہ اور سماع کلام دونوں کا جامع ہوتا ہے جب کہ ولی اس طرح نہیں کیونکہ وہ فرشتے کی کلام سنتا ہے اسکا جسم نہیں دیکھتا اور اگر اس کا جسم دیکھے تو کلام نہیں سنتا اور اس میں راز یہ ہے کہ نبی شریعت جاری فرماتا ہے جب کہ ولی اس کی پیروی میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی دعوت دیتا ہے جو کہ اس ولی کے نزدیک حتما ثابت ہوتی ہے پس اسے کسی امر کے مزید انکشاف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب کہ نبی علیہ السلام شرع جدید جاری فرماتا ہے اور دوسری شرع منسوخ کرتا ہے تو اسے مزید انکشاف و تاکید کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اے بھائی وحی الہام اور وحی کلام میں فرق کرتا کہ تو سربرآوردہ علماء میں سے ہو جائے شیخ ابوالمواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ نے اسی طرح تقریر فرمائی ہے۔

قلب عارف لوح محفوظ ہے

اور صوفیاء سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا لوح محفوظ وہ قلب عارف ہے۔ ان کی مراد لوح محفوظ کی نفی نہیں۔ بلکہ ان کی مراد صرف یہ ہے کہ جب قلب عارف روشن ہوتا ہے تو لوح محفوظ کے مندرجات اس میں نقش ہو جاتے ہیں جس طرح شیشے کے سامنے لکھی ہوئی تختی کر دیں تو اسکے تمام نقوش شیشے میں مرتسم ہو جاتے ہیں۔ سچ فرمایا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء آں چہ محفوظ است محفوظ از خطاء

اس سلسلہ توجیہات کی چند ایک مثالیں پیش کی ہیں ورنہ آپ نے دیگر شرعی اور روحانی موضوعات کے ساتھ ساتھ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے اور ائمہ مجتہدین اور اکابر صوفیاء کا خوب دفاع کیا ہے اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعام کے طور پر فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے معاصرین میں سے کسی نے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے مقلدین کی طرف سے مجھ سے زیادہ جوابات دیئے ہوں۔ اگر تعصب سے پاک شخص میرے پاس بیٹھے اور مجھ پر تمام مذاہب کے وہ اقوال پیش کرے جو کہ دوسروں کے نزدیک متضاد ہیں تو میں تکلف کے بغیر انہیں جمع کر دوں گا۔

اور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے جوانی میں خواب میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی جب کہ امام مالک ان کی بائیں جانب بیٹھے ہیں اور میں ان دونوں کے سامنے کھڑا ہوں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اس نوجوان کی طرح ہماری طرف سے کسی نے جوابات نہیں دیئے۔ پس مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔

یہ ایک ایسا اہم اور مفید موضوع ہے کہ اس کی بدولت بے شمار لوگوں کے ایمان محفوظ رہے۔ ورنہ اعتراض کی بدولت جانے کس قدر لوگ اپنی عاقبت خراب کرتے۔ کیونکہ اہل اللہ پر اعتراض کی بدولت انجام خراب ہوتا ہے چنانچہ مشہور قول ہے کہ لحوم الاولیاء مسمومۃ کہ اولیاء اللہ کے گوشت زہر آلود ہیں یعنی ان پر اعتراض کرنے والے کا ایمان نہیں بچتا۔ صورتحال کی نزاکت کے پیش نظر دیگر اکابر نے بھی توجیہات فرمائی ہیں چنانچہ طبقات میں الشیخ الامام احمد ابوالعباس المرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترجمہ میں امام شعرانی فرماتے ہیں کہ آپ نے حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ کے خضت بحرا وف الانبیاء بساحلہ میں اس سمندر میں داخل ہوں جس کے ساحل پہ انبیاء علیہم السلام کھڑے ہیں کے متعلق فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء علیہم السلام تک پہنچنے سے اپنی کمزوری اور عاجزی کا اعتراف کر رہے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بحر توحید میں داخل ہوئے اور دوسری سمت میں ساحل پر کھڑے ہو کر مخلوق کو اس میں داخل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں اگر میں کامل ہوتا تو میں بھی وہاں کھڑا ہوتا جہاں یہ نفوس قدسیہ کھڑے ہیں۔ ابن عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ نے بایزید رضی اللہ عنہ کے کلام کی جو تفسیر کی ہے یہی حضرت بسطامی کے مقام کے شایاں ہے چونکہ یہ مسئلہ اہمیت و نزاکت کے اعتبار سے ضروری توجہ کا مستحق ہے اس لئے اسے چند ایک مثالوں کے ساتھ ذکر کر دیا کیونکہ بعض غیر ذمہ دار بلکہ بے ادب لوگ اہل اللہ پر ان کے اسی قسم کے اقوال کے حوالے سے اعتراض کر کے اپنا اور دوسروں کا ایمان برباد کرتے ہیں۔ اہل سعادت وہی لوگ ہیں جو اس جرم قبیح سے بچیں۔

مشائخ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بے شمار مشائخ سے کسب فیض کیا۔ مشائخ صوفیاء میں سے سب سے اہم حضرت شیخ علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا ذکر آپ کی اکثر تصانیف میں ملتا ہے خصوصاً مسائل تصوف کی وضاحت یا تائید میں آپ اکثر شیخ کا ذکر فرماتے ہیں نیز آپ نے شیخ علی الخواص کے پیرومرشد الشیخ ابراہیم المتبولی قدس سرہ سے بھی استفادہ فرمایا: ''علاوہ ازیں اپنے پیر بھائی الشیخ الصالح افضل الدین احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات بھی نقل فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے تصریح فرمائی ہے کہ میں نے اپنی کتاب لطائف المنن والا اخلاق کو انہیں تین شیوخ کے اخلاق سے مضبوط کیا ہے۔ اور اسکی وجہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب لطائف المنن میں مذکورہ انعامات واخلاق کی تائید میں ان تین مشائخ کے اخلاق ہی بیان کئے ہیں کیونکہ مجھے ان کے مریدین سے یہ بات تواتر کے ساتھ پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے مشائخ نے قوم صوفیاء کے نزدیک معروف شرطوں کے مطابق حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم بیداری میں مشافہتہً اپنے طریق کا فیض حاصل کیا ہے۔ پس حضرت شیخ ابراہیم المتبولی کے طریق پر میرے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو حضرات کا واسطہ ہے جب کہ آپ کے علاوہ دوسروں کے طریق میں صرف ایک شخصیت کا واسطہ ہے۔

شیخ الاسلام زکریا الانصاری الخزرجی رحمۃ اللہ علیہم جن کی خدمت میں بیس سال تک رہے۔

شیخ علی نور الدین المرصفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ القدوۃ الی اللہ عارف باللہ تعالیٰ سیدی محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ احمد السطحیۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔۲۰ سال تک ان کی خدمت میں رہے۔

شیخ عبد القادر الاشطوطی رحمۃ اللہ علیہ جن کی صحبت میں بیس سال رہے۔

سیدی شیخ عارف باللہ تعالیٰ ابو العباس الحریثی رضی اللہ عنہ جن کے ساتھ تیس سال صحبت رہی۔

الشیخ القدوہ نور الدین الشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ناصر الدین النحاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۱۵ سال تک ان سے مصاحبت رہی۔

علاوہ ازیں بے شمار اہل اللہ سے استفادہ فرمایا۔ باوجودیکہ آپ سلوک کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے جیسا کہ لطائف المنن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے لیکن آپ نے کئی ایک مجاذیب سے رابطہ رکھا اور ان سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ ان کا ذکر طبقات کے اواخر میں آئے گا۔

تصنیفات امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی خودنوشت داستان میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انعام فرمایا کہ میں نے شریعت میں بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ اکثر اپنے موضوع کے اعتبار سے نئی ہیں۔ مجھ سے پہلے کسی کی ایسی کاوش نہیں ملتی۔ چنانچہ چند ایک کے نام یہ ہیں۔

البحر المورود فی المواثیق والعہود

کشف الغمہ عن جمیع الامۃ جس میں آپ نے حفاظ کی طرف تخریج منسوب کئے بغیر مذاہب اربعہ کے دلائل جمع کئے ہیں۔

المنہاج المبین فی بیان ادلۃ المجتہدین جس میں کشف الغمہ کی احادیث کی تخریج فرمائی۔

البدر المنير فی غريب احاديث البشير والنذير

مشارق الانوار القدسيه فی بيان العهود المحمديه

لواقح الانوار القدسيه فی مختصر الفتوحات المكية

قواعد الصوفيه

مختصر قواعد الزركشی

منهاج الوصول الی علم الاصول

اليواقيت والجواهر فی بيان عقائد الاكابر

الجواهر المصون فی علوم كتاب الله المكنون

طبقات الصوفيه يعنی طبقات كبریٰ

مفحم الاکباد فی بیان مواد الاجتهاد

موائح الخذلان علی کل من لم یعمل بالقرآن

حد الحسام علیٰ من او جب العمل بالالهام

السبع و الفحص علی حکم الهام اذا خلف النص

البروق الخواطف لبصر من عمل بالهواتف

رسالة الانوار فی آداب العبودية

کشف الحجاب والران عن وجہ اسئلہ الجان جس میں آپ نے جنات کے علماء کے کچھ اوپر ستر سوالوں کے جوابات تحریر فرمائے جوانہوں نے توحید کے بارے میں آپ سے پوچھے۔

فرائد القلائد فی علم العقائد.

الجواھر والدار' اس میں آپ نے وہ علوم و اسرار جمع فرمائے جو شیخ علی الخواص سے سنے۔ ان کے متعلق امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقات میں فرمایا ہے کہ امی تھے لیکن قرآن عظیم اور سنت پاک کے معانی میں ایسی گفتگو فرماتے کہ علماء حیران رہ جاتے۔

الکبریت الاحمر فی بیان علوم الکشف الاکبر

الاقتباس فی علم القیاس

تنبیهه المغترین فی القرن العاشر علیٰ ما خالفوا فیه سلفهم الطاهر وغیرها

نوازشات ربانی برامام شعرانی

آخر میں حضرت شیخ کے خودنوشت معمولات میں سے چند ایک کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جنہیں آپ نے لطائف المنن میں نوازشات انعامات اور احسانات الٰہیہ کے حوالے سے سپردقلم فرمایا۔ جہاں یہ ایک عارف کامل کی حیات طیبہ کا مختصر تعارف ہوگا وہاں ان کے پاکیزہ اعمال اور ان کے عقیدہ توحید پر روشنی پڑے گی جس کی بدولت رب کریم نے انہیں ان کی کمالات سے نوازا اور یہ حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے گی کہ مقربین بارگاہ صمدیت' عارفین کاملین اور سالکین واصلین کے خداداد کمالات عقیدۂ توحید سے متصادم نہیں ہیں بلکہ اس کی برکات اور ثمرات ہیں جب کہ اس عظیم دستور تصوف یعنی طبقات کبریٰ کے ترجمہ ''برکات روحانی'' کے مطالعہ سے آپ کو پوری کتاب میں انہیں برکات وثمرات کا جہان نور کمالات اولیاء کی صورت میں نظر آئے گا چونکہ لطائف المنن کے مندرجات حضرت امام شعرانی قدس سرہ العزیز نے اپنی طرف سے بصیغہ متکلم بیان فرمائے اس لئے یہاں بھی آپ کی طرف سے ہی یہ حالات وکمالات اسی صیغے کے ساتھ بیان ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ بچپنے سے ہی قول۔ فعل اور اعتقاد کے حوالے سے مجھے سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کی پیروی کے لئے انشراح صدر حاصل ہے یعنی سنت پاک پر عمل کے لئے سینے میں فراخی محسوس کرتا ہوں جب کہ خلاف

سنت سے مجھے تنگی کا احساس ہوتا ہے۔ کئی دفعہ اس فعل کو اپناتے ہوئے رک جاتا ہوں جسے بعض علماء کرام نے اچھا سمجھا حتیٰ کہ میرے لئے اس فعل کے کتاب وسنت یا قیاس یا عرف کے موافق ہونے کی وجہ ظاہر ہو جائے۔

ضرورتِ شیخ

مجھے اہل طریقت کی خدمت میں حاضر ہونے اور ان کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا ذوق دل میں ڈالا گیا۔ چنانچہ بحمدہ تعالیٰ میں نے بے شمار اہل طریقت کی خدمت میں حاضری دی۔ بالخصوص ان تین مشائخ سے خصوصی فیض پایا سیدی علی المرصفی۔ سیدی محمد شناوی اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور مجھے ان تینوں مشائخ کے حضور باریابی پر ہی ضرورت شیخ کی تحقیق ہوئی ورنہ اس سے پہلے میں دوسرے لوگوں کی طرح یہی کہتا رہا کہ کیا (ارباب طریقت کی اصطلاح سے جدا) اس شریعت کے بغیر بھی دربار خداوندی تک رسائی کا کوئی راستہ ہے جو کہ ہمارے پاس موجود ہے؟ حتیٰ کہ میں نے معاملہ اس کے خلاف پایا۔

اور اہل طریقت کی فضیلت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کہنا ہی کافی ہے **ھل اتبعک علی ان تعلمنی مما علمت رشدا** ۔ (الکہف آیت ۶۶) کیا آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے رشد و ہدایت کا وہ خصوصی علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا۔ نیز حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوحمزہ البغدادی کی فضیلت کا اعتراف کرنا۔ امام احمد بن سریج رحمۃ اللہ علیہ کا ابوالقاسم الجنید کی عظمت کا اعتراف کرنا۔ حجۃ الاسلام ہونے کے باوجود امام غزالی کا اپنے لئے کوئی شیخ طلب کرنا جو کہ آپ کو طریقت کی رہنمائی کرے اسی طرح شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا اپنے لئے شیخ طلب کرنا حالانکہ آپ کو سلطان العلماء کا لقب دیا گیا۔ چنانچہ امام غزالی کے شیخ حضرت شیخ محمد الباذ غانی اور شیخ عزالدین کے شیخ حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی ہیں۔

چنانچہ امام غزالی جب اپنے شیخ مذکور کی خدمت میں حاضر ہوتے تو کہا کرتے کہ ہم نے اپنی عمر بے مقصد ضائع کی۔ آپ یہ بات اس ذوق کی نسبت سے فرماتے جو کہ آپ نے اہل طریقت کے احوال سے حاصل کیا اور شیخ عزالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ مجھے کامل اسلام کا عرفان شیخ ابوالحسن الشاذلی کی خدمت میں حاضری کے بعد ہی حاصل ہوا۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ عظمیٰ ہیں

اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی انعام ہے کہ جو حاجت بھی طلب کرتا ہوں اس میں اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطہ بناتا ہوں۔ کیونکہ آپ دربار الٰہیہ کے منتظم اعلیٰ ہیں۔ پس ہمارا اپنے پروردگار جل وعلا سے واسطہ کے بغیر مانگنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے۔ نیز یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ چونکہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتے بنا بریں ہمیں اس کی بارگاہ کے ادب کا عرفان نہیں جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عرفان حاصل ہے اور سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ اس سے پرہیز کر کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ حذف کر کے اللہ عزوجل سے بلا واسطہ کلام کرے کیونکہ اس وقت تو بدعتی ہوگا حضور علیہ السلام متبع نہیں ہوگا اور بندۂ کامل اس جگہ قدم نہیں رکھتا جہاں اسے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا قدم نظر نہیں آتا۔

اجازت طلب کرنا دستور یا اللہ دستور یا رسول اللہ دستور یا سیدی عبدالقادر جیلانی۔

جب میں قرآن کریم کی تلاوت۔ یا حدیث پاک یا علم دین کی کتاب پڑھ رہا ہوں اور کسی سے بات کرنے کی ضرورت پڑے تو اپنے دل کے ساتھ اپنے رب کریم جل وعلا سے یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یا ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک سے یا دیگر اولیاء سے اجازت طلب کرتا ہوں اور اپنے دل وزبان کے ساتھ عرض کرتا ہوں اے رب کریم! اجازت ہو کہ میں تیرے بندے کے ساتھ فلاں ضرورت کی بات کرلوں تو کہتا ہوں دستور یا رسول اللہ یا دستور یا محمد حنفی یا ابن ادریس۔ اور یہ اللہ تعالیٰ۔ اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء ربانیین کے حضور ادب کی وجہ سے کرتا ہوں۔

یہیں ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ بھی انعام ہے کہ رات یا دن میں کسی وقت پاؤں پھیلانا چاہتا ہوں تو اجازت لیتا ہوں دستور یا اللہ۔ یا کسی سمت میں پاؤں پھیلاتا ہوں تو پہلے یوں اجازت لیتا ہوں دستور یا سید المرسلین یا دستور یا سیدی عبدالقادر جیلانی۔ یا سیدی احمد یا ابن الرفاعی۔ یا سیدی احمد البدری یا سیدی ابراہیم الدسوقی۔ جو اولیاء حیات ظاہری میں ہیں یا واصل بحق ہو چکے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ میرا مشاہدہ ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضر ہوں یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یا اس کے دین کے اماموں کے سامنے حاضر ہوں اور یہ کیفیت دائمی ہے۔

وراثت روحانی - تنام عینی ولا ینام قلبی

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کی بدولت میری آنکھیں سوتی ہیں قلب نہیں سوتا۔ لیکن ایسا صرف اتوار کی رات کو ہوتا ہے اور مجھ سے پہلے یہ شرف شیخ ابوالربیع المالقی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔ اور آپ کا یہ مقام صرف پیر اور جمعرات کی رات کو ہوتا۔ جب کہ شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہیں یہ مرتبہ پورے ہفتہ بھر رہتا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اکثر میں سوتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں۔ اور میں اس تلاوت کا شمار رکھتا ہوں پھر بیداری میں اسی پر بناء کر کے آگے تلاوت کرتا ہوں البتہ نماز کی قرأت کی بنیاد اس پر نہیں رکھتا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شدت قرب

مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک انعام یہ بھی ہے کہ مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت قرب حاصل ہے اور اکثر اوقات میں میرے اور آپ کے مزار پر انوار کے درمیان فاصلے سمٹے رہتے ہیں یہاں تک کہ کئی دفعہ میں مصر میں بیٹھا ہوتا ہوں اور اپنا ہاتھ آپ کے حجرہ مبارک پر رکھ دیتا ہوں۔ اور میں آپ کے ساتھ یوں گفتگو کرتا ہوں جیسے کہ کوئی اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کے ساتھ کرتا ہے۔ اور اس امر کا ادراک صرف ذوق کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔ اور جسے یہ شہود نہیں وہ کئی مرتبہ اس کا انکار کر دیتا ہے حالانکہ انسان اپنے قلب کے تابع ہے نہ یہ کہ قلب جسم کے تابع ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں ہے کہ انسان کا قلب وہاں ہوتا ہے جہاں اس کا حال ہو پس اپنے اموال آسمان میں رکھ دو تمہارے قلوب بھی آسمان میں ہوں گے۔ یعنی اموال کی خیرات کرو آسمان کی طرف بلند ہوں گے اور تم اس کا ثواب وہاں دیکھو گے۔

اور سیدی شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ اگر جنۃ الفردوس یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پلک جھپکنے کی قدر مجھ سے اوجھل ہو جائیں یا کسی سال مجھ سے وقوف عرفات رہ جائے تو اپنے آپ کو مردان راہ میں سے شمار نہیں کروں گا۔ امام شعرانی فرماتے ہیں فقراء اس قسم کا جو دعویٰ کریں اسے تسلیم کرو اور انکار نہ کرو۔ سوائے اس کے جسے شریعت نے صراحتاً غلط قرار دیا ہو۔ کیونکہ صوفیاء کا اس امر پر اجماع ہے کہ جس نے ان کی کرامات میں کسی شے کا انکار کیا رسائی سے محروم رہا۔

حل مشکلات

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ تمام مشکلات میں اللہ تبارک وتعالیٰ پھر اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اعتماد کرتا ہوں اور مدد مانگتا ہوں کیونکہ اسی کے دست قدرت میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور ہمارے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا کوئی وسیلہ نہیں۔ جب کہ انسان اپنے دل کے ساتھ ہے کبھی اپنے آپ کو حضرت الٰہیہ اور دربار رسالت علی صاحبہا الصلوات والتحیات کے قریب دیکھتا ہے تو اسے کہیں اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں پڑتی اور کبھی محسوس کرتا ہے کہ بعید ہے تو حاجتیں پوری کرنے کے لئے اولیاء اللہ کا محتاج ہوتا ہے تو پھر ان کے ساتھ رابطہ کرتا ہے۔

اور میں نے اپنا ورد بناء رکھا ہے کہ ہر شب ہزار مرتبہ یہ وظیفہ پڑھتا ہوں **اللھم حبیب نبیک محمداً فی** یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ محبت فرمائیں۔ اور یہ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ جب آپ نے میرے ساتھ محبت فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ دنیا و آخرت کی پریشانیوں کے لئے مجھے کافی ہوں گے۔

مظلوم کی فریاد رسی

مجھے کھانا کھلانے۔ پانی پلانے اور مظلوم کی فریاد رسی کے ساتھ محبت ہے۔ اور یہ اس لئے کہ بعض مشائخ کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو عرض کی کہ مجھے نماز اور روزے پر مستزاد کوئی عمل ارشاد فرمائیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک رسائی حاصل ہو سکے تو آپ نے فرمایا کہ مذکورہ بالا تین خصلتوں کو اپناؤ۔

بحمد اللہ تعالیٰ جو شخص بھی میرے پاس آتا' اسے کھانا اور مشروب پیش کرتا ہوں اور جو بھی مجھ سے استغاثہ کرتا ہے میں شرعی طریق کار کے مطابق اس کی دادرسی کرتا ہوں۔

نیند کی نحوست اور بیداری کی برکت

اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اپنے کسب کی حیثیت سے رات اور دن میں جب بھی سوتا ہوں ندامت محسوس کرتا ہوں کیونکہ ساری خیر تو بیداری میں ہے۔ تو جس نے نیند پیاری کی اس نے نقصان کیا۔ مردوں کے ساتھ لاحق ہونے اور اچھے اعمال سے غافل ہونے کو پیارا کیا اور اس کی دنیا و آخرت کی مصلحتیں فوت ہو گئیں۔ کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ پر کبھی بھی نیند جائز نہیں کیونکہ وہ نقص ہے۔ اسی طرح چونکہ ملائکہ دربار خداوندی سے قرب رکھتے ہیں ان سے نیند کی نفی کر دی گئی۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں آرام کرتی ہیں دل نہیں سوتے۔ اسی طرح چونکہ اہل جنت ارفع و اعلیٰ مکانوں اور معصیتوں سے پاک اور باعظمت مقامات میں ہوں گے اس لئے ان سے بھی نیند کی نفی فرمائی گئی کہ یہ نقص ہے پس تمام خیر بیداری میں اور

تمام شر نیند میں ہے۔ اسی لئے عارفوں نے بیداری کی ولایت کے ارکان میں سے ایک رکن قرار دیا ہے۔

سیدی علی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ لقمہ حلال اور ترک حرام وشبہات کی طرح کوئی چیز نیند دور نہیں کرتی۔ تو جس نے حرام اور شبہات کھائے اسے نیند زیادہ آتی ہے۔ اور یہ بھی (یعنی ایسوں کو نیند زیادہ آنا) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک اندازہ ہے اس لئے کہ لقمہ حرام سے اعضاء کو گناہوں کی تحریک ہوتی ہے پس اس سے ہر عضو گناہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نیند وارد کر کے اس پر فضل فرماتا ہے تا کہ اسے گناہوں سے بچالے۔ جس طرح کہ حلال کھانے والے پر بیداری کے ساتھ فضل فرماتا ہے تا کہ اسے رات دن اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشے۔

مزارات اولیاء کا عرفان

اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ ولی کے مزار کی زیارت کے وقت میں پہچان لیتا ہوں کہ صاحب مزار موجود ہے یا نہیں۔ کیونکہ اکثر اولیاء اللہ کو اپنی قبروں میں سیر وسیاحت کی اجازت ہے پس وہ جاتے آتے رہتے ہیں۔ اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ کو یہ مقام حاصل تھا۔ جب دیکھتے کہ کوئی شخص کسی ولی کے مزار کی زیارت کا عزم کئے ہوئے ہے تو اسے فرماتے کہ جلدی چلا جا کیونکہ وہ فلاں جگہ جانے کے لئے تیار ہیں اور بعض اوقات فرماتے کہ ابھی نہ جاؤ کہ وہ آج کے دن وہاں نہیں ہیں۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو حاضر ہوا تو آپ کو مزار میں نہ پایا۔ کچھ دیر بعد تشریف لائے اور فرمایا: معذرت خواہ ہوں مجھے کچھ کام تھا۔ اور سیدی علی البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت حضرت بروز ہفتہ سورج طلوع ہونے سے پہلے کیا کرو کہ اس وقت آپ حاضر ہوتے ہیں اور سیدی ابراہیم الاعرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت صرف جمعہ کی رات مغرب کے بعد کیا کرو۔ جب کہ حضرت یاقوت العرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت صرف منگل کے دن بعد ظہر کیا کرو۔ اور جب میں فوت ہو جاؤں تو میری زیارت بروز ہفتہ صبح کے بعد کیا کرنا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ اسے صرف وہی پہچان سکتا ہے جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے روشنی بخشی ہو۔ علاوہ ازیں جو زیارت کرتا ہے وہ نیت سے کرتا ہے اگر اسے صاحب مزار اپنی قبر میں نہ بھی ملے تو بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اس کا اجر ہے۔

حقیقتِ زہد

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی احسان فرمایا ہے کہ میں اپنے جی میں یہ خیال نہیں کرتا کہ میرے پاس جو نقدی۔ کپڑے کھانے پینے کی چیزوں اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس میں اپنے مسلمان بھائیوں میں سے کسی سے زیادہ میرا حق ہے مگر جب کہ مجھے اس چیز کی اس مسلمان بھائی سے زیادہ ضرورت ہو تو اس وقت میں اپنے آپ کو اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے مقدم رکھتا ہوں کہ **ابدء بنفسک ثم بمن تعول** یعنی پہلے اپنی ضرورت پوری کرو پھر اپنے عیال کی۔ نیز اس حدیث پاک عمل کرتا ہوں **الاقربون اولی بالمعروف** کہ زیادہ قریبی نیکی کے زیادہ مستحق ہیں اور انسان کے نفس سے زیادہ اس سے قریب کوئی نہیں۔ پس وہ اس کا سب سے

قریبی پڑوسی ہے بلکہ وہ اس کی حقیقت ہے اور اس خلق کے ساتھ بہرہ ور ہونا اسی وقت درست قرار پاتا ہے جب کہ دنیا میں اس کا زہد مستحکم ہو۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق پر رحم کرنے کی عادت ہو۔

اور مقام زہد میں اس کے پختہ ہونے میں سچا ہونے کی کسوٹی یہ ہے کہ جب اس کے پاس اس کی ضرورت سے زیادہ دینا داخل ہو تو اس کا دل تنگی محسوس کرنے لگے اور جب اس کا ہاتھ تنگ ہو اور رات کا کھانا تک میسر نہ ہو تو خوشی محسوس کرنے لگے اور اس کیفیت کو پہنچ جائے کہ اگر کوئی شخص اس کی سونے کی ڈبیہ چرالے جو کہ ضروریات کے لئے تیار کر رکھی تھی تو اس کا ایک بال تک بھی متغیر نہ ہو اور اگر کوئی شخص اس کے سامنے اس کا صندوقچہ کھولے اور یہ چپ رہے اور وہ سامان وغیرہ نکال لے تو اسے یہ نہ کہے کہ اسے چھوڑ دو یا کچھ میرے لئے رہنے دو...... اگر اس کے احساسات مندرجہ بالا کوائف کے خلاف ہوں تو اس نے زہد کی مہک تک نہیں پائی۔

حضرت مؤلف امام شعرانی قدس سرہ العزیز کا نہایت مختصر تعارف سپردقلم کیا ہے جو دراصل آپ کی اپنی داستان اپنی ہی زبان میں ہے۔ یعنی داستان خود بزبان خود جسے فقیر حقیر نے آپ کی عظیم تالیف لطائف المنن والاخلاق کے چند ایک مقامات سے لیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اور طبقات کبری میں مذکور تمام اکابر اسلام کے نقوش سیرت اور ان کے زریں عقائد جو کہ دین اسلام کی صحیح اور کامل تعبیر وتصویر ہیں سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

طبقات کُبریٰ میں مذکور اکابر اسلام کی روحانیتوں سے اور اہل محبت وعقیدت سے جو کہ اس ترجمہ سے استفادہ کریں نہایت ادب واحترام سے درخواست ہے کہ اس فقیر حقیر محمد محفوظ الحق کے لئے استقامت علی الحق۔ نیز نجات ومغفرت کی دعا فرمائیں اور میرے والدین کے لئے سعادت دارین اور میری اولاد کی اصلاح وفلاح اور صراط مستقیم پر ہردوام وثبات کے لئے بحضور رب العزت التجا کریں۔ غوث الوریٰ حضور والی بغداد وسیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت سے بالخصوص نگاہ کرم کی درخواست ہے کیونکہ عتبہ عالیہ غوثیت کی طرف منسوب ہونے والے گداؤں کے لئے اسی جناب سے قبولیت کا وعدہ ہے خدا کرے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عبد ذلیل وحقیر کو قبولیت کا شرف بخشیں۔ قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون۔

خاک پائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

محمد محفوظ الحق غفرلہٗ

جامع مسجد غلہ منڈی بورے والہ

۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲ء پنجم صفر المظفر ۱۹ اپریل بروز جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل وسلم علٰی سیدنا محمد قد ضاقت حیلتی ادرکنی یارسول اللہ
صلی اللہ علٰی سیدنا محمد وعلٰی اٰلہٖ و صحبہٖ وسلم.

ہمارے سردار اور مولیٰ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف ہمارے قائد' شیخ' امام' عالم عامل' عارف باللہ تعالیٰ' امام المحققین' قدوۃ العارفین تمکین کے نہایت قوی قواعد کے ساتھ فقراء اور مریدوں کی تربیت فرمانے والے محققین کے اشارے کی معنوی گہرائیوں کے قفل کھولنے والے عارفین کے مشکل مضامین کے مجموعوں کی رمزوں کی تعبیر بیان فرمانے والے۔ سالکوں کے جوہر وسطی۔ واصلوں کے وجود کی خوشبو جنہیں قدرت الٰہیہ نے قائم فرمایا عنایت ربانیہ اور لطائف رحمانیہ نے ترتیب دیا۔ جو قرآن کریم اور سنت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ چلے اور علم فقہ حاصل کیا یہاں تک کہ حضرات شافعیہ کے مذہب کی انتہاء تک پہنچے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ربانی فتوحات کھول دیں۔ ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعراوی الانصاری ان کا مزار مقدس مآب رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنتی باغوں میں سے باغ بنائے اور ہمیں دنیا و آخرت میں ان کی ذات ان کے علوم و اسرار کی برکات اور فیوض کے ساتھ نفع بخشے۔ آمین۔ آپ نے فرمایا

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے اولیاء کو اپنے انعام کی خلعتیں عطا فرمائیں تو وہ ان کی وجہ سے اس کی حمد وثناء کر رہے ہیں اور انہیں اپنی محبت کے لئے خاص فرمایا اور انہیں اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا۔ پس وہ اپنی نماز کی نگہبانی کرتے ہیں اور انہیں اپنے دربار میں بلایا اور وہاں ان کے مرتبوں کو ظاہر فرمایا تو آگے بڑھنے والے ہی آگے بڑھنے والے ہیں۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں اور ان کے لئے اپنے دربار کے دروازے کھول دیئے اور ان کے دلوں سے دوری کے پردے اٹھا دیئے پس وہ اس کے حضور باادب کھڑے ہیں اور انہیں اپنی دوستی کی بدولت لطف وکرم سے نوازا اور انہیں اپنی طرف سے رکاوٹ سے محفوظ رکھا۔ خبردار بیشک اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے اور ان کی بصیرتوں کو اپنے فضل سے روشن فرمایا اور ان کی نیات کو پاک فرمایا اور انہیں خزانہ قدرت میں محفوظ راز قدرت پر مطلع فرمایا اور انہیں اور ان کے اسرار کو فاجروں کی نگاہوں سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ وہ دلہنیں ہیں جنہیں مجرم نہیں دیکھ سکتے۔ جب ان مجرموں کے پاس سے اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کا گذر ہوتا ہے

تو وہ اسے زندیق اور مجنون کہتے ہیں اور بظاہر وہ دیکھتے معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں انہیں نظر نہیں آتا۔ (یہاں ایک پوری سطر بوسیدہ ورق ہونے کی وجہ سے ضائع ہو چکی ہے) وہ ان کی گفتگو میں انہیں جاہل قرار دیتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں استہزاء فرماتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہیں۔

تو پاک ہے وہ ذات جس نے کئی اقوام کو اپنا قرب عطا فرمایا اور انہیں اپنی خدمت کے لئے چن لیا۔ وہ ہر وقت اس کے دروازے پر حاضر رہتے ہیں اور پاک ہے وہ ذات جس نے انہیں آسمان ولایت کے ستارے بنایا اور زمین والوں کو ان کی بدولت ہدایت پانے والے بنایا اور پاک ہے وہ ذات جس نے ان کے لئے بارگاہ قرب کی حاضری جائز فرمائی جب کہ ان اہل اللہ کا انکار کرنے والے اس مقام سے کہیں دور افتادہ ہیں۔ پس اولیاء اللہ قرب کی جنت میں ناز ونعمت سے فیض یاب ہوتے ہیں جب کہ انکار کرنے والے دوری کی آگ میں عذاب پاتے ہیں اسے اس کے کام کے متعلق پوچھا نہیں جا سکتا جب کہ وہ انہیں پوچھے گا۔ میں یقین والوں کی سی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا اور نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جو کہ نور مخفی اور سر محفوظ ہیں اے میرے اللہ تو درود بھیج اور سلام ان پر اور تمام انبیاء ومرسلین پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور تیرے ذکر سے غفلت کرنے والے غافل رہیں۔

اس کے بعد واضح رہے کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں میں نے صحابہ کرام اور تابعین سے لے کر نویں صدی ہجری کے آخر تک اور دسویں صدی کے بعض اولیاء اللہ کی جماعت کے مختلف طبقات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے جن کی راہ خدا میں اقتداء کی جاتی ہے اور اس کی تالیف سے میرا مقصد تصوف میں صوفیاء کرام کے مقامات واحوال کے آداب کو سمجھنا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں اور میں نے ان کے کلام کے وہی نفائس وجواہر ذکر کئے ہیں جو صرف انہوں نے ہی بیان فرمائے۔ علمائے شریعت نے اپنی کتابوں میں بیان نہ فرمائے ہوں اور اسی طرح میں ان کے ابتدائی حالات میں سے صرف وہی ذکر کروں گا جن میں اس راہ میں چلنے کا ارادہ کرنے والوں کے لئے راہنمائی ہوئی۔ جیسے بھوک کی شدت' شب بیداری' تنہائی کو پسند کرنا اور شہرت سے بچنا وغیرہ۔ یا ایسے حالات جو کہ تعظیم شریعت پر دلالت کریں تاکہ ان لوگوں کا رد ہو جو کہ صوفیاء کرام کے متعلق گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے تصوف کو اپناتے ہوئے بعض احکام شریعت کو چھوڑ دیا۔ جیسا کہ ابن جوزی نے امام غزالی بلکہ حضرت جنید اور شبلی کے بارے میں ایسی تصریح کی اور کہا کہ ان حضرات نے شریعت کی بساط ہی لپیٹ دی۔ اے کاش یہ لوگ تصوف اختیار نہ کرتے میں کہتا ہوں کہ جب میں فقراء کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے طریقے میں مشغول ہوا تو میرے ہم عصر بعض لوگوں نے مجھے بھی ایسا ہی کہا اور میں نے یہاں جو صرف نفائس کلام ذکر کرنے کا التزام کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ طبقات اولیاء کے موضوع پر لکھنے والوں میں سے شاید ہی کسی نے یہ التزام کیا ہو وہ تو ان کے کلام اور احوال میں سے جو مل جائے ذکر کر دیتے ہیں اور انہوں نے جو کہا یا ان سے جو کچھ صادر ہوا اس امتیاز کے بغیر لکھ دیا کہ ان کے ابتدائی حالات کا دور ہے یا درمیان یا انتہائی حالات کی گفتگو یا واقعہ ہے۔ اور ان کے نفائس کلام کے ذکر کو خاص کرنے میں ایک فائدہ اس شخص کے لئے اس راہ کو قریب کرنا ہے جو ان کے متعلق عقیدہ صحیح رکھتا ہے اور ان کے کلام کو قبول کرتا ہے۔ کیونکہ مرید صادق وہی ہے جو جب بھی اپنے شیخ سے کوئی کلام سنے تو جزم ویقین کے ساتھ اس پر

عمل کر کے وہ اپنے شیخ تک پہنچ جاتا ہے اور شیخ کو یہ برتری حاصل رہتی ہے کہ فیض اسی کی طرف سے ہے اور اسی نکتے پر صوفیاء فرماتے ہیں کہ مرید کی ابتداء اس کے شیخ کی انتہاء ہے۔ کیونکہ شیخ نے اپنی عمر کے اواخر میں جو فرمایا یا کہا وہ اس کی ساری زندگی کے مجاہدات کا خلاصہ ہے۔

اور ان طبقات میں میں نے محدثین کا طریقہ اپنایا ہے اور وہ یہ کہ جو حکایات اور اقوال مستند کتب میں ہیں جیسے رسالہ قشیریہ حلیۃ ابی نعیم اور راوی نے اس کی سند صحیح ہونے کی تصریح کی ہو تو میں اسے یقین کے صیغے کے ساتھ ذکر کر دیتا ہوں۔ اسی طرح وہ بھی جزم کے ساتھ بیان کر دیتا ہوں۔ جسے مرتبہ تکمیل پر فائز بعض مشائخ نے طریق صوفیاء کے احکام کے استدلال کے دوران ذکر فرمایا۔ کیونکہ ان کا اس واقعہ یا قول سے دلیل پکڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کی سند صحیح ہے اور جو ان دو طریقوں سے جدا ہو تو اسے صیغہ تمریض سے ذکر کرتا ہوں جب کہ ''فلاں نے حکایت بیان کی'' یا ''روایت بیان کی''

پھر یہ بات مخفی نہ رہے کہ قوم صوفیاء کی کتابوں جیسا کہ عوارف المعارف وغیرہ میں جو کچھ ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اسے صحیح السند ہونے کا شرف حاصل ہے تو میں اسے یقین کے صیغے سے ذکر کرتا ہوں۔ جیسا کہ علماء کرام فرماتے ہیں ''شرح المہذب میں یوں فرمایا شرح الروضہ میں یوں فرمایا'' اور اسی طرح کے دیگر ارشادات اور میں نے ان طبقات کو اپنے ان مشائخ کے قابل قدر چیدہ چیدہ حالات کے ذکر پر ختم کیا ہے جن کی میں نے دسویں صدی ہجری میں زیارت کی اور ایک زمانے تک میں نے ان کی خدمت کی یا بعض اوقات میں حصول برکت کے لئے ان کی زیارت سے مشرف ہوا اور میں نے ان سے کوئی حکمت یا ادب کی بات سنی تو وہ بات میں ان سے اسی طرح ذکر کرتا ہوں جس طرح مشائخ اسلاف سے ذکر کرتا ہوں اور یہ حضرات سب کے سب مصر اور اس کی بستیوں کے مشائخ میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

طبقات کا مطالعہ کا فائدہ

اے بھائی! پھر تجھے یہ معلوم ہو کہ جس شخص نے عقیدت کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس کے مندرجات کو سنا گویا اس نے مذکورہ تمام اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان کے ارشادات عالیہ سنے یہ اس لئے کہ شیخ کے حضور حاضر نہ ہو سکنا اس کی محبت اور صحبت میں نقص وارد نہیں کرتا کیونکہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں حالانکہ ہم نے انہیں دیکھا نہ ان کا زمانہ پایا۔ ہم نے ان کے ارشادات سے نفع پایا اور ان کے افعال کی پیروی کی جیسا کہ اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ جب اعتقادات کی شکل ظاہر ہو جائے اور ہمیں وہ اعتقادات نصیب ہو جائیں تو جسمانی صورتوں کے مشاہدہ کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ پھر جس نے اس جیسی کتاب کا مطالعہ کیا اور اس وقت اسے اہل اللہ کی راہ کی طرف کشش اور شوق پیدا نہ ہوا تو وہ اور مردے برابر ہیں۔ والسلام

اور میں نے اس کا نام لواقح الانوار فی طبقات الاخیار رکھا اور ابتداء میں ایک مفید مقدمہ ذکر کیا ہے جسے دیکھنے کی بدولت اس مقدس گروہ کے متعلق حسن عقیدت میں فراوانی آتی ہے اور اس طرف خفیہ اشارہ ملتا ہے کہ اس مقدس گروہ پر ہر دور میں اعتراضات ہوتے رہے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عام عقلوں سے ان کے مقام کا ذوق بہت اونچا ہے لیکن یہ حضرات باکمال ہونے کی وجہ

سے متاثر نہیں ہوتے جس طرح چیونٹی کے پھونک مارنے سے پہاڑ پر اثر نہیں ہوتا تو وہ کتاب کس قدر عظیم ہے جو کہ چھوٹا حجم رکھنے کے باوجود اہل طریق تصوف کی اکثر فقہ کی جامع ہے پس یہ اہل طریق اور ان کے مقلدین کے ارشادات کو جمع کرنے میں فقہ شافعی رضی اللہ عنہ کی کتاب الروضہ کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے خالصتاً اپنی رضا کا ذریعہ فرمائے اور اس کے مؤلف' کاتب' اسے سننے اور دیکھنے والوں کو اس سے نفع بخشے (خدا کرے ترجمہ کی سعادت حاصل کرنے والے فقیر حقیر کو بھی نفع حاصل ہو) بے شک وہ قریب اور قبول فرمانے والا ہے۔

مقدمہ

جب تجھے یہ سب کچھ معلوم ہو گیا تو اب میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں یہ مقدمہ اس بیان میں ہے کہ قوم صوفیاء کا طریقہ کتاب وسنت کے ساتھ پختہ ہے اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام اور برگزیدہ اولیاء کے اخلاق کی راہ چلنے پر مبنی ہے اور اس بیان میں کہ یہ طریقہ مذموم نہیں مگر جب کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی صریح مخالفت کرے اس کے سوا کچھ نہیں اور جب مخالفت نہ کرے تو حاصل گفتگو یہ ہے کہ یہ ایک فہم ہے جو کسی مرد مومن کو عطا فرمایا گیا جو چاہے اس پر عمل کرے اور جو چاہے اسے ترک کر دے۔ اور انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی ماسوائے اس کے کہ ان کے متعلق بدگمانی کی جائے یا انہیں ریاکار قرار دیا جائے اور یہ شرعاً جائز نہیں۔

علم تصوف

اے بھائی! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے' علم تصوف اس علم سے عبارت ہے جو کہ اولیاء کے دلوں میں جلوہ گر ہوا جب کہ وہ کتاب وسنت پر عمل کی بدولت روشن ہوئے۔ تو جس نے بھی کتاب وسنت پر عمل کیا اس کے لئے اس کی وجہ سے ایسے علوم' آداب' اسرار اور حقائق منکشف ہوئے کہ زبانیں ان کے بیان سے عاجز ہیں جیسا کہ علماء شریعت پر احکام منکشف ہوتے ہیں جب کہ وہ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔ پس تصوف تو صرف احکام شریعت پر کسی بندۂ خدا کے عمل کا مکھن ہے جب کہ اس کا عمل کوتاہیوں اور نفسانی خواہشات سے پاک ہو۔ جس طرح کہ علم معانی اور بیان علم نحو کا مکھن ہے۔ تو جس نے علم تصوف کو ایک مستقل علم قرار دیا اس نے سچ کہا اور جس نے اسے عین احکام شریعت میں سے سمجھا وہ بھی سچا۔ جیسا کہ جس نے علم معانی اور بیان کو مستقل علم کہا تو سچ کہا اور جس نے اسے علم نحو میں سے ہی قرار دیا وہ بھی درست ہے۔ لیکن اس ذوق پر کہ علم تصوف عین شریعت سے ہی نکلتا ہے وہی شخص جھانک سکتا ہے جو علم شریعت کا ایسا فاضل متبحر ہو کہ انتہاء تک پہنچ چکا ہو۔

مجتہدین شریعت وطریقت کی مساوات

پھر بندۂ خدا جب صوفیاء کے طریقے میں داخل ہوا اور اس میں تبحر حاصل کر لے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اسے قوت استنباط عطا فرما دیتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح کہ احکام ظاہر کے استنباط کی صلاحیت بخشتا ہے پس وہ طریق صوفیاء پر واجبات' مستحبات' آداب' محرمات' مکروہات اور خلاف اولیٰ کا استنباط کرتا ہے جس طرح کہ مجتہدین کرتے ہیں اور کسی مجتہد کا اپنے اجتہاد کے ساتھ کسی چیز کو واجب قرار دینا جس کے وجوب کی شریعت نے صراحت نہیں فرمائی اللہ تعالیٰ کے ولی کے کسی حکم کو طریق تصوف میں واجب کرنے سے زیادہ بہتر نہیں جس کے وجوب کی شریعت نے صراحت نہیں فرمائی جیسا کہ امام یافعی نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

نکتہ مساوات کی وضاحت

اوراس کی وضاحت یہ ہے کہ وہ سب کے سب شرع شریف میں منصب عدل پر فائز ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے پسند فرمایا ہے۔تو جس نے دقت نظر سے دیکھا اسے معلوم ہوگا کہ اہل اللہ کے علوم کی کوئی شے شریعت سے باہر نہیں اوران کے علوم' شریعت سے باہر کیونکر ہوں گے جب کہ شریعت ہی ہر لحہ ولحظہ ان کے لئے واصل باللہ ہونے کا ذریعہ ہے۔لیکن جسے صوفیاء کرام سے کوئی مس نہیں اس کا اس حقیقت کو کہ علم تصوف سرچشمہ شریعت سے ہی ہے عجیب وغریب سمجھنے کی بنیاد یہ ہے کہ وہ علم شریعت میں متبحر نہیں اوراسی لئے سیدالطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا کہ ہمارا یہ علم کتاب وسنت سے تقویت یافتہ ہے اور یہ آپ نے اس شخص کے رد میں فرمایا جس نے اس دور میں یا کسی اور دور میں یہ وہم کیا کہ یہ علم ان دونوں سے جدا ہے۔ جب کہ قوم نے اجماع فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قدم رکھنا صرف اسی کے شایانِ شان ہے جو علم شریعت' اس کے ظاہری معنوں' اس کے مفہوم' اس کے خاص عام' اور ناسخ ومنسوخ کے علم میں متبحر ہو اور لغت عرب کا پورا ماہر ہو یہاں تک کہ اس کے مجازات اور استعارات وغیرہ کو خوب سمجھتا ہو پس ہر صوفی فقیہ ہے اس کا عکس نہیں حاصل کلام یہ ہے کہ صوفیہ کے احوال کا انکار وہی کرتا ہے جسے ان کے حال کا علم نہیں۔

آئمہ اسلام کے صوفیاء کرام کے متعلق اعتقادی تاثرات

اور امام قشیری نے فرمایا کہ اسلام کی پوری عمر میں کسی بھی زمانے میں اس گروہ صوفیاء میں سے کوئی شیخ ہوا تو اس وقت کے علماء کے ائمہ کرام نے اس شیخ کے حضور عقیدت کی گردن جھکائی اور اس کے حضور انکساری کی اور اس سے برکات حاصل کیں اور اگر اس قوم کے لئے فضیلت اور خصوصیت نہ ہوتی تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اس قوم کی تعریف میں ہمارے لئے حضرت شیبان الراعی کے فیصلے پر امام شافعی کا اعتماد کرنا ہی کافی ہے جب کہ آپ نے امام احمد بن حنبل سے فرمایا کہ وہ شیبان الراعی سے اس شخص کے متعلق پوچھیں جو نماز بھول گیا اسے معلوم نہیں کہ وہ کون سی نماز ہے اور اسی طرح امام احمد بن حنبل کا ان کے فیصلے پر اعتماد کرنا جب کہ شیبان نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جو کہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہوگیا اس کی جزا یہ ہے کہ اسے سزادی جائے اور اسی طرح ہمیں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا ابوحمزہ بغدادی الصوفی رضی اللہ عنہ پر اعتماد واعتقاد کرنا کافی ہے جب کہ آپ ان کے پاس دقیق مسائل بھیجتے اور فرماتے کہ اے صوفی صاحب اس مسئلہ میں آپ کیا کہتے ہیں جیسا کہ ابوحمزہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں اس کا بیان آئے گا۔تو جس چیز کے سمجھنے میں امام احمد کو توقف ہوا اور اسے ابوحمزہ جانتے ہوں تو یہ صوفیاء کرام کی بہت بڑی منقبت ہے۔ اسی طرح ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ ابوالعباس بن شریح نے جنید بغدادی پر اعتماد فرمایا جب کہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن اس کے کلام میں رعب ہے جو کہ کسی باطل پرست کے کلام میں نہیں ہوتا اسی طرح امام ابوعمران کا شبلی پر اعتماد کرنا جب انہوں نے حیض کے بعض مسائل میں شیخ شبلی کو آزمایا اور انہوں نے وہ سات اقوال بیان فرمائے جو کہ ابوعمران کے

علم میں نہ تھے۔

اور شیخ قطب الدین بن ایمن رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے کو اس زمانے کے صوفیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دیا کرتے اور فرماتے کہ یہ حضرات اخلاص کے اس مقام پر فائز ہیں جہاں ہماری رسائی نہیں اور امام قشیری نے اپنے رسالے میں اس قوم کی اور ان کے طریقے کی تعریف میں بھرپور گفتگو فرمائی ہے۔ اسی طرح امام عبداللہ بن اسعد یافعی نے روض الریاحین میں اور ان کے علاوہ دیگر اہل طریق نے مدحت سرائی فرمائی اور ان کی کتب اس سے بھری پڑی ہیں اور امام ابوتراب النخشبی رضی اللہ عنہ جو کہ انہیں مردان راہ میں سے تھے فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بے توجہی اور غفلت کا عادی ہو جائے تو اولیاء اللہ کے متعلق نازیبا گفتگو اس کا مقدر ہوتی ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنے شیخ اور آقا ابویحییٰ زکریا انصاری شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کسی فقیہ کو قوم صوفیاء کے احوال اور ان کی اصطلاحات کا علم نہ ہو تو وہ ناقص صوفی ہے اور میں آپ کو اکثر یہ فرماتے ہوئے سنتا کہ اعتقاد رکھنا ایک روحانی زیور ہے جب کہ تنقید کرنا محرومی ہے۔ اور ہمارے شیخ، شیخ محمد المغربی الشاذلی فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اکابر کا راستہ صوفیاء سے حاصل کرو اگرچہ تھوڑے ہوں اور ان کے طریقے سے بے خبر لوگوں سے بچو اگرچہ وہ زیادہ ہوں اور قوم صوفیاء کے علم کی بزرگی کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے یہ کہنا ہی کافی ہے کہ ''کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے رشد و ہدایت کا وہ خصوصی علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا۔ اور یہ علم حقیقت طلب کرنے کے وجوب کی بہت بڑی دلیل ہے جس طرح کہ علم شریعت کا طلب کرنا واجب ہے اور ہر شخص اپنے مقام کی بات کرتا ہے۔

شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط

اور میں نے ایک خط دیکھا جو کہ شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ نے صاحب تفسیر شیخ فخر الدین رازی کی طرف ارسال فرمایا جس میں آپ نے امام رازی کا علم حقیقت میں ناقص المقام ہونا بیان فرمایا۔ حالانکہ امام رازی کا ذکر ان علماء کرام میں ہوتا ہے جو کہ علوم دینیہ میں برتری کے انتہائی مقام پر فائز ہیں۔ اس میں ایک بات یہ فرمائی کہ ''اے بھائی اللہ تعالیٰ ہمیں اور تجھے توفیق بخشے تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے ہاں کوئی آدمی مقام علم میں کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے متعلق اس کا علم کسی نقل یا شیخ کے واسطہ کے بغیر حاصل ہونے تک نہ پہنچے (یعنی آغاز میں تو نقل اور شیخ سے استفادہ لازم جب اس کاوش میں سے استقامت اور ترقی حاصل ہوئی ہے تو پھر اسے ایک خاص مرتبے پر پہنچ کر اس کی بدولت شرح صدر کی نعمت ملتی ہے جو محض افاضہ تجلیات حق سبحانہ ہی ہوتا ہے۔ یہ مقصد نہیں کہ کسی علم کتاب وسنت اور کسی شیخ کامل کی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ مقام انہیں سے وابستگی کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ) کیونکہ جس کا علم صرف نقل یا شیخ سے استفادہ تک رہے تو وہ ہمیشہ مخلوقات سے فیض لینے میں مصروف رہتا ہے اور اہل اللہ کے ہاں یہ ناقص مقام ہے اور جس نے مخلوقات اور اس کی تفصیلات کی معرفت میں عمر بسر کی اس کا اپنے پروردگار عزوجل کی طرف سے حصہ فوت ہو گیا۔ کیونکہ جو علوم مخلوقات سے تعلق رکھتے ہیں آدمی انہیں میں اپنی زندگی گذار لیتا ہے اور ان کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کرتا اور اے میرے بھائی اگر تو اہل اللہ میں سے کسی شیخ کے ہاتھ سے

نسبت حاصل کر کے سلوک اختیار کرے تو وہ تجھے حق تعالیٰ کے شہود کے دربار میں پہنچا دے گا جہاں سے تو بغیر کسی تکلیف اور کاوش کے الہام صحیح کے ذریعے تمام امور کی بابت علم حاصل کرے گا۔ جیسا کہ اسے حضرت خضر علیہ السلام نے حاصل کیا۔ اصل میں علم وہی ہے جو کشف وشہود سے ہو نہ کہ نظر وفکر اور ظن وتخمین سے اور شیخ کامل ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہم زمانہ علماء سے فرمایا کرتے تھے کہ تم نے اپنا علم' رسمی علماء سے حاصل کیا گویا مردے سے مردہ لیا۔ جب کہ ہم نے حیی لا یموت سے علم حاصل کیا۔

اے میرے بھائی! تجھے چاہئے کہ تو علوم میں سے وہی علم حاصل کرے جن سے تیری ذات کامل ہو اور جدہر تو منتقل ہو ادھر ہی وہ علم منتقل ہو جائے اور یہ علم ذات حق ہی ہے جو کہ بطور عطاء ومشاہدہ نصیب ہو۔ کیونکہ مثال کے طور پر تیرا طب کا علم بیماریوں اور تکلیفوں میں ضروری ہے جب تو ایسے مقام پر منتقل ہو جائے جہاں کوئی بیماری نہیں تو اس علم کے ساتھ کس کا علاج کرے گا۔ یہاں سے تجھے پتہ چل گیا کہ عقل مند کو صرف وہی علم حاصل کرنا چاہئے جو کہ اس کے ساتھ برزخ میں منتقل ہو جائے نہ کہ ایسا علم جو کہ عالم آخرت کی طرف منتقل ہونے کے وقت تجھ سے جدا ہو جائے اور اس کے ساتھ منتقل ہونے والے صرف دو علم ہیں علم ذات حق۔ علم مقامات آخرت تا کہ اس میں وارد ہونے والی تجلیات کا انکار نہ کرے اور جب اس کے لئے حق کی تجلی ہو تو نعوذ باللہ منک نہ کہہ دے جیسا کہ وارد ہوا ہے تو اے میرے بھائی! اس دنیا میں تجھے ان دو علوم کا کشف ہونا چاہئے تا کہ اس کا پھل اس جہان میں چن سکے اور اس جہان کے علوم میں سے وہی حاصل کر جن کی تجھے اہل اللہ کی اصطلاح کے مطابق سیر الی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ضرورت ہو اور ان دونوں علوم کے کشف کا ذریعہ خلوت' ریاضت مشاہدہ اور جذب الٰہی کے سوا نہیں اور میرا ارادہ تھا کہ میں تیرے لئے خلوت اس کی شرائط اور اس میں تجھے حاصل ہونے والے جلووں کا ترتیب کے ساتھ ذکر کروں مگر مجھے وقت نے اس سے روک دیا اور وقت سے میری مراد ایسے لوگ ہیں جنہیں اسرار شریعت کی گہرائی تک رسائی نہیں جن کی عادت ہی جھگڑنا ہے۔ حتیٰ کہ وہ ہر اس چیز سے انکار کر دیتے ہیں جو انہیں معلوم نہیں۔ انہیں تعصب خود نمائی اور سرداری کی چاہت اور دین کے بدلے دنیا کمانے کی حرص نے اہل اللہ کے ارشادات پر یقین کرنے اور انہیں تسلیم کرنے سے روک رکھا ہے۔''

صوفیاء کے علم تک رسائی کا راستہ

اور شیخ محی الدین ابن العربی نے فتوحات وغیرہ میں فرمایا ہے کہ علم قوم تک پہنچنے کا راستہ ایمان اور تقویٰ ہے قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ ولو ان اهل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیهم برکات من السماء والارض۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتیں کھول دیتے ہم انہیں علویات' سفلیات کے متعلقہ علوم' اسرار جبروت اور انوار ملک وملکوت پر اطلاع بخشتے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لایحتسب اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کا راستہ بنا دیتا ہے اور رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور رزق دو قسم کا ہے روحانی' جسمانی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''واتقوا الله ویعلمکم الله ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور وہ تمہیں علم عطا فرمائے گا یعنی علوم الہیہ میں سے تمہیں وہ کچھ علم عطا فرمائے گا جو کہ تم اسباب کے ساتھ معلوم نہیں کر سکتے اور اسی لئے تعلیم کو اسم ''اللہ'' کی طرف منسوب فرمایا جو کہ ذات کی دلیل اور اسماء افعال اور صفات کا جامع ہے۔ پھر شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے

میرے بھائی اس گروہ صوفیاء کی تصدیق اور ان کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لے اور یہ حضرات کتاب وسنت کی جو تفسیر کرتے ہیں اس میں یہ وہم نہ کر کہ یہ ظاہر کو اس کے ظاہر سے پھیرنا ہے لیکن آیت اور حدیث کے ظاہر مفہوم لوگوں کے معیار اور ان کے فہم میں کمی بیشی کے مطابق ہے۔ پس ایک مفہوم وہ ہے جسے آیت اور حدیث بیان کرے اور زبان کے عرف میں اس پر دلالت کرے جب کہ وہاں کچھ اور چھپے ہوئے مفہوم بھی ہیں جو کہ اس آیت اور حدیث سے ان لوگوں پر کھلتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ان کا انکشاف فرماتا ہے کیونکہ حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوات والتسلیمات میں وارد ہے کہ ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور باطن۔ حد ہے اور مطلع۔ سات باطنوں تک بلکہ ستر تک۔ پس ظاہر وہ معقول اور مقبول علوم نافعہ ہیں جن کی وجہ سے اعمال صالحہ رونما ہوتے ہیں اور باطن معارف الٰہیہ ہیں اور مطلع وہ معنی ہے جس میں ظاہر و باطن متحد ہوتے ہیں جب کہ حد شہود کلی ذاتی کی طرف راستہ ہے۔

پس اے میرے بھائی! اسے سمجھ اور تجھے اس طائفہ شریفہ سے حاصل ہونے والے عجیب وغریب معنوں کو قبول کرنے سے جدل و معارضہ کرنے والوں کی یہ گفتگو نہ روکے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ان کے معنوں سے پھیرنا ہے کیونکہ یہ پھیرنا نہیں۔ پھیرنا جب ہوتا کہ یہ حضرات یوں کہتے کہ آیت کریمہ اور حدیث پاک کا صرف یہی معنی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ حالانکہ وہ یوں نہیں فرماتے بلکہ وہ ظواہر کو ان کے حقیقی معنوں میں لے کر ان کے ظواہر پر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نفوس میں وہ فہم حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے سمجھاتا ہے اور اپنی رحمت اور احسان سے ان کے قلوب پر منکشف فرماتا ہے۔

فتح کا مفہوم

اور ان حضرات کی کلام میں فتح یعنی انکشاف کا لفظ جہاں بھی بولیں اس سے مراد نفس یا قلب یا روح یا سر کے حجاب کا کتاب و سنت کے لئے کھلنا ہے جو حضور علیہ السلام لے کر تشریف لائے کیونکہ ولی کبھی بھی نئی شریعت نہیں لاتا۔ البتہ کتاب وسنت کے متعلق نیا فہم لاتا ہے جو کہ اس ولی سے پہلے کسی اور سے معلوم نہ ہوا۔ اسی لئے اسے وہ شخص بالکل عجیب محسوس کرتا ہے جو کہ اس راہ والوں کے متعلق اعتقاد نہیں رکھتا اور مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایسا تو کسی نے بھی نہیں کہا۔ حالانکہ بہتر یہ تھا کہ وہ اس قائل کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہوئے اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے اسے قبول کرتا اور جس کی عادت ہی انکار کرنا ہو وہ اپنے ہم عصر اولیاء میں سے کسی سے بھی نفع حاصل نہیں کر سکتا اور یہ بالکل کھلا خسارہ ہے اور اکثر یوں بھی ہوتا ہے کہ معترض قائل کے لفظوں سے اس کی مراد کے بالکل مخالف مفہوم لیتا ہے جیسا کہ علماء بغداد میں سے ایک شخص کے ساتھ ایسا ہی ہوا کہ وہ ایک دن جامع مسجد کو جا رہا تھا کہ اس نے ایک شرابی کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔ کہ جب شعبان کی بیس رات گذر جائیں تو اپنی رات کی شراب دن تک پی اور چھوٹے پیالوں سے نہ پی کیونکہ وقت چھوٹوں سے تنگ ہے" وہ شخص حیران و پریشان صحرا مکہ کی طرف نکل گیا اور اسی حال پر قائم رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ تو اشعار اور غزلیں سننے سے صرف اسی کو روکا گیا ہے جو کہ محجوب ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کے فہم کی آنکھیں نہیں کھولیں۔ کیونکہ اس کے قلب کے فہم کے آنکھ اگر کھلی ہوتی تو وہ ہمت کی صفائی سے دیکھتا۔ فہم کی روشنی اور نور معرفت سے سنتا اور غیب کی معانی سے اشارہ حاصل کرتا اور اپنے سر تک پہنچنے والے فیض کی بدولت اچھی گفتگو کی پیروی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

''پس آپ میرے ان بندوں کو مژدہ سنا دیں جو بات کو غور سے سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ دانش ور ہیں۔

شیخ ابوالحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گروہ صوفیاء کرام کو مخلوق کے ساتھ خصوصاً جھگڑالو قسم کے لوگوں کے ساتھ آزمایا ہے ان لوگوں میں سے تو نے کوئی کم ہی دیکھا ہوگا جس کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے کسی معین ولی کی تصدیق کے لئے کھولا ہو بلکہ وہ تجھے کہے گا کہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور برگزیدہ لوگ موجود ہیں'' لیکن وہ کہاں ہیں؟ تو ان کے سامنے کسی ایک کا ذکر کرے گا تو وہ دفاع شروع کر دے گا اور بارگاہ خداوندی میں اس کی خصوصیت کا رد کرے گا اور اس کے ولی اللہ نہ ہونے پر دلائل قائم کرنا شروع کر دے گا اور یہ بات اس سے پوشیدہ رہ جاتی ہے کہ ولی کی صفات کو صرف اولیاء ہی پہچان سکتے ہیں۔ جو خود ولی نہیں اسے کسی شخص سے ولایت کی نفی کرنے کا حق ہے کہاں؟ یہ تو صرف ایک تعصب ہے جیسا کہ ہم اپنے اس دور میں دیکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ ہمارا اور ہمارے ساتھی عارفان خداوندی کا انکار کرتا ہے تو اے میرے بھائی! جس کی یہ عادت ہو اس سے بچ اور اس کی ہم نشینی سے اس طرح بھاگ جس طرح خونخوار درندے سے بھاگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور آپ کو اپنے اولیاء کی تصدیق اور ان کی کرامات پر اعتقاد رکھنے والوں میں شامل فرمائے۔

اولیاء کے منکرین سے بچنے کی تلقین

اور موصلی نے کتاب مناقب الابرار میں حضرت فضیل بن عیاض سے روایت فرمائی کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے آپ کو قراء کی ہم نشینی سے بچاؤ۔ کیونکہ اگر وہ تجھ سے محبت کریں تو تیرے وہ اوصاف بیان کریں گے جو تجھ میں نہیں ہیں۔ اس طرح تیرے عیب تیری نگاہ سے چھپ جائیں گے اور اگر تیرے ساتھ بغض رکھیں تو تجھ میں وہ عیب نکالیں گے جو تجھ میں نہیں اور لوگ ان کی باتوں پر یقین کرلیں گے۔

اہل اللہ کے متعلق دستور قدرت

سیدی شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے انبیاء علیہم السلام اور برگزیدہ بندوں کے بارے میں سنت الٰہیہ جاری ہے کہ ان کے آغاز و انجام کے دوران جب بھی انہیں غیر اللہ کی وجہ سے کچھ بے توجہی لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں مخلوق کے تسلط میں فرما دیتا ہے پھر جب وہ پورے طور پر متوجہ الی الحق ہو جاتے ہیں تو آخر کار عظمت و تائید انہیں کی ہوتی ہے۔'' اس کی وضاحت میں میں کہتا ہوں کہ مرید سالک کے لئے خلق کی طرف مائل ہونے اور اس کے متعلق ان کی عقیدت کی طرف متوجہ ہونے کے ساتھ ساتھ دربار خداوندی کی طرف خلوص اور سیر مشکل ہوتا ہے تو جب لوگ اسے ستائیں اسے برا بھلا کہیں۔ اس کی عیب جوئی کریں اور اسے جھوٹ اور بہتان کی تہمت لگائیں تو اس کا نفس ان سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اسے ان کی طرف جھکاؤ بالکل نہیں رہتا اور اس مقام پر اس کا وقت اپنے پروردگار کے حضور نہایت صاف اور شفاف ہو جاتا ہے اور ماسویٰ کی طرف توجہ نہ رہنے کی وجہ سے توجہ الی الحق درست ہو جاتی ہے اسے خوب سمجھ لے پھر جب وہ اپنی سیر کی انتہاء کے بعد مخلوق خدا کو ہدایت کرنے کی طرف لوٹتے ہیں تو ایسی حالت میں کہ ان پر بردباری عفو اور پردہ پوشی کی خلعت ہوتی ہے تو اب وہ مخلوق کی اذیت برداشت کرتے ہیں اور بندگان خدا

کی طرف سے ان کے بارے میں جو کچھ بھی صادر ہو سب میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اپنے بندوں میں ان کی قدر و منزلت بلند فرما دیتا ہے۔ ان کے انوار درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں اور خلق کی طرف سے پہنچنے والی اذیت کو برداشت کرنے کی رسل علیہم السلام کی وراثت ان کے لئے ثابت ہو جاتی ہے اور اس سے ان کے درجات کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ ہر شخص اپنے دین کے معیار کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور ہم نے ان میں سے بعض کو پیشوا بنایا وہ ہمارے حکم سے رہبری کرتے رہے جب تک وہ صابر رہے (السجدہ پ۲۱ آیت ۲۴) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور بے شک آپ سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے اس جھٹلائے جانے پر صبر کیا اور وہ ستائے گئے حتیٰ کہ انہیں ہماری مدد پہنچی۔

(الانعام آیت ۳۴)

کیونکہ کاملین کا ہر فرد ان دو مشاہدوں سے خالی نہیں ہوتا یا تو وہ اپنے دل سے حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ حق کی معیت میں ہے اس کے بندوں کی طرف اسے توجہ ہی نہیں یا وہ خلق کا مشاہدہ کرتا ہے تو انہیں بندگان خدا جان کر صرف ان کے مالک کی نسبت سے ان کی عزت کرتا ہے اور اگر وہ ذات حق میں اپنے آپ کو بالکل ختم کر چکا ہو تو اس کے متعلق ہم گفتگو کرتے ہی نہیں کیونکہ ایسی صورت میں وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہے۔

اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کے متعلق ایک امر لازم

یہاں سے معلوم ہوا کہ اولیاء اور علماء جو بھی انبیاء علیہم السلام کے آثار کی پیروی کرتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ستائے جائیں جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کو ستایا گیا۔ اور ان کے متعلق جھوٹ بہتان کی باتیں کی جائیں جس طرح ان کے مقتداؤں کے متعلق کی گئیں تا کہ ان کی طرح وہ بھی صبر کریں اور مخلوق خدا پر رحم کرنے کی عادت اپنائیں۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ داعی الی اللہ حضرات کا کمال اگر اس بات پر موقوف ہوتا کہ ان کی تصدیق پر ساری مخلوق اتفاق کرے تو ایسا کمال حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے شایاں تھا۔ حالانکہ ایک قوم نے ان کی تصدیق کی اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہدایت بخشی جب کہ بعض دوسرے محروم رہے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل سے بدبخت کر دیا اور چونکہ اولیاء اور علماء اقتداء کے مقام میں حضرات رسل علیہم السلام کے قدموں پر ہیں تو ان کے متعلق لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک فریق معتقد اور تصدیق کرنے والا جبکہ دوسرا تنقید و تکذیب کرنے والا جیسا کہ حضرات رسل علیہم السلام کو صورت حال پیش آئی تا کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ ان کی وراثت ثابت فرمائے۔ پس ان کے علوم و اسرار کی تصدیق اور اعتقاد صرف اسی کو حاصل ہو گا جسے اللہ تعالیٰ ان سے ملانے کا ارادہ فرمائے اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہو رہا وہ شخص جو ان کی تکذیب اور انکار کرتا ہے تو وہ ان کے آستان کرم سے دور کیا جا چکا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے دوری ہی زیادہ ہو گی اور اور اولیاء علماء پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خصوصی نوازشات اور عنایات اور انہیں برگزیدہ بنانے کا اعتراف کرنے والے قلیل ہی ہوتے ہیں اس کی وجہ ان کے طریقے سے ناواقفیت' غفلت کا غلبہ اور اکثر لوگوں کا اس چیز کو برا سمجھنا ہے کہ کسی کے لئے کسی منصب یا خصوصیت کا شرف حاصل ہو اور یہ صرف حسد کی بناء پر ہوتا ہے اور قرآن کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے

بارے میں فرمایا ہے "وما آمن معه الا قليل" (سورۃ ہود آیت نمبر ۴۰) اور آپ کے ساتھ ایمان نہیں لائے مگر تھوڑے لوگ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ولكن اكثر الناس لا يعلمون ، ولكن اكثر الناس لايؤمنون" کہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور فرمایا ام تحسب ان اكثرهم يسمعون او يعقلون ان هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا (الفرقان پ ۱۹ آیت ۴۴) کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں' نہیں ہیں وہ مگر ڈنگروں کی مانند بلکہ یہ تو ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں اسی طرح اور بھی آیات مبارکہ ہیں۔

عرفان عظمت اولیاء کی رفعت اور اس کے چھپانے کی حکمت

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عام لوگوں میں اتنی ہمت کہاں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں' اولیاء اور علماء میں اس کے اسرار اور ان کے قلوب میں اس کے نور کے جلووں کو معلوم کر سکیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت و شان کی بدولت انہیں اکثر لوگوں سے چھپا کر رکھا اور اگر وہ ان کے سامنے ظاہر ہوتے اور پھر کوئی شخص انہیں اذیت پہنچاتا تو وہ اللہ تعالیٰ سے جنگ باندھتا تو اللہ تعالیٰ اسے تہس نہس کر دیتا۔ پس مخلوق سے انہیں چھپا کر رکھنا مخلوق پر رحمت ہے اور جو اولیاء مخلوق کے سامنے ظاہر ہوئے تو وہ صرف اپنے علم ظاہر اور اس کی دلیل پائے جانے کی وجہ سے ظاہر ہوئے۔ رہا ان کا سر ولایت تو وہ باطن ہے اور ہمیشہ باطن ہے اور شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر ولی کا ایک پردہ ہے یا کئی پردے ہیں۔ ان ستر پردوں کی طرح جو کہ حق تعالیٰ کے متعلق وارد ہوئے ہیں کہ وہ ان کے وراء سے پہچانا جا سکتا ہے تو اسی طرح ولی بھی۔

شان اولیاء کے پردوں کی اقسام

تو ان میں سے کسی کا پردہ اسباب کے ساتھ ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی عزت سطوت اور قہر کی وجہ سے مستور ہوتا ہے اس تجلی کے مطابق جو حق تعالیٰ اس کے قلب پر فرماتا ہے پس لوگ کہتے ہیں کہ ہو نہیں سکتا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کا ولی ہو حالانکہ وہ ایسی نفسانی حالت میں ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جب صفت قہر کے ساتھ اپنے بندے کے دل پر تجلی فرماتا ہے تو وہ قہار یا صفت انتقام کے ساتھ منتقم یا صفت رحمت و شفقت کے ساتھ مشفق اور رحیم ہوتا ہے اور اسی طرح دوسری صفات پھر اس ولی کی صحبت میں جو کہ عزت سطوت اور انتقام کے مظہر کی صورت میں ظاہر ہوا مریدین میں سے وہی شرف باریابی پاتا ہے جس کی نفسانیت اور خواہش کو اللہ تعالیٰ نے مٹا دیا ہو اور ہر دور میں ایسے اولیاء اور علماء ہوئے ہیں جن کے حضور وقت کے بادشاہوں نے گردنیں جھکائیں اور ان کے ساتھ اطاعت اور ارادت مندی سے پیش ائے۔

اور ان میں سے کوئی علم ظاہر میں مشغولیت اور ظاہری نقول میں چھپا ہوتا ہے یہاں تک کہ تو اسے عام اور ناقص طالب علموں سے جدا نہیں کر سکتا۔

اور ان میں سے کسی کا پردہ دنیا میں انہماک اور سرداری کی محبت اور لباس فاخرہ کا ذوق ہوتا ہے حالانکہ وہ باطن میں مقام عظیم پر فائز ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی بادشاہوں حاکموں اور دولت مندوں کے پاس کثرت سے آنے جانے۔ ان سے دنیا مانگنے اور تدریس' خطابت' امامت اور نوکری کی تنخواہ طلب کرنے کو پردہ کے طور پر استعمال کرتا ہے پس وہ وہاں عدل کرتا ہے اور اس منصب

پر نیکی کے ساتھ اس نہج پر تصرف کرتا ہے جسے اس کے سوا دوسرے حاکموں، ملازموں اور عام فقہاء میں پہچاننے کا شعور ہی نہیں ہوتا۔ پھر وہ اپنے اس منصب کی تنخواہ سے کچھ نہیں کھاتا یا صرف بقائے حیات کے لئے بقدر کفائت۔ پس سمجھ کا ناقص انسان کہنے لگتا ہے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا تو ان حاکموں کے پاس چکر کیوں لگاتا۔ اپنے گوشہ تنہائی یا اپنے گھر میں بیٹھ کر علم میں اور اپنے پروردگار جل جلالہ کی عبادت میں مصروف رہتا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے جو اولیاء ہو گذرے ہیں ان پر رحم فرمائے'' اور اس قسم کے زیادتی کے الفاظ استعمال کرتا ہے اگر ایسا کہنے والا اپنا دین اور آبرو بچانا چاہتا تو توقف کرتا اور ان اولیاء وصلحاء پر تنقید کرنے سے پہلے ان کے بارے میں بصیرت حاصل کرتا۔ کئی دفعہ انہیں ان حاکموں کی طرف سے تکلیف کو دور کرنے کسی مظلوم کو قید سے چھڑانے یا اللہ تعالیٰ کے عاجز بندوں میں سے کسی کی حاجت روائی کرنے کے لئے آمدورفت کرنا پڑتی ہے جو کہ ان حاکموں تک اپنی حاجات پہنچا نہیں سکتے۔ تو وہ اس بارے میں ان اولیاء وعلماء کی خدمت میں سوال کرتے ہیں جن کے وہ عقیدت مند ہیں تو ان پر ان مصلحتوں کی بناء پر وہاں جانا واجب ہو جاتا ہے اور پیچھے رہنا نادرست۔ خصوصاً اگر ہم دیکھیں کہ اولیاء وعلماء میں سے وہ صاحب جو حاکموں کے پاس آمدورفت کرتے ہیں ان کی دولت کی طرف قطعاً بے رغبتی کرتے ہیں وہاں بیٹھنے میں آبروئے ایمان پر آنچ نہیں آنے دیتے انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں ان کے پاس جس کی سفارش کرتے ہیں اس سے ہدیہ قبول نہیں کرتے پس بلاشک و شبہ یہ نیکو کاروں میں سے ہیں۔ ایسی صورت میں کسی شخص کو ان پر اعتراض کرنے کا حق نہیں پہنچتا اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب ظالم حکام کے متعلق درویش کو معلوم ہو کہ وہ اس کی نصیحت اور سفارش قبول کرتے ہیں تو اسے ان کی صحبت میں جانا اور آمدورفت رکھنا واجب ہے اور نور باطن رکھنے والا پہچانتا ہے کہ کیا کرے اور کیا چھوڑے۔''

اور بعض اولیاء کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مخلوق سے ان کے ہدیئے اور خیرات قبول کرتا ہے پھر اس میں اپنا مال ملا دیتا ہے اور لوگوں کو معلوم کراتا ہے کہ یہ سب کچھ ان اجنبی لوگوں کے صدقات ہیں۔ اور ہدایا اور صدقات دینے والے لوگوں کی سخاوت کی تعریف کرتا ہے اور لوگوں کو یہ وہم دلاتا ہے کہ اس نے اس میں سے کچھ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ کر محتاجوں کو کم دیا ہے۔ تو اس قسم کی گفتگو کرتا ہے کہ اس زمانے میں کون ایسا کر سکتا ہے کہ مال حاصل کرے اور اسے محتاجوں میں تقسیم کر دے اور اس میں سے کچھ کم کرنے کا خیال بھی دل میں پیدا نہ ہو اور ہمیں درگذر کرنا چاہئے اور جو کہا گیا بہت برا ہے اور یہ ان مردان حق کے بڑے اخلاق میں سے ہے جو خدائی معاملات میں انتہائی مخلص ہوتے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص بھی اپنے اس کمال تک راہ نہیں پاتا جس پر وہ اپنے باطن حال میں ہے باوجود یکہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہے اس لئے کہ آدمی جب مخلوق سے ہدیئے قبول کرے تو ان کی نگاہوں میں وہ لازماً حقیر ہو جاتا ہے جیسا کہ اگر قبول نہ کرے بلکہ لوٹا دے تو ان کی نظر میں بڑا بن جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ہدیہ لوٹانے والے نے ریاکاری اور دکھاوے کے لئے اور لوگوں کے قلوب کو اپنی الفت دلانے کو ایسا کیا ہو تا کہ وہ تعظیم وتکریم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوں اور اس کی مدح سرائی میں زبانیں کھولیں۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگوں سے ہدیہ نہ لینے کے عوض ان سے اپنی مدح سرائی کا طالب ہو تو وہ اپنے نفس اور خواہش کی پوجا کرتا ہے اور اس کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں میں کہتا ہوں کہ پوجا کرنے کا معنی اطاعت کرنا ہے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص خیرات یا ہدیہ لوٹانے کے فتنہ سے ڈرے اسے چاہئے کہ لے لے پھر خفیہ طور پر کسی

مستحق کو دے دے اور اس میں سے اپنے لئے کچھ نہ رکھے اس طرح انشاء اللہ العزیز وہ فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (8 نمبر صفحہ نہیں ہے۔)

انہوں نے ان کا انکار کر دیا اور اس سے ناواقف رہے اور جو شخص کسی طریقے کا منکر ہو تو لازماً اس طریقے والوں سے عداوت رکھتا ہے کیونکہ وہ اسے غلط اور اس کے اپنانے والوں کو غلط گمان کرتا ہے اور اس سے یہ بات مخفی رہی کہ یہ انکار وجود سے ہے اور عقل مند پر واجب ہے کہ وہ منکر کو بدلے تاکہ وہ انکار سے نکل جائے۔ بے شک اولیاء اور علماء عاملین تصدیق' صدق' تسلیم اخلاص اور وفائے عہد کی حقیقت پر معیت الٰہیہ میں ہیں اور پاس انفاس میں انہیں معیت الٰہیہ حاصل ہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی قیادت اسی کو سونپ دی اور اپنے آپ کو اس کی رضا تسلیم کرتے ہوئے اس کے حضور ڈال دیا اور اپنے پروردگار کی ربوبیت کا حیاء کرتے ہوئے اور اس کی قیومیت پر اکتفاء کرتے ہوئے کسی وقت بھی وہ اپنے نفسوں کے لئے بدلہ نہیں لیتے پس وہ جن باتوں کا اپنے لئے اہتمام کرتے ہیں رب تعالیٰ ان کے لئے اس سے بھی کہیں عظیم اہتمام فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے مخالف کا خود مقابلہ فرماتا ہے اور جو ان پر غلبہ چاہے انہیں اس پر غلبہ عطا فرماتا ہے۔

اہل اللہ کی تسکین کے لئے اہتمام قدرت

سیدی ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم قدیم میں پہلے سے موجود ہونے کی وجہ سے جو کچھ اس طائفہ کے متعلق کہا جائے گا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اس نے خود آغاز فرمایا اور جس قوم نے اہل اللہ سے اعراض کیا ان کی بدبختی کا فیصلہ فرمایا تو انہوں نے اسکی طرف بیوی' اولاد اور محتاجی منسوب کر دی اور اسے بندھے ہاتھوں والا قرار دیا۔ پس جب کوئی ولی یا صدیق اس گفتگو سے تنگ دل ہو جو اس کے متعلق کہی گئی کہ معاذ اللہ کافر زندیق' ساحر اور مجنون وغیرہ ہے اسے حق کی طرف سے ہاتف غیب اس کے سر میں آواز دیتا ہے کہ تیرے متعلق جو کہا گیا یہ تیری اصلی صفت ہے اگر میرا فضل و کرم تجھ پر نہ ہوتا۔ کیا تو نے بنی آدم ہی سے اپنے بھائیوں کو نہیں دیکھا انہوں نے میری جناب میں کسی بیہودہ گفتگو کی اور میری طرف وہ چیزیں منسوب کیں جو میری شان کے لائق نہیں ہیں۔ پس اس بارے میں اگر اسے شرح صدر نہ ہو بلکہ وہ تنگی محسوس کرے تو حق کی طرف سے ہاتف غیب ایک اور نداء دیتا ہے کہ کیا تجھے میری اقتداء پسند نہیں؟ بیشک میرے متعلق وہ کچھ کہا گیا جو میری شان جلالت کے شایاں نہیں اور میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بھائی تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی شان میں سحر اور جنوں کی باتیں کی گئیں جو کہ ان کے رتبہ عظیم کے لائق نہیں اور یہ کہ وہ لوگوں کو میری طرف صرف اپنی سرداری اور برتری جمانے کو بلاتے ہیں۔

تنگی قلب کا قرآنی علاج

اے میرے بھائی! دیکھ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسے علاج فرمایا جب آپ کفار کی نامناسب باتیں سن کر آپ کے قلب مقدس کو تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین" (الحجرات ۹۸'۹۹) پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھیں اور سجدہ گذاروں میں سے ہو جائیں اور اپنے رب کی عبادت کیجئے دم واپسیں تک''۔ اے ولی! تجھ پر واجب ہے کہ اس صورت میں تو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی اقتداء کرے۔ کیونکہ وہ طب الٰہی اور دواء ربانی ہے اور انکار کرنے والوں اور دھوکے بازوں کی باتوں سے لاحق ہونے والی تنگی قلب کو زائل کرنے والی ہے اس لئے کہ تسبیح' اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک کہنا ہے جو کہ اس کی شان کمال کے لائق نہیں اور دربار خداوندی سے امور سلبیہ اور نقائص مثلاً تشبیہ اور تحدید کی نفی کے ساتھ اس کی تعریف کرنا ہے رہی تحمید' تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ایسی صفات سے کرنا ہے جو کہ اس کے جمال وجلال کے لائق ہیں اور یہ دونوں چیزیں منکروں اور مذاق کرنے والوں کی باتوں سے حاصل ہونے والی تنگی قلب زائل کرنے والی ہیں رہا سجدہ کرنا تو یہ بندے کا بلندی اور رفعت طلب کرنے سے پاک ہونے کا اشارہ ہے کیونکہ سجدہ کرنے والا سجدے کی حالت میں بلندی کی صفت سے بالکل فنا ہو چکا۔ اسی لئے شرع شریف کا بندے کو حکم ہے کہ وہ اپنے سجدے میں سبحان ربی الاعلٰی پڑھے۔ رہی عبودیت جس کی طرف واعبد ربک حتّٰی یاتیک الیقین کے ساتھ اشارہ فرمایا گیا تو اس سے مراد انتہائی عاجزی کرنا اور طلب عزت سے دوری کا اظہار ہے اور یہ بندے کی ذات وصفات کی فنا کا اشارہ ہے اور یہ قرب اصطفاء وعزت اور باریابی کی خلعت ملنے کا موجب ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے اشارہ کیا گیا "واسجد واقترب" (العلق آیت:۹۱) سجدہ کیجئے اور قرب حاصل کیجئے اور اس حدیث پاک کے ساتھ کہ لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت لہ سمعا و بصرا. الحدیث کہ میرا بندہ میرے حضور نوافل حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت فرماتا ہوں تو جب محبت فرماتا ہوں تو اس کے کان آنکھ وغیرہ بن جاتا ہوں قرب صوفیاء کے نزدیک بندے کا اپنے رب عزوجل کے شہود کے سامنے اپنے نفس کے شہود میں فنا ہونے کا اشارہ ہے۔ رہا یقین تو یہ حوض میں پانی جمع ہونے سے لیا گیا اور یہ تردد شکوک۔ وہم اور گمان کے زائل ہونے سے سکون دلجمعی اور اطمینان کے حصول کی طرف اشارہ ہے۔

علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین کی حقیقت

شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سکون۔ دلجمعی اور اطمینان جب عقل اور نفس کی طرف منسوب ہو تو اسے علم الیقین کہا جاتا ہے جب اسے روح روحانی کی طرف نسبت ہو تو عین الیقین جب اسے قلب حقیقی کی طرف منسوب کریں تو حق الیقین اور جب سر وجودی کی طرف نسبت ہو تو اسے حقیقۃً حق الیقین کہتے ہیں اور یہ مراتب سب کے سب کاملین کے سوا کسی میں جمع نہیں ہوتے۔

اسرار الٰہیہ کی حفاظت اور اخفاء کی ضرورت

حضرت جنید رضی اللہ عنہ اکثر شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے کہ حجاب والوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا بھید نہ کھولا کرو۔ اور آپ فرمایا کرتے کہ فقیر کو توحید خاص کی کتابیں صرف انہیں لوگوں کے سامنے پڑھنی چاہئیں جو کہ صوفیاء کی تصدیق کرنے والے ہوں انہیں ماننے والے ہوں۔ ورنہ جو بھی انہیں جھٹلائے گا اسے قہر خداوندی کا خطرہ لاحق ہوگا۔ ابھی ابوتراب النخشبی رضی اللہ عنہ کی بابت گذرا کہ آپ انکار وحجاب والوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بے توجہی کسی دل کی عادت ہو جائے تو وہ اولیاء اللہ کے بارے میں غیر شائستہ گفتگو کا خوگر ہو جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ شخص ان لوگوں میں سے ہوتا جن کے قلوب دربار خداوندی کی طرف متوجہ رہتے ہیں تو اس بارگاہ کے اہل حضوری کی خوشبو محسوس کرتا تو ان کا ادب کرتا ان کی تعریف کرتا ان سے محبت کرتا اور ان کے نعلین کی خدمت کرتا یہاں تک وہ حضرات اسے اپنی بارگاہ میں قریب کر لیتے اور پھر وہ ان

کی طرح ہو جاتا جس طرح کہ وہ شخص جو دنیا کے بادشاہوں کا قرب حاصل کرنا چاہیے۔

مقامات علم توحید کے بیان میں احتیاط

میں کہتا ہوں کہ اسی وجہ سے طریق تصوف کے کاملین نے توحید خالص کے مقامات کے متعلق گفتگو کو عام مسلمانوں پر شفقت کرتے ہوئے اور جھگڑنے والے مجوبوں پر نرمی کرتے ہوئے اور اس کلام والے اکابر عارفین کا ادب کرتے ہوئے مخفی رکھا حضرت جنید رضی اللہ عنہ علم توحید کے بارے کبھی بھی لب کشائی نہ فرماتے مگر پہلے اپنے گھر کے دروازوں پر تالے ڈالتے اور ان کی کنجیاں اپنی ران کے نیچے رکھتے پھر اپنے گھر کی کسی گہرائی میں بیٹھ کر گفتگو فرماتے اور فرماتے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور اس کے خواص کو جھوٹا کہیں اور انہیں زندقہ اور کفر کی تہمت لگائیں؟ اور اس کی وجہ لوگوں کی آپ کے متعلق وہ گفتگو تھی جس کا اس مقدمہ کے آخر میں بیان آئے گا اور اس کے بعد آپ نے دم واپسیں تک فقہ کو پردہ بنائے رکھا اور شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص اس طائفہ صوفیاء کی گفتگو سن کر اپنے دل کے ساتھ ان کی تصدیق پر قائم نہیں رہ سکتا تو ان کے پاس بیٹھنا نہیں چاہیے کیونکہ ان کی تصدیق کئے بغیر ان کے حضور بیٹھنا زہر قاتل ہے۔

اور شیخ سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ صوفیاء کرام کی گفتگو عام طور پر بظاہر معتزلہ اور فلاسفہ کے قواعد کے رخ پر چلتی ہے تو عقل مند آدمی صرف اس کلام کے معتزلہ اور فلاسفہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے انکار میں جلدی نہ کرے بلکہ ان کے دلائل پر غور وفکر کرے جن کا انہوں نے سہارا لیا ہے اس لئے کہ فلاسفہ اور معتزلہ نے اپنی کتابوں میں جو کچھ کہا ہے سارے کا سارا باطل نہیں بعض حضرات نے ان کی کتابوں کے مطالعہ سے جو بچنے کی تاکید کی ہے تو اس خوف سے کہ کہیں دیکھنے والے کے دل میں خصوصاً انکار و دعویٰ کرنے والوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا نہ ہو جائیں۔

شیخ محمد مغربی شاذلی اللہ رضی اللہ عنہ کا رسالہ

میں نے سیدی الشیخ محمد مغربی شاذلی رضی اللہ عنہ کے رسالہ میں یہ لکھا دیکھا ''معلوم ہونا چاہیے کہ قوم صوفیاء کا طریقہ شہود اثبات پر اور بعض حالات میں ایسے حالت پر مبنی ہے جو کہ معتزلہ کے طریقے کے قریب ہے اور وہ جمال ذات کی تنہائی کے شہود میں صفات کی غیبت کے شہود کی حالت ہے حتیٰ کہ گویا صفات ہیں ہی نہیں اور یہ حالت اگرچہ اس کا غیر اس سے ارفع ہے بہت نادر سخت وہم پیدا کرنے والی اور اکابر صوفیاء کرام کے متعلق بدگمانی میں ڈالنے والی ہے کیونکہ یہ مذہب معتزلہ کے مشابہہ ہے حالانکہ اس حالت میں کوئی شبہ نہیں ہے تو چاہیے کہ سالک خبردار رہے اور اس قوم پر اعتراض کرنے سے پرہیز کرے کیونکہ یہ بڑی ہلاکتوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بعض اولیاء نے قوم کے دقیق مسائل میں گفتگو کا دروازہ تادم واپسیں بند کر رکھا اور اسے حالت سلوک کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ جو ان کے طریقے پر سلوک کرے گا وہ ان حقائق پر اطلاع پائے گا جس پر وہ مطلع تھے اور چکھ لے گا جو کچھ انہوں نے چکھا اور لوگوں کی کلام سے بے نیاز ہو جائے گا۔

اور ابو عبداللہ القرشی رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں آئے گا کہ آپ کے ہم نشینوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں علم الحقائق میں سے کچھ سنائیں تو آپ نے فرمایا آج میرے ہم نشینوں کی تعداد کتنی ہے؟ فرمایا کہ ان میں سے ایک سو چھ لو انہوں نے چن

لئے۔ فرمایا سو میں سے بیس چن لو۔ چن لئے فرمایا بیس میں سے چار چن لو۔ چن لئے۔ میں کہتا ہوں کہ چاروں کشوف و معارف والے تھے تو شیخ نے فرمایا اگر میں تمہارے سامنے حقائق واسرار کے علم میں کلام کروں تو مجھ پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ دینے والے یہی چاروں ہوں گے۔

ایک شبہ کا جواب

میں کہتا ہوں کہ ان اکابر کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا جائز نہیں کہ وہ باطن میں زندیق ہیں کیونکہ وہ علماء اور عوام سے وہ حقائق چھپائے ہوئے ہیں جو وہ باطن میں رکھتے ہیں۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم انہیں اچھی توجیہہ پر محمول کریں اس وجہ سے کہ ہم ان کی اصطلاحات سے ناواقف ہیں کیونکہ جو ان کے دربار میں داخل نہیں ہوا ان کے حال سے واقف نہیں تو انہوں نے علم الحقائق کی تقریر فرماتے ہوئے اپنے دروازے صرف اس لئے بند فرمائے کہ اس علم کا سمندر تو اکثر علماء پر گہرا ہے یہاں دوسروں کا کیا مقام ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے متعلق گذرا کہ جب آپ کے پاس صوفیاء کی قوم کے متعلق سوال آتا تو اسے ابوحمزہ البغدادی رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیج دیتے اور فرماتے کہ صوفی صاحب! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اور عارف کے لئے گنجائش نہیں کہ وہ درجات مختلف ہونے کے باوجود سب لوگوں کے لئے ایک سی گفتگو کرے کیونکہ یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے اگرچہ اس میں بھی اختلاف ہے اس لئے کہ آپ فرماتے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کی عقل کے معیار کے مطابق گفتگو کروں پس تو سمجھ اور سوچ کیونکہ جسے اس طریقے کا علم نہیں جب وہ کسی درویش کو یہ فرماتے ہوئے سنے گا کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ توبہ سے بھی توبہ کی جائے کیسے کہے گا کہ اس کلام کا مفہوم اور معنی درست نہیں کیونکہ توبہ سے توبہ کرنا تو گناہ پر اصرار ہے۔ پھر جب اپنی اصطلاح کے مطابق درویش اپنی مراد کی وضاحت کرے اور کہے کہ میری مراد نفس کو پاک سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بجائے توبہ پر اعتماد کرنا ہے نہ کہ گناہ پر اصرار کرنا کیسے کہنے لگے گا کہ یہ کلام تو اب بہت خوبصورت ہے حالانکہ ابھی کچھ پہلے انکار کیا تھا۔ کیونکہ اس قوم کی عادت ہے کہ اپنے اعمال کی ریاء اور دعوؤں کے بغیر گواہی دیتے ہیں اور اپنے لئے اخلاص کی گواہی نہیں دیتے ہیں اور اسی کی مثل ان کے بعض کے قول کی تقریر صحیح سمجھی جائے گی کہ تقویٰ کی حقیقت وہ ترکِ تقویٰ ہے اور اسی کی مثل سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ ''میں نے اپنے زہد، عبادات اور تقویٰ سے کہا کہ میرے اور خواہش کے درمیان سے ہٹ جاؤ'' اور اسی طرح آپ کا یہ کہنا ''خواہش کا دامن پکڑ اور حیا اتار پھینک اور عبادت گذاروں کی راہ چھوڑ دے اگرچہ کتنے بزرگ ہوں'' کیونکہ جسے اہل طریق کی اصطلاحات سے ادنی مس بھی نہیں وہ ایسی گفتگو کا انکار کرے گا اور کہے گا کہ زہد عبادات اور تقویٰ کو چھوڑنا برا ہے بلکہ اس سے تو آدمی کا دین ہی ختم ہو جاتا ہے تو ایسی گفتگو کرنے والے کے متعلق اعتقاد رکھنا کیسے جائز ہوگا اور اگر اسے اس طریقے کی کچھ سوجھ بوجھ ہوتی تو جانتا کہ شیخ کا مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بجائے صرف اعمال پر نہ رکے رہنا ہے کیونکہ آپ سے تو زہد، عبادات اور تقویٰ کی کثرت منقول ہے جیسا کہ سلف صالح کا طریقہ رہا ہے اسی طرح شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ اور آپ جیسے دیگر اولیاء ہیں ہمیں اس قوم میں سے کسی کے متعلق یہ بات نہیں پہنچی کہ اس نے کسی کو نماز، زکوٰۃ، حج اور روزے سے کبھی بھی روکا ہو اور نہ ہی شریعت کے کسی مسئلہ سے روگردانی کے درپے ہوا۔

اور ولی اس چیز کو کیسے چھوڑے گا جو کہ اس کے پروردگار کے دربار تک اس کی رسائی کا سبب ہو۔ وہ تو لوگوں کو اسباب وصول کو کثرت سے اپنانے پر ابھارتا ہے۔ تو سوائے ان کے وجد اور فہم کے انکار کی کوئی وجہ باقی نہ رہی اور یہ ایسے امور ہیں جو کہ سنت کی کسی صریح چیز کے خلاف نہیں ہیں اور اس بارے میں معاملہ بالکل آسان ہے جو چاہے ان کی تصدیق اور اقتداء کرے جیسے مذاہب کے مقلدین اور جو چاہے تو خاموش رہے اور اعتراض نہ کرے کیونکہ وہ اس طریقے کے مجتہدین ہیں اور مجتہد کا دوسرے مجتہد پر اعتراض کرنا معیوب نہیں۔

کلام صوفیاء کے متعلق مسلک احتیاط

اور قزوینی نے اپنی کتاب سراج العقول میں امام الحرمین سے نقل فرمایا کہ ان سے جب غالی صوفیوں کے کلام کی بابت پوچھا جاتا تو وہ فرماتے تھے کہ اگر ہمیں کہا جائے کہ ان کے کلام میں سے جو تکفیر کا تقاضا کرتا ہے اور جو نہیں کرتا اس کی تفصیل بیان کرو تو ہم کہیں گے کہ یہ ایسی طمع ہے جس کا یہ مقام نہیں کیونکہ ان کی کلام ادراک سے دور وہاں چلنا مشکل توحید کے سمندر کی تند و تیز موج سے چلو بھرا جاتا ہے اور جسے حقائق کی آخری حدوں کا پورا علم نہیں اسے تکفیر کے دلائل باوثوق ذرائع سے حاصل نہیں ہوتے جیسا کہ ان کے بعض نے اس موضوع پر فرمایا ''ہم نے متلاطم سمندر اپنے پیچھے چھوڑ دیئے لوگ کیا جانیں کہ ہم کدھر متوجہ ہیں۔

مسئلہ تکفیر میں شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

اور ہمارے آقا و سردار شیخ الاسلام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ سے غالی بدعتیوں اہل اہواء اور منہ پھٹ قسم کے لوگوں کی تکفیر کا حکم بولا گیا جو کہ ذات مقدس کے متعلق حکام کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے سائل! تجھے معلوم ہو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے کی تکفیر کو ایک زبردست کام سمجھتا ہے۔ کیونکہ تکفیر ایک خوفناک اور بہت خطرناک کام ہے۔ کیونکہ جس نے کسی شخص کو کافر کہا تو گویا اس نے خبر دی کہ آخرت میں اس شخص کا انجام ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہا ہے۔ جب کہ دنیا میں اسے نقل کرنا اور اس کا مال لوٹنا جائز۔ وہ کسی مسلمان خاتون سے نکاح نہیں کرسکتا اور اس کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد اس پر مسلمانوں کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ ہزار کافر کو چھوڑنے کی غلطی کرنا ایک مسلمان کا ایک سنگی بھر خون گرانے کی غلطی کرنے سے زیادہ آسان ہے اور حدیث پاک میں ہے کہ حاکم کا غلطی سے معاف کرنا میرے نزدیک غلطی سے کسی کو سزا دینے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

پھر یہ مسائل جن میں اس قوم کی تکفیر کی جاتی ہے ان کے شبہات کی کثرت' قرائن کے اختلاف' اسباب کی تفاوت' غلطی کی تمام وجوہ کو پہنچاننے میں انتہاء تک پہنچے۔ مختلف مقامات پر تاویل کے حقائق اور اس کی شرائط پر اطلاع اور تاویل کا احتمال رکھنے اور نہ رکھنے والے الفاظ کی پہچان کی وجہ سے انتہائی باریک اور مشکل ہیں اور اس کے لئے اہل زبان یعنی عرب کے تمام قبائل کے ان کے حقائق' مجازات اور استعارات میں ان کے تمام طریقوں کی معرفت ناگزیر ہے اور توحید کے حقائق اور مشکل مسائل وغیرہ کی پہچان ہمارے دور کے اکابر علماء کرام کے لئے انتہائی مشکل ہے۔ کسی اور کی کیا بات کریں اور جب انسان اپنے عقیدے کو تحریر میں بیان کرنے سے عاجز ہے تو دوسرے کی عبارت سے عقیدہ کیسے لکھے گا پس تکفیر کا حکم اسی کے لئے رہ گیا جو صراحتاً کفر کرے اور اسے

دین کے طور پر اختیار کر لے۔ شہادت کے دونوں کلمات کا انکار کرے اور مکمل طور پر دین سے خارج ہو جائے اور اس کا وقوع بہت نادر ہے۔ پس ادب یہی ہے کہ اہل اہواء و بدعت کی تکفیر سے توقف کیا جائے اور قوم صوفیاء کی ہر وہ بات تسلیم کر لی جائے جو کہ نص صریح کی مخالفت نہیں کرتی''۔

میں کہتا ہوں کہ مجھے ہمارے شیخ امین الدین نے جو کہ مصر کی جامع مسجد الغمر ی کے امام ہیں بتایا کہ ایک شخص سے ایک عبارت سرزد ہو گئی جس میں تکفیر کا وہم ہوتا تھا تو علمائے مصر نے اس کے کفر کا فتویٰ دے دیا جب اسے قتل کیا جانے لگا تو سلطان چقمق نے کہا کہ کیا علماء میں سے کوئی صاحب حاضر ہونے سے رہ تو نہیں گئے لوگوں نے کہا ایک بزرگ شیخ جلال الدین محلی شارح منہاج رہ گئے ہیں۔ اس نے آپ کو پیغام بھیجا آپ تشریف لائے تو اس شخص کو بادشاہ کے سامنے ہتھکڑی لگی کھڑا دیکھا۔ شیخ نے فرمایا اس کا کیا قصور ہے کہا گیا اس نے کفر کیا ہے۔ فرمایا جس نے اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا ہے اس کے پاس کونسی دلیل ہے۔ تو شیخ صالح البلقنی نے جلدی سے کہا کہ مرے والد بزرگوار شیخ الاسلام الشیخ سراج الدین نے ایسی صورت میں کفر کا فتویٰ دیا۔ تو شیخ جلال الدین محلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے کیا تو چاہتا ہے کہ اس مسلمان کو اپنے باپ کے فتویٰ سے قتل کر دے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اس کی ہتھکڑیاں اتار دو۔ چنانچہ اسے کھول دیا گیا اور شیخ جلال الدین نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر نکل گئے اور بادشاہ دیکھ رہا ہے اور کسی کو آپ کے پیچھے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

کلام صوفیاء کی رفعت

شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کئی دفعہ قلوب عارفین پر نفحات الٰہیہ کے فیوض و برکات وارد ہوتے ہیں اگر ان کو زبان پر لائیں تو انہیں مرتبہ کمال پر فائز عارفین جاہل کہیں اور اہل ظاہر کے استدلالی علماء انہیں رد کر دیں اور ان سے یہ حقیقت چھپ جاتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو وہ کرامات عطا فرماتا ہے جو کہ معجزات کی فرع ہیں تو کوئی عجیب نہیں کہ ان کی زبانوں پر ایسی عبارات جاری فرما دے جنہیں سمجھنے سے علماء عاجز رہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جسے اس بات میں شک ہو تو وہ شیخ محی الدین کی کتاب المشاہد یا سیدی محمد کی کتاب الشعائر یا ابن قسی کی کتاب خلع النعلین یا ابن العربی کی کتاب عنقاء مغرب کو پڑھ کر دیکھے کیونکہ وہاں سے اکابر علماء کرام بھی قائل کی مراد بالکل نہیں سمجھ سکتے وہ اسی کے ساتھ خاص ہے جو اس کلام کرنے والے کے ساتھ دربارِ اقدس میں داخل ہوا۔ کیونکہ وہ قدسی زبان ہے جسے فرشتے سمجھیں یا پھر وہ جو ہیکل بشری سے پاک ہو چکا یا کشف صحیح والے حضرات۔

اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام رضی اللہ عنہ شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور قوم صوفیاء کے لئے سر تسلیم خم کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اس بات پر کہ طائفہ صوفیہ دین کی سب سے عظیم بنیاد پر جلوہ گر ہیں سب سے عظیم دلیل وہ کرامات اور خوارق عادات امور ہیں جو ان کے ہاتھوں سرزد ہوتے ہیں اور ایسے امور صرف فقیہ سے کبھی ظاہر نہیں ہوتے سوائے اس کے جو کہ انہیں کے مسلک پر چلے جیسا کہ ہمارا مشاہدہ ہے۔ حالانکہ شیخ عزالدین رضی اللہ عنہ اس سے پہلے اس قوم پر اعتراض کیا کرتے تھے اور کہتے کہ کیا ہمارے لئے کتاب و سنت کے سوا کوئی راستہ ہے؟ جب ان کا ذوق حاصل ہوا اور کاغذ کے دفتروں کی

ہتھکڑیاں اتار دیں تو پھر انہیں کی تعریف میں لگے رہے۔ (یعنی یہ حقیقت کھلی کہ ان صوفیاء کرام کے ارشادات کتاب وسنت سے باہر نہیں ہیں بلکہ انہیں سے مستفاد ہیں جنہیں خدا داد فہم سے اس طائفہ شریفہ نے کتابوں میں پیش فرمایا (۱۲ محمد محفوظ الحق غفرلہ، ولوالدیہ)

اور جب دمیاط کی سرحد کے قریب منصورہ میں فرنگیوں کے واقعہ میں اولیاء اور علماء جمع ہوئے تو شیخ عز الدین شیخ مکین الدین اسمر۔ شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور ان جیسے اکابر مل بیٹھے اور ان کے سامنے رسالہ قشیریہ پڑھا گیا اور ہر ایک نے کلام کرنا شروع کی کہ اتنے میں شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو سب نے عرض کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کلام کے معانی کے متعلق ہمیں کچھ ارشادات سے نوازیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ مشائخ اسلام اور اکابر زمانہ ہیں اور آپ لوگ کلام کر چکے اب میرے جیسے کی کلام کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ لیکن سب نے عرض کی کہ آپ کلام فرمائیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا خطبہ پڑھا کلام شروع فرمائی۔ تو شیخ عزالدین خیمہ کے اندر سے چیختے ہوئے باہر نکل آئے اور اپنی پوری آواز سے ندا دیتے ہوئے کہنے لگے کہ آؤ اور یہ کلام جو کہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے ابھی ظاہر ہوئی ہے اسے سنو۔

منکرین کرامات کا رد اور ان کی اقسام

امام یافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب روض الریاحین میں فرمایا کہ کرامات اولیاء کا انکار کرنے والے سے مجھے سخت تعجب ہے حالانکہ آیات کریمہ صحیح احادیث شریفہ، مشہور آثار اور مستند حکایات میں کرامات آئی ہیں اور کثرت کی اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ گنتی سے باہر ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کرامات کا انکار کرنے والوں کی کئی اقسام ہیں۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو بالکل ہی انکار کرتے ہیں اور وہ ایک مذہب والے ہیں معروف ہیں اور تقویٰ سے یکسر محروم بعض نے کہا کہ وہ مجسمہ ہیں ۔۲۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو کہ ماضی کے بزرگوں کی کرامات مانتے ہیں لیکن اپنے ہم عصر حضرات کی کرامات کو نہیں مانتے تو یہ لوگ سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔ جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی جب کہ انہیں دیکھا نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب جب کہ آپ کو دیکھا باوجود یکہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہے اور یہ صرف ان کے حسد زیادتی اور بدبختی کی بناء پر ہے۔۳۔ ان میں سے بعض وہ ہے جو کہ اس بات کی تو تصدیق کرتا ہے کہ اس کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء موجود ہیں۔ لیکن کسی ایک معین شخصیت کی تصدیق نہیں کرتا تو ایسا شخص روحانی امدادوں سے محروم ہے۔ کیونکہ جو کسی معین شخصیت کو مانتا نہیں تو وہ کسی سے کبھی بھی نفع حاصل نہیں کر سکتا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔

کرامت اور جادو میں فرق

پھر امام یافعی نے فرمایا کہ اگر کہا جائے کہ یہ کرامات جادو کے مشابہہ ہیں کیونکہ انسان کا ہوا سے غیبی آوازیں سننا پیٹ میں آواز سننا اس کے لئے زمین کا لپیٹا جانا اور چیزوں کا بدل جانا اور اس قسم کے دوسرے واقعات حسی طور پر یہ دستور نہیں کہ صحیح ہوں ایسے واقعات شعبدہ بازوں سے صادر ہوتے ہیں تو اس کا جواب وہ ہے جو کہ صاحب عرفان مشائخ اور ارباب تحقیق علمائے کرام نے

کرامت اور جادو کے فرق میں دیا ہے اور وہ یہ کہ جادو تو فاسقوں بے دینوں اور کافروں کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے جو کہ شریعت سے محروم ہیں۔ رہے اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم تو وہ اس مقام تک اپنے مجاہدوں کی کثرت اور سنت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے پہنچے یہاں تک کہ وہ بہت اونچے مقام پر فائز ہوئے پس دونوں میں بہت فرق ہے۔

امام یافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر بہت سے منکرین اگر اولیاء اللہ میں سے کسی کو ہوا میں پرواز کرتا ہوا بھی دیکھ لیں تو کہیں گے کہ یہ جادو ہے اور جنوں اور شیطانوں سے کام لیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو توفیق الٰہی سے محروم ہو وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہونے کے باوجود حق کی تکذیب کرتا ہے۔ تو اس کا ان غیبوں کی تصدیق کے بارے میں کیا حال ہوگا جن پر ایمان لانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اکثر اس کے قدم پھسلتے ہیں اور وہ دونوں جہانوں میں خائب و خاسر رہتا ہے کیونکہ جب اس نے محسوسات کا انکار کر دیا تو غائب حقائق کا انکار بطریق اولی کرے گا۔

انکار' منافقت کی شاخ ہے

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ انکار کرنا منافقت کی شاخ ہے اس کی وضاحت میں میں کہتا ہوں کہ یہ اس لئے کہ منافقین اگر حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض و انکار نہ کرتے تو آپ پر ظاہراً باطناً ایمان لے آتے۔

پھر امام یافعی نے فرمایا کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ جادو اور شیاطین کے کاموں کو مقربین بارگاہ اولیاء اللہ' بری صفات سے پاک صاف نیکوکاروں' عند اللہ پسندیدہ صفات سے مزین لوگوں اور اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہر شے سے منہ موڑنے والے اہل اللہ کی طرف کس دیدہ دلیری سے منسوب کیا جاتا ہے۔ تو اے میرے بھائی! اس مقدمے میں میں نے تیرے سامنے تیرے ہم عصر اور دوسرے اہل اللہ کی بلند و بالا شان کا ذکر کیا ہے اس سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو حسد سے بچا۔ ان کے حضور سر تسلیم خم کر اور ان اہل اللہ پر اعتراض کرنے والوں کی گفتگو ہرگز نہ سننا ورنہ تو ان کی طرف سے حاصل ہونے والی خیر کثیر سے محروم رہے گا جیسا کہ تجھے ان کی کلام کا علم حاصل نہ ہونے کی وجہ سے خیر سے محرومی رہی جب کہ ان کی تمام گفتگو جب تو اپنی نفع بخش عقل کی ترازو پر تولے گا سب کی سب تیری خیر خواہی پر مبنی ہے۔ کیونکہ حضرت ذی النون مصری اور حضرت ابو یزید بسطامی کے زمانے سے لے کر ہمارے زمانے تک ان اکابر کے بارے میں لوگ باتیں کرتے رہے ہیں۔ بلکہ سیدی ابراہیم الدسوقی رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا کہ لوگوں نے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں بھی باتیں کی ہیں اور انہیں (معاذ اللہ) ریاء کاری اور نفاق کی طرف منسوب کیا ہے مثلاً حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نماز میں انتہائی خشوع فرماتے اور بعض لوگ کہتے کہ یہ تو ریاکار ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ سجدے میں تھے کہ لوگوں نے آپ کے چہرے اور سر پر انتہائی گرم پانی ڈال دیا۔ آپ کے چہرے کی کھال اتر گئی لیکن آپ کو معلوم تک نہ ہوا جب نماز سے فارغ ہوئے اور توجہ کی تو فرمایا یہ کیا ہے؟ پس آپ کو بتایا گیا تو آپ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کا یہ جرم معاف فرمائے اور آپ کافی عرصہ چہرے کے درد میں مبتلا رہے۔

اہل اللہ کی ابتلاء کی دلیل اور اس کے واقعات

میں کہتا ہوں کہ اس سب کی دلیل اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے "وجعلنا بعضکم لبعض فتنہ اتصبرون و کان ربک

بصیرا " اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنا دیا۔ کیا تم صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے اور ہر ولی کو اس آزمائش کے کافی مراحل سے گذرنا پڑتا ہے اور یہ اس لئے کہ چونکہ آزمائش ایک شرف ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے خواص کے لئے وہ مصائب' تکالیف جو کہ پچھلی امتوں میں متفرق تھیں سب جمع فرما دیں کیونکہ عند اللہ ان کے درجات بہت بلند ہیں۔ اور ذمہ دار حضرات نے حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا کہ لوگوں نے آپ کو آپ کے شہر سے سات مرتبہ نکالا۔ کیونکہ اپنے سفر سے جب آپ بسطام کو لوٹتے تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے مقامات کے متعلق ان علوم کی روشنی میں گفتگو فرماتے جن کا ان لوگوں کو ادنیٰ تعارف بھی نہ تھا تو اس علاقے کے امام اور علم ظاہر کے مدرس حسین بن عیسیٰ البسطامی نے ان کا انکار کیا اور اس نے اپنے شہر والوں کو حکم دیا کہ بایزید کو بسطام سے نکال دو انہوں نے آپ کو باہر نکال دیا اور پھر آپ حسین بن عیسیٰ مذکور کے مرنے کے بعد ہی واپس لوٹے۔ بعدازاں لوگ آپ سے مانوس ہوئے اور آپ کی تعظیم کرنے لگے اور آپ کی برکات سے مستفید ہونے لگے۔ پھر آپ کو حادثے پر حادثے پیش آتے رہے اور آپ کو شہر بدر کیا جاتا رہا آخر الامر معاملہ آپ کی تعظیم اور آپ سے برکات حاصل کرنے پر رکا اور آج تک جاری ہے۔

اسی طرح ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کے ساتھ سلوک کیا گیا۔ لوگوں نے بعض حکام کے پاس آپ کی چغلیاں کیں اور آپ کو طوق اور بیڑیاں ڈال کر مصر سے بغداد لایا گیا۔ خلیفہ وقت سے گفتگو ہوئی وہ بہت متاثر ہوا اور اس نے کہا کہ اگر یہ شخص زندیق ہے تو پھر روئے زمین پر کوئی مسلمان ہے ہی نہیں جیسا کہ آپ کے تعارف میں آئے گا۔

اسی طرح سمنون المحب رضی اللہ عنہ کو ایک سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ پر ایک عورت نے دعویٰ کر دیا جو کہ آپ سے برائی چاہتی تھی لیکن آپ ہمیشہ پاک دامن رہے کہ (معاذ اللہ) آپ اور صوفیاء کی ایک جماعت اس کے ساتھ حرام کا ارتکاب کرتے ہیں۔ شہر میں اس کی شہرت عام ہوگئی۔ پھر خلیفہ از وقت نے حضرت سمنون اور آپ کے ساتھیوں کی گردنیں اڑانے کا حکم دے دیا۔ کوئی تو بھاگ گیا کوئی کئی سال چھپا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شہر ان سے دور کیا۔

اسی طرح حضرت ابوسعید الخراز کو تہمت لگائی گئی اور علماء نے ان پر ان کی کتابوں میں مذکور الفاظ کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دے دیا مثلاً "اگر تو کہے کہ کہاں سے اور کدھر تو میرا جواب اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوگا چند ایک اور الفاظ بھی تھے۔

اور ایک دفعہ اخمیم کے فقہاء نے تعصب کی وجہ سے ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک سکیم بنائی اور ایک کشتی میں بیٹھ کر سلطان مصر کی طرف چلے تا کہ اس کے پاس ان کے کفر کی گواہی دیں۔ آپ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے دعا مانگی اے میرے اللہ! اگر وہ جھوٹے ہیں تو انہیں دگرگوں کر دے۔ لوگوں کے دیکھتے دیکھتے کشتی الٹ گئی اور وہ کشتی کے ناخدا سمیت سب غرق ہو گئے آپ سے عرض کی گئی کہ ناخدا کا کیا جرم؟ فرمایا اس نے فاسقوں کو کشتی میں سوار کیا۔

اور سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے شہر سے بصرہ کی طرف نکال دیا گیا اور کئی قباحتیں منسوب کی گئیں اور تکفیر کی گئی اور آپ ہمیشہ بصرہ میں ہی رہے یہاں تک کہ وہیں آپ کا وصال ہوا۔ اور یہ سب کچھ ان کے علم معرفت اور مجاہدے کے باوجود پیش آیا اور یہ اس وجہ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ بندے پر ہر سانس کے ساتھ توبہ فرض ہے اور اسی بات پر فقہاء آپ سے تعصب کرنے لگے۔

حسین حلاج کی سزا کی مخفی وجہ

اور حسین حلاج کو عمرو بن عثمان المکی کی دعا کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ کے پاس ایک رسالہ تھا جس میں صوفیاء کے خاص علوم تھے۔ وہ رسالہ حسین حلاج کے ہاتھ لگ گیا۔ تو عمرو بن عثمان نے بددعا کی کہ جس نے یہ کتاب لی ہے اس کے ہاتھ اور پاؤں کٹ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کی تکفیر کا واقعہ تو عمرو بن عثمان کی بددعا کو چھپانے کے لئے تھا جیسا کہ ابن خلکان کے حوالے سے آگے آئے گا۔

اور جنید بغدادی رضی اللہ عنہ پر اسی قسم کی گواہی دی گئی جب کہ آپ علم توحید میں تقریر فرماتے تھے پھر آپ نے علم فقہ کا پردہ کھڑا کر لیا اور اپنے علم اور جلالت شان کے باوجود مخفی رہے۔

محمد بن فضیل بلخی رضی اللہ عنہ کو ان کے مسلک کی وجہ سے نکال دیا گیا۔ جیسا کہ ان کے تعارف میں آئے گا اور وہ یہ کہ آپ کا مذہب محدثین کا مذہب تھا تو انہیں کہا گیا کہ آپ کا ہمارے شہر میں رہنا جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا میں نہیں نکلوں گا یہاں تک کہ تم میری گردن میں رسی ڈالو اور مجھے شہر کے بازاروں میں گھماؤ اور یہ کہتے جاؤ کہ یہ بدعتی ہے ہم اسے نکالنا چاہتے ہیں تو لوگوں نے ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا اور انہیں نکال دیا پس آپ نے ان کی طرف منہ کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے اپنی معرفت نکال دے۔ ان کی دعا کے بعد بلخ سے کوئی صوفی ظاہر نہیں ہوا۔ باوجودیکہ سب شہروں سے زیادہ صوفیاء یہیں ہوتے تھے۔

شیخ عبداللہ بن ابوجمرہ رضی اللہ عنہ کی تردید کے لئے ایک محفل منعقد کی گئی جب کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے پس آپ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور سوائے جمعہ کے باہر نہیں آتے تھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

حکیم الترمذی رضی اللہ عنہ کو اس وقت بلخ کی طرف نکال دیا گیا جب آپ نے دو کتابیں علل الشریعۃ اور ختم الاولیاء لکھیں اور انہیں دو کتابوں کی وجہ سے آپ پر انکار کیا گیا اور آپ سے کہا گیا کہ تو نے اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دے دی اور آپ پر سختی کی گئی آپ نے اپنی سب کتابیں جمع کر کے دریا میں ڈال دیں تو ایک مچھلی نے کئی سال تک انہیں نگلے رکھا۔ پھر انہیں باہر ڈال دیا اور لوگوں نے ان سے نفع حاصل کیا۔

اور راز کے زاہدوں اور صوفیوں نے یوسف بن حسین پر انکار کیا اور ان کے خلاف باتیں کرنے لگے اور انہیں بڑی زبردست خرابیوں کی تہمت لگائی یہاں تک آپ کا وصال ہو گیا لیکن آپ نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی کیونکہ آپ کا مؤقف مضبوط تھا۔

ابوالحسن البوشنجی کو نکال دیا گیا آپ کا انکار کیا گیا اور انہیں نیشاپور کی طرف نکال دیا گیا۔ اپنے وصال تک آپ وہیں رہے۔

شیخ ابوعثمان مغربی کو آپ کے مجاہدات اور کمال علم و روحانیت کے باوجود مکہ معظمہ سے نکال دیا گیا اور علویوں نے آپ کو سر اور کندھوں پر ضربیں لگانے کے بعد اونٹ پر بٹھا کر مکہ شریف کے بازاروں میں گھمایا۔ آپ بغداد میں اقامت گزیں ہوئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔

اور امام سبکی پر ان کے کمال علم، کثرت مجاہدات اور اتباع سنت کے باوجود آپ کی وفات تک کئی بار کفر کی گواہی دی گئی یہاں

تک کہ جو شخص آپ سے محبت کرتا تھا اس نے آپ کی خلاصی کی راہ نکالنے کو آپ کے جنون کی گواہی دی پس آپ کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور آپ کے متعلق ابوالحسن الخوارزمی نے کہا جو کہ بغداد کے مشائخ میں سے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا جہنم نہیں ہے تو وہ سبکی کی وجہ سے ایک جہنم پیدا کرے گا یعنی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آپ کو ستایا انکار کیا اور غلط طور پر ان کی تکفیر کی اور ابوالحسن کے قول کے اس معنی کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ اگر سبکی جنت میں داخل نہیں ہو گا تو پھر اس میں کون داخل ہو گا۔

اور اہل مغرب نے امام ابوبکر النابلسی کی فضیلت علم زہد استقامت مسلک اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی مسند صدارت پر فائز ہونے کے باوجود آپ کے خلاف بے سروپا باتیں کیں آپ کو مغرب سے قید کر کے مصر بھیجا گیا اور بادشاہ کے ہاں آپ کے خلاف گواہیاں دیں آپ نے اپنی بات سے رجوع نہ فرمایا۔ پس آپ کو پکڑا گیا اور آپ کی کھال کھینچی گئی حالانکہ آپ زندہ تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی کھال کھینچی گئی جب کہ آپ الٹے پڑے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے قریب تھا کہ لوگ آپ کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جائیں پس معاملہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا پہلے قتل کرو پھر کھال کھینچو۔ شیخ ابومدین مغربی کو بجایہ سے نکالا گیا جیسا کہ ان کے تعارف میں آئے گا۔

ابوالقاسم نصر آبادی رضی اللہ عنہ کو آپ کی عظیم صلاحیتوں زہد پرہیزگاری اور اتباع سنت کے باوجود بصرہ سے نکالا گیا۔ آپ کی کلام اور احوال کا انکار کیا گیا۔ آپ ہمیشہ حرم میں رہے وہیں آپ کا وصال ہوا۔ ابوعبداللہ الشجری صاحب ابی حفص الحداد کو نکالا گیا ان کے خلاف پروگرام ابوعثمان الجبری نے مرتب کیا اور ان کا بائیکاٹ کیا اور لوگوں کو ان سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا اور ایسا اس وقت کیا جب لوگ ابوعثمان سے زیادہ ان کی قدر کرنے لگے اور ان کی طرف زیادہ مائل ہوئے۔

اور ابوالحسن الحصری رضی اللہ عنہ پر لوگوں نے کسی کتاب میں درج الفاظ کی ان کی طرف سے حکایت کر کے ان کے خلاف کفر کی گواہی دی اور قاضی القضاۃ ابوالحسن کے پاس استغاثہ دائر کیا گیا۔ قاضی نے آپ کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور اس بارے میں آپ سے مناظرہ کیا اور آپ کو جامع مسجد میں بیٹھنے سے روک دیا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

ابن سمنون کے متعلق انتہائی بری باتیں کی گئیں حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے لیکن آپ کے علم اور جلالت کے باوجود جنازہ میں کسی نے شمولیت نہ کی۔

امام ابوالقاسم بن جمیل کے بارے میں انتہائی غیر شائستہ باتیں کی گئیں یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا اور اپنی مصروفیت علم حدیث صیام دہر قیام لیل اور دنیا سے بے رغبتی پر ہمیشہ قائم رہے یہاں تک کہ آپ نے بوریا پہنا۔

ابوبکر التلمسانی فرماتے تھے کہ ابودانیال حضرت جنید کی اور رویم سمنون ابن عطاء اور مشائخ عراق کی بدگوئی کرتا اور جب کسی کو ان بزرگوں کا اچھے لفظوں میں ذکر کرتے ہوئے سنتا تو پھٹ پڑتا اور بگڑ جاتا۔

حلاج کون ہیں اور وجہ تسمیہ

رہا حلاج کا معاملہ تو وہ اسی قوم صوفیاء میں سے تھے اور یہی صحیح ہے۔ تو ان کی مصیبت ڈھکی چھپی نہیں اور اگر اس قوم سے نہ

ہوتے تو ہمیں گفتگو کی ضرورت ہی نہیں تھی اور لوگوں نے ان کے بارے بہت اختلاف کیا ہے ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں فرمایا کہ انہیں حلاج اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کپاس بیلنے والے کی دکان پر بیٹھے تھے اور وہاں بیلے بغیر کپاس کا سٹاک تھا دکاندار کسی کام کے لئے چلا گیا جب واپس آیا تو دیکھا کہ تمام کپاس بیلی ہوئی ہے اسی وجہ سے آپ کا نام حلاج پڑ گیا آپ موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور اس کے برعکس پیش کیا کرتے اپنا ہاتھ ہوا میں پھیلاتے اور واپس لاتے تو دراہم سے بھر ہوتا آپ انہیں دراہم قدرت کا نام دیتے۔

حلاج کے قتل کا سبب اور واقعہ

آپ کا قتل کسی ایسے امر کی وجہ سے نہ تھا جو کہ قتل کا موجب ہو صرف وزیر نے آپ کے خلاف سازش کی جب آپ کو کمرہ عدالت میں کئی بار لایا گیا اور آپ سے خلاف شرع کچھ بھی ثابت نہ ہوا تو اس نے کہا کہ کیا اس کی تصنیفات ہیں کہا گیا کہ ہیں پس انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے اس کی ایک کتاب دیکھی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ انسان جب حج کرنے سے عاجز ہو جائے تو چاہیے کہ اپنے گھر کا ایک بالا خانہ پاک صاف کر کے اس کا طواف کرے گویا اس نے حج کر لیا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کا یہ قول صحیح ہے یا کیا۔ پس قاضی نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ یہ کتاب آپ کی تصنیف ہے؟ فرمایا ہاں اس نے کہا کہ آپ نے اسے کس سے لیا ہے فرمایا حسن بصری سے اور حلاج کو یہ معلوم نہیں کہ ان کی کتاب میں جعل سازی کی گئی ہے تو قاضی نے کہا کہ اے خون گرائے جانے کے لائق انسان! تو نے جھوٹ کہا حسن بصری کی کتابوں میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جب قاضی نے آپ کو مراق الدم یعنی خون گرائے جانے کے لائق کہہ کر خطاب کیا تو وزیر نے قاضی پر اس کلمہ سے دلیل قائم کی کہا کہ یہ کلمہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اس پر کفر کا فیصلہ کیا ہے اور قاضی سے کہا کہ اپنی قلم سے تکفیر کا حکم لکھ دیں لیکن قاضی نے ایسا لکھنے سے انکار کیا۔ لیکن وزیر نے دباؤ ڈالا تو اسنے لکھ دیا۔ پس عوام اس وزیر کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے وزیر کو اپنی جان کا خطرہ پڑ گیا۔ اس نے اس مسئلہ میں خلیفہ سے بات کی تو اس نے حلاج کو سزا دینے کا حکم دیا اور ہزار کوڑا مارا گیا آپ نے ہائے تک نہ کی آپ کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے گئے پھانسی پر لٹکایا گیا پھر آگ میں جلا دیا گیا اور لوگوں میں آپ کے بارے میں اختلاف پڑ گیا کہ کیا یہ وہی ہے جسے پھانسی دی گئی یا اسے اٹھا لیا گیا جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق واقعہ رونما ہوا۔

اور امام غزالی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کا فتویٰ دیا گیا اور آپ کی کتاب الاحیاءٗ کو جلا دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف آپ کی مدد فرمائی اور کتاب ''الاحیاءٗ'' کو سونے کے پانی سے لکھا گیا اور امام غزالی پر انکار اور اعتراض کرنے والوں اور آپ کی کتاب کو جلانے کا فتویٰ دینے والوں میں سے قاضی عیاض اور ابن رشید ہیں تو جب غزالی تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے قاضی عیاض کے لئے بددعا فرمائی اور جس دن بددعا کی اسی دن قاضی عیاض حمام کے اندر اچانک فوت ہو گئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلیفہ مہدی نے آپ کے قتل کا حکم صادر کیا کیونکہ آپ کے شہر والوں نے دعویٰ کیا کہ یہ یہودی ہے کیونکہ آپ ہفتہ کے دن باہر نہیں نکلتے تھے کیونکہ آپ کتاب الشفاء کی تصنیف ہفتے کے دن کرتے تھے تو امام غزالی کی دعا کی وجہ سے قاضی عیاض کو مہدی نے قتل کرا دیا۔ اور ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کو آپ کے رفقاء سمیت بلاد مغرب سے نکال دیا گیا۔ پھر انہوں نے اسکندریہ کے نائب کو لکھا کہ تمہارے ہاں

ایک مغربی زندیق آ رہا ہے جبکہ ہم نے اسے اپنے علاقے سے نکال دیا ہے پس اس کی ملاقات سے بچنا۔ جب شیخ اسکندریہ پہنچے تو وہاں کے تمام لوگوں کو آپ نے برا بھلا کہتے پایا۔ پھر انہوں نے بادشاہ کے ہاں آپ کی شکایت کردی۔ اور آپ انتہائی تکلیف میں رہے یہاں تک کہ آپ نے لوگوں کو ان سالوں میں حج کرایا جن میں ڈاکوؤں کی وجہ سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ یوں لوگ آپ کے معتقد ہوئے۔ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ پر زندیق اور بے دین ہونے کی تہمت لگائی گئی۔ اور یہ کہ آپ حرام چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں۔" جیسا کہ ان کے تعارف میں آئے گا۔ اور امام ابوالقاسم بن قسی۔ ابن برجان۔ حوالی اور مرجانی کو قتل کیا گیا حالانکہ یہ حضرات امام تھے اور ان کی اقتداء کی جاتی تھی۔ ان کے خلاف حاسدوں نے کفر کی گواہی دی۔ انہیں قتل نہ کیا گیا۔ حاسدوں نے ایک حیلہ کیا اور بادشاہ سے کہا کہ ابن برجان کے لئے ایک سوتیس شہروں میں خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ تو اس نے آدمی بھیج کر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرادیا۔

رہے شیخ محی الدین ابن العربی اور سیدی عمرو بن الفارض رضی اللہ عنہما تو آج تک انکار کرنے والے ان پر انکار اور اعتراض کر رہے ہیں اور شیخ عزالدین بن عبد السلام کے متعلق ایک بات کی بابت محفل منعقد کی گئی جو آپ نے عقائد میں کہی اور آپ کے خلاف بادشاہ کو ابھارا گیا پھر آپ پر نرمی کی گئی۔

شیخ الاسلام تقی الدین ابن بنت الاعز سے حسد کیا گیا اور آپ پر جھوٹ باندھا گیا اور بادشاہ کے ہاں پیش کیا گیا اور آپ کو پھانسی پر لٹکانے کا فیصلہ کیا گیا دیر بعد آپ کو رہائی ملی اور یہ اس طرح ہوا کہ بیبرس بادشاہ آپ کا انتہائی تابع فرمان تھا یہاں تک کہ آپ کے مشورے کے بغیر کچھ نہیں کرتا تھا دونوں کے درمیان حاسدوں نے چغلیاں شروع کر دیں یہاں تک کہ بادشاہ کے سامنے ایک مسئلہ اہم بنا دیا جس کے متعلق حنفیہ کہتے ہیں درست ہے اور شافعیہ کا موقف درست نہیں۔ پس شیخ تقی الدین نے اس سے معارضہ فرمایا بعض حاسدوں نے شیخ کے خلاف بادشاہ کی مدد کی اور اس زمانے کے مصر میں فیصلہ صرف امام شافعی رضی اللہ عنہ کے فتویٰ پر ہوتا تھا پس بیبرس بادشاہ نے اس واقعہ کے بعد چار قاضی مقرر کر دیئے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

اور شیخ عبدالحق بن سبعین پر انکار کیا گیا اور آپ کو بغداد مغرب سے نکال دیا گیا اور آپ کے پہنچنے سے پہلے ایک رقعہ لکھ بھیجا جس میں اہل مصر کو آپ سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس میں لکھا یہ شخص کہتا ہے کہ "میں وہ ہوں اور میں وہ ہوں"

اور ائمہ کرام امام ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد اور ان جیسے دیگر اکابر کے مصائب و تکالیف کتب مناقب میں مشہور ہیں پس اے میرے عزیز! تو ان اگلے اور پچھلے اکابر اسلام کو پیش آنے والے حالات پر نظر رکھ اور اپنے لئے نمونہ حاصل کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اب ہم اس کتاب کے اصل مقصد کا آغاز کرتے ہیں پس ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں کہ سب اول ہیں۔

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام عبداللہ بن ابوقحافہ عثمان ابن عامر بن عمرو بن کعب بن تمیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرۃ بن کعب میں ملتے ہیں اور آپ کے مناقب گنتی سے باہر ہیں۔

صدیق اکبر کے اقوال

آپ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ عقل تقویٰ ہے اور سب سے زیادہ بے وقوفی حق سے پھرنا ہے اور سب سے بڑی سچائی امانت ہے۔ سب سے بڑا جھوٹ خیانت ہے۔ آپ جب شبہ والی چیز کھا لیتے پھر پتہ چل جاتا تو تکلفاً قے کر کے نکال دیتے اور عرض کرتے اے میرے اللہ! جو کچھ رگوں نے پی لیا اور انتڑیوں میں مل گیا اس پر میرا مواخذہ نہ فرمانا اور فرماتے کہ اس امر دین کا انجام اسی سے درست ہوگا جس سے اس کا آغاز درست ہوا اور اس ذمہ داری کو تم میں سے وہی نبھاتا ہے جو کہ تم میں سے ہمت میں افضل اور اپنے نفس پر زیادہ قابو رکھتا ہو اور آپ جسے نصیحت فرماتے اس سے کہتے کہ اے میرے بھائی! اگر تو میری وصیت کی حفاظت کرے تو کوئی غائب چیز تجھے موت سے زیادہ پیاری نہ ہو اور وہ تجھے آنے والی ہے اور آپ فرماتے کہ جب کوئی شخص دنیوی زینت کی وجہ سے کچھ خود بینی کا شکار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے یہاں تک کہ اس زینت کو چھوڑ دے۔ اور آپ فرماتے اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے حیا کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں جب حوائج ضروریہ کے لئے باہر جاتا ہوں تو اپنے پروردگار سے حیاء کرتے ہوئے کپڑا اوڑھے رکھتا ہوں۔

اور آپ فرماتے کہ اے کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا پھر کھا لیا جاتا اور آپ اپنی نوک زبان کو پکڑ کر فرماتے کہ یہ ہے وہ جس نے مجھے خطرات میں ڈالا۔ جب آپ کی اونٹنی کی مہار گر جاتی تو آپ اسے بٹھا کر خود پکڑتے آپ سے عرض کیا جاتا کہ آپ نے ہمیں کیوں نہ حکم دیا فرماتے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ میں کسی سے کچھ نہ مانگوں اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ مجھے تمہاری خلافت کا کام سونپا گیا ہے حالانکہ میں تم سے زیادہ اچھا نہیں ہوں پس میری مدد کرو جب مجھے دیکھو کہ حق پر قائم ہوں تو میری پیروی کرو اور دیکھو کہ ٹیڑھا چلتا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو آپ پر غم اور خوف اس قدر غالب تھا کہ آپ کے منہ سے بھنے ہوئے جگر کی مہک آتی تھی۔ آپ نے ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو تریسٹھ برس کی عمر میں مغرب اور عشاء کے درمیان وصال فرمایا۔

امام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

آپ کا نسب حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کعب میں جمع ہوتا ہے اور اس پر اتفاق کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے امیر المومنین آپ کو کہا گیا اور آپ کے علم کی کثرت، وفور عقل وفہم، زہد و تواضع مسلمانوں پر نرمی، عدل و انصاف، حق سے وابستگی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات کی تعظیم اور آپ کی پیروی شدت سے کاربند ہونے پر اجماع ہے۔ آپ کی خوبیاں حد اور گنتی سے باہر ہیں۔ آپ کے دسترخوان پر دو سالن جمع نہیں ہوتے تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ٹھنڈا شوربا پیش کیا اور اس پر زیتون کا تیل ڈال دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ دو سالن ایک برتن میں؟ میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو جاؤں آپ کی قمیص میں دونوں کندھوں کے درمیان چار پیوند لگے تھے اور آپ کی چادر کو چمڑے کے ٹکڑے کا پیوند لگا تھا۔ ایک دفعہ آپ کی قمیص میں چودہ پیوند گنے گئے ان میں سے ایک سرخ چمڑے کا تھا اور آپ دعا کیا کرتے اے میرے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقرر فرما ایک دفعہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی

اجازت مانگی تو آپ نے اجازت فرمائی اور فرمایا کہ ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیں اپنی دعا میں شامل رکھنا۔

اور جب مسلمانوں کو کوئی مہم درپیش ہوتی تو قریب ہوتا کہ آپ اس کے اہتمام میں ہلاک ہو جائیں اور کوڑا لے کر منڈی میں تشریف لے جاتے اور جسے دیکھتے کہ اس نے متواتر دو دن گوشت خریدا تو اسے کوڑے سے سزا دیتے اور فرماتے کہ تو نے اپنے پڑوسی اور چچا زاد کے لئے پیٹ کو کیوں نہیں لپیٹا۔ ایک دن نماز جمعہ میں شمولیت کے لئے ذرا دیر سے آئے اور لوگوں سے معذرت کی اور فرمایا کہ مجھے آپ لوگوں تک پہنچنے سے اس کپڑے نے روکا اسے دھویا جا رہا تھا اور میرے پاس اس کے علاوہ اور کپڑا ہے نہیں اور فرماتے کہ اگر خوف حساب نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ ہمارے لئے مینڈھا تنور میں بھونا جائے اور آپ کو کسی چیز کی خواہش ہوتی جس کی قیمت ایک درہم ہوتی تو اسے ایک سال تک لٹکائے رکھتے اور فرماتے کہ جسے خوف خدا ہو وہ اس کے غضب سے بے خوف نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ارادے کو ضائع نہیں فرماتا۔

ایک دن آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسا کیا کہ مجھ سے اوپر کوئی نہیں آپ سے پوچھا گیا کہ ایسا کہنے کی کیا حکمت ہے؟ فرمایا اظہار شکر مراد ہے پھر نیچے اتر آئے۔

آپ نے مدینہ عالیہ سے مکہ معظمہ کا حج کیا لیکن واپس لوٹنے تک آپ کے لئے کوئی خیمہ یا سائبان نہیں لگایا گیا۔ جہاں پڑاؤ ڈالتے وہاں آپ کے لئے درخت پر کوئی کپڑا یا چمڑے کا ٹکڑا ڈال کر سایہ کر دیا جاتا۔ آپ کا رنگ سفید تھا جس پر سرخی غالب تھی لیکن رمادہ کے سال آپ کا رنگ اکثر زیتون کا تیل کھانے کی وجہ سے کچھ سیاہی مائل ہو گیا۔ قحط کے دنوں میں لوگوں پر وسعت کے پیش نظر آپ نے ان کی خاطر گوشت گھی اور دودھ کا استعمال ترک فرما دیا اور آپ نے قسم اٹھائی تھی کہ سوائے زیتون کے تیل کے کوئی سالن نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کشائش فرما دے اور نو ماہ تک قحط سالی قائم رہی اور زمین راکھ کی طرح سیاہ ہو گئی اور گھروں کا چکر لگانے کو نکلتے اور فرماتے کہ جسے ضرورت ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ اور دعا کرتے اے میرے اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ہلاکت میرے ہاتھوں نہ ہو اور آپ کے چہرے پر رونے کی کثرت کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں آپ اپنے وظائف کے دوران کسی آیت پر گذرتے تو روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اور گر پڑتے پھر خانہ نشین ہو جاتے یہاں تک لوگ آپ کو بیمار سمجھ کر بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوتے اور تین صف کے پیچھے تک آپ کے رونے کی آواز سنی جاتی تھی آپ فرماتے اے کاش میں ایک مینڈھا ہوتا میرے گھر والے اپنی صوابدید تک مجھے پالتے پھر مجھے ذبح کر کے کھا لیتے اور میں انسان نہ ہوتا۔

جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کا سر آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کی گود میں تھا آپ نے ان سے فرمایا: بیٹے! میرا سر زمین پر رکھ دو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے زانو پر ہو یا زمین پر آپ پر کوئی حرج نہیں۔ فرمایا: زمین پر رکھ دو پس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا سر زمین پر رکھ دیا آپ نے فرمایا مجھ پر اور میری ماں پر خرابی اگر میرا رب مجھ پر رحم نہ فرمائے پھر فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے ایسے ہی چلا جاؤں جیسے آیا تھا مجھے کوئی اجر ملے نہ مجھ پر کوئی بوجھ ہو۔ پھر عرض کی اے میرے اللہ! میری عمر بہت ہو گئی میری قوت جواب دے گئی اور رغبت ختم ہو گئی مجھے کسی کمی بیشی کے بغیر اپنی بارگاہ میں بلا لے جب

آپ کا وصال ہو گیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے امیر المومنین! معاملہ کیسا پایا؟ فرمایا قریب تھا کہ میرا تخت گر جاتا اگر میں اپنے پروردگار کو رحیم نہ پاتا۔

جب آپ کا گذر گندگی کے ڈھیر پر ہوتا تو وہاں رک جاتے اور فرماتے یہ ہے تمہاری دنیا جس کی تم حرص کرتے ہو اور فرماتے کہ دنیائے فانی کا نقصان کرلو یہ تمہارے لئے باقی رہنے والی آخرت کے نقصان سے بہتر ہے۔ زمین سے تنکا اٹھا کر کہتے کہ اے کاش میں یہ تنکا ہوتا۔ اے کاش میں پیدا نہ کیا جاتا اے کاش میری ماں مجھے جنم نہ دیتی۔ اے کاش میں کچھ نہ ہوتا اے کاش میں بھلا دیا گیا ہوتا۔

آپ نصف شب میں نماز پسند فرماتے تھے اور جب لوگوں پر کوئی پریشانی وارد ہوتی تو آپ اپنا لباس اتار دیتے اور مختصر سا کپڑا پہن لیتے جو مشکل سے گھٹنوں تک پہنچتا پھر اونچی آواز سے روتے اور استغفار کرتے' آنکھیں آنسو بہاتیں یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔

آپ بیواؤں اور یتیموں کے لئے آٹے کی بوری اپنی پشت پر اٹھاتے بعض خدام نے عرض کی کہ میں اٹھالوں تو فرمایا قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا آپ کے حالات بے شمار اور مشہور ہیں۔

امام عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف میں ملتا ہے۔ آپ کو ذوالنورین کہا گیا کیونکہ یکے بعد دیگرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو شہزادیاں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما آپ کے نکاح میں آئیں اور انچاس دن تک آپ کا محاصرہ کیا گیا پھر آپ کو محبوس کر کے شہید کیا گیا جب کہ مصحف آپ کے سامنے کھلا تھا اور آپ تلاوت کر رہے تھے۔ آپ سخت حیا والے تھے یہاں تک کہ آپ گھر میں ہوتے دروازہ بند ہوتا پھر بھی غسل کے وقت جسم سے کپڑا نہیں اتارتے تھے کہ پانی ڈالیں۔ آپ حیا کی وجہ سے پشت سیدھی نہیں کرتے تھے۔ دن کو روزہ رکھتے اور رات کی ابتداء میں تھوڑی سی اونگھ کے بعد رات کو قیام فرماتے۔ اکثر ہر رکعت میں قرآن پاک ختم فرماتے۔ لوگوں کو خطبہ دے رہے ہوتے اور آپ کے جسم پر عدن کی موٹی کھردری چادر ہوتی جس کی قیمت چار یا پانچ درہم ہوتی لوگوں کو امیرانہ کھانا کھلاتے اور خود گھر میں داخل ہو کر سرکہ اور زیتون استعمال کرتے اپنی خلافت کے دنوں میں اپنے غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھاتے اور اسے عیب تصور نہیں فرماتے تھے اور جب قبرستان سے گذر ہوتا تو اس قدر گریہ طاری ہوتا کہ آنسوؤں سے داڑھی تر ہو جاتی آپ کے مناقب کثیر ہیں مشہور ہیں۔

امام علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور آپ کا نسب مشہور ہے۔

فرمودات علی کرم اللہ وجہہ الکریم

آپ فرماتے ہیں کہ دنیا مردار ہے تو جو اس میں سے کچھ چاہے اسے کتوں میں مل جانا برداشت کرنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہ ہے جو شرعی ضرورت سے زیادہ ہو نہ کہ جس کی ضرورت ہو اور یہ اس لئے کہ دنیا کی فالتو چیزیں خواہشات ہیں اور خواہشات

والے بہت ہیں اسی لئے دنیا میں مزاحمت کے مقام پر کبھی کوئی زاہد نہیں دیکھا گیا۔ جیسا کہ اس کا مشاہدہ ہے اور فضولیات کے طالب کو دنیا کا کتا اس لئے کہا گیا کہ اس کا دل اس سے متعلق ہوتا ہے کیونکہ کلب' تکالب سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے دنیا کی شدید حرص کرنا اور جس پر اپنی خواہش سے جدائی مشکل ہو وہ اس کا کتا ہے۔ اسے سمجھ لے' تو جس نے کھانے پینے یا پہننے میں وسعت اختیار کی تو صرف اس لئے کہ اس میں ورع کی کمی ہے اور حضرت شارع علیہ السلام نے ہمیں شبہات میں وسعت اختیار کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے نو کلمات ایسے ارشاد فرمائے کہ ان میں سے کسی ایک تک پہنچنے سے طمع کو منقطع کر دیا تین مناجات میں' تین علم میں' اور تین ادب میں۔ مناجات کے کلمات یہ ہیں میرے لئے یہی عزت کافی ہے کہ تو میرا رب ہو اور میرے لئے یہی فخر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں تو میرے لئے ایسا ہے جیسا میں چاہتا ہوں پس مجھے اس کی توفیق عطا فرما جو تو چاہتا ہے۔ وہ کلمات جو علم میں ارشاد فرمائے یہ ہیں۔ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ بات کرو پہچانے جاؤ گے۔ وہ شخص ضائع نہیں ہوتا جو اپنی قدر پہچان لے۔ وہ کلمات جو ادب میں فرمائے یہ ہیں جس پر تو چاہے انعام کر تو اس کا سردار ہوگا اور جس سے چاہے لا پرواہی کر تو اس جیسا ہوگا اور جس کا چاہے محتاج بن تو اس کا قیدی ہوگا۔

آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میرے ساتھ صرف صاحب ایمان محبت کرتا ہے اور میرے ساتھ صرف منافق بغض رکھتا ہے اور وصال سے پہلے آپ کی آخری کلام یہ تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آپ نے فرمایا آدمی کا بوڑھا ہو کر خدا کی معرفت حاصل کر کے مرنا بچپنے میں مرنے سے بہتر ہے اگرچہ وہ جنت میں حساب کے بغیر داخل ہو۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس لئے کہ کم از کم وہ شخص جنت میں اپنے پروردگار کے حضور عبادات کے معیار کے مطابق ہم نشینی کا شرف حاصل کرے گا واللہ اعلم۔

آپ نے فرمایا کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والوں سے سب سے زیادہ پختہ محبت کرتا ہے ایک دفعہ آپ سے کہا گیا یا امیر المومنین! کیا ہم آپ کا پہرہ نہ دیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کا پہرے دار اس کی اجل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے اعمال کی قبولیت کا اپنے عمل سے زیادہ اہتمام کرنے والے بنو کیونکہ تقویٰ کے ہوتے ہوئے کوئی عمل قلیل نہیں اور مقبول عمل قلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا قیامت کے دن دنیا اپنی پوری زیب و زینت کے ساتھ آئے گی پھر عرض کرے گی یا رب! مجھے اپنے کسی ولی کو ہبہ کر دے تو اللہ عزوجل اُسے فرمائے گا کہ تجھے تو کسی شئے کی طرف ہبہ نہیں کروں گا تو اس مرتبے سے بہت حقیر ہے کہ تجھے اپنے کسی ولی کو پیش کروں۔ پس اسے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا بندہ صرف اپنے پروردگار سے امید رکھے اور صرف اپنے گناہوں سے ڈرے اور فرمایا کہ جاہل اس سے شرم نہیں کرتا کہ اس سے وہ مسئلہ پوچھا جائے جو وہ نہیں جانتا جبکہ عالم سے اگر وہ مسئلہ پوچھا جائے جو اس کے علم میں نہیں تو وہ اللہ اعلم کہنے سے شرم نہیں کرتا اور آپ نے فرمایا کہ مجھے تم پر جس چیز کا سب سے زیادہ ڈر ہے وہ ہے خواہش کی پیروی اور آرزو کی

طوالت۔ خواہش کی پیروی حق سے پھیر دیتی ہے اور آرزوؤں کی طوالت آخرت سے بے خبر کر دیتی ہے۔

آپ فرماتے کہ کامل فقیہہ وہ ہے جو کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی رخصت نہ دے اور قرآن پاک کو بے رغبتی سے چھوڑ کر کسی اور کام میں نہ لگ جائے۔

اور فرماتے کہ علم کے بغیر عبادت میں کوئی خیر نہیں' فہم کے بغیر علم میں کوئی خیر نہیں اور غور وفکر کے بغیر تلاوت میں خیر نہیں۔ نیز فرماتے کہ علم کے چشمے' رات کے چراغ' پرانے کپڑوں والے اور صاف دلوں والے بن جاؤ اس کی بدولت تمہیں ملکوت سماء میں پہچانا جائے گا اور زمین میں تمہارا ذکر خیر ہوگا۔

آپ نے فرمایا کہ اگر تم غمزدہ اور فوت شدہ بیٹے والے باپ کی طرح تڑپو اور گوشہ نشین' پریشان حال عبادات گذاروں کی طرح زاری کرو پھر تم اللہ تعالیٰ کے حضور قرب کی طلب' اس کی خوشنودئی کے حصول' اس کے دربار میں بلندی رتبہ کی چاہت' یا گناہ کی مغفرت کی نیت سے اپنے اموال واولاد سے بے تعلق ہو جاؤ تو یہ تمہاری طلب کے مقابلہ میں کم ہوگا اور فرمایا کہ دل ظرف ہیں اور ان میں سب سے اچھا وہ ہے جو کہ زیادہ یاد رکھنے والا ہو پھر فرماتے ہائے ہائے اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ یہاں ایسا علم ہے کاش کہ مجھے اس کے برداشت کرنے والا مل جائے۔

ایک دن آپ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا آپ نے اسے اپنے آگے رکھا اور فرمایا کہ تیری مہک اچھی رنگ حسین اور ذائقہ اچھا ہے لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ اپنے نفس کو اس چیز کی عادت ڈالوں جس کا عادی نہیں۔ اور نہ کھایا۔

اور جب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور ان کا گھر لوٹا گیا آپ نے شبہ کی بناء پر کوئی کھانا مہر لگے بغیر نہیں کھایا اور آپ کے کھانے کی چیزیں اور لباس وہی ہوتا جو مدینہ عالیہ سے آتا اور عراق کے کھانے بہت کم کھاتے (کیونکہ وہاں دشمنان اسلام خوارج کا زور تھا)

خصائل علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

آپ اپنی قمیص کو پیوند لگاتے اور فرماتے کہ پیوند لگا کپڑا پہننے سے دل میں عاجزی پیدا ہوتی ہے اور اس سے مومن مقتدا بنتا ہے اور آپ اپنی قمیص کے بازوں سے انگلیوں کے سروں سے آگے بڑھنے والا کپڑا کاٹ دیتے۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا اور موسم سرما میں سردی کی وجہ سے کانپتے آپ سے عرض کی گئی کہ آپ بیت المال سے اپنے لئے کپڑا لے لیں کیونکہ وہاں گنجائش ہے فرمایا میں اپنی خاطر مسلمانوں کے بیت المال کو کم نہیں کرنا چاہتا۔

آپ فرماتے کہ تقویٰ معصیت پر اصرار کو چھوڑنے اور طاعت پر مغرور ہونے کو ترک کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے آپ دنیا اور اس کی رونق سے مصیبت محسوس فرماتے اور رات کی تاریکی میں انس پاتے۔ ہر چیز پر اپنے نفس کا محاسبہ فرماتے۔ آپ کو وہی لباس پسند ہوتا جو کہ بقدر کفایت چھوٹا ہوتا اور وہی کھانا پسند ہوتا جو سادہ ہوتا۔ آپ دین کا درد رکھنے والے مسلمانوں اور مسکینوں کی تعظیم فرماتے۔ رات بھر نماز ادا فرماتے۔ بہت تھوڑا سا ستاتے اپنی ریش مبارک کو پکڑ لیتے اور سانپ کی طرح لوٹتے اور انتہائی غمگین آدمی کی طرح روتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔

آپ دنیا کو مخاطب کر کے فرماتے اے دنیا! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے تین طلاقیں دے رکھی ہیں تیری عمر تھوڑی تیری ہم نشینی حقیر اور تیرا خطرہ بہت بڑا ہے افسوس زادِ راہ قلیل سفر زیادہ اور راستہ پر خطر۔

آپ فرماتے کہ تین اعمال بہت سخت ہیں اپنی طرف سے حق دینا۔ تیرا ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور مال سے بھائی کی مدد کرنا اور فرماتے کہ تو نے اپنی دنیا سے جو پایا اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور اس میں سے جو کچھ تو نے نہیں پایا تو اس پر افسوس نہ کر تجھے موت کے بعد کی فکر کرنا چاہئے۔ اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ قرآن والوں سے اس کے دین کے بارے میں نرمی اور اس کی نافرمانیوں پر خاموشی ہرگز پسند نہیں کرتا۔

اور آپ فرماتے کہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو کہ اس کی اس سے حفاظت کرتے ہیں جو ابھی مقدر میں نہیں تو جب قدر آ جائے تو وہ درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور بے شک اجل مضبوط ڈھال ہے اور آپ یہ شعر پڑھتے اور فرماتے کہ جسے مرنا ہے وہ تواضع کا زیادہ حق دار ہے اور ایک آدمی کے لئے اپنی دنیا سے اسی قدر کافی جو کھا لے آدمی کو کیا ہوا اسے فکروں میں صبح ہوتی ہے اور اس حرص میں جس پر اچھے اوصاف قابو نہیں پا سکتے اے فلاں تو عنقریب اس قوم کی طرف رحلت کر جائے گا جن کا بولنا خاموشی ہے۔

امام قضاعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نرینہ اولاد چوداں بیٹے تھے اور ان میں سے صرف پانچ کی نسل چلی حضرت امام حسن، امام حسین، محمد بن حنفیہ، عمر اور عباس رضی اللہ عنہ اجمعین اور آپ کے مناقب کثیر اور مشہور ہیں۔

امام طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نسب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مرۃ میں جمع ہوتا ہے اور آپ ان مجاہدین میں سے تھے جو کہ غزوۂ اُحد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور اپنے ہاتھ اور جسم سے آپ کا دفاع کرتے رہے بناء بریں آپ کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اس دن آپ کو چوبیں زخم لگے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا نام طلحۃ الخیر رکھا اور آپ کا یومیہ خرچ ایک ہزار تھا۔ آپ نے ایک دن میں ایک لاکھ درہم خرچ کئے حالانکہ آپ کو مسجد میں جانے کے لئے ایک کپڑے کی ضرورت تھی لیکن اپنے لئے قمیص نہیں خریدی۔ اور آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں دینار رات بھر رہیں جو کہ نہیں جانتا کہ رات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا وارد ہو وہ رب العزت کے متعلق دھوکے میں ہے۔ تو جب آپ کے ہاں کبھی رات کو دینار گھر میں رہ جاتا تو اس رات بالکل نہ سوتے یہاں تک کہ صبح ہوتی اور آپ اسے تقسیم کر دیتے آپ ۳۶ھ میں جنگ جمل میں شہید کئے گئے اور آپ کا مزار شریف بصرہ میں ہے جس کی عام زیارت کی جاتی ہے۔

امام زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ

آپ کا نسب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قصی میں جمع ہوتا ہے اور آپ نے یوم بدر میں زبردست جنگ لڑی حتیٰ کہ آدمی آپ کی پشت اور گردن کے زخموں میں ہاتھ ڈال سکتا تھا اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا آپ پر بہت سارا قرض تھا جب کہ مال تھا نہیں تو لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے قرض کے بارے میں کیا کریں گے تو آپ نے اپنی اولاد سے فرمایا کہ یوں کہو

اے زبیر کے مالک! اس کا قرض چکا دے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کا سارا قرض اتار دیا جو کہ بائیس لاکھ تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا چچا آپ کو بوریئے میں لٹکا کر نیچے آگ کا دھواں کرتا اور کہتا کہ کفر کی طرف لوٹ آؤ تو آپ فرماتے کہ میں کبھی کفر کی طرف نہیں لوٹوں گا۔ آپ کے ایک ہزار غلام تھے جو کہ ہر روز آپ کو خراج ادا کرتے آپ اسی مجلس میں خیرات کر دیتے اور ایک درہم بھی نہ بچتا۔

امام سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

آپ کا نسب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پانچویں باب (یعنی قصی) میں جمع ہوتا ہے ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے عرض کی اے میرے پروردگار! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مجھ سے موت کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ بالغ ہو جائیں۔ پس موت بیس سال مؤخر کر دی گئی۔ آپ میں اور خالد میں کچھ تلخ کلامی ہو گئی تو ایک شخص آپ کے پاس خالد کو برا بھلا کہنے لگا تو آپ نے فرمایا زبان بند کرو ہماری شکر رنجی ہمارے دین تک نہیں پہنچی اور جب عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق فتنہ کھڑا ہوا آپ خلوت گزیں رہے اپنے گھر سے باہر نہ نکلے غزوۂ اُحد کے دن آپ نے ایک ہزار تیر چلائے اور آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے میرے اس جبے میں کفن دیا جائے جسے پہن کر میں نے یوم بدر میں مشرکین کا مقابلہ کیا پس آپ کو اسی میں کفن دیا گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

امام سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعب بن لوی میں جمع ہوتا ہے اور آپ مستجاب الدعوات تھے آپ کے خلاف اروی بنت انس نے مروان کے پاس دعویٰ دائر کر دیا کہ اس نے میری کچھ زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کی بینائی ختم کر دے اور اسے اس کی زمین میں قتل کر دے تو یہ خاتون نہ مری حتیٰ کہ اندھی ہو گئی ایک دفعہ اُسی زمین میں پھر رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر گئی اور مر گئی۔ آپ وادی عقیق میں فوت ہوئے آپ کو وہاں سے اٹھا کر مدینہ شریف لایا گیا اور ۵۵ھ ہجری میں یہاں دفن کیا گیا۔

امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نسب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کلاب بن مرۃ میں جمع ہوتا ہے آپ سات سو اونٹ بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کے لدے بندھے سامان سمیت فقراء و مساکین پر خیرات کر دیتے تھے۔ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہاتھوں اور پیٹ کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوگا آپ ہمیشہ خائف رہے۔ جب آپ کو یہ بات پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو تمہارے قدم کھول دے گا پھر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ ابن عوف کو حکم فرمائیں کہ مہمان نوازی کرے مسکین کو کھانا کھلائے اور سائل کو خیرات دے جب یہ کام کرے گا تو اس پریشانی کا کفارہ ہو جائے گا روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست کرم سے آپ کے سر پر عمامہ باندھا اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پلا کر لٹکایا۔ ان کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا کہ یہ نیک آدمی ہے اور شدت خوف اور تواضع کی وجہ سے آپ اپنے غلاموں میں پہچانے نہیں جاتے تھے ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت

البقیع میں مدفون ہوئے۔ (رضی اللہ عنہ)

امام ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نسب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتویں باب (مرۃ) میں ملتا ہے بیسان کی غار میں (جو کہ اُردن کا علاقہ ہے) ۸۱ھ میں عماد بستی کے قریب مدفون ہوئے آپ نے فرمایا کہ خواہش کپڑوں کو سفید اور دین کو میلا کچیلا کرنے والی ہے۔ خواہش نفس کو عزت دینے والی اور وہ اسے ذلیل کرنے والا ہے۔ تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے پرانی برائیوں پر نئی نیکیوں میں جلدی کرو۔ اگر تم میں سے کوئی زمین و آسمان کی درمیانی پرائی کے برابر غلطیاں کرے پھر وہ ایک نیکی کرتا ہے تو وہ نیکی ان تمام برائیوں پر غالب آ کر انہیں بدل دے گی اور فرماتے مسلمان کی مثال چڑیا کی ہے دن میں اسے کئی بار کوسا جاتا ہے۔

امام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار ہونے کے ساتھ ساتھ سفر میں آپ کے تکیہ، مسواک، نعلین شریفین اور وضو کے پانی کی خدمت کرتے اور عادات واطوار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پابند تھے۔ آپ جب نعلین پاک اٹھاتے تو ان کی تعظیم کے لئے سب سے اچھا لباس اور بہترین خوشبو استعمال فرماتے۔ آپ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعلین پہناتے اور عصا مبارک لے کر آگے چلتے یہاں تک آپ سے آگے حجرے میں داخل ہوتے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نشست گاہ پاک میں جلوہ فرما ہوتے تو آپ کے نعلین پاک اتار کر کے اپنے دونوں بازوؤں کی آستینوں میں رکھ لیتے اور عصا پیش کرتے۔ آپ کی پنڈلیاں باریک تھیں۔ بعض صحابہ کرام آپ کی پنڈلیوں کی باریکی سے ہنسے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ دونوں پنڈلیاں میزان میں اُحد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رات کی قرأت سنا کرتے اور فرماتے کہ جسے پسند ہو کہ قرآن کریم بالکل اسی انداز میں پڑھے جیسے اترا تو اسے چاہئے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھے آپ نفلی روزے تھوڑے رکھتے نماز زیادہ پڑھتے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ جب میں روزے رکھتا ہوں تو نفلی نماز کی ادائیگی سے کمزور ہو جاتا ہوں جب کہ میرے نزدیک نماز زیادہ اہم ہے۔ آپ نے ایک شخص کو دعا مانگتے سنا جو کہہ رہا تھا اے میرے اللہ! میں پسند کرتا ہوں کہ مقربین سے ہو جاؤں اور مجھے صرف اصحاب یمین سے ہونا پسند نہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں ایک ایسا شخص بھی ہے (اس سے مراد اپنی ذات ہے) جو تمنا رکھتا ہے کہ جب فوت ہو جائے تو قیامت کے دن اسے اٹھایا نہ جائے۔ آپ گریہ فرماتے اور آپ کے آنسو آپ کی ہتھیلیوں میں جمع ہو جاتے تو انہیں یوں پھینک دیتے کہ زمین پر چھڑکاؤ ہو جاتا ایک دفعہ لوگ آپ کو وداع کرنے آپ کے ساتھ نکلے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں تو فرمایا واپس چلے جاؤ کیونکہ یہ تابع کی کوتاہی اور متبوع کے لئے فتنہ ہے۔ اور فرماتے کہ اگر تمہیں میرے متعلق وہ معلومات ہوں جو اپنے متعلق میں جانتا تو تم میرے سر پر مٹی ڈالو (یہ صرف اظہار تواضع اور انکساری کے لئے فرمایا کیونکہ حدیث پاک میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تواضع کرے اللہ تعالیٰ اس کے مرتبے کو اونچا فرماتا ہے) اور فرماتے کیا ہی اچھی ہیں دو مکروہ چیزیں موت اور غریبی۔ اور فرماتے کہ

میں نے جس حالت پر بھی صبح کی کبھی اس کے علاوہ دوسری حالت کی تمنا نہیں کی۔ اور فرماتے کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس اپنے دین سمیت جاتا ہے لیکن نکلتے وقت اس کا دین ساتھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس بات کے درپے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اپنے فعل کے ساتھ یا چپ رہ کر یا اپنے عقیدے کے ساتھ۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی شخص رکن اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر ستر برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جب کہ وہ کسی ظالم سے محبت کرتا ہو۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اسی شخص کے ساتھ اٹھائے گا جس سے محبت کرتا ہے۔

جب آپ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیمار پرسی فرمائی پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ فرمایا گناہوں کی۔ فرمایا: کیا چاہتے ہیں کہا اپنے رب کی رحمت۔ فرمایا: کیا کسی طبیب کو آپ کے علاج کا حکم نہ دوں؟ کہا: طبیب نے ہی تو مجھے مرض دی ہے۔ فرمایا: کسی عطیہ کا حکم نہ دوں؟ کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ فرمایا: آپ کی بچیوں کے کام آئے گا۔ کہا: کیا آپ کو میری بچیوں کی غریبی کا خطرہ ہے؟ جب کہ میں نے انہیں حکم دے رکھا ہے کہ وہ ہر شب میں سورۃ الواقعہ پڑھا کریں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر شب سورۃ الواقعہ پڑھا کرے اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا اور آپ یہ دعا فرماتے اے میرے اللہ میں تجھ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جو مسترد نہ ہو وہ نعمتیں جو ختم نہ ہوں۔ آنکھوں کی ٹھنڈک جو کبھی منقطع نہ ہو اور جنت الخلد کے اعلیٰ مقام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔

ملفوظات

آپ فرماتے کہ علم کثرت روایت سے نہیں۔ علم تو خوف خدا سے حاصل ہوتا ہے اور فرماتے کہ افسوس اس کے لئے جسے علم نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے علم عطا فرماتا۔ اور افسوس اس کے لئے جو علم رکھے پھر عمل نہ کرے یہ سات مرتبہ ایسا فرمایا۔ اور فرمایا کہ دنیا کا نکھار چلا گیا میل باقی ہے۔ اور آج موت ہر مسلمان کے لئے تحفہ ہے (اس لئے کہ فتنوں سے ایمان کو بچا کر لے جائے یہ موت کی وہ تمنا نہیں جو ممنوع ہے بلکہ اصل میں تحفظ ایمان کی طلب ہے چنانچہ حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی جو کہ امت کی تلقین کے لئے ہے "واذا اردت بعبادک فتنہ فاقبضنی الیک غیر مفتون" اے مولا کریم جب تیرے بندوں پر آزمائش کا ارادہ ہو تو مجھے فتنہ سے بچا کر اپنی بارگاہ میں بلا لے۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور فرماتے کہ انسان حقیقت ایمان تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کے اعلیٰ مقام پر نہ پہنچے اور وہ اس کے اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچتا جب تک اس کے نزدیک غریبی' امیری سے اور ذلت یعنی عاجزی' عزت یعنی دینوی برتری سے زیادہ پسندیدہ نہ ہو۔ یہاں تک کہ اس کی تعریف کرنے والا اور مذمت کرنے والا اس کے نزدیک برابر ہوں اور آپ کے شاگردوں نے اس جملے کی تفسیر میں یوں فرمایا کہ یہاں تک کہ اسے حلال رزق میں غریبی' حرام کی امیری سے زیادہ پسند ہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تواضع کرنا اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں عزت پانے سے زیادہ محبوب ہو اور یہاں تک کہ اس کے نزدیک سچائی میں اس کی تعریف اور مذمت کرنے والے برابر ہوں۔ تعریف کرنے والے کی طرف مذمت کرنے والے کے مقابلے میں زیادہ مائل نہیں ہوتا۔

آپ فرماتے کہ تم میں سے ایک شخص آگ کا انگارا دانتوں میں دبا لے یہاں تک کہ وہ بجھ جائے اس کے لئے اس سے بہتر

ہے کہ جس کام کا فیصلہ رب العزت نے فرمایا ہو اس کے متعلق کہے کہ اے کاش! یہ کام نہ ہوتا اور فرماتے کہ تم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لمبی نمازوں اور زیادہ مجاہدوں والے ہو جب کہ وہ حضرات دنیا میں تم سے زیادہ بے رغبت اور آخرت میں تم سے زیادہ متوجہ تھے اور فرماتے کہ ایک شخص حکام کے گھروں میں ہونے والی برائیوں سے غائب نہیں ہوتا اور اس پر اتنا ہی بوجھ ہوتا ہے جتنا کہ وہاں موجود لوگوں پر کیونکہ اسے اس کی خبر پہنچتی ہے تو اس پر راضی ہوتا ہے اور خاموش رہتا ہے واللہ اعلم۔

امام خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو آگ میں جلایا جاتا تاکہ دین اسلام سے پھر جائیں لیکن پھرے نہیں۔ آپ روتے اور کہتے کہ ہمارے بھائی چلے گئے اور انہوں نے اپنا کوئی دینوی اجر حاصل نہ کیا اور انہیں دنیا نے ناقص نہ کیا جب کہ ہم ان کے بعد باقی رہ گئے اور ہمیں اتنا مال ملا ہے کہ اسے رکھنے کے لئے مٹی کے سوا ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا مانگنے سے روکا نہ ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خباب! تجھے مشرکین کی طرف سے کیا تکلیفیں پہنچیں؟ انہوں نے کہا میرے لئے آگ جلائی جسے صرف میری پشت کی چربی نے بجھایا۔ (رضی اللہ عنہ) آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ قاریوں میں سے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے آپ کے سامنے سورۃ البینہ اول سے آخر تک تلاوت فرمائی۔ آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ اور سنت رسول علیہ السلام اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ جو شخص سبیل وسنت پر قائم ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے خوف خدا کی بدولت اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں تو اسے آگ نہیں چھو سکتی۔ اور سبیل و سنت میں میانہ روی اس کے خلاف مجاہدوں سے کہیں بہتر ہے اور فرماتے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی چیز کو ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا فرمائے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا وظیفہ پانچ ہزار تھا جب کہ آپ تیس ہزار مسلمانوں کے امیر تھے۔ آپ ایک جبہ پہن کر لوگوں کو خطبہ دیتے جس کا ایک حصہ نیچے بچھا لیتے ایک حصہ پہن لیتے۔ جب آپ کا وظیفہ نکلتا سب تقسیم کر دیتے اور اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے اور در و دیوار یا درخت کے سایہ میں بیٹھتے جدھر بھی گھوم جاتا۔ آپ کا کوئی گھر نہ تھا اور خادم کو جب کسی کام کے لئے بھیجتے تو اس کی بجائے آٹا خود گوندھ لیتے اور فرماتے کہ ہم اس پر دو کاموں کا بوجھ جمع نہیں کریں گے کھجور کے پتوں کا کام کرتے تھے اور فرماتے کہ کھجور کے پتے ایک درہم کے ساتھ خرید لیتا ہوں پھر انہیں بناتا ہوں اور تین درہم میں بیچتا ہوں ایک درہم کام میں لگاتا ہوں ایک درہم اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم خیرات کرتا ہوں اور لوگوں کے صدقات میں سے نہیں کھاتے تھے انتہائی سادگی کی بناء پر بعض مرتبہ لوگ آپ کو سامان کی نقل وحمل کے لئے پکڑ لیتے کئی دفعہ پہچان لیتے تو آپ سے سامان لے کر خود اٹھانا چاہتے تو آپ فرماتے کہ نہیں یہاں تک کہ میں تمہیں گھر پہنچا لوں حالانکہ اس وقت آپ مدائن کے امیر تھے۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ دنیا میں مومن کی مثال اس مریض کی ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب ہو جو کہ اس کی بیماری اور دوائی کو جانتا ہو جب وہ نقصان دہ چیز کی خواہش کرتا ہے تو طبیب اسے منع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو نے یہ شے کھائی تو ہلاک ہو جائے گا اسی طرح مومن کئی چیزوں کی خواہش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے منع فرما دیتا ہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور آپ فرماتے کہ دنیا کی آرزو کرنے والے سے تعجب ہے حالانکہ موت اسے طلب کر رہی ہے اور غافل سے کہ ہر وقت نگاہ قدرت میں ہے اور ہنسنے والے سے حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کا رب اس سے راضی ہے یا ناراض اور آپ فرماتے کہ ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ عہد لیا کہ تمہارا ساز و سامان سوار کے زاد راہ جتنا ہونا چاہیئے آپ اڑھائی سو سال زندہ رہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بہت تہجد گذار تھے ایک رات آپ نے قیام فرمایا اور قرآن کریم کی ایک آیت کے ساتھ صبح کر دی۔ رکوع کرتے اور سجدہ کرتے اور گریہ طاری اور آیت یہ ہے۔ ''ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات سواءً حیاهم ومماتهم ساء ما یحکمون'' (الجاثیہ آیت ۲۱) کیا برائیوں کا ارتکاب کرنے والوں نے گمان کر رکھا ہے کہ انہیں ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ یکساں ہو ان کا جینا اور مرنا وہ بڑا غلط فیصلہ کرتے ہیں۔ اور آپ اچھی شکل وصورت اور اچھے لباس والے تھے اور سب سے پہلے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اجازت سے آپ نے لوگوں کو وعظ کہنا شروع کیا آپ نے ہزار درہم سے ایک جبہ خریدا تھا جسے اس رات میں پہنتے جس کے لیلۃ القدر ہونے کی امید ہوتی۔ واللہ اعلم

حضرت ابوالدرداء عویمر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص ایمان سلب ہونے سے بے خوف ہو جائے اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور فرماتے کہ میں تمہیں ایسا کام کرنے کا حکم دیتا ہوں جو خود نہیں کرتا مگر مجھے اس کی وجہ سے تمہاری طرف سے اجر کی امید ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک ساعت کا غور وفکر چالیس راتوں کے قیام سے بہتر ہے۔ نیز فرمایا کہ تقویٰ اور یقین کے ساتھ ایک ذرہ برابر نیکی مقربین کی پہاڑوں کے برابر عبادت سے افضل اعظم اور زیادہ مقبول ہے اور فرمایا کہ اپنی معیشت میں نرمی کرنا آدمی کے فقیہ ہونے کی وجہ سے ہے بھائی سے باہمی عتاب کرنا اسے گم پانے سے بہتر ہے۔ اگر تو لوگوں پر تنقید کرے وہ تجھ پر تنقید کریں گے اور اگر تو انہیں چھوڑ دے تو وہ تجھے نہیں چھوڑیں گے اگر تو ان سے بھاگے گا تجھے پکڑ لیں گے۔ اپنا سامان اپنی غربت کے دن کے لئے ہبہ کریں اگر تمہیں وہ کچھ معلوم ہو جو تم موت کے بعد دیکھنے والے ہو تو خواہش کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیؤ۔ میں تمنا کرتا ہوں کہ میں درخت ہوتا تو کاٹ دیا جاتا پھر کھا لیا جاتا میں نے لوگوں کو ان پتوں کی طرح پایا جن میں کانٹے نہیں پس وہ ایسے کانٹے

بن گئے جہاں پتے نہیں۔

جن لوگوں کی زبانیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہیں ان میں سے ایک شخص جنت میں اس حال میں داخل ہوگا کہ وہ ہنس رہا ہوگا میں کہتا ہوں کہ تر زبانی سے مراد غافل نہ ہونا ہے کیونکہ دل جب غافل ہو جائے تو زبان خشک ہو جاتی ہے اور تر ہونے کی حد سے نکل جاتی ہے۔

نیز فرمایا اپنے مسلمان بھائی سے جب کہ وہ نافرمانی کرے صرف اس کے عمل کو برا سمجھ۔ جب وہ اسے ترک کر دے تو وہ تیرا بھائی ہے ایک مسلمان کا اچھا عبادت خانہ اس کا گھر ہے جو کہ اس کی زبان شرم گاہ اور آنکھ کو روکے رکھتا ہے۔

ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ اگر آپ کے بعد مجھے حاجت پیش آئے تو صدقہ کھا لوں؟ فرمایا نہیں کام کر اور کھا اگر کام کرنے سے کمزور ہو جائے تو سٹے چن اور صدقہ نہ کھانا۔ انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح بھیجا تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی غیرت کا احترام کروں گی اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہمیشہ دونوں ہتھیلیوں سے دنیا کو دھکیلتے رہے اور فرماتے مجھ سے دور ہو جا اور فرماتے کہ انسان مکمل فقیہ نہیں بنتا جب تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے معاملات میں اپنے نفس کو انتہائی برا نہ جانے۔

فرمایا کہ مسلمان کے وجود میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں گوشت کا کوئی ٹکڑا زبان سے زیادہ پسندیدہ نہیں چاہئے کہ اس کی حفاظت کرے تاکہ اسے آگ میں نہ ڈال دے۔ ہم کئی لوگوں کے سامنے ہنستے ہیں جب کہ ہمارے دل ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ جب تیرا بھائی بدل جائے اور ٹیڑھا ہو جائے تو اس وجہ سے اسے چھوڑ نہیں کیونکہ بھائی ایک دفعہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو دوسری دفعہ درست ہو جاتا ہے اور یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام نخعی اور ایک گروہ کا مسلک ہے کہ گناہ کے وقت اس سے جدائی اختیار نہیں کرتے فرماتے ہیں کہ عالم دین کی غلطی بیان نہ کرو کیونکہ وہ غلطی کرتا ہے پھر اسے ترک کر دیتا ہے۔

آپ کی زوجہ ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ہر چیز میں عبادت تلاش کی لیکن مجالس ذکر سے زیادہ میرے سینے کو شفا دینے والی اور افضل چیز نہ پائی۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ذکر کرتے آپ بھی ذکر کرتیں اور آپ نے نوف البکالی کو پیغام بھیجا درانحالیکہ وہ لوگوں کو وعظ کرتا تھا فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈر اور چاہئے کہ تیری نصیحت تیرے نفس کے لئے ہو۔ واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ عبادت گذار اور زاہد صحابہ کرام میں سے تھے جب سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا آپ نے اینٹ پر اینٹ نہ رکھی نہ ہی پودا لگایا آپ نے فرمایا اے ابن آدم اپنے جسم کے ساتھ دنیا کا ساتھ کر دے اور اسے اپنے دل اور فکر سے جدا کر دے۔ نیز فرمایا آدمی اہل علم میں سے نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے سے فوقیت رکھنے والوں سے حسد کرے اور نچلی سطح کے لوگوں کو حقیر جانے اور علم کی قیمت مانگے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سارا سارا دن اسی بات میں غور وفکر کرتے رہتے کہ انجام کیا ہوگا؟ اور فرماتے کہ اگر گھر کا مالک ہمیں اس میں رہنے دے تو میں اسے ساز و سامان سے بھر دوں لیکن وہ تو ہمیں اس سے منتقل کرنا چاہتا ہے اور آپ ایک دن کے خرچ سے زیادہ سامان گھر میں داخل کرنے کو حرام جانتے تھے ایک شخص آپ کے پاس آتا پورے گھر میں نظر گھماتا لیکن دنیا کے ساز و سامان سے اسے کوئی چیز نظر نہ آتی۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار تھے۔ فرمایا کہ مجھے وہ دن سب سے زیادہ پسند ہے جس میں میرے گھر والے آکر مجھے کہیں کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی شے موجود نہیں۔ ایک دن آپ اپنی نماز میں رو رہے تھے فارغ ہو کر دیکھا کہ آپ کے پیچھے ایک شخص موجود ہے اس سے فرمایا کہ اس کی خبر کسی کو نہ دینا۔ اور آپ فرماتے کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ وہ ایک شخص کے متعلق کہیں گے کہ کس قدر ذہین اور کس قدر عقل مند ہے حالانکہ اس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان نہ ہوگا۔ اور فرماتے کہ تم میں سے اچھے وہ لوگ نہیں جو آخرت کے لئے دنیا ترک کر دیتے ہیں بلکہ تم میں سے بہتر وہ ہیں جو دونوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی چھوٹی سی بلی تھی اسی کے حوالے سے آپ کی کنیت رکھی گئی آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر قرآن کریم کی ایک آیت نہ ہوتی میں تمہیں کبھی کچھ بھی بیان نہ کرتا اور وہ یہ ہے "ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون" (البقرۃ:۱۵۹) بیشک جو لوگ ان چیزوں کو چھپاتے ہیں جو ہم نے روشن دلیلوں اور ہدایت سے نازل فرمائیں اس کے بعد کہ ہم نے انہیں لوگوں کے واسطے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے شرف سے پہلے پیٹ بھرنے کے عوض لوگوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور آپ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے۔ ہر روز بارہ ہزار تسبیح پڑھتے تھے اور فرماتے کہ میں اپنے گناہوں کی مقدار کے مطابق تسبیح پڑھتا ہوں۔ آپ نے ایک دن اپنی لونڈی پر کوڑا اٹھایا پھر فرمایا کہ اگر قصاص کا ڈر نہ ہوتا تو میں تجھے سزا دیتا۔ میں تجھے ایسے کے ہاتھ بیچوں گا جو مجھے تیری پوری قیمت ادا کرے۔ جا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اور آپ' آپ کی اہلیہ اور آپ کی لونڈی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر لیتے یہ نماز پڑھتا پھر اسے جگا دیتا اور یہ نماز پڑھتا پھر دوسرے کو جگا دیتا۔

آپ فرماتے کہ مجھے بخار سے زیادہ کوئی تکلیف پیاری نہیں کیونکہ یہ سارے جسم میں درد و تکلیف عام ہونے کی وجہ سے ہر جوڑ کو اس کے اجر کا حصہ عطا کرتا ہے اور فرماتے کہ مرض میں ریاء اور دکھاوے کو دخل نہیں بلکہ وہ نرا اجر ہی اجر ہے۔

اور حضور شیخ السید عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ نے مرض کو تکلیف کفارہ اور رفعت مرتبہ کے حوالے سے تین قسموں میں تقسیم فرمایا ہے تکلیف وہ مرض ہے جس کے ساتھ غم و غصہ ہو۔ کفارہ وہ ہے جس میں رضا اور صبر ہو جب کہ رفعت درجہ کا سبب وہ مرض ہے جس

میں رضا اور انشراح صدر یعنی دلی طور پر فرحت حاصل ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے سر پر ایندھن کا گٹھا اٹھائے ہوتے حالانکہ ان دنوں آپ مردان کے نائب تھے اور فرماتے کہ اپنے امیر کے لئے راستہ وسیع کر دو۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو رونے لگے۔ اس کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ سفر کی طوالت اور زاد راہ کی قلت کی وجہ سے روتا ہوں (جنہیں عرفان خداوندی زیادہ ہوتا ہے خوف خدا بھی اسی قدر ہوتا ہے ورنہ نص قطعی سے ثابت کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے رب العزت نے جنت کا وعدہ فرمایا قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ کلا وعد اللہ الحسنی - محمد محفوظ الحق غفرلہ) امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اٹھہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ اے گناہ کرنے والے اس کے انجام کے شر سے بے خوف نہ رہ کیونکہ تیرا اس حال میں ہنسنا کہ تجھے کوئی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیا سلوک کرے گا گناہ سے بھی بڑا ہے۔ اور گناہ کر کے تیرا اس پر خوش ہونا گناہ سے بڑا ہے اور گناہ نہ کر سکنے پر تیرا غمگین ہونا گناہ سے بڑا ہے اور گناہ میں مصروف ہونے کے وقت تیرے دل کا اس امر سے نہ گھبرانا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ گناہ سے بڑا ہے۔

اور آپ کے چہرے پر آنسوؤں کی گذرگاہ ایک پرانے دھاگے کی طرح تھی اور آپ نے فرمایا کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر بغاوت کرے تو باغی کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے۔ اور آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک وقت آئے گا جس میں لوگوں کی عقلیں اٹھ جائیں گی یہاں تک کہ کوئی ایک بھی عقل والا نظر نہیں آئے گا۔ آپ ایک دن تفسیر قرآن کے لئے ایک دن فقہ کے لئے ایک دن مغازی کے لئے ایک دن شعر کے لئے اور ایک دن ایام عرب کے بیان کے لئے بیٹھے۔

میں کہتا ہوں کہ شعر کا معنی یہ کہ لغت عرب سے گواہی لینے کے لئے اسے بیان کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام ہو اور فرماتے کہ مریض کی عبادت سنت ہے اس سے زائد نفل۔ واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ عبادت گذار صحابہ کرام میں سے تھے اور آپ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خشوع کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا کہ گویا ایک ستون کھڑا ہے۔ سجدہ کرتے اور طویل سجدہ کرتے حتیٰ کہ چڑیاں دیوار سمجھ کر اوپر بیٹھ جاتیں۔ آپ ہمیشہ شب بیداری فرماتے کسی رات کو صبح تک قیام میں کسی کو رکوع میں اور کسی کو سجدہ میں بسر کرتے اور آپ کو مسجد کا کبوتر کہا جاتا تھا۔ بہتر سال کی عمر میں ۷۳ھ میں آپ کو شہید کیا گیا اور باب کعبہ پر لٹکایا گیا اور آپ سیاہی مائل بے ریش تھے آپ کو حجاج نے اس وقت شہید کیا جب خلافت کے لئے آپ کی بیعت کی گئی اور حجاز، یمن، عراق اور خراسان کے لوگوں نے آپ کی اطاعت کی آپ ۹ سال تک کاروبار خلافت کرتے رہے پھر حجاج نے مکہ معظمہ میں آپ کا محا[illegible] کیا۔

حضرت امام حسن بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک کے نصف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے کان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دی اور نام حسن رکھا۔ آپ بردبار' کریم' نہایت پرہیزگار تھے۔ آپ کے حلم اور پرہیزگاری کے تقاضے پر آپ نے دنیا اور خلافت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑ دیا۔ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے جلد پہنچنے والوں میں سے تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ چالیس ہزار سے زائد لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ انہوں نے آپ کے والد محترم کی بیعت کی تھی اور آپ حجاز' یمن' عراق اور خراسان وغیرہ میں سات ماہ تک خلیفہ رہے پھر شام سے امیر معاویہ ان کی طرف چلے اور آپ امیر معاویہ کی طرف چلے جب دونوں ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو آپ نے معلوم کیا کہ دونوں گروہوں میں سے کوئی بھی غالب نہیں آ سکتا جب تک کہ دوسری طرف سے اکثر کو قتل نہ کر دے تو آپ نے حضرت امیر معاویہ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کو اس شرط پر امر خلافت سپرد کرتا ہوں کہ آپ کے بعد خلافت میری ہوگی نیز میرے والد بزرگوار کے دور خلافت میں رونما ہونے والے واقعات کے بارے میں آپ مدینہ منورہ' حجاز اور عراق کے لوگوں سے کوئی باز پرس نہیں کریں گے۔ علاوہ ازیں چند ایک ضابطے بھی بیان فرمائے تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے مطالبات قبول کر لئے اور دونوں کی اسی پر صلح ہوگئی اور حدیث پاک میں بیان فرمودہ معجزہ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰات والتسلیمات ظاہر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرا دے گا اور یہ ۴۱ھ کا واقعہ ہے۔

اور آپ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ قضاعی نے فرمایا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات نہ ہوئی حتیٰ کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم کو قتل کیا گیا۔ آپ نے ایک شخص کو سنا کہ اللہ تعالیٰ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے آپ واپس گئے اور اس کو یہ رقم بھیج دی۔ اور فرماتے کہ میں اس بات سے شرم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں حالانکہ میں اس کے گھر کو پاؤں چل کر نہیں گیا پس آپ مدینہ عالیہ سے مکہ معظمہ بیس دفعہ پاؤں چل کر گئے حالانکہ کسے ہوئے گھوڑے آپ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ دو مرتبہ آپ نے اپنا سارا مال راہ خدا میں دے دیا اور تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں تقسیم کیا حتیٰ کہ آپ جوتے کا ایک پاؤں دے دیتے دوسرا رکھ لیتے (اقول و باللہ التوفیق سائل کو ضرورت ہی ایک پاؤں کی ہوگی یا پھر اس کا پاؤں ہی ایک ہوگا)

آپ ایک شخص کو ایک لاکھ کا عطیہ دے دیتے۔ اور جب کسی سے باغ خریدتے بیچنے والا پھر غربت کا شکار ہو جاتا تو اسے باغ بھی لوٹا دیتے اور ساتھ اس کی قیمت بھی اپنی طرف سے دے دیتے آپ نے سائل کو کبھی "نہیں" کا لفظ نہ فرمایا۔ آپ کسی کو عطیہ نہیں دیتے تھے مگر اتنا ہی اور دے دیتے۔

آپ اپنے صاحبزادوں اور بھتیجوں کو فرماتے کہ علم پڑھو اگر اسے یاد نہ رکھ سکو تو اسے لکھ کر اپنے گھروں میں رکھ لو اور جب آپ کو زہر پلائی گئی تو جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آپ نے فرمایا کہ مجھے کئی بار زہر پلائی گئی لیکن اس مرتبہ جو پلائی گئی اس سے پہلے نہیں پی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی بھائی جان! آپ اس کی تہمت کس پر رکھتے ہیں؟ فرمایا کیوں پوچھتے ہو؟ عرض

کی تا کہ ہم اسے قتل کریں فرمایا اگر وہی ہے جو میرے گمان میں ہے تو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کا عذاب بہت سخت ہے اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے بے گناہ مارا جائے۔ جب وفات کا وقت بالکل قریب ہوا تو فرمایا: میرا بستر گھر کے صحن میں لگا دو۔ لگا دیا گیا تو آپ نے دعا مانگی اے میرے اللہ! میں اپنے نفس کے لئے تیری رضا کا طالب ہوں اور اس کی مثل مجھ پر کوئی مصیبت نہیں آئی پھر روح پرواز کر گئی۔ یہ ۵۰ھ کا واقعہ ہے اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

امام حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ۴ھ شبان المعظم میں پیدا ہوئے آپ کی پانچ اولادیں ہوئیں علی اکبر، علی اصغر (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) اور آپ کی نسل چلی آج سارے سادات آپ سے ہی ہیں جعفر، فاطمہ اور سکینہ جو کہ مراغہ میں سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے قریب مدفون ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

آپ نے پچیس حج پاپیادہ کئے جب کہ سواریاں ساتھ ہیں اور آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہاری طرف لوگوں کا محتاج ہونا تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ پس ان نعمتوں سے ملال محسوس نہ کرو ورنہ یہ عذاب بن جائیں گی۔ آپ نے فرمایا: جس نے سخاوت کی سردار بن گیا اور جس نے بخل کیا ذلیل ہوا اور جس نے اپنے بھائی کے لئے خیر میں جلدی کی تو کل جب قیامت میں آئے گا تو اسے پائے گا۔

آپ کو ۶۱ھ میں ۵۶ سال کی عمر میں عاشورۂ محرم میں جمعہ کے دن شہید کیا گیا اور اہل سیرت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا (علیٰ نبینا وعلیہما السلام) کی وجہ سے ۹۵ ہزار قتل کئے اور یہ ہر نبی علیہ السلام کا خون بہا ہے اور مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے عوض ۹۵ ہزار قتل کئے اور آپ کے نواسے حسین کے بدلے اسی قدر دو مرتبہ قتل کروں گا۔

مروی ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا آپ کا سرانور جسم سے جدا کر کے لے گئے اور وہ لوگ پہلے مرحلے میں بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ ان کے سامنے دیوار سے ایک لوہے کا قلم ظاہر ہوا اور دیوار پر ایک سطر لکھی ''کیا وہ امت جس نے حسین کو شہید کیا قیامت کے دن ان کے جد امجد کی شفاعت کی امید کر سکتی ہے؟''

اور آپ کی ہمشیرہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہ جو کہ مصر کے قناطر السباع میں دفن ہیں میں نے یہ اشعار بلند آواز سے کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ''تم اس وقت کیا جواب دو گے جب تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری امت ہو کہ تم نے میرے جانے کے بعد میری اولاد اور اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ان میں کوئی قیدی ہے اور کوئی خون میں نہا رہا ہے جب میں نے تمہاری خیر خواہی کی تھی تو اس کا بدلہ یہ نہ تھا کہ میرے قریبیوں کے ساتھ برا سلوک کرو۔

اور آپ کا سرانور مصر لایا گیا اور وہاں کے مشہور قبرستان میں دفن کیا گیا اور لوگ غزا شہر سے لے کر مصر تک اس کے آگے آگے تعظیماً ننگے پاؤں چلتے رہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اکابر تابعین کا بیان

حضرت اویس القرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اکابر زاہدوں میں سے تھے بوسیدہ مکان اور قلیل سامان رکھتے تھے۔ آنکھوں کا رنگ زرد سرخی مائل رنگ دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ۔ درمیانہ قد۔ شدید گندمی رنگ۔ اپنے سینے کی طرف ٹھوڑی جھکائے ہوئے۔ مقام سجدہ کی طرف نظر۔ اور اپنے بائیں ہاتھ پر دایاں رکھے ہوئے ہوتے۔ آپ کے پاس صرف دو پرانے سے کپڑے تھے۔ اون کی چادر باندھتے۔ بے نام و نشان۔ جس کی طرف کوئی متوجہ نہ ہو۔ جب شام ہوتی تو عرض کرتے اے میرے اللہ! میں آج ہر بھوکے جگر سے تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں کیونکہ میرے گھر میں کھانے کی کوئی شے نہیں سوائے اس کے جو میرے پیٹ میں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے مسلمان کا کوئی دوست نہیں چھوڑا تو جب بھی ہم انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں وہ ہماری عزت کو کوستے ہیں اور اس پر فاسق لوگوں سے انہیں مددگار بھی مل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے بڑی بڑی برائیوں کی تہمت لگائی گئی۔ بشر حافی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی پرہیزگاری یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ آپ ستر پوشی کے لئے ٹوکری میں بیٹھے۔ پس یہ ہے زہد اور آپ فرماتے کہ لوگ یہ امر نہیں پا سکتے یہاں تک کہ آدمی یوں ہو کہ گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

ایک شخص نے عرض کی مجھے نصیحت فرمائیں فرمایا اپنے پروردگار کی طرف دوڑ و عرض کی کہ سلسلہ معاش کہاں سے ہوگا؟ فرمایا: دلوں میں شک آ ملا ہے کیا۔ تو اپنے دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے اور اپنے رزق کے معاملے میں اسے تہمت دیتا ہے؟

آپ اپنی والدہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری نہ دے سکے۔ یہ بھی مروی ہے کہ کئی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ غزوۂ اُحد میں شامل ہوئے اور فرمایا اللہ کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید نہیں کئے گئے حتیٰ کہ میرے دانت توڑے گئے اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی نہیں ہوا حتیٰ کہ میرا چہرہ زخمی ہوا اور آپ کی پشت مبارک کو پامال نہیں کیا گیا کہ میری پشت کو پامال کیا گیا بعض موضوعات میں میں نے یہ کلام ایسے ہی لکھی پائی واللہ اعلم بالحال۔

اور آپ کی خوراک وہ گٹھلیاں تھیں جو آپ زمین سے چن لیتے لوگ آپ کو سال دو سال کے بعد ایک مرتبہ دیکھتے تھے کیونکہ جب آپ کو جنون کی طرف منسوب کیا گیا تو آپ کے گھر کے دروازے پر ایک آڑ بنا دی گئی تو آپ کو کبھی کبھار ہی باہر نکلتے ہوئے دیکھا جاتا۔

ایک شخص نے ایک دفعہ آپ سے عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمائیں۔ فرمایا: تجھے میری وصیت اللہ کی کتاب اور رسول علیہ السلام اور اولیاء اللہ کی سنت کا التزام ہے موت کو یاد رکھ اور تیرے دل سے ایک لمحہ کے لئے اس کی یاد جدا نہ ہو اور ساری امت کی خیر خواہی کر اور جماعت سے جدائی اختیار کرنے سے بچ کہ تو اپنے دین سے جدا ہو جائے گا اور تجھے پتہ تک نہیں چلے گا پس تو آگ میں

داخل ہو گا۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ فرمایا: جب تک تو زندہ ہے اللہ تعالیٰ تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے اور قلیل سی دنیا پر تجھے راضی ہونے کی توفیق دے اور تجھے جو کچھ عطا فرمائے اس پر تجھے شکر کرنے والوں میں کر دے۔

ایک شخص نے آپ سے ہم نشینی کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا اے میرے بھائی! آج کے بعد میں تجھے نہ دیکھوں میں شہرت نہیں چاہتا۔ مجھے تنہائی پسند ہے۔ اس دنیا میں جب تک میں لوگوں کے ساتھ ہوں میرے غم زیادہ ہوں گے۔ پھر جدائی کے بعد مجھے طلب نہ کرنا۔ اے بھائی میں تجھے نہیں بھولوں گا اگرچہ تجھے میں اور مجھے تو نہ دیکھے۔

جب شام ہوتی تو گھر میں جو کچھ ہوتا خیرات کر دیتے اور کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے آپ کوٹوکرے میں بیٹھنا پڑا عام جگہ پر پڑے روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر دھو لیتے کچھ کھا لیتے اور کچھ صدقہ کر دیتے۔ ہرم بن حیان نے عرض کی مجھے نصیحت فرمائیں۔ فرمایا جب سونے لگے تو موت کا تکیہ بنا اور جب سو کر اٹھے تو اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ۔ اور فرماتے کہ پیٹھ پیچھے دعائے خیر کرنا زیارت اور ملاقات سے افضل ہے کیونکہ ان دونوں میں کبھی تکلف اور ریاء کا عمل دخل ہوتا ہے جب آپ کو آپ کی قبر میں دفن کر کے واپس ہوئے تو پھر اس کا نام ونشان بھی کسی کو نہ ملا۔

عامر بن عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ فرماتے تھے کہ اگر دنیا اپنے سارے ساز وسامان کے ساتھ میری ملکیت ہوتی پھر اللہ تعالیٰ مجھے اس سب کو اپنے ہاں سے نکالنے کا حکم دیتا تو میں اسے خوش دلی سے نکال دیتا۔ اور آپ نے ہر روز اپنے اوپر ایک ہزار رکعت فرض کر رکھی تھی اور ایک روایت میں آٹھ سو رکعت کا ذکر ہے تو اس سے فارغ ہوتے تو آپ کے پاؤں اور پنڈلیاں سوج چکی ہوتیں۔ پھر اپنے نفس سے فرماتے کہ تو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ کی قسم میں تجھے ایسے کام میں لگاؤں گا کہ بستر کو تجھ سے کوئی حصہ نہ مل سکے اور فرماتے کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں نے کس حال میں شام کی اور صبح کی۔ جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور جب کسی انسان کی وجہ سے آپ کو تشویش لاحق ہوتی اور اس کے لئے بددعا کرتے تو کہتے اے میرے اللہ! اس کا مال زیادہ کر دے اس کے جسم کو صحت دے اور اس کی عمر کو لمبا کر دے۔

آپ فرماتے کہ کئی چیزیں ایسی ہیں جنہیں میں اچھا سمجھتا تھا اب میں تمنا کرتا ہوں کہ انہیں اچھا نہ سمجھتا اور جس کار خیر کو اچھا سمجھتا ہوں میرے کسی کام کا نہیں جب تک عمل میں نہ لاؤں۔ جب سفر کرتے اگر چاہتے تو لوٹے سے وضو کے لئے پانی نکال لیتے اور اگر چاہتے تو پینے کے لئے دودھ نکال لیتے۔ اور آپ کے پیسے آتے تو ان میں سے جو چاہتے مساکین پر خرچ کر دیتے اور ان میں کچھ بھی کمی نہ ہوتی اور جب سائل کو روٹی دیتے تو فرماتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میری میزان عمل میں روٹی سے کم چیز ہو ایک دفعہ آپ سے کہا گیا آپ سے اچھا کون ہے؟ فرمایا: جس کی خاموشی غور وفکر' بولنا ذکر' اور چلنا تدبر سے ہو وہ مجھ سے بہتر ہے۔ اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر شفاء اور غیر کا ذکر بیماری ہے۔ اور فرماتے کہ آدمی کی جہالت ہے کہ لوگوں پر ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب سے ڈرے لیکن خود اپنے گناہوں پر بے خوف ہو۔ فرمایا: کہ آج تمہارا کار خیر' خیر نہیں البتہ جو اس سے زیادہ برا ہے اس کے

مقابلے میں خیر ہے۔ آپ پاگلوں کو کھانا کھلاتے لوگ آپ سے کہتے کہ وہ تو سمجھتے جانتے نہیں تو فرماتے کہ اگر وہ نہیں جانتے تو اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا کے متعلق فرماتے کہ ہر اس چیز سے خلاصی عطا فرماتا ہے جو لوگوں پر تنگ ہو۔ اور فرماتے تھے کہ جب میں مرجاؤں تو کسی کو خبر نہ کرنا اور خفیہ طور پر ہی مجھے میرے پروردگار کے حضور سپرد کر دینا۔

حضرت مسروق بن عبدالرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بچپن میں ہی چرا لئے گئے پھر مل گئے تو آپ کا نام مسروق رکھ دیا گیا۔ اور آپ فرماتے کہ مومن کے لئے یہ علم کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ اور فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی شخص چالیس برس کو پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کی جناب سے اس کی نافرمانی سے پرہیز کرے۔ آپ نماز پڑھتے یہاں تک کہ پاؤں پر ورم آ جاتے آپ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے درمیان پردہ لٹکا لیتے پھر اپنی نماز میں مصروف ہو جاتے۔ ان سے اور ان کی دنیا سے جدا رہے۔ لوگوں کے درمیان فیصلے فرماتے اور فیصلہ کرنے پر اجرت نہ لیتے اور آپ فرماتے تھے کہ مومن کے لئے آج پرہیز سے زیادہ اچھی کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان سے کہا گیا کہ کیا آپ لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کیلئے نہیں بیٹھیں گے؟ فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ میرے پیچھے بھاگے پھریں اور کہا جائے کہ یہ علقمہ ہے (یعنی شہرت نہیں چاہتا جس میں تکبر کا امکان ہوتا ہے۔ محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

آپ سے کہا گیا کہ آپ بادشاہ کے ہاں کیوں نہیں جاتے تا کہ آپ لوگوں کی سفارشات پیش کریں فرمایا میں ان کی دنیا سے کوئی چیز نہیں لوں گا مگر وہ اس کی مثل میرا دین لے لیں گے۔

فرماتے ہمارے ساتھ چلو ہمارا ایمان زیادہ ہوگا یعنی دین کی سمجھ زیادہ ہوگی غریبوں کی بچیوں سے نکاح کرتے اس سے آپ کا مقصد تواضع تھی اور آپ نے اپنی وفات کے بعد اپنے پیچھے ایک چادر، بوسیدہ کپڑا اور مصحف چھوڑا۔

حضرت اسود بن زید النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ روزے اور عبادت میں اپنے نفس کو بہت مشقت میں ڈالتے تھے یہاں تک آپ کا جسم سبز اور رنگ زرد ہو گیا اور لوگ جب نفس کو عبادت میں سزا دینے پر ملامت کرتے تو آپ فرماتے کہ کام بہت سخت ہے۔ روتے روتے آپ کی ایک آنکھ چلی گئی آپ کوفہ میں ۷۵ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ فرماتے اے بھائی! اپنے نفس کو خود نصیحت کرنے والا بن ورنہ ہلاک ہو جائے گا آپ کو فالج ہو گیا۔ کہا گیا کہ آپ علاج کیوں نہیں کراتے؟ فرمایا مجھے معلوم ہے کہ علاج حق ہے لیکن کچھ دیر بعد نہ معالج رہے گا نہ مریض اور آپ کے معمولات پوشیدہ ہوتے آپ کے گھر والوں کے سوا کسی کو پتہ نہ چلتا۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا جب کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے تو

آپ نے اسے آستین سے ڈھانپ لیا اور فرماتے کہ ہر وہ عمل جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرنے کی نیت نہ ہو ختم ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کو اپنی طرف سے قدرے غافل پاتے تو قبرستان کی طرف چلے جاتے اور کہتے کہ اے قبرستان والو! ہم ہیں اور تم ہو پھر ساری رات بیداری فرماتے جب صبح ہوتی یوں معلوم ہوتا کہ گویا آپ اپنی قبر سے نکلے ہیں۔

آپ مسجد میں جماعت کے لئے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حاضری دیتے آپ سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دی ہے تو فرمایا کہ اپنے پروردگار کے منادی کے بارے میں کیا کروں جب وہ حی علی الصلوٰۃ کہتا ہے۔ اور فرماتے اے معمولی گوشت پوست والے انسان! جب پہاڑ چلائے جائیں گے اور زمین ریزہ ریزہ کر دی جائے گی تم کیا کرو گے۔ گھر میں خود جھاڑو دیتے اور گھر والوں کو یہ کام نہ کرنے دیتے اور فرماتے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے نفس کو کچھ تکلیف دوں۔ اور فرماتے ہم نے ایسے حضرات کو پایا کہ ان کے پہلو میں ہم اپنے آپ کو چور شمار کرتے تھے ۶۷ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پائی۔

حضرت ھرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ فرماتے کہ گفتگو کرنے والا یا تو اس میں نافرمانی کا مرتکب ہوگا تو اس سے جھگڑا کیا جائے گا یا اس میں غرق ہوگا تو گنہگار ہوگا آپ دعا کرتے کہ اے میرے اللہ! میں ایسے زمانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس میں چھوٹے سرکش ہو جائیں اور بڑوں کو آرزوئیں زیادہ ہوں اور اپنے سب سے معزز بھائیوں کو گناہوں میں ملوث دیکھیں اور انہیں منع نہ کریں۔ (رضی اللہ عنہ)

حضرت ابو مسلم الخولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ عبادت کی عظیم وکبیر مرتبے پر فائز تھے یہاں تک کہ اگر آپ سے کہا جاتا کہ جہنم بھڑکائی جا رہی ہے تو آپ اپنے عمل کو زیادہ نہیں کر سکتے تھے۔ کھانا چھوڑ دیتے اور فرماتے کہ گھوڑے صرف اسی وقت تیز دوڑتے ہیں جب انہیں بھوک کی مشقت سے دبلا کیا گیا ہو۔ اور فرماتے جس نے اپنے دونوں پاؤں نماز میں باندھ لئے اللہ تعالیٰ پل پراط پر اسے ثابت قدم رکھے گا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو سعید الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے والد اہل میسان میں سے تھے۔ آپ کو قید کر لیا گیا پس آپ انصار کے غلام ہیں۔ آپ پر خوف غالب تھا حتیٰ کہ گویا آگ صرف اکیلے آپ کے لئے پیدا کی گئی آپ فرماتے کہ جان پہچان والے چلے گئے اور بے شعور رہ گئے اور جو مسلمان باقی ہیں وہ غم زدہ ہیں۔ آپ نے فرمایا جو قلیل سا وسوسہ ہو وہ ابلیس کی طرف سے ہے۔ اور جس میں مسلسل دباؤ ہو وہ نفس کی طرف سے ہے پس اس پر روزہ، نماز اور ریاضت سے مدد لی جائے اور فرماتے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اسے اہل و عیال میں مشغول نہیں ہونے دیتا (یعنی ایسی مشغولیت جو کہ ایمانی ذمہ داریوں خصوصاً تعلق باللہ کے درمیان حائل ہو۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور آپ نے فرمایا کہ تواضع کرنے والے کی شرط یہ ہے کہ اپنے گھر سے نکلے تو جو سامنے آئے اسے اپنے سے افضل جانے۔ جب بندہ گناہ کر بیٹھے پھر توبہ کر لے تو توبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور اسے زیادہ قرب حاصل ہوگا اور جب دوبارہ گناہ کرے تو اسی طرح توبہ کرنے سے اس کا قرب بڑھے گا۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ آپ سے میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا

ہوں فرمایا مجالس ذکر کے قریب رہا کرو۔ فرمایا: کہ میت کے لئے برے لوگ اس کے گھر والے ہیں جو اس پر (بے صبری کے ساتھ) روتے ہیں اور ان پر اس کا قرض ادا کرنا آسان نہیں ہوتا۔ نیز فرمایا کہ ہم نے ایسے حضرات کی زیارت کی جو کہ حلال چیزوں سے اس سے بھی زیادہ بے رغبتی کرتے تھے جتنی تم حرام سے کرتے ہو۔ فرماتے کہ ایک ہزار آدمیوں کی دوستی ایک آدمی کی دشمنی کے عوض مت خریدو۔

فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اس کے اہل وعیال ختم کر دیتا ہے اور اسے عبادت کے لئے فارغ کر دیتا ہے (یہاں ایسے عباد الرحمٰن مراد ہیں جو استغراق کے اس مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں جہاں ماسویٰ کی گنجائش نہیں ہوتی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دی گویا آپ ان کاملین کے امام ہیں اور یہ کاملین اسی فیض کے وارث ہوتے ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

آپ نے فرمایا کہ طمع عالم دین کو عیب دار کر دیتی ہے۔ کھلے عام کسی کا اپنے آپ کو برا کہنا اپنے نفس کی تعریف کرنا ہے آپ سے پوچھا گیا کیا بصرہ میں کوئی منافق ہے؟ فرمایا: اگر اس سے منافق نکل جاتے تو میں وحشت محسوس کرتا۔ فرمایا: اپنے بھائیوں کی عزت کر تیرے لئے ان کی دوستی دائمی ہو جائے گی۔ اے ابن ادم اگر تو اپنی اجل کی رفتار دیکھے تو تو اپنی آرزوؤں کے دھوکے کو برا سمجھے۔

آپ جب بیٹھتے تو قیدی کی طرح بیٹھتے اور گفتگو کرتے تو اس شخص کی طرح جس کے لئے جہنم کا حکم ہو چکا ہو۔ اور فرماتے جس نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے لئے اون پہنی اللہ تعالیٰ اس کی بصیرت کی آنکھ اور دل کا نور زیادہ فرما دیتا ہے اور جس نے اسے تکبر اور غرور کے لئے پہنا تو اسے سرکشوں کے ساتھ جہنم میں لپیٹ دیا جائے گا اور یہ شعر پڑھتے (جس کا ترجمہ یہ ہے) وہ مردہ نہیں جو مرکر راحت پا گیا مردہ تو وہ ہے جو زندوں کا مردہ ہے۔

فرمایا کہ میں تمنا کرتا ہوں کہ جو لقمہ کھاؤں وہ میرے پیٹ میں پکی اینٹ کی طرح ہو جائے کیونکہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ پانی میں تین سو سال تک رہتی ہے آپ سے ایک دفعہ کہا گیا کہ فقہاء یوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا تم نے کبھی اپنی آنکھوں سے کوئی فقیہہ دیکھا بھی ہے۔ فقیہہ صرف وہی ہے جو دنیا سے بے رغبت اپنے گناہوں کو دیکھنے والا' اور اپنے پروردگار کی عبادت پر ہمیشگی کرنے والا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرماتے کہ جس نے درہم کی عزت کی اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل فرمایا۔ اور جب آپ کے دوستوں میں سے کوئی اندر آنے کی اجازت مانگتا اگر آپ کے پاس کھانا ہوتا تو اجازت دے دیتے ورنہ خود باہر آ جاتے اور ماحضر کا تکلف نہ فرماتے۔

فرماتے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ صاحب حکمت یعنی دانا کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے۔ اگر بات کرنا چاہے تو اپنے دل کی طرف رجوع کرتا ہے اگر کچھ ہو تو کہہ دیتا ہے ورنہ خاموش رہتا ہے۔ اور جاہل کا دل اس کی زبان کی سمت میں ہے اپنے دل کی طرف رجوع نہیں کرتا جو زبان پر آیا کہہ دیتا ہے فرماتے کہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے جیسا کہ اس نے چاہا یعنی بغیر احاطہ کے اور فرماتے دنیا تیری سواری ہے اگر تو اس پر سوار ہو جائے تو تجھے اٹھا لیتی ہے اور اگر وہ تجھ پر سوار ہو جائے تو تجھے ہلاک کر دیتی ہے فرماتے کہ علماء کی پرہیزگاری دنیا اور مال میں ہے۔ نیز فرمایا: جب تو اپنی اولاد میں ایسی چیز دیکھے جو پسند نہیں تو

جان لے کہ وہ ایسی شے ہے جس سے مراد تو ہے پس اچھا سلوک کر۔ اگر تو کسی سے دشمنی کا ارادہ کرے تو دیکھ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے تو اس سے پرہیز کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے تیرے حوالے نہیں کرے گا اور تمہیں اکیلا نہیں چھوڑے گا اور اگر نافرمان ہے تو اس کی مصیبت سے تیری کفایت ہو چکی۔ تو اپنے آپ کو اس کی عداوت کی مشقت میں نہ ڈال۔

فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تابع ہے اس کی دوستی تجھے لازم ہے۔ اور جس نے نیک آدمی سے محبت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ ہم نے کسی طالب دنیا کو نہیں دیکھا جس نے اس کے ساتھ آخرت پائی ہو بخلاف عکس کے۔ اللہ تعالیٰ ایسی قومیں پیدا فرمائے گا جو یہ علم صرف اس کی رضا کے لئے طلب کریں گے اور ان کی کوئی اور نیت نہ ہوگی جس کی طلب میں چلیں تا کہ علم ضائع نہ ہو جائے اور ان پر اس لغزش کا بوجھ رہ جائے۔ نیز فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا دے پس ہر مسلمان تجھ سے سلامتی میں رہے اور آپ فرماتے کہ محبّ نشے میں ہوتا ہے محبوب کے مشاہدے کے بغیر اسے افاقہ نہیں ہوتا۔

حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب رات ہو جاتی تو آپ اپنے نفس سے فرماتے کہ اے ہر شر کی آماجگاہ! قیام کر اللہ کی قسم میں تجھے اس طرح چھوڑوں گا کہ تو اونٹ کی طرح تھک کر بیٹھ جائے۔ پس صبح ہوتی تو آپ کے دونوں پاؤں سوج چکے ہوتے تو اپنے نفس سے فرماتے کہ مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے اسی لئے پیدا کیا گیا اور فرماتے کہ اس شخص میں خیر نہیں ہے جو اپنے دین اور جسم کو بچانے اور صلہ رحمی کرنے کے لئے مال جمع نہ کرے۔

فرمایا کہ چالیس سال سے میرا کوئی فرض باجماعت فوت نہیں ہوا۔ اور تیس سال سے موذن جب بھی اذان دیتا ہے میں مسجد میں ہوتا ہوں۔ آپ نے پچاس سال عشاء کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی۔ آپ چوراسی برس کے ہو چکے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی شے نہیں۔ فرمایا: لوگ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی پناہ میں اپنے اپنے اعمال میں مصروف ہیں پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی رسوائی کا ارادہ فرمائے تو اسے اپنی پناہ سے نکال باہر کرتا ہے پس لوگ پر اس کے پردے کھل جاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ ظالموں کے مددگاروں سے اپنے قلبی انکار کے ساتھ سیر چشمی کرو تا کہ تمہارے اعمال صالحہ ضائع نہ ہو جائیں۔

اور جب آپ نے عبدالملک بن مروان کی بیعت سے انکار فرمایا اور لوگوں کو اس کی ہم نشینی سے روکا تو اس نے آپ کو مارا اور بالوں کا کھردرا لباس پہنا کر شہر کے بازاروں میں گھمایا پس آپ فرماتے کوئی بھی میری ہم نشینی نہ کرے کیونکہ حکام نے مجھے کوڑے مارے ہیں اور لوگوں کو میری مجلس میں بیٹھنے سے روکا ہے۔ تو لوگ آپ سے واپس چلے جاتے اور فرماتے کہ مسجد اور مصحف کو تصغیر کے ساتھ یعنی چھوٹا کر کے نہ بولو۔ (یعنی یوں مت کہو کہ چھوٹی مسجد یا چھوٹا قرآن۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) کیونکہ جو شے اللہ تعالیٰ کے لئے ہو وہ عظیم و جلیل ہوتی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غنی ہو لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور لوگ آپ کے رعب کی وجہ سے آپ کے پاس حاضر ہونے کی یوں اجازت مانگتے جس طرح حکام سے اجازت طلب کی جاتی ہے۔

فرمایا کہ ہر شریف۔ عالم اور صاحب فضیلت میں کوئی نہ کوئی عیب تو ہوتا ہی ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے

عیب بیان نہ کئے جائیں۔ تو جس کی فضیلت اس کے نقائص سے زیادہ ہو تو اس کی فضیلت کی خاطر اس کے نقائص چھوڑ دیئے جائیں۔

حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص سے ایک نیکی دیکھو تو اس کی وجہ سے اس سے محبت کرو اور جان لو کہ اس کے ہاں اس قسم کی اور نیکیاں بھی ہیں اور اسی طرح جب تم اس سے کوئی برائی دیکھو تو اس کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہو جاؤ اور جان لو کہ اس کے پاس اس قسم کی اور برائیاں بھی ہوں گی اور فرمایا کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ السلام کھجور کے پتوں سے زنبیل بناتے جب کہ آپ منبر پر ہوتے پھر اسے بیچنے کے لئے بھیج دیتے اور یہی ذریعہ معاش تھا اور فرماتے کہ جہان میں سب سے زیادہ بے رغبت جہان والے ہیں۔

اور جب آپ وادی عقیق میں اپنے مکان میں گوشہ نشین ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوڑ دی تو آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ مسجدوں میں لوگ لہو ولہب کرتے ہیں ان کے بازار لغویات سے پر ہیں اور راستوں میں بے حیائی عام ہے تو ان سے جدا ہو کر یہیں بیٹھنے میں عافیت ہے۔ اور اپنی اولاد کے لئے فرماتے کہ علم پڑھو۔ اگر تم ایک قوم میں چھوٹے ہو تو قریب ہے کہ دوسری قوم کے بڑے بن جاؤ۔ جہالت کس قدر قبیح ہے خصوصاً بوڑھے سے۔

اور آپ ولید بن عبدالملک کے طرف گئے آپ کے پاؤں پر چھالا پڑ گیا آخر کار پاؤں کاٹ دیا گیا لوگ خیال کرتے تھے کہ یہ ولید کی طرف چل کر جانے کی سزا تھی۔ پھر آپ کہتے تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرا دوسرا پاؤں باقی رکھا اور آپ پے در پے روزے رکھتے پس جب آپ کا پاؤں کاٹا گیا تو روزے سے تھے اور پاؤں کاٹتے وقت آپ کو کسی نے نہ پکڑا آپ ۹۴ھ میں فوت ہوئے جب کہ آپ روزے سے تھے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت محمد بن حنفیہ ابن الامام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ جو اپنے نفس کی عزت کرے اس کے ہاں دنیا کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ وہ شخص دانا نہیں ہے جو اس شخص کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا جسے اس کے پاس رہے بغیر چارہ نہیں۔

اور جب بادشاہ روم نے عبدالملک بن مروان کو سخت دھمکی آمیز خط لکھا اور قسم اٹھائی کہ وہ اس پر حملہ کرنے کے لئے ایک لاکھ کا لشکر خشکی میں اور ایک لاکھ کا لشکر سمندر میں بھیجے گا یا پھر اسے جزیہ ادا کرے تو عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا کہ محمد بن حنفیہ کو سخت دھمکیوں پر مبنی خط لکھ پھر مجھے بتاؤ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ پس اس نے ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایسا ہی خط بھیجا تو آپ نے حجاج کو جواب دیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف تین سو نوے نگاہ کرم فرماتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایک نظر مجھ پر بھی فرمائے گا جس سے مجھے تجھ سے بچالے گا۔ حجاج نے وہ خط عبدالملک کی طرف بھیج دیا تو اس نے بادشاہ روم کو یہی لکھ بھیجا تو بادشاہ روم کہنے لگا یہ گفتگو تجھ سے صادر نہیں ہوئی نہ ہی تو نے لکھی ہے یہ تو صرف نبوت کے گھرانے کی گفتگو ہے۔

حضرت علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب

اور آپ علی اصغر ہیں (عام طور پر یہ مشہور ہے کہ علی اصغر وہ شہزادے ہیں جو کہ دشتِ کربلا میں امام عالی مقام امام حسین رضی

اللہ عنہ کی گود میں شہید ہوئے تو واضح رہے کہ اس شہزادے کا نام عبد اللہ ہے چنانچہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۸۶ پر بھی لکھا ہے علی اصغر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

علی اکبر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے اور حصرت محمد باقر رضی اللہ کے تعارف میں آئے گا کہ امام زین العابدین تمام حسینی سادات کے باپ ہیں اور آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے سر میں اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے عمل کی برائیوں پر مطلع فرما دیتا ہے پس وہ اپنے گناہوں کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ لوگوں کے عیب دیکھنے سے غیر متوجہ ہو جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مصاحف بیچے نہیں جاتے تھے صرف یہ دستور تھا کہ ایک آدمی کاغذ لے کر منبر کے پاس آ جاتا تو اس امر پر مامور شخص کھڑا ہو کر اسے سورۃ البقرہ کے آغاز سے لکھ دیتا پھر دوسرا آ جاتا یہاں تک مصحف مکمل ہو جاتا مورخین نے کہا کہ جب آپ کے برادر گرامی شہید کئے گئے اس وقت آپ کی عمر ۱۳ برس کی تھی لیکن آپ بستر پر بیمار پڑے تھے اس لئے انہیں شہید نہ کیا گیا۔

جب آپ وضو کرتے تو رخ انور زرد پڑ جاتا گھر والے پوچھتے کہ یہ کیا حالت ہے جو آپ پر وضو کے وقت طاری ہو جاتی ہے فرماتے کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے دربار میں کھڑا ہو رہا ہوں؟ جب چلتے تو آپ کا ہاتھ آپ کی ران سے آگے نہیں گذرتا تھا اور ہاتھ کو حرکت نہیں دیتے تھے جب آپ کو پتہ چلتا کہ فلاں شخص آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے تو آپ اس کے گھر جاتے اور بڑی نرمی سے بات کرتے اور فرماتے اے فلاں تو نے میرے متعلق جو کچھ کہا ہے اگر سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر غلط ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اور ایک شخص مسجد میں آپ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کے متعلق ہر قسم کی بدگوئی کرتا جب کہ آپ بالکل خاموش رہتے اس کا جواب تک نہ دیتے جب آپ وہاں سے واپس جاتے تو وہ شخص آپ کے پیچھے سے آپ کو چمٹ جاتا اور روتا تو آپ فرماتے کہ تو دوبارہ مجھ سے کبھی بھی ایسی چیز نہیں سنے گا جسے تو برا جانتا ہے اور آپ شعر پڑھتے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کمینہ شخص جب کسی باعظمت کو کوسے تو اسے جواب سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں ہوتی۔

آپ فرماتے کہ احباب کا فقدان' غربت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے آزاد بندوں کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے ہوتی ہے جہنم سے خوف یا جنت میں رغبت سے نہیں۔ وہ شخص تمہارا ساتھی کیوں کر ہو سکتا ہے کہ جب تم اس کی تھیلی کھول کر اس میں سے اپنی ضرورت کی چیز لے لو تو اس کا دل خوش نہ ہو۔

اور اپنے حاضر باش احباب سے فرماتے کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسلام والی محبت کیا کرو کیونکہ تمہاری ہمارے ساتھ محبت یہاں تک پہنچی کہ ہمارے لئے عار کا باعث ہوگئی۔ آپ نے اس سے اس صورت حال کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ آپ کو عبد الملک بن مروان کے ساتھ رونما ہوئی۔ جب اس نے آپ کے ہاتھوں پاؤں اور گردن میں لوہے کی بیڑیاں اور طوق ڈال کر آپ کو مدینہ عالیہ سے شام منگوایا تو جب امام زہری عبد الملک کے پاس آئے تو انہوں نے اس سے کہا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہما ایسے نہیں ہیں کہ ان کے متعلق خلافت کے حوالے سے گمان کیا جائے آپ تو اپنے آپ میں اور اپنے پروردگار جل شانہ کی عبادت میں مصروف ہیں تو اس نے کہا کہ پھر تو بہت اچھی مصروفیت میں ہیں اور آپ کو رہا کر دیا۔

آپ اس بات کو پسند کرتے کہ آپ کو وضو کرانے میں کوئی مدد نہ کرے۔ اور اپنے وضو کے لئے پانی خود بھرتے اور آرام کرنے سے پہلے اپنے پاس رکھ لیتے۔ اور آپ سفر و حضر میں رات کا قیام ترک نہیں فرماتے تھے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ گنہگار مسلمان کو پسند کرتا ہے جو کہ بہت زیادہ توبہ کرنے والا ہو۔

آپ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے اور ان کے لئے رحمت کی دعا فرماتے۔ آپ ہر روز و شب میں ایک ہزار رکعت ادا فرماتے۔ کبھی تیز ہوا چلتی تو آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔ آپ نے جب حج کیا اور لبیک کہا تو غش کھا کر گر گئے اور بہت کمزور ہو گئے۔

ایک شخص نے بڑائی مارتے ہوئے آپ کو جلی کٹی سنائیں تو آپ نے عمداً اس سے غفلت سی اختیار فرمائی تو اس نے آپ سے کہا کہ میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ جب تو میں چشم پوشی اور صبر کرتا ہوں۔ ایک دن آپ مسجد سے باہر تشریف لائے اور ایک آدمی آپ کو ملا اس نے آپ کو بہت زیادہ کوسا۔ تو اس کی طرف آپ کے غلام اور خدام لپکے لیکن آپ نے انہیں اس سے روک دیا اور فرمایا ابھی اسے کچھ نہ کہو۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ابھی ہمارے حالات جو تم پر مخفی ہیں بہت زیادہ ہیں کیا تجھے کوئی ضرورت ہے کہ ہم تیری مدد کریں؟ تو وہ شخص شرمسار ہوا۔ آپ نے جو کمبل اوڑھ رکھا تھا اتار کر اسے عطا فرمایا اور اسے ہزار درہم سے زیادہ عطیہ دینے کا حکم دیا تو وہ شخص بول اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اولاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے ہیں۔

آپ نے ۹۹ھ میں اٹھاون برس کی عمر میں بقیع میں وفات پائی اور آپ کا سرانور مصر لے جایا گیا اور پرانے مصر میں واقع قلعہ کی طرف پانی کی گذرگاہ کے قریب دفن کیا گیا (واللہ اعلم بالصواب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا سرانور تو جسم شریف سے جدا نہیں کیا گیا کیونکہ آپ شہید نہیں کئے گئے بلکہ وصال ہوا اور اس سلسلے میں نور الابصار میں یوں لکھا ہے کہ "علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ۱۲ محرم ۹۴ھ کو فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔ ابن الصباغ مالکی مکی نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو زہر دی گئی۔ زہر دینے والا ولید بن عبدالملک ہے اور آپ کو بقیع کے اس مقبرے میں دفن کیا گیا جس میں آپ کے عم محترم حضرت حسن بن علی ابن ابی طالب مدفون ہیں جہاں عباس بن عبدالمطلب کا مزار شریف ہے نور الابصار کی اس روایت کے پیش نظر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں طبقات میں کتابت کی غلطی ہے ورنہ آپ کے سرانور کے جسم سے جدا ہونے کا مسئلہ کسی تاریخ میں نظر سے نہیں گذرا۔ محمد محفوظ الحق غفرلہٗ والوالدیہ)

حضرت ابوجعفر محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کو باقر اس لئے کہا گیا کہ آپ نے علم کو پھاڑا تو اس کی اصل خوبی کو بھی پہچانا اور اس کی مخفیات کو بھی۔ اور آپ نے فرمایا بجلیاں مومن اور غیر مومن دونوں پر گرتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے پر نہیں گرتیں نیز فرمایا کہ جس شخص کے دل میں کسی قدر تکبر داخل ہوتا ہے اس کی مثل یا اس سے زیادہ اس کی عقل کم ہو جاتی ہے۔ آپ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے اور آپ کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے اور فرماتے کہ جو شخص آپ کو صدیق نہ کہے اللہ

تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے قول کو سچا نہ کرے آپ کو اہل عراق کے ایک گروہ کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے ہیں اور اپنے گمان میں اہل بیت سے محبت کرتے ہیں تو آپ نے انہیں لکھ بھیجا کہ جو شخص حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتا ہے میں اس سے بیزار ہوں اور اگر میں حاکم ہوتا تو ان دونوں بزرگوں کو برا جاننے والوں کا خون بہا کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا۔

آپ نے فرمایا پیٹ یا شرم گاہ کی پاک دامانی سے افضل کوئی عبادت نہیں ہے۔ جب کبھی ہنستے تو کہتے کہ اے میرے اللہ! مجھ سے ناراض نہ ہونا۔ نیز فرمایا کہ دنیا میں بھائیوں پر احسان کرنے سے زیادہ کوئی شے مددگار نہیں اور آپ ان کے ساتھ مل بیٹھنے میں ملال محسوس نہیں کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ وہ بہت برا بھائی ہے جو کہ امیری میں تیری رعایت کرے اور فقیری میں تجھ سے علیحدہ ہو جائے اپنے بھائی کے دل میں محبت اس کیفیت سے پہچان جو اس کے متعلق تیرے دل میں ہے۔

امام اصمعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حسینی سادات کی ساری کی ساری نسل امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ہے پس آپ تمام حسینی سادات کے باپ ہیں آپ ۱۱۷ھ میں تہتر برس کی عمر میں واصل بحق ہوئے اور آپ نے اسی قمیص کا کفن پہنانے کی وصیت فرمائی جس میں آپ نماز پڑھتے تھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوعبداللہ جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن محمد الباقر بن زین العابدین بن الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

آپ نے فرمایا کہ کسی سید کو لائق نہیں کہ چار چیزوں سے عار محسوس کرے۔ (۱) اپنے باپ کے لئے اپنی جگہ چھوڑ دینا (۲) اپنے مہمان کی خدمت کرنا۔ (۳) اپنے جانور کی خود نگہداشت کرنا اگرچہ اس کے پاس سو غلام ہوں۔ (۴) اپنے پاس علم پڑھنے والے کی خدمت کرنا۔

نیکی تین خصلتوں کے بغیر پوری نہیں ہوتی جب تو نیکی کرے تو اسے حقیر جانے۔ اسے چھپائے اور جلدی کرے اور یہ اس لئے کہ جب تو اسے حقیر سمجھے گا تو عظیم ہو جائے گی۔ جب اسے چھپائے گا تو اسے کامل کرے گا اور جب جلدی کرے گا تو اسے بابرکت کرے گا۔

جب کسی انسان کی طرف دنیا متوجہ ہوتی ہے اسے غیر کی خوبیاں عطا کرتی ہے اور جب جائے تو اس کے نفس کی خوبیاں سلب کر لیتی ہے۔ جب تیرے بھائی کی طرف سے تجھے ایسی بات پہنچے جو تجھے ناپسند ہو تو اس کے لئے ایک سے لے کر ستر تک عذر تلاش کرے۔ اگر تو اس کا کوئی عذر نہ پائے تو یوں کہہ کہ ہوسکتا ہے اس کے پاس عذر ہو جس کا مجھے علم نہیں۔

آپ کی خدمت میں سفیان ثوری رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ نے اعلیٰ قسم کے کپڑے کا جبہ پہن رکھا ہے کہنے لگے کہ آپ خاندان نبوت سے ہیں اور ایسے کپڑے پہنتے ہیں آپ نے فرمایا تجھے کیا معلوم؟ ہاتھ اندر کرو دیکھا تو اندر بالوں کا کھردرا سا کپڑا پہن رکھا ہے پھر فرمایا اے ثوری! تو مجھے دکھا کہ تیرے جبے کے نیچے کیا ہے دیکھا تو ایک قمیص تھی جو کہ انتہائی باریک کپڑے کی تھی پس سفیان شرم سار ہوئے پھر آپ سے فرمایا اے ثوری! ہمارے پاس زیادہ نہ آیا کرو۔ آپ ہمیں اور ہم آپ کو

نقصان پہنچائیں گے۔

آپ کی خدمت میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو فرمایا کہ اے ابوحنیفہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ قیاس کرتے ہیں ایسا مت کرو کیونکہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا (ایسی بات آپ کے حاسدوں نے حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کہی جس کے حوالے سے آپ نے یہ نصیحت فرمائی۔ چنانچہ الخیرات الحسان از شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی میں ایک واقعہ منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی الفاظ کہے کہ سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے امام صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شخص تو نے بے محل کلام کیا۔ ابلیس نے اپنے قیاس کے زور سے اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کو رد کیا جس کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے اس لئے وہ کافر ہو گیا اور ہمارا قیاس اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے کیونکہ ہم قرآن شریف' حدیث شریف اور اقوال ائمہ' صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف لوٹاتے ہیں تو اتباع کا قصد کرتے ہیں۔ پس ہم اور ابلیس ملعون دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ تو اس شخص نے کہا کہ میں غلطی پر تھا میں نے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو روشن کرے جس طرح آپ نے میرا دل روشن کیا نیز اسی قسم کا ایک واقعہ اسی الخیرات الحسان میں مذکور ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضرت محمد بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے دوران ملاقات امام اعظم سے پوچھا کہ آپ وہی ہیں جو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف قیاس کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا پناہ بخدا! بات ایسے نہیں ہے۔ آپ نے انہیں بڑے ادب سے بٹھایا اور خود ان کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے پھر پوچھا کہ مرد کمزور ہے یا عورت انہوں نے فرمایا عورت کمزور ہے۔ پھر فرمایا وراثت میں عورت کا کتنا حصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا مرد سے نصف۔ امام اعظم نے فرمایا: اگر میں قیاس کرتا تو عورت کو مرد سے دوگنا حصہ دینے کا حکم کرتا۔ کیونکہ عورت کمزور ہے اور زیادہ ضرورت مند ہے۔ پھر پوچھا کہ نماز افضل ہے یا روزہ؟ انہوں نے فرمایا نماز' روزے سے افضل ہے۔ امام اعظم نے کہا کہ اگر میں قیاس سے کام لیتا تو حیض والی عورت کو روزے کی بجائے نماز کی قضاء کا حکم دیتا کیونکہ نماز زیادہ اہم ہے۔ پھر پوچھا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ انہوں نے فرمایا: پیشاب۔ امام اعظم نے کہا اگر میں قیاس کرتا تو حکم کرتا کہ خروج منی کی بجائے پیشاب سے غسل لازم ہے کیونکہ پیشاب زیادہ غلیظ ہے خدا کی پناہ کہ میں حدیث کے خلاف حکم کروں۔ میں تو حدیث کا خادم ہوں یہ گفتگو سن کر حضرت محمد بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم نے فرطِ مسرت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے چہرے پر بوسہ دیا اور رخصت ہو گئے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

آپ فرماتے کہ جب تمہیں کسی مسلمان کی کوئی بات پہنچے تو اسے سب سے اچھی توجیہہ پر محمول کرو جو تمہیں ملے حتیٰ کہ کوئی اور مجمل باقی نہ رہے پس اپنے آپ کو ملامت کرو نیز فرمایا ایسے ہاتھ سے لے کر مت کھاؤ جو پہلے بھوکا تھا پھر سیر ہوا۔

آپ نے ایک قبیلے کے آدمی سے پوچھا کہ اس قبیلے کا سردار کون ہے؟ تو اس نے کہا میں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو ان کا سردار ہوتا تو ایسا نہ کہتا اور فرمایا کہ جب تجھ سے گناہ صادر ہو تو استغفار کر۔ یہ وہ خطائیں ہیں جو کہ لوگوں کی گردنوں میں ان کی پیدائش سے پہلے آویزاں ہیں اور بڑی ہلاکت ان خطاؤں پر اصرار کرنا ہے آپ کو جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو عرض کرتے: اے میرے پروردگار! مجھے فلاں شے کی ضرورت ہے آپ کی دعا مکمل نہ ہوتی مگر وہ چیز آپ کے پہلو میں رکھی ہوتی۔

آپ ۱۴۸ھ میں مدینہ عالیہ میں فوت ہوئے آپ نے فرمایا کہ جس کا رزق تنگ ہو اسے کثرت سے استغفار کرنا چاہئے جسے

اپنے اموال میں سے کوئی چیز اچھی لگے اور وہ اس کی بقاء چاہے تو اسے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہنا چاہئے۔ آپ اون کا ایک موٹا اور چھوٹا جبہ زیب تن فرماتے اور اس کے اوپر اچھی قسم کے کپڑے کا حلہ پہنتے اور فرماتے کہ ہم جبہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور اچھی قسم کا حلہ تمہارے لئے پہنتے ہیں تو جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ہم نے اسے چھپا رکھا ہے اور جو تمہارے لئے ہے وہ ہم نے ظاہر کر رکھا ہے اور آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو حکم دیا ہے کہ جو میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرے اسے مشقت میں ڈال اور فرماتے کہ فقہاء کرام حضرت رسل علیہم السلام کے امین میں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہیں جاتے اور عرض کرتے: اے میرے اللہ! مجھے اس شخص سے ہمدردی کی توفیق دے جس پر تو نے رزق تنگ فرمایا اور جو کچھ میرے پاس ہے تیرے فضل و کرم سے ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے دور خلافت میں آپ کے عدل کی وجہ سے بکریاں اور بھیڑیئے ایک ساتھ چرتے تھے اور آپ کی خدمت میں دنیا ذلیل ہو کر آتی اور آپ نے اس پر توجہ ہی نہیں فرمائی۔ آپ کی چادر کی گرہ پیٹ کے ڈھلکے ہوئے گوشت کے نیچے چھپ جاتی تھی جب خلیفہ بن گئے تو اگر تو چاہتا تو ٹٹولے بغیر آپ کی پسلیاں ایک ایک کر کے گن لیتا اور آپ کی دولت پچاس ہزار دینار تھی جب خلیفہ بنے تو اسے خرچ کرنے لگے یہاں تک کہ ایک قمیص کے سوا آپ کے پاس کچھ بھی نہ رہا جسے آپ اس وقت تک اتارتے نہیں تھے جب تک کہ میلی نہ ہو جائے جب میلی ہو جاتی تو اسے دھو لیتے اور گھر میں ٹھہرے رہتے حتیٰ کہ خشک ہو جاتی۔

اور آپ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک نے بھی اسی طرح اپنا سارا مال بیت المال میں رکھ دیا اور عام لوگوں کی طرح ہو گئی حضرت فاطمہ نے کہا کہ جب آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو مرتے دم تک آپ نے جنابت کی وجہ سے واجب ہونے والا غسل نہ فرمایا کیونکہ جب آپ خلیفہ بنے تو اپنی کنیزوں کو اختیار دے دیا اور فرمایا کہ مجھے ایسی مصروفیت لاحق ہو گئی ہے کہ میں قیامت تک تمہاری طرف توجہ نہیں کر سکتا حتیٰ کہ لوگ حساب سے فارغ ہو جائیں تو تم میں سے جو پسند کرے میں اسے آزاد کرتا ہوں اور جو میرے ساتھ اس شرط پر رہنا پسند کرے کہ اسے مجھ سے کچھ حاصل نہ ہو گا میں اپنے پاس رکھ لیتا ہوں۔ تو وہ سب رونے لگیں اور آپ سے مایوس ہونے کی وجہ سے آہ و بکا کرنے لگیں۔ اور آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت عبدالملک کو بھی اختیار دے دیا کہ آپ کے پاس رہے یا اپنے باپ کے گھر چلی جائے وہ رونے لگیں اور آواز اتنی بلند ہوئی کہ پڑوسیوں نے بھی سنی۔

آپ کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے مردوں میں سے کسی کو عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ خوف خدا رکھنے والا نہیں دیکھا۔ جب آپ میرے پاس گھر میں تشریف لاتے تو اپنے آپ کو اپنی جائے عبادت میں ڈال دیتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ آپ پر نیند کا غلبہ ہو جاتا تو گر پڑتے۔ ساری ساری رات یہی کچھ ہوتا رہتا اور لوگوں کو خطبہ دیتے جب کہ ایسی قمیص زیب تن ہوتی جس کے گریبان میں آگے پیچھے پیوند لگے ہوتے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسائل عطا فرمائے ہیں اگر آپ اچھا لباس پہنیں تو کیا حرج ہے؟ گھڑی بھر آپ سرافگندہ رہے پھر فرمایا کہ بہترین میانہ روی وہ ہے جو کہ ارادۃً ہو اور بہترین معافی وہ ہے جو کہ طاقت کے ہوتے ہوئے ہو۔

اور آپ کی بچیاں ضروری لباس سے بھی محروم تھیں۔ آپ نے ان میں ایک کو بلایا وہ حاضر نہ ہوئی آپ نے خادم کو بھیجا جو اس بچی کو لایا آپ نے پوچھا کہ میرے بلانے پر حاضر نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے عرض کی میرے پاس پہننے کا ضروری کپڑا بھی نہیں ہے آپ نے حکم دیا اور اسے موٹے سے کپڑے کی چادر پہنائی گئی۔

آپ خون کے آنسو رویا کرتے تھے اور خضر علیہ السلام کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوتی رہتی تھی آپ گاہے گاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے قاصد بھیجتے رہتے سلام پیش کرنے کے سوا اس کا کوئی مقصد نہ ہوتا۔ آپ کا ایک تہ خانہ تھا جس میں آپ رات کے وقت اترتے اور گردن میں طوق ڈال کر صبح تک آہ وزاری کرتے رہتے۔

آپ فرماتے کہ حاکم کے پاس نہ جایا کرا گر چہ تو اسے برائی سے روکے اور نیکی کا حکم دے اور آپ فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو ابلیس کو پیدا نہ فرماتا۔ اور فرماتے کہ پرہیزگار کے منہ مین لجام ہے۔ اگر تمہیں میرے متعلق وہ کچھ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو میرا چہرہ بھی نہ دیکھتے۔ نیز فرمایا کہ زہد تو حلال چیزوں میں ہوتا ہے رہا حرام سو وہ تو بھڑکتی آگ ہے جس میں مردے چرتے پھرتے ہیں اگر وہ زندہ ہوتے تو آگ کی تکلیف محسوس کرتے اور آپ کے واقعات محدث ابونعیم کی کتاب الحلیہ وغیرہ میں مشہور ہیں آپ رجب ۱۰۱ھ میں ۳۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور سرزمین حمص لے دیر سمعان میں مدفون ہوئے آپ کی خلافت کی مدت ۲ سال اور ۱۴۱ دن ہے۔ آپ کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔ فاطمہ بنت عبدالملک رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کو سب سے زیادہ بیاری خوف خدا کی وجہ سے تھی جو کہ زہر خورانی سے بھی زیادہ قوی تھی۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ

آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے آنے والا آئے اور کہے کہ تجھے جنت اور دوزخ دونوں کا اختیار ہے یا تو مٹی ہو جائے تو میں مٹی ہونا پسند کروں گا۔

اور جب آپ کا بیٹا فوت ہوا تو آپ نے داڑھی کی کنگھی کی اور اچھے کپڑے پہنے آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں مصیبت کے سامنے ذلیل ہو جاؤں؟ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر دنیا اور اس کا سب کچھ میرے پاس ہوتا پھر اللہ تعالیٰ اس کے عوض مجھے آخرت کے پانی کے ایک گھونٹ کا وعدہ دیتا تو میں اس سب کچھ کے بدلے آخرت کے پانی کا ایک گھونٹ پسند کرتا۔

آپ نے فرمایا کہ میں رات سو کر بسر کروں اور ندامت کے ساتھ صبح کروں یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ ساری رات قیام کروں اور صبح خود بینی کے ساتھ کروں۔ نیز فرمایا کہ جب بندے کا باطن اور ظاہر ایک سا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا سچا بندہ ہے۔

جب آپ اپنے گھر میں تنہا ہوتے تو آپ کے ساتھ مل کر آپ کے گھر کی اینٹیں بھی تسبیح پڑھتیں۔ ایک شخص نے آپ پر ظلم کیا

تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے جلد موت دے دے وہ اسی وقت مر گیا تو آپ کو زیاد کے سامنے پیش کیا گیا جو کہ بصرے کا گورنر تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ نے اسے ہاتھ لگایا؟ کہا گیا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تو ایک نیک انسان کی دعا ہے جو کہ تقدیر کے موافق ہوگئی پس آپ کو چھوڑ دیا گیا۔

آپ عرض کرتے: اے میرے اللہ! میں تجھ سے ہر اس عمل کی معافی مانگتا ہوں جس میں میں نے اخلاص کا دعویٰ کیا اور یہ کہ میں نے تیری خوشنودی کا ارادہ کیا اور دعا کرتے کہ اے میرے اللہ! ہم سے راضی ہو جا اگر تو راضی نہ ہو تو معاف فرما کیونکہ کبھی مالک راضی نہ ہونے کے باوجود اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور عظمت کا احساس کرو کہ تم گدھے اور کتے کے پاس اس کا ذکر کرو۔ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے کتے کو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے یا اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ نیز فرمایا کہ پرہیزگار آدمی لوگوں کی خطاؤں کے ذکر کے وقت غیر متوجہ ہوتا ہے اور فرماتے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ خطاکار وہ شخص ہے جو لوگوں کی خطاؤں کا ذکر کرنے کے لئے زیادہ فارغ ہو۔

آپ نے فرمایا کہ جو سزا سے نہیں گھبراتا وہ کمینہ ہے۔ حاکم کی طرف کوئی رقعہ مت لے جاؤ جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کیا لکھا ہے۔ علم چلا گیا اور برے برتنوں میں عبارات رہ گئیں تمہیں پرہیزگاری اس کے اہل لوگوں تک ہی لے جائے۔

آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہ جنازے کے ہمراہ صرف اہل جنازہ سے حیا کرتے ہوئے چلتا ہے کیا اس کے لئے کوئی اجر ہے تو آپ نے فرمایا کہ ابن سیرین کا مذہب یہ ہے کہ اس کے لئے دو اجر ہیں ایک اجر مسلمان بھائی کی نماز جنازہ کا اور دوسرا زندہ کی دلجوئی میں چلنے کا۔

فرمایا کہ جس نے عورت اور کھانا چھوڑ دیا اس سے کرامت کا ظاہر ہونا ضروری ہے اور اہل اللہ کا عقیدہ ہے کہ سائح سے مراد وہ شخص ہے جس نے کھانا پینا اور عورت کو ترک کر دیا ہو اگرچہ وہ اپنے شہر میں ہی مقیم ہو اور فرمایا کہ جب میں اپنے غلام کو کوئی کام کہوں اور وہ میرے دوست کا کام میرے کام سے پہلے سرانجام دے تو اس کے ساتھ میری محبت زیادہ ہو جائے گی۔ آپ دعا کرتے کہ اے میرے اللہ! میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میرا ضمیر اس چیز میں مجھ سے زیادہ سعادت مند ہو جس کا اس کے متعلق مجھے علم ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مردوں کی طرف اتر گیا ہوں میں نے انہیں بیٹھے دیکھا اور انہیں سلام کہا ان میں سے کسی نے بھی میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے انہیں اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سلام کا جواب دینا نیکی ہے جب کہ ہم نیکیوں میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ آپ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا کہ اے میرے اللہ! ان لوگوں کو میری خاطر رد نہ فرما۔ آپ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو کہ اپنے نفس کو پہچاننے والا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیکن یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فرمایا کہ جو شخص صاحب کرامت کی تکذیب کرے ... سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ بزرگی کو لازم کر کیونکہ تو اپنے بھائیوں کی نظر میں اس وقت تک معزز رہے گا جب تک تو ان کا محتاج نہ ہو۔ کئی قومیں قیامت کے دن تمنا کریں گی کہ ان کی قلمیں آگ کی ہوتیں تو

جو کچھ انہوں نے لکھا وہ نہ لکھ سکتیں۔

فرمایا کہ ہمارے زمانے میں قاری نہیں رہے وہ تو صرف دنیا کے رئیس ہیں۔ جو شخص میرے پاس لوگوں کی غیبت کرے وہ میرا ساتھی نہیں اور فرمایا کہ اگر صدیقین کے دلوں میں غفلت نہ ہوتی تو ان کے دلوں پر وارد ہونے والی عظیم تجلیات کی وجہ سے وہ مر جاتے۔ آپ خز کے سلے ہوئے کپڑے اور لمبی ٹوپی پہنتے گھوڑوں پر سواری کرتے اس کے باوجود آپ یہ دعا کرتے اے میرے اللہ! میرے ساتھ جو مانگنے والے ہیں انہیں میری وجہ سے رد نہ فرما آپ ۲۰۷ھ میں طاعون کی وباء کے بعد فوت ہوئے جب کہ حجاج عراق کا حاکم مقرر ہوا۔

حضرت علاء بن الشخیر رضی اللہ عنہ برادر مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

آپ نے فرمایا کہ شکر کے ساتھ عافیت' صبر کے ساتھ مصیبت سے بہتر ہے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عافیت کے ساتھ تعریف فرمائی۔ چنانچہ فرمایا نعم العبدا نہ اوّاب یعنی وہ بڑی خوبیوں والا بندہ' بہت رجوع کرنے والا ہے اور تکلیف و مصیبت کے باوجود جس میں آپ مبتلا تھے حضرت ایوب علیہ السلام کی شان میں فرمایا نعم العبد انه اواب. تو دونوں صفتیں ایک سی ہیں جب کہ ایک عافیت میں ہیں اور دوسرے تکلیف میں۔ تو ہمیں پتہ چلا کہ شکر' صبر کے قائم مقام ہے تو جب دونوں برابر ہیں تو شکر کے ساتھ عافیت صبر کے ساتھ مصیبت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت صفوان بن محرز المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ مجھے جو نیکیاں معلوم ہیں وہ میرے کسی کام کی نہیں جب تک کہ عمل نہ کروں۔ اے کاش کہ مجھے کوئی چیز اچھی نہ لگتی۔ جب ایک کے بعد دوسرے دن مجھے ایک روٹی اور پانی کا پیالہ مل جائے تو دنیا کو استعفاء ہے۔

آپ کا ایک تہ خانہ تھا جس میں آپ زاری فرماتے۔ آپ کے مکان کی چھت کی کڑی ٹوٹ گئی آپ سے عرض کی گئی کہ آپ اسے درست کیوں نہیں کرا لیتے؟ تو فرمایا میں تو کل فوت ہو جاؤں گا اگر گھر کا مالک مجھے اس میں رہنے کی مہلت دے تو اسے درست کراؤں اور آپ نماز ادا کرنے کے سوا گھر سے نہیں نکلتے تھے پھر فوراً گھر لوٹ آتے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جس کے شر سے لوگ ڈرتے ہوں اسے قیامت کے دن لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر ظالموں اور شیطانوں کے ساتھ آگ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا آپ ناپسند فرماتے کہ کوئی شخص اُون والا نصرانی عبادت گذاروں کا سا لباس پہنے اور فرماتے کہ مسلمانوں کی آرائش ان کا اپنا لباس ہے۔ تنہائی پسند فرماتے تھے اور جب آپ کے پاس چار سے زیادہ آدمی آ بیٹھتے تو آپ لغویات کے خوف سے انہیں چھوڑ کر چلے جاتے۔ فرمایا کہ پچاس سال سے میں نے دائیں ہاتھ سے مقام ستر کو نہیں چھوا۔

فرمایا کہ جو شخص اپنی نماز میں عاجزی نہیں کرتا پھر کب کرے گا؟ نیز فرمایا بہت بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ ایک شخص

قرآن پاک کا علم حاصل کرے اور پھر سویا رہے اور اس کے ساتھ تہجد نہ پڑے۔ آپ ۹۰ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ

آپ نے فرمایا کہ میرے اعمال میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ یقینی عمل میرا کسی نیک شخص سے محبت کرنا ہے۔ آپ نے میدان عرفات میں وقوف فرمایا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میں ان لوگوں میں نہ ہوتا تو مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو بخش دیتا۔

ملفوظات

آپ فرماتے کہ کوئی شخص اس وقت تک متقی نہیں ہوتا جب تک کہ طمع اور غضب میں سست نہ ہو۔ جب بھی میرے کپڑے اور گھر کا سامان زیادہ ہوگا مجھ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی زیادہ ہوگی۔ (نیکی کی راہ میں) خرچ کرنے سے روک کر جب بھی میرا مال زیادہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے دربار سے پھٹکار زیادہ ہوگی۔

جب تو اپنے بھائیوں کی طرف سے جفا دیکھے تو یہ تیرے کسی گناہ کا نتیجہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر اور جب ان کی طرف سے زیادہ محبت دیکھے تو یہ تیری کسی نیکی کی برکت ہے پس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر۔

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ لوگوں کے عیوب اس کے سپرد ہیں۔ ان سے باخبر ہے تو جان لو کہ معرض خطر میں ہے۔ آپ ۱۰۸ھ میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت صلۃ بن اشیم العدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ جب کھیل کود میں مصروف لوگوں کے پاس سے گذرتے تو فرماتے مجھے اس قوم کے متعلق بتاؤ جن کا ارادہ سفر کا ہے لیکن انہوں نے راستہ طے کرنے کی بجائے دن کھیل کود میں مصروف کاٹ لیا اور رات سو کر بسر کر لی وہ اپنی منزل پر کب پہنچیں گے؟

آپ کا ایک بھائی کہیں دور دراز علاقے میں فوت ہو گیا ایک شخص نے آ کر خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی خبر دے دی ہے چنانچہ اس نے فرمایا ہے انک میت وانھم میتون "بیشک تجھے بھی دنیا سے جانا ہے اور انہیں بھی۔" آپ رات کو نماز میں مصروف رہتے حتیٰ کہ تھک کر بستر پر لیٹ جاتے۔ء

حضرت علاء بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے سب لوگوں کی ہم نشینی چھوڑ رکھی تھی مگر صرف نماز باجماعت اور کسی فعل خیر کے لئے حاضر ہوتے آپ نیکی کا بہت غم کرتے تھے۔ آپ پر اس قدر گریہ زاری غالب رہی کہ بینائی پر پردہ آ گیا اکثر ایک ایک ہفتہ مسلسل روتے رہتے کچھ کھاتے نہ پیتے حجاج کے دور اقتدار میں آپ کا وصال ہوا۔

آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ ان کے آگے کیا ہے تو اس دنیا میں ایک گھڑی چین نہ پاتے نہ کھیتی باڑی کرتے' نہ مکان بناتے' نہ کھاتے پیتے' اور نہ ہی سوتے۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آج رات آپ کو جنت میں

دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ تجھ پر افسوس کیا شیطان نے میرے اور تیرے سوا کوئی ایسا نہ پایا جس کا مذاق اڑائے۔

آپ نے فرمایا کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں وہ لوگ بہت تھوڑے ہیں جن کے دین کا دسواں حصہ چلا گیا ہو جب کہ تم پر ایسا دور بھی آئے گا کہ تم میں وہ لوگ بہت تھوڑے ہوں گے جن کے دین کا دسواں حصہ بچ گیا ہو۔

حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ ہر وہ دوستی جس میں ملاقات زیادہ ہو معیوب ہے۔ میں نے ایسے علماء کی زیارت کی کہ حکام اور بادشاہ ان کے دروازوں پر غلاموں کی طرح کھڑے رہتے یہاں تک کہ آج کا دن آیا کہ ہم فقہاء اور علماء کو حکام اور مال داروں کے ہاں آتا ہوا دیکھتے ہیں۔ جب انہوں نے علماء سے بے ہمتی دیکھی تو انہیں حقیر ذلیل سمجھنے لگے اور انہوں نے کہا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے اگر یہ اس سے اچھا نہ ہوتا جو کہ ان علماء کے پاس ہے تو یہ لوگ ہمارے ساتھ خوشامد کا یہ سلوک نہ کرتے۔

آپ نے فرمایا کہ جب تو ایسا زمانہ پائے کہ عمل کی بجائے صرف قول کو ہی پسند کیا جائے تو تو بہت برے لوگوں اور برے زمانے میں ہے

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگ آپ کے پاس جب کسی کی برائی بیان کرتے تو آپ اسے اچھے لفظوں سے یاد کرتے۔ آپ عجز و وقار والے تھے۔ جب کہیں جاتے تو کسی کو اپنے ساتھ چلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور فرماتے کہ اگر تجھے کوئی کام نہیں تو لوٹ جاؤ۔ جب اپنی والدہ محترمہ سے گفتگو کرتے تو تعظیماً پوری زبان کے ساتھ بات نہ کرتے۔

جب آپ کو قرضے کی وجہ سے قید کیا گیا تو قید خانے کے منتظم نے کہا کہ رات کو آپ اپنے گھر چلے جایا کریں اور علی الصبح آ جایا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیری امانت کی خیانت میں تیرا معاون نہیں بنوں گا اور فرماتے تھے کہ مجھے قید کرنے کا سبب یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کو مقروض ہونے پر عار دلائی تھی تو مجھے اس کی سزا دی گئی آپ نے فرمایا کہ تیرا اپنے بھائی پر یہ صریح ظلم ہے کہ تو غصے کے وقت اس کے شر کا تذکرہ کرے مگر اس کی خیر کو چھپائے۔ فرماتے کہ اگر گناہوں کی بو ہوتی تو میرے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص میرے قریب نہ آ سکتا۔ جب کوئی شخص آپ سے خواب کی تعبیر پوچھتا تو پوچھنے والے سے فرماتے کہ بیداری میں اللہ تعالیٰ سے ڈر تو جو کچھ تو خواب میں دیکھے گا تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا۔

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میرے لئے وہ بات حلال کر دیں جو میں نے آپ کی غیبت میں کہی۔ فرمایا کہ ایمان والوں کی عزت سے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اسے حلال قرار دینا مجھے انتہائی ناپسند ہے لیکن دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔

لوگ جب آپ کے کسی فتویٰ کے حوالے سے آپ کی تعریف کرتے اور کہتے کہ صحابہ کرام اس سے زیادہ نیکی کیا کرتے ہوں گے؟ تو آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر ہم ان کے ذوق فقہ کا ارادہ کریں تو ہماری عقلوں کی وہاں تک رسائی بھی نہیں۔ آپ نے کچھ اوپر اسی برس کی عمر میں ۱۱۰ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت ثابت ابن اسد البنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب جہنم کا ذکر آتا ہے تو آپ کے اعضاء اپنے جوڑوں سے نکل جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ ذکر کرنے والے ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں جب کہ ان پر پہاڑوں کی مثل گناہ ہوتے ہیں اور جب فارغ ہو کر اٹھتے ہیں تو ان پر ایک گناہ بھی نہیں ہوتا۔

نماز کی اہمیت

آپ پچاس سال رات کا قیام فرماتے رہے۔ جب صبح کا وقت ہوتا تو دعا کرتے کہ اے میرے اللہ! اگر تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو قبر میں نماز عطا فرمائی ہے تو یہ شرف مجھے بھی عطا فرما۔ جب آپ کا وصال ہوا اور آپ کی قبر کی اینٹیں درست کی جا رہی تھیں کہ ایک اینٹ گر گئی دیکھا تو آپ اپنی قبر میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ فرماتے کہ نماز زمین میں اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے۔ اگر علم الٰہی میں نماز سے افضل کوئی چیز ہوتی تو یوں نہ فرماتا کہ ''اسے فرشتوں نے ندا دی جب کہ وہ محراب میں نماز پڑھ رہا تھا''

آپ فرماتے تھے کہ میں نے بیس سال نماز کی مشقت اٹھائی۔ اور بیس سال اس سے ناز و نعمت حاصل کی۔ جب آپ کا وصال ہوا تو لوگ آپ کی قبر سے قرآن پاک کی تلاوت سنتے تھے (حیات اولیاء کی دلیل کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے کمالات بعد از وصال بھی ان کے ساتھ موجود رہتے ہیں جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر میں سورۃ ملک کی تلاوت فرماتے سنے گئے۔ نیز پتہ چلا کہ قبر میں جانے کے بعد بھی اہل اللہ کے حواس بعینہ سلامت رہتے ہیں اور وہ ان سے کام لیتے ہیں دیکھ یہاں ان کی یادداشت کا رابطہ قرآن کریم کے ساتھ قائم ہے۔ مر کر مٹی میں مل جانے کا تصور نجدیوں کا خود ساختہ ہے جس کا حقیقت سے دور کا تعلق بھی نہیں۔

حضرت یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ اس امت میں خالص ریاء اور خالص تکبر نہیں ہے۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ سجدہ کے ہوتے تکبر اور توحید کے ہوتے ریاء نہیں۔

حضرت فرقد السنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کوفی ہیں۔ بصرہ کے حاکم رہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک نداء دینے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ اے یہودیوں جیسے لوگو! اللہ عزوجل سے حیاء کرو جب اس نے تمہیں عطا فرمایا تم نے اس کا شکر ادا نہ کیا۔ اور جب تمہیں مبتلا کیا تو تم نے صبر نہ کیا۔

فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ٹیلے کے پاس سے گذرا جب کہ بنی اسرائیل میں قحط کا دور دورہ تھا۔ تو اس نے تمنا کی کہ کہیں یہ ریت آٹا ہوتا تو بنی اسرائیل کی بھوک دور ہو جاتی اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس عابد سے کہو کہ تیرے لئے اس قدر اجر واجب ہو گیا جس قدر کہ یہ ریت آٹا ہوتا اور تو اس کی خیرات کرتا۔

حضرت محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اون پہنتے۔ ایک دن قتیبہ بن مسلم کے پاس گئے تو آپ سے قتیبہ نے کہا کہ آپ نے اون کس لئے پہنی؟ آپ خاموش رہے۔ اس نے کہا کہ میں آپ سے بات کرتا ہوں آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ اپنے آپ کو زاہد کہوں تو اپنے نفس کو پاک کہوں۔ یا فقیر کہوں تو اپنے پروردگار کا شکوہ کروں۔

آپ نے فرمایا کہ جس نے دنیا سے بے رغبتی کی وہ دنیا و آخرت کا مالک ہے جو دلی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دل اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے ہم نے ایسے لوگ بھی پائے کہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ بیس سال تک ایک ہی تکیہ پر سر رکھ کر لیٹتے اور روتے یہاں تک ان کے آنسوؤں سے تکیہ تر ہو جاتا لیکن ان کی عورت کو اس کا پتہ تک نہ چلا (معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت محمد بن واسع کی اپنی کیفیت ہے جسے دوسروں کے حوالے سے بیان فرما رہے ہیں کہ پردہ رہے اور یہ اللہ والوں کی عادت کریمہ ہے کہ بات اپنی کرتے ہیں مگر حوالہ اپنا نہیں بلکہ دوسروں کا دیتے ہیں۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

حضرت سلیمان التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی۔ آپ ننگے پاؤں چلتے۔ عام لوگوں پر اور ان کے علاوہ خواص پر آپ کا رعب تھا۔ حاکموں کے پاس جاتے اور انہیں نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو یحییٰ مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ اگر بدعت ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ جب مر جاؤں تو مجھے طوق پہنایا جائے اور اسی طرح میرے پروردگار کے حضور پیش کیا جائے جس طرح کہ بھاگے ہوئے غلام کو اس کے مالک کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔

دنیا کی محبت کی علامت یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ پرخوری کرے اور کم فہم ہو۔ اس کی ہمت پیٹ اور شہوت تک ہو۔ سوچتا ہے کہ کب صبح ہو تو کھیل کود میں لگ جاؤں اور کھاؤں پیوں' شام کب ہوگی کہ سو جاؤں۔ رات کے وقت مردار لاش اور دن کو فضولیات کا عادی ہو۔

آپ سے اون پہننے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں تو اس قابل نہیں کیونکہ اس کے لئے دل کی صفائی چاہئے۔ فرمایا کہ دنیا کی راحت سے صرف تین چیزیں باقی ہیں احباب کی زیارت۔ قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ پڑھ کر تہجد ادا کرنا اور خالی گھر جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔

جب آپ سے کوئی سائل سوال کرتا تھا جب کہ بادل گذر رہا ہوتا تو فرماتے ذرا صبر کر' تاکہ یہ بادل گذر جائے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس میں پتھر ہوں جن سے ہم پر پتھراؤ کیا جائے (یہ خوف خدا رکھنے والوں کا اعلیٰ مقام ہے "قال اللہ سبحانہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" "جس قدر خوف خدا ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے حضور قرب حاصل ہو" (محمد محفوظ الحق غفرلہ دلوالدیہ)

ملفوظات

آپ فرماتے کہ کسی کا کوئی ایسا ساتھی نہیں رہا جو کہ آخرت کے عمل میں اس کی موافقت کرے۔ آج تو لوگ آدمی کے دل میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ مجھے پسند نہیں کہ میرے بھائیوں سے کوئی شخص میرے گھر آئے۔ صرف اس خطرے سے کہ کہیں میں اس کے حقوق کا پورا احترام نہ کرسکوں۔

آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "وکان فی المدینة تسعة رھط یفسدون ولا یصلحون" یعنی اس شہر میں نو شخص تھے جو فتنہ فساد برپا کرتے تھے اور اصلاح کی کوشش نہیں کرتے تھے ان کے متعلق فرماتے کہ آج ہر شہر میں کتنے ہیں جو کہ فساد پیدا کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ یعنی وہاں تو نو کے سوا سب کے سب اصلاح کرتے تھے فساد نہیں کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بارش کو دیر ہوگئی جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ پتھراؤ کو دیر ہوگئی۔ آپ نے اپنے ساتھ ایک کتا پال رکھا تھا (شرعی جواز کے حوالے کے ساتھ ہوگا کیونکہ ویسے تو کتا رکھنا درست نہیں) آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ برے ساتھی سے بہتر ہے۔

ہم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کی اور ان سے اعلیٰ وادنیٰ کوئی بھی لباس کے معاملے میں ایک دوسرے پر عیب نہیں لگاتا تھا۔ اچھا لباس پہننے والا ادنی لباس والے کو اور ادنیٰ لباس والا اچھا لباس پہننے والے کو عیب نہیں لگاتا تھا۔

تیرے بعض بھائی تجھ سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں حالانکہ وہ دور رہتے ہیں اور ان کی مصروفیات انہیں تیری ملاقات سے دور رکھتی ہیں۔ ہم سب نے دنیا کی محبت میں ایک دوسرے سے صلح کررکھی ہے کوئی نیک اور کوئی عالم اس بارے میں ایک دوسرے پر عیب نہیں لگاتا۔

پورا سال آپ کا سالن یہ ہوتا کہ آپ کے لئے دو پیسوں کا نمک خرید لیا جاتا۔ گوشت صرف قربانی کے موقعہ پر کھاتے کیونکہ اس بارے میں حکم وارد ہوا ہے۔ اپنے گھر والوں کو فرماتے کہ جو شخص یہ قلت اختیار کرنے میں میری موافقت کرے تو وہ میرے ساتھ رہے ورنہ جدائی۔

کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر روزی کماتے تھے بعض اوقات مصاحف کی کتابت کرتے آپ کے گھر میں مصحف، لوٹا اور چٹائی کے سوا کچھ نہ ہوتا اور فرماتے بوجھ اٹھانے والے ہلاک ہوگئے اور دعا میں عرض کرتے اے میرے اللہ! مالک بن دینار کے گھر میں دنیا کی کوئی چیز داخل نہ فرما۔

فرمایا کہ اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ مالک مجنون ہوگیا ہے تو میں بالوں کا کھردرا لباس پہنتا۔ اور لوگوں کے درمیان اپنے سر پر خاکستر اٹھاتا (نفس کے استکبار کو توڑنے اور تواضع وانکساری کا خوگر بنانے کا بے خطر عمل ہے جسے کبھی صوفیاء کرام اختیار کرتے ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

- جب آدمی علم حاصل کرے کہ اس پر عمل کرے تو اس کا علم زیادہ ہوتا ہے اور جب عمل کی نیت کے بغیر علم حاصل کرے تو نافرمانی تکبر اور لوگوں کو حقیر جاننے کا عمل زیادہ ہوتا ہے۔ حکام میں سے بعض نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو فرمایا میں تمہارے لئے دعا کیسے کروں جب کہ ایک ہزار آدمی تمہارے لئے بددعا کررہے ہیں جب سے مجھے پتہ چلا ہے کہ لوگوں کو برا کہنا

بھی حد سے گذرنا ہے اور ان کی تعریف کرنا بھی حد سے گذرنا ہے تو میں انہیں برا کہنا پسند نہیں کرتا۔ آپ ۱۳۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ میں نے چالیس برس تک اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا یہاں کہ یہ اسلاف کے نشانات پر قائم ہوا اور آپ بچوں کو حج پر لے جاتے اور فرماتے کہ ہم انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان پر نگاہ کرم فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ فقیہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان داخل ہوتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ دیکھے کہ کیسے داخل ہوتا ہے؟ اور فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں کہ یہ عقیدہ رکھوں کہ اس کی رحمت مسلمانوں میں سے کسی شخص تک پہنچنے سے عاجز رہتی ہے اگرچہ اس نے کیا جو کچھ بھی کیا (یہ گناہوں پر جرأت دلانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت بیان کرنا ہے دونوں نظریات میں بہت فرق ہے جیسا کہ ظاہر ہے) آپ نے ۱۳۰ھ میں مدینہ عالیہ میں وفات پائی۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رات کو نماز پڑھتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتے۔ آپ سردیوں میں چھت کے اوپر تہجد ادا فرماتے تاکہ نیند نہ آئے۔ سلیمان بن عبدالملک مسجد میں داخل ہوا اس نے صفوان کو دیکھا آپ کی وجاہت سے متاثر ہوا اور آپ کی خدمت میں ایک ہزار دینار بھیجے۔ پس آپ نے غلام سے فرمایا کہ تو غلط سمجھا۔ میں وہ نہیں ہوں۔ واپس جا اور تحقیق کر کے آ۔ غلام چلا گیا اور صفوان وہاں سے کھسک گئے اور جب تک سلیمان مدینہ عالیہ سے نکلا نہیں واپس نہ لوٹے۔ آپ ۱۳۲ھ میں مدینہ عالیہ میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بارہ اماموں میں سے ایک ہیں اور آپ حضرت جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے صاحبزادے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تو کسی آدمی کی صحبت اختیار کرے اور وہ تیرا موافق ہو۔ پھر وہ تجھ سے غائب ہو جائے اور تو اس سے ملے اور اس پر تیرا دل مطمئن نہ ہو تو اپنی طرف توجہ کر اور دیکھ پس اگر تو کچھ ٹیڑھا ہو گیا ہے تو توبہ کر اور اگر تو درست ہے تو سمجھ لے کہ اس نے صحیح راستہ چھوڑ دیا ہے اور توقف کر اور اس سے قطع تعلق نہ کر یہاں تک کہ تیرے لئے معاملہ ظاہر ہو جائے گا انشاء اللہ۔

کثرت عبادت، مجاہدہ اور راتوں کے قیام کی وجہ سے آپ کو عبد صالح کا لقب دیا جاتا تھا اور آپ کو جب کسی کے متعلق یہ خبر پہنچتی کہ اس نے آپ کو برا بھلا کہا تو آپ اس کے پاس مال بھیجتے۔

حضرت موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی ولادت ۱۲۸ھ میں ہوئی۔ مہدی نے آپ کو عراق بلایا پھر آپ کو مدینہ عالیہ میں لوٹا دیا۔ چنانچہ ہارون الرشید کے زمانے تک وہیں رہے جب رشید مدینہ عالیہ آیا تو آپ کو اپنے ساتھ لے گیا اور بغداد میں قید رکھا یہاں تک کہ زہر دینے کی وجہ سے ۱۸۳ھ میں آپ وہیں واصل بحق ہوئے۔ اور آپ کا مزار شریف وہاں مشہور ہے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اسے تین خصلتوں کے ساتھ نوازتا ہے۔

(۱) دین کی سمجھ۔ (۲) دنیا میں بے رغبتی۔ (۳) اور اپنے عیبوں کی پہچان۔

اور آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو ذکر چھوڑنے کی رخصت دی جاتی تو حضرت زکریا علیہ السلام کو دی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "آیتک ان لاتکلم الناس ثلاثة ایام الا رمزا واذکر ربک کثیرا" یعنی تیری نشانی یہ ہے کہ لوگوں سے تین دن بات نہیں کرسکو گے مگر اشارہ سے اور بہت یاد کرو اپنے پروردگار کو۔ آپ سے کسی شخص نے پوچھا کہ آپ یہ بتائیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرلوں کہ میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس وقت تجھ سے بڑا مجرم کون ہوگا؟ کہ تو اللہ تعالیٰ پر قسم باندھ رہا ہے کہ اس کا امر تجھ میں نافذ نہیں ہوتا۔

آپ ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے۔ لوگوں کو وعظ فرمارہے تھے کہ مسجد گر گئی جس سے آپ اور وہ سب فوت ہو گئے۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ تھوڑی سی دنیا بہت سی آخرت سے مصروف کر دیتی ہے۔ اس دل میں حکمت نہیں اترتی جس میں معصیت کا ارادہ ہو۔ ہم نشینوں کی کثرت سے پرہیز کر کیونکہ تو ان کے حقوق پورے نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تو ایک ساتھی کے حق کو پورا نہیں کرسکتا۔ فرعون کے "ما علمت لکم من اله غیری" کہنے یعنی میرے علم میں میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور "انا ربکم الاعلیٰ" یعنی میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں' کہنے میں چالیس سال کی مدت ہے۔ جب ضمائر یعنی دل صحیح ہوں تو کبائر بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت محمد بن کعب لنگڑے تھے۔ اپنے نفس کو ڈانٹتے اور فرماتے کہ قیامت کے دن ندا ہوگی کہ اے فلاں غلطی والو! کھڑے ہو جاؤ تو تو ان کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا۔ پھر ندا ہوگی کہ فلاں غلطی والو! کھڑے ہو جاؤ تو ان کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا اے لنگڑے! مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تو ہر خطا کار کے ساتھ کھڑا ہوگا آپ ۱۴۰ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت عبیدہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا سچے ایمان کی نشانی رات کی سخت سردی میں پورے اہتمام کے ساتھ وضو کرنا ہے۔ اور اگر کبھی خوبرو اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی کا اتفاق ہو تو اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کرے۔

مسلمان کے لئے دنیا میں لذت کی کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے اس کے کہ کسی تہ خانے میں داخل ہو یہاں تک کہ اسے موت آجائے۔ خوش بخت ہے جو جائز خواہش کی چیزوں کو آنکھ سے دیکھے اور دل میں گناہ کی خواہش پیدا نہ ہو۔ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ لوگوں میں طمع نہ رکھے اور نہ ہی ان کی تعریف کو پسند کرے۔

مہمان کے تجھ پر تین حق ہیں اس کے لئے تکلف نہ کرے۔ اسے حلال ہی کھلائے' اور اس پر نماز کے اوقات کی نگہبانی کرے' دنیا کو قلیل جاننے والے کی نشانی یہ ہے کہ ایسی حد کو پہنچ جائے کہ اسے ملامت کرنے والا نہ پکڑے۔

کوئی شخص اس وقت تک علم حاصل کرنے والا نہیں بنتا جب تک خواہش ترک نہ کرے اور عالم نہیں ہوتا جب تک کہ لوگوں کو وہ علم نہ پڑھائے جس میں ان کی نجات کی امید ہو۔

اللہ تعالیٰ کی قسم تم میں مجاہدہ کرنے والا ماضی میں لہو ولعب کرنے والے کی طرح ہے۔

حضرت مجاہد بن حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کسی شخص کو کوئی مکروہ کام کرتے دیکھتا ہوں تو اسے روکنے کے باوجود ذہنی طور پر منع کرنے سے شرماتا ہوں (کہ عجب کی کیفیت پیدا نہ ہو جائے) ہر وہ کام جو سزا واجب کرنے والا ہو کبیرہ گناہ ہے۔

آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کثیر کرنے والا نہیں ہوتا جب تک کہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اس کا ذکر نہ کرے۔ جس چیونٹی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ کلام کی بڑے بھیڑیے کی طرح تھی۔ ہر شخص کے قول سے دلیل لی جائے گی (اگر درست ہوا) اور چھوڑا جائے گا (اگر درست نہ ہوا) سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے (کیونکہ آپ کا ہر حکم قطعاً درست اور اس کی تعمیل بہرحال واجب ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) رحمت خداوندی کے ساتھ حسن ظن کی برکت سے ایک بندۂ خدا کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار تیرے متعلق میرا یہ گمان نہ تھا اور تجھے اس کا خوب علم ہے تو اللہ تعالیٰ خوب جاننے کے باوجود فرمائے گا کہ میرے بارے میں تیرا کیا گمان تھا؟ وہ عرض کرے گا کہ تو مجھے بخش دے گا، حکم ہوگا اسے چھوڑ دو۔ سوتے وقت تمہاری آخری بات کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ نیند وفات ہے کیا معلوم اسی میں خاتمہ ہو جائے۔ آپ نے ۲۰۱ھ میں ۳۸ سال کی عمر میں سجدے کی حالت میں وصال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب کوئی شخص آپ سے حدیث بیان کرتا جو آپ کے علم میں ہوتی تو اس طرح پوری توجہ سے کان لگا کر سنتے گویا آپ نے اس سے پہلے یہ حدیث سنی ہی نہیں تاکہ وہ شخص شرم سار نہ ہو۔ رات کے قیام میں نفلوں میں دو دو سو آیات یا اس سے بھی زیادہ کی تلاوت فرماتے۔ جب کوئی آپ کے پاس حاضر ہونے کے لئے اجازت مانگتا تو دروازہ نہ کھولتے یہاں تک کہ اس سے پوچھ لیتے کہ تو میری طرف کس نیت سے آیا ہے جب وہ کہتا کہ آپ کی زیارت کے لئے آیا ہوں تو فرماتے کہ میرے جیسوں کی زیارت نہیں کی جاتی پھر فرماتے کہ کیسا مکروہ وقت ہے کہ میرے جیسوں کی زیارت کرنے کو لوگ آتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جو شخص ذکر کی مجلس میں بیٹھے اس کی برکت سے باطل کی دس مجلسوں میں بیٹھنے کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ آپ ابومیسرہ فہری کے غلام تھے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں نشوونما پائی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ علم کے خزانے صرف انہیں کو تقسیم فرماتا ہے جنہیں پسند فرمائے اگر کسی کو علم کے لئے مخصوص فرماتا تو اہل نسب زیادہ مستحق تھے یعنی آزاد لوگ جو کسی کے غلام نہ ہوں حضرت عطاء حبشی غلام تھے۔ یزید بن ابی حبیب بھی حبشی نسل سے تھے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشی نسل کے غلام تھے۔ ابن سیرین انصار کے غلام تھے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ غلاموں میں سے مکحول، طاؤس، نخعی، میمون بن مہران اور ضحاک بن

مزاحم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔ یہ امام زہری نے فرمایا۔

حضرت عطاء اکابر کو علم پڑھایا کرتے تھے آپ کی خدمت میں سلیمان بن عبد الملک حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اسے مناسک حج کی تعلیم دی۔ پھر وہ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ علم حاصل کرو کیونکہ میں اس کالے غلام کے سامنے اپنی خواری بھول نہیں سکتا۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے ستر حج کیے۔ ایک سو سال زندگی پائی ۱۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ

حضرت عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "للذین یعلمون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب" یعنی توبہ ان کی ہے جو بے سمجھی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں" کے بارے میں فرمایا کہ دنیا ساری کی ساری قریب ہی ہے اور سب کی سب جہالت ہے۔

تلاوت سورۂ یٰسین کی برکت

آپ نے فرمایا کہ جس نے دن میں سورت یٰسین کی تلاوت کی وہ اس دن شام تک روحانی مسرت میں رہے گا اور فرمایا کہ سورج زمین کی وسعت کے مقابلے میں تین گنا جب کہ چاند زمین سے ایک گنا بڑا ہے آپ نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی میں آرام فرماتے۔ ایک تہائی میں حدیث پاک پڑھاتے اور ایک تہائی میں نماز پڑھتے۔ واللہ اعلم۔

حضرت طاؤس بن کیسان الیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے کاش! تو اپنے نفس کو علم پڑھاتا کیونکہ لوگوں سے امانت چلی گئی اور علم سے عمل غائب۔ افضل عبادت وہ ہے جو چھپ کر کی جائے۔ اگر مومن کا خوف اور امید تولے جائیں تو برابر ہوں۔

آپ ۱۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ چالیس حج کیے۔ جب آگ دیکھتے تو قریب ہوتا کہ عقل ختم ہو جائے۔ آپ نے ایک دفعہ تنور سے دھواں اٹھتا دیکھا تو غشی طاری ہو گی آپ اپنے جانور کو اس کنوئیں سے پانی نہیں پلاتے تھے جسے بادشاہ نے کھدوایا ہو۔ آپ نے ۴۰ سال عشاء کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ حکام کے سامنے بلا جھجک کلمہ حق کہتے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں آپ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبد اللہ وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ تورات میں نیک آدمی کی علامت یہ لکھی ہے کہ قریب سے قریب رشتے دار بھی اس سے جھگڑے۔ نیز فرمایا کہ لوگ پتے تھے کانٹوں کے بغیر لیکن آج تم پتوں کے بغیر کانٹے ہو۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ انہیں چھوڑ کر بھاگے تو اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں آپ شعر بولنے سے پرہیز کرتے تھے (یعنی ایسے شعر جن میں ذکر' نعت' یا نصیحت وغیرہ کا عنصر نہ ہو کیونکہ ایسے اشعار کہنا تو اہل اللہ کا معمول رہا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) اور فرماتے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ قیامت کے دن میرے نامہ اعمال میں

شعر ہو اور دین کے بارے میں قیاس پسند نہیں کرتے تھے (اس کی وضاحت حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں ملاحظہ فرمائیں) اور فرماتے کہ مجھے عالم دین پر اس کے ثابت قدم ہونے کے بعد پھسلنے کا خطرہ ہے۔

ملفوظات

جب صاحب عزت علم حاصل کرے تو عاجزی اختیار کرتا ہے اور جب کمینہ علم حاصل کرے تو تکبر کرتا ہے۔

جو شخص اپنے دشمن کے لئے مال کی سخاوت نہ کرے تو اس سے لڑائی کے سوا اسے کوئی راستہ نہیں ملتا۔

جو بھی محتاج ہوا اس کا دین کمزور ہو جاتا ہے اور عمل ضعیف اس کی مروّت جاتی رہتی ہے اور لوگ اسے ہلکا سمجھنے لگتے ہیں۔ مرد مومن کا ہاتھ جانور کے رسے کی طرح ہے۔ (یعنی کار خیر میں یہ ہر شخص کی مدد کرتا ہے اور اس کے ساتھ جاتا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

علم میں بھی مال کی طرح سرکشی ہے۔

فقراء کے ہاں اپنے لئے حمایت حاصل کرو کیونکہ قیامت کے دن ان کی حاکمیت ہوگی۔ آدمی احمق پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اس میں حماقت نہ ہوتی تو زندگی اسے خوشگوار نہ لگتی۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میرا فلاں پر گزر ہوا وہ آپ کو کوس رہا تھا۔ پس آپ غضبناک ہو گئے اور چلے گئے اور فرمایا کہ شیطان کو تیرے سوا کوئی ایلچی نہ ملا؟ پھر وہ کوسنے والا آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا۔

فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نوے سے زائد کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں یہ لکھا پایا کہ جس شخص نے چاہت کا کچھ حصہ بھی اپنے نفس کے سپرد کیا کافر ہو گیا۔

کتب سماویہ کی چند تنبیہات

اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے نازل شدہ بعض کتابوں میں فرمایا کہ اے ابن آدم! تجھ پر میری کتنی نعمتیں ہیں جن کا تو نے حق ادا نہیں کیا۔ میں تجھے یاد کرتا ہوں جب کہ تو مجھے بھلا دیتا ہے۔ میں تجھے بلاتا ہوں جب کہ تو مجھ سے دور بھاگتا ہے۔ میری طرف سے تجھ پر ہر خیر نازل ہو رہی ہے جب کہ تیری طرف سے میری بارگاہ میں شر پہنچ رہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے علماء اپنا علم دنیا والوں کے لئے خرچ کرنے لگے ہیں تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں پس وہ ان کی نظروں میں ذلیل ہو گئے اور انہوں نے ان کے علم سے منہ پھیر لیا۔ "**لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم**"

جس کا پیٹ وادیوں میں سے ایک وادی ہو وہ دنیا میں زہد کے لائق کیونکر ہو سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کے حضور عرض کی کہ اے میرے رب! مجھ سے لوگوں کی گفتگو روک دے تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اگر میں کسی کے لئے ایسا کرتا تو اپنے لئے کرتا۔

اثرات اعمال

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ لوگوں میں سے پل صراط پر سے سب سے زیادہ تیز گزرنے والے

وہ لوگ ہیں جو میرے حکم پر راضی ہوتے ہیں اور ان کی زبانیں میرے ذکر سے تر رہتی ہیں۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے بعد سب سے بڑا گناہ لوگوں کا مذاق اڑانا ہے۔

جب آدمی روزہ رکھتا ہے تو اس کی نظر متاثر ہوتی ہے اور جب میٹھی چیز سے افطار کرتا ہے تو نظر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتی ہے۔

جو عبادت کرتا ہے اس کی قوت زیادہ ہو جاتی ہے اور جو سستی کرتا ہے اسے کمزوری زیادہ ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ میں تمہیں حق کی بات کہتا ہوں کہ جو کی روٹی کھانا' صاف پانی پینا اور جانوروں کی جگہ آرام کرنا اس کے لئے بہت کچھ ہے جسے مرنا ہے۔

فرمایا کہ ایمان ننگا ہے اس کا لباس پرہیز گاری ہے اور اس کی زیبائش حیا ہے۔

آپ نے بیس سال نماز فجر عشاء کے وضو کے ساتھ ادا کی۔ آپ ۱۱۴ھ میں مقام صنعاء میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ آدمی کا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو پسند نہ کرنا اس کے لئے گناہوں کی طرف مائل ہوتے ہوئے نیکیوں کی کثرت سے کہیں بہتر ہے۔ ایک دفعہ آپ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی زیارت کو گئے۔ دروازے پر دستک دی تو ایک چھ سال بچی باہر آئی اور پوچھنے لگی آپ کون ہیں؟ کہا میمون بن مہران۔ اس نے کہا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا کاتب؟ فرمایا ہاں۔ تو اس نے آپ سے کہا کہ اے بدبخت اس خبیث زمانے تک تیرے باقی رہنے کا کیا مقصد؟ آپ رونے لگے اور ذبح کئے ہوئے پرندے کی طرح تڑپنے لگے۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ آپ کی گریہ زاری سن کر باہر آئے اور کہنے لگے۔ اے بھائی تجھے کوئی کھٹکا نہیں۔

آپ سے کہا گیا کہ یہاں بعض ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اپنے گھروں میں بیٹھ کر دروازے بند کر لیں گے حتیٰ کہ ہماری روزی اسی طرح پہنچے گی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بے وقوف لوگ ہیں۔ اگر ان کا یقین حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یقین کی مثل ہے تو ایسا کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ اولو العزم رسول حضرت نوح' ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ اور حضرت محمد ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ملفوظات

اے قرآن والو! قرآن کو پونجی نہ بناؤ جس سے تم دنیا میں نفع تلاش کرو۔ دنیا کو دنیا کے ساتھ اور آخرت کو آخرت کے ساتھ طلب کرو۔ آپ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے فرمایا کہ جو بات مجھے اچھی نہ لگے وہ میرے منہ پر کہو کیونکہ کوئی شخص اپنے بھائی کی خیرخواہی نہیں کر سکتا جب تک کہ ناپسند بات اس کے منہ پر نہ کہے۔ پرانے بزرگ جب کسی کو سواری پر دیکھتے جب کہ دوسرا اس کے پیچھے چل رہا ہوتا تو کہتے اللہ تجھے ہلاک کرے تو ظالم ہے۔

جب دو بھائیوں کے درمیان دوستی پختہ ہو جائے تو ایک دوسرے کی ملاقات دیر سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ایک دفعہ لونڈی سے

آپ کے سر پر گرم شوربا گر گیا جس سے سر جل گیا وہ گھبرا گئی تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں آزاد ہے۔

حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ میں ان قدموں کے ساتھ کعبہ کے گرد طواف کرنے سے شرماتا ہوں جب کہ یہ قدم ناجائز مقام کی طرف اٹھے ہیں تو کعبہ اور حطیم کے اندر کیونکر داخل ہوسکتا ہوں۔

آپ نے ایک شخص کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ فلاں شخص متقی ہے تو فرمایا تجھ پر افسوس۔ کیا تو نے کبھی متقی دیکھا؟ متقی کی علامت یہ ہے کہ آگ کا نام سن کر اس کی روح نکل جائے۔ جب آپ رات کے وقت نماز پڑھتے تو پڑوسی نماز میں پڑھی جانے والی تسبیحیں کانوں سے سنتے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتے تو ذبح شدہ پرندے کی طرح تڑپتے۔

ملفوظات

میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ اس کے سوا کسی اور سے ڈرو۔

ایسے گھر والے جو آج اپنے دسترخوان پر حلال کی روٹی رکھیں بہت کم ہیں۔

جب تک انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے تو وہ نماز میں ہے اگرچہ بازار میں ہو اور اس کے ساتھ اگر اس کے ہونٹ بھی ہلتے ہوں تو بڑی نعمت ہے۔ تم میں اور اس قوم میں کتنا فرق ہے جن کی طرف دنیا متوجہ ہوئی تو وہ اس سے بھاگ گئے جب کہ تم سے دنیا نے منہ موڑا تو تم اس کے پیچھے پھرتے ہو۔ تم میں سے کوئی شخص ظاہر میں اللہ تعالیٰ کا دوست اور باطن میں اس کا دشمن نہ ہو۔

حضرت ابراہیم التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ۹۲ھ میں حجاج کی قید میں واصل بحق ہوئے اور آپ کو قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حجاج نے حضرت ابراہیم نخعی کو طلب کیا۔ تو طلب کرنے والا آیا اور اس نے کہا کہ میں ابراہیم سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابراہیم میں ہوں۔ اس نے آپ کو پکڑ لیا جبکہ اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ تو ابراہیم تیمی ہیں۔ حجاج نے آپ کو گہرے گڑھے میں قید کرنے کا حکم دے دیا۔ جس میں سورج سے بچنے کو کوئی سایہ اور سردی سے بچاؤ کی کوئی پناہ گاہ نہ تھی۔ ہر پیر کو آپ کو زنجیروں میں جکڑا جاتا پس حضرت ابراہیم کی صحت بغایت متاثر ہوئی حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔ حجاج نے خواب میں کسی کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ آج رات تیری قید میں ایک جنتی شخص فوت ہو گیا ہے۔ اس نے کہا دیکھو کون فوت ہوا ہے۔ دیکھا تو وہ ابراہیم تیمی تھے۔ کہنے لگا کہ شیطان کے وسوسوں والا برا خواب ہے۔ حکم دیا اور آپ کو خس و خاشاک کے ڈھیر پر باہر پھینک دیا گیا۔ (یہ اللہ والوں کی وہ آزمائش ہے جس کا تفصیلی ذکر شیخ عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ میں فرمایا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

ملفوظات

علم سے یہی کافی ہے ہے کہ خوف خدا حاصل ہو جائے اور جہالت سے یہی کافی کہ انسان اپنے عمل سے خوش ہو۔

ہمیں خواہشات نے بہت برے کرتبوں پر برانگیختہ کر دیا۔

آپ سے کہا گیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ لوگوں کو اپنے کلام سے مستفید فرماتے۔ آپ کو اجر و ثواب ملتا۔ فرمایا کیا کلام کرنے والے کے لئے یہ کافی نہیں کہ وہ کسی کی بیشی کے بغیر نجات پا جائے۔

امام اعمش رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ایک ماہ کچھ کھائے پیئے بغیر گزار لیتے ہیں۔ فرمایا ہاں اور دو ماہ۔ اور میں نے چالیس راتوں سے ایک دانہ انگور کے سوا کچھ نہیں کھایا جو میرے گھر والوں نے مجھے پکڑایا تھا۔ پس میں نے اسے منہ میں ڈالا پھر فوراً باہر پھینک دیا اور آپ نے فرمایا کہ جب تو کسی شخص کو تکبیر اولیٰ میں سستی کرتا ہوا دیکھے تو اس سے ہاتھ دھو لے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابراہیم بن یزید النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ جب مل بیٹھتے تو اس چیز کو برا جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی اچھی کیفیت کو بیان کرے۔

مریض کو جب کوئی پوچھے کہ تو کیسا ہے؟ تو کوئی حرج نہیں کہ کہہ دے ''بہت اچھا'' پھر اپنی تکلیف بیان کر دے۔

کسی بندہ خدا کو ایمان کے بعد تکلیف پر صبر کرنے سے افضل چیز نہیں دی گئی۔

آپ اپنے اعمال کو چھپاتے اور شہرت سے بچتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کبھی ستون سے ٹیک لگا کر بھی نہیں بیٹھتے تے.. آپ نے فرمایا کہ ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے سے خوف کھاتے جبکہ آج جس کا جی چاہتا ہے قرآن کریم کی تفسیر کرنے بیٹھ جاتا ہے۔

مجھے پسند ہے کہ میں نے کبھی علم کی بات نہ کی ہو اور جس زمانے میں، میں فقیہہ بن جاؤں البتہ میرے نزدیک اچھا نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جب تجھے کسی نصرانی کے ساتھ کام ہو تو اسے سلام کہنے میں حرج نہیں۔ (امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) اس سے مراد' اللہ اعلم' یہ ہے کہ نصرانی کو مثلاً یہ کہے کہ تمہارا کیا حال ہے نہ کہ السلام علیک کیونکہ سلام صرف اسی کو کہا جائے گا جو راہ ہدایت کا پیروکار ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ایسی صورت ہو کہ جب دو خرابیاں آمنے سامنے آ جائیں تو ہم ان میں سے ہلکی خرابی کو اختیار کریں یا دو مصلحتیں ہوں اور ان میں سے اعلیٰ کو اختیار کرنا مشکل ہو تو ادنیٰ کو قبول کریں۔

اگر ایک شخص علم کی بات اس لئے کرتا ہے کہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف پھیر لے تو وہ بات اسے جہنم میں لے ڈوبے گی۔ تو اس کا حال کیا ہو گا جو اول سے آخر تک بیٹھا ہی اسی نیت سے ہو؟

جب آپ کہیں جانے کے لئے سواری یا جانور کرائے پر لیتے اور دائیں بائیں کہیں چھڑی گر پڑتی تو اس سے اتر کر اسے اٹھاتے۔ سواری کو ادھر نہ موڑتے اور فرماتے کہ میں نے اسے کرائے پر لیا ہے کہ ادھر جاؤں نہ کہ ادھر جاؤں۔

آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ دینی یا دنیوی معاملہ میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے مگر جسے اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور آپ زعفران یا زرد رنگ کے ساتھ رنگا ہوا کپڑا پہنتے تا کہ جو شخص آپ کو دیکھے اسے پتہ نہ چلے کہ قراء میں

سے ہیں مفتیوں میں سے۔

۹۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت عون بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ ہر شخص کے پاس اس کے عمل کا سردار ہے جبکہ میرے عمل کا سردار اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

تکبر کے لئے تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے کو اپنے سے کم درجے والوں سے افضل جانے۔

تکبر پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی۔ آپ کے ساتھی ایک دن جنگل کی طرف نکل گئے وہاں آپ کو گرمی میں سویا ہوا پایا جبکہ آپ پر بادل سایہ کر رہا تھا۔ جب بیدار ہوئے تو آپ نے ان سے پختہ عہد لیا کہ میرے مرنے سے پہلے کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔

جو شخص لوگوں کو برائی کا ارتکاب کرتا ہوا پائے اور انہیں روکنے کی ہمت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے خلاصی اسی میں ہے کہ ان سے علیحدہ ہو جائے اور یہ ان کی سرزمین سے بھاگ جانے سے زیادہ آسان ہے۔

ذکر کی محفلیں دلوں کو چمکانے اور انہیں شفا بخشنے والی ہیں۔ آپ کبھی خز کا لباس پہنتے اور کبھی اون کا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں خز اس لئے پہنتا ہوں کہ اچھی وضع کا انسان میرے پاس بیٹھنے سے شرم نہ کرے اور اون اس لئے پہنتا ہوں کہ مساکین میرے پاس بیٹھنے سے گھبرائیں نہیں۔

جو اپنے نفس کو منافقت کی تہمت رکھتا ہے اس میں نفاق نہیں ہے۔ جب آپ کا غلام یا لڑکا آپ کی نافرمانی کرتا تو فرماتے کہ تو اپنے مالک کے اس سلوک سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے جو وہ اپنے مالک کے ساتھ کرتا ہے۔

تقویٰ کی تکمیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ علم کی وسعت سے سیر نہ ہو اور بعض لوگوں نے علم کی وسعت طلب کرنا تو صرف اس لئے چھوڑا کہ انہوں نے اپنے علم سے فائدہ کم حاصل کیا۔

فرمایا کہ اگر تو موت اور اس کی چال کو دیکھے تو تو آرزو اور اس کے دھوکے کو برا جانے۔

جس شخص نے اپنے پیٹ کو قابو کر لیا بیشک اس نے تمام اچھے اعمال پر قبضہ جما لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کثرت گریہ کی وجہ سے آپ کی دونوں آنکھوں کی بینائی کمزور ہو گئی تھی۔ آپ رمضان کریم میں مغرب اور عشاء کے درمیان قرآن پاک ختم کر لیتے تھے جبکہ کعبہ شریف کے اندر ہر رکعت میں قرآن پاک ختم فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر وہ گناہ جو سزا واجب کرنے والا ہو کبیرہ ہے۔ فرمایا کہ میں کسی شخص کو گناہ کرتا ہوا دیکھتا ہوں اور اپنے نفس کو حقیر سمجھتے ہوئے اسے روکنے سے شرم کرتا ہوں۔

آپ کے پاس ایک مرغ تھا جس کی اذان پر آپ اٹھتے۔ ایک رات اس نے اذان نہ دی تو آپ سوئے رہے اور وظیفہ نہ پڑھ سکے۔ آپ نے اس کے لئے بددعا کی وہ اسی وقت مر گیا۔ بعد ازاں آپ نے عزم کر لیا کہ کسی چیز کے لئے بددعا نہیں کریں

گے۔ آپ نے فرمایا کہ قبولیت کی نشانی دعا میں ذوق کا پیدا کرنا ہے۔ جب حجاج نے آپ کو گرفتار کیا تو آپ نے سوچا کہ اب میں قتل سے بچ نہیں سکتا۔ آپ کی بیٹی آپ کی خدمت میں آئی دیکھا کہ آپ کے پاؤں میں بیڑیاں ہیں پس وہ رونے لگی۔ جب آپ کو قتل کرنے کے لئے بلایا گیا تو وہ چیخ و پکار کرنے لگی۔ وائے ہلاکت میرے والد محترم کی۔ تو آپ نے فرمایا اے میری بچی ستاون برس کے بعد تیرے باپ کے باقی رہنے کا کیا فائدہ؟

آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ ذکر کرنے والا نہیں اگرچہ تسبیح اور تلاوت قرآن کثرت سے کرے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جس نے چند گناہ کئے پھر سچی توبہ کر لی۔ پھر جب بھی اپنے گناہوں کو یاد کرے اپنے عمل کو حقیر سمجھے۔ جب فجر طلوع ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کوئی بات نہ کرتے یہاں تک کہ نماز فجر ادا کر لیتے۔

جب حجاج نے آپ کا سر قلم کیا تو آپ نے دو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا۔ پھر تیسری دفعہ پڑھا لیکن اسے پورا نہ کیا اور جب انہوں نے آپ کو کل قتل کرنے کا وعدہ کیا تو آپ نے محافظوں سے فرمایا مجھے چھوڑ دو تاکہ موت کی تیاری کر لوں اور کل تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ لیکن انہوں نے بھاگ جانے کے خوف سے اس معاملے میں پس و پیش کیا۔ آخر کار انہیں آپ کی سچائی پر اعتماد ہوا اور آپ کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ حسب وعدہ آپ اگلے دن علی الصبح ان کے پاس پہنچ گئے۔ آپ کو قتل کرنے کے لئے پیش کیا گیا اور چمڑے کا فرش بچھایا گیا۔ جلاد آیا اور اس نے اس فرش پر آپ کو ذبح کر دیا۔

آپ نے دعا فرمائی تھی کہ اے میرے اللہ! میرے بعد حجاج کو کسی پر مسلط نہ فرما۔ چنانچہ آپ کے بعد حجاج پندرہ رات زندہ رہا اور اس کے پیٹ میں پھوڑا پیدا ہو گیا اور وہ زندگی کے باقی دنوں میں یہی پکارتا رہا کہ مجھے اور سعید بن جبیر کو کیا ہے جب بھی میں سونے کا ارادہ کرتا ہوں مجھے پاؤں سے پکڑ لیتا ہے۔ آپ کو ۹۵ھ میں شہید کیا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عامر بن شراحیل الشعبی رضی اللہ عنہ

ایک دن آپ کا گزر ایسے شخص پر ہوا جو آپ کی غیبت کر رہا تھا تو آپ نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہماری وہ عزت جسے حلال سمجھ کر موضوع سخن بنایا خوشگوار ہے جبکہ اندرونی طور پر کوئی بیماری نہیں۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ دین میں قیاس سے پرہیز کرو کیونکہ جس نے قیاس کیا اس نے دین میں زیادتی کی (امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کا حاشیہ دیکھیں)

حمام میں رہنا میرے لئے مکہ میں رہنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس کی وضاحت میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے مکہ معظمہ کے احترام اور وہاں گناہ میں گرفتار ہونے کے خوف کے پیش نظر ایسا فرمایا۔

فاجر عالم دین اور جاہل عبادت گزار سے بچو کیونکہ یہ دونوں ہر پاگل کے لئے فتنہ ہیں۔

جنگ جمل کے واقعہ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے صرف چار حاضر ہوئے حضرت علی، طلحہ، عمار اور زبیر رضی

اللہ عنہم۔ اگر پانچویں کا نام لیں تو میں جھوٹا۔ ایک دفعہ آپ کو اے فقیہہ کہہ کر پکارا گیا۔ آپ نے فرمایا فقیہہ ہوں نہ عالم۔ ہم تو ایسے لوگ ہیں کہ حدیث سنی تو جو کچھ سنا تمہارے سامنے بیان کر دیا۔ فقیہہ تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی اشیاء سے بچے جبکہ عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے دیکھے بغیر ڈرے۔

فرمایا کہ عرصہ دراز تک لوگوں نے دین کے ساتھ زندگی بسر کی یہاں تک کہ دین رخصت ہوا تو پھر مروّت کے ساتھ کافی مدت زندگی بسر کی حتیٰ کہ مروّت چلی گئی۔ پھر عرصے تک حیا کے ساتھ زندہ رہے حتیٰ کہ حیا بھی رخصت ہوا پھر رغبت اور خوف کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے اور اس کے بعد وہ حالات ہوں گے جو کہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔ اے کاش میں نے علم حاصل نہ کیا ہوتا۔ مجھے آرزو ہے کہ دنیا سے کمی بیشی کے بغیر نکل جاؤں نہ مجھ پر کچھ ہو نہ میرے لئے کچھ ہو۔

عالم کون؟

فرمایا کہ ہم جس زمانے کی دستبرد سے روئے پھر اسی کے چلے جانے پر روئے۔ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو کہ عقل مند عبادت گزار ہی کو عالم مانتے تھے۔ جبکہ آج اسی کو عالم ماننے لگے جسے عقل ہے نہ عبادت۔ آپ کوفہ میں ۱۰۴ھ میں ستانوے برس کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ماہان بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اس سے حیا نہیں کرتا کہ اس کا جانور اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہو اور آپ تکبیر تسبیح اور تہلیل میں کبھی سستی نہیں کرتے تھے۔

جب آپ کو حجاج نے اپنے دروازے پر پھانسی پر لٹکایا اس وقت آپ پھانسی پر تسبیح، تہلیل اور تکبیر پڑھ رہے تھے اور ہاتھ کی گرہ لگا رہے تھے یہاں تک کہ ۲۹ تک پہنچے پھر اسی حالت میں آپ کو نیزہ مارا گیا اور ایک ماہ تک پھانسی پر لٹکتے رہے اور آپ سے صوفیاء کے اعمال کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ان کے اعمال قلیل تھے مگر قلب سلیم تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ربیع بن حراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ اپنے نفسوں کو آرام کی عادت نہ ڈالو کل کو مشقت و تکلیف ہو گی۔

اے مخاطب! اگر تجھ سے ہو سکے تو مشہور و معروف نہ ہو کیونکہ دنیا فتنہ و فساد کا شکار ہو چکی ہے یہاں تنہائی کے بغیر چارہ نہیں۔

بھوک دل کو صاف، ہوا حرص کو تباہ کرتی ہے اور علم کا وارث بناتی ہے۔ آپ گرمیوں میں سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے اور آپ نے اپنے آپ پر قسم ڈالی تھی کہ کبھی ہنسوں گا نہیں یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ جنتی ہوں یا دوزخی۔ آپ کو غسل دینے والے نے بتایا کہ آپ تختہ غسل پر مسلسل مسکراتے رہے اور فرمایا کہ میں کرم فرمانے والے پروردگار کے حضور حاضر ہوا ہوں۔

آپ ۱۰۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ بہت مال دار تھے۔ آپ نے سارے کا سارا مال اپنے ساتھیوں پر خرچ کر دیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صحنک میں آٹا گوندھ رہے تھے۔ آنسو جاری تھے اور کہہ رہے تھے کہ میرا مال کم ہوا اور احباب نے بھی بے رخی اختیار کر لی۔ واللہ اعلم۔

حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ شیطان ایک بندۂ مومن پر ربیعہ اور مضر سے زیادہ افراد کے ساتھ دھاوا بول دیتا ہے۔ آپ انتہائی پرہیزگار اور زاہد تھے۔ ایک لونڈی آپ کے گھر آگ لینے کے لئے آئی تو اسے آپ کی بیوی نے کہا ذرا ٹھہرو تاکہ میں تمہاری لوہے کی تیخ پر حضرت طلحہ کے لئے گوشت بھون لوں جس سے وہ افطاری کریں گے۔ آپ نے اسے چکھا تک نہیں بلکہ فرمایا کہ لونڈی کی مالکہ سے اسے روکنے اور اس کے لوہے پر گوشت بھوننے کی اجازت حاصل کرو۔

اور جب لوگ آپ کو معاصرین میں سے کسی پر فوقیت دیتے تو آپ اس کے پاس جاتے۔ اس سے سبق پڑھتے اور اس کے سامنے شاگردوں کی طرح بیٹھتے تاکہ لوگوں کا یہ وہم دور ہو جائے کہ آپ اس شخص سے زیادہ عالم ہیں اور جب آپ کے پاس مسائل کے اختلافات کا ذکر کیا جاتا تو فرماتے کہ اسے اختلاف نہ کہو بلکہ گنجائش اور وسعت کہو۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ ہم نے ایسے لوگوں کی زیارت کی ہے کہ اگر تم انہیں دیکھ لیتے تو تمہارے جگر جل جاتے اور ہم ان کے سامنے اپنے آپ کو چور سمجھتے تھے۔

ملامت کرنا ایک دوسرے سے بغض رکھنے کی کنجی ہے اور ملامت کرنا دل میں کینہ رکھنے سے بہتر ہے۔

اپنے بیوقوفوں کی قدر کرو کیونکہ وہ تمہیں عار اور جہنم دونوں سے کنایت کرتے ہیں۔

جب کوئی شخص تمہارے سامنے معذرت کرے تو اسے خندہ پیشانی سے ملو سوائے اس صورت کے کہ اس سے قطع تعلق کرنا قرب خداوندی کے حصول کے لئے ہو۔

آپ ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید القائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ پرہیزگار، زاہد اور بارعب تھے۔ آپ کو دیکھنے والے کا دل آپ کی ہیبت سے کانپنے لگتا۔ آپ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک تہائی اپنے لئے اور دو تہائی دونوں بھائیوں کے لئے۔ اپنا ایک تہائی قیام کرتے پھر اپنے بھائی کی طرف آتے اور اسے پاؤں سے ٹھوکر مارتے اسے ست پاتے کہ اٹھتا نہیں تو اس سے فرماتے کہ سو یا رہ، تیری طرف سے میں قیام کر لیتا ہوں۔ پس قیام فرماتے۔ پھر دوسرے بھائی کی طرف آتے اور اسے کہتے کہ اٹھ جاؤ۔ اسے ست پاتے تو اسے بھی کہتے کہ سو یا رہ، تیری طرف سے میں قیام کر لیتا ہوں اور یوں ساری رات قیام فرماتے۔

آپ کا وصال ۱۲۲ھ میں ہوا۔

حضرت منصور بن المعتمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم منصور کو نماز میں کھڑا دیکھتے تو کہتے کہ ابھی مر جائیں گے۔ آپ کی ریش سینے کے

ساتھ لگ جاتی تھی۔ آپ رات کو اپنے گھر کی چھت پر قیام فرماتے۔ جب آپ فوت ہوئے تو پڑوسی کی بیٹی نے اپنے باپ سے پوچھا کہ وہ ستون کہاں گیا جو ہمارے پڑوس کی چھت پر تھا؟ یہ اس لئے کہ وہ لڑکی صرف رات کو چھت پر چڑھتی تھی۔ آپ نے ساٹھ برس روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا۔ آپ ساری ساری رات گریہ زاری کرتے حتیٰ کہ گھر والوں کو رحم آتا۔ جب صبح ہوتی تو آنکھوں میں سرمہ لگاتے اور تیل لگاتے اور باہر لوگوں میں تشریف لاتے گویا آپ ساری رات سوئے رہے۔ لوگوں سے اپنے اعمال کو چھپاتے اور روتے روتے آپ کی بینائی متاثر ہوگئی تھی۔

آپ کو ایک ماہ تک قید میں رکھا گیا تا کہ آپ مسند قضاء قبول کریں لیکن آپ رضامند نہ ہوئے۔ لوگوں نے کوفہ کے حاکم سے کہا کہ اگر تو ان کا گوشت نوچ بھی ڈالے تو بھی یہ قاضی بننا قبول نہیں کریں گے۔ اس نے آپ کو رہا کر دیا۔ حضرت منصور کو جو دیکھتا گمان کرتا کہ انہیں ابھی ابھی کوئی صدمہ پیش آیا ہے۔ پژمردہ نگاہیں، مدہم آواز، بھیگی آنکھیں، تو انہیں ذرا سی حرکت دے تو آنکھیں برسنے لگیں۔ آپ ۱۳۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ اگر ہمارا دنیا کی محبت کے سوا اور کوئی گناہ نہ بھی ہوتا تب بھی آگ میں جانے کے مستحق ہوتے۔ علماء سے فرماتے کہ تم لوگ تو صرف لذت لیتے ہو۔ تم میں سے ایک آدمی علم کی بات سنتا ہے اور اسے آگے بیان کر دیتا ہے۔ علم کا مقصد صرف عمل ہے اور اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے تو دنیا سے بھاگتے کیونکہ علم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کہ دنیا کی محبت پر دلالت کرے۔ دنیا سے سب سے بڑی بے رغبتی یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات کی طرف راغب نہ ہو۔

آپ دعا کرتے اے میرے اللہ! مجھے مال، اولاد، گھر اور خادم عطا نہ فرما اور اپنی ناپسندیدہ جو چیز بھی تو نے مجھے عطا فرمائی ہے واپس لے لے۔

حضرت سلیمان بن مہران الاعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر اور بادشاہ آپ کی محفل کے حاضرین میں سب سے حقیر ہوتے تھے۔ حالانکہ آپ کو ایک روٹی کی ضرورت ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ عہد کا پاس نہ کرنے والے کا وعدہ خلافی کرنا اصل میں وعدہ پورا کرنا ہے۔ آپ جب سو کر اٹھتے اور پانی نہ پاتے تو طہارت کی حفاظت کی خاطر پانی ملنے تک دیوار کے ساتھ تیمّم کر لیتے اور فرماتے کہ ڈرتا ہوں کہ کہیں بے وضو نہ مر جاؤں۔ کیونکہ موت کسی وعدے کے بغیر آتی ہے۔ تقریباً ستر سال تک آپ کی تکبیر تحریمہ فوت نہ ہوئی اور فرماتے کہ تم میں سے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے کیا وہ اس سے ڈرتا نہیں کہ اس معصیت سے دھواں اٹھے اور لوگوں کے درمیان اس کا منہ سیاہ کر دے۔

فرمایا کہ جب لوگ خراب ہو جائیں تو ان پر شریر لوگ حاکم بنا دیئے جاتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو کسی کو خبر نہ کرنا اور مجھے میرے رب کے حضور لے جانا اور لحد میں ڈال دینا کیونکہ میں اس سے زیادہ حقیر ہوں کہ کوئی میرے جنازے میں حاضر ہو۔ اور فرمایا کہ اگر میری جان میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اسے خس و خاشاک میں ڈال دیتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اویس الخولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

فرمایا کہ وہ فقیہہ نہیں جو کہ حدیث بیان کرے مگر عمل سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کا پردہ فاش نہیں فرماتا جس کے دل میں خیر کا ذرہ بھی ہو صحیح زبان لوگوں کے ہاں تیرا مرتبہ بڑھاتی ہے جبکہ دل کا صحیح ہونا اللہ تعالیٰ کے حضور تجھے پذیرائی بخشتا ہے۔

فرمایا کہ کئی سالوں سے میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو باعث شرم ہو سوائے بیوی سے مقاربت کے اور بیت الخلاء میں جانے کے۔ آپ اپنا کوڑا مسجد میں لٹکائے رکھتے اور فرماتے کہ جانوروں کی بجائے میں کوڑے کا زیادہ مستحق ہوں۔ دوران عبادت کبھی سستی لاحق ہوتی تو اپنی پنڈلی پر کوڑا مارتے۔ بغداد کے دریائے دجلہ کے پانی پر آپ بلا تکلف چلا کرتے تھے۔

حضرت مکرابی الدمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

جس نے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ایک رات بیداری اختیار کی صبح کے وقت ایسا ہوگا کہ گویا آج پیدا ہوا۔ اگر فضیلت جماعت میں ہے تو سلامتی تنہائی میں ہے۔ جب امت میں پندرہ آدمی ہر روز پچیس مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کریں اللہ تعالیٰ اس امت کو عمومی عذاب میں نہیں پکڑتا۔ نیز فرمایا کہ جس کی مہک اچھی ہو اس کی عقل زیادہ ہوتی ہے اور جو لباس صاف رکھے اسے پریشانی کم ہوگی۔ واللہ اعلم

حضرت یزید بن میسرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ جب تجھے کسی کی بات پہنچے جس سے وہ انکاری ہو تو اس کی بات پر یقین کر اور جو بات تجھے پہنچی اسے چھوڑ دے۔

ہم ہنستے، کھیلتے اور مزاح کر لیتے تھے لیکن جب سے ہم اس مقام پر پہنچ گئے کہ ہماری پیروی کی جاتی ہے تو ان سے رکنے کے سوا چارہ نہ رہا۔

جب فقیہہ تکلفانہ بات بنا کر کرتا ہے تو اس کے دل سے خشوع نکل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا میں کسی بھائی سے محبت کامل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ والدین اور حقیقی بھائی سے زیادہ پیارا نہ ہو۔

خوف خدا رکھنے والوں کے لئے آنسو بہانے کی نسبت غمگین رہنا مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔

جب عقل چلی جاتی ہے تو حرارت گم ہو جاتی ہے۔ جب حرارت ختم ہو جائے تو آنسو سمٹ جاتے ہیں اور جب عقل قائم ہو تو عقلمند نصیحت کو سمجھتا ہے تو اس سے اس میں حرارت پیدا ہوتی ہے پھر وہ غمگین ہوتا ہے اور روتا ہے۔

آپ بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے کہ مولا! میں نہیں سمجھتا کہ تو ہمیں عذاب دے حالانکہ تیری توحید ہمارے دلوں میں جلوہ گر ہے اور اگر تو ایسا فرمائے تو پھر تو تو نے ہمیں اس قوم کے ساتھ اکٹھا کر دیا جن کے ساتھ ہمیشہ ہم نے تیری خوشنودی کی خاطر عداوت رکھی۔

علماء جب علم حاصل کر لیتے تو عمل کرتے اور جب عمل کرتے تو اپنے آپ میں مصروف رہتے اور جب اپنے آپ میں مصروف ہوتے تو گم ہو جاتے جب گم ہو جاتے تو طلب کئے جاتے۔ جب انہیں طلب کیا جاتا تو بھاگ جاتے۔

اپنے علم کو کبھی بھی اس شخص کے پاس ذلیل نہ کرو جو اس کے متعلق سوال نہیں کرتا۔

ہمارے مشائخ رضی اللہ عنہم دنیا کو ذلیل سمجھتے تھے۔ اگر اس کے علاوہ اور کوئی برا نام مل جاتا تو اسے اسی نام سے ذکر کرتے۔

بنی اسرائیل کے علماء چھوٹے ہوں یا بڑے عصا کے ساتھ چلتے تھے صرف اس ڈر سے کہ کہیں چلنے میں تکبر نہ آ جائے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ زمین میں کسی شخص کی تعریف قرار نہیں پاتی جب تک کہ آسمان میں نہ پائی جائے۔

اپنے گھروں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہی روشن کرو جس طرح کہ اس کے ساتھ اپنے دلوں کو روشن کرتے ہو۔

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں سوال کرنا کثرت سے ہوگا تو جس نے اس زمانے میں سوال کیا اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہوگی۔

جو بھی جہنم کی طرف چلا جائے گا اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔ پاؤں میں بیڑیاں اور گردن میں طوق۔ سوائے اس امت کے دوزخیوں کے کہ انہیں چہرے سیاہ کئے بغیر ان کے اصلی رنگوں کے ساتھ جہنم کی طرف بھیجا جائے گا کیونکہ دنیا میں وہ ان چہروں پر سجدہ کرتے تھے۔

عنقریب تم جاہلوں کو علم پر ناز کرتا ہوا دیکھو گے اور وہ اس کی بدولت حکام کے ہاں باریابی کے لئے ایک دوسرے پر اس طرح غیرت کریں گے جس طرح عورتیں مردوں پر غیرت کرتی ہیں۔ تو ان کے علم سے ان کا یہی حصہ ہے۔

ایک نماز کے بعد دوسری نماز جن کے درمیان کوئی لغو بات نہ کی گئی ہو علیین میں لکھی جاتی ہیں۔

جب تک میت قبر میں رہے اس سے موت کی تلخی نہیں جاتی۔

آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ شکار اور اس کی ماں پر رحم کرتے ہوئے انڈے دینے کے ایام میں خشکی کا شکار پسند نہیں کرتے تھے۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ بابرکت ہے وہ ذات جس نے تجھے پیدا فرمایا اور تجھے چربی کے ساتھ دیکھنے ہڈی کے ساتھ سننے اور گوشت کے ساتھ بولنے کی صلاحیت بخشی۔

دنیا کی زندگی کی کوئی ساعت ایسی نہیں جو کہ قیامت کے دن پر پیش نہ کی جائے۔ ہر دن اور ہر ساعت کا حساب ہوگا۔ تو جس ساعت میں یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا اس کی وجہ سے اسے بے شمار حسرتوں کا سامنا ہوگا تو اس وقت کیا حال ہوگا جب ساری ساعتیں اور دن ایسے ہی گزر گئے۔

ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ جو بیدار ہو کر اور نماز فجر ادا کر کے سب سے پہلے اپنی آخرت کے بارے میں فکر کرتے کہ انہیں کن حالات سے گزرنا ہوگا۔ اس کے بعد وہ فقہ اور قرآن پاک کی تعلیم میں مصروف ہو جاتے۔

آپ کی ولادت ۸۸ھ میں اور وفات ۱۵۷ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت بعلبک میں ہوئی اور وفات بیروت کے ایک حمام میں۔ آپ حمام میں داخل ہوئے۔ حمام والا جماعت میں چلا گیا اور دروازہ بند کرلیا۔ پھر واپس آیا تو آپ کو دایاں ہاتھ سر کے نیچے اور روبقبلہ فوت شدہ پایا۔

ایک دفعہ عباسی خلیفہ منصور آپ کے پاس حاضر ہوا اور نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ رعایا کا ہر شخص اس مصیبت کا شکوہ کرتا ہے جو تو نے اس پر مسلط کی یا اس ظلم کا تذکرہ کرتا ہے جو تو نے اس پر کیا۔

آپ نے فرمایا کہ اہل وعیال اور مال کی ملاقات سے بھائیوں کی ملاقات بہتر ہے۔ اہل وعیال سے بھاگنے والا بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے روزے اور نمازیں قبول نہیں فرماتا جب تک کہ ان کی طرف واپس نہ لوٹ آئے۔ اگر ہم لوگوں سے ہر وہ پیر قبول کر لیتے جو وہ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں تو ان کی نگاہوں میں بھلے معلوم ہوتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ جب نماز عصر ادا فرما لیتے تو مسجد کے کونے میں تنہائی میں بیٹھ جاتے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا اور فرماتے کہ جو رات کی نماز کا قیام لمبا کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا طویل قیام اس پر آسان فرما دے گا۔

فرمایا جو شخص اپنے علم اور عمل میں اخلاص زیادہ پیدا کرے گا اسی قدر لوگ اس کا قرب زیادہ حاصل کریں گے اور فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر آنے پر ستر سال تک۔ اپنی فروگذاشت پر ستر سال تک اور اپنے بیٹے کے قتل کی وجہ سے چالیس سال تک گریہ فرماتے رہے اور مکہ معظمہ میں سو سال تک اقامت پذیر رہے۔ واللہ اعلم

حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کی زیارت کی۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ مومن کی مثال اس بچے کی ہے جو کہ رحم مادر میں ہے کہ باہر آنا پسند نہیں کرتا اور جب باہر آجائے تو واپس لوٹنا نہیں چاہتا۔ یہی حال مومن کا ہے جب وہ دنیا سے چلا جاتا ہے۔

روٹی اور نمک لازم کرو کیونکہ یہ گردوں کی چربی پگھلاتا ہے اور یقین بڑھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور بندے کی بہترین حالت اس کی موافقت میں ہے اگر اسے دنیا میں اپنی اطاعت کے لئے باقی رکھے تو اسے پسند ہوگا اور اگر اسے واپس لے لے تو بھی اسے پسند ہوگا۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا کی کوئی چیز عطا فرمائے اور وہ اس کے ساتھ دوسری چیز چاہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنے حضور تنہائی کی محبت سلب کر لیتا ہے اور قرب کے بدلے دوری اور انس کے بعد وحشت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

آپ نے ۴۰ سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ واللہ اعلم

حضرت ابوبشر صالح المری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اس طرح روتے جس طرح وہ ماں جس کا بچہ فوت ہو جائے اور راہبوں کی طرح چیختے اور یوں معلوم ہوتا کہ گویا آپ کے جوڑ بند جدا جدا ہو جائیں گے۔ جب قبرستان دیکھتے تو دو دو تین تین دن تک مدہوش رہتے۔ نہ توجہ رہتی نہ بولتے اور نہ ہی کھاتے پیتے۔ آپ مردوں کی باتیں سن لیتے اور ان سے گفتگو فرماتے اور وہ آپ سے نصیحت آمیز گفتگو کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوالمہاجر بن عمرو القیسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام رباح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے کچھ اوپر چالیس گناہ ہیں۔ میں نے ہر گناہ سے ایک لاکھ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی ہے اور وہاں تو صرف معاف کرنا اور بخشنا ہی ہے۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ اپنے پیٹ کو اپنی عقل پر راہ نہ دو۔ دنیا تو صرف چند دن ہے اور آپ ہمیشہ صرف اتنا کھاتے کہ سانس چلتا رہے۔

گوشت کا ایک ذرہ دل کو چالیس دن تک سخت کر دیتا ہے۔

جب دل میں سرداری کی محبت راسخ ہو جائے تو اسے زائل کرنے سے پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹانا زیادہ آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے جنہوں نے اپنے بھائیوں کی' ان کی قبروں میں زیارت کی اور وہ اپنی عبادت گاہوں میں مصروف ہیں۔

صرافہ کی دکانوں پر کھڑے ہونے سے بچو کیونکہ وہ سود کے مرکز ہیں۔ جب ساتھی کہے کہ میرا پیالہ تو وہ ساتھی نہیں یہاں تک کہ کہے ہمارا پیالہ۔

جب حضرت موسیٰ نے حضرت خضر علیہما السلام سے ملاقات کی تو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ عمل کرنے کے لئے علم حاصل کریں نہ اس لئے کہ دوسرے کو پڑھائیں اور یوں اس کا نقصان آپ پر ہوگا اور روشنی دوسرے کے لئے۔

جس طرح کمزور آنکھیں سورج کی شعاع کو نہیں دیکھ سکتیں اسی طرح دنیا سے محبت کرنے والوں کی آنکھیں حکمت کے نور کو نہیں دیکھ سکتیں۔

کوئی آدمی صدیقین کے مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ اپنی بیوی سے بیوہ کی طرح اور بچوں سے یتیموں کی طرح بے تعلق ہو جائے اور کتوں کے مسکن میں ٹھہرے۔ آپ اپنی خوراک اور سالن میں روٹی اور نمک سے زیادہ کچھ بھی استعمال نہ فرماتے اور اپنے نفس سے فرماتے کہ بھنا ہوا گوشت اور بہترین بستر تیرے آگے دار آخرت میں ہیں اور فرماتے کہ ذکر کی محفلوں کو اور اپنے مالک کے ساتھ اچھے گمان کو لازم کرو اور یہ دونوں چیزیں خیر کے طور پر کافی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ پر غم اور خوف غالب رہتا یہاں تک کہ آپ چالیس سال تک اپنے بستر پر پڑے رہے۔ اٹھنے کی ہمت نہ تھی۔ گھر سے

نہیں نکلتے تھے اور بستر پر ہی اشارے کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نے تنور دیکھا جس میں آگ بھڑکائی جارہی تھی تو بے ہوش ہو گئے۔ آپ تین دن رات تک مسلسل روتے رہے۔ آنسو نہیں تھمتے تھے۔ جب آپ روتے تو آپ کے اردگرد تری دیکھی جاتی گمان کیا جاتا کہ یہ وضو کے اثر سے ہے حالانکہ وہ آپ کے آنسو ہوتے۔ جب آپ جنازے میں شمولیت کے لئے نکلتے تو راستے میں کئی مرتبہ آپ پر غشی طاری ہوتی اور سواری سے گر پڑتے پھر واپس آ جاتے۔ اور لوگوں پر جو مصیبت بھی نازل ہوتی تو فرماتے کہ یہ سب کچھ عطاء کی وجہ سے ہے۔ اگر مر جاتا تو لوگ اس سے راحت پاتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عتبہ بن ابان الغلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو غلام اس لئے کہا گیا کہ آپ عبادت میں یوں ہوتے گویا کہ ایک خائف غلام ہیں نہ کہ چھوٹی عمر کا ہونے کی وجہ سے اور حضرت عتبۃ الغلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہا کہ فلاں شخص اپنے دل کے بارے میں ایک ایسے مقام کا ذکر کرتا رہتا ہے جسے میں اپنے دل کے متعلق نہیں پہچانتا تو میں نے کہا کہ یہ اس لئے ہے کہ آپ اپنی روٹی کے ساتھ کھجوریں کھاتے ہیں۔ تو آپ نے کہا کہ جب میں کھجور چھوڑ دوں تو کیا اس مقام تک پہنچ جاؤں گا؟ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ تو عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ آپ قبرستان اور ویرانوں کی طرف چلے جاتے۔ سواحلِ سمندر کی طرف نکل جاتے، وہیں ٹھہرتے۔ جب جمعۃ المبارک کا دن آتا تو بصرے میں داخل ہوتے اور جمعہ شریف کی نماز میں شامل ہو جاتے۔ پھر اپنے بھائیوں کے پاس آتے اور انہیں سلام فرماتے۔ آپ پر غم غالب تھا اور غم میں لوگ آپ کو حسن بصری رضی اللہ عنہ سے تشبیہ دیتے تھے۔

آپ روم کی جنگ میں شہید ہوئے۔ نماز عشاء کے بعد تھوڑا سا ستاتے پھر صبح تک قیام فرماتے اور اپنے لباس کے نیچے بالوں کا کپڑا پہنتے سوائے جمعہ کے دن کے۔ آپ خاکی رنگ کی دو چادریں استعمال فرماتے۔ آپ کے گھر پر تالا پڑا رہتا۔ صرف رات کو کھولتے۔ جب آپ فوت ہوئے تو لوگوں نے اسے کھولا تو اس میں ایک کھودی ہوئی قبر پائی اور لوہے کا ایک طوق۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سفیان بن سعید ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو علم حدیث میں امیر المومنین کہا جاتا تھا۔ آپ ۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کوفہ سے ۱۵۵ھ میں بصرہ آئے اور بصرہ ہی میں ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ آپ امت مسلمہ کے عظیم عالم، عابد اور زاہد تھے۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کو علم اور حدیث پاک طلب کرنے سے پہلے ادب میں بیس سال کام کرنا چاہئے۔

جب علماء خراب ہو جائیں تو ان کی اصلاح کون کرے گا؟ اور ان میں خرابی ان کے دنیا کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور جب طبیب بیماری کو خود اپنی طرف کھینچتا ہے تو دوسرے کا علاج کیسے کرے گا؟

جب عمامہ کا کچھ حصہ ٹھوڑی کے نیچے نہیں ہوگا تو وہ ابلیس کا عمامہ ہے۔

جو شخص ضرورت کے بغیر علم کے لئے صدر مجلس بن کر بیٹھتا ہے اسے ذلت حاصل ہوتی ہے۔

آپ عبادت میں مصروفیت کی وجہ سے دو دو، تین تین دن تک کچھ نہ کھاتے یہاں تک کہ بھوک زیادہ ستانے لگتی۔ آپ نے عابدوں میں سے ایک عابد کو لکھا کہ اے بھائی! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو ایسے زمانہ میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسے پانے سے پناہ مانگا کرتے تھے حالانکہ ان کے پاس وہ علم تھا جو ہمارے پاس نہیں ہے اور ان میں وہ پختگی تھی جو ہم میں نہیں ہے تو ہمارا حشر کیا ہوگا جبکہ ہم نے وہ زمانہ قلت علم، قلت صبر، خیر پر تعاون کرنے والوں کی قلت اور فساد برپا ہونے کے باوجود پایا۔ تو پہلا دستور لازم کر اور اسی سے وابستہ رہ اور گمنام رہ۔ یہ گمنامی کا زمانہ ہے۔ تنہائی لازم کر اور لوگوں سے کم ملا کر۔ کیونکہ پہلے زمانے میں لوگ جب ایک دوسرے سے ملتے تو ایک دوسرے سے نفع حاصل کرتے۔ جبکہ آج یہ سب کچھ ختم ہو چکا۔ پس آج کل ہمارے دیکھنے میں تو نجات لوگوں کو چھوڑ دینے میں ہے۔ اے میرے بھائی! حکام کے قریب ہونے سے پرہیز کر یا پھر تو غیر موزوں چیزوں میں سے کسی چیز میں ان کے ساتھ مل جائے گا اور تجھے کہا جائے گا کہ تو سفارش کرے یا مظلوم کا دفاع کرے یا کوئی حق لوٹائے۔ کیونکہ یہ ابلیس کا دھوکہ ہے کیونکہ قراء نے اسے حکام سے قرب کے لئے سیڑھی کے طور پر اور اسے دنیا کو شکار کرنے کے لئے اختیار کیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کے متعلق مجھے معلوم ہوتا کہ وہ علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو میں ان کے گھروں میں آ کر انہیں علم پڑھاتا لیکن وہ تو اس سے صرف لوگوں کی موافقت کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ کہیں کہ ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی اور جب آپ سے کہا جاتا کہ ہمیں حدیث بیان کریں تو فرماتے کہ میں تمہیں حدیث کا اہل نہیں سمجھتا اور اپنے آپ کو حدیث بیان کرنے کا اہل نہیں سمجھتا اور میری اور تمہاری مثال تو ایسی ہے جیسے کسی نے کہا کہ رسوا ہوئے تو صلح کر لی۔

ملفوظات

جس مسئلہ اور فتویٰ میں تجھ سے کفایت ہو سکے تو اس میں مزاحمت نہ کر۔ لوگوں سے آج کل ایسے امور سرزد ہو رہے ہیں کہ آدمی آرزو کرتا ہے کہ اس سے پہلے ہی مر جائے اور ہمیں گمان نہ تھا کہ ان دنوں کے لئے ہم زندہ رہیں گے۔

مجھے گمان نہ تھا کہ میں ایسے وقت تک زندہ رہوں گا کہ جب زندوں کا ذکر ہو تو دل مر جائیں اور جب مردوں کو یاد کیا جائے تو دل زندہ ہو جائیں۔

عرض کی اے میرے اللہ! جانوروں کو چرواہا ڈانٹتا ہے تو وہ اپنی خواہش سے رک جاتے ہیں جبکہ میں تیری کتاب کی وجہ سے اپنی خواہشات سے نہیں رکتا۔ پس کس قدر پریشان کن حالات ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا کہ اپنی روٹی کو دیکھ کہ کہاں سے ہے؟ آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص خلیفہ مہدی کے پاس آتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس کی لغزشوں سے بری ہوں۔ فرمایا اللہ کی قسم جھوٹ کہتا ہے۔ کیا اس نے اس کے لباس اور طعام میں اس کے نوکروں، سواروں اور پیادوں کے لباس میں اس کا حد سے گزرنا نہیں دیکھا؟ کیا اس نے اسے ایک دن بھی یہ کہا کہ یہ تجھے زیبا نہیں۔ یہ مسلمانوں کے بیت المال سے ہے۔

مانگنے والوں کی خوشنودی ایک ایسی حد ہے جہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

ہمارے زمانے میں مال' مردِ مومن کا ہتھیار ہے۔

میں پسند کرتا ہوں کہ طالب علم رزق کے معاملے میں خود کفیل ہو کیونکہ جب وہ محتاج اور ذلیل ہو جائے تو آفتیں اور لوگوں کی زبانیں اس کی طرف تیزی سے آتی ہیں۔

شبہ کے کاموں میں والدین کی اطاعت لازم نہیں۔

علم صرف اس لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں۔ اسی لئے اسے دوسری چیزوں پر فضیلت دی گئی اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر تو عام چیزوں کی طرح قرار پائے گا۔

مریض کا اپنے بھائیوں میں کسی کے پاس مرض کا شکوہ کرنا اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہیں ہے۔

خلیفہ مہدی کے روبرو اس سے فرماتے کہ ان مددگاروں اور فقراء میں سے جو تیرے پاس آتے جاتے ہیں ان سے بچ کر رہ کیونکہ تیری ہلاکت انہیں کے ہاتھوں ہو گی۔ تیرا کھاتے ہیں' تیرے درہم حاصل کرتے ہیں اور تیرے متعلق دل میں کھوٹ رکھتے ہیں اور تیری تعریف میں وہ کچھ کہتے ہیں جو تجھ میں ہے ہی نہیں۔

عادل خلفاء پانچ ہیں۔ حضرت ابوبکر' عمر' عثمان' علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جو ان کے علاوہ کہے وہ زیادتی کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے لباس کی جو آپ نے پہن رکھا تھا جوتے سمیت قیمت لگائی گئی تو ایک درہم سے کچھ اوپر تک پہنچی۔

آپ کبھی بھی محفل کے آگے نہیں بیٹھتے تھے۔ دیوار کے پہلو میں دونوں گھٹنے ملا کر بیٹھ جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ بادشاہ کو نیکی کا حکم صرف وہ شخص دے سکتا ہے جو کہ اس چیز کو کہ جس کا حکم دیتا ہے یا اس سے روکتا ہے جاننے والا' اسے اپنانے والا' اس میں انصاف کرنے والا ہو۔

ایک شخص نے آپ سے کہا۔ اے ابوعبداللہ! لوگ چلے گئے اور ہم پیچھے رہ جانے والے گھروں پر رہ گئے تو حضرت ثوری نے فرمایا کہ ان کا حال کس قدر اچھا ہوتا اگر راستہ پر ہوتے۔

اگر تجھے خبر پہنچے کہ فلاں بستی میں بھاؤ سستا ہے تو وہاں چلا جا کیونکہ اس سے تیرے دل اور دین کو زیادہ سلامتی ملے گی اور تیرے غم فکر کم ہوں گے۔ اپنے بھائی کی کھانے کی دعوت قبول نہ کر مگر جب تجھے معلوم ہو کہ تیرا دل اس کے کھانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

آپ نے ایک شخص کو حکام کے ہاں آتا جاتا دیکھ کر نصیحت فرمائی تو اس نے کہا کہ میں اپنے اہل وعیال کا کیا کروں؟ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ کیا تم اس شخص کی بات نہیں سنتے جو کہتا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اہل وعیال کو رزق دے گا اور جب اس کی اطاعت کرے تو انہیں بھوکوں مار دے گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اہل وعیال والے کی کبھی بھی بات نہ سننا۔ کیونکہ عیال دار شخص ملی جلی روزی سے کم ہی بچتا ہے۔ شک وشبہ والی روزی اور حرام کھانے میں اس کا عذر ہمیشہ یہی کہنا

ہے کہ میرے اہل وعیال ہیں۔

حب دنیا کی مذمت اور حلال مال کی ضرورت

اگر کوئی شخص تمام احکام کی تعمیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے مگر دنیا سے محبت کرے تو قیامت کے دن عرصہ محشر میں موجود تمام کائنات کے سامنے اعلان کیا جائے گا کہ اس فلاں بن فلاں نے اس چیز سے محبت کی جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ تو قریب ہوگا کہ ندامت کی وجہ سے اس کے چہرے کا گوشت گر پڑے۔

میں دس ہزار دینار چھوڑ کر جاؤں جن پر میرا محاسبہ ہو مجھے لوگوں کا محتاج ہونے سے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ ماضی میں مال برا سمجھتا تھا لیکن آج یہ بندۂ مومن کی ڈھال ہے جو اسے بادشاہوں اور دولت مندوں سے مانگنے سے بچاتا ہے۔

جو شخص لوگوں کا محتاج ہے اسے ضروری ہے کہ ان کے لئے اپنی حاجت کے مطابق اپنا دین خرچ کرے۔ پس وہ اپنے پاس مال کو سنبھال کر رکھے۔

سفر میں ایسے شخص کا ساتھ نہ کر جو تجھ سے معزز بنتا ہے کیونکہ اگر تو خرچ میں اس کی برابری کرے گا تو تجھے نقصان دے گا اور اگر وہ تجھ پر برتری حاصل کرے گا تو تجھے ذلیل کرے گا۔

ہمارے اس زمانے میں حلال کسی اسراف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ ایک دفعہ میں رات کو باہر نکلا تو میں نے آسمان کی طرف نظر کی تو میرا دل گم ہوگیا۔ میں نے اپنی والدہ محترمہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تو نے اس کی طرف عبرت کی نظر نہیں کی۔ بلکہ تو نے اسے ایک غافل کی نظر سے دیکھا۔ اور آپ کو جو عطیہ دیا جاتا اسے لوٹا دیتے اور فرماتے کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ لوگ اپنا عطیہ دے کر مجھ پر فخر نہیں کریں گے تو میں لے لیتا۔ اسی لئے آپ بھوک برداشت کر لیتے مگر قرض نہ لیتے اور فرماتے کہ یہ لوگ اسے چھپائیں گے نہیں بلکہ ان میں سے ایک شخص شام کو نکلے گا اور کہے گا کہ کل سفیان ثوری میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے قرض لیا۔

خراسان میں اذان دینا مکہ معظمہ کی مجاورت سے افضل ہے۔ (کیونکہ حرم مکہ میں اگر ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے تو گناہ بھی اسی معیار کا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اکابر کی تحقیق کے مطابق یہاں تو دل میں کھٹکنے پر بھی گرفت ہوگی۔ العیاذ باللہ۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

دنیا میں بے رغبتی آرزوؤں کو کم کرنا ہے نہ کہ سادہ غذا اور موٹا لباس۔

دنیا میں بے رغبتی کر اور سو جا۔ لینا نہ دینا۔

علماءٔ قراء اور ائمہ مساجد کے لئے درسِ عبرت

جب تم کسی عالم کو بادشاہ کے دروازے کی پناہ میں دیکھو تو جان لو کہ وہ چور ہے اور جب دیکھو کہ وہ امیروں کے دروازے کی پناہ لیتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ ریا کار ہے۔

کوئی بندۂ خدا مال ہونے کے باوجود زاہد ہوتا ہے اور کوئی فقیر ہونے کے باوجود دنیا میں راغب ہوتا ہے۔

مجھے پسند ہے کہ کہیں ایسی جگہ رہوں جہاں مجھے کوئی نہ پہچانے اور جب لوگ آپ کے پاس موت کا ذکر کرتے تو کئی کئی دن ایسی حالت رہتی کہ کوئی بھی آپ سے استفادہ نہ کر سکتا۔

جب تو اپنے نفس کو پہچان لے تو تیرے متعلق لوگ جو کچھ بھی کہیں تیرا کچھ نہیں بگڑتا۔

ہر دشمنی کی جڑ کمینہ صفت لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

جب تو اپنے بھائی کو دیکھے کہ امام بننے کی حرص رکھتا ہے تو اسے پیچھے ہٹا دے۔ قاری سے کوئی چیز خریدنے کی بجائے مجھے گویے سے خریدنا زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ قاری تجھ پر تیرے دراہم کی تاویل کرے گا جبکہ گویا مروّت یا دیانت کے طور پر تیرے پیسے پورے دے گا۔

میں نے جب بھی کسی قاری کی مخالفت کی تو ڈرتا ہوں کہ میرا خون بہا دے اور جب تجھے کسی قاری کی طرف حاجت ہو تو اس کے پاس اس کی مثل قاری کا ذکر نہ کر تیری حاجت پوری کرنے سے باز رہے گا۔

آپ سے نچلے درجہ کے لوگوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اپنے علم کے ساتھ دنیا طلب کرتے ہیں۔

علم کا آغاز اس کی طلب ہے پھر اس پر عمل کرنا پھر خاموشی پھر اس میں غور وفکر کرنا اور اگر اہل علم اس میں مخلص ہوتے تو اس سے افضل کوئی عمل نہ ہوتا اور اپنے ہاتھ میں دینار پکڑ کر فرماتے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو ہمیں رومال بنا لیا جاتا۔

دوستوں کی کثرت دین میں کمزوری کی وجہ سے ہے۔ مجھے کیا معلوم اگر مجھے کوئی مصیبت پہنچتی شاید میں مسلمان نہ رہتا؟

میں عورتوں کے زیادہ جہنمی ہونے سے تعجب کرتا ہوں حالانکہ مردوں کے اعمال ان سے زیادہ برے ہیں۔

آپ نے اپنے اوپر تین چیزیں لاگو کر رکھی تھیں۔ کوئی آپ کی خدمت نہ کرے۔ آپ اپنے لئے کپڑا نہ لپیٹیں گے اور اینٹ پر اینٹ نہیں رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ خصوصاً اپنے آپ کو بچا۔ عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔ جس نے علم و عمل میں اپنے آپ کو اپنے بھائی سے اونچا جانا تو اس کے علم وعمل کا ثواب سب ختم ہو گیا۔ ہو سکتا ہے اس کا بھائی اللہ تعالیٰ کی حرام قرار دی گئی چیزوں سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہو۔

آپ جب غور وفکر کرنا شروع کرتے تو یوں ہو جاتے کہ گویا مجنوں ہیں کسی کی بات ہی نہیں سمجھتے۔

ابو جعفر جو کہ اس وقت حاکم تھا جب مکہ معظّمہ کی طرف چلا تو اس نے پھانسی گاڑنے والوں کو آگے بھیجا اور کہا کہ جب سفیان ثوری کو دیکھو تو اسے پھانسی پر لٹکا دو۔ پس وہ مکہ معظمہ پہنچے۔ پھانسی گاڑ دی اور آپ کی طرف آئے تو آپ کو اس حالت میں آرام فرماتے ہوئے پایا کہ آپ کا سر فضیل بن عیاض کی گود میں ہے اور پاؤں سفیان عینیہ کی گود میں۔ رضی اللہ علیہم۔ انہوں نے کہا اے ابوعبداللہ! اللہ سے ڈر اور دشمنوں کو ہم پر خوش نہ کر۔ تو آپ کعبہ شریف کے پردوں کی طرف آئے اور انہیں پکڑ کر کہا کہ میں اس سے بری ہوں اگر ابو جعفر یہاں داخل ہو گیا۔ پس وہ مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے ابو حبیب البدوی سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا اے سفیان! اللہ تعالیٰ نے تیرا ایک عطیہ روک لیا اور یہ کسی بخل یا کچھ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں روکتا۔ وہ تو صرف تجھ پر نظر کرم اور تجھے پسند کرنے کی وجہ سے ہے۔

کراماً کاتبین نیکیوں اور برائیوں کی ہوا اس وقت محسوس کرتے ہیں جب دل اس پر پختہ ارادہ کر لے۔ تو جیسے وہ تجھے نہیں

ستاتے تو بھی انہیں نہ ستا۔ آپ سے ایک شخص کی بابت پوچھا گیا جو کہ اپنے اہل وعیال کے لئے کمائی کرتا ہے اور اگر وہ باجماعت نماز پڑھے تو ان کی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکے گا۔ وہ کیا کرے؟ فرمایا کمائی کرے اور اکیلا نماز پڑھ لے۔ (ایسی صورت حال بہت کم اور مخصوص علاقے یا ماحول کی ہوسکتی ہے۔ اسے عموم پر محمول نہ کیا جائے۔ ایسی عظیم شخصیت کا ترک جماعت کی رعایت دینا ہی کسی خاص صورت حال پر دلالت کرتا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

بیویوں کی کثرت دنیا سے نہیں۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بہت بڑے زاہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے تھے آپ کی چار ازواج اور ۱۹ لونڈیاں ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا وقت ہے کہ گوشہ نشین اپنے متعلق بے خوف نہیں تو جو مشہور ہے اس کا کیا حال ہوگا۔

جب کوئی بدعت سنو تو اپنے دوستوں سے اس کا ذکر نہ کرو اور نہ ہی اپنے دل میں اسے جگہ دو۔ ہمارے اس دور میں اہل سنت و جماعت بہت کم رہ گئے ہیں۔

میں کسی شخص کا دنیا سے محبت کرنا اہل دنیا کی طرف اس کے مائل ہونے اور انہیں سلام بھیجنے سے پہچان لیتا ہوں۔ جب تم کسی سپاہی کو دیکھو کہ وہ نماز سے غافل ہو کر سو رہا ہے تو اسے نماز کے لئے مت جگاؤ کیونکہ وہ اٹھے گا اور لوگوں کو ستائے گا۔ اس کا سونا ہی اچھا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ حکام کے ہاں کیوں نہیں جاتے کہ حقوق کا تحفظ کریں اور انہیں وعظ ونصیحت کریں اور برائی سے روکیں۔ فرمایا تم لوگ مجھے حکم دیتے ہو کہ سمندر میں تیروں اور میرے پاؤں بھی تر نہ ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے خوش آمدید کہیں تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور یوں میرے اعمال ضائع ہو جائیں۔

ایک شخص نے آپ سے کسی مصیبت کی شکایت کی تو فرمایا مجھ سے دور ہو جاؤ۔ کیا تو نے اپنی نظر میں مجھ سے زیادہ ہلکا کہیں نہیں پایا جو اس کے پاس خدا تعالیٰ کا شکوہ کرے۔

عالم تین ہیں اور ان کی نشانیاں

آپ نے فرمایا کہ عالم تین ہیں: ۱- اللہ تعالیٰ اور اس کے امر کو جاننے والا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کی حدود کا احترام کرے۔ ۲- اللہ تعالیٰ کو جاننے والا نہ کہ اس کے احکام کو۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے لیکن اس کی حدود کی پرواہ نہ کرے۔ ۳- اللہ تعالیٰ کے احکام کو جاننے والا نہ کہ اللہ تعالیٰ کو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ حدود الٰہیہ کا احترام کرے مگر اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔

جب تو نے اپنے رب کو راضی کیا تو لوگوں کو ناراض کیا اور جب انہیں ناراض کیا تو تیروں کے لئے تیار ہو جا اور تیر برداشت کرنے کی تیاری اس سے کہیں بہتر ہے کہ آدمی کا دین ضائع ہو جائے۔

جب تم کسی قاری قرآن کو دیکھو کہ اس کے پڑوسی اس سے محبت کرتے ہیں تو جان لو کہ وہ دین کے معاملے میں سستی روی کا شکار ہے۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کی اولاد سے ہیں۔ عبد مناف میں جا کر ملتے ہیں۔ آپ کی ولادت غزہ میں ہوئی۔ دو سال کے تھے کہ مکہ معظمہ لائے گئے۔ چون سال عمر پائی۔ چار سال تک مصر میں رہے۔ پھر مصر میں ہی ۲۰۴ھ میں جمعہ کی رات بعد از مغرب وصال فرمایا۔ آپ نے یتیمی کی صورت میں والدہ محترمہ کی گود میں قلت اور تنگی کی حالت میں پرورش پائی۔ اپنے بچپنے میں ہی علماء کی خدمت میں بیٹھتے تھے اور کاغذ حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے جو کچھ استفادہ کرتے ہڈیوں وغیرہ پر لکھتے رہتے یہاں تک کہ کافی ذخیرہ جمع فرمایا۔ آپ نے مکہ معظمہ میں مسلم بن خالد الزنجی کی خدمت میں فقہ پڑھی اور خیف کی گھاٹیوں میں رہتے۔ پھر مدینہ عالیہ آئے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہے اور ان کی خدمت میں موطأ حفظ سے پڑھا۔ آپ کو امام شافعی کی قرأت بہت اچھی لگی اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ آپ کی بڑی شان ہوگی۔

جب آپ امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو اس وقت تیرہ سال کی عمر تھی۔ پھر جب آپ کے چچا یمن کے قاضی مقرر ہوئے تو یمن چلے گئے اور وہاں شہرت پائی۔ پھر عراق چلے گئے اور علم حاصل کرنے میں خوب محنت کی اور محمد بن حسن اور ان کے علاوہ دیگر فقہاء سے مناظرے کئے۔ علم حدیث کی نشر و اشاعت کی اور علم حدیث والوں کے مذہب کو قائم کیا اور سنت کی خدمت کی اور اس سے احکام نکالے اور کثیر تعداد میں علماء نے اپنے مذاہب سے امام شافعی کے مذہب کی طرف رجوع فرمایا۔ پھر آپ ۱۹۹ھ کے آخر میں مصر آ گئے اور اپنی نئی کتابیں وہیں لکھیں اور اطراف و اکناف سے لوگ آپ کی طرف کھنچنے لگے۔

ربیع بن سلیمان نے کہا کہ میں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر سات سو سواریاں دیکھیں۔ سب کے سب آپ کی کتابیں سننے کے طالب ہو کر آئے تھے۔ اس کے باوجود آپ فرماتے تھے کہ جب حدیث صحیح ہو وہی میرا مذہب ہے۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ مجھے تمنا ہے کہ مخلوق خدا یہ علم میرے پاس آ کر اس شرط پر پڑھے کہ اس میں سے ایک حرف بھی میری طرف منسوب نہ کیا جائے۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو یحییٰ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور آپ کے مذہب کے متعلق آپ کے شاگردوں کے مقالات ہی سنے جاتے ہیں۔ رافعی نے فرمایا۔ نووی نے فرمایا۔ زرکشی نے فرمایا وغیرہ۔

میں تمنا کرتا ہوں کہ جب کسی سے مناظرہ کروں تو اللہ تعالیٰ حق اسی کی طرف ظاہر فرمائے۔ علم حاصل کرنا نفلی نماز سے افضل ہے۔ جو آخرت کی بہتری کا ارادہ رکھتا ہے وہ علم میں اخلاص پیدا کرے۔ اپنے اوپر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا وہ شخص ہے جو ایسے آدمی کے سامنے تواضع کرے جس کی عزت نہیں کرتا اور ایسے کی دوستی میں رغبت کرے جسے نفع نہیں دیتا اور اس کی تعریف قبول کرے جسے پہچانتا نہیں۔

علماء کو فقر و قناعت اور ان دونوں پر خوش رہنے سے زیادہ کوئی چیز زیب نہیں دیتی۔ میں دس سال تک صوفیاء کی صحبت میں رہا ان سے صرف یہ دو حرف حاصل کئے کہ وقت تلوار ہے۔ بہترین حفاظت یہ ہے کہ تو کچھ نہ پائے۔

جو چاہتا ہے کہ اس کے متعلق اچھا فیصلہ ہوا سے لوگوں کے متعلق اچھا گمان کرنا چاہئے۔ انسان میں سب سے زیادہ ظاہر چیز اس کی کمزوری ہے۔ تو جسے اپنی کمزوری نظر آ گئی اسے اللہ تعالیٰ کے حضور استقامت کا شرف حاصل ہو گیا۔

طلب علم میں حسن نیت اور حسن عمل

جس نے نفس کی عزت کے ساتھ علم طلب کیا کامیاب نہ ہوا اور جس نے اسے نفس کی ذلت اور علماء کی خدمت کے ساتھ پایا وہ مقصد پا گیا۔ سربرآوردہ ہونے سے پہلے علم حاصل کر۔ جب مردار بن گیا تو علم حاصل کرنے کی کوئی راہ نہیں رہے گی۔ مسائل علم کی باریکیوں تک پہنچو تا کہ یہ باریکیاں ضائع نہ ہو جائیں۔ علماء کا حسن نفس کا سخی ہونا ہے اور علم کی زینت پرہیز گاری اور بردباری ہے۔

علماء میں اس سے برا عیب اور کوئی نہیں کہ وہ اس چیز میں رغبت کریں جس سے انہیں اللہ تعالیٰ نے بے رغبتی کرنے کا حکم دیا ہے۔ علم وہ نہیں جو یاد ہو گیا علم تو وہ ہے جو نفع دے۔ علماء کا فقر اختیاری اور جہلاء کا فقر اضطراری ہے۔ علم میں ریا کاری دل سخت کرتی ہے اور کینے پیدا کرتی ہے۔ لوگ سورۃ العصر سے غافل ہیں۔

آپ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلے تہائی حصہ میں لکھتے۔ دوسرے میں نماز پڑھتے اور تیسرے میں آرام فرماتے اور ایک روایت میں ہے کہ رات کا بہت کم حصہ آرام فرماتے۔ ہر روز ایک قرآن کریم ختم کرتے۔ نیز فرمایا کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور سچی نہ جھوٹی کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں کھائی اور سردی اور سفر وحضر میں کبھی جمعہ شریف کا غسل نہیں چھوڑا اور سولہ سال سے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ سوائے اس کھانے کے جسے اسی وقت اگل دیا۔

نیز فرمایا جسے تقویٰ سے عزت نہ ملے اس کے لئے کوئی عزت نہیں۔ میں محتاجی سے کبھی نہیں گھبرایا۔ فالتو دنیا طلب کرنا ایک سزا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اہل توحید کو دیتا ہے۔ آپ عصا پر ٹیک لگا کر چلتے تھے تو اس کے متعلق آپ سے کہا گیا تو فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ مجھے یاد رہے کہ میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں۔

فرمایا کہ جو شخص اپنی کمزوری پر نظر رکھے استقامت پائے۔ جس پر دنیا کی خواہش کی شدت غالب آ گئی اسے دنیا داروں کی غلامی لازم ہوئی اور جو قناعت پر راضی ہوا اس سے عاجزی دور ہوئی۔ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشنی بخشے تو وہ گوشہ نشینی، کم کھانا، بے وقوفوں سے مل بیٹھنے کو ترک کرنا اور ان اہل علم سے بغض رکھنا لازم کرے جو کہ اپنے علم سے صرف دنیا کا ارادہ کرتے ہیں۔ عالم دین کے لئے اپنے اعمال میں سے ایسا ورد ضروری ہے جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رابطہ ہو۔

اگر تم میں سے کوئی شخص اس سلسلے میں اپنی پوری کوشش کرے کہ سب لوگ اس سے راضی رہیں تو ایسا ممکن نہیں۔ تو بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے عمل کو صرف اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان خالص رکھے۔ اخلاص والے ہی ریاء کو پہچانتے ہیں۔ اگر کوئی شخص سب سے زیادہ عقل مند کو نصیحت کرے تو صرف زاہدوں کو کرے۔ لوگوں کی اصلاح جانوروں کی اصلاح سے زیادہ دشوار ہے۔ عقل مند وہ ہے جسے اس کی عقل ہر برے کام سے روک دے۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ ٹھنڈا پانی میری مروت کو نقصان دیتا ہے میں کبھی نہ پیوں۔ مروتوں والے مشقت میں رہتے ہیں۔ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ اچھا کرے تو لوگوں کے متعلق اچھا گمان رکھے۔

فرمایا کہ میں چالیس سال سے اپنے ان بھائیوں کو پوچھتا رہا جنھوں نے شادیاں کیں کہ ان کی ازدواجی زندگی کیسی ہے؟ تو ان میں سے ایک نے بھی نہیں کہا کہ میں نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی۔ وہ تیرا بھائی نہیں ہے جس کی خوشامد کا تو محتاج ہو۔ اپنی اخوت کے دعویٰ میں سچے کی علامت یہ ہے کہ بھائی کی معذرت قبول کرے۔ اس کی ضرورت پوری کرے اور اس کی لغزش معاف کرے۔

دوستی - مروّت اور اخوت میں راست حکمت عملی

دوست کی نشانی یہ ہے کہ اپنے دوست کے دوست کا دوست ہو۔ کوئی مسرت بھائیوں کے ساتھ مل بیٹھنے کے برابر نہیں اور کوئی غم ان کی جدائی جیسا نہیں۔ جس کے گھر میں آتا نہیں' اس سے مشورہ مت کرو۔ اپنے بھائی کے حق میں اس کی مروت پر اعتماد کرتے ہوئے کمی نہ کر۔ اپنا چہرہ اس کی طرف متوجہ نہ کر جس پر تیرا لوٹانا آسان ہو۔ جس نے تیرے ساتھ اچھا سلوک کیا اس نے تجھے جکڑ لیا اور جس نے تیری حق تلفی کی اس نے تجھے چھوڑ دیا۔ جو تیری خاطر چغلی کرے گا وہ تجھ پر چغلی کرے گا اور جسے جب تو راضی کرے تو تیرے متعلق وہ خوبی بیان کرے جو تجھ میں نہیں تو اسی طرح جب تو اسے ناراض کرے گا تو تیرے متعلق وہ برائی بیان کرے گا جو تجھ میں نہیں ہے۔

مکارم اخلاق

جس نے اپنے بھائی کو تنہائی میں نصیحت کی تو اس کی خیر خواہی کی اور اسے زینت بخشی اور جس نے اسے کھلے عام نصیحت کی تو اسے ذلیل کیا اور عیب دار کیا۔ جو اپنے آپ کو اس مقام سے اونچا قرار دے جس کے وہ برابر ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی اصل قیمت کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ جو باطل کے ساتھ زینت حاصل کرے اس نے اپنا پردہ کھول دیا۔ تکبر کمینہ صفت لوگوں کی عادات میں سے ہے۔ قناعت سے راحت ملتی ہے۔ لوگوں میں سے سب سے اونچا مقام اس کا ہے جس کی نظر میں اپنا کوئی مقام نہیں اور سب سے زیادہ فضیلت والا وہ ہے جس کی نظر میں اپنی کوئی فضیلت نہیں۔ جس نے اپنا بھید چھپایا اپنے کام کا مالک ہوا۔ کسی غلطی پر کوئی شخص نہیں ہنستا مگر اس کی صحیح صورت اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ دنیا کی کثرت حاصل کرنا تنگی میں پڑنا ہے اور اس میں تنگ رہنا آسانی حاصل کرنا ہے۔ لوگوں سے بے تکلفی کرنا برے ساتھیوں کو کھینچتا ہے جبکہ ان سے محدود رہنا عداوت پیدا کرتا ہے تو تو بے تکلف اور محدود کے درمیان رہ۔

میں نے جب کبھی کسی شخص کی اس کے مقام سے زیادہ عزت کی اسی قدر میں اپنے مقام سے گر گیا۔ غلام میں وفا اور کمینہ صفت آدمی میں شکر نہیں۔ میں نے ایسوں کی صحبت کا شرف پایا جو صرف قیامت کے دن کی شرمندگی سے ڈرتے تھے اور جس نے کمینوں میں زندگی گزاری کمینہ پن کی طرف منسوب ہوا۔ جس نے کان سے سنا حکایت کرنے والا ہوا اور جس نے دل سے توجہ کی وہ حفاظت کرنے والا ہوا اور جس نے اپنے فعل کے ساتھ نصیحت کی ہدایت دینے والا ہوا۔

بغیر نقل کئے مجلس علم کی حاضری' چادر کے بغیر پانی عبور کرنا اور پیالے کے بغیر سردار کے پاس سے گزرنا اور آدمی کا عورت کے سامنے عاجزی کرنا کہ اس کے مال سے کچھ حاصل کرے ذلت سے ہے۔ بے وقوف کی خوشامد ایک ایسی حد ہے جہاں تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ جو قاضی مقرر کیا جائے اور پھر محتاج نہ ہو وہ چور ہے۔ فقیہہ کو چاہئے کہ اس کے ساتھ ایک بے وقوف بھی ہوتا کہ اس

سے معارضہ کرے۔ جس نے خدمت کی مخدوم ہوا۔

آپ بہت سخی لوگوں میں سے تھے۔ یمن سے دس ہزار دینار لے کر آئے۔ مکہ معظمہ سے باہر خیمہ لگایا۔ لوگ آپ کے پاس آتے رہے حتیٰ کہ آپ نے تمام دینار تقسیم کر دیئے۔ آپ سے جب بھی کوئی کچھ مانگتا تو سائل سے حیا کی وجہ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ آپ مہندی کا خضاب لگا کر داڑھی خوب سرخ کر لیتے اور کبھی سنت کی اتباع کرتے ہوئے زرد کر لیتے۔ آپ کو کئی ایک بیماریاں تھیں۔ جن میں سے بواسیر تھی جس سے ہمیشہ خون ٹپکتا رہتا اور حدیث شریف پڑھانے کے لئے بیٹھتے تو صرف اس صورت میں کہ آپ کے نیچے برتن رکھا ہوتا جس میں خون کے قطرے گرتے رہتے۔

یونس بن عبدالاعلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے بیماریوں کی وجہ سے کسی کو اتنی تکلیف میں نہیں دیکھا جس قدر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف تھی۔ آپ درمیانے درجے کا لباس استعمال فرماتے۔ آپ کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا "کفی باللہ ثقتہ لمحمد بن ادریس" یعنی محمد بن ادریس کے لئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کافی ہے۔ آپ رعب والے تھے۔ آپ کے شاگرد رعب کی وجہ سے آپ کے سامنے پانی پینے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ چادر بغل کے نیچے سے کندھے پر ڈالے رہتے۔ تکیئے پر ٹیک لگاتے اور آپ کے نیچے دوشک ہوتے۔

فرمایا کہ میں ہر مسلمان کے لئے پسند کرتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کثرت سے پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک "لیس منا من لم یتغن بالقرآن" کے متعلق فرمایا کہ خوش آوازی کے ساتھ تلاوت کرے۔

میں جب بھی کسی محدث کی زیارت کرتا ہوں گویا میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی کی زیارت کر لی۔ اگر میں کسی بدعتی کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھ لوں تب بھی اسے قبول نہیں کروں گا۔ جو اپنے نفس کی حفاظت نہیں کرتا اسے اس کا علم نفع نہیں دیتا۔

جب کوئی لونڈی خریدتے تو اس پر شرط کر لیتے کہ مقاربت نہیں کریں گے کیونکہ آپ ہمیشہ بیمار رہتے۔

فرمایا کہ کرم اور سخاوت دنیا و آخرت کے عیب چھپا لیتے ہیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی بدعت وابستہ نہ ہو۔ جسے غضب دلایا گیا اور وہ غضبناک نہیں ہوا وہ گدھا ہے اور جسے راضی کیا گیا اور وہ راضی نہیں ہوا وہ شیطان ہے۔ نیز فرمایا کہ کانے، بھینگے، لنگڑے، کبڑے، سرخ و سفید رنگ والے، کھودے سے اور ہر اس شخص سے پرہیز کرو جس کے جسم میں کوئی خرابی ہو کیونکہ اس میں کجی ہے اور اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا مشکل۔

جس نے سرداری طلب کی وہ اس سے بھاگتی ہے۔ یہ مروت کے خلاف ہے کہ آدمی اپنی عمر بتائے کیونکہ اگر چھوٹا ہوا تو حقیر جانیں گے اور اگر بڑا ہوا تو بوڑھا کہیں گے۔ جو جفا کرے اس سے نرمی سے پیش آؤ کہ بہت کم ہے کہ اس کا دل صاف ہو۔ جس کے کپڑے صاف ہیں فکر کم ہوں گے اور جس کی مہک اچھی ہو اس کی عقل زیادہ ہوتی ہے۔

میں نے جسے بھی نصیحت کی اور اس نے قبول کی تو میں اس کا احترام کرتا ہوں اور اس کی مودت کا معتقد ہوں اور جو میری نصیحت رد کر دے وہ میری نگاہ سے گر جاتا ہے اور میں اس سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہوں۔

ربیع نے فرمایا کہ جس رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا میں آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آج آپ نے کیسے صبح کی۔ فرمایا کہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ دنیا سے کوچ کرنے والا' احباب سے جدا ہونے والا' موت کا پیالہ پینے والا' اپنے برے اعمال کا سامنا کرنے والا اور کریم کے حضور حاضر ہونے والا ہوں تم پھر رونے لگے۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں اور مشہور ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ اعلم۔

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ دراز قد تھے۔ بڑا سر' سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں تھے۔ سر کے بال سفید' ریش مبارک بہت زیادہ سفید تھی۔ آپ کا لباس عدن کے اچھے کپڑے کا ہوتا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک پڑھانے کے لئے بیٹھتے تو غسل فرماتے۔ خوشبو استعمال فرماتے۔ لوگوں کو آواز اونچا کرنے سے منع فرماتے۔ جب اپنے گھر تشریف فرما ہوتے تو تمام تر مصروفیت تلاوت قرآن کریم ہوتی۔ بادشاہ آپ سے ڈرتے تھے۔ آپ مونچھیں مونڈنا مکروہ فرماتے تھے اور اسے عیب قرار دیتے اور اسے مثلہ سمجھتے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کے دن علماء کرام سے انہیں چیزوں کا سوال ہوگا جن چیزوں کا سوال انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہوگا۔ نیز فرمایا مسجد میں منافقوں کی حالت چڑیوں کی طرح ہے جو کہ پنجرے میں ہوں۔ جب دروازہ کھلا تو اڑ گئیں۔ پچیس سال تک جماعت میں حاضر نہ ہو سکے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ باہر آنے سے آپ کو کون سی چیز روکتی ہے۔ فرمایا یہ ڈر کہ کہیں برا کام دیکھوں جسے روکنے کی ضرورت پڑے (اور نہ روک سکوں) امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس معاملے میں آپ سے درگزر کیا گیا کیونکہ آپ مجتہد ہیں۔ اگر آپ کے علاوہ کوئی اور ایسا کرتا تو اسے اس پر قائم نہ رہنے دیا جاتا۔

فرمایا کہ جب کوئی اپنی تعریف کرنے لگے تو اس کی وجاہت ختم ہو جاتی ہے۔ کسی مسئلہ میں آپ نہ یا ہاں فرماتے تو آپ سے یوں نہیں کہا جاتا تھا آپ نے ایسا کس دلیل سے فرمایا۔ آپ نے ۹۰۰ شیوخ سے علم حاصل کیا جن میں سے ۳۰۰ تابعین ہیں۔

علم کیا ہے؟

آپ نے فرمایا علم' کثرت روایت کا نام نہیں۔ وہ تو ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ علم کی طلب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا بہت خوب۔ لیکن یہ دیکھ کہ صبح سے شام تک تجھے کیا لازم ہے پس اسی کو لازم کر۔

علم پر استقامت اور مقام ادب

جب جعفر بن سلیمان نے جبری طلاق کے بارے میں آپ کو سزا دی اور آپ کو اونٹ پر سوار کر کے کہا کہ اپنے متعلق اعلان کریں تو آپ نے فرمایا خبردار جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچان لیا اور جو مجھے نہیں پہچانتے تو میں مالک بن انس ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ مجبور کی طلاق کچھ نہیں۔

جعفر کو یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا انہیں پکڑ لو اور اونٹ سے نیچے اتار دو۔ آپ نے فرمایا کہ جو علم طلب کرے اس پر واجب ہے کہ باوقار ہو' مطمئن اور خوف خدا رکھنے والا ہو۔ عالم کو ایسے شخص کے پاس علم کی بات نہیں کرنا چاہئے جو اس کی بات نہیں مانتا کیونکہ

یہ علم کی توہین ہے۔

مدینہ عالیہ ننگے پاؤں پیدل چلتے اور فرماتے کہ میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں کہ اس خاک پر میری سواری کے قدم آئیں جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مطرف سے فرمایا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ دوست تعریف کرتا ہے جبکہ دشمن بدگوئی کرتا ہے۔ فرمایا لوگ اسی طرح رہے ہیں۔ ان کے دشمن بھی رہے اور دوست بھی۔ لیکن ہم تمام زبانوں کی ایک دوسرے کی پیروی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

آپ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "الرحمٰن علی العرش استوىٰ" کے معنی پوچھے گئے تو آپ کو پسینہ آ گیا۔ سر جھکا لیا۔ ہاتھ کی لکڑی سے زمین کریدنے لگے۔ دیر بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ اس کی کیفیت عقل سے وراء ذات حق کا استواء ثابت' اس پر ایمان واجب' اس کے متعلق سوال کرنا بدعت اور گمان کرتا ہوں کہ تو بدعتی ہے۔ پس آپ نے حکم دیا اور اسے باہر نکال دیا گیا۔

آپ کی ولادت ۹۳ھ میں اور وفات ۱۹۹ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت امام ابوحنیفہ النعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۱۵۰ھ میں ستر برس کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کے زمانے میں صحابہ کرام میں سے چار شخصیات موجود تھیں۔ حضرت انس بن مالک' عبداللہ ابن ابی اوفی' سھل بن عبداللہ اور ابوالطفیل اور آپ سب سے آخر میں فوت ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور آپ نے ان میں سے کسی سے علم حاصل نہیں کیا۔ (اقول و باللہ التوفیق۔ یہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تحقیق ہے اور یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس مقام پر فائز ہونے کے متعلق دو نظریات میں سے ایک نظریہ ہے۔ جبکہ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ آپ نے چند ایک صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کا شرف حاصل کیا بلکہ ان سے روایت کا شرف بھی حاصل کیا۔ چنانچہ تبلیض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں امام جلال الملۃ والدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد الطبری المقری الشافعی کے جزء کے حوالے سے نقل فرمایا قال ابوحنیفہ: لقیت من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سبعۃ وھم انس بن مالک و عبداللہ بن ابی اوفی و عبداللہ بن جزء الزبیدی و جابر بن عبداللہ و معقل بن یسار و اثلتہ ابن الاسقع و عائشتہ بنت عجرد. یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سات صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ان کے اسماء گرامی مذکورہ بالا ہیں اور پھر ان سے مرویات کا بھی ذکر فرمایا۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

مسند قضاء سے پرہیز - آزمائش اور استقامت

آپ کو مروان کے زمانے میں مسند قضا سنبھالنے پر مجبور کیا گیا اور آپ کے سر پر شدید ضربیں لگائی گئیں لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔ جب آپ کو رہا کیا گیا تو فرمایا مجھے سزا سے زیادہ اپنی والدہ محترمہ کا غم تھا اور جب امام احمد بن حنبل اس واقعہ کا ذکر کرتے تو آپ پر گریہ طاری ہو جاتا اور آپ کے لئے رحمت کی دعا فرماتے۔ پھر اس کے بعد آپ کو ابوجعفر نے مجبور کیا اور کوفہ سے بغداد بلایا تو آپ نے انکار فرمایا اور فرمایا کہ میں قاضی نہیں بنوں گا۔ تو اس نے آپ کو جیل میں ڈال دیا اور وہیں آپ کی وفات

ہوئی اور خلیفہ منصور نے قید خانہ سے آپ کو کئی مرتبہ نکالا اور دھمکایا۔ لیکن آپ برابر فرماتے رہے کہ اے منصور! اللہ سے ڈر اور صرف اسی کو قاضی مقرر کر جو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں خوشنودی کے وقت امن میں نہیں ہوں غضب کے وقت کیسے امن میں رہوں گا۔ ایک قول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ دو یا تین دن قاضی رہے۔ پھر چھ دن بیمار رہے پھر فوت ہو گئے۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ منصور نے حضرت امام ابوحنیفہ، ثوری، مسعر اور شریک رحمہم اللہ تعالیٰ کو بلا بھیجا۔ تا کہ انہیں قاضی مقرر کرے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہارے متعلق ایک تخمینہ لگاتا ہوں۔ میں تو حیلہ بنا کر چھوٹ جاؤں گا۔ مسعر جان بوجھ کر احمق بن جائیں گے اور یوں بچ جائیں گے۔ سفیان بھاگ جائیں گے اور شریک اس عہدے میں ملوث ہو جائیں گے اور اسی طرح ہوا اور مسعر جان بوجھ کر یوں احمق بنے کہ آپ نے داخل ہوتے ہی منصور سے کہا تیرا اور تیرے اہل وعیال کا کیا حال ہے؟ تیرے لدس ں اور جانوروں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اسے باہر نکال دو یہ تو پاگل ہے اور جب سفیان ثوری کو شریک کی خبر پہنچی کہ وہ قاضی مقرر ہو گئے ہیں تو انہوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا اور فرمایا کہ تجھے بھاگ جانا ممکن تھا لیکن تو بھاگا نہیں۔

خصائل امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اچھے لباس اور اچھی مہک والے، نہایت سخی اور دوستوں سے اچھا سلوک کرنے والے تھے۔ جب اپنے گھر آتے یا باہر نکلتے تو خوشبو سے پتہ چل جاتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی نماز پڑھتا ہوں اپنے استاد محترم شیخ حماد کے لئے اور ہر اس شخص کے لئے دعا کرتا ہوں، جس سے میں نے علم حاصل کیا یا جسے میں نے پڑھایا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کنبہ ہیں۔ آپ رات کو نہیں سوتے تھے اور کثرت سے نماز پڑھنے کی وجہ سے آپ کو وتد یعنی میخ کہتے تھے۔ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ اپنے مقروض کی دیوار کے سائے میں نہیں بیٹھتے تھے اور فرماتے کہ ہر وہ قرض جس پر نفع لیا جائے وہ سود ہے اور عام راتوں میں ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھ لیتے تھے۔ آپ کا رونا سنائی دیتا تھا یہاں تک کہ پڑوسیوں کو آپ پر رحم آتا۔ جس جگہ آپ کا وصال ہوا وہاں آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت فرمائی کہ آپ نے چالیس سال تک پانچوں نمازیں ایک ہی وضو کے ساتھ ادا فرمائیں اور ہمیشہ ظہر اور عصر کے درمیان گھڑی بھر آرام فرماتے اور سردیوں میں رات کے پہلے حصے میں گھڑی بھر سوتے۔ آپ نے فرمایا کہ جب قاضی رشوت لے تو وہ معزول ہے اگرچہ بادشاہ اسے معزول نہ کرے۔

آپ سے سوال کیا گیا کہ علقمہ اور اسود میں سے کون افضل ہے؟ تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم ہم تو ان کا ذکر کرنے کے قابل نہیں ہیں ان کے درمیان فضیلت کا تعین کیسے کریں؟

آپ نے فرمایا کہ مرجئہ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ ان سے نافرمانوں کے متعلق پوچھا گیا کہ آخرت میں ان کا ٹھکانہ کہاں ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی سپرد ہے پس ان کا نام مرجئہ رکھا گیا کہ انہوں نے گنہگاروں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف مؤخر کر دیا۔ کیونکہ کفار جہنم میں ہیں اور ایمان والے جنت میں۔ ایک یہودی آپ کا پڑوسی تھا۔ اس کے بیت الخلاء کا پرنالہ

امام ابوحنیفہ کے گھر پر گرتا تھا۔ آپ دس سال تک اس سے گرنے والا کوڑا کرکٹ اٹھا کر ڈھیر پر ڈالتے رہے لیکن یہودی کو کبھی پتہ نہ چلا۔ اسے جب یہ بات معلوم ہوئی بہت رویا۔ پھر حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے یہاں تک کہ اس ستون کی طرح ہو جائے پھر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے پیٹ میں جو داخل ہوتا ہے حلال ہے یا حرام ایسی عبادت ہرگز قبول نہیں ہو گی۔

میں پچاس سال سے لوگوں کا ہم نشین ہوں لیکن مجھے ایسا شخص نہ مل سکا جو میری لغزش معاف کر دے۔ یا جب میں نے اس سے قطع تعلقی کی تو وہ مجھے ملا ہو یا اس نے پردہ پوشی کی ہو یا غصے کے وقت میں نے اسے امانت دار پایا ہو۔ پس ان میں مشغول ہونا بڑی حماقت ہے۔

اگر دنیا کو صرف اس لئے برا سمجھا جاتا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاتی ہے تو اسے برا جاننے میں یہی کافی ہے۔ روٹی کے ساتھ نمک شہوت ہے۔ وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا گیا۔ پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا۔ فرمایا مجھے بخش دیا۔ کیا علم کی وجہ سے؟ فرمایا علم کی کئی شرائط اور آداب ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو انہیں بجا لائیں۔ پھر آپ کو کس وجہ سے بخشا گیا؟ فرمایا اس وجہ سے کہ لوگوں نے میرے متعلق وہ کچھ کہا جو مجھ میں نہ تھا۔

جس پر اس کی شرم گاہ بے وقعت ہے اس کا دین بھی بے وقعت ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی بات نہ کرے جو صرف اس کے گمان میں ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ دنیا میں پرہیزگار فقیہ سے زیادہ عزت والا کوئی نہیں۔

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو فرمایا کہ تجھے میری محبت سے کوئی شے روکنے والی نہیں۔ تو میرا چچازاد بھی نہیں اور پڑوسی بھی نہیں نچلی سطح کے لوگ وہ قصہ بیانی والے لوگ ہیں جو کہ لوگوں کے مال کھانے کو ایسا کرتے ہیں۔

کسی قاضی کو منصب قضا پر ایک سال سے زیادہ نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ جب وہ ایک سال سے زیادہ اس منصب پر رہتا ہے تو اس کی فقاہت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ کے مناقب کثیر ہیں اور مشہور۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ وہ شخص سعادت مند ہے جسے اللہ تعالیٰ گمنام رکھے۔ نیز فرمایا کہ میں نے خواب میں رب العزت کی زیارت کی تو میں نے عرض کی اے میرے پروردگار! تیرے حضور قرب حاصل کرنے والوں نے کس افضل عمل سے تیرا قرب حاصل کیا۔ فرمایا اے احمد! میری کلام کی بدولت۔ میں نے عرض کی سمجھ کر یا سمجھے بغیر۔ فرمایا سمجھ کر بھی اور سمجھے بغیر بھی۔

جب آپ کے پاس کوئی حدیث پاک پہنچتی جبکہ آپ تنہا ہوتے تو اسے بیان نہ فرماتے جب تک آپ کے ساتھ کوئی اور نہ ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ یحییٰ بن معین اور عبداللہ بن داؤد کا معمول بھی ایسا ہی تھا۔ واللہ اعلم۔ آپ نے فرمایا کہ نظر کے ڈر سے حضرت یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما السلام نے شادی کی۔ اتباعِ سنت اور بدعت سے پرہیز کرنے میں آپ کی مثال پیش کی جاتی تھی۔ آپ رات کا قیام کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ ایک دن رات میں آپ ایک قرآن کریم ختم فرماتے تھے اور اسے لوگوں سے چھپائے

رکھتے تھے۔

ابوعصمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات امام احمد رضی اللہ عنہ کے ہاں بسر کی۔ آپ نے پانی لا کر میرے پاس رکھ دیا۔ صبح کے وقت دیکھا کہ پانی اسی طرح پڑا ہے۔ فرمانے لگے تعجب ہے کہ ایک شخص علم حاصل کرے اور رات میں اس کا ورد نہ ہو۔

امام احمد بن حنبل کے معمولات

آپ صاف سفید لباس پہنتے۔ اپنی مونچھوں، سر کے بالوں اور اپنے جسم کی نگہداشت کرتے۔ آپ کی مجلس آخرت کے لئے خاص ہوتی کسی امر دنیا کا ذکر تک نہ ہوتا۔ آپ شادی میں بادشاہوں کے ہاں اور ختنے کے موقعہ پر تشریف لاتے اور کھانا کھاتے۔ آپ کی والدہ کے پاس کپڑے نہ تھے۔ آپ کے پاس زکوٰۃ آئی مگر آپ نے لوٹا دی اور فرمایا لوگوں کی میل کچیل کی نسبت کپڑوں کے بغیر رہنا ان کے لئے بہتر ہے اور یہ چند دن ہیں پھر ہم یہاں سے چلے جائیں گے جب بھوک لگتی تو روٹی کا خشک ٹکڑا لے کر غبار دور کر کے پیالے میں رکھ کر پانی ڈال دیتے یہاں تک کہ تر ہو جاتا پھر اسے نمک کے ساتھ کھا لیتے۔ بعض اوقات آپ کے لئے ہانڈی میں مسور اور چربی پکائی جاتی۔ زیادہ تر آپ کا سالن سرکہ ہوتا۔ جب راہ چلتے تو کوئی آپ کے ساتھ چل نہیں سکتا تھا۔

جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کا قارورہ طبیب کو پیش کیا گیا۔ اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ ایسے شخص کا قارورہ ہے جس کے جگر کو غم واندوہ نے ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔ بچپنے سے ہی آپ ساری رات بیدار رہتے۔ تنہائی پر لوگوں میں سب سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔ آپ کو جو بھی دیکھتا یا مسجد میں یا جنازے میں یا بیمار پرسی میں۔ بازاروں میں چلنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ہر دن رات میں تین سو رکعت نفل آپ کا معمول تھا۔ جب آپ کو کوڑے مارے گئے تو جسم کمزور ہو گیا تو دن رات میں ڈیڑھ سو رکعت ادا کرتے۔ آپ نے پانچ حج کئے جن میں سے تین حج پیدل کئے۔ ہر حج میں بیس درہم خرچ کرتے۔

راہ حق میں آپ کی استقامت

جب مصیبت کے ایام میں آپ کو کوڑے مارنے والے کے روبرو پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ابوالہیثم عیار نامی ایک شخص سے آپ کی مدد فرمائی۔ وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے احمد! میں فلاں چور ہوں۔ مجھے اٹھارہ ہزار کوڑے مارے گئے کہ چوری کا اقرار کر لوں مگر میں نے اقرار نہ کیا حالانکہ میں جانتا تھا کہ جھوٹا ہوں پس آپ بچیں کہیں کوڑے کی گرمی سے گھبرا نہ جائیں جبکہ آپ تو حق پر ہیں۔ پس امام احمد کو جب کوڑے مارنے سے درد ہوتا تو چور کی بات ذہن میں لے آتے بعد ازاں آپ ہمیشہ اس کے لئے دعائے رحمت فرماتے۔ جب امام احمد خلیفہ متوکل کے پاس آئے تو متوکل نے اپنی ماں سے کہا کہ گھر اس شخص کی بدولت روشن ہوا پھر نفیس کپڑے منگوا کر آپ کو پہنائے گئے تو آپ رونے لگے اور فرمایا کہ میں ساری عمر ان سے بچا رہا یہاں تک کہ جب میری اجل قریب آ گئی تو مجھے ان کی اور ان کی دنیا کی آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ پھر وہاں سے باہر نکل کر وہ لباس اتار پھینکا۔

آپ صوم وصال رکھتے۔ ہر تین دن کے بعد کھجور اور ستو سے روزہ افطار کرتے۔

مسئلہ خلق قرآن کا فتنہ اور آپ کی شدید آزمائش

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام احمد رضی اللہ عنہ کو اٹھائیس ماہ جیل میں رکھا گیا۔ وہاں آپ کو ہر رات کوڑے مارے جاتے یہاں تک کہ غشی طاری ہو جاتی۔ تلوار کے ساتھ کچوکے لگائے جاتے پھر زمین پر ڈال دیا جاتا اور پائمال کیا جاتا اور اسی طرح ہوتا رہا حتیٰ کہ معتصم مر گیا اور اس کے بعد واثق حکمران بنا اور امام احمد پر معاملہ شدید ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شہر میں نہیں رہوں گا جس میں لادینیت کا دور دورہ ہو۔ وہاں چھپ کر وقت گزارا۔ نماز وغیرہ کے لئے بھی نہیں نکلتے تھے حتیٰ کہ واثق بھی مر گیا اور متوکل حکمران بنا۔ پس امام احمد سے مصیبت ٹلی۔ آپ کو حاضر کرنے اور آپ کا اعزاز و اکرام کرنے کا حکم دیا گیا اور اطراف و اکناف میں اس فتنے کو ختم کرنے اور سنت کو ظاہر کرنے کے احکام بھیجے گئے اور یہ کہ قرآن مخلوق نہیں ہے اور معتزلہ کے فتنے کی آگ بجھی جو کہ بدعتی گروہوں میں سب سے زیادہ شریر تھے۔

احمد بن عسان کہتے ہیں کہ جب امام احمد کے ساتھ مجھے مامون کی طرف لے جایا گیا۔ ہمیں خادم ملا جو کہ رو رہا تھا اور اپنے آنسو پونچھ رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اے ابوعبداللہ! آپ پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے مجھ پر سخت گراں ہے۔ امیر المومنین نے وہ تلوار نیام سے نکال رکھی ہے جو پہلے کبھی نہیں نکالی اور قتل والا وہ فرش بچھا رکھا جو کہ کبھی نہیں بچھایا گیا پھر اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میری قرابت کی قسم میں احمد اور اس کے ساتھی سے تلوار علیحدہ نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہ کہیں کہ قرآن مخلوق ہے۔ پس امام احمد گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور آپ نے اپنی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور دعا مانگی۔ ابھی رات کا پہلا تہائی حصہ نہیں گزرا تھا کہ اچانک ہم نے چیخ و پکار سنی۔ ہمارے پاس اس کا خادم آیا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اے احمد! آپ نے سچ فرمایا کہ قرآن کریم' اللہ کی کلام' غیر مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم مامون مر گیا۔

اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ملا۔ اس نے کہا اے احمد! بچ کر رہنا کہ کہیں آپ کا آنا مسلمانوں پر منحوس ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بطور ترجمان آپ کو پسند کیا ہے اور لوگ صرف آپ کی گفتگو کے منتظر ہیں۔ اسی کے مطابق وہ کہیں گے۔ تو امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا اللہ و نعم الوکیل. جب انہوں نے آپ کو قید میں ڈالا آپ کے دونوں پاؤں میں چار بیڑیاں ڈالیں۔

ابن ابوداؤد نے جو کہ خلیفہ کی طرف سے امام احمد کے ساتھ جھگڑنے پر مامور تھا خلیفہ سے کہا کہ (معاذ اللہ) احمد گمراہ اور بدعتی ہے۔ پھر امام احمد کی طرف منہ کر کے کہتا ہے کہ خلیفہ نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ تجھے تلوار سے قتل نہیں کرے گا وہ تو کوڑے مار مار کر تجھے ہلاک کرے گا۔ پس وہ لوگ امام احمد کے ساتھ دن رات مناظرہ کرتے رہے یہاں تک کہ خلیفہ تنگ آ گیا۔ جب معاملے نے طول کھینچا تو ابن ابی داؤد نے کہا اے امیر المومنین! اسے قتل کر دے اور اس کا خون ہماری گردنوں پر رہا۔ خلیفہ نے ہاتھ اٹھا کر امام احمد کے چہرے پر تھپڑ مارا آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ خلیفہ کو امام احمد کے ہم نواؤں سے اپنے بارے میں خطرہ محسوس ہوا تو اس نے نگوایا اور امام احمد کے چہرے پر چھینٹے مارے۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوڑے مارنے کے لئے لایا گیا جبکہ لوگ خلیفہ کے سامنے کھڑے تھے کہ ایک شخص نے مجھے

کہا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں لکڑیوں کے سرے تھامے رکھیں اور دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ مجھے اس کی بات سمجھ نہ آئی۔ میرے دونوں ہاتھ اکھڑ گئے۔ کہتے ہیں کہ امام احمد رضی اللہ عنہ وفات تک دونوں ہاتھوں کی وجہ سے درد محسوس کرتے رہے اور کوڑے مارنے کے بعد کئی سال تک امام احمد کے سرینوں سے گوشت اور چمڑا کاٹتے رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت بشر بن الحارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بھٹی میں ڈال کر امام احمد کو آزمایا گیا آپ سرخ سونا بن کر نکلے۔ ہیثم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام احمد رضی اللہ عنہ اپنے زمانے والوں پر اللہ کی حجت ہیں اور فضیل اپنے زمانے والوں پر اور اسی طرح ہر زمانے کا معاملہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک شخص میں خیر کی سو عادات ہوں اور وہ شراب پیتا ہو تو سب مٹ جاتی ہیں۔ اس سے علم مت حاصل کرو جو کہ اس کے دنیا کا طالب ہے۔ آپ کا پڑوسی بیمار ہو گیا۔ آپ نے عیادت نہ فرمائی۔ تو آپ کے بیٹے نے عرض کی کہ آپ ہمارے پڑوسی کی بیمار پرسی کیوں نہیں فرماتے۔ فرمایا بیٹے! اس نے ہماری عیادت نہ کی کہ ہم اس کی عیادت کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل میں جس قدر احادیث آئی ہیں کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ کے لئے وارد نہیں ہوئیں۔ (الصواعق المحرقہ میں ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم تھا کہ خارجیوں کا فتنہ رونما ہونے والا ہے اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر آپ نے مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل زیادہ ارشاد فرمائے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کے پاس فقیر بھیجا۔ اس نے کہا کہ اے احمد! آسمانوں اور عرش کے اردگرد کی دنیا آپ سے خوش ہے کہ آپ نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا پابند رکھا ہے۔ آپ کے مناقب کثیر ہیں اور مشہور۔ آپ ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے جبکہ آپ پورے ۷۷ سال مکمل کر چکے تھے۔ جب آپ بیمار ہوئے تو عیادت کے لئے لوگوں کا اور جانوروں کا آپ کے دروازے پر ہجوم رہتا حتیٰ کہ سڑکیں اور راستے پر ہو گئے اور جب روح پرواز کر گئی تو گریہ زاری کی آوازیں بلند ہوئیں۔ دنیا آپ کی وفات سے کانپ اٹھی۔ آپ کی نماز جنازہ کے لئے اہل بغداد کو صحرا کی طرف نکلنا پڑا۔ شرکاء جنازہ میں ۸ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں تھیں اور یہ گنتی ان لوگوں کے علاوہ ہے جو کہ راستوں' کشتیوں اور چھتوں پر تھے اور یوں وہ دس لاکھ سے بھی زیادہ تھے اور ایک روایت کے مطابق پچیس لاکھ کو پہنچ گئے تھے اور اس روز بیس ہزار یہودی' نصرانی اور مجوسی مسلمان ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابو محمد سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور سات سال کی عمر میں علم حدیث حاصل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس سے تو نفع حاصل نہ کر سکے اسے نہ بھی پہچانے تو کوئی حرج نہیں۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے ایک بھائی کو لکھا کہ اے میرے بھائی! کیا تیرے لئے ابھی وقت نہیں کہ لوگوں سے وحشت محسوس کرے۔ ہم نے ایسے حضرات کی زیارت کی کہ جب ان میں سے کوئی چالیس برس کو پہنچ جاتا تو جان پہچان والوں سے یوں بے توجہ ہو جاتا کہ گویا اس کی عقل صحیح نہیں رہی اور یہ موت کی تیاری کی شدت کی وجہ سے ہوتا۔ جب آپ کو کسی چیز کا عطیہ دیا جاتا تو فرماتے کہ فلاں کو دے دو وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔

ملفوظات

جس نے تکلیف پر صبر کیا اور تقدیر پر راضی ہوا اس کا کام مکمل ہو گیا۔ کسی شخص کو اتنا شر ہی کافی ہے کہ اپنے میں کوئی خرابی دیکھے اور اس کی اصلاح نہ کرے۔ دو خصلتوں کا علاج مشکل ہے۔ لوگوں کے پاس کی دولت کی طمع ترک کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص پیدا کرنا۔ جب میرا دن ایک بے وقوف کے دن جیسا ہو اور میری رات ایک جاہل کی رات جیسی ہو تو اس علم کو کیا کروں جسے میں نے لکھ رکھا ہے۔ جس کی عقل زیادہ کی گئی اس کا رزق کم کر دیا گیا۔ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' دنیا میں بمنزلہ پانی ہے جس کے پاس نہ ہو وہ مردہ ہے اور جس کے پاس ہو وہ زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی انعام اس سے افضل نہیں کیا کہ انہیں کلمہ طیبہ کی پہچان عطا فرمائی اور آخرت میں کلمہ طیبہ اس طرح ہے جس طرح دنیا میں پانی۔

جو شخص من غشنا فلیس منا یعنی جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں اور اس جیسی دوسری احادیث کی شرح یوں کرے کہ مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سیرت اور ہمارے اچھے طریقے پر نہیں ہے اس نے بے ادبی کی کیونکہ اس کی شرح میں خاموشی اختیار کرنا ڈانٹ ڈپٹ کے لئے زیادہ مؤثر ہے۔ دنیا میں زہد صبر کرنا اور موت کی انتظار کرنا ہے اور حرملہ کہتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے میرے لئے جو کی روٹی اپنی آستین سے نکالی اور فرمایا کہ لوگوں کی باتوں کو چھوڑ دو۔ ۶۰ سال سے میرا یہی کھانا ہے۔

یہ حب دنیا سے نہیں کہ تو ایسی چیز طلب کرے جس کے بغیر چارہ نہیں۔ زمزم کا پانی خوشبو کی طرح ہے اسے لوٹایا نہ جائے۔

قرض سے غیبت شدید ہے

جب مسلمان کا دل مقروض کے ساتھ لٹکا رہتا ہے جب تک کہ ادا نہ ہو تو غیبت کرنے والے کا کیا حال ہو گا کیونکہ قرض ادا کر دیا جاتا ہے جبکہ غیبت ادا نہیں ہو سکتی اور اگر ایک شخص کسی کے مال میں سے کچھ لے لے پھر اس کی موت کے بعد اس سے پرہیز کرے تو اس کے ورثاء کو دے دے ہمارا فیصلہ ہے کہ یہ اس کا کفارہ ہو جائے گا اور اگر اس کی غیبت کی پھر اس سے پرہیز کرے اور اس کی موت کے بعد اس کے ورثاء اور تمام جہان والوں کے پاس حاضر آئے پس وہ اسے معاف کر دیں تو اسے معافی نہیں ہو گی۔ مسلمان کی عزت اس کے مال سے زیادہ شدید ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت فرمائی کہ کسی کو کسی گناہ کے ساتھ عار نہ دلائیں۔

انبیاء علیہم السلام کا ایک راز ہے۔ علماء کرام کا ایک راز ہے اور بادشاہوں کا ایک راز ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام اپنا راز عام لوگوں پر ظاہر فرما دیں تو منصب نبوت کی عظمت مجروح ہو جائے اگر علماء کرام عوام پر اپنا راز کھول دیں تو ان کا علم فساد کی نذر ہو جائے اور اگر بادشاہ عوام پر اپنا راز منکشف کر دیں تو ان کے ملک میں فساد برپا ہو جائے۔

علم اگر تجھے نفع نہ دے تو نقصان دے گا۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو دعا مانگتے' اے میرے اللہ! اس میں جو کوتاہی ہوئی مجھے معاف فرما۔ طالب علم اس وقت تک عقل مند نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے آپ کو سب مسلمانوں سے کم تر نہ سمجھے۔ جب تو جھگڑا کیے اور بادشاہ کے پاس گئے بغیر اپنا حق پا نہ سکے تو اسے چھوڑ دے جبکہ تجھے اپنے دین کی سلامتی کی امید ہو۔ کتنے ایسے لوگ ہیں جو دنیا سے بے رغبتی ظاہر کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی حالت پر مطلع ہے کہ وہ اس سے محبت کرنے والے ہیں۔

ضرورت چھپانا شرعاً مطلوب ہے کیونکہ یہ اچھے اعمال میں سے ہے اور یہ نفس پر انتہائی گراں اعمال میں سے ہے۔

جہاد کے دس حصے ہیں۔ دشمن کے خلاف جہاد کرنا ایک حصہ ہے اور نفس کے ساتھ جہاد کرنا نو حصے ہیں۔

اہل اللہ اس لئے معروف ہوئے کہ انہوں نے غیر معروف رہنا پسند کیا۔

نماز کے لئے اذان ہونے سے پہلے آؤ اور برے غلام کی طرح نہ ہونا کہ جب تک بلایا نہ جائے نہیں آتا۔

تجھے اس علم سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں جس پر تو عمل نہیں کرتا۔

سال اول میں گزرا ہوا شریر تمہارے آج کے اچھوں سے اچھا ہے۔

جس زمانے میں لوگ ہمارے جیسوں کے محتاج ہوں گے وہ برا زمانہ ہوگا۔

آپ ۱۰۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہوئے اور ۱۹۸ھ میں ۹۱ برس کی عمر میں وہیں فوت ہوئے اور حجون میں دفن کئے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت شعبہ بن الحجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو روایت اور حدیث میں امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم قاریوں کے ساتھ شیطان اسی طرح کھیلنے لگ گیا ہے جس طرح بچہ اخروٹ کے ساتھ کھیلتا ہے تو جو قاری نہیں ہیں ان کا کیا حال؟ آپ نے اللہ تعالیٰ کی یہاں تک عبادت کی کہ ہڈیوں پر چمڑا خشک ہو گیا درمیان میں گوشت نہ رہا۔ ہمیشہ روزہ رکھا۔ جو شخص آٹھ درہم کا لباس پہنتا اسے عیبی قرار دیتے اور فرماتے کہ تو نے چار درہم کی قمیص کیوں نہ خریدی جبکہ چار درہم خیرات کر دیتا۔ عرض کی گئی کہ ہم ایک قوم کے ساتھ رہتے ہیں ان کے لئے زینت اختیار کرتے ہیں۔ فرمایا ہم ان کے لئے کس چیز کے ساتھ زینت اختیار کریں۔

جب کسی سائل کا آپ کے پاس سے گزر ہوتا تو گھر جاتے جو کچھ ملتا اس کے لئے باہر لے آتے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اگر محتاجوں اور تنگ دستوں کے لئے مجھے سوال نہ کرنا ہوتا تو کسی کے ساتھ کبھی نہ مل بیٹھتا۔

حضرت شعبہ کے کپڑوں کا رنگ مٹی جیسا ہوتا۔ جب اپنی جلد کو کریدتے تو اس سے مٹی اڑتی۔ جب سائل کو عطا کرنے کے لئے کچھ نہ پاتے تو اپنا گدھا اسے دے دیتے اور خود پیدل چلتے۔ جب کشتی میں بیٹھتے تو کشتی کے تمام مسافروں کا کرایہ خود ادا کرتے۔ آپ کے گدھے اور اس کی زین اور لگام کی قیمت سترہ درہم لگائی گئی۔ آپ کے کپڑوں کی قیمت لگائی گئی جو دس درہم کے برابر نہ ہوئی جو کہ قمیص، نیچے باندھنے کی اور اوپر لینے کی چادر تھی۔ مہدی نے آپ کے لئے تیس ہزار درہم بھیجے آپ نے اسی مجلس میں تقسیم فرما دیئے۔ ایک درہم بھی اپنے پاس نہ رکھا حالانکہ اہل خانہ کو روٹی تک کی ضرورت تھی۔ آپ ۱۶۰ھ میں ستانوے برس کی عمر میں بصرہ میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم۔

حضرت مسعر بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ تقدیر ان پر کیا مصیبت نازل کرے گی تو وہ اپنے پروردگار اور اس کے فیصلے سے محبت کی وجہ سے اس کا استقبال کریں تو واقع ہونے کے بعد اسے کیونکر ناپسند کریں گے؟ جب

آپ مصحف شریف کھولتے اور اس میں کسی قوم کا واقعہ دیکھتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عذاب دیا تو عرض کرتے الٰہی میرے دل میں ان کا رحم آ گیا ہے چاہے تو مجھے معاف فرما چاہے عذاب دے۔ فارغ نہ بیٹھو موت تمہیں تلاش کر رہی ہے۔

نماز کے بعد شعر پڑھتے اور فرماتے نفس ایسا ہوتا ہے اور ایسا ہوتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ مدینہ عالیہ میں رہنے والوں میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا جو ان میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے وہی سب سے بڑا فقیہ ہے۔ ہر رات آدھا قرآن کریم پڑھ کر سوتے تھے۔ جب اپنے ورد سے فارغ ہوتے تو اپنی چادر لپیٹ لیتے پھر ہلکی سی اونگھ لیتے پھر اس شخص کی طرح گھبرا کر اٹھ جاتے جس کی کوئی قیمتی چیز گم ہو جائے اور وہ اسے تلاش کر رہا ہو۔ مسواک فرماتے پھر وضو کرتے اور فجر تک قبلہ کی طرف متوجہ رہتے۔ اپنے علم کو چھپانے کی کوشش کرتے اور فرماتے کہ میں خواہش رکھتا ہوں کہ کسی غمگین رونے والے کی آواز سنوں۔

آپ سے عرض کی گئی کیا آپ پسند کریں گے کہ کوئی شخص آپ کو آپ کے عیبوں کی خبر دے؟ فرمایا اگر وہ خیر خواہ ہو تو ضرور اور اگر صرف میری مذمت کا ارادہ رکھتا ہے تو نہیں۔ جب آپ کو قیامت کا دن یاد آ جاتا تو اس قدر روتے کہ حاضرین محفل پر رقت طاری ہو جاتی۔ آپ اپنی والدہ کی خدمت کرتے تھے اور فرماتے کہ اگر میری والدہ نہ ہوتی تو میں سوائے شدید ضرورت کے مسجد سے جدا نہ ہوتا۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت، مسجد سے نکلتے وقت، نماز پڑھتے روتے اور بیٹھے روتے۔

مرض الوصال میں آپ کے پاس سفیان ثوری رضی اللہ عنہ آئے اور کہا اے مسعر! یہ گھبراہٹ کیسی؟ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تو تمنا کرتا ہوں کہ مجھے ابھی موت آ جائے تو انہیں حضرت مسعر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے سفیان! جب تو آپ کو اپنے عمل پر مکمل اعتماد ہے۔ لیکن میں تو اللہ کی قسم گویا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوں۔ نہ جانے کہاں گرتا ہوں۔ سفیان رونے لگے اور کہا اے بھائی! تو مجھ سے زیادہ خوف خدا رکھنے والا ہے اور سفیان ثوری جب بھی ان سے حدیث بیان کرتے تو کہتے مجھے ابوسلمہ نے خبر دی۔ مسعر کہنے سے شرماتے تھے۔

آپ کی پیشانی میں بکری کے گھٹنے کی طرح سجدوں کا نشان تھا۔ فرماتے کہ اس عالم کی تعریف نہیں کرنی چاہئے جو کہ بادشاہ کے عطیے وصول کرتا ہے اور پکی اینٹ کے ساتھ اپنا گھر بناتا ہے۔ آپ کی والدہ نے عشاء کے بعد پانی طلب کیا۔ آپ باہر نکلے اور پانی کا پیالہ لے کر آئے تو انہیں سوتا ہوا پایا تو صبح تک ہاتھ میں پیالہ لئے ان کے بیدار ہونے کی انتظار کرتے رہے۔

جب ابوجعفر منصور نے آپ کو مسند قضا سونپنے کے لئے طلب کیا تو فرمایا اے امیر المومنین! ذرا ٹھہریئے۔ میرے اہل خانہ کو ایک درہم کے برابر چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ میں تمہارے لئے خرید کر لاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آپ کی خریداری پسند نہیں۔ تو جب میرے گھر والے ایک درہم کی شے کی میری خریداری پسند نہیں کرتے حیرت ہے کہ امیر المومنین مجھے مسند قضا سونپ رہے ہیں تو اس نے آپ کو معاف کر دیا اور کہنے لگا کہ اے مسعر! اگر مسلمانوں میں آپ جیسا کوئی ہوتا تو میں پیدل چل کر اس کے پاس حاضر ہوتا۔

آپ نے فرمایا کہ جو سرکے اور سبزی پر راضی ہوا لوگ اسے ذلیل نہیں کر سکتے۔ والدین کا اپنے اہل وعیال پر خوشی سے ہنسنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلواروں کے جہاد سے افضل ہے۔ آپ کے پاس جب کوئی دعا کرانے کے لئے آتا تو اسے فرماتے: تو دعا کر میں آمین کہوں گا کیونکہ اصل دعا تو صاحب حاجت کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسی ہی

روایت پہنچی ہے حالانکہ آپ قبولیت دعا میں مشہور تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرض کا شکوہ برا نہیں

فرمایا کہ طبیب کے پاس عارف کا اپنی مرض کا شکوہ کرنا اپنے پروردگار کا شکوہ نہیں کیونکہ وہ تو طبیب کے سامنے اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اثر کو بیان کرتا ہے۔ آپ دعا فرماتے کہ اے میرے اللہ! جو ہمارے متعلق اچھا گمان کرے یا ہم اس کے متعلق اچھا گمان کریں تو ہمارے اور اس کے گمان کو سچا کر دے اور رونے لگتے۔ فرمایا کہ رات کا قیام مومن کے لئے قیامت کے دن کا نور ہے جو اس کے آگے اور پیچھے دوڑے گا اور دن کا روزہ بندے کو جہنم کی آگ سے دور کر دیتا ہے۔

آپ کثرت سے روتے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ آگ تو صرف میرے جیسوں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ جو شخص آپ کو تکلیف دیتا تو اسے بددعا دیتے کہ اللہ تعالیٰ اسے محدث یا مفتی بنا دے۔ نیز فرمایا کہ قیامت کے دن منادی ندا دے گا۔ اے اللہ تعالیٰ کی تعریف وثناء کرنے والے! تو صرف وہی کھڑا ہوگا جو قل ھو اللہ احد کی کثرت سے تلاوت کرتا رہا۔ لوگوں کی قباحتوں کو زیادہ پہچاننے والا کانا ہے۔

آپ ۱۵۵ھ میں کوفہ میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت علی اور حضرت حسین پسران صالح بن حی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دونوں حضرات عابد وزاہد تھے۔ دونوں نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ایک تہائی میں علی قیام کرتے پھر سو جاتے اور ان کے بعد حسین قیام کرتے پھر وہ بھی سو جاتے اور آخری تہائی میں ان کی والدہ قیام فرماتیں۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو ان کا تہائی حصہ دونوں نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ پس دونوں پوری رات قیام کرتے۔ پھر علی فوت ہو گئے تو حسین ساری رات قیام کرتے اور ہر ایک اپنے قیام میں تہائی قرآن کریم کی تلاوت کرتا۔ جب ان کی والدہ اور علی دونوں فوت ہو گئے تو حسین ہر شب قرآن پاک ختم فرماتے اور حسین جب سائل کو دینے کے لئے گھر میں کچھ نہ پاتے تو اسے آگ کا شعلہ ہی دے دیتے اور فرماتے کہ اسے کسی قوم کے ہاں لے جا ہوسکتا ہے کہ تجھے کوئی چیز دے دیں جو تجھے کافی ہو اور جب کسی کو نصیحت کرنے کا ارادہ فرماتے تو اسے آمنے سامنے وعظ نہ فرماتے بلکہ کسی کاغذ پر لکھ کر اسے دے دیتے۔ آپ نے فرمایا ملے جلے رزق والا کبھی فلاح نہیں پاتا۔ کسی نے آپ سے لوگوں کے قول "الکریم لا یستقصی" کی دلیل پوچھی یعنی کریم آخری حد تک نہیں پہنچتا۔ تو فرمایا اس کی دلیل ارشاد خداوندی "عرف بعضهٗ و اعرض عن بعض" ہے۔ یعنی آپ نے اس خاتون کو بعض بات بتا دی اور بعض سے چشم پوشی فرمائی۔

ملفوظات

جب عالم اپنے رب سے نہیں ڈرتا تو وہ عالم ہی نہیں۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ صرف اچھی نیت کے ساتھ کھائے' پیئے' بولے اور چلے۔

میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں کہ تکلف کے ساتھ نیند کروں یہاں تک کہ خود نیند ہی مجھے گرا دے۔ آپ کسی سے کچھ بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے مسجد کو لازم کیا اور اسے جو دیا گیا

قبول کر لیا تو اس نے مانگنے میں مبالغہ کیا۔

فرمایا: اہل فارس کو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر ایک جن نے دی جو کہ کتے کی شکل میں تھا اور یہ اس لئے کہ وہ فارس کے کتوں میں سے ایک کتے کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ مجھے کھانا کھلا میں تجھے ایک خبر سناؤں گا۔ تو اس نے اسے کھانا کھلایا تو اس نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نمازی کا ستر کیا ہے؟ فرمایا تقویٰ۔ عرض کی گئی نماز کو کون سی چیز قطع کرتی ہے؟ فرمایا بدکاری۔ آپ کا بیٹا آپ کے پاس مسجد میں آتا اور کہتا کہ میں بھوکا ہوں آپ اسے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی پلاتے رہتے حتیٰ کہ وہ شام کو چلا جاتا۔ آپ کی ایک لونڈی تھی اس کے سوت کاتنے سے جو کی روٹی حاصل کر کے کھاتے۔ جب ناک جھاڑتے تو شدت خوف کی وجہ سے خون نکلتا۔

فرمایا: ہم نے پرہیزگاری کی تفتیش کی تو سب سے کم، زبان کے استعمال میں پائی۔ جب قبرستان دیکھتے تو غش کھا کر گر پڑتے۔ جنازہ کے ساتھ جاتے اور دیکھتے کہ لوگ میت کو قبر میں داخل کر رہے ہیں تو غشی طاری ہو جاتی اور میت کی چارپائی پر اٹھا کر ہی آپ کو واپس لایا جا سکتا۔ جب روتے تو لوگ اہل مصائب کے رونے کی طرح آپ کی آہ و بکا سنتے۔

فرمایا: نیک عمل کرنا جسم میں قوت، دل میں نور اور آنکھوں کی روشنی ہے جبکہ برا کام کرنا جسم میں کمزوری، دل میں تاریکی اور نگاہ کی روشنی ختم کرنا ہے۔ انسان پوری طرح دین کی سمجھ حاصل نہیں کرتا حتیٰ کہ اس سے خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے دنیا سمیٹ لے اور اس کے معاصرین کو دے دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ۱۵۴ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے اور ان سے تیرہ سال بعد حسین فوت ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

آپ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ادب میں آپ کو حضرت سفیان ثوری سے مقدم سمجھا جاتا تھا اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی پوری کوشش کی کہ سال میں تین دن اسی طرح گزاروں جیسے ابن مبارک گزارتے ہیں مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ آپ صحابہ کرام اور تابعین علیہم الرضوان کی سیرتوں کے مطالعہ کو اپنے زمانے کے علماء کے حضور بیٹھنے پر ترجیح دیتے تھے۔

ملفوظات

جب ۲۰۰ھ ہو تو لوگوں سے بھاگو سوائے اس حاضری کے جو کہ فرض ہے جب تم میں سے کوئی شخص اتنا قرآن کریم پڑھ لے جس سے نماز ادا کر سکے تو علم حاصل کرنے میں مصروف ہو جائے کیونکہ قرآن پاک کے معانی اسی سے معلوم ہوں گے۔ ہمارے زمانے میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا جسے میں پہچانوں کہ خوش دلی سے نصیحت قبول کرتا ہے۔ عالم کی شرط یہ ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل میں کھٹکے تک نہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کمینہ صفت کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو اپنے دین کو معیشت کا ذریعہ بنائیں۔ ایک شخص کیسے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ علم والا ہے حالانکہ وہ خوف خدا اور زہد میں سب سے کم ہے۔

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس کی علامت یہ ہے کہ اسے کتے سے بھی ذلیل سمجھے۔ جس نے اپنا دن ذکر پر ختم کیا اس کا دن

ذکر والا لکھا گیا اور آپ اس عمل کو پوری کوشش سے اپناتے۔ فرمایا: کئی عمل چھوٹے ہوتے ہیں جنہیں نیت بڑا بنا دیتی ہے اور کئی عمل بڑے ہوتے ہیں جنہیں نیت چھوٹا کر دیتی ہے۔

آپ اپنی کلام کے ان دو شعروں کی مثل تھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ دین کو صرف بادشاہوں' برے عالموں اور صوفیوں نے بدلا۔ قوم مردہ لاش پر عیش کر رہی ہے۔ علم والوں کے لئے اس کی بدبو ظاہر ہو رہی ہے۔

مسکین ابن آدم پر پانچ فرشتے مقرر ہیں دو فرشتے رات کو اور دو دن کو آتے جاتے رہتے ہیں اور پانچواں رات دن میں کسی وقت بھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔

جب آپ کو کسی چیز کی خواہش ہوتی تو مہمان کے بغیر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے کہ ہمیں روایت پہنچی ہے کہ مہمان کے کھانے پر کوئی حساب نہیں اور ابن مبارک کا دسترخوان ایک یا دو ریڑھیوں پر اٹھایا جاتا اور ابو اسحاق طالقانی نے فرمایا کہ میں نے دو اونٹ دیکھے جو کہ ابن مبارک کے دسترخوان کے لئے بھنی ہوئی مرغیوں سے لدے ہوئے تھے۔ آپ اپنے شاگردوں کو فالودہ اور حلوہ کھلاتے اور خود سارا دن روزے سے ہوتے۔ آپ کبھی حمام میں داخل نہ ہوئے۔ ایک دفعہ آپ سے کہا گیا کہ مال کم ہو گیا ہے کیونکہ لوگوں کے عطیے کم ہو گئے ہیں تو فرمایا اگر مال کم ہو گیا ہے تو عمر بھی تو ختم ہو رہی ہے۔

۴۰۰۰ حدیثوں سے چار کلمات کا انتخاب

فرمایا کہ چار ہزار احادیث سے چار کلمات چنے گئے ہیں۔ کسی عورت پر اعتماد نہ کر۔ مال سے دھوکا نہ کھا۔ اپنے معدے پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہیں اور علم صرف وہی حاصل کر جو تجھے نفع دے۔

جب آپ کو اپنے شاگردوں کے متعلق خبر پہنچتی کہ انہوں نے کوئی مسئلہ آپ کی طرف منسوب کیا ہے تو انہیں پیغام بھیجتے کہ اسے چھری کے ساتھ کرید ڈالو اور فرماتے کہ میں کون ہوں کہ میرا قول لکھا جائے۔

گمنامی کو پسند کرنے والا اور شہرت کو برا جاننے والا ہو اور اپنے نفس سے یہ پسند نہ کر کہ تجھے گمنامی پسند ہے اس سے تیرا نفس اونچا ہو گا تیری طرف سے زہد کا دعویٰ تجھے زہد سے نکال باہر کرتا ہے۔

زہد کا بادشاہ رعیت کے بادشاہ سے زیادہ باعظمت ہے کیونکہ رعایا کا بادشاہ لوگوں کو صرف ڈنڈے سے جمع کرتا ہے جبکہ زاہد لوگوں سے بھاگتا ہے تو وہ اس کے پیچھے آتے ہیں۔

عالم ربانی بادشاہ ہے

جب ہارون الرشید الرقتہ آیا۔ عبداللہ بن مبارک بھی وہاں آئے۔ لوگ آپ کی طرف اٹڈ کر آ گئے۔ جوتے ٹوٹ گئے۔ گرد و غبار اٹھ رہا تھا۔ امیر المومنین کی ام ولد نے قصر الخشب کے برج سے جھانکا۔ جب لوگوں کا زبردست ہجوم دیکھا تو کہنے لگی یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ خراسان کے عالم دین ہیں۔ تو اس نے کہا اللہ کی قسم یہ ہے بادشاہ نہ کہ ہارون الرشید جس کی طرف لوگوں کو کوڑے' ڈنڈے' پولیس اور دیگر مددگاروں کے ذریعے جمع کیا جاتا ہے۔

جب آپ وعظ کی کتابوں سے کچھ پڑھ لیتے یوں روتے گویا ذبح کی ہوئی گائے ہے۔ کوئی شخص آپ کے قریب آنے کی

جرات نہ کرتا اور نہ ہی کچھ پوچھ سکتا۔ آپ سے کہا گیا کہ اہل علم کا ایک گروہ لوگوں سے زکوٰۃ لیتا ہے تو فرمایا کہ پھر ہم کیا کریں۔ اگر انہیں روکیں تو علم طلب کرنے سے رک جائیں گے اور اگر ہم انہیں رخصت دیں تو علم حاصل کر لیں گے اور علم حاصل کرنا افضل ہے۔

علماء کے لئے درسِ عبرت

فرمایا: ایک مشکوک درہم لوٹا دوں تو میرے نزدیک ساٹھ کروڑ درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ تواضع کیا ہے؟ فرمایا مال داروں پر تکبر کرنا اور آپ کو اسماعیل بن علیۃ کے متعلق خبر پہنچی کہ انہیں صدقات کا متولی بنایا گیا ہے تو آپ نے انہیں اشعار لکھ بھیجے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اے علم کو باز بنانے والے جو کہ بادشاہوں کے اموال کا شکار کرتا ہے۔

تو نے دنیا اور اس کی لذتوں کے لئے ایسا حیلہ اختیار کیا ہے جو دین کو ختم کر دیتا ہے۔

اس کی وجہ سے تو پاگل ہو گیا حالانکہ تو پاگلوں کا علاج تھا۔

تیری وہ روایات اور اقوال کہاں ہیں جو کہ بادشاہوں کے دروازوں کو لازم کرنے کی تردید میں تھے۔

اگر تو کہے کہ مجھے مجبور کیا گیا ہے تو بات یوں نہیں۔ اصل میں شیخ کا گدھا گارے میں پھسل گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رضی اللہ عنہ کے پاس یوسف بن اسباط کی عبادت کا ذکر کیا گیا جس کی وہ پابندی کرتے تھے تو فرمایا کہ تم نے ایسی قوم کا ذکر چھیڑا ہے جن کے ذکر سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔ لیکن تمام لوگ ایسا ہی کرنے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی خدمت کے لئے کون ہوگا مریضوں کی عیادت اور جنازوں میں حاضری کے لئے کون ہوگا اور اسی طرح آپ نے کچھ اور نیکیوں کا ذکر فرمایا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ فرشتوں کو کیسے معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے نیکی کا ارادہ کر لیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ اس کی مہک محسوس کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے طالب علم پر تعجب ہے کہ اس کا نفس اسے دنیا کی محبت کی طرف کیسے بلاتا ہے حالانکہ وہ اس علم پر ایمان رکھتا ہے جو اس کے پاس ہے۔ نیز فرمایا کہ نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ آپ مرو سے شام صرف وہ قلم واپس کرنے کے لئے آئے جو آپ نے عاریتاً لیا تھا اور اپنے سامان میں بھول گئے۔ فرمایا قریب ہے کہ ادب دین کا دو تہائی ہو۔ آپ اپنے مصاحبین سے بہت کم اختلاف فرماتے اور شعر پڑھتے جن کا ترجمہ یہ ہے جب تو صحبت اختیار کرے تو ایسے کی صحبت اختیار کر جو عزت والا' پاکیزہ صفت اور حیاء و کرم والا ہو۔ اگر تو کسی چیز کی نفی کرے وہ بھی نفی کرے اور جب تو ہاں کرے وہ بھی ہاں کرے۔

تین شخصیات کا احترام لازم ہے

عقل مند کو لازم ہے کہ وہ تین شخصیات کو ہلکا نہ جانے۔ علماء کرام' عادل بادشاہ اور اپنے بھائی بند۔ کیونکہ جس نے علماء کرام کو ہلکا جانا اس کی آخرت گئی۔ جس نے بادشاہ کو ہلکا جانا اس کی دنیا گئی اور جس نے بھائیوں کو ہلکا جانا اس کی مروت گئی۔

تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ فلاں نے اللہ تعالیٰ پر کس قدر جرأت کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے ارفع ہے کہ کوئی اس پر جرأت کرے لیکن یوں کہے کہ فلاں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے متعلق کس نے دھوکے میں ڈال دیا۔ مردوں کی محارم داڑھیوں اور آستینوں میں اور عورتوں کی محارم قمیص کے نیچے ہیں۔ دنیا میں حصہ صرف آج کا کھانا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کبھی کوئی امانت نہیں رکھی جس میں اس نے خیانت کی ہو۔ جب کسی شخص کو وداع کرتے تو شعر پڑھتے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میرا غم اس احساس نے ہلکا کر دیا کہ ہمارے درمیان جدائی زندگی والی جدائی ہے موت والی نہیں۔

لوگوں سے مانگنے سے بچنے کے لئے دنیا کے مال کو روکنا کسی شخص کو مقام زہد سے باہر نہیں کرتا۔ آپ سے کہا گیا کہ شیبان کا گمان ہے کہ آپ مرجئہ کا مذہب رکھتے ہیں۔ فرمایا اس نے صحیح نہیں کہا میں تو تین باتوں میں مرجئہ سے اختلاف کرتا ہوں کیونکہ ان کا گمان ہے کہ ایمان قول ہے عمل کے بغیر جبکہ میں کہتا ہوں کہ وہ قول اور عمل ہے۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ نماز کا تارک کافر نہیں جبکہ میں کہتا ہوں کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (جبکہ وہ فرضیت نماز کا منکر ہو) ان کا گمان ہے کہ ایمان کم وبیش نہیں ہوتا جبکہ میں کہتا ہوں کہ وہ کم وبیش ہوتا ہے۔ (اہل سنت ماتریدیوں کا مذہب ہے کہ ایمان زیادہ یا کم نہیں ہوتا بلکہ اسے مضبوطی اور کمزوری لاحق ہوتی ہے اور گھٹنے بڑھنے سے یہی مراد ہے۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

آپ ۱۸۱ھ میں جہاد سے واپس آتے ہوئے فوت ہوئے اور لب فرات واقع مشہور شہر ہیت میں دفن کئے گئے جبکہ آپ کی رہائش خراسان میں تھی۔ آپ کی ولادت ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی رؤاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیس سال سے آپ کی بینائی جاتی رہی لیکن آپ کے اہل خانہ اور بچوں تک کو معلوم نہ ہوا۔ شعیب بن حرب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبدالعزیز کی خدمت میں پانچ صد مجلسیں کیں مجھے گمان نہیں کہ بائیں طرف کے فرشتے نے آپ کے متعلق کچھ لکھا ہو اور یوسف بن اسباط فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالعزیز چالیس سال تک اس حالت میں رہے کہ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی۔

آپ سے کہا گیا کہ کیسے مزاج ہیں؟ تو رونے لگے اور فرمایا کہ اس کا حال اور مزاج کیسا ہوگا جو کہ موت سے بہت بڑی غفلت کا شکار ہے حالانکہ بے شمار گناہوں نے اسے گھیر رکھا ہے اور ہر گھڑی اس کی عمر میں اجل تیزی سے داخل ہو رہی ہے اور اسے معلوم نہیں کہ جنت کو جائے گا یا جہنم کو۔

آپ مکہ معظمہ میں ۱۵۹ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت ابوالعباس بن السماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

زاہد کی شرط یہ ہے کہ دنیا کی بے رخی سے خوش ہو۔ ہمارے اس دور میں وعظوں سے کان بہرے ہو چکے ہیں اور منفعتوں سے دل غافل نہ وعظ نفع دیتا ہے اور نہ واعظ نفع پاتا ہے۔

اے بھائی! فرض کر کہ ساری دنیا تیرے قبضے میں ہے۔ تو یہ دیکھ کہ موت کے وقت اس میں سے تیرے ہاتھوں میں کیا ہے۔

کتنے ایسے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے ہیں حالانکہ وہ خود اسے بھولے ہوئے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں مگر اس سے دور بھاگ رہے ہیں۔ کتنے کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے اثر سے خالی ہیں۔

آپ نے ۱۸۳ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن محمد بن النضر الحارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کثیر العبادت تھے۔ ایک شخص نے چالیس دن رات آپ پر نگاہ رکھی لیکن رات یا دن میں کسی وقت سوتا نہ پایا۔ حضرت یوسف بن اسباط فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعبدالرحمٰن جب فوت ہوئے میں غسل کے وقت حاضر ہوا اگر آپ کے جسم کا سارا گوشت جمع کیا جاتا تو ایک رطل تک نہ پہنچتا۔ (رطل۔ ایرانی پیمانے کے مطابق ایک سو مثقال کے برابر ہے جبکہ ہر مثقال ۲۴ چنوں کے برابر ہوتا ہے۔ منجد کے مطابق ایک رطل ۲۵۶۴ گرام کے برابر ہے) عبادت نے آپ کو روایت حدیث سے مصروف رکھا۔ جب آخرت کو یاد کرتے تو جوڑ بند کانپنے لگتے اور عرض کرتے یا سلام سلم. اے سلامتی عطا فرمانے والے تو ہی حفاظت فرما۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت محمد بن یوسف الاصبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن مبارک رضی اللہ عنہ آپ کو عابدوں اور زاہدوں کا دولہا کہتے تھے۔ اپنے آپ سے فرماتے کہ فرض کر تو قاضی ہے تو پھر کیا ہوگا؟ فرض کر کہ تو عالم ہے تو پھر کیا ہوگا؟ فرض کر کہ تو محدث ہے تو پھر کیا ہے؟ اصل کام اس کے علاوہ ہے۔ جب کسی نصرانی کو دیکھتے تو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے اس کی خاطر مدارات کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف چلے گئے اور ہم اس دنیا کے کوڑے کرکٹ کی طرف پہنچ گئے۔

آپ کی خدمت میں مال بھیجا گیا تا کہ اسے تقسیم فرما دیں آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ سلامتی پہلے ہے۔ رات کو آرام نہ فرماتے سردیوں میں نہ گرمیوں میں۔ لیکن گھڑی بھر کے لئے طلوع فجر کے بعد دراز ہو جاتے۔ پھر اٹھ جاتے اور وضو فرماتے۔ جب صبح ہوتی تو آپ کا چہرہ گویا دولہا کا چہرہ ہوتا۔ آپ ۱۸۴ھ میں کچھ اوپر تیس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

حضرت یوسف بن اسباط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ انتہاء تواضع یہ ہے کہ تو اپنے گھر سے نکلے جسے دیکھے اسے اپنے سے بہتر جانے۔ اگر کوئی شخص دنیا کو ایسے ترک کر دے جیسے اسے حضرت ابوذر غفاری اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما نے ترک کیا تو میں اسے زاہد نہیں کہوں گا۔ کیونکہ زہد صرف بالکل حلال چیزوں میں ہوتا ہے جبکہ آج بالکل حلال کا نشان تک نہیں ملتا۔ آپ چالیس سال تک ایسی حالت میں رہے کہ آپ کے پاس صرف دو قمیصیں تھیں۔ جب ایک دھوتے تو دوسری پہن لیتے۔ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بناتے اور گزر بسر کرتے حتیٰ کہ وصال فرمایا۔

ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو خلیفہ کے طبیبوں میں سے ایک طبیب کو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ کو معلوم نہ تھا۔ جب جانے لگا تو

آپ کو اس کے متعلق بتایا گیا۔ آپ نے فرمایا اس کی فیس کیا ہے۔ کہا گیا ایک دینار۔ فرمایا اسے یہ تھیلی دے دو۔ اسے کھولا گیا تو اس میں پندرہ دینار تھے۔ فرمایا یہ اسے دے دو اور فرمایا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ خلیفہ کی مروت فقراء سے بڑی ہے۔

فرمایا کہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جو شر سے بھاگتا ہے وہ اس سے بڑے شر میں گرتا ہے تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے تم سے پھیر دے۔ جس نے قرآن کریم پڑھا پھر دنیا کی محبت کی طرف مائل ہوا اس نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا۔ عالم پر خطرہ ہے کہ اس کا بہترین عمل اسے اس کے گناہوں سے بھی زیادہ نقصان پہنچائے۔ میں مصیصہ (دریائے جیحان کے کنارے طرسوس کے قریب واقع ایک شہر کا نام ہے) میں داخل ہوا وہاں کے لوگ میری طرف متوجہ ہوئے۔ مجھے دو سال تک اپنے دل کا پتہ ہی نہ چلا۔ کچھ اوپر ۱۹۰ھ میں فوت ہوئے جبکہ جسم پر گوشت کی معمولی مقدار بھی نہ تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت حذیفہ المرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے کوئی شخص قسم اٹھا کر کہے کہ تیرے عمل یوم حساب پر ایمان رکھنے والے کی طرح نہیں ہیں تو میں اسے کہوں گا تو نے سچ کہا۔ اپنی قسم کا کفارہ نہ دے۔ اگر تجھے یہ خوف نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے بہترین اعمال پر عذاب دے گا تو تو ہلاک ہونے والا ہے۔ اگر مجھے اپنے فلاں بھائی کے لئے تکلف کرنے کا خطرہ نہ ہوتا تو اس کے پاس ضرور جاتا۔ لیکن اسے میری طرف سے سلام پہنچا دو۔ نیکی کے کاموں میں سے میرے علم کے مطابق کسی شخص کا اپنے گھر بیٹھ رہنے سے افضل کوئی کام نہیں اور اگر ان فرائض کی خاطر باہر نہ آنے کے لئے کوئی حیلہ ہوتا جو مجھے بچا لیتا تو ایسا ضرور کرتا۔

آپ ۲۰۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت یمان بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ میرے سارے دوست مجھ سے اچھے ہیں کیونکہ وہ سب کے سب مجھے اپنے سے افضل سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم کے عالم کے لئے بری بات ہے کہ مچھر کے پر سے بھی کم چیز کے حصول کے لئے بھاگتا پھرے یا اس کے لئے دوسروں سے مزاحمت کرے۔

کرامت

آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی لیکن جب قرآن کریم کی تلاوت کا ارادہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ بینائی لوٹا دیتا۔ جب مصحف شریف واپس کر دیتے تو بینائی بھی ختم ہو جاتی۔ ایک شخص نے آپ کی عظمت کے خلاف بہت بدگوئی کی۔ لوگوں نے اسے منع کیا۔ فرمایا اسے چھوڑ دو کہ سکون حاصل کر لے۔ پھر دعا مانگی اے میرے اللہ میرا وہ گناہ معاف فرما جس کی وجہ سے اس شخص کو مجھ پر مسلط فرمایا اور آپ خس و خاشاک کے ڈھیروں سے چیتھڑے اٹھا کر دھو کر پاک کرتے اور انہیں جوڑ کر ستر پوشی کے لئے استعمال کرتے اور فرماتے کل آگے چل کر دارالبقاء میں ہم لباس پہنیں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت مسلم بن میمون الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ طبریہ میں فوت ہوئے۔ فرمایا میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا تو حلاوت حاصل نہ ہوتی۔ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ اسے یوں پڑھ گویا کہ تو اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رہا ہے۔ تو حلاوت پیدا ہوگئی۔ پھر میں نے اس میں برکت چاہی تو کہا کہ اسے یوں پڑھ کہ گویا تو اسے جبرائیل امین علیہ السلام سے سن رہا ہے جو کہ نبی علیہ السلام پر نازل کر رہے ہیں۔ حلاوت زیادہ ہوگئی۔ پھر میں نے اسے کہا اسے یوں پڑھ کہ گویا تو رب العالمین سے سن رہا ہے تو پوری حلاوت آ گئی۔

آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے حلال طلب کیا اسے مہمان کی تواضع کے لئے ایک پوری روٹی نہ ملی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابوعبیدہ الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دفعہ آپ نے اپنے دوستوں کو لکھا کہ تم ایسے دور میں ہو جس میں پرہیزگاری کم ہوگئی ہے اور علم میں خرابی آ گئی ہے۔ لوگوں نے علم والے ہونے کی حیثیت سے معروف ہونے کو پسند کیا لیکن علم پر عمل نہ کرنے میں مشہور ہونا پسند نہ کیا۔ پس اس میں اپنی رائے کے مطابق گفتگو کرنے لگے تا کہ اپنی خطاؤں کو اچھا کر دکھائیں تو ان کے گناہ ایسے ہیں جن کی بخشش طلب نہیں کی جاتی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے ستر سال تک آسمان کی طرف اپنی نگاہ نہیں اٹھائی۔ آپ سورۃ القارعہ کی تلاوت نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی سن سکتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابوبکر بن عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

فرمایا دنیا سے محبت کرنے والے مسکین سے ایک درہم گر پڑتا ہے تو صدمے سے سارا دن انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا رہتا ہے حالانکہ اس کی عمر اور اس کا دین گھٹ رہا ہے جس کا اسے کوئی غم نہیں۔ بولتے رہنے کا کم سے کم نقصان شہرت ہے اور یہی مصیبت کافی ہے۔

آپ پرہیزگار زاہد تھے۔ فرمایا کہ میں نے ایک قبیح شکل کی کبڑی بڑھیا دیکھی جو تالیاں پیٹ رہی ہے اور اس کے اردگرد مخلوق اس کی پیروی میں تالیاں بجا رہی ہے۔ جب میرے پاس سے گزری تو میری طرف منہ کر کے کہنے لگی۔ ہائے افسوس اگر تو میرے قابو آ جاتا تو تیرا حشر یہی ہوتا جو کہ ان کا ہے۔ پھر آپ رونے لگے۔

میں نے ۲۸ ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا اور میں تمنا کرتا ہوں کہ کاش یہ میری ایک لغزش سے درگزر کا سبب بن جائے جو مجھ سے سرزد ہوئی۔ آپ ۱۹۳ھ میں ۹۳ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابوعلی الحسین بن یحییٰ النخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ جہنم میں کوئی گھر، گڑھا، بیڑی، طوق اور زنجیر ایسا نہیں جس پر اس کے صاحب کا نام نہ لکھا ہوا ہو۔ فلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم. حضرت نعمان کی حکمت میں سے یہ ہے کہ تیرے دسترخوان پر بیٹھنے والا یا رغبت کرنے والا ہوگا، یا ڈرنے والا۔ جو تجھ سے خوف محسوس کرنے والا ہے اسے قریب کر اور اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آ اور اس کے پیچھے سے

آنکھ کا اشارہ کرنے سے پرہیز کر اور جو تجھ میں رغبت کرتا ہے تو باطن کی صفائی سے اسے ہشاش بشاش ہو کر مل اور مانگنے سے پہلے اسے عطا کر کیونکہ تو نے جب اسے سوال کرنے پر مجبور کیا تو تو نے اپنی عطاء کے مقابلے میں اس کی وجاہت دوگنا لے لی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت وکیع بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ زہد صرف حلال میں ہوتا ہے اور حلال گم ہو چکا۔ تو دنیا کو مردار کی جگہ سمجھ کر اس میں سے اتنا لے لے جس سے تیرا کام چل سکے۔ اگر حلال ہوگا تو تو نے اس میں زہد اختیار کیا اور اگر حرام ہے تو صرف اسی قدر لیا جس سے کام چل سکے۔ کیونکہ اس میں سے تیرے لئے اسی قدر حلال ہے اور اگر مشکوک ہو تو اس کا عتاب تھوڑا ہوگا (امام شعرانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں) کہ ''حلال گم ہو چکا'' کا مقصد یہ ہے کہ اپنے مال اور مقام کے اعتبار سے۔ کیونکہ یہ حضرات اس سے پیشتر دسویں ہاتھ کی تفتیش واجب سمجھتے تھے اور جس نے دسویں ہاتھ کی تفتیش نہیں کی اس کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کی راہ ایسی پونجی ہے جس میں صرف سچا آدمی ہی بلندی حاصل کرتا ہے۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ ہر رات قرآن کریم ختم کرتے۔ جب کوئی شخص آپ کو ستاتا تو اپنے سر پر مٹی ڈالتے اور فرماتے کہ اگر مجھ میں گناہ نہ ہوتا تو یہ مجھ پر مسلط نہ کیا جاتا۔ پھر کثرت سے استغفار کرتے یہاں تک کہ وہ ستانے والا آپ سے رک جاتا۔ آپ کی ولادت ۱۲۹ھ میں ہوئی اور وفات ۱۹۷ھ میں جبکہ آپ حج سے واپس آرہے تھے۔ آپ کو عراق کے راستے میں دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر ۶۶ برس تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ہر رات قرآن کریم ختم فرماتے۔ نصف قرآن کریم سے تہجد ادا کرتے۔ آپ کے خدام آپ کے حضور یوں بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ ایک دفعہ آپ کے حلقہ میں بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص ہنس پڑا تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص علم طلب کرتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔ یہ شخص دو ماہ تک میرے پاس بیٹھ نہیں سکتا۔ تو دو ماہ تک اسے حاضر ہونے سے روک دیا۔ پھر اس نے معافی مانگی۔ تو فرمایا علم کی طلب اس طرح چاہیئے کہ آدمی روئے کیونکہ وہ اس سے اپنے نفس پر حجت قائم کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ بہت کم ہے کہ عمل کا ارادہ ہو۔

ایک شب صبح تک قیام فرمایا پھر بستر پر گر پڑے اور اس کے نرم ہونے کی وجہ سے صبح کی نماز سوتے ہوئے رہ گئی۔ دو ماہ تک بستر چھوڑ دیا۔ فرمایا آج مجھے صرف اس مسلمان پر رشک آتا ہے جو قبر میں ہے۔ ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸ھ میں وصال ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت محمد بن اسلم الطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے فرمایا کہ سواد اعظم کی پیروی کو لازم کرو۔ آپ سے کہا گیا کہ سواد اعظم کون ہے؟ فرمایا عالم دین یا وہ ''آدمی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ کے طریقے پر کاربند ہوں۔ اس سے مراد صرف مسلمان نہیں ہیں۔ تو جو شخص ان دو آدمیوں یا ایسے ایک آدمی کے ساتھ ہو اور اس کی پیروی کرے تو وہ جماعت ہے اور جس نے اس کی مخالفت کی تو اس نے اہل

جماعت کی مخالفت کی۔

آپ اپنے نفلی اعمال کو چھپاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں انہیں کراماً کاتبین سے چھپانے کی طاقت رکھتا تو ضرور چھپاتا۔ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو گریہ طاری ہو جاتا۔ حتیٰ کہ پڑوسیوں کو آپ پر رحم آتا۔ جب باہر آتے چہرہ دھوتے اور سرمہ لگاتے۔ رات کے وقت منہ چھپا کر خیرات لے کر باہر نکلتے کہ آپ کو کوئی پہچانے نہیں۔ سیاہ جو استعمال فرماتے اور فرماتے کہ یہ گندگی کے برتن میں جائے گا یعنی پیٹ۔

آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص کھانا خریدے اور اس کا ذائقہ اور مہک خوب ہو پھر اسے کوڑے کرکٹ میں ڈال دے تو تم کہو گے یہ پاگل ہے جبکہ تم سے ایک شخص دن رات ایسا ہی کرتا ہے یعنی اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے لیکن اپنے آپ اسے ہنسی نہیں آتی۔ ۲۲۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت محمد بن اسماعیل البخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ باعمل علمائے کرام میں سے تھے۔ آپ کے ذکر کے وقت نزول رحمت مانگا جاتا ہے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ بار بار بیت الخلاء جانے سے بچنے اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اس قدر بھوک برداشت کی کہ آپ کی یومیہ خوراک ایک کھجور یا ایک بادام تک پہنچ گئی۔

آپ کی ولادت بخارا میں ۱۹۴ھ میں ہوئی اور عید الفطر کی رات ۲۳۶ھ میں وصال فرمایا اور سمرقند سے دو فرسنگ پر واقع بستی خرتنگ میں دفن کئے گئے۔ فرمایا کہ میرے نزدیک تعریف کرنے والا اور برا کہنے والا دونوں برابر ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میری حاضری ہو تو وہ مجھے اس بارے میں پرسش نہیں فرمائے گا کہ میں نے کبھی کسی کی غیبت کی۔ آپ نے کبھی خرید وفروخت نہیں کی۔ پرہیزگار اور زاہد تھے۔ تاریکی میں سوتے کئی دفعہ رات میں بیس بیس مرتبہ چراغ چلانے کے لئے اٹھتے اور احادیث لکھتے پھر اپنا سر رکھ دیتے۔

ہر رات کے آخری حصے میں وتر ملا کر تیرہ رکعت ادا کرتے۔ رمضان پاک کی راتوں میں اپنے شاگردوں کو تہائی قرآن کریم کے ساتھ نماز پڑھاتے ہر تیسرے دن ختم فرماتے اور فرماتے کہ ہر ختم کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے۔ اپنی صحیح میں ہر حدیث لکھنے کے بعد دو رکعت نفل اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر ادا کرتے۔ آپ صرف اپنے باپ کے مال سے کھاتے تھے کیونکہ وہ حلال تھا اور آپ کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے مال کا کوئی حرام یا مشکوک درہم میرے علم میں نہیں اور آپ کے مناقب بے شمار ہیں اور مشہور۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت یزید بن ہارون الواسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت احمد بن سنان نے فرمایا کہ میں نے کبھی کوئی عالم دین آپ سے اچھی نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا۔ یوں قیام فرماتے جیسا کہ ایک ستون۔ آپ نے فرمایا کہ جو بے وقت' سرداری طلب کرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ وقت پر بھی حرام کر دیتا ہے۔ کچھ اوپر چالیس سال تک آپ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد صبح تک کھڑے نماز ادا کرتے رہے۔ آپ کی دونوں آنکھیں خوشنما تھیں

آپ روتے رہتے یہاں تک کہ ایک آنکھ ختم ہوگئی جبکہ دوسری پر پردہ آ گیا۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ وہ دونوں خوشنما آنکھیں کہاں ہیں۔ تو فرمایا کہ بوقت سحر غموں کی گریہ زاری سے ختم ہوگئیں۔ آپ ۲۸۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ آدمی کی پرہیزگاری اس کی گفتگو سے پہچانی جاتی ہے۔ سب نیکیوں کو کوئی نہ کوئی چیز داغ دار کر دیتی ہے سوائے زبان کی حفاظت کے کیونکہ یہ ایسی نیکی ہے کہ اسے کوئی چیز داغ دار نہیں کر سکتی اور یہ اس لئے کہ ایک شخص کبھی نماز روزہ کثرت سے کرتا ہے اور افطاری حرام کے ساتھ کرتا ہے۔ رات کا قیام کرتا ہے اور اس سے ریا کاری کرتا ہے اور جب زبان کی حفاظت کرے گا تو بیہودہ گفتگو اور جھوٹی گواہی میں نہیں پڑے گا۔ مجھے امید ہے کہ اس کا سب عمل اچھا ہو جائے گا۔

اگر میرے پاس ایک حلال درہم ہوتا تو میں اس سے گندم خریدتا پھر اس کے ستو بناتا پھر بیماروں کو پلاتا تو ہر مریض جو کچھ پی لیتا اسے اللہ تعالیٰ شفا بخشتا۔ فرمایا: اگر کسی کے دو کام درست ہو جاتے تو باقی سب کام بھی درست ہو جاتے۔ ان کی نماز اور زبان۔ جس کی زبان درست ہوگئی اس کے سارے کام درست ہو گئے۔ مجھے نیکی کی سو خصلتوں کا علم ہے جن میں سے مجھ میں ایک بھی نہیں۔ آپ نے ۱۳۹ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عبداللہ بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ابن عون فرماتے تھے کہ ہمارے اس دور میں کسی عقل مند کو نہیں چاہئے کہ کسی کو ملامت کرے۔ کیونکہ اگر اس نے اسے ملامت کی تو وہ اس کے بعد اس کام سے بھی زیادہ شدید کام کرے گا جس پر اسے ملامت کی گئی۔ ابن بکار نے فرمایا کہ میں نے ابن عون کو کبھی کسی سے مزاح فرماتے نہ دیکھا کیونکہ آپ اپنے آپ میں اور اپنے انجام کی سوچ میں مصروف رہتے۔

جب نماز فجر ادا کر لیتے تو قبلہ رخ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سورج کے طلوع ہونے تک مصروف رہتے۔ پھر اپنے خدام کی جانب متوجہ ہوتے اپنی زبان پر قبضہ رکھتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے دوسرے دن افطار کرتے۔ اچھی مہک اور اچھے لباس والے تھے۔ اپنے گھر میں تنہا خاموش اور متفکر بیٹھے رہتے۔ کبھی حمام میں داخل نہ ہوئے۔ اسے پسند نہیں کرتے تھے کہ کسی کو آپ کے اچھے اعمال واخلاق میں سے کسی چیز کا بھی پتہ چلے۔

والدین کا ادب

ابن مہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ کی صحبت میں چوبیس سال رہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ملائکہ نے آپ پر ایک غلطی بھی لکھی ہو۔ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے۔ ان کے ساتھ مل کر کبھی بھی ایک برتن میں نہ کھایا۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ ڈرتا ہوں کہ کہیں کسی لقمہ پر ان کی نظر پہلے پڑ جائے جسے میں اٹھا لوں۔ ایک دفعہ آپ کی والدہ نے کسی کام کے لئے آواز دی تو آپ نے اونچی آواز کے ساتھ لبیک کہا۔ اس دن آپ نے دو غلام آزاد کئے

تا کہ اس بات کا کفارہ ہو جائے کہ والدہ کی آواز سے آپ کی آواز اونچی ہو گئی۔ آپ کے کئی مکان تھے۔ رہنے والوں کے لئے اذن عام تھا اور مسلمانوں میں سے کسی سے کرایہ نہ لیتے صرف اس خطرے کی بناء پر کہ کہیں کرایہ مانگتے وقت انہیں دھکا بیٹھیں۔ ۱۵۱ھ میں آپ واصل بحق ہوئے۔

حضرت عبداللہ الصوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ نے فرمایا کہ صادقین کے اعمال دلوں کے ساتھ ہوتے ہیں جبکہ ریاکاروں کے اعمال ظاہری اعضاء کے ساتھ ہوتے ہیں۔

دل میں ایک ایسا درد ہے جسے اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر شفاء نہیں ہوتی۔

جس نے اپنے نفس پر ایسی چیز کو لازم کر لیا جس کی ضرورت نہیں اس نے اپنے ان احوال کو ضائع کر لیا جن کی اسے ضرورت ہے۔

جب تو اپنی کلام سے خود نفع نہیں لیتا تو اس کے ساتھ دوسرے کو کیا نفع ہوگا؟

جس نے سنتوں سے بے توجہی کی وہ بدعتوں میں مبتلا ہوا۔

جس نے اہل طریقت میں سے ہونے کا دعویٰ کیا وہ اس کے آداب کو عمل میں لانے سے قاصر رہا اور نہیں مرتا جب تک کہ ذلیل وخوار نہ ہو اور جس نے اپنا نام اہل طریقت کی فہرست سے مٹا دیا وہ نہیں مرتا جب تک کہ لوگ سواریوں پر بیٹھ کر اس کی طرف رخ نہ کریں۔

کئی عبودیت کے دعوے کو چھپاتے ہیں اور ان پر اوصاف ربوبیت کے سوا کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔

اہل اللہ کے عظیم اخلاق میں سے ہے کہ لوگ تیری بدگمانی سے محفوظ رہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز العمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ عبادت گزار تھے۔ قبرستان میں رہتے۔ لوگوں کی ہم نشینی سے جدا تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ قبر سے بڑا واعظ کوئی نہیں اور تنہائی سے زیادہ دین کا محافظ کوئی نہیں۔

خدا تعالیٰ سے تیری غفلت ہے کہ تو ایسی چیز سے گزرے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہ ہو پھر تو لوگوں سے ڈرتے ہوئے اس سے منع نہیں کرتا اور جس نے مخلوق سے ڈرتے ہوئے امر بالمعروف ترک کر دیا اس سے ہیبت خداوندی سلب کر لی جاتی ہے۔

ایک شخص اپنا مال بے جا صرف کرتا ہے تو اس پر پابندی لگانے کا حق بنتا ہے تو اس کا کیا حال ہے جو مسلمانوں کے مال بے جا خرچ کرتا ہے۔

آپ ۱۸۴ھ میں مدینہ عالیہ میں ۶۶ برس کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابواسحاق ابراہیم الہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے۔ توکل اور تجرید والوں میں سے تھے۔ قزوین میں وفات پائی۔

اہل ہرات آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ آپ نے اسباب وعلائق سے جدا ہو کر حج کیا۔ اس حج میں آپ کی یہ دعا تھی اے میرے اللہ! اہل ہرات کے اموال سے میری روزی منقطع فرما اور انہیں مجھ سے بے رغبت کر دے۔ چنانچہ حج سے واپسی کے بعد آپ پر کئی کئی دن بغیر کچھ کھائے پیئے گزر جاتے۔ جب ہرات کے بازار میں سے گزرتے تو لوگ آپ کو برا بھلا کہتے اور کہتے کہ یہ شخص ہر روز و شب میں اتنے درہم خرچ کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں جنگل میں کچھ کھائے پیئے اور کسی چیز کی خواہش کئے بغیر رہتا۔ میرے نفس نے مجھ سے جھگڑا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میرا ایک حال ہے۔ مجھے سمجھ نہ آئی کہ ایک شخص نے میری دائیں جانب سے میرے ساتھ بات کی کہ اے ابراہیم! اللہ عزوجل نے تیرے سر میں نظر فرمائی۔ پھر مجھے کہا کہ کیا تجھے پتہ ہے کہ یہاں کب سے میں نے کھایا پیا نہیں اور نہ ہی کسی چیز کی خواہش کی اور میں مصیبت زدہ از کار رفتہ ہوں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہا اسی (۸۰) دنوں سے اور میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں کہ تیرا خیال تک بھی آئے اور اگر میں اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھاؤں کہ یہ درخت میرے لئے سونا بنا دے تو ایسا کر دے گا اور یہ میرے لئے تنبیہ تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابونعیم الاصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حلیہ اور طبقات وغیرہ کتابوں والے۔ آپ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۳۰ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں اصفہان میں فوت ہوئے۔ اصفہان والوں نے آپ کو نکال دیا اور جامع مسجد میں بیٹھنے سے منع کر دیا۔ اصفہان پر سلطان محمود بن سبکتگین حکمران بنا اور اس نے اپنی طرف سے ان پر ایک حاکم مقرر کیا اور وہاں سے چلا گیا۔ اصفہان والے اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ پس محمود واپس آیا اور اس نے انہیں امان دی یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گئے۔ پھر اس نے ان میں سے نصف سے زیادہ کو قتل کر دیا اور اسے ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت قرار دیا جاتا تھا۔ آپ نے ۸۰ سال گزرنے کے بعد اپنی کتاب الحلیہ زبانی لکھوائی۔

عبادت گزار خواتین کی جماعت کا ذکر رضی اللہ عنہما

حضرت معاذۃ العدویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب دن ہوتا تو کہتیں کہ یہ میرا وہ دن ہے جس میں میری موت ہے پس شام تک نہ سوتیں اور جب رات ہوتی تو کہتیں کہ یہ میری وہ رات ہے جس میں میں مرجاؤں گی تو صبح تک نہ سوتیں اور جب نیند غلبہ کرتی تو کھڑی ہو جاتیں اور گھر میں چلتی پھرتیں اور فرماتیں اے نفس تیری نیند آگے ہے۔ پھر گھر میں صبح تک گھومتی رہتیں۔ ڈرتیں کہ کہیں غفلت اور نیند میں موت آ جائے۔ دن رات میں چھ سو رکعت ادا کرتیں۔ چالیس سال تک آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ جب سے آپ کے شوہر کا وصال ہوا بستر پر ٹیک نہ لگائی یہاں تک کہ فوت ہو گئیں۔ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کا شرف پایا اور ان سے روایت بھی کی۔

حضرت رابعۃ العدویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کثرت سے روتیں اور غمگین رہتیں اور جب جہنم کا ذکر سنتیں تو دیر تک غشی طاری رہتی اور فرماتیں کہ ہمارا استغفار بجائے خود استغفار کا محتاج ہے لوگ آپ کو جو کچھ دیتے لوٹا دیتیں اور فرماتیں مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں اور ۸۰ سال کو پہنچنے کے بعد یوں تھیں گویا پرانا مشکیزہ۔ جب چلتیں یوں معلوم ہوتا کہ گرتی ہیں۔ آپ کا کفن ہمیشہ آپ کے سامنے پڑا رہتا یعنی جائے سجدہ میں اور آپ کی سجدہ گاہ آپ کے آنسوؤں سے جمع شدہ پانی کی طرح تھی۔ آپ نے ایک دن حضرت سفیان کو سنا کہ کہہ رہے تھے "ہائے غم" تو فرمایا ہائے غم کی قلت۔ اگر تو غمگین ہوتا تو تجھے زندگی اچھی نہ لگتی۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں اور مشہور۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت ماجدۃ القرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ملفوظات)

جو حرکت سنائی دے یا جو قدم رکھا جائے مجھے تو یہی گمان ہوتا ہے کہ اس کے بعد میری موت ہے۔ عقل کس قدر کم ہو گئی کہ مکان میں رہنے والوں کے لئے نقل مکانی کا اعلان ہو چکا اور وہ حیران ہو کر مہلت میں پاؤں مار رہے ہیں گویا ان کے علاوہ کوئی اور مراد ہیں اور اعلان ان کے لئے نہیں۔

اطاعت کرنے والوں نے جنت میں داخلہ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی میں سے جو کچھ پایا اپنے بدن کو مشقت میں ڈال کر پایا۔

حضرت سیدہ عائشہ بنت جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جو کہ مصر کے قبرستان قرافہ کے دروازے کے ساتھ مدفون ہیں۔ آپ نے کہا مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم اگر تو نے مجھے

آگ میں داخل کیا تو اپنا عقیدۂ توحید اپنے ہاتھ میں لے کر جہنمیوں کا دورہ کروں گی اور کہوں گی میں نے اسے ایک مانا اس نے مجھے عذاب دیا۔ ۱۴۵ھ میں وصال فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت رباح القیسی کی بیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ساری رات قیام فرماتیں۔ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر جاتا تو کہتیں اے رباح! نماز کے لئے اٹھئے۔ وہ نہ اٹھتے تو خود قیام فرماتیں پھر آتیں اور کہتیں اے رباح! اٹھئے۔ نہ اٹھتے تو آخری چوتھائی حصہ رات میں قیام کر کے پھر ان کے پاس آتیں اور کہتیں اے رباح! اٹھئے۔ وہ نہ اٹھتے تو رات پوری ہونے پر ان کے پاس آتیں اور کہتیں اے رباح! اٹھئے رات کا لشکر چلا گیا اور آپ سوئے ہوئے ہیں۔ افسوس مجھے آپ کے متعلق کس نے دھوکا دیا۔ اے رباح تو نرا سرکش اور عناد والا ہے۔

آپ زمین سے ایک تنکا اٹھاتیں اور فرماتیں اللہ کی قسم میرے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے اور جب نماز عشاء ادا فرمالیتیں تو خوشبو لگاتیں اور اپنے کپڑے پہنتیں۔ پھر اپنے شوہر سے پوچھتیں کہ آپ کو حاجت ہے؟ اگر وہ کہتے نہیں۔ تو زینت والا لباس اتار دیتیں اور صبح تک نماز پڑھتیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت فاطمۃ النساء بوریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فاطمہ میری استاذ ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ ہر میدان میں سر کے بل آتا ہے اور ہر قسم کی بولی بولتا ہے اور جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ سچ کے سوا ہر بات سے گونگا کر دیتا ہے اور اسے اپنے سے حیا اور اخلاص لازم کر دیتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس عقیدے سے عمل کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے تو وہ مخلص ہے۔ آپ کے متعلق حضرت ابویزید فرماتے تھے کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی باخبر خاتون نہیں پائی۔ میں نے انہیں جس مقام کی بھی خبر دی انہیں اس کے معاینے کا شرف حاصل تھا۔ مکہ معظمہ میں عمرہ کے راستہ میں ۲۲۳ھ میں واصل بحق ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت رابعہ بنت اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رات کے اول سے لے کر آخر تک قیام فرماتیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اسے اس کی برائیوں پر اطلاع دیتا ہے۔ پس وہ مخلوق کی بجائے اپنی برائیوں میں مشغول رہتا ہے۔ ہمیشہ روزہ رکھتیں اور فرماتیں میرے جیسا انسان دنیا میں افطار نہیں کرتا۔

اپنے شوہر سے فرمایا کہ میں آپ سے شوہروں والی محبت نہیں کرتی بلکہ بھائیوں والی محبت کرتی ہوں۔ نیز فرمایا کہ میں جب بھی اذان سنتی ہوں تو مجھے قیامت میں ندا دینے والا یاد آجاتا ہے۔ دھند دیکھتی ہوں تو اعمال ناموں کا اڑنا یاد آتا ہے اور گرمی دیکھتی ہوں تو شر یاد آتا ہے۔ میں کئی دفعہ جنات کو جاتا اور آتا دیکھتی ہوں۔ کئی بار حوروں کو دیکھتی ہوں جو کہ اپنی آستینوں کے ساتھ مجھ

سے پردہ کرتی ہیں۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت ام ھارون رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خوف خدا رکھنے والے عبادت گزاروں میں سے تھیں۔ خالی روٹی کھاتی تھیں۔ فرمایا کہ رات آنے پر ہی سکون ملتا ہے۔ جیسے ہی دن طلوع ہوتا ہے غم لاحق ہو جاتا ہے۔ پوری رات قیام فرماتیں اور فرماتیں کہ جب سحری کا وقت آیا میرے دل میں داخل روح ہوگئی۔ ایک دن باہر نکلیں کہ کسی کہنے والے کو سنا کہ کہہ رہا ہے اسے پکڑلو۔ بے ہوش ہوکر گر پڑیں۔ بیس سال تک سر کو تیل نہ لگایا۔ جب سر کھولتیں تو اپنے بال عورتوں کے بالوں سے زیادہ خوبصورت پاتیں۔ جنگل میں کبھی شیر آپ کے سامنے آ جاتا تو اسے فرماتیں کہ اگر تیرا رزق مجھ میں ہے تو کھالے تو آپ سے منہ پھیر کر چلا جاتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حبیب کی بیوی عمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ساری رات قیام فرماتیں۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو اپنے شوہر سے فرماتیں۔ بندۂ خدا اٹھو رات گئی۔ دن آیا۔ عالم بالا کا ستارہ گرا۔ صالحین کے قافلے چلے گئے اور تو پیچھے رہ گیا۔ انہیں نہیں مل سکے گا۔ ایک دفعہ آپ کی دونوں آنکھوں کو درد ہوا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ آپ کی آنکھوں کا درد کیسا ہے؟ فرمایا میرے دل کا درد بہت شدید ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت امۃ الجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ عبادت گزار اور زہد شعار خواتین میں سے تھیں۔

ولایت کی تعریف

ایک دفعہ عبادت گزاروں نے ولایت کی تعریف میں مختلف اقوال کہے۔ کہنے لگے چلیئے امۃ الجلیل کے پاس چلتے ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک ولایت کی تعریف کیا ہے۔ فرمایا ولی کی ساعتیں دنیا سے بے توجہی کی ساعتیں ہیں۔ کسی ولی کے لئے دنیا میں کوئی ایسی ساعت ہی نہیں جس میں سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کے لئے فرصت ہو۔ پھر آپ نے ان میں سے ایک کو فرمایا کہ جو تمہیں بیان کرے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کے پاس غیر اللہ کے لئے فرصت ہے تو اسے جھوٹا کہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت عبیدۃ بنت ابو کلاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتی رہتیں۔ میں نے ایک شخص کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ متقی حقیقت تقویٰ تک نہیں پہنچتا جب تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہ ہو۔ پس آپ بے ہوش ہوکر گر گئیں اور فرمایا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کس حال پر صبح کروں یا شام کروں۔ لوگ آپ کو حضرت رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ترجیح دیتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت عفیرۃ العابدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایک دن چند عبادت گزار زیارت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟

کہنے لگے ہم آپ سے دعا کے طالب ہیں۔ فرمایا کہ اگر خطا کار گونگے ہو جاتے تو تمہاری یہ بڑھیا گونگا ہونے کی وجہ سے بول نہ سکتی۔ لیکن دعا سنت ہے۔ پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مہمان نوازی جنتی پھل سے کرے۔ موت کا ذکر میرے اور آپ کے پیش نظر رکھے اور مرنے تک ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت شعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ہمیشہ روتی رہتیں۔ اس کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میری تمنا ہے کہ روتی رہوں یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں۔ پھر میں خون کے آنسو روؤں۔ یہاں تک کہ میرے جسم کے کسی عضو میں خون باقی نہ رہے اور فرمایا کہ جو رو نہیں سکتا وہ رونے والوں پر رحم کرے کیونکہ رونے والا اسی لئے روتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو اس پر اپنی زیادتیوں کو اور اپنے انجام کو پہچان لیا ہے۔

آپ روتیں اور عرض کرتیں۔ اے میرے اللہ تو جانتا ہے کہ تیری محبت کا پیاسا کبھی سیر نہیں ہوتا اور آپ کی خدمت کرنے والی خاتون نے کہا کہ جب سے حضرت شعوانہ پر میری نظر پڑی آپ کی برکت سے میں کبھی بھی دنیا کی طرف مائل نہیں ہوئی اور میری نظر میں کوئی مسلمان حقیر نہیں رہا۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں آتے جاتے رہتے تھے اور آپ سے مسائل پوچھتے اور دعا طلب کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت آمنہ الرملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بشر بن الحارث رضی اللہ عنہ آپ کی زیارت کرتے ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے تو حضرت آمنہ رملہ سے آپ کی مزاج پرسی کو تشریف لائیں۔ ابھی حضرت آمنہ آپ کے ہاں موجود تھیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ اسی طرح آپ کی عیادت کو تشریف لے آئے۔ آمنہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر حضرت بشر سے فرمایا کہ یہ خاتون کون ہیں؟ بشر نے کہا کہ یہ آمنہ رملیہ ہیں انہیں میرے بیمار پڑنے کی خبر پہنچی تو میری عیادت کے لئے رملہ سے تشریف لائی ہیں۔ تو امام احمد نے حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ انہیں درخواست کیجئے کہ ہمارے لئے دعا فرمائیں تو بشر نے دعا کے لئے کہا تو آپ نے دعا مانگی کہ اے میرے اللہ! بشر بن حارث اور احمد بن حنبل آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اے ارحم الراحمین انہیں پناہ عطا فرما امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رات کا کچھ وقت گذرا تو ہوا سے ایک رقعہ میری طرف ڈالا گیا جس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہم نے ایسا ہی کیا اور ہمارے ہاں اور نعمتیں بھی ہیں۔

حضرت منفوسۃ بنت زید بن ابوالفوارس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب آپ کا بچہ فوت ہو جاتا تو اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر کہتیں کہ اللہ کی قسم! تیرا مجھ سے آگے جانا میرے نزدیک مجھ سے پیچھے رہ جانے سے بہتر ہے اور تجھ پر میرا صبر کرنا تجھ پر بے چینی کرنے سے بہتر ہے اور اگر تیری جدائی مسرت ہے تو تیرے اجر کی توقع میں بھلائی ہے۔ پھر عمرو بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر پڑھتیں کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ ہمارے آنسو ہم میں سے ہلاک ہونے والے پر نہیں بہتے اگرچہ کمر توڑ دے۔

حضرت سیدہ نفیسۃ بنت الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ مکہ معظّمہ میں ۱۴۵ھ میں پیدا ہوئیں۔ عبادت میں پروان چڑھیں۔ حضرت اسحاق المؤتمن سے نکاح ہوا اور ان سے دو اولادیں ہوئیں حضرت قاسم اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما۔ آپ مصر میں سات سال تک رہیں اور ۲۰۸ھ میں واصل بحق ہوئیں۔ آپ کے شوہر محترم دونوں بچوں قاسم اور ام کلثوم کو لے کر مصر سے چلے گئے اور یہ سب جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ البتہ ابن الملقن کے مطابق اس میں اختلاف ہے۔

جب امام شافعی رضی اللہ عنہ مصر میں آئے تو آپ کی خدمت میں آتے رہتے اور رمضان پاک میں آپ کی مسجد میں آپ کو تراویح کی نماز پڑھاتے۔ اب ہم حسب دستور سابق مرد اولیاء اللہ کے ذکر خیر کی طرف لوٹتے ہیں۔

حضرت سعدون المجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ پر چھ ماہ جنون طاری رہتا اور چھ ماہ افاقہ رہتا اور جب طبیعت میں جوش آتا تو چھت پر چڑھ جاتے اور رات کے وقت اونچی آواز کے ساتھ نداء دیتے اے سونے والو! مہلت ختم ہونے سے پہلے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ کیونکہ موت تمہارے پاس اچانک آئے گی۔

حضرت بہلول المجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دفعہ ہارون الرشید کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو کہنے لگا کہ مجھے کئی دنوں سے آپ کی زیارت کی خواہش تھی آپ نے فرمایا لیکن مجھے تمہارا کبھی اشتیاق نہیں ہوا۔ اس نے عرض کی مجھے نصیحت فرمائیں۔ فرمایا: تمہیں کس چیز کی نصیحت کروں؟ یہ ان کے محلات ہیں اور یہ ان کی قبریں ہیں۔ پھر فرمایا اے امیر المؤمنین! تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے حق تعالیٰ اپنے حضور کھڑا کر کے گٹھلی دھاگے اور چھلکے تک کے متعلق تجھ سے باز پرس فرمائے گا اور تو بھوکا پیاسا اور برہنہ ہوگا اور اہل محشر تجھے دیکھ کر ہنس رہے ہوں گے؟ ہارون الرشید کی ہچکی بندھ گئی۔

بہلول مقبول دعا والے تھے۔ رشید نے آپ کو عطیہ پیش کرنے کا حکم دیا۔ لیکن آپ نے لوٹا دیا اور فرمایا کہ اسے اسی شخص کو واپس کر دو جس سے لیا ہے اس سے پہلے کہ اس کے مالک قیامت والے دن اس کا مطالبہ کریں اور انہیں راضی کرنے کے لئے تیرے پاس کچھ نہ ہو۔ ہارون الرشید پر گریہ طاری ہوگئی۔ بہلول یہ اشعار پڑھا کرتے (جن کا یہ ترجمہ ہے)

دنیا پر حرص چھوڑ دے اور عیش کی طمع نہ کر۔ مال جمع نہ کر تجھے کیا معلوم کس کے لئے جمع کر رہا ہے۔ کیونکہ رزق تقسیم ہو چکا اور بدگمانی نفع نہیں دیتی ہر حرص والا فقیر اور ہر قناعت کرنے والا غنی ہے۔

حضرت ابو علی الفضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن مسعود بن بشر التیمی ثم الیربوعی نسلا خراسانی۔ مرو کی مضافات سے فندین نامی ایک بستی سے تھے۔ ۱۸۷ھ میں حرم شریف میں فوت ہوئے۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا فضیلت والے اسی وقت تک فضیلت والے ہیں جب تک انہیں اپنی فضیلت نظر نہ آئے جو چاہے کہ وہ گفتگو کرے تو سنی جائے وہ زاہد نہیں۔ جب دشمن تیری غیبت کرے تو وہ تیرے لئے دوست سے زیادہ نفع بخش ہے کیونکہ وہ جب بھی تیری غیبت کرے گا اس کی نیکیاں تیری ہوں گی۔ آخری دور میں قبیلے کا سردار منافق ہوگا اور وہاں ان سے خوف محسوس کیا جائے گا کیونکہ وہ ایسی بیماری ہیں جس کا علاج نہیں۔ لوگوں سے بھاگ البتہ نماز باجماعت ترک نہ کر۔

یہ خوشی کا دور نہیں غموں کا زمانہ ہے۔

ہر چیز کا چہرہ ہے۔ قراء کا چہرہ غیبت ترک کرنا ہے۔ آپ احباب کی ملاقات پسند نہیں کرتے تھے اس خطرے سے کہ ایک دوسرے کے لئے زیب وزینت کریں گے۔

جس نے قرآن پاک کا معنی سمجھ لیا وہ حدیث شریف لکھنے سے بے نیاز ہوگیا (یہ اس لئے فرمایا کہ حدیث پاک کے بغیر قرآن پاک کے معانی سمجھ آ ہی نہیں سکتے جو یہ دعویٰ کرے وہ حدیث پاک سے بے نیاز ہو سکتا ہے لیکن ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر مسائل شرعیہ احادیث شریفہ کے بغیر ادا کئے ہی نہیں جا سکتے اسی لئے قرآن پاک نے فرمایا" قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ "۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

آپ ہمیشہ پانی بھرتے رہے اور اسی سے اپنا اور اہل وعیال کا خرچ پورا کرتے۔

نیز فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرمائے دنیا میں اس کے غم زیادہ کر دیتا ہے اور جب کسی بندے سے ناراض ہو تو اس پر دنیا وسیع کر دیتا ہے۔ اگر میں ریاء کار ہونے کی قسم اٹھاؤں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ ریاکار نہ ہونے کی قسم کھاؤں۔

حاملِ قرآن اور علمائے دین کی عظمت کا تقاضا

حامل قرآن کے لئے نہیں چاہئے کہ حاکموں اور امیروں میں سے کسی کے پاس اس کی حاجت ہو بلکہ یہ چاہئے کہ مخلوق کی حاجتیں اس کے پاس ہوں۔ اپنی کوشش سے قراء سے دور رہ کیونکہ اگر وہ تجھ سے محبت کریں گے تو تیری تعریف میں وہ کچھ کہیں گے جو تجھ میں نہیں اور اگر تجھ سے ناراض ہوں گے تو تیرے خلاف جھوٹی گواہی دیں گے جو ان سے قبول کی جائے گی۔

آپ کی خدمت میں سفیان بن عیینہ بیٹھے تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم طبقہ علماء شہروں کے چراغ تھے تم سے روشنی حاصل کی جاتی تھی تم تاریکی بن گئے۔ تم ستارے تھے تم سے نشان منزل ملتا تھا اب تم سراپا حیرت بن گئے۔ کیا تم میں سے وہ شخص اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کرتا جب وہ ان حاکموں کے پاس جاتا ہے اور ان کا مال لیتا ہے حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ انہوں نے یہ مال کہاں سے لیا؟ پھر اس کے بعد اپنی پشت محراب کے ساتھ لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے فلاں نے فلاں سے حدیث بیان کی۔ حضرت سفیان سرافگندہ بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

فرمایا: رحمٰن جل شانہ کے قاری خوف اور عاجزی والے ہیں جب کہ دنیا کے قاری خود بینی، تکبر والے اور عام لوگوں کو حقیر

جاننے والے ہیں۔ غیبت قاریوں کا میوہ ہے۔

حضرت فضیل اور شعیب بن حرب رضی اللہ عنہما طواف میں اکٹھے ہوگئے آپ نے فرمایا: اے شعیب اگر تو گمان کرتا ہے کہ میدان عرفات اور موسم حج میں ایسے لوگ حاضر ہوئے ہیں جو مجھ سے اور تجھ سے برے ہیں تو تو نے بہت برا گمان کیا۔

جس نے بے عیب بھائی طلب کیا وہ بھائی کے بغیر ہی رہا۔ ایسے کو بھائی نہ بنا کہ جب تجھ سے ناراض ہو تو تجھ پر جھوٹ باندھے آج بھائی چارہ ختم ہوگیا۔ ایک آدمی اپنے بھائی کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کی یوں نگہداشت کرتا اور ان کی ضروریات پوری کرتا یہاں تک کہ وہ جوان ہو جاتے جیسا کہ وہ اس کی اپنی اولاد ہے۔ وہ شخص تیرا بھائی نہیں کہ جب تو اسے اس کی مطلوبہ چیز نہ دے تو تجھ سے ناراض ہو جائے۔

حضرت لقمان حبشی غلام ہونے کے باوجود بنی اسرائیل پر صرف اس لئے بطور قاضی مامور تھے کہ بات کے سچے تھے اور بے مقصد بات نہیں کرتے تھے پل صراط کی لمبائی پندرہ ہزار فرسنگ ہے تو اے بھائی! غور کر تو کون سا آدمی ہوگا؟

حضرت اسحاق بن ابراہیم نے آپ سے درخواست کی حدیث بیان فرمائیں تو حضرت فضیل رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ اگر تو مجھ سے دینار مانگتا تو حدیث بیان کرنے کی نسبت مجھ پر آسان تھا اور اے کم عقل! اگر تو اپنے علم پر عمل کرتا تو سماع حدیث سے تجھے مصروفیت رہتی۔

اہل علم کے منصب کی نزاکت اور اس کا تقاضا

جس نے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی اسے قیامت کے دن اسی طرح سوال کیا جائے گا جس طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تبلیغ رسالت کے متعلق سوال ہوگا کیونکہ وہ ان کا وارث ہے آخرت کے عالم کا علم چھپا ہوا ہے اور دنیا کے عالم کا علم کھلا ہوا ہے پس آخرت کے عالم کی پیروی کرو اور دنیا کے عالم کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنے دھوکے اور دلفریبی نیز عمل کے بغیر علم کے دعوے یا سچائی کے بغیر عمل کی وجہ سے فتنے میں ڈال دے گا۔

اگر اہل علم دنیا سے بے رغبتی کرتے تو ان کے سامنے جابروں کی گردنیں جھک جاتیں اور لوگ ان کے مطیع ہوتے لیکن انہوں نے اپنا علم دنیا والوں کے لئے خرچ کیا تا کہ اس کی بدولت انہیں وہ کچھ مل جائے جو لوگوں کے پاس ہے پس ذلیل ہوئے اور لوگوں کے سامنے ہلکے پڑ گئے اور زاہدوں کی علامت یہ ہے کہ جب حکام اور ان کے حاشیہ برداروں کے پاس انہیں جاہل بتایا جائے تو خوش ہوں۔

جس نے اپنے پیٹ کے اندر جمع ہونے والی چیز کو پہچان لیا اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ صدیق ہے تو اے مسکین! غور کر تیرا کھانا کہاں سے ہے؟

حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ادہم بن منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ بلخ کے مضافات سے بادشاہوں کی اولاد سے تھے۔ آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ عارف باللہ کی علامت سے یہ ہے کہ اس کا سب سے بڑا مقصد بھلائی اور عبادت ہو اور اس کی زیادہ گفتگو حمد و ثناء ہو آپ اکثر اس شعر کا مصداق رہتے کہ لقمہ جسے

نمک کے ساتھ کھاؤں اس کھجور سے زیادہ لذیذ ہے جس کے اندر بھڑ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں بھڑ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کے باطن میں کوئی نقص ہو مثلاً یہ کہ اس کے دینی راہنما ہونے اور نیک ہونے کی وجہ سے اسے عطیہ دیا گیا ہو اگر یہ بات نہ ہوتی تو اسے یہ عطیہ نہ ملتا تو اس کا ادب یہی ہے کہ دینے والے کو واپس کر دیا جائے اور صرف اسی سے قبول کرے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے خواہ کسی حال میں ہو پس یہ وہ عطیہ ہے جس میں بھڑ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

میزان میں سب سے وزنی وہی عمل ہوگا جس کا جسموں پر زیادہ وزن ہو اور جس نے عمل پورا کیا اسے اجر بھی پورا دیا جائے گا اور جس نے عمل نہیں کیا وہ دنیا سے آخرت کی طرف خالی ہاتھ گیا۔

آپ نے ایک شخص کے ساتھ کچھ وقت گذارا جب جدا ہونے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے کہا کہ اگر آپ نے مجھ میں کوئی عیب دیکھا ہو تو مجھے اطلاع بخشیں۔ حضرت ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھائی! میں نے تجھ میں کوئی عیب نہیں دیکھا کیونکہ میں نے تجھے دوستی کی نظر سے دیکھا تو مجھے جو کچھ بھی نظر آیا اسے اچھا سمجھا یہ کسی اور سے پوچھو۔

میں ایسی بیماری کی تمنا کرتا ہوں جس سے مجھ پر نماز باجماعت کی پابندی نہ رہے لوگوں کو دیکھوں نہ لوگ مجھے دیکھیں۔ آپ اپنے دروازے پر باہر سے تالا ڈال دیتے لوگ آتے اور تالا لگا دیکھ کر واپس چلے جاتے۔

آپ نے قرآن پاک کی آیت **تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لایریدون علوا فی الارض** یعنی یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے ان لوگوں کے لئے جو زمین میں بڑا بننے کی خواہش نہیں رکھتے کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ بات بھی بڑا بننے کی خواہش میں سے ہے کہ تو اپنے بھائی کے جوتے کے تسمے سے اپنے جوتے کا تسمہ اچھا چاہے۔ تین آدمی بے چینی کریں تو ان پر کوئی ملامت نہیں بیمار، روزہ دار اور مسافر۔

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص سے اسے جاننے پہچاننے والوں کے سامنے حساب لیا جائے گا تاکہ رسوائی زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے سچا نہیں گردانتا جو علم یا عمل یا سخاوت کی وجہ سے شہرت کو پسند کرے۔

جب آپ کو حلال کھانے کو نہ ملتا تو مٹی استعمال کرتے اور ایک دفعہ ایک ماہ تک مٹی استعمال کرتے رہے اور فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ اپنے نفس کی مدد کر رہا ہوں میرا کھانا مٹی کے سوا کچھ نہ ہوتا یہاں تک کہ مجھے حلال مل جاتا (حرام سے بچنے کے لئے ایسا فرمایا اور یہ ایک ابتلاء ہے اور ابتلاء کے وقت ایسا کرنا درست ہوگا جب ہی آپ نے اسے اختیار فرمایا۔ الضرورات تبیح ~~المحذورات~~ المحظورات ۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

آپ جہاں تک ہوسکتا کھانا کم کھاتے اور فرماتے کہ حلال بے جا خرچ کرنے کا متحمل نہیں۔ آپ پندرہ نمازیں ایک وضو کے ساتھ ادا فرما لیتے تھے۔ فرمایا: علم کی طلب عمل کے لئے کرو کیونکہ بہت سے لوگوں نے غلطی کی ہے حتیٰ کہ ان کا علم پہاڑوں کی طرح ہے جب کہ ان کا عمل چیونٹی کی مانند۔

اے مخاطب جب تو حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تو گویا ان میں روح نہیں ہے اور اگر ہوا ٹکرائے تو گر پڑیں۔

علماء میں سے بعض نے عرض کی کہ حضرت! مجھے نصیحت فرمائیں۔ فرمایا: دم بنو سر نہ بنو کیونکہ دم بچ جاتی ہے جب کہ سر چلا جاتا ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں تو آپ نے انہیں جواب

میں لکھا کہ پرندہ جب اپنے ہم شکل کے علاوہ کسی دوسرے پرندے کے ساتھ اڑتا ہے تو وہ پرندہ اڑ جاتا ہے اور اسے چھوڑ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوالفیض ذوالنون المصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسم مبارک ثوبان بن ابراہیم ہے آپ کا باپ حبشی النسل تھا۔ آپ ۲۴۵ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کمزور جسم والے تھے جس پر سرخی غالب تھی' ریش مبارک سفید نہ تھی جب جیزہ میں فوت ہوئے (جو کہ اہرام مصر کے قریب ایک شہر ہے) تو آپ کو چھوٹی کشتی میں اس خطرے کے پیش نظر اٹھایا گیا کہ کہیں شرکاء جنازہ کی کثرت کی وجہ سے پل ٹوٹ جائے اور لوگوں نے آپ کے جنازہ پر سبز پرندوں کو پر پھیلاتے اڑتے دیکھا یہاں تک کہ آپ کے مزار شریف تک پہنچے۔

ملفوظات

اس سے پرہیز کر کہ تو معرفت کا دعویدار ہو یا زہد کا پیشہ ور ہو یا عبادت سے تعلق رکھنے والا ہو یعنی اس میں شہرت پانے والا ہو ہر چیز سے اپنے پروردگار کی طرف دوڑ۔

ہر مدعی اپنے دعویٰ کی وجہ سے مشاہدہ حق سے حجاب میں ہے کیونکہ حق اہل حق کے لئے گواہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور اس کا قول حق ہے اور جس کا حق سبحانہ وتعالیٰ گواہ ہو وہ دعویٰ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا پس دعویٰ' حق سے حجاب میں ہونے کی علامت ہے۔ والسلام

آپ نے علماء کے لئے فرمایا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ ان میں سے جب بھی کوئی علم میں زیادہ ہوتا اسی قدر دنیا سے بے رغبتی اور نفرت زیادہ کرتا۔ جب کہ اس دور میں تم میں سے جب بھی کوئی علم میں زیادہ ہوتا ہے اسی قدر دنیا کی محبت' طلب اور مزاحمت میں زیادہ ہوتا ہے۔ ہم نے انہیں اس حال میں پایا کہ وہ علم حاصل کرنے میں مال خرچ کرتے تھے جب کہ آج تم مال حاصل کرنے میں علم خرچ کر رہے ہو۔

اے مریدو! تم میں سے جو شخص اہل اللہ کی راہ کا ارادہ رکھتا ہے تو چاہئے کہ وہ علماء کو جہالت کے اظہار کے ساتھ اور زاہدوں کو رغبت کے اظہار کے ساتھ اور عارفین کو خاموشی کے ساتھ ملے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس لئے کہ علماء اسے علم میں' زاہد زہد میں اور عارفین معرفت میں زیادہ کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: انما الصدقات للفقراء والمساکین یعنی خیرات محتاجوں اور مسکینوں کے لئے ہے۔

کمینہ۔ احمق اور عقل مند کون؟

آپ سے پوچھا گیا کہ مخلوق میں کمینے لوگ کون ہیں؟ فرمایا: جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف راستے کی پہچان نہ ہو اور نہ ہی پہچاننے کی طلب کرے۔ لوگوں پر ایسا دور آئے گا کہ جس میں احمقوں کو عقل والوں پر فوقیت حاصل ہوگی۔ میں کہتا ہوں کہ احمق وہ ہے جس کا نفس اپنی خواہش کے تابع ہو اور اللہ تعالیٰ سے فضول تمنائیں رکھتا ہے اور عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو دین کے ساتھ وابستہ کرے اور موت کے بعد والے وقت کے لئے عمل کرے۔

ہر دور میں لوگ فقراء کا مذاق اڑاتے رہے تا کہ فقراء کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا شرف حاصل ہو اور فرمایا میرے پاس ایک خاتون آئی اور کہنے لگی کہ میرے بچے کو مگر مچھ نے پکڑ لیا ہے جب میں نے اس عورت کی اپنے بچے کے متعلق بے قراری دیکھی تو میں دریائے نیل پر آیا اور دعا کی یا اللہ! مگر مچھ کو ظاہر فرما پس وہ میری طرف باہر نکل آیا تو میں نے اس کا پیٹ چاک کر کے اس کا بچہ صحیح وسالم نکال لیا وہ اپنا بچہ لے کر چلی گئی اور مجھ سے کہنے لگی آپ مجھے معاف فرمائیں کیونکہ میں جب آپ کو دیکھتی تو مذاق اڑاتی میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتی ہوں۔

بندے پر خدا تعالیٰ کے ناراض ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ فقر سے ڈرے۔ ہر چیز کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی عارف کے مسترد ہونے کی علامت' اس کا ذکر الٰہی سے تعلق توڑ لینا ہے۔ جب غمگین کا غم کامل ہوتا ہے تو تو اس کے پاس آنسو نہیں پاتا کیونکہ دل جب نرم ہو تو تسلی پاتا ہے اور جب سخت ہو تو سخاوت کرتا ہے۔ آپ کی مجلس میں ایک دن فقراء نے محبت کے موضوع پر باہم گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر اظہار خیال سے رک جاؤ تا کہ اسے نفس نہ سنیں پس اس کا دعویٰ کریں۔

دلوں میں سے کوئی دل ایسا ہے جو گناہ کرنے سے پہلے استغفار کرتا ہے پس اسے اطاعت سے پہلے ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زبان کو اظہار کی صلاحیت دی اور کلام کرنے کا شرف بخشا اور دلوں کو علم کا خزانہ بنایا اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان بمنزلہ جانور ہوتا سر ہلاتا اور ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتا۔

جب ہم کسی جوان کو مجلس میں کلام کرتا ہوا سنتے تو اس کی بھلائی سے ناامید ہو جاتے۔

جو حلال کی دو روٹیوں کی تفتیش نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میری بیوی نے آپ کو سلام بھیجا ہے فرمایا کہ عورتوں کی طرف سے ہمیں سلام نہ پہنچایا کرو دوستوں اور شناساؤں کی کثرت سے بچو۔

ہم نے عمل میں غلطیاں کیں اور گفتگو درست کی تو کامیاب کیسے ہوں؟ میں کہتا ہوں کہ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ اسی طرح فرماتے تھے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے قرب سے مانوس فرمائے اسے طلب کے بغیر علم عطا فرماتا ہے۔

بے عقل کون؟

وہ شخص عقل مند نہیں جس نے علم پڑھا اور اس میں معروف ہوا پھر اس کے بعد اپنی خواہش کو اپنے علم پر ترجیح دی اور وہ شخص بھی عقل مند نہیں جس نے اپنے لئے دوسرے سے انصاف مانگا لیکن اپنی طرف سے دوسرے کو انصاف نہیں دیتا۔

وہ بھی عقل مند نہیں جو اللہ تعالیٰ کو اس کی اطاعت میں بھول جائے اور اس کی طرف محتاج ہونے کے وقت اس کا ذکر کرے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے لئے عاجزی کر اور ایسے شخص کے لئے عاجزی کرنے سے پرہیز کر جو تجھ سے طلب کرتا ہے کہ تو اس کے لئے عاجزی کرے کیونکہ اس کا تجھ سے عاجزی طلب کرنا باطن میں اس کے متکبر ہونے پر دلالت کرتا ہے اور تیرا عاجزی کرنا تکبر پر تعاون کرنا قرار پائے گا۔

جو لوگوں کے عیب دیکھتا ہے اپنے عیبوں سے اندھا ہو جاتا ہے۔ جس نے روٹی کے ساتھ نمک مانگا اہل اللہ کی راہ میں

کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آپ سے کمال عقل اور کمال معرفت کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تو اس کام کے لئے کمربستہ ہو جس کا تجھے حکم دیا گیا اور جس چیز کی ذمہ داری تجھے نہیں سونپی گئی اس کے تکلف کو چھوڑے ہوئے ہو تو تو کامل العقل ہے اور جب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو اور اس کے سوا اپنے احوال و اعمال کی طرف متوجہ نہ ہو تو تو کامل المعرفت ہے۔

علماء سوء کی بداعمالیاں

اس دور میں عبادت گذاروں زاہدوں اور قاریوں پر گناہوں کو حقیر سمجھنے کا غلبہ ہے یہاں تک کہ وہ اپنے پیٹوں اور شرمگاہوں کی خواہش میں غرق ہو گئے۔ اپنے عیب دیکھنے سے حجاب میں آ گئے پس ہلاک ہو گئے مگر انہیں شعور تک نہیں۔ حرام کھانے پر متوجہ ہیں تب حلال کو چھوڑ رکھا ہے۔ عمل کی بجائے صرف علم پر خوش ہیں۔ ان میں سے ایک شخص اس بات سے شرم کرتا ہے کہ جو نہیں جانتا اس کے متعلق کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ وہ دنیا کے غلام ہیں علمائے شریعت نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر شریعت کا علم رکھتے تو شریعت انہیں ایسی قباحتوں سے منع کرتی۔ اگر مانگیں تو لپٹ کر مانگیں اور اگر ان سے کوئی مانگے تو بخل کریں۔ بھیڑیوں کے دلوں جیسے دل رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو جو کہ ذکر الہٰی کے لئے ہیں لغویات اور فضولیات کے ساتھ اور قیل وقال کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کرنے کے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور علم کو جال بنائے ہوئے ہیں جس سے دنیا شکار کرتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے سے بچو۔

آپ سے علم حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ اس میں کیوں مشغول نہیں ہوتے؟ فرمایا حدیث کے لئے اور حضرات ہیں اور اپنے آپ میں مصروف ہونے کی وجہ سے میرے پاس وقت نہیں اور حدیث دین کے ارکان سے ہے اور اگر حدیث اور فقہ والوں میں ایک خرابی داخل نہ ہوتی تو وہ اپنے دور میں سب سے افضل ہوتے۔ کیا تو انہیں دیکھتا نہیں؟ کہ انہوں نے اپنا علم دنیا والوں سے خرچ کیا اور اس سے وہ ان کی دنیا حاصل کرتے ہیں۔ پس انہوں نے دنیا والوں سے محبت کی اور وہ تکبر میں گرفتار ہو گئے اور جب انہوں نے اہل علم اور فقیہ بنانے والوں کی حرص کو دیکھا تو دنیا کے فتنے میں مستغرق ہو گئے پس انہوں نے اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی خیانت کی۔ پھر جن لوگوں نے ان کی روش کی پیروی کی انہوں نے علم کو دنیا شکار کرنے کا آلہ اور ہتھیار بنا لیا حالانکہ یہ وہ چراغ تھا جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔

آپ سے قرآن کریم کے حاملوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پوری توانائیاں صرف کر دیں قرآن پڑھنے کی اپنے منہ اور جسموں کو خشک ہونٹوں بہتے آنسوؤں اور بلند آہوں کے ساتھ صحبت اختیار کی انہیں لوگوں کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔

ان علماء سے بہت تعجب ہے کہ حضرت خالق جل شانہ کی بجائے مخلوق کے سامنے کیسے جھکتے ہیں حالانکہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ان کا مرتبہ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہے۔

بندے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بے توجہی کی علامت یہ ہے کہ تو اسے بھولا ہوا لہو ولعو میں مبتلا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ پھیرنے والا پائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں سے اپنی محبت بخل کی وجہ سے نہیں روکی وہ تو اس نے اپنے اطاعت گذار دوستوں کی

اس سے محفوظ فرمایا ہے کہ انہیں اور اپنے نافرمان دشمنوں کو ایک مقام پر جمع فرمائے۔

عارف ہمیشہ غمگین نہیں اور نہ ہی ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اس دنیا میں عارف کی مثال اس شخص کی ہے جس کے سر پر عزت کا تاج رکھ کر اس کے گھر میں اسے تخت پر بٹھا دیا گیا حالانکہ اس کے سر پر تلوار لٹک رہی ہے اور اس کے دروازے پر دو خونخوار درندے موجود ہیں۔ وہ تو لحہ بہ لحہ ہلاکت کے کنارے پر ہے۔ اسے خوشی کہاں اور غم کہاں؟ بعض صوفیاء نے فرمایا کہ سر پہ لٹکتی تلوار سے مراد احکام ہیں اور دروازے پر موجود دو درندوں سے مراد امر اور نہی ہے۔

جس نے اپنے نفس کو ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا اللہ تعالیٰ اس کے نفس کی حفاظت فرماتا ہے۔

فرمایا جب مجھے بیڑیاں ڈال کر مصر سے بغداد لایا گیا ایک آفت رسیدہ خاتون سے ملاقات ہوئی اس نے مجھے کہا جب تو متوکل کے پاس پہنچے تو اس سے ڈرنا نہیں اور یہ نہ دیکھنا کہ وہ تجھ سے بالاتر ہے اور سچا ہو یا تہمت زدہ اپنے نفس کے لئے حجت بازی نہ کرنا کیونکہ اگر تو اس سے ڈر گیا تو اللہ تعالیٰ اسے تجھ پر مسلط کر دے گا اور اگر تو نے اپنے نفس کی طرف سے حجت بازی کی تو تجھ پر وبال ہی بڑھے گا کیونکہ تو نے اللہ تعالیٰ پر اس چیز میں بہتان باندھا جس کا اسے علم ہے اور اگر تو بے گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ تیرا بدلہ لے اور تو اپنے نفس کے لئے بدلہ نہ لے پس اللہ تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کر دے گا میں نے اس بڑھیا سے کہا کہ تیرا حکم سر آنکھوں پر جب میں متوکل کے پاس پہنچا تو خلافت کے حوالے سے اسے سلام کہا۔

اس نے مجھے کہا کہ تمہارے متعلق جو کفر اور زندقہ کی بات کی گئی ہے اس کے متعلق کیا کہتے ہو میں خاموش رہا اس کے وزیر نے کہا کہ میرے نزدیک اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے درست ہے اس نے پھر مجھ سے کہا کہ بولتے کیوں نہیں؟ میں نے کہا اے امیر المومنین! اگر میں انکار کروں تو مسلمانوں کی تکذیب کروں اور اگر ہاں کروں تو اپنے نفس پر ایسی جھوٹی بات کہوں جو میرے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں آپ کی سمجھ میں جو آتا ہے وہی کریں۔ میں اپنے نفس کے لئے بدلہ لینے والا نہیں۔ متوکل کہنے لگا کہ اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے یہ اس سے بری ہے۔ میں بڑھیا کے پاس گیا تو اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں میری طرف سے جزائے خیر دے آپ نے مجھے جو حکم دیا میں نے اس کی تعمیل کی۔ یہ فیصلہ آپ نے کہاں سے حاصل کیا اس نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہدہد کی گفتگو سے۔

اس کے بعد حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو نری توحید اور خالص توکل کا ارادہ رکھتا ہے وہ بغداد کی کوڑھی عورتوں کی خدمت میں حاضری دے۔

فرمایا میں نے جب بھی سیر ہو کر کھانا کھایا کوئی نافرمانی کی یا اس کا ارادہ کیا خوف خدا رکھنے والا عارف بن نہ کہ اوصاف بیان کرنے والا عارف۔

حضرت ابو محفوظ معروف بن فیروز الکرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ان مشائخ میں سے ہیں جو کہ زہد پرہیزگاری اور جوانمردی میں مشہور ہیں اور مستجاب الدعوات آپ کی قبر کے توسل سے بارش کی دعا کی جاتی ہے آپ حضرت امام علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے غلاموں سے تھے۔ حضرت داؤد وطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

صحبت اختیار کی۔ بغداد شریف میں ۲۰۰ھ میں فوت ہوئے اور وہیں دفن کئے گئے آپ کا مزار شریف بالکل ظاہر ہے جس کی دن رات زیارت کی جاتی ہے۔

ملفوظات

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اس پر عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جھگڑے کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جب کسی کے متعلق شر کا ارادہ فرمائے تو اس پر عمل کا دروازہ بند اور جھگڑے کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

نیک لوگ کس قدر زیادہ ہیں۔ ان میں سچے کس قدر قلیل ہیں۔ اگر عارفوں کے دلوں سے دنیا کی محبت نکالی نہ جاتی وہ نیک اعمال کرنے کی توفیق نہ پاتے اور اگر دنیا کی محبت کا ایک ذرہ بھی ان کے دلوں میں ہوتا تو ان کا ایک سجدہ بھی درست نہ ہوتا۔

عارف دنیا کی طرف مجبوراً لوٹتا ہے۔ جب کہ فتنہ میں مبتلا آدمی اس کی طرف اپنی رضا سے توجہ کرتا ہے۔ جب عالم دین علم پر عمل کرتا ہے تو اس کے لئے ایمان والوں کے دل درست ہو جاتے ہیں اور اسے ہر وہ شخص برا سمجھتا ہے جس کے دل میں روگ ہو۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اس سے رسوائی سمیٹ لیتا ہے اور اسے سچے فقراء کے پاس بیٹھنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرمائے تو اسے نیک اعمال سے محروم کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس کے دل پر نیک عمل کا پہاڑوں سے بھی زیادہ بوجھ پڑتا ہے اور اسے دولت مندوں کے پاس بٹھاتا ہے۔

حضرت ابونصر بشر بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اصل مقام مرو ہے۔ بغداد شریف میں سکونت اختیار کی اور ۱۰ محرم ۲۲۷ھ میں وہیں واصل بحق ہوئے۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف پایا اور بڑی شان والے عالم اور پرہیزگار تھے علم اور روحانیت میں یگانہ روزگار تھے۔

ملفوظات

ایسا آدمی آخرت کی حلاوت نہیں پاتا جو پسند کریں کہ لوگ اسے پہچانیں یعنی وہ پسند کرے کہ لوگ اس کے کمال کی صفات سے آگاہ ہوں لوگوں پر ایسا دور آئے گا کہ احمقوں اور ذلیلوں کو عقل والوں اور عزت والوں پر برتری حاصل ہوگی۔

حضرت خضر علیہ السلام کی دعا

میں ایک دن اپنے گھر میں داخل ہوا تو ایک شخص کو وہاں بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں کیسے داخل ہو گیا اس نے فرمایا کہ میں خضر علیہ السلام ہوں میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر اپنی اطاعت آسان فرمائے میں نے کہا اور دعا فرمائیں تو فرمایا اسے تم سے مخفی رکھے۔

مجھے صوفی کہلانے والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے ابونصر! لوگوں کے ہاتھوں سے خیرات لینے سے تیرا دل تنگ ہے کہ تیرا مرتبہ قائم رہے۔ اگر تو حقیقتاً زاہد اور دنیا سے منہ موڑنے والا ہے تو ان کے ہاتھوں سے چیز لے لیا کرتا کہ ان کے نزدیک تیرا مقام مٹ جائے پھر جو کچھ وہ تجھے دیتے ہیں فقراء میں تقسیم کر دیا کر اور خود کچھ نہ چکھا کر اور غیر سے اپنی روزی حاصل کر۔

سے توکل کا عقد باندھ لے یہ بات میرے ساتھیوں کو ناگوار گزری۔

فقراء کی تین اقسام

میں نے اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری طرف سے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے لیکن میرا جواب سنو اس نے کہا ضرور میں نے کہا فقراء تین قسم کے ہیں۔ ایک فقیر وہ ہے جو مانگتا نہیں اور اگر اسے دیا جائے تو لیتا نہیں تو یہ تو روحانیوں میں سے ہے۔ ایک فقیر مانگتا تو نہیں لیکن اگر اسے دیا جائے تو قبول کر لیتا ہے تو یہ درمیانہ درجہ رکھنے والا ہے اور ایک فقیر صبر اور وقتی دفعیہ کا عقد باندھے ہوئے ہے جب اسے ضرورت درپیش ہو تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے پاس جاتا ہے جب کہ اس کا دل مانگنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے تو اس کے مانگنے کا کفارہ سوال کرنے میں سچا ہونا ہے۔ تو اس شخص نے کہا میں راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔ فرمایا: تجھے وہ فوت ہونے والے لوگ کافی ہیں جن کے ذکر سے دل زندہ ہوتے ہیں اور بعض ایسے زندہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں دیکھنے سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔

علم کا مقصد صرف عمل ہے

اے طالب علم! تو تو اپنے علم سے لذت اور فائدہ حاصل کرتا ہے سنتا ہے۔ اور حکایتاً بیان کر دیتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں اور اگر تو اپنے علم پر عمل کرتا تو علم کی تلخی محسوس کرتا۔ علم کا مقصد صرف عمل ہوتا ہے۔ پس اے عزیز! سن۔ علم حاصل کر پھر عمل کر اور دنیا سے بھاگ۔ کیا تو نے سفیان ثوری کو نہیں دیکھا انہوں نے علم کیسے طلب کیا اور حاصل کیا اور بھاگ گئے جو کچھ تجھے کہتا ہوں غور سے سن۔ کیونکہ علم طلب کرنا تو دنیا سے بھاگنے پر دلالت کرتا ہے اس کی محبت پر نہیں۔

صدقہ کرنا' جہاد' حج اور عمرہ سے افضل ہے کیونکہ وہ سوار ہوتا اور آتا ہے تو اسے لوگ دیکھتے ہیں جب کہ یہ چھپ کر صدقہ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا۔

میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہوں کہ اس کا ذکر کسی ایسے شخص کے پاس کروں جسے اس کی معرفت نہیں اور نہ ہی وہ اس کی معرفت کی طلب رکھتا ہے گزشتہ کل مر چکا آج کا دن نزع میں ہے اور آنے والا کل پیدا نہیں ہوا تو اعمال صالحہ میں جلدی کرو۔

جب تو کسی کو خط بھیجے تو اچھے الفاظ کے ساتھ اسے مزین نہ کر کیونکہ میں نے ایک دفعہ خط لکھا۔ ایک بات میرے سامنے آئی اگر لکھتا ہوں تو خط تو اچھا ہو جاتا مگر جھوٹ تھا اور اگر اسے نہیں لکھتا تو خط کا حسن باقی نہیں رہتا البتہ سچ پر مبنی ہوتا میں نے سادہ اور سچی بات لکھنے کا ارادہ کیا تو گھر کے گوشے سے ہاتف غیبی نے آواز دی "یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ" یعنی اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ثابت قدم رکھتا ہے پختہ قول کی برکت سے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

جو چاہے کہ دنیا میں عزت والا اور آخرت میں سلامتی والا ہو تو وہ نہ حدیث بیان کرے نہ گواہی دے نہ کسی قوم کی امامت کرے اور نہ کسی کا کھانا کھائے۔ حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو حضرت بشر بن الحارث سے سوال کرتے ہوئے سنا کہ اسے حدیث پاک سنائیں تو آپ نے انکار فرمایا۔ وہ آدمی انتہائی عجز وزاری سے درخواست کرتا رہا لیکن آپ نے اس کی بات نہ مانی۔ جب وہ ناامید ہو گیا تو اس نے کہا اے ابونصر! آپ اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت میں کیا جواب دیں

گے جب آپ سے پوچھا جائے گا کہ تم نے لوگوں کو حدیث کیوں بیان نہ کی؟ حضرت بشر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے میرے نفس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا اور میرا نفس حدیث بیان کرنے اور یوں سرداری حاصل کرنے کو پسند کرتا تھا تو میں نے اس کی مخالفت کی اور اس کی آرزو پوری نہ کی۔

آپ نے مریدین سے فرمایا کہ وسائل زندگی سے بے تعلق ہونے پر کسی چیز کو ترجیح نہ دو کیونکہ اگر میں اپنے نفس کی کھانے پہننے کی خواہشات کی تعمیل کروں تو مجھے ڈر ہے کہ میں چونگی وصول کرنے والا ہو جاؤں یا سپاہی بن جاؤں۔

جسے عورتوں کی ضرورت نہیں تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور ان سے رابطہ نہ رکھے۔ اور اگر کوئی آدمی چار بیویاں جمع کرلے جس کی اسے ضرورت ہے وہ حد سے بڑھنے والا نہیں ہوگا اور آپ سے پوچھا گیا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے اور مخالفت سنت سے علیحدہ کیوں نہیں ہوتے تو آپ نے فرمایا کہ میں فرض میں مصروفیت کی وجہ سے سنت ادا نہیں کرسکتا فرض سے آپ کی مراد نفس کا مجاہدہ اور اسے گھٹیا عادتوں سے صاف کرنا ہے۔

بروں کی صحبت نیکوں کے ساتھ بدگمانی کا سبب بنتی ہے جب کہ نیکوں کی صحبت بروں کے متعلق اچھا گمان دیتی ہے اللہ تعالیٰ کسی بندے کو یہ کبھی نہیں پوچھے گا کہ تو نے میرے بندوں کے متعلق اچھا گمان کیوں کیا۔

آپ مرض الوصال میں کثرت کے ساتھ عرض کرتے رہے کہ الٰہی تو نے میری وقعت سے زیادہ رفعت بخشی۔ میرا نام بلند کیا اور لوگوں کے درمیان مجھے مشہور کیا۔ میں تیری ذات کریم سے عرض کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن مجھے رسوا نہ کرنا۔

جب کسی فقیر کو دیکھتے کہ غافل ہو کر ہنس رہا ہے تو آپ فرماتے کہ خوف کر کہیں اس حال پر اللہ تعالیٰ تجھے پکڑ نہ لے۔

اس دور میں درویش کے لئے غنیمت ہے کہ لوگ اس سے غافل ہوں اور اس کا مقام ان سے مخفی ہو کیونکہ اکثر لوگوں کی ملاقات موجب خسارہ ہے۔

حضرت خضر کی تلقین دعا

ایک دن میں اپنے مکان میں داخل ہوا دیکھتا ہوں کہ دراز قد آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اس سے مجھے دہشت سی ہوئی کیونکہ کنجی میرے پاس تھی اس نے اپنی نماز سے سلام پھیرا اور مجھے کہنے لگا کہ گھبراؤ نہیں تمہارا بھائی خضر ہوں۔ میں نے عرض کی مجھے ایسی چیز سکھائیں جس سے مجھے اللہ تعالیٰ نفع بخشے۔ فرمایا: یوں کہو میں اللہ عزوجل سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس سے ہر اس گناہ سے توبہ کی توفیق مانگتا ہو جس سے میں نے توبہ کی پھر اسی گناہ کی طرف لوٹا اور میں اللہ عزوجل سے بخشش چاہتا ہوں اور اس سے ہر اس معاہدے سے توبہ کی توفیق مانگتا ہوں جو میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے نفس پر کیا پھر اسے توڑ دیا اور پورا نہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور ہر اس نعمت سے توبہ کرتا ہوں جو اس نے میری پوری عمر میں مجھے عطا فرمائی اور میں نے اس نعمت سے اس کی نافرمانی پر مدد حاصل کی اور اس سے ان تمام کوتاہیوں سے حفاظت اور غیرت طلب کرتا ہوں۔

وہ درویش کبھی مراد نہیں پاتا جو کہے کہ میں روٹی کس چیز کے ساتھ کھاؤں۔ نفس کا اپنی تعریف قبول کر کے سکون پانا اس پر نافرمانی کی ذلت سے زیادہ شدید ہے اور اسے تعریف نقصان نہیں دیتی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔

علماء ربانیین کے تین اوصاف

علماء دین رضی اللہ عنہم تین اوصاف سے موصوف ہوا کرتے تھے زبان کی سچائی ۔کھانے کی پاکیزگی اور دنیا سے بے رغبتی جب کہ ان میں سے مجھے آج ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جس میں ان خصائل میں سے ایک خصلت بھی پائی جاتی ہو۔ پس مجھے ان کی پرواہ کیسے ہو اور انہیں دیکھ کر کیسے خوشی محسوس کروں؟ اور یہ لوگ علم کا دعویٰ کیسے کرتے ہیں حالانکہ وہ دنیا کی خاطر ایک دوسرے سے بگڑ جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں حاکموں کے پاس اپنے معاصرین کی برائیاں بیان کرتے ہیں اور ان کی غیبت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ کہیں وہ اپنے حرام اور ایندھن کے ساتھ ان کے علاوہ کسی اور کی طرف مائل ہو جائیں۔

اے علماء سوء! تم پر تعجب ہے تم انبیاء کے وارث ہو انہوں نے تو تمہیں علم کا وارث بنایا تھا تم نے اسے اٹھایا اور اس پر عمل کرنے سے بہک گئے اور تم نے اپنے علم کو پیشہ بنالیا جس سے اپنی روزی کماتے ہو۔ کیا تم ڈرتے نہیں ہو کہ کہیں تم ہی وہ پہلے لوگ ہو جن پر جہنم بھڑکائی جائے گی؟

جو آدمی علم اور دین کے ساتھ دنیا کھاتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو گوشت کی بو دور کرنے کے لئے اپنے ہاتھ اس پانی سے دھوئے جو مچھلی کو صاف کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ یا اس کی طرح ہے جو کہ خس و خاشاک کے ساتھ آگ بجھائے۔ میں کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا کھانے کی پرکھ یوں کی جائے کہ تو اپنے نفس میں جھانکے پس ہر وہ صفت جس کی وجہ سے تیری عزت کی جاتی ہے اگر وہ نہ ہوتی تو اپنے نفس کا اندازہ کر کہ کیا پھر بھی تیری عزت کی جاتی یا نہیں۔ اگر اس وصف کے نہ ہونے پر بھی تیری عزت کی جاتی تو مخلص ہے ورنہ نہیں۔

جب آدمی اپنے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان کے آداب کا لحاظ کرنے میں قاصر رہا تو اللہ تعالیٰ اس کے انس کی چیزیں واپس لے لیتا ہے ابو جعفر مغازلی نے فرمایا کہ میں نے بشر حافی پر ایک پرانا قمیص دیکھا تو میں نے ان سے کہا کہ اس قمیص کو آزاد کر دیں۔ کہنے لگے حتیٰ کہ اس کے پہننے والا آزاد کر دیا جائے۔

تصوف کی حقیقت

آپ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا وہ تین معنوں کا نام ہے۔ عارف کا نور معرفت اس کی پرہیزگاری کے نور کو نہ ڈھانپے۔ علم باطن میں ایسی گفتگو نہ کرے جس کی کتاب وسنت کا ظاہر مخالفت کرے اور کرامات اسے اللہ تعالیٰ کے محارم کی پردہ دری پر نہ ابھاریں۔

حضرت ابوالحسن السری بن المغلس السطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں اور استاد ہیں۔ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف پایا۔ پرہیزگاری' روشن احوال اور علم توحید میں یکتائے زمانہ تھے اور بغداد میں علم توحید کے متعلق سب سے پہلے آپ نے گفتگو فرمائی۔ بغداد کے اکثر مشائخ آپ ہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں ۲۵۱ھ میں وہیں آپ کا انتقال ہوا اور آپ کا مزار مقبرۂ شونیزیہ میں بالکل ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

ملفوظات

جو چاہتا ہے کہ اس کا دین سلامت رہے اور اس کا جسم راحت میں رہے اور غم میں ڈالنے والی گفتگو سننے سے اس کا غم کم ہو تو اسے چاہئے کہ لوگوں سے علیحدہ رہے کیونکہ یہ خلوت اور تنہائی کا دور ہے۔

سب سے زیادہ قوت یہ ہے کہ تو اپنے نفس پر غالب آ جائے جو شخص اپنے نفس کو ادب سکھانے سے عاجز رہا تو وہ دوسروں کو ادب سکھانے سے زیادہ عاجز ہوگا بندے کے دھوکا کھانے کی علامت یہ ہے کہ اپنے عیبوں سے اندھا ہو اور دوسروں کے عیبوں پر مطلع ہو۔

فقیر کا دل کیسے روشن ہو حالانکہ وہ اس کے مال سے کھاتا ہے جو اپنے معاملات میں کھوٹ ڈالتا ہے، ظالموں اور رشوت خوروں سے لین دین کرتا ہے خصوصاً اگر ان سے ذلیل اور عاجز ہو کر مانگتا ہو کیونکہ اس کے ہاتھ میں کوئی پیشہ نہیں ہے۔

حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد بزرگوار نے حضرت سری رضی اللہ عنہ کے پاس کھانسی کی کچھ گولیاں دے کر بھیجا کیونکہ انہیں کھانسی تھی۔ مجھے کہنے لگے اس کی قیمت کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں بتایا۔ تو فرمایا کہ ان پر میرا سلام کہنا اور کہنا کہ پچاس سال سے ہم لوگوں کو یہ مسئلہ سکھا رہے ہیں کہ وہ اپنے دین کے بدلے کچھ نہ کھائیں تو کیا آپ مجھے دیکھیں گے کہ میں اپنے دین کے بدلے کچھ کھا لوں پھر وہ گولیاں لوٹا دیں اور ان میں سے کچھ بھی نہ لیا۔ جو شخص اس بات سے سکون پاتا ہے کہ لوگ اسے اللہ کا ولی کہتے ہیں تو وہ اپنے نفس کے ہاتھوں گرفتار رہے۔

اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرا گھر میں بیٹھنا مسجد کی طرف جانے سے افضل ہے تو کبھی نہ نکلتا۔ اگر میرے علم میں ہوتا کہ میرا لوگوں سے تنہائی میں رہنا افضل ہے تو میں کبھی بھی ان کے پاس نہ بیٹھتا۔

تین چیزیں بندے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی علامت ہیں کھیل کود، مذاق اور غیبت کی کثرت۔

دولتمندوں، بازاری قاریوں اور حاکموں کی ہم نشینی سے بچو کیونکہ جو بھی ان کے پاس بیٹھتا ہے وہ اسے خراب کر دیتے ہیں۔

دو آدمیوں کے درمیان محبت صحیح نہیں ہوتی یہاں تک کہ ان میں ہر ایک دوسرے سے کہے کہ اے میں (یعنی یک جان دو قالب ہوں)

وہ چیز جو بے شمار خرابیوں کا سبب ہے

میں نے اعمال کو ضائع کرنے والی، دلوں کو خراب کرنے والی بندے کی ہلاکت میں جلدی کرنے والی، غموں کو دائمی کرنے والی، غضب خداوندی کے قریب کرنے والی، ریاء، خود بینی اور سرداری کی محبت کو لازم کرنے والی کوئی چیز انسان کی اپنے نفس کی پہچان میں کمی اور لوگوں کے عیوب میں اس کی نظر سے بڑھ کر نہیں دیکھی خصوصاً جب کہ وہ عبادت میں مشہور و معروف ہو اور اس کا شہرہ عام ہو حتیٰ کہ تعریف کے ایسے مقام پر پہنچ چکا ہو جس کی اسے آرزو تک نہ تھی اور وہ مخفی مقامات اور خواہش کے تہ خانوں میں اپنے نفس کا انتظار کرے اور لوگوں میں اس کی تنقید و تعریف کو قبول کیا جاتا ہو۔

آپ سے کہا گیا کہ فلاں عبادت گذار فلاں کی تعظیم کرتا ہے اور اس کا معتقد ہے اور فلاں حاکم درویشوں میں سے فلاں شخص

پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا اور اس کے شہر کے تمام لوگ متفقہ طور پر اس کے معتقد ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا۔

دنیا علماء کے دلوں کے لئے زہریلا سانپ عبادت گذاروں اور قاریوں کے دلوں کے لئے بہت بڑا جادوگر ہے ان کے ساتھ یوں کھیلتی ہے جس طرح بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔

دو خصلتیں بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی ہیں۔ فرض ضائع کر کے نفل ادا کرنا' دل کی سچائی کے بغیر صرف اعضاء کے ساتھ عمل کرنا آپ روتے اور فرماتے کہ نیکوں کا راستہ دشوار گذار ہے اس میں چلنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ عمل چھوڑ دیئے گئے اور ان میں رغبت کرنے والے بہت کم ہیں۔ حق ترک کر دیا گیا اور یہ کام مٹ گیا اب میں اسے صرف ہر باطل پرست کی زبان پر ہی پاتا ہوں جو کہ حکمت کی بات کہتا ہے اور خود نیک اعمال سے فارغ ہے۔ رخصتوں کو اپنائے ہوئے اور تاویلات کے ساتھ دل لگائے ہوئے ہے اور نافرمانوں نے اسے سبب بنا رکھا ہے۔ پھر کہتے علماء کا فتنہ کس قدر غم آلود اور دلالت کرنے والوں کی حیرانی کس قدر کرب انگیز ہے۔

جو تاریکیوں میں اپنے پروردگار کے ساتھ انس کرتا ہے کل کو اس کے سر پر پھریرے لہرا رہے ہوں گے۔ آپ اکثر یہ شعر پڑھتے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مجھے دن میں خوشی ہے نہ رات میں۔ مجھے کیا پرواہ کہ رات بڑی ہے یا چھوٹی کیونکہ میں ساری رات پریشان اور بیمار رہتا ہوں اور دن میں غم وفکر کی سختیاں برداشت کرتا ہوں۔ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ الحارث بن سید المحاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ مشائخ قوم کے ان علماء میں سے ہیں جو علوم ظاہری' علوم اصول اور علوم معاملات کے عالم تھے۔ آپ مشہور تصانیف والے ہیں۔ اپنے دور کے بے مثل عالم بصری الاصل مگر اکثر بغدادی علماء کرام کے استاد ہیں۔ ۲۴۳ھ میں بغداد میں واصل بحق ہوئے۔

ملفوظات

جس نے اپنے باطن کو خوف خدا اور اخلاص کے ساتھ درست کیا اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ اور سنت کی پیروی کے ساتھ زینت بخشتا ہے۔ اس امت کے بہترین حضرات وہ ہیں جنہیں ان کی آخرت ان کی دنیا سے اور ان کی دنیا ان کی آخرت سے مشغول نہ کرے۔ ایک دفعہ آپ کے سامنے شعر پڑھے گئے جن کا ترجمہ یہ ہے میں پردیس میں رو رہا ہوں کسی پردیسی کی آنکھ اس قدر نہیں روئی۔ اپنے مکان سے باہر آنے کے وقت میں نے درست فیصلہ نہیں کیا مجھے وہ وطن چھوڑنے پر تعجب ہے جس میں میرا محبوب رہتا ہے۔ آپ کھڑے ہو کر وجد کرنے لگے حتیٰ کہ حاضرین پر آپ کی وجہ سے رقت طاری ہو گئی۔

آپ سے توکل کرنے والے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اسے طبعی طریقے سے کوئی طمع لاحق ہوتی ہے؟ فرمایا وسوسے ہیں جو کہ اسے نقصان نہیں دیتے۔ میں نے معرفت میں ایک کتاب تیار کی اور میں اس بارے میں خوش ہو رہا تھا اسی دوران ایک دن اسے اچھا سمجھتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ بوسیدہ کپڑوں والا ایک نوجوان اچانک میرے پاس آیا سلام کے بعد مجھے کہنے لگا اے ابوعبد

اللہ! کیا معرفت، حق تعالیٰ کا مخلوق پر حق ہے یا یہ مخلوق کا، حق سبحانہٗ وتعالیٰ پر حق ہے؟ میں نے کہا حق تعالیٰ کا مخلوق پر حق ہے کہنے لگا پھر تو وہ خود زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے مستحق پر منکشف فرمائے۔ میں نے کہا بلکہ یہ مخلوق کا حق تعالیٰ پر حق ہے کہنے لگا وہ بہت عدل والا ہے اس سے کہ ان پر ظلم فرمائے۔ پھر اس نے مجھ پر سلام کہا اور نکل گیا حضرت حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب پکڑی اور اسے نذر آتش کر دیا اور دل میں کہا کہ اس کے بعد معرفت کے متعلق دوبارہ گفتگو کی طرف نہیں آؤں گا۔

بندے کے لئے پہلی مصیبت دل کو آخرت کی یاد سے منقطع کر دینا ہے۔ اور اس وقت دل میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے کہا گیا حارث محاسبی صوفیاء کے علوم میں گفتگو کرتے ہیں اور آیات اور احادیث سے دلائل بیان کرتے ہیں۔ کیا آپ کسی ایسی جگہ بیٹھ کر ان کی گفتگو سنیں گے کہ انہیں پتہ نہ چلے؟ فرمایا: ہاں! پس آپ ان کی محفل میں رات سے صبح تک حاضر رہے لیکن ان کے اور ان کے شاگردوں کے احوال میں سے کسی چیز پر بھی گرفت نہ فرمائی۔ امام احمد نے فرمایا یہ اس لئے کہ میں نے انہیں دیکھا کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوئی تو حارث آگے بڑھے اور نماز پڑھائی پھر کھانا حاضر ہوا تو آپ کھانا کھاتے ہوئے اپنے شاگردوں کو حدیث بیان کرتے رہے اور یہ سنت ہے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے اور ہاتھ دھو لئے۔ آپ بیٹھ گئے اور آپ کے سامنے شاگرد حضرات بھی بیٹھ گئے۔ حارث نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے۔ آپ سے ریاء اور اخلاص کے بارے میں اور کئی ایک مسائل کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے ان کے جوابات دیئے اور آیات و احادیث کے ساتھ گواہی پیش کی۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو حضرت حارث نے ایک قاری کو حکم دیا کہ تلاوت کرے۔ اس نے تلاوت کی تو تمام شرکاء محفل پر گریہ طاری تھا اور دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ پھر قاری خاموش ہو گیا۔ پھر حضرت حارث نے ہلکی پھلکی دعائیں مانگیں پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ صبح کے وقت امام احمد رضی اللہ عنہ نے آپ کی فضیلت کا اعتراف فرمایا اور فرمایا کہ میں صوفیاء کے متعلق اس کے خلاف سنتا رہا۔ استغفر اللہ العظیم۔

حضرت ابوسلیمان داؤد بن نصیر الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ زہد اور پرہیز گاری میں بڑی شان کے مالک تھے یہاں تک کہ آپ کے مرض الوصال کے دوران لوگ آپ کی خدمت میں آئے تو آپ کے گھر میں کچھ بھی نہ پایا ماسوائے ایک چھوٹے سے گھڑے کے جس میں خشک روٹی پڑی تھی لوٹا اور مٹی کی ایک بڑی اینٹ یہ آپ کا سرہانہ تھا۔

آپ اپنے شاگردوں سے فرماتے کہ اس سے بچو کہ تم میں سے کوئی آدمی دور جانے والے سوار کے سفر خرچ سے زیادہ اپنے گھر میں سامان رکھے ایک دفعہ آپ سے عرض کی گئی کہ ہمیں ایسے شخص کا پتہ دیں جس کے پاس بیٹھنے سے ہمیں نفع ہو فرمایا یہ ایک گم شدہ دولت ہے ملتی نہیں۔

علم صرف عمل کے لئے حاصل کیا جاتا ہے جیسے جیسے علم حاصل ہو۔ جب طالب علم اپنی ساری زندگی علم جمع کرنے میں بسر کر دے تو اس پر عمل کب کرے گا؟ آپ چونسٹھ سال شادی کے بغیر رہے آپ سے کہا گیا آپ نے عورتوں پر صبر کیسے کیا؟ فرمایا: بالغ ہونے سے ایک سال تک مجھے ان کی خواہش نے پریشان کیا پھر میرے دل سے یہ خواہش ختم ہو گئی۔

آپ اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے ہوئے اس سے جنت کا سوال نہیں کرتے تھے اور فرماتے کہ میں چاہتا ہوں کہ آگ سے نجات پاؤں اور خاکستر ہو جاؤں۔ ہمیں زندگی اس لئے دشوار ہوگئی کہ ہم اس میں گناہ کثرت سے کرتے ہیں۔

مرید کی علامت دنیا سے بے رغبتی اور ہر اوباش کو چھوڑ دینا ہے جو کہ اس میں رغبت رکھتا ہے نہ اس کے پاس بیٹھے نہ اس کی مزاج پرسی کرے۔

حضرت ابوعلی شقیق بن ابراہیم البلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ مشائخ خراساں میں سے تھے۔ توکل کے متعلق اپنی زبان سے بہت اچھی گفتگو فرماتے۔ کہا جاتا ہے کہ خراسان کے علاقے میں علم الاحوال میں سب سے پہلے گفتگو فرمانے والے آپ ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی صحبت کا شرف پایا اور آپ سے آپ کا طریقہ حاصل کیا حاتم الاصم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔

ملفوظات

میں نے قرآن کریم میں بیس سال کام کیا یہاں تک کہ مجھے آخرت سے دنیا کی تمیز حاصل ہوئی۔ میں نے اسے دو حرفوں میں پایا اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما اوتیتم من شیئ فمتاع الحیوٰۃ الدنیا وزینتھا وما عند اللہ خیر وابقٰی جو کچھ تمہیں دیا گیا یہ دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور دیرپا ہے۔ زاہد وہ ہے جو کہ اپنے فعل سے اپنا زہد قائم رکھتا ہے جب کہ متزہد یعنی زہد کا مدعی وہ ہے جو اپنی زبان سے زہد قائم رکھتا ہے۔

دولت مندوں سے بچ کر رہ کیونکہ جب تو نے اپنا دل ان کے ساتھ وابستہ کیا اور ان میں طمع کی تو تو نے انہیں اللہ تعالیٰ کی بجائے رب بنا لیا۔ آپ سے پوچھا کہ کس چیز سے پہچانا جائے کہ کسی کے دل نے غنی ہونے کی بجائے فقر کو اختیار کیا ہے؟ فرمایا جب وہ غنی ہونے سے اس طرح خوف کرنے لگے جس طرح فقیر ہونے سے خوف کیا کرتا تھا تو اس نے فقر اختیار کر لیا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ زاہد کے سچے ہونے کی علامت کیا ہے؟ فرمایا دنیا کی ہر اس چیز سے خوش ہونے لگے جو اسے نہیں ملی اور ہر اس چیز سے غمگین ہو جو اسے میسر آئی۔

مسلمان کی مثال اس شخص کی ہے جس نے کھجور کا پودا لگایا اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں اسے کانٹے لگ جائیں اور منافق کی مثال اس شخص کی ہے جس نے کانٹے بوئے اور طمع کرتا ہے کہ تر کھجوریں لگیں اس کا مقصد بہت دور ہے۔

میں مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ مجھے حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے کا اتفاق ہوا تو آپ نے میری طرف سبز رنگ کا پیالہ بڑھایا جس میں سے اس کھانے کی خوشبو آ رہی تھی جو گوشت اور سرکے کے ساتھ بنتا ہے مجھے کہنے لگے اے ابراہیم! کھاؤ میں نے واپس کر دیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ملائکہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جسے دیا گیا اور اس نے نہ لیا وہ مانگتا ہے اور اسے نہیں دیا جاتا۔

جب عالم دین طمع کرنے والا اور مال جمع کرنے والا ہو تو جاہل کس کی پیروی کرے؟ اور جب فقر میں شہرت یافتہ فقیر دنیا میں رغبت کرنے والا اور دینوی لباس اور خواہشات میں عیش و عشرت کرنے والا ہو تو رغبت کرنے والا کس کی پیروی کرے؟ حتیٰ کہ

رغبت سے نکل جائے اور جب چرواہا خود بھیڑیا ہو تو بکریاں کون چرائے گا؟

حضرت ابویزید طیفور بن عیسیٰ البسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ ۲۶۱ھ میں فوت ہوئے۔

ایک رات اپنی عبادت گاہ میں میں نے پاؤں دراز کر لئے تو ہاتف غیبی نے مجھے فرمایا جو بادشاہوں کے حضور بیٹھے اسے ادب سے بیٹھنا چاہیئے۔ علماء کا اختلاف رحمت ہے سوائے تجرید وتوحید کے۔ میں نے مجاہدے میں تیس برس کام کیا مجھے کوئی چیز علم اور اس کی پیروی سے زیادہ دشوار معلوم نہیں ہوئی۔

مین نے اللہ کو اللہ کے ساتھ پہچانا اور ماسوا کو اللہ کے نور سے پہچانا۔

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نعمتوں کی خلعتیں پہنائیں تاکہ وہ ان کے ساتھ اسی کی طرف رجوع کریں لیکن وہ اسے چھوڑ کر نعمتوں میں مصروف ہو گئے۔ آپ دعا کرتے کہ اے میرے اللہ! تو نے خلق کو ان کے علم کے بغیر پیدا فرمایا اور انہیں امانت کی ذمہ داری ان کے ارادے کے بغیر دے دی اب اگر تو ان کی مدد نہیں فرمائے گا تو کون کرے گا؟

سنت اور فرض کیا ہے؟

آپ سے سنت اور فرض کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ سنت دنیا کو بالکل ترک کر دینا ہے اور فرض اللہ تعالیٰ کے حضور ہم نشینی ہے اور یہ اس لئے کہ سنت تمام کی تمام ترک دنیا پر دلالت کرتی ہے جب کہ قرآن پاک سب کا سب صحبت مولیٰ کی طرف رہنمائی فرماتا ہے کیونکہ اس کی کلام اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور نعمتیں ازلی ہیں۔ تو واجب ہے کہ ان کا شکر بھی ازلی ہو۔

خواب میں رب العزت کی زیارت

میں نے خواب میں رب العزت کی زیارت کی عرض کی اے رب کریم! میں تجھے کیسے پاؤں؟ فرمایا اپنے نفس سے علیحدگی اختیار کر اور میرے پاس آ جا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ عارف کی کیا تعریف ہے؟ فرمایا: دوزخیوں کی طرح نہ اس میں مرے نہ جیئے۔

آپ سے پوچھا گیا آدمی کب عاجزی اختیار کرنے والا ہوتا ہے؟ فرمایا: جب اپنے لئے کوئی مقام دیکھے نہ حال اور نہ ہی اسے مخلوق میں کوئی ایسا نظر آئے جو اس سے زیادہ برا ہو۔

فرمایا: اولیاء اللہ اس کے پاس انس کی جنتوں میں مستور ہیں انہیں کوئی نہیں دیکھتا دنیا میں نہ آخرت میں۔

کرامات اولیاء کے حصے ان کے مختلف ہونے کی وجہ سے چار اسماء سے ہوتے ہیں جو کہ اول آخر ظاہر اور باطن ہیں اور ہر گروہ کے لئے ان اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ تو جو ان سے متعلق ہونے کے بعد ان سے فنا ہوا وہ بہمہ وجوہ کامل ہے۔ اسم ظاہر والے اس کی قدرت کے عجائبات دیکھتے ہیں۔ باطن والے سرائر میں جاری احوال کا ملاحظہ کرتے ہیں اسم 'اول' والے جو کچھ پہلے ہو چکا اس میں مشغول ہیں اور اسم آخر والے منتظر ہوتے ہیں کہ انہیں آگے کیا حالات پیش آتے ہیں ہر کسی کو اپنی طاقت کے مطابق مکاشفہ ہوتا ہے مگر جس کی تدبیر کا وارث خود حق سبحانہ وتعالیٰ ہو۔

جب معرفت کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ خلق کے کئی احوال ہیں۔ جب کہ عارف کا کوئی حال نہیں۔ کیونکہ اس

کے نشانات مٹ چکے اور اس کی حقیقت اس کے غیر کی حقیقت کے لئے فنا ہو گئی اور اس کے آثار اس کے غیر کے آثار کے لئے عاجز ہو گئے پس عارف پرواز کرنے والا ہے جب کہ زاہد چلنے والا ہے۔

شیخ بسطامی کی روحانی پیاس

یحییٰ بن معاذ نے ابویزید کی طرف لکھا کہ پیالہ محبت سے زیادہ پی لینے کی وجہ سے مجھے نشہ ہو گیا ہے تو آپ نے جواب میں انہیں لکھا کہ تیرے غیر نے تو آسمان وزمین کے سمندر پی لئے اور ابھی تک سیر نہیں ہوا بلکہ اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے کچھ اور بھی مل جائے۔

حضرت ابراہیم بن شیبہ الہروی ایک دن آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے انہیں فرمایا کہ میرے خیال میں یہ بات آئی ہے کہ میں آپ کے لئے اپنے پروردگار کے حضور شفاعت کروں تو انہوں نے کہا اے بایزید! اگر اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرمالے تو یہ کچھ زیادہ نہیں وہ تو مٹی کا ایک ٹکڑا ہی ہیں ان کے جواب سے ابویزید حیرت میں پڑ گئے۔

علم الحقائق کا مآخذ

حضرت ابویزید رضی اللہ عنہ کے شہر کا عالم اور فقیہ آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا اے ابویزید! آپ کا یہ علم کس سے ہے کہاں سے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میرا علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس مقام سے ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے ایسے علم کا وارث بنا دیتا ہے جو وہ نہیں جانتا پس فقیہ خاموش ہو گیا۔

حضرت ابوعلی الجوز جانی سے ان الفاظ کے متعلق سوال کیا گیا جو کہ حضرت ابویزید رضی اللہ عنہ سے حکایت کئے جاتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابویزید کے حال کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ شاید انہوں نے اسی سے مغلوب ہو کر یا حال سکر میں گفتگو فرمائی اور جو مقام ابویزید تک اونچا جانے کا ارادہ کرتا ہے تو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ اسی طرح جہاد کرے جس طرح ابویزید نے کیا وہاں اسے ابویزید کی کلام سمجھ میں آئے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت ابومحمد سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ابن یونس بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رفیع التستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قوم صوفیاء کے اماموں میں سے اور اخلاص، ریاضات اور عیوب افعال کے علوم کے بارے میں گفتگو کرنے والے ان کے اکابر علماء میں سے ایک ہیں۔ حضرت خالد اور محمد بن سوار کی صحبت پائی اور حضرت ذوالنون مصری کی زیارت کی جب کہ آپ ۲۷۳ھ میں مکہ معظمہ کی طرف نکلے حضرت سہل رضی اللہ عنہ ۲۸۳ھ میں واصل بحق ہوئے۔

ملفوظات

لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے تو جاگیں گے جب جاگیں گے تو نادم ہوں گے اور جب نادم ہوں گے تو انہیں ندامت سے

فائدہ نہیں ہوگا۔ زمین والوں پر سورج طلوع ہوا نہ غروب مگر اس حال میں کہ وہ رب تعالیٰ سے جاہل ہیں مگر وہ بندہ خدا جو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی جان پر اور اپنی زوجہ پر اور دنیا و آخرت پر ترجیح دے۔

ادنیٰ ادب یہ ہے کہ نہ جاننے کے وقت رک جائے اور انتہاء ادب یہ کہ شبہ کے وقت بھی رک جائے۔

دن رات کی ساعتوں میں اللہ تعالیٰ دلوں پر توجہ فرماتا ہے جس دل میں اپنے ماسواء کی طرف احتیاج دیکھتا ہے اس پر ابلیس کو مسلط کر دیتا ہے۔ صوفی کے لئے تین چیزیں لازم ہیں اپنے باطن کی حفاظت' اپنے فقر کا تحفظ' اور اپنے فرض کی ادائیگی۔

جواہر روحانی

اللہ تعالیٰ نیت کا قبلہ' نیت دل کا قبلہ' دل بدن کا قبلہ' بدن اعضاء کا قبلہ اور اعضاء دنیا کا قبلہ ہیں۔

جو گمان سے بچ گیا وہ عیب ڈھونڈنے سے بچ گیا جو عیب ڈھونڈنے سے بچ گیا وہ غیبت سے محفوظ رہا۔ جو غیبت سے بچ گیا وہ جھوٹ سے محفوظ رہا۔ جو جھوٹ سے بچ گیا وہ بہتان سے محفوظ رہا۔

انسان سرداری کا مستحق نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنی جہالت لوگوں سے پھیر لے اور ان کی جہالت برداشت کرے اور ان کے پاس جو کچھ ہے اسے ترک کر دے اور اپنے پاس جو کچھ ہے ان کے لئے خرچ کرے۔

یہ صدیقین کے اخلاق میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم نہ کھائیں سچے نہ جھوٹے۔ غیبت کریں نہ ان کے پاس غیبت نہ کی جائے۔ اپنے پیٹ پر نہ کریں اور وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں۔

فتنے کی تین قسمیں ہیں۔ عوام کا فتنہ جو ان میں علم کی کرشمہ سازیوں سے داخل ہوتا ہے' خواص کا فتنہ جو کہ ان میں رخصتوں اور تاویلوں کی وجہ سے داخل ہوتا ہے اور عارفوں کا فتنہ جو ان میں حق واجب کی ادائیگی کو آخری وقت تک مؤخر کرنے کی وجہ سے داخل ہوتا ہے۔

ہمارے اصول سات ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامنا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنا' حلال کھانا' تکلیف دہ چیز کو دور کرنا' گناہوں سے بچنا' توبہ' حقوق ادا کرنا۔ جو پسند کرے کہ لوگوں کو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کے اسرار پر آگاہی ہو وہ غافل ہے۔

ہمارے اس دور میں علماء ان تین خصلتوں سے ناامید ہو چکے ہیں۔ (۱) توبہ کو لازم کرنا۔ (۲) سنت کی پیروی کرنا۔ (۳) ایذا مخلوق ترک کرنا۔ زندگی بسر کرنے کی چار قسمیں ہیں:

(۱) فرشتوں کی زندگی طاعت میں بسر ہوتی ہے۔ (۲) حضرت انبیاء علیہم السلام کی زندگی علم میں اور وحی کے انتظار میں بسر ہوتی ہے۔ (۳) صدیقوں کی زندگی حضور علیہ السلام کی اقتداء میں بسر ہوتی ہے۔ (۴) اور باقی سارے لوگوں کی زندگی عالم ہوں یا جاہل' زاہدوں یا عابد کھانے پینے میں بسر ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے ضرورت' صدیقوں کے لئے روزی' ایمان والوں کے لئے رزق اور جانوروں کے لئے اجرت ہے۔

جو شخص امور میں خرابی' وقت کی غیر موزونیت اور رائے میں لوگوں کے اختلاف کے وقت اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اسے راہنما بنا دیتا ہے جو کہ ہدایت دیتا بھی ہے اور ہدایت یافتہ بھی اور وہ اپنے زمانے میں اجنبی سا ہوگا۔

آپ سے ولی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کے اعمال پے در پے کتاب وسنت کی موافقت میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ ذات جو کہ علم کے ساتھ موصوف جس کا احاطہ نہیں ہوسکتا دنیا میں اسے سر کی آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا وہ حد اور حلول کے بغیر ایمانی حقائق میں موجود ہے۔ یوم آخرت میں اسے آنکھیں اس کے ملک اور قدرت میں ظاہر دیکھیں گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مخلوق کو اپنی ذات کی کنہ کی معرفت سے حجاب میں رکھا ہے۔ اور اس پر انہیں اپنی آیات کے ساتھ دلالت فرمائی۔ پس دلوں میں اس کی معرفت ہے آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔ ایمان والے اسے احاطہ ادراک انتہاء کے بغیر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور انہیں اپنی طرف سے حجاب میں نہ رکھا۔ حجاب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی اپنی تدبیر اختیار سے آیا اور یہی وہ وجہ ہے جس نے مخلوق پر ان کی زندگی کو بدمزہ کر دیا۔

ولی کا لوگوں میں مل بیٹھنا ذلت اور ان سے علیحدگی اختیار کرنا عزت ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو ولی میں نے دیکھا الگ تھلگ دیکھا۔

حضرت سہل تستری کے حجۃ اللہ ہونے کے دعویٰ کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کا جو ولی کہ جس کی ولایت صحیح ہو ہر جمعہ کی رات کو مکہ معظمہ میں حاضر ہوتا ہے اس سے پیچھے نہیں رہتا۔ میں مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں اور اپنے زمانے کے اولیاء پر حجت ہوں۔ یہ بات ابوزکریا الساجی اور ابوعبداللہ الزبیری تک پہنچی تو دونوں آپ کے پاس آئے اور ابوعبداللہ الزبیری جو کہ جسارت والے تھے کیونکہ نابینا تھے آپ سے کہنے لگے کہ ہمیں آپ کی طرف سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں اور میں اپنے زمانے کے اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں آپ ایسے کس طرح ہوئے کیا آپ نبی ہیں یا صدیق؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے گمان کی طرف نہیں گیا۔ میں نبی نہیں ہوں میں نے یہ صرف اس لئے کہا ہے کیونکہ میں نے حلال کھانا صحیح کرلیا ہے میرے علاوہ کسی نے ایسا نہیں کیا۔ ابوعبداللہ نے کہا کیا آپ نے حلال صحیح کرلیا؟ فرمایا: ہاں! میں کبھی بھی حلال کے سوا نہیں کھاتا زبیری نے کہا یہ کس طرح؟ سہل فرمانے لگے میں نے اپنی عقل معرفت اور قوت کو سات حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے پس میں کھانا چھوڑ دیتا ہوں یہاں تک کہ ان میں سے چھ حصے چلے جاتے ہیں اور ایک حصہ باقی رہ جاتا ہے جب وہ حصہ بھی جاتا دیکھتا ہوں اور اس کے ساتھ میری جان بھی تلف ہونے لگتی ہے تو اتنا کھالیتا ہوں کہ جان بچ جائے اس خطرے سے کہ کہیں میں نے اپنے نفس کی مدد کی ہو اور اس لئے کہ دوسرے چھ بھی لوٹ آئیں تو اس طرح میرے لئے حلال صحیح ہوا۔ زبیری نے کہا کہ ہم اس پر ہمشیگی نہیں کرسکتے اور اپنی عقل، معرفت اور قوت کو سات حصوں میں تقسیم کرنا نہیں جانتے۔ اور حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اعتراف کیا۔

دور زبوں حالی

فرمایا: لوگوں پر ایسا دور آئے گا کہ ان کے امیروں کے ہاتھوں سے حلال چلا جائے گا اور ان کے اموال حلال کے بغیر ہوں

گے پھر اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض پر ستانے اور حکام کے پاس مقدمات قائم کرنے کے ساتھ مسلط فرما دے گا تو ان کی زندگی کی لذت ختم ہو جائے گی اور ان کے دلوں کو دنیا کی محتاجی اور دشمنوں کے خوش ہونے کا خوف لازم ہو جائے گا۔ زندگی کی لذت صرف ان کے نوکروں اور غلاموں کو حاصل ہوگی اور ان کے سردار تکلیف' مشقت' تلخی اور ظالموں کے خوف میں ہوں گے اور اس وقت زندگی کی لذت سے صرف منافق لطف اندوز ہوگا جسے کوئی پرواہ نہیں کہاں سے لیا کہاں خرچ کیا اور اپنے آپ کو کیسے ہلاک کیا؟ اور اس وقت قاریوں کا مرتبہ جاہلوں کا سا ہوگا۔ ان کی زندگی فاجروں کی زندگی ہوگی اور ان کی موت حیرت اور گمراہی والوں کی طرح ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی سے ملاقات اور مذاکرہ

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابیوں میں سے ایک شخص سے قوم عاد کے علاقے میں میری ملاقات ہوئی میں نے اسے سلام کہا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس پر اون کا جبہ دیکھا بالکل تروتازہ مجھے کہنے لگا کہ یہ حضرت مسیح کے زمانے سے ہی میں نے پہن رکھا ہے۔ مجھے اس سے تعجب ہوا تو اس نے کہا اے سہل! بدن' کپڑوں کو میلا نہیں کرتے انہیں گناہوں اور حرام کھانے کی بدبو میلا کچیلا کرتی ہے۔ میں نے کہا کہ اس جبہ کو پہنے کتنا عرصہ ہو چکا ہے کہا یہ سات سو برس سے میرے جسم پر ہے۔

میں نے پوچھا کہ کیا تم نے ہمارے آقا مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا؟ اس نے کہا ہاں اور میں آپ پر اس وقت ایمان لایا جب آپ پر وہ جنات ایمان لائے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی "قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن" (سورۃ الجن) امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا لباس مبارک میلا نہیں ہوتا کیونکہ وہ نافرمانی کرنے اور حرام کمانے سے بالکل پاک ہیں اور اسی طرح ان کے وصال کے بعد ان کا جسم اقدس بوسیدہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ بعض اولیاء کے متعلق مشاہدہ ہوا ہم نے انہیں کئی سالوں کے بعد تروتازہ پایا جیسا کہ انہیں دفن کیا گیا واللہ اعلم (بعض صرف اس لئے فرمایا کہ سارے اولیاء اللہ کے مزارات تو نہیں کھولے گئے جن کے بھی کھولے گئے تروتازہ پائے گئے جو کہ سب اولیاء کا بعض ہی ہیں ورنہ تمام اولیاء اللہ اپنے مزارات میں تروتازہ ہیں مٹی ان کے اجسام مقدسہ پر اثر نہیں کرتی نیز یہاں وہابیہ نجدیہ کے گرو اسماعیل قتیل دہلوی کا رد بھی ہوا جس نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھ دیا کہ معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے اللہ تعالیٰ ان گندے عقائد سے بچائے۔ آمین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہٗ ولوالدیہ)

جس شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے ولایت میں شہرت بخشی اس کی عداوت سے بچو بصرہ میں ایک ولی اللہ رہتے تھے قوم نے ان سے عداوت کی اور انہیں ستایا تو اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب ہوا اور ان سب کو ایک رات میں ہی ہلاک کر دیا۔ وہ شخص خوش قسمت ہے جو اولیاء اللہ کو پہچاننے کی طلب رکھتا ہے۔ کیونکہ جب وہ انہیں پہچان لیتا تو اس سے جو نیکیاں رہ گئیں وہ بھی پا لیتا ہے اور اگر نہ پا سکے تو اولیاءُ اللہ تعالیٰ کے حضور اس بارے میں اس کی شفاعت کرتے ہیں کیونکہ وہ اہل کرم ہیں۔

دنیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے منتخب لوگوں پر حرام ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے دنیا سے کوئی چیز بھی حاصل کرنا اسی طرح حرام فرمایا جس طرح مخلوق پر حرم کا شکار کھانا حرام فرمایا اور جو اسے کھائے اسے فدیہ لازم اسی طرح اس کے منتخب بندوں میں سے جو بھی دنیا

کی کوئی چیز کھائے اس کا فدیہ سوائے نیکیاں ترک کرنے کے اور کوئی نہیں۔

جب بندہ خدا ان حقوق کا اہتمام کرے جو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر واجب ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر حق بنتا ہے کہ وہ ان چیزوں کا اہتمام فرمائے جن کا اہتمام بندہ خود اپنے لئے کرتا ہے۔ جس کا طعام حلال سے نہیں ہوگا اس کے دل سے حجاب نہیں کھلتا اور اس کی طرف تکالیف تیزی سے آتی ہیں اسے اس کی نماز' روزہ اور خیرات نفع نہیں دیتے۔ مشاہدۂ عالم ملکوت اور وہاں پہنچنے سے مخلوق صرف بری خوراک اور مخلوق خدا کو تکلیف پہچانے کی وجہ سے حجاب میں ہے۔ آپ اپنے خدام سے فرماتے جب تک تمہارا نفس گناہ طلب کرتا ہے اسے بھوک اور پیاس کے ساتھ سزا دو جب تم سے گناہ کی طلب نہ کرے تو جو چاہے اسے کھلاؤ اور اسے رات کو جب تک چاہے سویا رہنے دو۔

آپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو کئی دنوں تک کھانا نہیں کھاتا اس کی بھوک کا شعلہ کدھر جاتا ہے؟ فرمایا: اسے دل کا نور بجھا دیتا ہے۔

فرمایا: ان دلوں کی زندگی جو کہ مر جاتے ہیں حی و قیوم کے ذکر سے ہے جو کہ موت سے پاک ہے۔ جس کا ایمان کامل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ بہترین لوگ وہ علماء ہیں جو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور بہترین خائف وہ مخلص ہیں جنہوں نے مرتے دم تک اخلاص نہ چھوڑا۔

حضرت ابوسلیمان عبدالرحمٰن بن عطیہ الدارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

داریا دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے آپ بنو عبس سے ہیں۔ علوم حقائق اور پرہیزگاری میں آپ بڑی شان والے تھے ۲۱۵ھ میں واصل بحق ہوئے۔

ملفوظات

فقیر کو نہیں چاہئے کہ اپنے دل کی صفائی کے مقابلے میں کپڑوں کو زیادہ صاف رکھے بلکہ اس کا ظاہر اس کے باطن کے ہم شکل ہونا چاہئے۔ حضرت احمد بن ابوالحواری نے فرمایا کہ میں نے ابوسلیمان کو ایک دن یہ فرماتے ہوئے سنا اے کاش میرا دل' دلوں میں ایسا ہوتا جیسا کہ میرا لباس کپڑوں میں۔ احمد فرماتے ہیں کہ آپ کا لباس درمیانے درجہ کا ہوتا تھا جس نے دنیا سے کشتی کی دنیا نے اسے گرا دیا اور جب دنیا کسی دل میں سکونت اختیار کرے تو وہاں سے آخرت رحلت کر جاتی ہے۔

احمد بن ابوالحواری نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوسلیمان سے کہا کہ کل شام میں نے تنہائی میں نماز پڑھی تو مجھے اس میں لذت حاصل ہوئی تو مجھے فرمایا کہ اس سے زیادہ لذیذ کونسی چیز ہے۔ میں نے کہا یہ بات کہ مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ فرمایا اے احمد! تو کمزور ہے کیونکہ تیرے دل میں مخلوق کی یاد آ گئی۔

آپ سے کسی نے پوچھا کہ کوئی شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سب سے زیادہ قرب کس چیز سے حاصل کرتا ہے؟ فرمایا اس سے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل پر توجہ فرمائے اور دونوں جہانوں میں اس کے سوا کسی کا ارادہ نہ کرے۔

دنیا اپنے طالب سے بھاگتی ہے اور اس سے بھاگنے والے کو طلب کرتی ہے۔ اگر بھاگنے والے کو پالے تو اسے زخمی کر دیتی

ہے اور اگر اس کا طالب اسے پالے تو اسے قتل کر دیتی ہے۔

اپنے اعمال سے قدر یہ اتراتے ہیں کیونکہ ان کا گمان ہے کہ وہ اپنے اعمال خود کرتے ہیں۔لیکن وہ کہ جس کا عقیدہ ہے کہ اس سے عمل کرایا گیا ہے وہ کس چیز پر اترائے گا؟ اگر سب لوگ جمع ہو کر مجھے اتنا نیچا کرنا چاہیں جیسا کہ میں اپنے نفس کے سامنے نیچا ہوں تو اس پر قادر نہ ہوں گے اور جس نے اپنے نفس کی کوئی قیمت جانی اسے خدمت کی حلاوت سے محرومی رہی۔

حضرت احمد بن ابوالحواری نے فرمایا کہ مجھے ابوسلیمان دارانی نے فرمایا اے احمد! جسے بھی شرافت ملی صرف اسی لئے کہ اس نے اساتذہ کی نصیحت قبول کی۔ میں تجھے کہتا ہوں کہ اپنی انگلیاں پیالے میں مت کھول اے احمد! میں نے ایسی شخصیتوں کا عہد پایا جو بھوک کو غنیمت شمار کرتے تھے جس طرح کہ تو اور تیرے صوفی شاگرد سیر ہو کر کھانا غنیمت سمجھتے ہیں۔اے احمد! ان کے دل کیوں کر روشن ہوں گے؟ حالانکہ جو مشتوں چیز بھی مل جائے کھا لیتے ہیں۔ میں کبھی مشکوک شے کھا لیتا ہوں تو جمعہ سے جمعہ تک یعنی ہفتہ بھر میرے دل پر آگ کی جلن رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عارف کے لئے اس کے بستر پر وہ فتوحات فرماتا ہے جو کہ اس لئے اس وقت نہیں ہوتیں جب کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو۔حضرت ابوسلیمان کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا کہا مجھے بخش دیا اور مجھے اشارات قوم سے زیادہ کوئی چیز نقصان دہ نہیں تھی۔ کیونکہ حقائق علوم میں لب کشائی کی وجہ سے معاصرین پر امتیاز سا معلوم ہوتا ہے۔

احمد بن ابوالحواری نے فرمایا کہ مجھے ابوسلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے احمد! جو شخص اپنے بھائی کا کھانا کھائے کہ وہ خوش ہو جائے تو کھانے والے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔اسے یہ کھانا اس وقت نقصان دیتا ہے جب نفس کی خواہش کے ساتھ کھائے اور یہ اس لئے کہ جس کام میں بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ کرے اس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

جس کی آنکھ میں مسلمان حقیر نظر آئے اس نے اپنی عزت کو ہلکا کر دیا اور جس کے دل سے ہر اس چیز کی یاد محو نہ ہو جائے جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے خلاف ہے اسے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے ذکر کی توفیق نہیں ملتی۔

جب تجھے دنیا و آخرت کی حاجتوں میں سے کسی حاجت کا ارادہ ہو تو بھوک اختیار کرو پھر اس کا سوال کرو اور یہ اس لئے ہے کہ کھانا عقل میں تغیر پیدا کرتا ہے۔رضی اللہ عنہ

حضرت ابومحمد الفتح بن سعید الموصلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت بشر بن حارث اور سری سقطی رضی اللہ عنہما کے معاصرین میں سے ہیں پرہیزگاری اور معاملات میں بڑی شان والے تھے۔

(ملفوظات)

جو اپنے دل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا دائمی ذکر کرے اس کی بدولت اسے محبوب کے وصال کی خوشی نصیب ہوتی ہے اور جس نے ذکر کو اپنی خواہش پر ترجیح دی اس کی بدولت اس کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوا ماسوا سے غیر متعلق ہوا۔

دل' جب کھانے پینے سے روک دیا جائے تو مر جاتا ہے اگرچہ طویل عرصہ کے بعد۔ کسی نے معافی بن عمران سے پوچھا کہ کیا فتح الموصلی کا کوئی بڑا کام بھی تھا؟ فرمایا تجھے ان کا بھی عمل کافی ہے کہ انہوں نے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبدالرحمٰن حاتم بن علوان الاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اہل بلخ سے خراسان میں قدیم مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت شقیق البلخی رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل کی۔ حضرت احمد بن حضرویہ کے استاد ہیں واشجرد میں ۲۳۷ھ میں وفات پائی۔ سروند نامی سرائے کے قریب دفن ہوئے واشجرد سے اوپر ایک پہاڑ پر۔

ملفوظات

جب ذ ایسے مرید کو دیکھے جو اپنی مراد کے علاوہ کسی اور کا ارادہ کرتا ہے اس نے اپنا ردّی ہونا ظاہر کیا اور اس سے مکر کیا گیا ہے۔ جس نے تین کے بغیر تین کا دعویٰ کیا ہے وہ کذاب ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کئے بغیر خوف خدا کا دعویٰ کیا' وہ کذاب ہے۔ جس نے اپنا مال اللہ تعالیٰ کی طاعت میں خرچ کئے بغیر جنت کی محبت کا دعویٰ کیا وہ کذاب ہے۔ اور جس نے فقر سے محبت کئے بغیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کیا وہ کذاب ہے۔

عصام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حاتم اصم کی طرف کوئی چیز بھیجی جسے آپ نے قبول فرمایا۔ آپ سے کہا گیا کہ اسے کیوں قبول فرمایا؟ فرمایا میں نے دیکھا کہ اسے قبول کرنے میں میرے نفس کی ذلت ہے اور لوٹانے میں اس کی عزت ہے۔

ایک راہب کی سوچ

فرمایا کہ ایک دفعہ میرا ایک راہب سے گذر ہوا اس نے مجھے کہا کہ تم کہاں سے ہو؟ میں نے کہا بلخ سے۔ اس نے کہا کس کی مجلس میں بیٹھتا رہا؟ میں نے کہا کہ حضرت شقیق بلخی کی خدمت میں بیٹھتا رہا ہوں۔ کہا انہیں کیا فرماتے ہوئے سنا؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر آسمان تانبے کا اور زمین لوہے کی ہو۔ ایک قطرہ تک آسمان سے برسے نہ ایک دانہ تک زمین سے اُگے اور مشرق و مغرب میں سب میرے ہی اہل و عیال ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ راہب نے کہا یہ تو اچھا آدمی نہیں اس کے پاس نہیں بیٹھنا چاہئے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ وہ اس شے کی فکر میں ہے جو کہ ہے ہی نہیں۔ اگر ہوتی تو کیسا ہوتا؟ اسے چاہئے تھا کہ وہ اس چیز میں فکر کرتا جو کہ ہے۔ جیسی بھی ہے۔ اس کے پاس مت بیٹھ اس کی سوچ درست نہیں۔

حضرت حاتم کی امام محمد بن مقاتل کو فہمائش

حضرت حاتم اصم مزاج پرسی کے لئے رے کے عالم محمد بن مقاتل کے پاس گئے تو دیکھا کہ مکان وسیع' بستر نرم اور ان کے غلام اور نوکر سامنے حاضر ہیں۔ آپ نے انہیں سلام تک نہ فرمایا اور انہیں مخاطب ہو کر فرمایا اے محمد۔ تو نے اپنے اس مکان کی تعمیر' اس بستر اور اس ساز و سامان میں کس کی اقتداء کی ہے؟ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام' تابعین' ائمہ مجتہدین اور اولیاء اللہ کی یا فرعون اور نمرود کی؟ محمد بن مقاتل مہر بلب ہیں۔ حاتم پھر بولے اے علماء سوء! تمہارا حال تو اس جاہل کا سا ہے جو کہ دنیا کا حریص اور اس میں رغبت کرنے والا ہے۔ عمل کرنے والے علماء کرام کا سا نہیں۔ بلکہ تم عوام کو خراب کرنے والے ہو۔ وہ کہیں گے

کہ جب محمد کا جو کہ عالم دین ہے یہ حال ہے تو ہم تو اس کے پیروکار ہیں۔ پس محمد بن مقاتل کی بیماری حضرت حاتم کی گفتگو کی وجہ پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔ پھر حضرت حاتم رضی اللہ عنہ نے محمد بن مقاتل سے فرمایا کہ ایک عجمی آدمی ہوں میں آپ سے سیکھنا چاہتا ہوں کہ نماز کے لئے وضو کیسے کیا جاتا ہے انہوں نے کہا آپ وضو فرمائیں میں دیکھ رہا ہوں پس حضرت حاتم نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا عمل تین مرتبہ دہرایا۔ جب اپنا بایاں بازو دھویا تو چار دفعہ دھویا محمد بن مقاتل نے آپ سے کہا کہ آپ نے اپنا بازو چار مرتبہ دھونے میں پانی بے جا صرف کیا ہے۔ حاتم فرمانے لگے سبحان اللہ ایک چلو پانی میں مجھ پر اسراف کے حوالے سے انکار ہو رہا ہے اور خود اپنے اوپر تمام معاملات میں اسراف کی وجہ سے کوئی انکار نہیں۔ محمد سمجھ گئے کہ حاتم نے وضو سکھانے کے بہانے اس قضیے کا قصد فرمایا ہے۔ پس انہیں اپنے متعلق ہوش آ گئی اپنے مکان اور غلاموں کو چھوڑ کر فقراء میں شامل ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت ابوزکریا یحییٰ بن معاذ بن جعفر الواعظ الرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اپنے دور میں یگانہء روزگار تھے۔ مقام رجاء میں خصوصیت کے ساتھ آپ کی ایک زبان ہے اور معرفت میں ایک خاص اندازِ بیان مدتوں بلخ میں رہے پھر نیشاپور لوٹے اور وہیں ۲۵۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

ملفوظات

جس میں پرہیزگاری نہیں وہ زاہد کیسے ہوگا۔ اس چیز سے پرہیز کر جو تیرے لئے نہیں۔ پھر اس چیز سے بے رغبتی کر جو تیری ہے۔

جس قدر تو اللہ تعالیٰ کے حضور مصروف ہوگا اسی معیار سے خلق تیرے کام میں مصروف ہوگی۔ ساری دنیا اوّل سے لے کر آخر تک ایک ساعت کے غم کے برابر نہیں پھر تو اپنی ساری عمر اس میں غم کیسے کرتا ہے باوجودیکہ اس میں سے تیرا حصہ بھی قلیل ہے۔

زاہد دنیا میں غریب ہیں جب کہ عارف آخرت میں غریب ہوں گے۔

آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو۔ غافل علماء' چاپلوسی کرنے والے قراء اور صوفی کہلانے والے جہلاء جو اپنے دینی فرائض سیکھنے سے پہلے عبادت گذار بنتے ہیں۔

جس نے اپنے شیخ کے افعال سے نفع نہ پایا وہ اس کے اقوال سے بھی نفع نہیں لے سکتا۔ آدمی کا دین اس وقت تک پارہ پارہ رہتا ہے جب تک اس کا دل دنیا کی محبت سے متعلق رہتا ہے بھوک نور ہے' سیر ہو کر کھانا آگ ہے اور شہوت ایندھن ہے اسی سے آگ بھڑکتی ہے اور اس وقت تک نہیں بجھتی جب تک کہ اسے جلا نہ دے۔

اون کا لباس پہننا دکان ہے اور زہد میں گفتگو کرنا پیشہ ہے ولی ریاکاری کرتا ہے نہ منافقت اور ایسا دوست کس قدر قلیل ہے جس کی عادت یہ ہو۔ ولی زمین میں اللہ سبحانہ کا پھول ہے جسے صدیقین سونگھتے ہیں تو اس کی خوشبو ان کے دلوں تک پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے اپنے مولا کے مشتاق ہوتے ہیں اور اسے دیکھ کر عبادت اور زیادہ کرتے ہیں۔

وہ بھائی برا ہے تجھے جس کو کہنا پڑے کہ میرے لئے دعا کر اور وہ بھائی بھی برا ہے جس کی طرف تجھے غلطی کرنے کی وجہ سے

معذرت کرنا پڑے۔ عمل کرنے والے علماء حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ان کے باپوں اور ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے؟ فرمایا کیونکہ ان کے باپ اور مائیں انہیں دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں جب کہ علماء انہیں جہنم کی آگ اور اس کی ہولنا کیوں سے بچاتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی صحبت کا اثر

جو شخص صدق دل سے اولیاء کی صحبت میں بیٹھے تو اس کی بدولت وہ اہل وعیال، مال دولت اور تمام مصروفیات سے بے توجہ ہو جاتا ہے پھر جب اس کا یہ مقام درست ہو جائے تو وہ خدا تعالیٰ میں مصروفیت کے مقام پر ترقی کر جاتا ہے اور ماسوا سے بالکل منقطع ہو جاتا ہے اور جس کا اولیاء اللہ کی معیت میں یہ مقام درست نہیں ہوتا وہ کبھی بھی رب العالمین کے دربار کی مشغولیت کے مقام کی مہک نہیں پاتا۔

فرمایا: عام لوگ جنت میں اہل علم کے اسی طرح محتاج ہوں گے جس طرح دنیا میں۔ پوچھا گیا کیسے؟ فرمایا عوام کے لئے جنت میں فرمایا جائے گا کہ کوئی تمنا کرو انہیں پتہ نہ چلے گا کہ کیا کہیں پس وہ آپس میں کہیں گے کہ اہل علم کے پاس چلتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں تو اس میں اہل علم کی کمال عزت ہوگی۔

دار دنیا سے بے توجہی کی تلقین

دار دنیا کی طرف جھکنے سے بچو کیونکہ وہ گذرگاہ ہے جائے قیام نہیں۔ وہاں سے زادِ راہ لو اور قیلولہ کسی اور مقام میں۔

اگر کوئی شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مقام علم میں ہوتا اس حال میں کہ دنیا کی طرف راغب ہوتا تو میں لوگوں کو اس کی صحبت میں بیٹھنے سے منع کرتا کیونکہ جو اپنے نفس سے خیانت کرتا ہے تیرا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ اولیاء کی مثال شکاریوں کی ہے جو کہ شیطانوں کے منہ سے کھینچ کر بندوں کا شکار کرتے ہیں اور اگر ولی ساری زندگی میں صرف ایک شکار کر لے تو اسے خیر کثیر مل گئی۔

سخت کاموں کی مشقت سے گریز کرتے ہوئے زہد طلب کرنا بے کاری ہے۔ نفس کو مارے بغیر اون کا لباس پہننا جہالت ہے ضرورت کے باوجود کمائی ترک کرنا تن آسانی ہے اور ضرورت نہ ہونے کے باوجود تن آسانی تکلف محض ہے۔ تنہائی پر صبر کرنا راستہ پالینے کی علامت ہے اہل وعیال کے حقوق ضائع کر کے عبادت گذار بننا جہالت ہے (برائے نام بستر بند تبلیغیوں کے لئے لمحہ فکریہ جو کئی کئی ماہ گھروں سے غائب رہتے ہیں حالانکہ اہل خانہ کے حقوق کا تقاضا کچھ اور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کئی دفعہ حیا سوز واقعات اور حادثات پیش آتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی مجاہد کو چار ماہ سے زیادہ گھر سے غائب رہنے نہیں دیتے تھے۔ شرم و غیرت اور دیگر حقوق کا بھی تقاضا ہے خصوصی طور پر فحاشی اور عریانی کے اس دور میں یہ مسئلہ اور بھی زیادہ غور طلب ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلۂ ولوالدیہ)

اس شخص میں جو کہ دعوت ولیمہ میں صرف ولیمہ کے لئے جانا چاہتا ہے اور اس میں جو ولیمہ میں صرف اسی لئے جانا چاہتا ہے کہ وہاں دوست کی ملاقات ہوگی کس قدر فرق ہے۔ صدیقوں کی اپنے نفسوں کے ساتھ جنگ وسوسوں کے ساتھ ابدالوں کی اپنے نفس کے ساتھ جنگ تفکرات کے ساتھ زاہدوں کی جنگ شہوتوں کے ساتھ اور توبہ کرنے والوں کی جنگ لغزشوں کے ساتھ ہے۔

آپ اپنی دعا میں عرض کرتے الٰہی میں توبہ کی شرطیں پوری نہیں کر سکتا مجھے توبہ کے بغیر معاف فرما دے مرد اس وقت تک بردبار نہیں ہوتا جب تک کہ وہ عورتوں کو شہوت کی بجائے شفقت کی نظر سے نہ دیکھے۔ ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھو کیونکہ انہوں نے بادشاہ کا دروازہ لازم کر رکھا ہے۔

حضرت ابو حامد احمد حضرویۃ البلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

آپ خراسان کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت ابوتراب نخشی اور حاتم اصم رضی اللہ عنہما کی صحبت کا شرف پایا حضرت ابویزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی طرف سفر فرمایا اور حضرت ابوحفص الحداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی آپ کرم میں مشہور بزرگوں میں سے ہیں ۲۴۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔

اللہ کا ولی اپنے نفس کے لئے کوئی نشان مقرر نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا کوئی نام ہوتا ہے جس سے وہ موسوم ہو جس نے صبر پر صبر کیا وہی صابر ہے نہ کہ وہ جس نے صبر کیا اور شکوہ کیا مجھے خبر پہنچی کہ امیر لوگوں میں سے ایک شخص نے زاہدوں میں سے ایک بندہ خدا کی زیارت کی خواہش کی پس اس کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ رمضان المبارک میں جو کی روٹی اور نمک کے ساتھ افطاری کر رہے ہیں تاجر اپنے مکان پر واپس آیا اور زاہد کی خدمت میں ہزار دینار بھیجے زاہد نے وہ واپس کر دیئے اور اس کے غلام سے فرمایا کہ اپنے مالک سے کہنا کہ یہ اس کی جزا ہے جس نے تیرے جیسے پر اپنا راز کھول دیا۔

حضرت ابوالحسین احمد بن ابوالحواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

حضرت ابوالحواری کا نام میمون ہے آپ اہل دمشق میں سے ہیں آپ نے حضرت ابوسلیمان دارانی، سفیان بن عیینہ اور مشائخ کی ایک جماعت کی صحبت پائی ۲۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ احمد بن ابوالحواری شام کا پھول ہے۔

دنیا گندگی کا ڈھیر اور کتوں کا مجمع ہے اور جس کا دل اس سے لٹکا رہتا ہے اور اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی وجہ سے جھگڑتا ہے وہ کتوں سے بھی گیا گذرا ہے کیونکہ کتا اس سے اپنی ضرورت پوری کر کے چلا جاتا ہے جب کہ اس دنیا سے محبت کرنے والا اسے کسی صورت میں نہیں چھوڑتا اور جب دنیا کے کسی مقام تک پہنچتا ہے تو اس سے اگلے مقام کی طلب شروع کر دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے حضرت خضر علیہ السلام نے درد کا دم سکھایا کہ جب تجھے درد ہو تو درد والے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ اور کہہ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل پس میں درد کے لئے اس کا ورد کرتا ہوں درد فوراً چلا جاتا ہے۔

اور جب کسی کو آپ کے اخلاق حسنہ میں سے کسی چیز کا پتہ چل جاتا تو اپنے نفس کو ملامت کرتے اور فرماتے یہ کیا غفلت ہے کہ اب تیری خوبیاں لوگوں پر ظاہر ہونے لگیں۔

حضرت ابوحفص عمر بن سالم الحداد النیشا بوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہر نیشاپور کا وہ دروازہ جو کہ بخارا کے راستے پر ہے آپ اس کے قریب ایک بستی سے تھے جسے کورذ باذ کہا جاتا ہے۔ آپ نے

حضرت عبداللہ المہدی اور نصر آبادی کی صحبت کا شرف پایا اور حضرت احمد بن حضرویہ البلخی کی رفاقت پائی اور شاہ بن شجاع الکرمانی آپ ہی کی طرف نسبت رکھتے ہیں۔ آپ ائمہ اور عالی مرتبت اولیاء میں یکتائے زمانہ اور اکابر مشائخ میں سے تھے جو کہ مرجع خلائق تھے۔ ۲۷۰ھ میں وفات پائی جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو حال متغیر ہو جاتا جسے حاضرین مجلس محسوس کرتے۔

ملفوظات

میرے سامنے دنیا ذلیل ہے اسی لئے میں اس کا کسی پر بخل نہیں کرتا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کے خدام میں فلاں آدمی سماع کے گرد گھومتا رہتا ہے جب سنتا ہے تو روتا ہے چیختا ہے اور اپنے کپڑے پھاڑ دیتا ہے فرمایا غرق ہونے والا اور کیا کرے جس چیز میں نجات کا گمان ہوتا ہے اسی سے چمٹ جاتا ہے۔

میں نے بیس سال اپنے دل کا پہرہ دیا پھر میں ایسی حالت پر پہنچا جس میں ہم سب کے سب محفوظ ہو گئے۔

وہ آدمی سخاوت کے نام کا مستحق نہیں جو عطا کا ذکر کرے اور اپنے دل سے اس کا خیال کرے۔

ولی اور آداب فقراء

ایک دفعہ آپ سے ولی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ وہ ہے جس کی کرامات کے ساتھ تائید کی گئی ہو اور بدعتوں سے غائب ہو۔ آپ سے آداب فقراء کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ مشائخ کی عزتوں کی حفاظت کرنا۔ بھائیوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرنا' چھوٹوں کی خیر خواہی کرنا۔ رفقاء کے ساتھ جھگڑا ترک کرنا' ایثار کو لازم کرنا۔ ذخیرہ اندوزی سے پرہیز کرنا' فقراء کے طریقے کے خلاف چلنے والے کی صحبت ترک کرنا اور دنیا و آخرت کے امور میں بھائیوں کی مدد کرنا ہے۔ ان صفات کو اپنے آپ پر پیش کرنا اگر تو نے انہیں پورا کیا تو تو فقیر ہے۔

عارف کا فسق - محبّ کی خیانت اور مرید کا جھوٹ

حالات میں خرابی اکثر تین چیزوں سے داخل ہوئی عارفوں کے فسق' محبوں کی خیانت اور مریدوں کے جھوٹ سے۔ ابو عثمان الحیری فرماتے ہیں کہ عارفوں کا فسق آنکھ' زبان اور کانوں کو اسباب دنیا اور اس کی منفعتوں کی طرف لگانا ہے۔ محبوں کی خیانت اپنے مستقبل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلہ میں اپنی خواہشات کو اختیار کرنا ہے اور مریدوں کا جھوٹ یہ کہ ان کے دلوں پر خلق کا ذکر اور انہیں دیکھنا اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اسے دیکھنے پر زیادہ غالب ہو۔

جب تو فقیر کی روشنی اس کے کپڑوں میں دیکھے تو اس کی خیر کی امید نہ رکھ۔

حضرت ابوتراب عسکر بن الحسین النخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حاتم اصم اور ابو حاتم العطار کی صحبت حاصل کی خراسان کے جلیل القدر مشائخ اور علم' کرم' زہد' توکل اور پرہیز گاری میں مشہور اکابر میں سے تھے ۲۴۵ھ میں آپ کا جنگل میں وصال ہوا اور درندوں نے نوچ لیا۔

ملفوظات

اللہ تعالیٰ ہر دور میں علماء کو اس زمانے کے اعمال کے مطابق بولنے کی توفیق دیتا ہے۔ جس نے کسی مشغول باللہ کو اللہ سبحانہ کی طرف سے مشغول کر دیا تو اسی وقت اسے غضب خداوندی دبوچ لیتا ہے۔ میں مریدین کے لئے اس سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے شیخ کے اذن کے بغیر اپنے نفسوں کی پیروی میں سفر کریں اور مرید صرف سفروں اور ناموافق لوگوں کی سوسائٹی سے بگڑتا ہے۔

کسی فقیر کے لئے کبھی بھی لائق نہیں کہ وہ کسی مال کو اپنی طرف منسوب کرے کیا تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیکھا کہ جب آپ نے کہا کہ یہ میرا عصا ہے اور اس کے متعلق اپنی ملک کا دعویٰ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اپنا عصا پھینک دیں تو جب اس کا عین بدل گیا تو پناہ لینے کو دوڑے تو آپ کو حکم دیا گیا کہ لوٹیں اور ڈریں نہیں۔

میں نے جنگل میں ایک آدمی کو دیکھا پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا میں خضر ہوں اولیاء میرے سپرد کئے گئے ہیں ان کے دل جب اللہ تعالیٰ سے دور ہونے لگیں تو انہیں اسی کی طرف لوٹاتا ہوں اے ابوتراب! پہلے قدم میں ہلاکت اور آخری قدم میں نجات ہے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابومحمد عبداللہ بن حنیف الانطا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حضرت یوسف بن اسباط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت پائی۔ حلال کھانے میں بیدار مغز اور تمام حالات میں پرہیزگار زاہد صوفیا میں سے ہیں۔ اصل میں کوفہ سے ہیں اور تصوف میں آپ کا طریقہ حضرت ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے کیونکہ آپ نے حضرت ثوری کے خدام کی صحبت اختیار کی۔

ملفوظات

جب قاری قرآن معصیت کے قریب ہوتا ہے تو قرآن پاک اس کے سینے سے اسے آواز دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم تو نے مجھے اس لئے تو نہیں اٹھایا۔ اگر عاصی اس آواز کو سن لے تو اللہ تعالیٰ سے حیاء کی وجہ سے مر جائے۔

ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل کے احبار میں سے ایک عالم بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کرتا اے میرے پروردگار! کب سے تیری نافرمانی کر رہا ہوں لیکن تو نے مجھے سزا نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں شخص سے کہہ دیں کہ تجھے اور کتنی سزا دوں۔ تجھے تو پتہ ہی نہیں کیا میں نے تجھ سے اپنی مناجات کی لذت چھین نہیں لی۔ تو اس کی اطاعت نہیں کرتا جو تجھ پر احسان فرما رہا ہے تو اس سے نیکی کیا کرے گا جو تیرے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔

حضرت ابوعلی احمد بن عاصم الانطا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت بشر بن الحارث، سری سقطی اور حارث المحاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معاصرین میں سے ہیں۔ آپ کی فراست کی تیزی کی وجہ حضرت ابوسلیمان دارانی آپ کو دلوں کا جاسوس کہتے تھے۔

غربت اسلام کی وجوہ

آپ نے فرمایا کہ میں گمان نہیں کرتا تھا کہ ایسا دور پاؤں گا جس میں اسلام غریب ہو جائے گا۔ آپ سے پوچھا گیا تو کیا اسلام غریب ہو چکا ہے؟ فرمایا: ہاں! اگر اس دور میں تو کسی عالم کی طرف رغبت کرے تو اسے دنیا کے فتنے میں مبتلا' سرداری اور تعظیم کو پسند کرتا اور اپنے علم کے ساتھ ذریعے دنیا کھاتا ہوا پائے گا کہتا ہے کہ کسی دوسرے کی بجائے میں اس کا زیادہ حقدار ہوں اور اگر تو کسی عابد کی طرف رغبت کرے جو کہ پہاڑ میں خلوت گزیں ہے تو اسے بھی فتنہ رسیدہ اور عبادت میں جاہل پائے گا۔ اپنے نفس اور ابلیس کے دھوکے میں گرفتار' کہ عبادت کے اعلیٰ درجات تک پہنچا ہوا ہے حالانکہ عبادت کے ادنیٰ مرتبے سے ناواقف ہے اعلیٰ مرتبے تک رسائی کیسے ہوگی؟ پس علماء اور عبادت گذار خونخوار درندے اور اچک لے جانے والے بھیڑیئے ہو چکے ہیں تو یہ تیرے زمانے کے اہل علم وقرآن اور حکمت کے محافظوں کا حال ہے پس اے نگاہ والو! عبرت حاصل کرو۔

جب سچے فقراء کی خدمت میں بیٹھو تو سچے ہو کر بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے جاسوس ہیں تمہارے دلوں میں داخل ہوتے ہیں اور ان سے نکلتے ہیں جب کہ تمہیں شعور تک نہیں ہوتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت منصور بن عمار الواعظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ مردوالوں میں سے ہیں۔ بصرہ میں رہے اور بہترین واعظوں اور قلت پر قناعت اور پرہیزگاری میں بڑی شان والے حکیم مشائخ میں سے تھے۔

جب شیطان کسی سے مذاق کرتا ہے تو اسے لوگوں کی طرف چغلی اور بے حیائی پر مبنی عادات نقل کرنے پر لگا دیتا ہے اگر ابلیس اس سے مرعوب ہوتا تو اسے ایسے کام کرنے پر نہ اکساتا۔

پاک ذات ہے وہ جس نے عارفوں کے دلوں کو ذکر کے خزانے' اہل دنیا کے دلوں کو طمع کے مرکز اور فقراء کے دلوں کو قناعت کی کانیں بنایا۔ مجھے قراء پر تعجب ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو کئی سال تک اس لغزش کی وجہ سے کیسے چھوڑے رکھتے ہیں جو ان سے صادر ہوئی اور انہیں قناعت اور توبہ پر نہیں ابھارتے اور جب کسی ظالم کو دیکھتے ہیں کہ ناحق مال چھین رہا ہے پھر ان سے کسی دیوار کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے تو کہتے ہیں یہ حلال ہے اس احتمال کی بناء پر کہ اسے کسی دوسرے مال سے بدل لیا ہوگا اور یہ نہیں دیکھتے کہ لغزش کا ارتکاب کرنے والے نے ایک مدت کے بعد لغزش سے توبہ کرلی ہے جب کہ قانون ایک ہی ہے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت حمدون بن احمد القصار النیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نیشاپور میں ملامتیہ کے شیخ ہیں۔ آپ سے ہی مذہب ملامتیہ پھیلا۔ حضرت ابوتراب النخشبی ونصرآبادی رضی اللہ عنہما کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ فقیہ عالم تھے سفیان ثوری کے مسلک پر چلتے تھے اور آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے آپ کا طریقہ اس طرح حاصل نہ کیا جس طرح آپ کے شاگرد عبداللہ بن محمد بن منازل نے حاصل کیا۔ حضرت حمدون ۲۷۱ھ میں نیشاپور میں فوت ہوئے اور حیدہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

ملفوظات

جس نے گمان کیا کہ اس کا نفس فرعون کے نفس سے بہتر ہے تو اس نے تکبر کا اظہار کیا (جیسا کہ اوپر آپ کے ترجمہ میں مذکور ہے یہ آپ کا اپنا مذہب ہے سارے علماء اور صوفیاء امت کا نہیں) جس نے اسلاف کی سیرت میں نظر کی اسے اپنی کوتاہیاں اور مردان راہ کے درجات سے پیچھے رہ جانا معلوم ہو گیا۔

آپ سے کہا گیا کیا وجہ ہے کہ اسلاف کی گفتگو ہماری گفتگو سے زیادہ نفس بخش ہے؟ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے اسلام کی عزت نفسوں کی نجات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کلام فرمائی جب کہ ہم نفسوں کی عزت دنیا کی طلب اور ہمارے متعلق مخلوق کی خوش اعتقادی کے لئے کلام کرتے ہیں۔

جب فقہاء کو علم میں کوئی مشکل پیش آتی تو انہیں فرماتے کہ اس کے متعلق قوم صوفیاء سے پوچھ لو۔ لیکن نفسوں کی عاجزی اپنی کمزوری کے اظہار اور ناواقفیت کے اعتراف کے ساتھ پوچھو وہ اس مشکل کو تم سے دور کر دیں گے فقیر کا حسن اس کی تواضع میں ہے جب تکبر کرتا ہے تو امیروں سے بھی تکبر میں بڑھ جاتا ہے۔

اگر تو صحبت اختیار کرے تو صوفیاء کی صحبت میں بیٹھ کیونکہ ان کے ہاں کسی قبیح چیز کی معذرت کی کئی وجوہات ہیں جب کہ ان کے نزدیک حسن کا کوئی بڑا مقام نہیں جس کی وجہ سے وہ تیری تعظیم کریں۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالحسن المقری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ملفوظات)

اگر قرآن پڑھنے والا قرآن پاک پر عمل کرے اسے دنیا کی آگ نہیں جلاتی (دنیا کی محبت کی آگ یا بعض خواص جن پر بطور کرامت آگ اثر نہیں کرتی۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) قرآن کریم کے قاری کے لئے بہت بری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اگرچہ عمر میں ایک مرتبہ ہو۔

کبیرہ گناہوں میں سب سے عظیم گناہ علماء کی خرابی اور سب سے شدید مصیبت قرآن پاک پڑھنے والوں کی بدکاری ہے قیامت کے دن قرآن کریم آئے گا اور اس کے اردگرد مخلص لوگ سرخ اونٹوں کی طرح ہوں گے اور اس کے گرد کچھ اور لوگ بھی ہوں گے قرآن پاک انہیں فرمائے گا کہ دور ہو جاؤ تم نے دنیا میں مجھے ضائع کر دیا اب آخرت میں میرے پاس مت آؤ۔

حضرت سید عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو کہ حضرت ابراہیم بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے گھر والوں میں سے آپ کے زیادہ قریب کون ہے؟ فرمایا جس نے دنیا کو پس پشت ڈال دیا اور آخرت کو نصب العین بنایا اور میرے پاس اس حالت میں آیا کہ اس کا نامہ اعمال گناہوں سے پاک ہے۔ وفات کے بعد آپ کو امام لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب دفن کیا گیا۔

حضرت سید الطائفہ ابو القاسم الجنید بن محمد الزجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے والد بزرگوار شیشے کا کام کرتے تھے اسی لئے انہیں قواریری کہا جاتا ہے۔ آباؤ واجداد نہاوند سے ہیں۔ جائے ولادت اورنشوونما کا مقام عراق ہے آپ فقیہ تھے اور حضرت ابوثور کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے جو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور ان کے قدیم مذہب کے راوی ہیں۔ اپنے ماموں حضرت سری سقطی، حارث محاسبی اور محمد بن علی القصاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ قوم صوفیاء کے عالی مرتبت ائمہ اور راہنماؤں میں سے تھے اور آپ کی کلام تمام زبانوں پر مقبول ہے ۲۹۷ھ میں ہفتے کے دن وفات پائی اور آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے خاص و عام سب زیارت کرتے ہیں۔

ملفوظات

اللہ تعالیٰ دلوں کی طرف اپنا احسان اسی قدر متوجہ فرماتا ہے جس قدر دل اس کے ذکر سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پس دیکھ تیرے دل میں کس کی آمیزش ہے۔ تصوف اللہ تعالیٰ کے حضور معاملہ کا صاف ہونا ہے اور اس کی اصل دنیا سے پھر جانا ہے جیسا کہ حارثہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا ہے پس میری رات بیدار اور دن پیاسا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا آگ میں داخل ہونے سے زیادہ سخت ہے۔ جب تو فقیر کو دیکھے تو اس سے علم کے ساتھ ابتداء نہ کر پہلے نرمی کر کیونکہ علم اسے وحشت دے گا جب کہ نرمی اسے مانوس کرے گی۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی گفتگو مقام حضوری سے ہے اور صدیقین کی کلام مشاہدات کے اشارے ہیں جو اشارہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف کرے اور سکون ماسوا سے پائے اللہ تعالیٰ اسے مصیبتوں میں مبتلا فرما دیتا ہے اور اپنا ذکر اس کے دل سے چھپا لیتا ہے اور اسے اس کی زبان پر جاری فرماتا ہے۔ اگر اسے ہوش آ گیا اور وہ اللہ وحدہ لاشریک کی طرف منقطع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبتیں دور کر دیتا ہے اور اگر ماسواء کی طرف ہی مطمئن ہے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں سے اس کے متعلق جذبات رحمت کھینچ لیتا ہے اور اسے ان کے مالوں کی طمع کا لباس پہنا دیتا ہے پس ان سے اس کا مطالبہ زیادہ ہو جاتا ہے باوجودیکہ ان کے دلوں سے رحمت ختم ہو چکی ہوتی ہے پس اس کی زندگی عاجزی اس کی موت بدمزہ اور آخرت افسوس بن جاتی ہے اور ہم غیر اللہ کی طرف مائل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

لوگوں کے مقابلے میں آفتوں کا علم زیادہ رکھنے والے ان سے زیادہ آفتوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

آپ سے عارف کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ پانی کا رنگ وہی ہے جو اس کے برتن کا ہے یعنی وہ اپنے وقت کے مطابق ہوتا ہے۔ تنہائی کی مشقت برداشت کرنا اوباش لوگوں کی چاپلوسی کرنے سے زیادہ آسان ہے۔

آپ سے قرب خداوندی کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا دور ہے قرب کے بغیر قریب ہے چمٹے بغیر۔ جو چاہے کہ اس کا دین بچ جائے اور اس کا بدن اور قلب راحت پائے تو لوگوں سے نہ ملے کیونکہ یہ وحشت کا دور ہے۔ عقل مند وہی ہے جو اس دور میں تنہائی اختیار کرے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس پانچ سو دینار لایا عرض کی کہ اسے اپنی جماعت میں تقسیم فرما دیں۔ فرمایا: کیا اس کے علاوہ

بھی تیرے پاس مال ہے؟ عرض کی جی ہاں فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے وہ زیادہ ہو جائے عرض کی جی ہاں تو حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا کہ یہ اٹھا لے کیونکہ ہم سے زیادہ اس کی تجھے ضرورت ہے اور اس کو قبول نہ فرمایا۔

شکر میں بھی ایک علت ہے کیونکہ شکر کرنے والا اپنے لئے اس کی وجہ سے مزید طلب کرنے والا ہے پس وہ شکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے نفس کے حصے پر کھڑا ہے لیکن شکر یہ ہے کہ تو اپنے نفس کو رحمت کے لائق نہ سمجھے۔

مرید صادق علماء کے علم سے بے نیاز ہے (یعنی وہ علماء جو معاذ اللہ حب دنیا میں گرفتار ہیں اور علم کو حصول دنیا کے لئے جال بنائے ہوئے ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہٗ ولوالدیہ)

جب اللہ تعالیٰ مرید سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے صوفیاء کے قدموں میں ڈال دیتا ہے اور اسے (دنیا طلب) قراء کی صحبت سے روک دیتا ہے۔

تصوف اور صوفی

تصوف یہ ہے کہ تو کسی تعلق کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو کبھی فرماتے وہ قہر ہے جس میں صلح نہیں کبھی فرماتے وہ ایسے گھر والے ہیں ان کے ساتھ ان کا غیر داخل نہیں ہوتا۔

جب تو صوفی کو دیکھے کہ اپنے ظاہر کو سنوارنے پر رہتا ہے تو سمجھ لے کہ اس کا باطن خراب ہے میں نے ابلیس کو اس حال میں پایا کہ بازار میں برہنہ چل رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا ہے جسے کھا رہا ہے میں نے اسے کہا تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی؟ کہنے لگا کیا زمین پر کوئی ایسا باقی ہے جس سے شرم کی جائے۔ جن سے شرم کی جاتی تھی وہ مٹی کے نیچے ہیں۔ انہیں مٹی کھا گئی (اقول و بنا اللہ التوفیق اہل اللہ زیرِ زمین تو جاتے ہیں مگر انہیں مٹی نہیں کھاتی جیسا کہ خود حضرت مؤلف امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل بن عبد اللہ التستری رحمۃ اللہ علیہم کے ترجمہ میں فرمایا کہ بعض اولیاء کے متعلق مشاہدہ ہوا کہ کئی سالوں اور بعد انہیں مزارات میں تر و تازہ پایا گیا وہاں کا حاشیہ بھی دیکھ لیا جائے نیز یہاں ابلیس کا قول نقل فرمایا ہے جس سے محبان اولیاء اللہ دلیل نہیں لے سکتے کیونکہ یہ بدبخت کذاب ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہٗ ولوالدیہ)

ایک دفعہ آپ سے توحید خالص کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ بندے کا آخر اس کے اول کی طرف لوٹے پس وہ ایسا ہو جائے جیسا کہ وہ ہونے سے پہلے تھا۔ صوفیا کی منفرد توحید قدم کو حدوث سے علیحدہ کرنا' وطنوں سے جدا ہونا' محبتیں منقطع کرنا اور جو جانا' نہ جانا سب ترک کر دینا اور سب کی بجائے حق کی جلوہ گری ہو۔ علم توحید کا فرش تو بیس سال سے لپیٹا جا چکا اب تو لوگ اس کے کناروں میں بات کرتے ہیں۔

مسئلہ سماع

آپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو سکون میں ہو' جب سماع سنتا ہے تو بے چین ہو جاتا ہے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نسل انسانی کو جب میثاق اول میں مخاطب فرمایا کہ الست بربکم سماع کی حلاوت نے ارواح کو دستک دی تو جب سماع سنتے ہیں تو اس کی یاد انہیں تحریک دیتی ہے۔

فقراء پر تین مقامات میں رحمت کا نزول ہوتا ہے سماع کے وقت کیونکہ وہ صرف حق سے ہی سنتے ہیں اور صرف وجد سے ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ کھانا کھانے کے وقت کیونکہ وہ صرف فاقہ سے ہی کھاتے ہیں اور علم کے مذاکرہ کے وقت کیونکہ وہ صرف اولیاء اللہ کے احوال ہی کا تذکرہ کرتے ہیں۔

صوفی کی غشی کا علاج

ایک دن میں حضرت سری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں ایک شخص کو دیکھا جس پر غشی طاری ہے میں نے عرض کی اسے کیا ہوا؟ فرمایا اس نے قرآن پاک کی ایک آیت سنی میں نے کہا اس پر وہی آیت دوبارہ پڑھی جائے۔ پس پڑھی گئی اسے افاقہ ہو گیا۔ حضرت سری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے یہ طریق کار کہاں سے معلوم ہوا میں نے عرض کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کے سبب حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی متاثر ہوئی پھر اسی سے بینائی درست ہوئی آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔

تصوف کے بنیادی اخلاق

تصوف کی بنیاد پر آٹھ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق پر ہے سخاوت' رضا' صبر' اشارہ' مجرد ہونا' اون پہننا' سیر کرنا اور فقر پر جو کہ بالترتیب حضرت ابراہیم' اسحاق' ایوب' زکریا' یحییٰ' موسیٰ' عیسیٰ اور حضرت سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

اور یہ حکایت بیان کی گئی کہ آپ جب قریب الوصال ہوئے تو وصیت فرمائی کہ ان تمام چیزوں کو میرے ساتھ دفن کیا جائے جو کہ علم میں میری طرف منسوب ہیں آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ یوں نہ دیکھے کہ میں اپنی طرف منسوب کوئی چیز چھوڑ آیا ہوں حالانکہ رسول کریم علیہ السلام کا علم لوگوں کے درمیان موجود ہے۔

علم آخرت کے لئے دل صاف نہیں ہوتے جب تک کہ دنیا کے تعلق سے پاک نہیں ہو جاتے۔ پس اپنے کام کے آغاز میں دنیا کو اپنے باطن سے نکال باہر کرنے پر نظر رکھ اور اس سے بچ کہ کہیں تجھ پر اس سے کوئی خواہش مدفون رہ جائے جو کہ تجھ میں چھپی ہوئی ہو وہ تجھے چلنے اور ترقی کرنے سے روک دے گی اور تیرا شیخ تجھے وہاں سے ایک قدم بھی آگے منتقل نہیں کر سکے گا جب تک کہ تو اس کیفیت میں رہے گا اسے سن اور اطاعت کر۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے متعلق آپ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ کسب ہے یا ضرورت؟ تو فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اشیاء کو دو چیزوں سے سمجھا جا سکتا ہے ان میں سے جو حاضر ہیں وہ حواس کے ساتھ معلوم کی جاتی ہیں اور جو غائب ہیں تو وہ دلیل کے ساتھ اور جب حق سبحانہ وتعالیٰ ہمارے حواس پر ظاہر نہیں ہے تو اس کی معرفت دلیل اور جستجو کے ساتھ ہو گی کیونکہ ہم غیب اور غائب کو دلیل کے ساتھ ہی جانتے ہیں جب کہ حاضر کو حواس کے ساتھ ہی جانا جا سکتا ہے۔

میں نے کسی کو کبھی نہیں دیکھا کہ دنیا کی تعظیم کرے پھر اس میں اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہوں آنکھیں صرف اسی کی ٹھنڈی ہوتی ہیں جو اسے حقیر جانے اور اس سے منہ پھیر لے۔ جو اپنے نفس پر اچھی نیت کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اس پر توفیق کے ستر

دروازے کھول دیتا ہے اور جو اپنے نفس پر بری نیت کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اس پر رسوائی کے ستر دروازے وہاں سے کھول دیتا ہے کہ اسے شعور تک نہیں ہوتا۔

کوئی دوست اپنے دوست سے حاجت طلب کرنے سے شرم محسوس نہیں کرتا مگر اس لئے کہ دونوں میں سے ایک میں نقص ہے۔

سوالات اور جوابات

علم کی ایک قیمت ہے تو اسے قیمت حاصل کئے بغیر کسی کو مت دوعرض کی گئی اس کی قیمت کیا ہے؟ فرمایا اسے اس شخص کے پاس رکھنا جو اسے اچھی طرح سنبھالے اور ضائع نہ کرے ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے خدام کھاتے بہت ہیں؟ فرمایا انہیں بھوک زیادہ لگتی ہے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ انہیں قوت شہوت پریشان نہیں کرتی؟ فرمایا کیونکہ انہوں نے بدکاری کا ذائقہ نہیں چکھا اور حلال کھاتے ہیں پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ جب وہ قرآن پاک سنتے ہیں تو خوشی سے جھومتے نہیں؟ فرمایا قرآن پاک میں کون سی چیز ہے جو دنیا میں خوشی سے جھومنے پر ابھارے قرآن حق ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں سے نازل ہوا صفات خلق کے لائق نہیں اس کے ہر حرف میں مخلوق پر ایک حق واجب ہے جس سے وہ عہد برآ نہیں ہو سکتے جب تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پورا نہ کریں۔ جب اسے اس کے قائل سے قیامت میں سنیں گے تو خوشی سے جھومیں گے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ جب وہ قصائد' اشعار اور گانا سنتے ہیں تو خوشی سے جھومتے ہیں؟ فرمایا کہ اس لئے یہ انہوں نے خود بنائے ہیں نیز اس لئے کہ وہ محبوں کا کلام ہے پوچھا گیا کیا وجہ ہے کہ وہ لوگوں کے اموال سے محروم ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اللہ تعالیٰ ان کے لئے پسند نہیں فرماتا تا کہ وہ مخلوق کی طرف مائل ہو کر حق سبحانہ وتعالیٰ سے منقطع نہ ہو جائیں پس ان پر کرم فرماتے ہوئے انہیں صرف اپنی طرف قصد کی توفیق عطا فرمائی۔

جب وصال کا وقت قریب ہوا حضرت ابومحمد الجریری رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ کوئی ضرورت ہو تو فرمائیں فرمایا ہاں جب فوت ہو جاؤں تو مجھے غسل وکفن دینا ور میری نماز جنازہ ادا کرنا۔ جریری رونے لگے اور انکے ساتھ لوگ بھی رونے لگے پھر انہیں حضرت جنید نے فرمایا کہ ایک اور حاجت ہے کہا وہ کیا ہے؟ ہمارے خدام کے لئے کھانا تیار کرنا (معلوم ہوا کہ وفات کے بعد متوفی کے ہاں مسلمان کے لئے کھانا کھلانے کا اہتمام مطلقاً منع نہیں۔ جائز ہے) جب جنازے سے فارغ ہو کر آئیں تو اسی طرف آئیں منتشر نہ ہوں۔ جریری رونے لگے پھر فرمایا کہ قسم اگر یہ دو آنکھیں ہم نے گم کر دیں تو ہم میں سے دو آدمی کبھی جمع نہ ہوں گے ابوجعفر الفرغانی نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جب جنید رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو معاملہ اسی طرح تھا۔ اجتماع تو صرف حضرت شیخ کی برکت اور زیارت کی وجہ سے تھا۔

جریری فرماتے ہیں کہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ایک مجنوں سا آدمی اجڑے ہوئے گھر میں رہتا تھا جب حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے اور ان کے دفن سے فارغ ہو کر ہم واپس آئے تو وہ مجنوں ہمارے آگے آگے چلا اور ایک بلند جگہ پر چڑھ گیا اور کہنے لگا اے ابومحمد! کیا آپ کا خیال ہے کہ اس سردار کو گم کر کے میں اس اجڑے ہوئے مکان میں لوٹ جاؤں گا پھر شعر

پڑھتے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ افسوس ایسے حضرات کی جدائی سے جو کہ چراغ اور حفاظت کے قلعے شہر ابر رحمت استقامت کے پہاڑ خیر امن اور سکون ہیں۔ ہماری راتیں صرف اسی وقت متغیر ہوئیں جب موت نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا ہر سنگریزہ ہمارے لئے دل اور ہر پانی ہمارے لئے چشمے پھر ہم سے غائب ہو گیا اور وہ اس کی آخری ملاقات تھی۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعثمان الحیری النیشا بوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی اصل رے سے ہے۔ پہلے حضرت یحییٰ بن معاذ الرازی اور شاہ بن شجاع الکرمانی رحمۃ اللہ علیہما کی صحبت اختیار کی پھر حضرت ابوحفص الحداد رضی اللہ عنہ کے ارادے سے نیشاپور چلے گئے انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کر دیا حضرت ابوعثمان نے ان سے ان کا طریقہ حاصل کیا۔ اپنی سیرت کے اعتبار سے مشائخ میں یکتا تھے اور نیشاپور میں آپ سے ہی طریقہ تصوف پھیلا آپ کا ۲۹۸ھ میں نیشاپور میں وصال ہوا۔

ملفوظات

آدمی اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے دل میں چار چیزیں برابر نہ ہوں منع وعطا اور ذلت وعزت۔ میں نے حضرت ابوالحفص رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار جب کہ میں جوان تھا۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے نکال دیا اور فرمایا کہ میرے پاس مت بیٹھو۔ میں کھڑا ہوا اور آپ کی طرف پشت کئے بغیر پچھلی سمت کو حضرت کے چہرے کی طرف چہرہ کئے چلتا رہا حتیٰ کہ ان سے اوجھل ہو گیا۔ اور میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ آپ کے دروازے پر گڑھا کھود لوں اور آپ کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ نکلوں۔ جب حضرت نے میرا یہ ارادہ دیکھا تو مجھے اپنے قریب فرمایا اور اپنے خاص خدام میں داخل فرمایا۔

عداوت کی بنیاد تین چیزوں سے ہے۔ مال میں لوگوں کے عزت بخشنے میں اور لوگوں کی قبولیت میں طمع کرنا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا تجھے اللہ تعالیٰ سے قریب کرتا ہے جب کہ تکبر اور خود بینی تجھے اللہ تعالیٰ سے منقطع کر دیتی ہے۔ لوگوں کو حقیر سمجھنا تیرے نفس میں بہت بڑی بیماری ہے جس کا علاج نہیں۔ جب تک تو اپنے مقصد کے تابع ہے قید میں ہے اور جب معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور سر تسلیم خم کر دے تو تو رہائی پا گیا۔

امیر لوگوں کے پاس عزت والے بن کے بیٹھو جب کہ فقراء کے حضور عاجزی اختیار کرو کیونکہ امیروں کے سامنے عزت والا ہونا تواضع اور فقیروں کے سامنے عاجزی اختیار کرنا بزرگی ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ کیا عقل مند کے لئے ممکن ہے کہ اس پر ظلم کرنے والے کے لئے کوئی عذر قائم کرے فرمایا ہاں یہ جان لے کر اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہی اسے مسلط فرمایا ہے۔

جس نے اولیاء کی صحبت اختیار کی اسے اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچنے والے راستہ تک رسائی حاصل کرنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ وہ شخص اپنے عیب نہیں دیکھ سکتا جسے اپنے نفس کی کوئی چیز اچھی لگتی ہو۔ اپنے عیب وہی دیکھتا ہے جو تمام حالات میں اپنے نفس پر تہمت رکھے۔ دنیا میں زہد یہ ہے کہ کچھ پروانہ کرے کہ کس نے حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ زاہد کو اس کے ارادے سے زیادہ عطا فرماتا ہے اور صراط مستقیم پر قائم رہنے والوں کو ان کے ارادے کے مطابق عطا فرماتا ہے جس کا ارادہ درست نہیں خوشی ناخوشی اس کے ایام

راستہ سے دوری ہی بڑھاتے ہیں۔

جب محبت صحیح ہو تو محبّ پر ادب لازم کرنا پختہ ہو جاتا ہے سماع کی تین قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم مبتدی حضرات اور مریدوں کے لئے ہے جس کے ساتھ وہ اچھے حالات طلب کرتے ہیں لیکن اس میں ان پر فتنے اور ریاء کاری کا خطرہ ہے دوسری قسم صادقین کے لئے ہے جس سے وہ اپنے احوال روحانیہ میں ترقی مانگتے ہیں اور وہی سماع سنتے ہیں جو ان کے اوقات کے موافق ہو اور تیسری قسم عارفوں میں سے اھل استقامت کے لئے ہے۔

حضرت ابوالحسین احمد بن محمد النوری رحمۃ اللہ علیہم

ولادت اور نشو و نما کے اعتبار سے بغدادی ہیں ابن بغوی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ صوفیاء کی قوم کے مشائخ اور علماء میں سے تھے۔ آپ کے دور میں کسی کا طریقہ آپ کے طریقے سے زیادہ اچھا نہ تھا اور نہ ہی کسی کی گفتگو آپ سے زیادہ لطیف ہوتی۔ حصرت سری سقطی اور محمد بن القصاب رضی اللہ عنہما کی صحبت پائی۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے ۲۹۵ھ میں وصال فرمایا۔

ملفوظات

ہمارے اس دور میں سب سے زیادہ قیمتی دو چیزیں ہیں۔ عالم جو کہ اپنے علم کے مطابق عمل کرے۔ عارف جو کہ اپنی حقیقت کی بات کرے۔ حق کے ساتھ جمع ہونا اس کے غیر سے جدائی ہے اور اس کے غیر سے جدا ہونا حق کے ساتھ جمع ہونا ہے۔ تصوف رسموں اور علموں کا نام نہیں یہ تو اخلاق ہیں۔

جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا آخرت میں بھی نہیں پہچانے گا۔ جب سے میں نے اپنے پروردگار کو پہچانا کسی چیز کی خواہش کی نہ کسی شے کو اچھا سمجھا۔ فرمایا: تو جسے دیکھے کہ اپنی جنس سے مختلف لوگوں کی طرف مائل ہے اور ان سے میل جول رکھتا ہے ہرگز اس کے قریب نہ جانا اور جسے دیکھے کہ قصیدے سنتا ہے اور آسودگی کی طرف مائل ہے اس کی خیر کی توقع نہ رکھ اور فقراء میں سے جسے سماع کے وقت دل کا غافل پائے تو اسے تہمت رکھ۔

ہر چیز کی سزا ہے اور عارف کی سزا اس کا ذکر سے منقطع ہونا ہے۔ یہ وہ دور ہے کہ اس میں نیکی پھسلنا ہے اس میں درست چیز خطا ہے اور اس میں دوستی دین میں دخل اندازی ہے۔

ظالم کے سامنے کلمۂ حق

اور جب آپ کے اور خلیفہ معتضد کے درمیان رونما ہونے والا وہ جھگڑا کھڑا ہوا تو آپ بصرہ چلے گئے اور معتضد باللہ کے مرنے تک وہیں رہے صرف اس خوف سے کہ آپ سے معتضد کی طرف کسی ضرورت میں سفارش طلب کی جائے جب معتضد مرگیا تو نوری بغداد لوٹ آئے اور اصل واقعہ یہ ہے کہ شراب کے مٹکے لے جائے جا رہے تھے جنہیں آپ نے توڑ دیا آپ کو معتضد کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں کوتوال ہوں اس نے کہا یہ منصب آپ کو کس نے سونپا؟ فرمایا جس نے تجھے خلافت سونپی اور اسے سخت سست کہا پھر اس کے علاقے سے چلے گئے۔

فرمایا: میں ایک بوڑھے کے پاس پہنچا جسے کوڑے مارے جا رہے تھے میں نے ایک ہزار کوڑے گنے اور وہ خاموش رہا پیرانہ سالی کے باوجود مجھے اس کا صبر بہت اچھا لگا۔ جب اسے جیل بھیجا گیا تو میں اس کے پاس پہنچا اور پیرانہ سالی کے باوجود اس کے صبر کرنے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اے میرے بھائی! تکالیف ہمتیں برداشت کرتی ہیں نہ کہ جسم۔

نوری وجہ تسمیہ

حضرت تغلیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نوری جب مسجد شونیزیہ میں داخل ہوتے تو آپ کے چہرے کی چمک کے سامنے چراغ کی روشنی ماند پڑ جاتی اسی لئے آپ کو نوری کہا جاتا اور جب آپ ہمارے ساتھ ہوتے تو ہمیں مچھر تنگ نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن الجلا رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو احمد بھی کہا جاتا ہے اور یہ زیادہ درست ہے۔ بغدادی الاصل ہیں۔ رملہ اور دمشق میں رہے۔ شام کے مشائخ میں سے تھے۔ حضرت ابانؒ ذوالنون مصری اور ابوعبید البسری رضی اللہ عنہم کی صحبت کا شرف پایا اور عالم تھے اور محمد بن داؤد الرقی کے استاد تھے۔

ملفوظات

جس کے نزدیک مذمت اور تعریف برابر ہو وہ زاہد ہے۔ جس نے فرائض کی ادائیگی کا اوّل وقت میں اہتمام کیا وہ عابد ہے جس نے تمام احوال اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھے وہ موحد ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو زادِ راہ کے بغیر جنگل میں داخل ہوا؟ فرمایا یہ مردانِ حق کا کام ہے۔ پوچھا گیا کہ اگر مر گیا؟ تو فرمایا اس کا خون بہا قاتل کے ذمہ ہے۔

فرمایا کہ یہ حق تعالیٰ کی غیرت سے ہے کہ اس نے کسی کو اپنی طرف راستہ نہ دیا اور اپنی ذات تک پہنچنے سے کسی کو مایوس نہیں فرمایا اور مخلوق کو حیرت کے جنگل میں دوڑتا اور گمان کے سمندروں میں غرق ہوتا چھوڑ دیا۔ جس نے گمان کیا کہ وہ واصل ہے اسے جدا کر دیا اور جس نے گمان کیا کہ وہ جدا ہے اسے وصل کا شرف بخشا۔ اس تک پہنچنا ممکن نہ اس سے گریز ممکن اور نہ ہی اس کے بغیر کوئی چارہ۔

کائنات میں جس کی ہمت بلند ہو وہ اسے بنانے والے تک واصل ہوا۔ جس نے حق تعالیٰ کے سوا کسی چیز پر اپنے آپ کو ٹھہرا لیا وہ حق سے محروم رہا کیونکہ وہ اپنے ساتھ کسی شریک کو پسند کرنے سے بالاتر ہے۔ اگر کسی نے میرے سامنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پھر مجھ سے کسی دیوار کے پیچھے چھپ گیا تو مجھے یہ کوئی گنجائش نہیں کہ اس کے توبہ نہ کرنے کا عقیدہ رکھوں کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس نے توبہ کر لی ہو۔

حضرت ابومحمد رویم بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بغدادی الاصل ہیں۔ بغداد کے مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت داؤد الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے فقیہہ تھے آپ

۳۰۳ھ میں فوت ہوئے اور شونیزیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

ملفوظات

حکیم کی حکمت کا ایک انداز یہ ہے کہ احکام کے متعلق اپنے بھائیوں پر گنجائش رکھے جب کہ اپنے اوپر تنگی کرے کیونکہ ان پر گنجائش کرنا علم کی پیروی کرنا ہے اور اپنے نفس پر تنگی کرنا پرہیز گاری کے حکم سے ہے۔ جب کوئی مرید طریق صوفیاء میں محنت نہ کرتا تو آپ اس کی پرواہ نہ کرتے اور فرماتے کہ یہ مقصد محنت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اگر اس شرط پر تجھے اس میں داخل ہونا ممکن ہو تو فبہا ورنہ بیہودہ باتوں میں مصروف مت ہو۔

جو شخص قوم صوفیاء کے پاس بیٹھے اور اس چیز میں ان کی مخالفت کرے جس سے وہ متصف ہیں اللہ تعالیٰ اس کے دل سے نور ایمان سلب کر لیتا ہے۔ صوفیاء اس وقت تک خیریت سے رہیں گے جب تک ایک دوسرے سے نفرت کریں جب صلح کر لیں تو ہلاک ہوں۔ آپ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ تمام احوال میں موافقت کرنا ہے اور شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر مجھے کہا جائے کہ مرجا تو میں کہوں گا سرآنکھوں پر اور موت کا پیغام لانے والے کو خوش آمدید کہوں گا۔

ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ اس کا کیا حال جس کا دین اس کی خواہش' اس کی ہمت اس کی شقاوت ہو۔ نہ نیک متقی ہوا ورنہ ہی عارف پاک ہو۔ نیز فرمایا کہ عارف کے لئے آئینہ ہوتا ہے جب اس میں نظر کرتا ہے تو اس کو مولاعزوجل کی تجلی نظر آتی ہے۔

مجھے بیس سال سے کھانے کی یاد بھی دل میں نہیں کھٹکتی یہاں تک کہ کھانا حاضر ہو اور میں بیس سال سے نماز فجر عشاء کے وضو کے ساتھ ادا کرتا ہوں۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن الفضل البلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی اصل بلخ سے ہے لیکن مذہب کی وجہ سے آپ کو وہاں سے نکال دیا۔ آپ سمرقند آ گئے اور اسی کو وطن بنا لیا اور مصر میں ۳۱۹ھ میں وہیں فوت ہوئے۔ خراسان کے سربرآوردہ مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے حضرت احمد بن حضرویہ بلخی اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت ابوعثمان حیری' مشائخ میں سے کسی کی طرف اس قدر مائل نہ تھی جس قدر آپ کی طرف تھے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ میں قوت ہوتی تو میں مردوں کے دلال محمد بن الفضل کے پاس ضرور جاتا۔

ملفوظات

دنیا تیرا پیٹ ہے تو جس قدر اپنے پیٹ میں زہد کرے گا اسی قدر دنیا میں زہد کرے گا۔ اس شخص پر تعجب ہے جو کہ جنگلوں کی مسافت طے کرتا ہے کہ کعبہ اور حرم تک پہنچے کیونکہ وہاں انبیاء علیہم السلام کے نشانات ہیں وہ اپنے نفس اور خواہش کا سفر طے کر کے اپنے قلب تک کیوں نہیں پہنچتا کیونکہ وہاں اس کے رب کریم عزوجل کے نشانات ہیں۔ جب تو مرید کو دیکھے کہ دنیا اور اس کا سامان زیادہ طلب کرتا ہے تو یہ اس کے بدبخت ہونے کی علامت ہے یہ بدبختی ہے کہ انسان کو نیکوں کی صحبت نصیب ہو اور وہ ان کا احترام

نہ کرے۔

روایت ہے کہ جب بلخ والوں نے آپ کو شہر بدر کر دیا تو آپ نے ان کے لئے بددعا فرمائی یا اللہ! انہیں سچائی سے دور رکھ پھر اس کے بعد بلخ سے کبھی بھی کوئی صدیق ظاہر نہیں ہوا۔

حضرت ابوبکر نصر ابن احمد بن بصر الدقاق الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اور مصر کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ کنانی نے فرمایا کہ جب دقاق فوت ہو گئے تو فقراء کی مصر میں داخل ہونے کی حجت ختم ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تین چیزیں مرید کے لئے آفت ہیں شادی کرنا' حدیث لکھنا' اور غیر موافق کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ سلوک کا کام صرف انہیں لوگوں کو موزوں ہے جنہوں نے اپنی رضا و رغبت سے اپنی روحوں کے ساتھ آلائش کے مقامات میں جھاڑو دیا ہو۔

فرمایا ایک دفعہ مجھے پیاس لگی سامنے سے ایک لشکری آیا اور اس نے مجھے پانی پلایا تو تیس سال تک اس کی سختی میرے دل میں لوٹ آئی۔

حضرت ابوعبداللہ عمرو بن عثمان المکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحبت میں حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہوتے تھے حضرت ابوعبداللہ النباجی ابوسعید الخراز رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ سے ملاقات کی۔ اپنے دور میں قوم صوفیاء کے شیخ اور اصول اور طریقت میں ان کے امام تھے اور آپ کی کلام بہت نفیس ہے۔ آپ نے محمد بن اسماعیل بخاری اور ان کے علاوہ دیگر محدثین سے احادیث روایت فرمائیں۔ ۲۹۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔

ملفوظات

سب گنہگاروں اور خطا کاروں پر توبہ فرض ہے گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے اور توبہ چھوڑنے میں کسی کا کوئی عذر نہیں۔ تیرے دل میں جس چیز کا بھی وہم گذرے یا تیری سوچ کی گذرگاہوں میں جو کچھ پیش آئے یا تیرے دل کے مقابل پیش آنے والے حالات میں حسن یا چمک یا انس یا روشنی یا جمال یا سایہ یا نور یا جسم یا خیال میں سے جو کچھ بھی کھٹکے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سب سے وراء ہے وہ بہت شان والا' بہت بڑا ہے اور بڑی عظمت والا ہے۔

دین پر صبر کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین پر صبر نہ کرنے والوں کو کفار کی یہ خبر دے کر ڈانٹا ہے کہ انہوں نے کہا چلو اور اپنے معبودان باطلہ پر صبر کرو۔ تو یہ ایمان والوں میں سے اس شخص کے لئے بہت بڑی ڈانٹ ہے جو اپنے دین پر صبر نہیں کرتا۔ حکایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے حسین بن منصور الحلاج کو ایک دن کچھ لکھتے ہوئے دیکھا فرمایا یہ کیا ہے؟ کہا قرآن کے مقابلے کے لئے لکھ رہا ہوں آپ نے اس پر بددعا کی اور اسے چھوڑ دیا مشائخ فرماتے ہیں کہ حلاج پر جو مصائب اور تکالیف آئیں اسی بددعا کا نتیجہ تھا۔

حضرت ابوالحسین سمنون بن حمزہ الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اپنے آپ کو سمنون الکذاب کہتے تھے۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی صحبت پائی۔ محبت کے بارے میں بہت اچھی گفتگو فرماتے تھے۔ آپ اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے آپ حضرت ابوالقاسم الجنید رضی اللہ عنہ کے بعد فوت ہوئے۔

آپ نے فرمایا کہ کسی چیز سے تعبیر اس سے زیادہ رقیق چیز کے ساتھ ہی کی جاتی ہے اور محبت سے زیادہ رقیق کوئی چیز نہیں تو اس کی تعبیر کس چیز کے ساتھ کی جائے؟ حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے ایک دن سمنون کو دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ہاتھ میں چھڑی ہے اور اس کے ساتھ اپنی پنڈلی اور ران پر ضربیں لگا رہے تھے یہاں تک کہ گوشت کے پرخچے اڑ گئے اور شعر پڑھ رہے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے میرا دل تھا جس سے میں زندگی بسر کرتا تھا وہ دگرگوں ہونے کی وجہ سے مجھ سے ضائع ہو گیا اے میرے پروردگار! وہ مجھے واپس لوٹا دے کیونکہ اس کی تلاش کرتے کرتے میرا صبر مغلوب ہو گیا اے مدد طلب کرنے والے کے مددگار جب تک میرا دم باقی ہے میری مدد فرما۔

ایک دفعہ آپ سے تصوف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ تو کسی شے کا مالک ہو نہ کوئی چیز تیری مالک ہو۔

فقیر کا ذریعہ انس

آپ نے فرمایا ایک دفعہ ایک فقیر سے ملاقات ہوئی جس نے دریا میں ایک کشتی بنا رکھی تھی وہاں اسے تیس سال ہو چکے تھے میں نے اس سے کہا کہ مجھے کوئی عجیب واقعہ سناؤ جو تمہیں دریا میں پیش آیا۔ اس نے کہا کہ ایک دفعہ رات کو ہوا کا زبردست طوفان آیا یہاں تک کہ بالکل اندھیرا چھا گیا۔ مجھے اس کی وجہ سے سخت وحشت لاحق ہوئی میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ ایسی چیز ملے جس سے یہ وحشت دور ہو جائے اچانک ایک اژدہا ظاہر ہوا جو اپنا منہ کھولے ہوئے تھا مجھے کشتی نے اس کی طرف پھینک دیا میں اس کے منہ میں داخل ہو گیا اور اس کے ایک دانت پر بیٹھ گیا اور میں نے دو رکعت نماز ادا کی تو وہ ساری وحشت ختم ہو گئی اور مجھے بہت انس حاصل ہوا۔

حضرت ابوعبید البسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قدیم مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف پایا آپ نے فرمایا کہ تکلیف صرف بے خوف ہونے کی وجہ سے آتی ہے اور مزید نعمت صرف پرہیز کرنے سے حاصل کی جاتی ہے۔ لوگوں نے پرہیز کی اور سلامت رہے جب کہ بعض لوگ بے خوف ہوئے تو ہلاک ہوئے آپ نے فرمایا کہ توجہ کے بغیر زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ریاء کاری ہے۔

حضرت ابوعلی الحسن بن علی الجوزجانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خراسان کے اکابر مشائخ میں سے تھے اوفاق، ریاضات، مجاہدات اور معارف کے علوم میں آپ کی مشہور تصانیف ہیں آپ نے حضرت محمد بن علی الترمذی اور محمد بن الفضل رضی اللہ عنہما کی صحبت کا شرف پایا۔

علامات سعادت وشقاوت (ملفوظات)

ایک شخص کے سعادت مند ہونے کی علامات یہ ہیں اس پر طاعت کا آسان ہونا۔ اپنے اعمال میں سنت کی موافقت کرنا۔ نیکوں کے ساتھ محبت کرنا۔ بھائیوں کے ساتھ اپنے اخلاق کی نگہبانی کرنا۔مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔مسلمانوں کے کاموں کا اہتمام کرنا اور اپنے اوقات پر توجہ رکھنا جب کہ اس کی بدبختی کی علامات یہ ہیں کہ سعادت کی ان مذکورہ بالا علامات کے خلاف ہو۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے صحیح پر رونق اور شبہ سے دور راستہ قول، فعل، ارادہ، قصد اور نیت کے ساتھ سنت کی پیروی کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وان تطیعوہ تھتدوا اگر تم رسول علیہ السلام کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اتباع سنت کی راہ کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا بدعتوں سے دور رہنا، پہلے زمانے کے علماء کرام نے جن باتوں پر اجماع فرمایا ان کی پیروی کرنا، علم کلام اور اس علم والوں کی محفلوں سے دور رہنا اور سابقین کی اقتداء کے طریقے کو لازم کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کر جو کہ یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھے۔

سب لوگ غفلت کے میدانوں میں دوڑ رہے ہیں اور اپنے گمان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ حقیقت پر کار بند ہیں اور کشف کی باتیں کرتے ہیں۔

حضرت ابوالفوارس شاہ بن شجاع الکرمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بادشاہوں کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے ابوتراب النخشبی اور ابوعبید البسری کی صحبت اختیار کی۔ آپ طائفہ صوفیاء کے باہمت بزرگوں اور علماء میں سے تھے اور آپ کے رسالے مشہور ہیں۔

ملفوظات

جو اپنی پسند کی حد تک تیری صحبت اور رفاقت اختیار کرے اور اپنی ناپسندیدگی پر تیری مخالفت کرے تو اس نے صرف اپنی خواہش کے لئے تیری صحبت اختیار کی ہے۔ وہ تیری صحبت سے صرف دنیا کی راحت کا طالب ہے اور کچھ نہیں۔ فضیلت والے اس وقت تک فضیلت والے ہیں جب تک انہیں وہ فضیلت نظر نہ آئے۔ جب اسے دیکھنے لگیں تو اب کوئی فضیلت نہیں ہے اور اہل ولایت کے لئے ولایت حاصل ہے جب تک اسے نہ دیکھیں جب دیکھ لیں تو کوئی ولایت نہیں۔

محبت اولیاء کی فضیلت

کسی عبادت گذار نے اولیاء اللہ کا محب ہونے سے زیادہ عبادت نہیں کی۔ جب وہ اولیاء اللہ سے محبت کرتا ہے تو حقیقت میں وہ اس اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ اور جب اولیاء اللہ اس سے محبت کریں تو حقیقتاً اس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ جو شخص خود بینی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے پردے میں ہے جب اس دور میں عالم اپنے علم کی تاریکی میں ہو تو اس جاہل کا کیا حال ہوگا جو کہ اپنی جہالت کی تاریکی میں ہی رہتا ہے علاوہ ازیں علم کی تاریکی زیادہ شدید ہوتی ہے کیونکہ وہ نور علم پر غالب ہے۔

حضرت ابو یعقوب یوسف بن الحسین الرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے دور میں علاقہ رے کے شیخ تھے اور صاحب ادب عالم دین' جاہ و مرتبہ کو گرانا' بناوٹ ترک کرنا' اور اخلاص کو معمول بنانا آپ کا طریقہ تھا۔ حضرت ذوالنون مصری اور ابوتراب نخشی رضی اللہ عنہما کی صحبت کا شرف پایا ۳۰۴ھ میں وصال ہوا۔

ملفوظات

جب صوفیاء کو معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل انہیں دیکھتا ہے تو انہوں نے اس کی نظر سے حیا کیا کہ اس کے سوا کسی اور چیز کی رعایت کریں۔ آپ ان لفظوں میں دعا کرتے کہ میرے اللہ ہم تیری نعمت سے کاشت شدہ سبزہ ہیں ہمیں اپنے عذاب سے پائمال نہ فرما۔ دنیا میں سب سے زیادہ رغبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو دنیا داروں کے سامنے دنیا کو زیادہ برا بھلا کہتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس کی مذمت کرنا ایک پیشہ ہے اور یہ پیشہ کس قدر قبیح ہے کہ انہیں دنیا میں بے رغبتی دیتا ہے پھر اسی مجلس میں ان سے دنیا حاصل کرتا ہے۔

صوفیاء کی آفات نیز اثراتِ آداب

میں نے صوفیاء کی آفات میں غور کیا تو مجھے غیر موزوں لوگوں کی ہم نشینی اور عورتوں کی طرف مائل ہونے میں معلوم ہوئیں ایک سرکشی دنیا کی ہے اور ایک علم کی۔ تو جو علم کی سرکشی سے نجات حاصل کرنا چاہے وہ عبادت کو لازم کرے اور جو مال کی سرکشی سے بچنا چاہے تو وہ اس سے بے رغبتی کرے۔ ادب کے ساتھ تجھے علم کی سوجھ بوجھ حاصل ہوگی اور علم کے ساتھ تیرا عمل صحیح ہوگا اور عمل سے تجھے حکمت حاصل ہوگی اور حکمت کی بدولت تجھے زہد کی غنیمت اور توفیق حاصل ہوگی اور زہد سے تو دنیا ترک کرے گا اور ترک دنیا سے تجھے آخرت کی رغبت ملے گی اور آخرت میں رغبت سے تجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ آپ نے حدیث پاک ارحنایا بلال کے معنوں میں فرمایا کہ ہمیں دنیا کی مصروفیتوں اور اس کی گفتگو سے نماز کے ساتھ راحت دے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں تھی۔

اگر تو چاہے کہ عقل مند اور بے وقوف کی پہچان کرے تو اس کے پاس ایسی بات کر جو محال ہو۔ اگر وہ قبول کر لے تو جان لے کہ وہ بیوقوف ہے۔ اگر تو مرید کو رخصتوں اور فالتو علموں میں مصروف دیکھے تو جان لے کہ اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جو توحید کے سمندروں میں گر گیا تو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کی پیاس ہی بڑھے گی۔ خواص کی توحید یہ ہے کہ وہ اپنے سر وجدان اور قلب کے ساتھ ایسا ہو کہ گویا اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی گردشیں اور اس کی قدرت کے احکام' اس کی توحید کے سمندروں میں جاری ہیں جس سے اس کا نفس فانی ہو چکا اور اس کے حواس ناپید کیونکہ حق نے اپنے دربار سے اس کے مقصد کا اہتمام فرما دیا ہے پس وہ اس پر حکم خداوندی جاری ہونے میں ایسا ہو جائے گا جیسا کہ کچھ ہونے سے پہلے تھا۔

ہرامت میں ایک امانت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے مخفی رکھا ہے پس اس امت میں اگر کوئی ایسی شے ہے تو وہ صوفیاء ہیں۔ جب آپ قرآن پاک سنتے تو ایک آنسو کا قطرہ نہ گرتا اور جب شعر سنتے تو آپ پر قیامت قائم ہو جاتی۔ پھر حاضرین کی طرف توجہ فرماتے اور کہتے کہ کیا تم اہل رے کو کوستے ہو کہ وہ یوسف بن الحسین کو زندیق کہتے ہیں وہ معذور ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن الحسین الترمذی الحکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حضرت ابوتراب النخشی کی ملاقات کا شرف پایا۔ حضرت ابوعبداللہ بن الجلاء اور احمد بن حضرویہ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ خراسان کے اکابر مشائخ میں سے ہیں آپ کی تصانیف اور کتب حدیث مشہور ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک حرف بھی تدبیر کے ساتھ تصنیف نہیں کیا اور نہ اس نیت سے کہ میری طرف مؤلفات منسوب کی جائیں بلکہ جب میرا وقت کچھ شدید ہوتا تو اس سے تسلی حاصل کرتا۔ ایک مرتبہ آپ سے مخلوق کی صفت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کمزوری ظاہر ہے جب کہ دعویٰ وسیع ہے۔

ملفوظات

عاجزی اور سرتسلیم خم کرنا خدام کی شرائط میں سے ہے آدمی میں یہی عیب کافی ہے کہ نقصان دینے والی چیز سے خوش ہو۔ اللہ تعالیٰ نے موحدین کو پانچ نمازوں کے لئے اپنی طرف سے ان پر رحم فرمانے کے لئے بلایا اور ان کیلئے ان میں قسم قسم کی نعمتیں مہیا فرمائیں تاکہ بندہ خدا ہر قول اور فعل سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عطیات حاصل کرے۔ افعال کھانوں اور اقوال مشروبات کی طرح ہیں اور وہ وحدانیت کا عرش ہیں۔

فرمایا: بچوں کی اصلاح مدرسہ میں' ڈاکوؤں کی اصلاح جیل میں اور عورتوں کی اصلاح گھر میں ہے۔ محدث اور علم کلام کا فاضل دونوں جب اپنے مقام میں پختہ ہوں تو حدیث نفس سے نہیں ڈرتے جس طرح کہ شیطان کے وسوسوں کے منسوخ ہونے کی وجہ سے محفوظ ہیں اسی طرح کلام اور حدیث کا مقام نفس کے وسوسے ڈالنے سے حق کے ساتھ محفوظ ہے۔

حضرت ابوبکر محمد بن عمر الحکیم الوارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اصل مقام ترمذ ہے' بلخ میں رہے۔ شیخ احمد بن حضرویہ سے ملاقات کی۔ حضرت محمد بن سعد الزاہد اور محمد بن عمر البلخی رضی اللہ عنہما کی صحبت پائی ریاضات' آداب اور معاملات میں آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

ملفوظات

اگر طمع سے کہا جائے تیرا باپ کون ہے؟ تو کہے گی مقدر میں شک کرنا۔ اگر کہا جائے تیرا پیشہ کیا ہے؟ تو کہے گی ذلت کمانا۔ اگر کہا جائے تیری انتہاء کیا ہے؟ تو کہے گی محرومی۔ آپ اپنے شاگردوں کو سیر وسیاحت سے منع فرماتے تھے اور فرماتے کہ ہر برکت کی کنجی تیرا اپنے ارادے کی جگہ پر صبر سے قائم رہنا ہے یہاں تک کہ تیرا ارادہ صحیح ہو جائے تو جب تیرا ارادہ صحیح ہوگیا تو تجھ پر برکت کا آغاز ہوگیا۔

لوگ تین قسم کے ہیں علماء' فقراء' امراء یعنی حکام' جب حاکم خراب ہوں تو روزی خراب ہو جب علماء خراب ہوں تو نیکیاں خراب ہوں اور جب فقراء خراب ہوں تو اخلاق خراب ہوں جس نے علم سے زہد اور فقہ کی بجائے صرف علم کلام پر کفایت کی زندیق ہوا اور جس نے علم کلام اور فقہ کی بجائے زہد پر کفایت کی بدعتی ہوا اور جس نے زہد اور پرہیزگاری کی بجائے صرف فقہ پر کفایت کی

فاسق ہوا اور ج سنے ان تمام امور کو جمع کر لیا وہ خالص ہوا۔

فاسقوں کی عاجزی' اطاعت گذاروں کے دبدبے سے افضل ہے مخلوق کے عوام وہی ہیں جن کے سینے صاف' اعمال اچھے نیز ان کی زبانیں اور شرم گاہیں پاک ہیں جب وہ اس سے خالی ہو گئے تو وہ فرعون ہیں۔ عوام نہیں۔

جب علماء خراب ہو جائیں تو فاسق اگر نیکوں پر کافر مسلمانوں پر جھوٹے سچوں پر اور ریا کار اخلاص والوں پر غالب آ جاتے ہیں۔ اور دین سارے کا سارا ضائع ہو جاتا ہے۔

جب خواہش غالب آ جائے تو دل کو سیاہ کر دیتی ہے جب دل سیاہ ہو جائے تو سینہ تنگ ہو جاتا ہے جب سینہ تنگ ہو جائے تو اخلاق بگڑ جاتے ہیں جب اخلاق بگڑیں تو مخلوق خدا ناپسند کرتی ہے اور وہ مخلوق کو ناپسند کرتا ہے اور ان پر جفا کرتا ہے اور اس وقت شیطان بن جاتا ہے اختلاف سے دشمنی ابھرتی ہے اور دشمنی آفات کے نزول کا باعث ہوتی ہے۔

جو اپنے نفس پر عاشق ہوتا ہے اس پر تکبر' کینہ' ذلت اور رسوائی عاشق ہوتی ہے اگر تو زاہدوں کے طریقے کی چاشنی کا ذوق رکھتا ہے تو سرداری اور لوگوں میں برتر ہونے کی محبت سے بے رغبت ہو جا اگر کسی کو علماء جیسا علم اور سمجھ داروں جیسا فہم حاصل ہو اور ہر جادوگر کے جادو کو پہچانتا ہو تو وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین معاملات کی سچائی کے بغیر اپنے نفس کی ستر پوشی نہیں کر سکتا۔

حضرت ابو سعید احمد بن عیسیٰ الخراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بغداد والوں میں سے ہیں حضرت ذوالنون مصری سری سقطی' بشر حانی وغیرہ جیسے مقتدایان قوم اور جلیل القدر مشائخ کی صحبت پائی کہا گیا ہے کہ علم فناء و بقاء میں سب سے پہلے جس نے لب کشائی کی وہ ابو سعید خراز ہیں ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

حضرت ابو محمد احمد بن الحسین الجریری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے سر برآوردہ مریدوں میں سے تھے حضرت سہل بن عبد اللہ التستری رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ کو کمال روحانیت صحت طریقت اور پختگی علم کی وجہ سے ان کے سجادہ پر بٹھایا گیا ۳۱۱ھ میں وصال ہوا۔

ملفوظات

جس شخص پر اس کا نفس غالب آ گیا وہ خواہشات کے حکم کا قیدی اور لالچ کی جیل میں گرفتار ہوا اور اللہ تعالیٰ اس کے دل پر روحانی فوائد حرام فرما دیتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے لذات اور حلاوت حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ ہر روز ایک ختم قرآن کا شرف حاصل کرے۔

تکبر فیض قرآن سے محروم کر دیتا ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق" میں ان لوگوں کو اپنی آیات سے پھیر دوں گا جو کہ زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں یعنی انہیں ان آیات کو سمجھنے اور ان سے لذت حاصل کرنے سے محروم کر دوں گا

کیونکہ انہوں نے نفس، مخلوق اور دنیا کے احوال کے ساتھ تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اپنے ارشادات کی سمجھ سے محروم کر دیا۔ ان پر اپنی کتاب کی سمجھ کا راستہ بند کر دیا اس کی نصیحتوں سے فائدہ حاصل کرنے کی صلاحیت سلب کر لی اور انہیں ان کی عقول اور آراء کی قید میں بند کر دیا۔ پس وہ حق کا راستہ نہیں پہچانتے اور نہ ہی پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اہل حق پر اعتراضات کرتے ہیں اور ان کی کلام کو ایسے معنوں کی طرف ڈھالتے ہیں جو ان کی مراد ہی نہ تھے اور ان سے یہ حقیقت غائب رہی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم صرف اسی لئے عطا فرمایا کہ وہ اپنے نفسوں کو حقیر جانیں اور بندوں کے سامنے عاجز بنیں صرف اس ذات کی عظمت کے احترام میں جس کے وہ بندے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے جس بندے کے درمیان تقویٰ اور حالات کی نگہبانی پختہ نہیں وہ کبھی کشف اور مشاہدہ کے مقام تک نہیں پہنچتا کیونکہ جو تقویٰ سے محروم ہے اس کا چہرہ بے رونق ہوتا ہے اور جو حالات کی نگہبانی نہیں کرتا اس کا حال دگرگوں ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں مکہ معظمہ سے آیا تو میں حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی کی خدمت میں سب سے پہلے حاضر ہوا تا کہ آپ میرا قصد نہ فرمائیں پس میں نے آپ کو سلام کہا پھر اپنے گھر چلا گیا جب میں نے نماز فجر ادا کی تو دیکھا کہ آپ میرے پیچھے صف میں کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ کل میں اسی لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ آپ میرا قصد نہ فرمائیں۔ تو فرمایا وہ تیری فضیلت تھی اور یہ تیرا حق ہے۔

آپ نے کونوا ربانیین کے ارشاد خداوندی کے معنی میں فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ سے سننے والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہنے والے ہو جاؤ، اگر میں کسی ایسے شخص کو پاؤں جس نے مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑ رکھا ہے تو میں اس کے لئے اپنا رخسارہ بچھا دوں۔

تلاوت میں حسن نیت

جس نے جنت کے درجات پانے کی نیت سے قرآن پاک پڑھا تو وہ کثیر کے بدلے قلیل پر راضی ہوا کیونکہ جنت مخلوق ہے اور قرآن پاک غیر مخلوق۔ قرأۃ قرآن کریم میں عظیم فائدہ تو رب کو پانا اور اس کے خطاب کو سمجھنا ہے پس اس کا کیا حال ہے جو اس کی تلاوت کے بدلے دنیا کا کچھ ساز و سامان چاہتا ہے جس نے ایسا کیا وہ قرآن کریم کی تمام برکات سے محروم رہا۔

فرمایا میں رسول پاک علیہ السلام کے مدینہ عالیہ میں تھا کہ جمعہ کی رات کو چاند کو گرہن لگ گیا تو میں نے اس کی تاریکی کے وسط میں نور کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا انا وحدی یعنی میں اکیلا ہوں پس میں صبح تک بے ہوش رہا۔

آپ نے آیت کریمہ یا لیتنی مت قبل هذا و کنت نسیاً منسیاً کے متعلق فرمایا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے یہ اس لئے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کی اطلاع دے دی تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جائے گا آپ کو اس کا شدید غم ہوا تو کہا کہ اے کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی یعنی میں اسے نہ اٹھاتی جسے اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جائے گا پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوت گویائی عطا فرمائی آپ نے فرمایا: انی عبد الله میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں پس لوگ اب جہالت اور کفر کی وجہ سے اگر مجھ میں الوہیت کا دعویٰ کریں تو مجھے کوئی نقصان نہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء الادمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صوفیاء کے دانا مشائخ، اور علماء میں سے تھے قرآن کریم کے فہم میں آپ ایک مخصوص زبان کے مالک ہیں۔ حضرت جنید، ابراہیم مارستانی اور ان سے بالا مشائخ رضی اللہ عنہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے حضرت ابوسعید الخراز رضی اللہ عنہ آپ کی عظمت شان کے معترف تھے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا تصوف ایک جبلت اور فطرت ہے اور میں نے کسی کو سوائے جنید اور ابن عطاء کے اس کا اہل نہ پایا۔ آپ ۳۰۹ھ یا ۳۱۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔

ملفوظات

آپ سے مروت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی عمل زیادہ طلب نہ کرے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مشاہدہ کیلئے پیدا فرمایا چنانچہ فرمایا او القی السمع وھو شھید یا کلام الٰہی کو مشاہدے کے ساتھ سنے اور اولیاء رضی اللہ عنہم کو مجاورت کے لئے پیدا فرمایا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی تیرا پڑوسی بہت معزز ہے، نیکوں کو ملازمت کے لئے پیدا فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا والزمھم کلمۃ التقوی انہیں تقویٰ کا کلمہ لازم فرمایا ور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ جب کہ عوام کو مجاہدے کے لئے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور جو ہمیں راضی کرنے کے لئے مصروف مجاہدہ رہتے ہیں ہم انہیں اپنے راستے ضرور دکھادیں گے۔

فرمایا: جس نے صالحین کی عادات اپنالیں وہ کرامت کے مقام کا اہل ہو گیا اور جس نے آداب اولیاء اپنالئے وہ مقام قرب کے لائق ہو گیا اور جس نے صدیقین کے خصائل اپنائے وہ مقام مشاہدہ کا سزاوار ہوا اور جس نے انبیاء علیہم السلام کی عادات واطوار پائے وہ انس وانبساط کے مقائم کے لائق ہوا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام سے تعمیل حکم خداوندی میں فروگذاشت ہوئی تو سونے اور چاندی کے سوا جنت کی ہر چیز نے گریہ زاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں آدم علیہ السلام کے اس فعل پر کیوں نہیں روئے؟ عرض کی جس سے تیرے حکم کی تعمیل میں فروگذاشت ہوئی ہم اس پر نہیں روتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ہر شے کی قیمت تمہارے ساتھ مقرر کردوں گا اور بنی آدم کو تمہارا خدمت گذار کردوں گا۔

طبائع کی مرغوب چیز کی طرف اطمینان حاصل کرنے والا حقائق کے درجات تک پہنچنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ اپنے دل کو ذکر کرنے والوں کی ہم نشینی کے قریب کردے ہوسکتا ہے کہ اپنی غفلت سے بیدار ہو جائے۔ اس سے بچ کہ تو ذکر کرنے والوں کے حضور حاضر ہو لیکن ان کے ساتھ شامل ہو کر ذکر نہ کرے پس غضب خداوندی کا مستحق ہو۔

آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد واسجد واقترب یعنی سجدہ کر اور قرب حاصل کر، کے بارے میں فرماتے یعنی مقام ربوبیت کا قرب حاصل کر ہم تجھے مقام عبودیت سے آزاد کردیں گے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ یہاں فرماتے ہیں کہ یہ بات محل نظر ہے جیسا کہ مخفی نہیں۔ واللہ اعلم اس جملے سے ابن عطاء کی کیا مراد ہے۔

محبت ہمیشہ کے لئے عتاب کو قائم کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ثم تاب علیھم لیتوبوا" یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر

رحمت کے ساتھ توجہ فرماتی کہ وہ توبہ کریں ان کے بارے میں فرمایا کہ جب تک رب تعالیٰ بندے پر رحمت کے ساتھ توجہ نہ فرمائے بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور اطاعت کے ساتھ متوجہ نہیں ہوتا۔ نیز اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ھل ادلک علی شجرۃ الخلد ملک لا یبلی" " کیا میں تمہیں ہیشگی کے درخت اور زائل نہ ہونے والی بادشاہی پر آگاہ کروں؟" کے متعلق فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تنبیہہ کیوں فرمائی؟ میں نے تو درخت کا پھل اس لئے کھایا کہ ہمیشہ تیرے پڑوس میں رہوں؟ فرمایا: اے آدم! تو نے درخت سے ہیشگی طلب کی۔ مجھ سے نہیں۔ جب کہ ہیشگی میرے قبضے اور میری ملک میں ہے اس سلسلے میں غیرارادی طور پر تجھ سے فروگذاشت ہوئی لیکن میں نے تجھے یہاں سے نکلنے کی وارننگ اس لئے دی کہ تو کسی وقت بھی مجھے نہ بھولے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! اگر میں تجھے دنیا عطا کرتا ہوں تو مجھ سے اس میں مشغول ہوتا ہے اور نہیں دیتا تو تو اس کی طلب میں مشغول ہو جاتا ہے۔ میرے لئے کب فارغ ہوگا؟ مبتدی کو حکم ہے کہ حقائق سے ہدایت حاصل کرے علم کے ساتھ سیر سلوک کرے عمل میں انتہائی کوشش کرے رکے نہیں اور نہ ہی کسی طرف متوجہ ہو۔

برزخ ہیں وہ سرِ خدا

اللہ تعالیٰ کے ارشاد " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ " کے بارے میں فرمایا کہ پسندیدہ نمونہ ظاہری اعمال میں یعنی اخلاق شریفہ اور پسندیدہ عبادات میں ہے نہ کہ باطنی کوائف اسرار اور اشارات میں۔ کیا دیکھتے نہیں کہ یوم خندق میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "الا کل شی ماخلا اللہ باطل" خبردار اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے باطل ہے آپ کا کائنات اور جو کچھ اس کے لائق ہے کی طرف اشارہ ہے اور آپ کے اسرار کو مخلوق میں سے کوئی برداشت کر ہی نہیں سکتا کیونکہ آپ مرتبہ اور جسد انسانی کے اعتبار سے اپنی امت سے بالکل جدا ہیں اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے راز کی حفاظت کر تیرا ایمان سلامت رہے گا۔

جس پر ذات حق کی خدمت مشکل ہو وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ جس نے دنیا میں اس کے ذکر کی نعمت نہیں پائی وہ قیامت کے دن اس زیارت کی نعمت سے محروم رہے گا۔ ہیبت' پرہیزگاری کے ساتھ وابستہ ہے جس کی پرہیزگاری کم ہوگی اس کی ہیبت بھی کم ہوگی ہے۔

عارف سے جو گزشتہ زمانے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہوئیں وہ ان پر اوروں کی نیکیوں سے کئی گنا نفع کماتا ہے کیونکہ اس کے گناہ ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتے ہیں انہیں ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔

خلفاء راشدین کی حکمت عملی

فرمایا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نسیم نبوت کی قوت سے مشرف ہو کر چھڑی کے ساتھ خلق خدا کی اصلاح کی ذمہ داری نبھائی جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واصل بحق ہوئے تو لوگوں کی اصلاح کی ذمہ داری کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور آپ نے کوڑے کے ساتھ حدود الٰہیہ کو قائم فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رضی

اللہ عنہ کوڑے کے ساتھ لوگوں کی اصلاح نہ کر سکے تو آپ نے تازیانہ نکالا مگر آپ کا کام یوں پختہ نہ ہو سکا جیسا کہ آپ کے پہلے دو صاحبوں کا پختہ ہوا۔ جب آپ شہید کر دیئے گئے۔

تو حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم کے لئے تلوار کے سوا چارۂ کار نہ رہا لیکن یہ اس وقت ہوا جب آپ نے اسے صحیح سمجھا اور ابن عطاء کی طرف سے ایک اور حکایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نسیم رسالت سے فیضیاب ہوئے جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نسیم نبوت سے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ نسیم اصطفاء سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نسیم محبت سے مستفیض ہوئے۔ پس ان کے معمولات میں ان کی مخصوص کرامات کے اشاروں کا بیان تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ورد لا الہ الا اللہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وظیفہ اللہ اکبر، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا معمول سبحان اللہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دستور الحمد للہ تھا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دارین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شے کا مشاہدہ نہ تھا تو لا الہ الا اللہ کہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو چھوٹا دیکھتے تھے اس لئے اللہ اکبر کہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی مقام تنزیہہ مانتے تھے کیونکہ سب کچھ اسی کے ساتھ قائم ہے اور نقص سے پاک نہیں اور جو غیر کے ساتھ قائم ہو وہ علت کا داغ رکھتا ہے۔ اس لئے آپ سبحان اللہ کہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ لوٹانے اور روکنے میں نیز پسندیدہ اور غیر پسندیدہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا مشاہدہ کرتے تھے اس لئے الحمد للہ کہتے تھے۔

جو بھی مرتبہ بلند پر پہنچا صرف نماز، روزہ، صدقہ اور مجاہدہ کی کثرت سے نہیں بلکہ اچھے اخلاق سے پہنچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ بیٹھے گا جس کا خلق زیادہ اچھا ہوگا۔ بندے کا دنیا سے منہ موڑنا جنتی حق مہر میں سے حورعین کے ہاں سب سے پسندیدہ حق مہر ہے۔ بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے نفس سے منہ موڑنے سے زیادہ پسندیدہ کوئی وسیلہ نہیں۔ مخلوق کو فراق کی آزمائش میں صرف اس لئے ڈالا گیا تاکہ کسی کو غیر اللہ کے ساتھ سکون حاصل نہ ہو۔

ایمان اور اس کے احکام کا انتظام اللہ تعالیٰ کے عارفین کے ساتھ ہے۔ عارف کی خاموشی تسبیح، گفتگو تقدیس، نیند ذکر اور بیداری نماز ہے اور یہ اس لئے کہ اس کے سانس مشاہدے اور معاینے کے ساتھ نکلتے ہیں۔ عارف کو کوئی تکلیف نہیں یعنی اس لئے کہ اس سے تکان اور تھکاوٹ زائل ہو جاتی ہے پس اس کے وہ افعال جو کہ دوسرے پر گراں ہوتے ہیں اسے ان میں کوئی تکلف نہیں ہوتا بلکہ وہ سانس کے آنے جانے کی طرح ہیں۔

وضو اور نماز کی حکمت

آپ سے طہارت کا معنی پوچھا گیا فرمایا طہارت نفسوں کے ساتھ اور نماز دلوں کے ساتھ متعلق ہے۔ پس آدمی چہرہ دھو کر دنیا سے بے توجہ ہوتا ہے دونوں ہاتھ دھو کر دائیں بائیں کی مخلوق سے کفایت کرتا ہے۔ سر کا مسح کر کے اپنے نفس سے بری ہوتا ہے اور دونوں پاؤں دھو کر اپنے پروردگار کے حضور مناجات کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ پس جب نماز کے لئے اللہ اکبر کہتا ہے تو اپنے سب کچھ سے نکل جاتا ہے تاکہ پروردگار کے حضور اس کی مناجات درست ہوں۔

ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص علم کی کوئی بات سنتا ہے اس کا نفس سکون پاتا ہے لیکن اس کے دل میں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کیا خاموش رہے یا اعتراض کر دے تا کہ اس پر حق واضح ہو جائے اور وہ اس پر عمل کرے فرمایا خاموش نہ رہے بلکہ اعتراض کرے تا کہ اس پر حق واضح ہو۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اعتراض کا معنی یہ ہے کہ اپنے شیخ سے عرض کرے کہ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی آپ مجھے سمجھا دیں نہ یہ کہ وہ شیخ کی گفتگو کا رد کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پرہیزگاروں کی پرہیز ایک ذرے اور رائی کے دانے اور دل میں کھٹکنے پر پکڑے جانے کے ڈر سے پیدا ہوتی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتو ان کی پرہیز درست قرار نہیں پاتی سب سے شدید پرہیز یہ ہے کہ انسان رائی کے دانے کی مقداروں اور ذرّے کے وزنوں پر اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور وہ شخص اپنے نفس کو کیسے پاک کر سکتا ہے جو کہ خسارے سے جدا نہیں ہوتا اور نافرمانوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے آپ کو پاک نہ کہو وہ پرہیزگار کو زیادہ جانتا ہے۔

اولیاء اللہ کی تین علامتیں ہیں اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین راز کی حفاظت کرے' اپنے اور لوگوں کے مابین اپنے اعضاء کی نگہبانی کرے' اور لوگوں کی عقلوں کے معیار کے مطابق ان سے سلوک کرے۔ ہمارے احباب میں سے ایک شخص جنگل میں بھٹک گیا ایک چشمے پر پہنچا وہاں ایک چاند جیسی لڑکی دیکھی۔ وہ وہاں رک گیا اس لڑکی نے کہا کہ مجھ سے دور ہو جا کہنے لگا کہ میں تو کلی طور پر تجھ میں مشغول ہو گیا ہوں اس نے کہا کہ اس چشمے پر ایک اور لڑکی ہے جس کی میں خادمہ ہونے کے لائق بھی نہیں وہ پچھلی سمت دیکھنے لگا تو وہ بولی کہ سچ کس قدر اچھا اور جھوٹ کس قدر قبیح ہے تو نے گمان کیا تھا کہ تو کلی طور پر مجھ میں مشغول ہے حالانکہ تیرے غیر کی طرف متوجہ ہے پھر جو اس نے مڑ کر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا۔

قرآن پاک کا تمام تر موضوع دو چیزیں ہیں عبودیت کے ادب کے رعایت کرنا اور ربوبیت کے حق کی تعظیم کرنا۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن اسماعیل الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

توکل کی راہ پر چلنے والے جلیل القدر بزرگوں میں سے ہیں۔ اپنے وقت میں مشائخ میں سے یکتا تھے حضرت جنید بغدادی اور نوری رضی اللہ عنہما کے معاصرین میں سے تھے۔ ریاضات اور سیاحات میں آپ کا ایسا عظیم مقام ہے کہ اس کی شرح بہت طویل ہے ۲۹۱ھ میں جامع مسجد رے میں پیٹ کے عارضے کے ساتھ واصل بحق ہوئے جب کھڑے ہوتے وضو کرتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے ایک دن پانی میں داخل ہوئے اور وہیں پانی کے درمیان ہی فوت ہو گئے۔

ملفوظات

علم اس کے لئے ہے جو علم کی پیروی کرے اسے عمل میں لائے اور سنتوں کی اقتداء کرے اگرچہ علم تھوڑا ہی ہو۔ دوسرے کے راس المال کے ساتھ تجارت کرنے والا مفلس ہے۔ مومن جس قدر اللہ تعالیٰ کے حکم کی عزت کرتا ہے اسی قدر اسے اللہ تعالیٰ عزت عطا فرماتا ہے اور ایمان والوں کے دلوں میں اس کی عزت قائم فرماتا ہے۔

فقیر کے معمولات

فقیر کی طرف سے چاہئے کہ خوشحالی میں اس کے اوقات برابر ہوں اپنے فقر پر صابر ہو۔ اپنے آپ پر محتاجی کا اثر ظاہر نہ کرے اور اپنی طرف سے کسی ضرورت کا اظہار نہ کرے۔ کم سے کم اس کے اخلاق' صبر اور قناعت ہوں۔ ناز ونعمت سے وحشت محسوس کرے۔ سادگی سے مانوس ہو۔ یعنی انداز حیات میں مخلوق سے جداگانہ طرز کا مالک ہو۔ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ کوئی سبب معروف نہیں۔ تو اسے جب بھی دیکھے اپنے فقر پر راضی اور اپنی تکلیف سے خوش ہو۔ اس کی مشقت اس کے نفس پر گراں ہو اور غیر پر ہلکی ہو۔ فقر کی عزت وتعظیم کرے۔ پوری کوشش کے ساتھ اسے چھپائے یہاں تک کہ اپنے جیسوں سے بھی اسے چھپائے۔ اس بارے میں اس پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہو پھر بھی اس سے بڑا احسان نہ سمجھے کہ ہاتھ دنیا سے خالی ہے۔

چار نایاب خصائل

چار خصلتیں نایاب ہیں عالم اپنے علم پر عمل کرے۔ عارف اپنے فعل کی حقیقت کے متعلق بات کرے۔ ایسا شخص جو سبب کے بغیر اللہ تعالیٰ کے لئے قائم ہو۔ مرید جس سے طمع نکل چکی ہو فرمایا کہ مجھے ایک جنگل میں حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے مصاحبت کی طلب فرمائی مجھے کھٹکا ہوا کہ کہیں میرا توکل دگرگوں ہو جائے اس لئے میں نے جدائی اختیار کی ایک دوسرے پر فخر کرنا اور کثرت کا دعویٰ کرنا راحت کو ختم کر دیتا ہے۔ خود بینی نفس کا مرتبہ پہچاننے سے روک دیتی ہے۔ تکبر' صحیح کی پہچان روک دیتا ہے اور بخل پرہیزگاری کو روک دیتا ہے۔

دولت مندوں سے الفت کرنا فقراء کی صفت ہے نہ اہل غفلت سے الفت کرنا اہل معرفت کا شیوہ۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے اسباب میں سے یہ ہے کہ ظاہراً دنیا کی مذمت کرے اور باطناً اس سے چمٹا ہوا ہو۔ انسان اپنے پرانے لباس میں اس سے زیادہ خوبصورت ہے کہ دوسرے کا نیا لباس پہنے۔ صحیح معنوں میں وہ شخص ہلاک ہونے والا ہے جو کہ اپنے سفر کے آخر میں راستہ گم دے حالانکہ منزل بالکل قریب آ چکی ہے۔ مرید پر واجب ہے کہ ایسے کی خدمت میں حاضری دے جو اس کے عیب اس پر ظاہر کرے اور زیادتی کی جگہوں کا پتہ دے اور اسے دیکھنا حالات میں تحریک پیدا کرنے کی قوت عطا کرے۔

لوگ ندامت اور استغفار کی قلت کی وجہ سے گرفتار مصیبت نہیں ہوئے بلکہ ایسا صرف وعدہ وفائی کی قلت کی وجہ سے ہوا حضرت ابراہیم الخواص رضی اللہ عنہ کے مرید ابوالحسن النجرانی نے فرمایا کہ میں صوفیاء پر ان کے علوم کے بارے شدید اعتراض کیا کرتا تھا اور جو بھی ان کے پاس حاضر ہوتا اسے برا جانتا تھا میں بغداد میں آیا جب کہ میں حدیث لکھتا تھا۔ میں نے حضرت ابراہیم الخواص کو دیکھا کہ آپ کے اردگرد ایک جماعت بیٹھی ہے اور آپ ان کے سامنے گفتگو فرما رہے ہیں۔ آپ کی گفتگو سنی آپ کی کلام کی سچائی نے میرے دل پر اثر کیا میں نے اسے صحیح علم پایا کہ اس پر عمل کے بغیر مخلوق کو کوئی چارہ کار نہیں میں نے اسی مجلس سے آپ کی خدمت میں حاضری کو لازم کر لیا اور آپ سے جدا نہ ہوا جو کتابیں جمع کی تھیں تقسیم کر دیں جو کہ تقریباً دو جانوروں کا بوجھ تھا۔ اس کے باوجود آپ میری طرف متوجہ ہوئے نہ کئی دنوں تک مجھ سے کوئی بات کی۔ جب آپ نے مجھ سے طلب علم میں سچائی کو محسوس کر لیا تو مجھے اپنے قرب کا شرف بخشا۔

حضرت ابراہیم الخواص رضی اللہ عنہ کو جب کسی دعوت میں بلایا جاتا اور وہاں خشک روٹی دیکھتے تو ہاتھ روک لیتے اور نہ کھاتے اور فرماتے یہ ایسی روٹی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے حق کو روک دیا گیا کیونکہ اس نے یہیں رات گذاری اور اسی دن خیرات کر کے اسے نکالا نہیں گیا۔

آپ نے آیت کریمہ "وانیبوا الی ربکم واسلموا له من قبل ان یاتیکم العذاب -الخ" کے بارے میں فرمایا کہ انابت یہ ہے کہ تجھے تجھ سے اس کی طرف لوٹائے اور تسلیم یہ کہ تجھے معلوم ہو کہ تیرا پروردگار تجھ پر تیرے نفس سے زیادہ شفقت فرمانے والا ہے اور عذاب سے مراد جدائی کا عذاب ہے۔

سچے مرید کی آفات اور اس کے معمولات

مرید کے لئے تین چیزیں آفت ہیں۔ پیسوں کی محبت' عورتوں کی محبت اور بڑا بننے کی خواہش پیسوں کی محبت پرہیزگاری کی بدولت دور کی جاتی ہے۔ عورتوں کی محبت خواہشات اور پرخوری کو ترک کر کے دور کی جاتی ہے جب کہ بڑا بننے کی خواہش گمنامی اختیار کرنے سے دور ہوتی ہے۔ سچے مرید کی مراد اللہ تعالیٰ۔ صدیقین اس کے بھائی خلوت اس کا گھر۔ اکیلا ہونا اس کا انس۔ دن اس کا غم' رات اس کی خوشی' اس کا راہنما اس کا دل' قرآن کریم اس کا مددگار' رونا اس کا لباس' بھوک اس کا سالن' عبادت کی پاک دامنی' معرفت اس کی لگام' زندگی اس کا سفر' دن اس کی منزلیں' پرہیزگاری اس کا راستہ' صبر اس کا مخصوص نشان' سکون اس کا اندرونی لباس' سچائی اس کی سواری' عبادت اس کا مرکب اور ضائع ہونے کا کھٹکا اس کا خوف ہے۔

جب بندۂ خدا کسی برائی کو ختم کرنے کے لئے حرکت کرتا ہے تو اس کے آگے رکاوٹیں حائل ہو جاتی ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین طے شدہ معاہدے میں خرابی آ گئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا عقیدہ صحیح ہوتا اور یہ اس برائی کو دور کرنے کے لئے اس سے اذن طلب کرتا اور اس سے مدد مانگتا تو اس کے آگے کبھی بھی کوئی رکاوٹ کھڑی نہ ہوتی جس نے بڑا بننے کی حرص کا پیالہ پیا اخلاص عبودیت سے نکل گیا۔

دست پیراز غائباں کوتاہ نیست

حجاز کے راستے میں ایک جنگل میں مجھے پیاس لگی اچانک ایک خوبصورت سوار سیاہ وسفید سواری پر رونما ہوا اس نے مجھے پانی پلایا اور اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا پھر کہنے لگا مدینہ عالیہ کی کھجوروں کی طرف دیکھو۔ اب اتر جاؤ اور شاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے سلام عرض کرنا اور عرض کرنا آپ کے بھائی خضر نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔

آپ سے کہا گیا کہ یہ کیا حال ہے کہ آدمی شعر سن کر وجد کرتا ہے اور قرآن کریم سن کر اسے وجد نہیں آتا فرمایا اس لئے کہ قرآن پاک کا سننا نور کا وہ سویرا ہے جس کے غلبے کی وجہ سے کسی میں حرکت کرنے کا امکان ہی نہیں رہتا اور شعروں کی شدت نفس کو راحت دیتی ہے اس لئے وہ حرکت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو محمد عبداللہ بن محمد الخراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رے کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ کئی سال حرم شریف کے مجاور رہے۔ پرہیزگار' حق پر قائم اور حلال طریقے سے

بعض

روزی طلب کرنے والوں سے تھے حضرت ابوعمران الکبیر رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور حضرت ابوحفص نیشاپوری اور اصحاب حضرت بایزید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور سب کے سب آپ کی عزت و تعظیم کرتے تھے۔ حضرت ابوحفص سے حکایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا رے میں ایک جوان پیدا ہوا ہے اگر اپنے طریقے سے دستور پر قائم رہا تو مردان خدا میں سے ایک ہوگا۔ ۳۱۰ھ سے پہلے وصال ہوا آپ نے فرمایا کہ بھوک زاہدوں کا اور ذکر عارفوں کا کھانا ہے۔

حضرت ابوالحسن بنان بن محمد بن احمدان بن سعید الجمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل مقام واسط تھا مصر میں سکونت اختیار کی اور اسے وطن بنایا ۳۱۰ھ میں وصال ہوا اور قرافہ میں پہاڑ کے نزدیک جامع مسجد محمود کے بالمقابل دفن کیے گئے۔ آپ حق پر قائم اور امر بالمعروف کے پابند مشائخ میں سے تھے۔ آپ کے مقامات مشہور اور کرامات زبان زد عام ہیں۔

ملفوظات

شرع کی کفالت پر اعتماد، حکم خداوندی پر وابستگی، سر کی رعایت، دونوں جہانوں سے لاتعلقی اور حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق صوفیاء کے عظیم کوائف میں سے ہیں۔ میں خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا آپ نے مجھے فرمایا! اے بنان! میں نے عرض کی؟ لبیک یا رسول اللہ! فرمایا جو نفس کی حرص کے ساتھ کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کی آنکھ کو اندھا فرما دیتا ہے میں بیدار ہوا اور پختہ ارادہ کرلیا کہ آج کے بعد سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا اور میں نے اس رات دو روٹیاں اور مسور کا ایک پیالہ کھایا تھا۔

سارے علم کا نچوڑ

فرمایا: حضرت ابوجعفر الحداد الفرجی رضی اللہ عنہ سے مصر میں ملاقات ہوئی۔ میں نے آپ سے کہا کہ میرے لئے سارے علم کو مختصر کر کے ایک کلمہ میں بیان فرمائیں تاکہ اس سے نفع حاصل کرسکوں۔ فرمایا دنیا کو کم سے کم حاصل کر اور اس میں عاجزی کو پسند کر میں نے کہا مجھے کافی ہے مجھے کافی ہے واللہ اعلم۔

حضرات محمد اور احمد پسران ابوالوادر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دونوں حضرات اکابر عراقی مشائخ میں سے اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہما کے رشتہ داروں اور ہم نشینوں میں سے ہیں دونوں نے حضرت سری سقطی، حارث المحاسبی، بشر الحافی اور ابوالفتح الحبال رضی اللہ عنہم کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور پرہیزگاری میں دونوں حضرات کا طریقہ بشر حافی کے طریقے کے قریب ہے۔

ملفوظات

غفلت دور کرنے میں عبودیت کی بلندی ہے۔ غفلت کی دو قسمیں ہیں عذاب والی غفلت اور رحمت والی غفلت۔ رحمت والی غفلت عبادات کے آگے عظمت کا پردہ لٹکانا ہے کیونکہ اگر پردہ کھل جائے تو عبودیت سے کٹ جائیں اور عذاب والی غفلت، اللہ تعالیٰ کی طاعت سے غافل ہونا ہے۔ ولی صرف وہی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے عداوت کرے

جس کا نفس دنیا سے محبت نہیں کرتا۔ زمین والے اس سے محبت کرتے ہیں اور جس کا دل دنیا سے محبت نہیں کرتا اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں۔

فقیر کا دستور طلب دنیا میں مبتلا شخص کی ملامت' اور اسے عار دلانے کو ترک کرنا۔ اس پر رحم اور مہربانی کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس مشقت سے خلاصی عطا فرمائے۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عار دلانے سے مراد یہ ہے کہ اس کا مقصد لوگوں کے درمیان اس کے نقائص بیان کرنے کے سوا کچھ نہ ہو نہ کہ خیر خواہی کرنا واللہ اعلم۔ دو پیشے اپنانے میں لوگوں کی ہلاکت ہے۔ نوافل میں مصروف ہونا اور فرائض کو ضائع کرنا۔ دل کی موافقت کے بغیر اعضاء کے ساتھ عمل کرنا۔ لوگ واصل ہونے سے اسی لئے محروم رہے کہ انہوں نے اصل فرائض ضائع کر دیئے۔

ملفوظات احمد

اولیاء کے لئے بزرگی کی بساط صرف اس لئے بچھائی گئی تا کہ اس سے مانوس ہوں اور اس کی وجہ سے ان سے اچانک مشاہدے کا رعب اٹھ جائے اور دشمنوں کے لئے ہیبت کی بساط اس لئے بچھائی گئی تا کہ اپنے برے اعمال سے وحشت محسوس کریں اور اعلیٰ مقام مشاہدہ سے حاصل ہونے والی راحت کا مشاہدہ نہ کر سکیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے ولی میں تین چیزوں کا اضافہ ہو جائے تو تین اور چیزیں زائد حاصل ہوتی ہیں جب اس کے اخلاق زیادہ ہوں تو اس کی عاجزی زیادہ ہوتی ہے جب اس کا مال زیادہ ہو تو اس کی سخاوت زیادہ ہوتی ہے اور جب اس کی عمر زیادہ ہو تو اس کا مجاہدہ زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت ابوحمزہ محمد بن ابراہیم البز ار رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے حضرت سری سقطی اور حسن مسوحی رضی اللہ عنہما کی صحبت پائی اور اکثر مسوحی کی طرف منسوب ہوتے تھے فقیہ تھے عالم بالقرآن تھے۔ مدینہ عالیہ کی مسجد شریف میں وعظ کرنے سے پہلے بغداد میں مسجد رصافہ میں وعظ فرمایا کرتے تھے ایک دن مدینہ عالیہ کی مسجد میں گفتگو کرتے ہوئے حالت بدل گئی کرسی سے گر گئے اور دوسرے جمعہ میں فوت ہو گئے۔ آپ کا وصال حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے پہلے ہوا۔ حضرت ابوتراب النخشی کے سفروں میں آپ ان کے رفقاء سفر میں سے ہوتے حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ کی محفل میں جب صوفیاء کرام کے ارشادات کی بات چل نکلتی تو آپ حضرت ابوحمزہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے اے صوفی! اس بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ آپ کئی مرتبہ بصرہ گئے اور حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھے۔ ۲۸۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

ملفوظات

محال کہ تو اس سے محبت کرے پھر اسے یاد نہ کرے اور محال ہے کہ تو اس کا ذکر کرے پھر تجھے اس کے ذکر کی لذت نہ ملے اور محال ہے کہ تو اس کے ذکر کی لذت پائے پھر تجھے غیر میں مشغول کر دے۔ فرمایا: ایک دفعہ روم کے راستہ پر ایک راہب پر میرا گذر ہوا میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس گذشتگان کے متعلق کوئی خبر ہے؟ کہا ہاں ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ جہنم میں۔ فقر کی محبت سخت ہے اس پر صرف صدیق ہی صبر کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ تجھ پر خیر کی راہوں میں سے کوئی راہ کھول دے تو

اسے لازم کر اور اس سے بچ کہ تو اس راہ پر نظر کرے یا اس پر فخر کرے۔ اس ذات کا شکر ادا کرنے میں مصروف ہو جا جس نے تجھے عمل کی توفیق عطا فرمائی۔ کیونکہ اس کی طرف نظر کرنا تجھے تیرے مقام سے گرا دے گا جب کہ تیرا شکر میں مصروف ہونا تیرے لئے مزید نعمت کا موجب ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لئن شکرتم لا زیدنکم اگر تم شکر کرو گے میں تمہیں ضرور زیادہ عطا کروں گا۔

جس نے حق کا راستہ جان لیا اسے اس پر چلنا آسان ہوا اور وہ وہی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے اسے جانا اور جس نے استدلال سے حاصل کیا کبھی خطا کرتا ہے کبھی درست کرتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال، احوال اور اقوال میں آپ کی پیروی کے بغیر اللہ تعالیٰ کے راستہ پر کوئی دلیل نہیں۔

کبھی ایک قوم کو جنت میں وصال سے منقطع کر دیا جاتا ہے اور وہ وہی لوگ ہیں جنہیں حق کے فرشتے کہیں گے کلوا واشربوا هنیأ بما اسلفتم فی الایام الخالیہ کھاؤ اور پیو خوشگوار بدلہ ان اعمال کا جو کہ تم نے گذشتہ ایام میں کئے کہ انہیں کھانے پینے میں مصروف کر کے اس سے غافل کر دیا اور عارفین کے نزدیک اس سے بڑی خفیہ تدبیر اور اس سے بڑی حسرت نہیں ہے روایت ہے کہ آپ بہت اچھی گفتگو کرتے تھے ہاتف غیبی نے آواز دی کہ تو نے کلام کی اور اچھی کی۔ اب تجھ پر یہ امر باقی رہ گیا تو خاموش ہو جائے اور اچھی طرح خاموش ہو اس کے بعد آپ نے کلام نہ فرمائی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا محبّ اپنے محبوب کے سوا کسی اور چیز کیلئے فرصت پاتا ہے؟ فرمایا بالکل نہیں کیونکہ محبّ دائمی مشقت منقطع خوشی اور مسلسل تکالیف میں ہوتا ہے اسے وہی جانتا ہے جو اس میں مبتلا ہو۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر محمد بن موسیٰ الوسطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

اصل مقام فرغانہ ہے۔ حضرت جنید اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہما کے پرانے شاگردوں میں سے تھے۔ صوفیاء کے عالم مشائخ میں سے تھے۔ تصوف کے اصول میں آپ جیسی گفتگو کسی نے نہیں کی۔ آپ اصول دین اور علوم ظاہری کے عالم تھے۔ خراسان میں داخل ہوئے اور مرو کے ایک علاقے کو وطن بنا لیا اور ۲۳۰ھ کے بعد وہیں انتقال ہوا۔ صوفیاء کے نزدیک عراق میں آپ کے ملفوظات کا کوئی حصہ بھی نہیں کیونکہ جس وقت آپ وہاں نکلے نوجوان تھے آپ کے مشائخ زندہ تھے۔ آپ نے ابیورد اور مرو میں گفتگو فرمائی اور آپ کی اکثر کلام مرو میں ہے۔

ملفوظات

ہم ایسے زمانے میں مبتلا ہوئے جس میں آداب اسلام ہیں نہ اخلاق جاہلیت اور نہ ہی مروّت والوں کی عقلیں۔ سب سے بڑا فقیر وہ ہے جس سے حق نے اپنے حق کی حقیقت کو چھپایا۔ خوف اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان حجاب ہے اور وہ ناامیدی اور امید ہے اگر تو اس سے خوف کرے تو اس کی طرف بخل کو منسوب کرے اور اگر اس سے امید رکھے تو اسے تہمت لگائے۔ وہ شخص فضیلت کو فضیلت کیسے جانے جو کہ اس سے بے خوف نہیں کہ کہیں مکر ہو۔ ذکر کرنے والا اس کے ذکر میں اس کے ذکر کو بھول جانے والے سے زیادہ غافل ہے کیونکہ اس کا ذکر اس کا غیر ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اپنے تقوے سے بچے یعنی اپنے تقوی کو دیکھنے سے بچے جب سرائر پر حق ظاہر ہو جائے تو وہاں خوف و رجا کا فضلہ باقی نہیں رہتا۔ عطاء کی لذت سے پرہیز کرو کہ یہ اہل صفاء کے لئے پردہ

ہے اور اگر حق کے ساتھ اپنے نفس کو نہ دیکھتا تو لذت حاصل نہ کرتا۔

شانِ صوفیاء

صوفیاء کی شان میں فرمایا کہ قوم کے اشارات تھے پھر حرکات ہوئیں پھر صرف حسرتیں باقی رہ گئیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی الگ تھلگ ہوا بلکہ گونگا ہو گیا اور ارادوں سے جدا ہو گیا معرفت اس وقت تک درست نہیں ہوتی جب تک بندے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ استغفار یا اس کی طرف احتیاج کا احساس موجود ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی لا احصی ثناء علیک میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کر سکتا یہ ان کے اخلاق ہیں جن کی اغراض بہت دور ہیں لیکن جو حضرات ا[illegible] سے نیچے اترے انہوں نے معرفت کے بارے بہت کچھ گفتگو فرمائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت ابوعبداللہ الشجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حضرت ابوحفص الحداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف پایا۔ آپ خراسان کے اکابر مشائخ میں سے ہیں آپ نے کئی مرتبہ توکل پر جنگل عبور کیا۔

ملفوظات

جس کا فعل پاک نہیں اس کا بدن پاک نہیں اور جس کا بدن پاک نہیں اس کا قلب پاک نہیں اور جس کا قلب پاک نہیں اس کی نیت پاک نہیں۔ جب کہ تمام امور کا دارومدار نیت پر ہے۔ اولیاء کی تین علامتیں ہیں بلندی مرتبہ کے باوجود عاجزی' قدرت کے باوجود زہد اور طاقت کے باوجود انصاف۔ وہ بندہ بہت برا ہے جو اپنے قلب اور اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے پھر اس کی طرف لوٹے بغیر زبان سے اس کے حضور معذرت کرے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے سے مراد بندے پر اپنی عاجزی کے بارے میں پردے کا کھل جانا ہے اور وہ اس طرح کہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس سے مفر نہیں اور اسے روکنے کی اسے طاقت نہیں کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ جب بندہ گناہ کر لیتا ہے پھر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخش دیتا ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے واللہ اعلم (یعنی مشیت ذات پر معترض نہ ہو اور حکمت خداوندی کا عقیدہ رکھے اور گناہ سے معافی مانگے محمد محفوظ الحق غفرلہٗ ولوالدیہ) کسی کو شرمسار نہ کر یہاں تک کہ تجھے یقین ہو جائے کہ تیرے گناہ بخشے جا چکے ہیں اور یہ تیرے لئے درست نہیں۔

مرید کے لئے نفع بخش معمولات

مرید کے لئے سب سے زیادہ مفید چیز نیکوں کی صحبت ان کے افعال' اقوال' اخلاق اور عادات میں ان کی پیروی' اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت اور اپنے ہم نشینوں اور رفقاء کی خدمت ہے (ان نجدی بے نصیبوں کے لئے لمحہ فکر یہ جو کہ اہل اللہ کے پاس حاضری اور ان کے مزارات کی زیارت کرنے پر اہل سنت کو برا بھلا کہتے ہیں۔ بلکہ شرک تک کی تہمت لگانے کی جرات کرتے ہیں حالانکہ دنیائے برصغیر کے تمام علماء کے استاذ حدیث خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر فتح العزیز

المعروف بہ تفسیر عزیزہ میں زیر آیت ایاک نعبد لکھا ہے کہ اہل اللہ کی خدمت میں پاؤں سے چل کر جانا اور ان کی اور ان کے مزارات کی زیارت کرنا قدموں اور آنکھوں کی عبادت ہے)

گودڑی صرف ہمت والے لوگوں کو پہننا چاہئے۔ عرض کی گئی وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ ایسے حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیر متوجہ نہیں کرسکتی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت محفوظ بن محمود النیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ابوحفص نیشاپوری کے اصحاب میں سے ہیں۔ نیشاپور کے قدیم اور عظیم المرتبت مشائخ میں سے تھے۔ وفات تک حضرت ابوعثمان الحیری کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ بہت پرہیزگار اور متقدمین کے طریقے پر بہت کاربند مشائخ میں سے تھے آپ نے حضرت حمدون القصار، سلام الباروسی اور علی نصر آبادی اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ رضی اللہ عنہم کی بھی صحبت پائی ۳۰۲ھ میں نیشاپور میں وفات پائی اور حضرت ابوحفص رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ملفوظات

توبہ کرنے والا حقیقت میں وہ ہے جو کہ اپنی طاعت سے بھی توبہ کرے چہ جائے کہ صرف غفلتوں سے توبہ کرے۔ اقول وباللہ التوفیق یہ اس لئے کہ جیسا کہ ذات حق کی عظمت کے لائق ہے عبد ذلیل اس کی ایسی عبادت اور طاعت کر ہی نہیں سکتا وہ اپنی نیکی میں کوتاہی کا معترف ہے ماعبدناک حق عبادتک اس لئے اس کوتاہی کے حوالے سے اپنی نیکی سے توبہ کرتا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

مخلوق کو اپنے نفس کی ترازو پر مت تول ہلاک ہو جائے گا تجھے صرف یہ چاہئے کہ اس لئے تولے تا کہ تجھے لوگوں کی فضیلت اور اپنی مفلسی کا پتہ چل سکے۔ جو کسی مسلمان کے متعلق فتنے کا گمان کرے وہ خود فتنے میں گرفتار ہے۔ جو چاہے کہ اپنی ہدایت کی راہوں میں سے کوئی راہ دیکھے اسے چاہیے کہ شرع شریف کے موافق کیے گئے اپنے اعمال میں اپنے آپ کو تہمت لگائے چہ جائیکہ مخالف شرع اعمال میں۔

حضرت طاہر المقدسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شام کے جلیل القدر اور قدیم مشائخ میں سے ہیں۔ آپ نے ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی۔ حضرت یحییٰ الجلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف پایا۔ عالم تھے اور یہ وہی ہیں جنہیں حضرت شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبر الشام کا نام دیا۔

ملفوظات

صوفیاء کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ یہ لوگ ظواہر وجد کے ساتھ مخلوق سے چھپتے ہیں اور فضیلت کی عادات کے ساتھ ظاہر ہیں۔ زندگی صرف اس کی خوشگوار ہے۔ جو بساط انس پر جاگزیں ہوا اور سریر قدس پر فائز ہوا اور اسے انس نے قدس کے ساتھ اور قدس نے انس کے ساتھ غائب کر دیا پھر قدوس کے مطالعہ کی بدولت ان دونوں کے مشاہدے سے غائب ہو گیا اس کی طرف راہگذار یں

مسدود اور راستے مٹ گئے۔ عقل مند وہی ہے جو وہیں ٹھہرا جہاں عوام ٹھہرے ہوئے ہیں۔ والسلام

حضرت ابو عمرو الدمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ شام کے مشائخ میں سے ایک ہیں اور شام کے تمام علماء کرام خصوصاً علم الحقائق میں آپ کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے آپ نے حضرت ابو عبداللہ محمد بن الجلاء کی اور حضرت ذوالنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب کی صحبت پائی اور آپ کی ایک کتاب ان لوگوں کے رد میں ہے جو کہ ارواح کے قدیم ہونے کے قائل ہیں ۳۲۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔

ملفوظات

اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر کرامات کا چھپانا فرض کر دیا تا کہ ان کرامات کی وجہ سے مخلوق فتنوں میں مبتلا نہ ہو جائے جب کہ انبیاء علیہ السلام پر حق کے بیان اور دلیل کے طور پر ان کا ظاہر کرنا واجب فرمایا۔ تصوف ہر ناقص کی طرف سے نگاہیں بند کرنے کا نام ہے تا کہ اس ذات کا مشاہدہ کرے جو ہر نقص سے پاک ہے۔ خطرات کا مقام وطنات کے مقام سے دور ہے کیونکہ خطرات ظاہر ہوتے ہیں پھر چھپ جاتے ہیں۔ جب کہ وطنات ظاہر ہوتے ہیں پھر پختہ ہو جاتے ہیں اور دعوے خطرات سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ مدعی گمان کرتا ہے کہ جو بھی ظاہر ہوا باقی رہا جبکہ صاحب وطنات کسی حال میں کوئی دعویٰ نہیں کرتا۔ عمومی طور پر کائنات کو اچھا سمجھنا محبت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جب کہ کسی خصوصیت کے ساتھ اچھا جاننا فتنوں اور تاریکیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوبکر بن محمد حامد الترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ خراسان کے جلیل القدر اور نہایت پاکیزہ اخلاق اور نہایت اچھی تربیت کے مالک مشائخ میں سے ہیں۔ آپ نے بلخ کے قدیم مشائخ کی ملاقات کا شرف پایا جیسے شیخ احمد بن حضرویہ اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ اور آپ کے بے شمار خدام ہیں جو آپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

ملفوظات

جب لطیفۂ سر میں انوار جاگزیں ہوں تو اعضاء سے نیکیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ جاہلوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کی آیات کا انکار آیات کے ظاہر ہونے کے مقامات سے ان کے سینوں کی تنگی اور حکمت وقدرت کے مواقع سے ان کے علموں کی دوری کی وجہ سے ہے۔ ولی ہر وقت اپنا حال چھپانے میں رہتا ہے اور کائنات سب کی سب اس کی ولایت کی بات کرتی ہے جب کہ مدعی اپنی ولایت کی بات کرتا ہے اور ساری کائنات اس کا انکار کرتی ہے۔ اولیاء اللہ کی توہین اللہ تعالیٰ کی معرفت کی قلت کی وجہ سے ہے اور جو آدمی کسی مقام تک پہنچتا ہے جب کہ وہ اس مقام والوں کا احترام نہیں کرتا تو اس مقام کی برکت سے محروم رہتا ہے اور یہ استدراج یعنی مکر ہوگا۔ کوئی شخص عالم نہیں کہلا سکتا مگر وہ جو اللہ تعالیٰ کی حدوں پر رک جائے اور کسی وقت بھی ان سے آگے نہ گذرے۔ میں نے مسلمانوں میں سے کسی کو جب بھی حقیر سمجھا تو اپنے ایمان اور معرفت میں نقص پایا۔ کسی قوم کو واصل ہونے سے روکا تو صرف راہنما کے بغیر استدلال، طریق صوفیاء میں حد شہوت پر بھاگے پھرنے اور حرام و مشتبہ چیزیں کھانے نے روکا۔ اللہ تعالیٰ کی اوامر کی

مخالفت اور دل پر ذکر اللہ کے دائمی اثرات سے محرومی باطن کے ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے ہے۔

تیرا اصل زر تیرا دل اور تیرا وقت ہے۔ جب کہ تو نے اپنا دل گمان کے وسوسوں میں مشغول کر دیا اور اپنے اوقات کو غیر متعلق امور میں مصروف کر دیا تو جس کا اصل زر ہی خسارے کا شکار ہو گیا وہ نفع کب کمائے گا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو الحسن محمد بن سعید الوارق رحمتہ اللہ علیہ

اکابر مشائخ اور حضرت ابو عثمان کے قدیم مریدین میں سے ہیں۔ آپ کی گفتگو حضرت ابو عثمان کی گفتگو کے طریقوں پر ہے آپ علوم ظاہری کے عالم تھے اور معاملات کی باریکیوں اور افعال کے عیبوں کے بارے میں کلام فرماتے ۳۲۰ھ سے پہلے وفات پائی۔

ملفوظات

معاف کرنے میں کرم یہ ہے کہ اپنے بھائی کو معاف کرنے کے بعد تو اس کی خطا کا ذکر تک نہ کرے۔ کمینے آدمی کے سینے کی تنگی کبھی دور نہیں ہوتی۔ جو دل مر جاتے ہیں ان کی حیات اس کے ذکر میں ہے جو کہ حی لا یموت ہے۔ سب سے زیادہ خوشگوار زندگی وہ ہے جو غیر کی بجائے مع اللہ ہو۔ حضرت ابو عثمان الحیری کی مسجد میں ہمارے اوائل کے معمولات یہ تھے کہ فتوحات کا ایثار کرتے یعنی دوسروں کو دے دیتے اور یہ کہ جو چیز ہمیں معلوم ہے وہ ہمارے پاس رات نہ ٹھہرے جو ہمارے ساتھ برائی کے ساتھ پیش آئے ہم اپنے لئے اس سے بدلہ نہ لیں بلکہ اس سے معذرت کریں اور اس کے لئے عاجزی کا اظہار کریں اور جب ہمارے دل میں کسی کے متعلق حقارت آ جائے ہم اس کی خدمت کے لئے کھڑے ہوں اور اس کے ساتھ احسان کریں یہاں تک کہ وہ زائل ہو جائے۔

جو اپنے نفس اور اس کے غیر سے نیز خلق کو دیکھنے سے فانی نہیں ہوا تو اس کا سر خیرات اور احسانات خداوندی کے مشاہدہ سے نوازا نہیں جاتا۔ سب سے زیادہ نفع بخش علم اللہ تعالیٰ کے امر و نہی' وعدہ وعید اور اس کے ثواب وعذاب کا علم ہے جب کہ سب سے اعلیٰ علم اللہ تعالیٰ' اس کے اسماء اور اس کی صفات کا علم ہے۔ منقطع ہونے کے خوف نے محبوں کے نفسوں کو مضمحل کر دیا اور عارف کے جگر جلا دیئے۔ مخلوق سے مانوس ہونا وحشت' ان کی طرف مطمئن ہونا حماقت' ان سے سکون پانا عاجزی اور ان پر اعتماد کرنا کمزوری اور ان پر یقین کرنا ضائع ہونا ہے۔

حضرت ابو الحسین علی بن سہل الصائغ الدینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اکابر مشائخ میں سے تھے مصر میں اقامت فرمائی اور ۳۳۰ھ میں وہیں وفات پائی۔ بڑے بارعب تھے جو بھی دیکھتا مرعوب ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں سراپا اخلاص تھے۔

ملفوظات

مرید کو چاہئے کہ دنیا کو دو مرتبہ ترک کرے پہلی مرتبہ اسے اس کی تازگی اور نزاکت نیز اس کے رنگا رنگ کھانوں اور مشروبات

کو اور جو کچھ بھی اس میں ہے سب کو ترک کر دے۔ پھر جب ترک دنیا میں اس کی مشہوری ہو جائے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی عزت و تکریم کرنے لگیں تو اس وقت اسے چاہئے کہ اہل دنیا کی طرف متوجہ ہو کر اپنا حال چھپائے تاکہ اس کا دنیا کو ترک کرنا دنیا کی طرف متوجہ ہونے اور اسے طلب کرنے سے زیادہ باعظمت نہ ہو جائے یا اس سے زیادہ فتنہ نہ بن جائے۔

جب حاضر سے غائب پر دلیل پکڑنے کی بابت آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ جسے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور دیکھا جا سکتا ہے اور اس کی مثل ہے اس کی صفات پر کیسے دلیل لی جا سکتی ہے جس کا مشاہدہ ہے نہ اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ مثل نہ مثال۔

جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے در پے ہوا اسے ہر طرف سے تکلیفیں مصیبتیں اور آفات گھیر لیتی ہیں۔ جب بھی بھائی مل بیٹھیں تو ان پر واجب ہے کہ ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" تیرا اپنے نفس سے محبت کرنا ہی اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت ابو اسحاق ابراہیم ابن داؤد القصار الرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شام کے اکابر میں سے اور حضرت جنید بغدادی اور ابن الجلاء رضی اللہ عنہما کے معاصرین میں سے ہیں۔ البتہ آپ نے عمر طویل پائی اور شام کے اکثر مشائخ کی صحبت کا شرف پایا آپ فقر کے پابند اور اس میں منفرد اور ارباب فقر سے محبت کرنے والے تھے ۳۲۶ھ میں وفات پائی آپ نے فرمایا کہ دنیا سے تجھے دو چیزیں کافی ہیں فقیر کی صحبت ولی کی تعظیم نیز فرمایا آنکھیں قوی ہیں مگر بصیرت کمزور ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ممشاد الدینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صوفیاء کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ حضرت ابن الجلاء اور ان سے فائق بزرگوں کی صحبت کا شرف پایا قوم صوفیاء کے علم میں عالی مقام کبیر الحال اور نہایت کریم تھے ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ حق کی راہ دور ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر شدید ہے اگر تو اگلوں پچھلوں کی حکمت جمع کر لے اور اولیاء اور مقربین کے احوال کا دعویٰ کرے کبھی بھی عارفوں کے درجات تک نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ تیرا سر اللہ تعالیٰ کی طرف سکون حاصل کرے اور ان تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر اعتماد کرے جن کا اس نے تجھ سے وعدہ کیا اور تیرے لئے مقسوم فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ جس کا مقصود ہو تقدیریں اس کی طاقت نہیں رکھتیں اور خطرات اس پر قابض نہیں ہو سکتے۔

اہل اللہ کی خدمت میں حاضری کا طریقہ

میں ہر فقیر کی خدمت میں تمام نسبتوں اور علوم و معارف سے خالی ہو کر حاضر ہوتا ہوں اور ان برکات کا منتظر رہتا ہوں جو کہ اس کی زیارت یا اس کی کلام سے مجھ پر وارد ہوں۔ یہ اس لئے کہ جو شخص کسی شیخ کی خدمت میں کوئی حصہ لے کر حاضر ہو تو وہ اپنے اس حصے کی وجہ سے اس کی زیارت، ہم نشینی، ادب اور کلام کی برکات سے منقطع ہو جاتا ہے۔

اپنے ایک سفر کے دوران میں نے ایک شیخ کی زیارت کی جس میں مجھے خیر کی علامات معلوم ہوئیں تو میں نے کہا مجھے نصیحت فرمائیں اس نے کہا کہ اپنی ہمت کی حفاظت کر کیونکہ ہمت چیزوں کا ابتدائیہ ہے جس کی ہمت درست ہو اور وہ اس میں سچا ہو تو اس کے بعد کے اعمال درست ہوں گے۔

لوگوں میں بہترین حال اس کا ہے جس نے اپنے نفس سے مخلوق کو دیکھنا ختم کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوتوں میں اپنے سر کی نگہبانی کی اور تمام امور میں اسی پر اعتماد کیا انبیاء علیہم السلام کی ارواح کشف اور مشاہدہ کی حالت میں ہیں۔ جب کہ اولیاء کی ارواح قرب اور اطلاع کے مقام میں ہوتی ہیں۔ (یہاں ان محرومان ازلی کا رد ہے جن کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

ولی اور کن فیکون کا مقام

میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور بیس برس تک اپنے دل کو گم پایا اور شے کو کن فیکون کہنا اللہ تعالیٰ کے ادب کی وجہ سے بیس سال تک ترک کیا بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا کہ آپ اپنے دل کی طرف رجوع فرماتے پھر اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع فرماتے اور شے کو کن فیکون کہنے کو چھوڑنے کا معنی یہ ہے کہ آپ مستجاب الدعوات تھے جب دعا کرتے قبول ہوتی پھر اس مقام سے اللہ تعالیٰ کے حضور اونچے ہو گئے پس اپنی مراد کی بجائے اللہ تعالیٰ کی مراد سے وابستہ ہو گئے پس دعا ترک کر دی۔

ہمارے ہاں ایک آدمی تھا جس نے کم کھانا شروع کر دیا حتیٰ کہ ایک گٹھلی پر آ ٹھہرا۔ پھر اس کی خوراک صرف پانی رہ گیا آپ سے پوچھا گیا کہ جب فقیر کو بھوک لگے تو کیا کرے؟ فرمایا نماز پڑھے عرض کی گئی اگر ایسا نہ کر سکے؟ فرمایا: سو جائے پوچھا گیا کہ اگر سو نہ سکے تو پھر؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی فقیر کو تین میں سے ایک شے سے خالی نہیں رہنے دیتا طاقت یا غذاء یا وفات۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوالحسین خیر النساج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اصل ٹھکانہ سرمن رای نامی شہر سے ہے (یہ عراق کا ایک شہر ہے جسے معتصم نے آباد کیا اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جو شخص اس شہر کو دیکھتا خوش ہو جاتا) مگر آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کی۔ حضرت ابوحمزہ بغدادی کی صحبت پائی۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی اور آپ حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے ہیں۔ ایک سو بیس سال کی طویل عمر پائی اور آپ کی مجلس میں حضرت خواص اور شبلی رحمتہ اللہ علیہما نے توبہ کی۔ آپ صوفیاء کی ایک جماعت کے استاد ہیں۔

ملفوظات

صبر کرنا مردوں کا کام ہے جب کہ رضا کریموں کی عادت ہے۔ جس عمل کی وجہ سے بندہ انتہائی مقامات تک پہنچتا ہے وہ اپنی کوتاہی عاجزی اور کمزوری کو پیش نظر رکھتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے چیخ ماری۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے ڈانٹا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! انہوں نے میری خوشنودی سے حلال کو اپنایا اور میرے وجد سے چیخے آپ میرے بندوں کو کیوں روکتے ہیں۔

حضرت ابوحمزہ الخراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل میں آپ نیشاپور کے محلّہ ملقاباد سے ہیں۔ آپ نے بغداد کے مشائخ کی صحبت کا شرف پایا۔ حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاصرین میں سے ہیں۔ حضرت ابوتراب النخشبی اور ابوسعید الخراز رضی اللہ عنہما کی معیت میں سیاحت کی اور مشائخ میں بہت بڑے مفتی، پابند احکام شریعۃ اور نہایت پرہیزگار تھے۔ ۳۰۹ھ میں وفات پائی جب حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے طریقت کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تو آپ سے فرماتے کہ اے صوفی! اس مسئلے میں تو کیا کہتا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ میں ایک چادر میں محرم رہا۔ ہر سال ایک ہزار فرسنگ سفر کرتا ہوں۔ جب بھی احرام کھولا نئے سرے سے باندھ لیا اور کئی سال یہی معمول رہا۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویش کا ننگے بدن رہنا باطن میں کائنات سے جدا رہنے کی طرف اشارہ ہے اور یہ فرمایا کہ جب احرام کھولا پھر باندھ لیا یعنی جب بھی میں نے کسی خواہش کی طرف مائل ہوا تو نئے سرے سے توبہ کی۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوعبداللہ الحسین بن عبداللہ ابن ابی بکر الصنبجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بصرہ کے اکابر میں سے تھے۔ تیس سال تک اپنے گھر میں ایک تہ خانہ میں رہے۔ آپ کا مجاہدہ مسلسل اور غیر منقطع تھا۔ یہاں تک کہ اہل بصرہ نے آپ کو وہاں سے نکال دیا۔ آپ سوس چلے گئے اور وہیں وفات پائی آپ کا مزار شریف وہاں مشہور ہے اور زیارت گاہ عام ہے۔ آپ علوم قوم اور اصول کے عالم تھے پرہیزگار اور صاحب لسان تھے۔

ملفوظات

صراحتاً سماع ظلم اور اشارۃً تکلیف ہے اور سب سے پرلطف سماع وہ ہے جو کہ اس کے سننے والے کے سوا اوروں پر مشکل ہو۔ تجھے کوئی چیز کسی چیز سے منقطع نہیں کرتی مگر جب کہ منقطع کرنے والی چیز تیرے نزدیک زیادہ کامل اور اعلیٰ ہو اگر اس کی مثل یا اس سے کم ہو تو وہ تجھے منقطع نہیں کرتی۔ پھر اسی کے لئے حکم ہے جو دل پر غالب ہو۔ والسلام۔ ساری کی ساری مخلوق غیب کے بارے میں لمبے چوڑے دعوؤں میں مبتلا ہو گئی پھر جب انہیں مشاہدے کی ہیبت آ دبوچے تو گونگے ہو جاتے ہیں اور ذلیل و رسوا اور کچھ بھی نہیں رہتے اور اگر اپنے دعوؤں میں سچے ہوتے تو مشاہدے کے وقت نکھرتے جیسا کہ صرف ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لئے نکھر کر ظاہر ہوں گے اور آپ فرمائیں گے اس کام کے لئے میں ہی ہوں۔ یہ کام میرا ہی ہے اور آپ پر بارگاہ الوہیت میں کھڑے ہونے کی ہیبت طاری نہ ہو گی اس لئے کہ آپ کا مقام بہت عظیم و جلیل ہے۔ غریب وہ شخص ہے جو کہ اپنے وطن میں مقیم ہونے کے باوجود ہم مشربوں کی قلت کی وجہ سے اس سے دور ہو۔

حضرت ابوجعفر احمد بن حمدان بن علی بن سنان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

نیشاپور کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت ابوعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت پائی۔ حضرت ابوحفص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ خوف خدا رکھنے والے پرہیزگاروں میں یکتا ہیں۔ اپنی آخری عمر میں بیس سال مسلسل مکہ معظمہ کے

مجاور رہے۔ آپ نے حضرت ابو بشر کے ۳۸۷ھ میں فوت ہونے کی خبر دی جو کہ مکہ معظمہ میں اپنے وقت کے یکتا مشائخ میں سے تھے جب کہ حضرت ابو جعفر بن حمدان کا وصال ۳۱۱ھ میں ہوا۔

ملفوظات

اطاعت گذاروں کا اپنی اطاعت کی وجہ سے عاصیوں پر تکبر کرنا ان کی معصیت سے زیادہ برا ہے اور انہیں زیادہ نقصان دہ ہے۔ جس طرح کہ کسی کا اپنے گناہ کی توبہ سے غافل ہونا گناہ کے ارتکاب سے زیادہ برا ہے تو گنہگار کو اس کے ایک گناہ کی وجہ سے برا جانتا ہے جس کا تجھے گمان ہے حالانکہ تو اپنے نفس کو اس کے کثیر گناہوں کی وجہ سے برا نہیں جانتا جن کا تجھے یقین ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت جاگزیں ہو جائے اس کے نزدیک ہر وہ شخص عظمت والا ہوگا جو عبودیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق واخلاص کے ساتھ منقطع ہونے کی علامت یہ ہے کہ دینوی مصائب میں سے اس پر کبھی ایسی مصیبت طاری نہ ہو جو اسے ذات حق سے غافل کر دے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر بن جحدر الشبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے مزار پر جعفر بن یونس لکھا ہوا ہے آپ کی اصل خراسان جائے ولادت بغداد ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا آپ نے خیر النساج کی مجلس میں توبہ کی حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہم عصر مشائخ کی صحبت اختیار کی۔ علم حال اور مالی ظرفی میں یکتائے زمانہ ہوئے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر فقیہہ ہوئے اور کثیر احادیث لکھیں۔ ستاسی برس عمر پائی ۳۳۴ھ میں وفات پائی اور بغداد کے خیزران نامی قبرستان میں دفن ہوئے اور وہاں آپ کی قبر مشہور ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

مجاہدات کی شدت

آپ کے مجاہدات حد سے فزوں تر تھے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی کئی راتیں آنکھوں میں نمک کا سرمہ لگایا تا کہ بیداری کی عادت پڑے اور مجھے نیند تنگ نہ کرے۔ جب مجھ پر کام زیادہ ہوا تو میں نے سلائی گرم کر کے سرمہ ڈالا اور آپ صوفیاء کے علم کے بارے میں فرماتے کہ تیرا اس علم کے متعلق کیا گمان ہے جس کے بارے میں علماء تہمت رکھتے ہیں۔

آپ سے کہا گیا کہ حضرت ابو تراب نخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دن جنگل میں بھوک لگی تو آپ نے سارا جنگل کھانے سے بھرا ہوا دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص سے نرمی برتی گئی اگر تحقیق کے مقام تک پہنچتا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے فیض پاتا کہ میں اپنے رب کے ہاں ہوتا ہوں جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مرید کب ہوتا ہے؟ فرمایا اس وقت جب سفر وحضر مشاہدہ اور غیب میں اس کے حالات برابر ہوں ایک دفعہ آپ سے کہا گیا کہ دنیا کیسی ہے؟ فرمایا ابلتی ہنڈیا ہے اور بھرا ہوا بیت الخلا ہے۔

آپ اپنی مناجات میں کہتے کہ مخلوق نے تیری نعمتوں کی وجہ سے تجھ سے محبت کی اور میں تیری عطا فرمودہ تکلیف کی وجہ سے تجھے چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں کی بلندی کے مطابق واسطوں کی قدر بلند کرتا ہے۔ اگر اولیاء پر ایک ذرہ

بھی ان مشاہدات میں سے جاری کر دیا جائے جو کہ انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہیں تو سب باطل ہو جائیں اور منقطع ہو جائیں۔ایک دفعہ نماز عصر میں تاخیر ہوگئی یہاں تک کہ سورج غروب کے قریب ہو گیا آپ نے نماز ادا کی اور مزاحاً مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ''میں اپنے عشق کی وجہ سے آج اپنی نماز بھول گیا مجھے اپنی عشاء اور اپنی صبح میں امتیاز نہیں رہا۔''

ملفوظات

فرمایا کہ جس صدیق کا کوئی خلاف عادت کمال نہیں وہ کذاب ہے۔ جب آپ ہسپتال میں داخل ہوئے تو وزیر نے آ کر کہا کہ آپ کا وہ قول کدھر گیا کہ جس صدیق کا کوئی خلاف عادت کمال نہ ہو وہ کذاب ہے تو آپ کا ایسا کمال کہاں ہے؟ فرمایا کہ میرا کمال اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی میں اس کی موافقت ہے۔

مرید کے لئے سستی نہیں۔ عارف کے لئے ماسوا سے تعلق نہیں۔محب کے لئے شکوہ نہیں۔ سچے کے لئے دعویٰ نہیں۔خوف خدا رکھنے والے کو قرار نہیں اور مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ سے فرار نہیں۔آپ اپنے معاصرین سے فرماتے کہ تم قبریں ہو پوچھا گیا کہ یہ کیونکر؟ فرمایا یہ اس لئے کہ تم میں سے ہر شخص اپنے کپڑوں میں دفن ہے۔ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم مردوں میں شمار ہوتے ہیں؟ فرمایا ہاں عارف سو رہے ہیں۔ جاہل مردہ ہیں۔

ایک دفعہ آپ سے کہا گیا کہ آپ نے اپنا لباس پھاڑ دیا ہے جب کہ عید سر پر آئی لوگ زیب وزینت میں مصروف ہیں اور آپ کی یہ حالت ہے تو آپ نے فرمایا کہ فقیر کی زینت اس کا فقر اور اپنے فقر پر اس کا صبر ہے۔

سورج طلوع کے وقت چمکدار اور غروب کے وقت زرد کیوں؟

سورج غروب کے وقت صرف اس لئے زرد ہوتا ہے کہ وہ مرتبہ کاملہ سے معزول ہو گیا تو مقام کے خوف سے زرد پڑ گیا اسی طرح مسلمان کا جب دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب آتا ہے تو اس کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے کیونکہ بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو چمکتا دمکتا طلوع ہوتا ہے اسی طرح مسلمان جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چمک دار اور روشن ہوگا۔

ایک شخص نے ایک دفعہ آپ سے کہا کہ تو کون ہے؟ فرمایا ب کے نیچے کا نقطہ تو اسنے کہا کہ تو میرا گواہ ہے جب تک کہ تو اپنے لئے مقام متعین نہ کرے۔

فرمایا: میری عاجزی نے یہود کی عاجزی کو بے کار کر دیا بعض عارفوں نے اس کا معنی یہ بیان فرمایا کہ چونکہ ذلیل کی عاجزی اس ذات کی عظمت کی معرفت کے معیار کے مطابق ہوتی جس کے حضور وہ عاجز ہے اور بلاشک وشبہ شیخ شبلی یہود کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت سے زیادہ متعارف ہیں تو آپ کی عاجزی یہود کی عاجزی سے زیادہ بری ہوئی۔

ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا یا سیدی میرے اہل وعیال زیادہ ہیں اور رزق کے اسباب کم۔فرمایا: اپنے گھر میں داخل ہو کر ہر اس شخص کو باہر نکال دے جس کا رزق تیرے عقیدے کے مطابق تجھ پر ہو اور جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہو اسے رہنے دے۔

توجہ الی اللہ اور عمامہ

جب آپ کو اون ٹوپی یا عمامہ اچھا لگتا تو اسے لپیٹ کر آگ میں ڈال دیتے اور جلا دیتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی طرف نفس مائل ہو اسے ضائع کرنا ضروری ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ اسے خیرات میں کیوں نہیں دے دیتے؟ تو فرمایا کہ اس طرح اس کی اصل صورت باقی رہے گی اور کئی دفعہ اسے دوسرے کے پاس دیکھ کر نفس اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور متوجہ ہونے کے لئے جلدی کرنے کو اسے جلا کر ہی جلد ضائع کیا جا سکتا ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب ختنہ کرنے کا حکم ملا تو آپ نے جلدی میں تیشہ لے کر ختنہ کر لیا آپ سے کہا گیا کہ آپ صبر کرتے یہاں تک کہ استرا مل جاتا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں تاخیر کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

مجھے صرف اسی وقت راحت ملتی ہے جب روئے زمین پر مجھے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا نظر نہ آئے بعض نے فرمایا کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مجھے راحت نہیں ملتی مگر جب میں دربار شہود میں داخل ہو جاؤں کیونکہ وہاں کوئی ذکر نہیں جبکہ ذکر صرف حجاب سے ہوتا ہے کیونکہ وہ دلیل ہے جب مدلول کا مشاہدہ ہو گیا تو دلیل پر کھڑے رہنا ساقط ہو گیا بلکہ مشاہدہ دلیل اور اس کے خیال کا گذر بھی۔

آپ سے صوفیہ کی وجہ تسمیہ پوچھی گئی تو فرمایا ایک بقایا کے لئے جو ان پر باقی رہ گیا اگر وہ نہ ہوتا تو نام رکھنے سے ان کا تعلق ہی نہ ہوتا۔ جسے توحید کے ایک ذرّے پر اطلاع ہوئی وہ ایک بیرا اٹھانے سے بھی کمزور ہو گیا اس بوجھ کی وجہ سے جو اس نے اٹھایا۔

جس نے اسے اسی کے ساتھ طلب کیا اس کی توحید درست ہے اور جس نے اسے اپنے نفسؔ کے ساتھ طلب کیا اس کی توحید درست نہیں۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے خادم ابوبکر دینوری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے وصال سے پہلے کہتے ہوئے سنا کہ مجھ پر حق عبد کے طور پر ایک درہم نکلتا ہے میں نے اپنی حاکمیت کے دنوں میں ظلماً حاصل کیا۔ میں اس کے مالک کی طرف سے ہزاروں درہم خیرات کر چکا ہوں اور میرے دل پر اس سے بڑا کوئی بوجھ نہیں۔

ایک دفعہ آپ سے معرفت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی انتہاء کی کوئی انتہاء نہیں۔

عارف - محبّ اور غیر کے مقامات

عارف غیر کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتا۔ غیر کی کلام سے گفتگو نہیں کرتا اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی محافظ نہیں جانتا۔ محبّ اگر کلام نہ کرے تو ہلاک ہو جائے۔ جب کہ غیر اگر کلام کرے تو ہلاک ہو۔ آپ کے سوا دوسروں نے کہا کہ عارف جب کلام کرے تو دوسرے کو ہلاک کرے اور چپ رہے تو اپنے آپ کو پاک کرے تو اپنے آپ کو بچانا زیادہ بہتر ہے۔

ایک دفعہ آپ نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی اس نے یہ آیت پڑھی "ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لاتجدلک بہ علینا وکیلا" اگر ہم چاہتے تو وہ وحی سلب کر لیتے جو ہم نے آپ کی طرف کی ہے پھر کوئی ایسا وکیل نہ پاتے جو ہماری بارگاہ میں وکالت کرتا آپ نے ایسی چیخ ماری قریب تھا کہ روح پرواز کر جاتی فرمایا کہ یہ اپنے احباب کے لئے خطاب ہے ہم جیسوں کے لئے خطاب کیسا ہوگا۔

کم سونے کے بارے میں آپ کی ملامت کی گئی تو فرمایا کہ میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جوسویا غافل ہوا اور جو غافل ہوا محجوب ہوا۔ اور میرے نمک کا سرمہ لگانے کی یہی وجہ تھی تا کہ مجھے نیند نہ آئے اور حصری کو ان کے کام کے آغاز میں فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک غیراللہ کا دل میں کھٹکا بھی ہوا تو تیرا میرے پاس آنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عزت والے گھر میں اس کے خلیل علیہ السلام کے نشانات ہیں اور قلب میں اللہ عزوجل کے نشانات ہیں۔ بیت اللہ کے ارکان ہیں۔ اور قلب کے ارکان ہیں۔ بیت اللہ کے ارکان پتھر کے ہیں جبکہ قلب کے ارکان اس کی معرفت کے انوار کے خزانوں سے ہیں۔

بنی عامر کے مجنون سے کہا گیا تو لیلیٰ سے محبت کرتا ہے؟ کہا نہیں۔ کہا گیا کیوں؟ کہنے لگا اس لئے کہ محبت وصال کا ذریعہ ہے جب کہ ذریعہ گر چکا پس لیلیٰ میں ہوں اور میں لیلیٰ ہوں۔

شبلی کے نزدیک زکوٰۃ کا نصاب

ابن بشار لوگوں کو شبلی کے پاس بیٹھنے اور ان کی کلام سننے سے منع فرماتے ایک دن ان کے پاس خود ابن بشار ان کا امتحان لینے حاضر ہوئے۔ ابن بشار نے کہا کہ پانچ اونٹوں میں کتنی زکوٰۃ ہے؟ شبلی خاموش رہے۔ انہوں نے بار بار سوال کیا تو شبلی نے فرمایا کہ شرح شریف کے مطابق ایک بکری واجب ہے جب کہ ہمارے جیسوں کے لئے حکم ہے کہ سب زکوٰۃ میں دے دیئے جائیں۔ ابن بشار نے پوچھا اس بارے میں آپ کا کوئی امام ہے؟ فرمایا ہاں پوچھا کون؟ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیونکہ آپ نے سارے کا سارا مال خیرات کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ تو نے اپنے اہل وعیال کے لئے کچھ پیچھے چھوڑا؟ عرض کی اللہ اور اس کا رسول علیہ السلام۔ پس ابن بشار لوٹ آئے اور اس کے بعد کسی کو شیخ شبلی کے پاس آنے سے منع نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد قل للمؤمنین یغضوا من ابصار ہم یعنی آپ ایمان والوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں' کے بارے میں فرمایا کہ سر کی آنکھوں کو محرمات سے نیچا رکھیں جب کہ قلوب کی آنکھیں ماسوئ اللہ سے بند رکھیں۔

قلب سلیم کی صفات

اور الامن اتی اللہ بقلب سلیم یعنی مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم لے کر آیا' کے متعلق فرمایا ابراہیم علیہ السلام کا قلب مقدس ہے کیونکہ وہ وعدے میں خیانت سے اور طاقت میں ہونے کے باوجود ناراض ہونے سے پاک تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

آپ سے اس حدیث پاک کے بارے میں پوچھا گیا کہ جب تم اہل مصیبت کو دیکھو تو اپنے پروردگار سے عافیت مانگو' تو فرمایا کہ اہل مصیبت سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل لوگ ہیں۔ عید کے دن آپ نے دو نئے کپڑے زیب تن فرمائے لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو ان کے کپڑوں کی وجہ سے سلام کہہ رہے ہیں۔ آپ نے دونوں کپڑے تنور میں اتار پھینکے۔ پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا میں نے چاہا کہ اسے جلا دوں جسے یہ لوگ پوجتے ہیں۔ پھر زرد اور سیاہ کپڑے پہن لیئے۔

اور جب کوئی درویش آپ کے پاس آتا تو اسے فرماتے کہ تیرے پاس کوئی خبر ہے یا تیرے پاس کوئی نشانی ہے پھر شعر پڑھتے ترجمہ یہ ہے ''میں لیلیٰ کے متعلق پوچھتا ہوں کوئی خبر دینے والا ہے؟ جو کہ ہمیں یقین کے ساتھ بتائے کہ وہ کہاں فروکش ہوتی ہے؟ پھر فرماتے تیری عزت وجلال کی قسم! دارین میں تیرے سوا کوئی خبر دینے والا نہیں۔

تیرا سب سورجوں کے سورج کے متعلق کیا گمان ہے جس میں تاریکی ہے یہ حکایت بیان کی گئی کہ ایک شخص نے شبلی کی مجلس میں چیخ ماری۔ اسے دجلہ میں پھینک دیا گیا اور فرمایا کہ اگر سچا ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ نجات دے گا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی۔ اور اگر جھوٹا ہے تو اسے غرق فرمادے گا جس طرح کہ فرعون کو غرق فرمایا۔

جو حق کو مجاہدات کے ساتھ طلب کرے وہ اپنے مطلوب کے وصال سے دور ہے اور جو اسے اسی کے ساتھ طلب کرے وصال سے مشرف ہوگا۔ پھر شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ''اے ثریا کا سہیل سے نکاح کرنے والے! اللہ تجھے آباد کرے' یہ دونوں کیونکر جمع ہوں گے جب ثریا طلوع ہو تو یہ شامی ہے اور جب سہیل طلوع کرے تو وہ یمنی ہے۔

حضرت ابو محمد عبد اللہ بن محمد المرتعش النیشا پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حضرت ابوحفص' ابوعثمان اور جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت سے فیض پایا۔ بغداد میں اقامت پذیر رہے حتیٰ کہ عراق کے یکتا مشائخ میں سے ہوئے۔ لوگ کہتے تھے کہ بغداد میں تصوف کی تین عجیب شخصیات ہیں۔ اشارات میں شیخ شبلی' مکاشفات میں حضرت مرتعش اور حکایات میں جعفر خلدی۔ آپ مسجد شونیزیہ میں مقیم رہے ۳۲۸ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

ملفوظات:

غیر اللہ کی طرف دل کا سکون پانا ایک عذاب ہے جو کہ بندے کو دنیا میں دیا گیا۔ چیزوں کے حقائق ختم ہو گئے ان کے نام باقی رہ گئے پس نام موجود ہیں حقائق مفقود اور دعوے سرائر میں چھپے ہوئے ہیں۔ زبانیں ان کے متعلق فصاحت سے بات کرتی ہیں۔ عنقریب یہ زبانیں اور یہ دعوے مفقود ہو جائیں گے تو کوئی بولنے والی زبان اور درست دعویٰ کرنے والا نہیں ملے گا مسلمان مخلوق کا محبوب ہے جب کہ صاحب ایمان مخلوق سے بے نیاز ہے۔

ایک دفعہ آپ نے رمضان پاک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا تو عبادت گذاروں کو تہجد پڑھتے اور قاریوں کو قرأت کرتے ہوئے پایا۔ اعتکاف چھوڑ کر باہر نکل آئے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ جب میں نے انہیں اپنی نیکیوں کی تعظیم اور اپنی عبادت پر اعتماد کرتے ہوئے دیکھا تو سوائے نکلنے کے مجھے چارۂ کار نہ رہا اس خطرے سے کہ کہیں ان پر مصیبت نازل ہو۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعلی الروذباری احمد بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کسریٰ کی اولاد سے ہیں اور اہل بغداد سے ہیں مصر میں سکونت اختیار فرمائی۔ حضرت جنید ابو الحسین نوری اور ابوحمزہ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت پائی۔ حافظ الحدیث' خوش وضع اور طریقت کے عارف تھے۔ اپنے مشائخ پر فخر کرتے تھے اور فرماتے کہ تصوف میں میرے شیخ جنید بغدادی فقہ میں ابوالعباس بن سریج' ادب میں ثعلب اور حدیث میں ابراہیم الحربی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم اجمعین۔

ملفوظات : اشارہ مشار الیہ کی اس حقیقت کو ظاہر کرنا ہے جو کہ وجد کے ضمن میں موجود ہے اس کے سوا کچھ نہیں اور حقیقت میں اشارہ کے ساتھ علتیں ہوتی ہیں اور علتیں حقائق سے دور ہیں۔ آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو آلات لہو سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہیں کیونکہ ایسے مقام تک پہنچ چکا ہوں کہ مجھ میں اختلاف اثر نہیں کرتا۔ فرمایا: ہاں! وہ پہنچا ہے مگر جہنم میں۔

اگر اہل توحید' تجرید کی زبان سے گفتگو کریں تو کوئی محب باقی نہ رہے مگر مر جائے۔ اشیاء جب کہ اسی کی وجہ سے چیزیں اپنی ذوات کے ساتھ اپنی ذوات سے فنا ہوئیں؟ یا اشیاء اس سے غائب کیونکر ہوں حالانکہ اسی کی وجہ اپنی صفات کے ظاہر ہوئیں؟ پس پاک ہے وہ ذات جس کی کوئی شے گواہ نہیں اور نہ ہی اس سے کوئی شے غائب ہوتی ہے۔

جب دلوں کو ذات حق کے مشاہدہ کا شوق ہوا تو ان پر اسماء القاء فرمائے پس انہیں سکون ملا اور ان کی طرف مائل ہوئے حالانکہ ذات تجلی کے وقت تک پردے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "**وللہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بھا** "کا یہی مفہوم ہے۔ یعنی حقائق کے ادراک پر ان اسماء کے ساتھ وابستہ رہو۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسماء کو خلق کے لئے ظاہر فرمایا تاکہ محبوں کے دل ان سے سکون پائیں اور عارفین کے دل ان کی وجہ سے اس سے مانوس ہوں۔

مشاہدات' قلوب کے لئے۔ مکاشفات' اسرار کے لئے۔ معاینات' بصیرتوں کے لئے اور نگاہ میں آنے والی چیزیں آنکھوں کے لئے ہیں۔ جس نے اپنے نفس کی طرف ایک مرتبہ دیکھا وہ کائنات کی کسی شے کو بھی عبرت کی نگاہ سے دیکھنے سے اندھا ہو گیا کسی نے کبھی دعویٰ نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ حقائق سے خالی ہے۔ اگر کسی شے کی حقیقت سے آشنا ہوتا تو حقیقت خود بولتی اور اسے دعوؤں سے بے نیاز کر دیتی۔

تصوف اپنے محبوب کے دروازے پر بیٹھنا ہے اگرچہ دھتکار دے۔ بار دگر آپ سے تصوف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ دوری کی کدورت کے بعد قرب کی صفائی ہے۔ ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جو کہ بغیر کسی باہمی وعدے کے جمع ہوتے تھے اور بغیر مشورہ کے منتشر ہو جاتے تھے اور جب کوئی درویش آپ سے جانے کا مشورہ لیتا آپ جواب کے ساتھ اس سے منہ پھیر لیتے۔

بندے پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی علامت یہ ہے کہ مجلس ذکر اگر طویل ہو جائے تو وہ اکتا جائے کیونکہ اگر وہ اس سے محبت فرماتا تو اس کی بارگاہ میں ہزار برس ایک پلک جھپکنے کی طرح ہوتا۔ نوعمروں کی تربیت صرف کاملین کو کرنی چاہئے جن پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت غالب ہو اور بعض کاملین نوعمروں کی تربیت فرماتے تھے حتیٰ کہ ان کی داڑھی اگ آتی اور اس بات کا انہیں لوگوں سے پتہ چلتا۔

اہل طریقت کی تعظیم

ہمارے ہاں بغداد میں دس جوان تھے جن کے پاس دس نوعمر بچے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک نوخیز بچہ تھا وہ ایک مقام پر جمع تھے۔ انہوں نے ایک نوعمر بچے کو کوئی ضرورت کی چیز لانے کے لئے بھیجا اس نے دیر کر دی۔ تاخیر کی وجہ سے وہ سخت ناراض ہوئے۔ پھر وہ ہنستا ہوا آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک تربوز تھا جسے وہ الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ پوچھا کہ کتنے میں خریدا ہے کہنے لگا

بیس درہموں کے ساتھ۔ انہوں نے پوچھا اس کے اس قدر مہنگے ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے کہا میں نے ایک فقیر کو دیکھا جس نے اس پر ہاتھ رکھا ہوا تھا تو میں نے تمہارے لئے اس کے ہاتھ کی برکت چاہی۔ انہوں نے اس کے اس ذوق کو بہت پسند کیا اور اسے آپس میں تقسیم کر لیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اہل طریقت کی اور زیادہ تعظیم کرنے کی توفیق بخشے پس وہ نوجوان اہل طریقت کے اکابر میں سے ہو کر فوت ہوا اور وہ فقراء کو حلوا کھلایا کرتا تھا ایک دفعہ اس نے چینی کی بہت سی بوریاں مہیا کیں اور حلوائیوں کا ایک گروہ بلایا انہوں نے اس چینی کی ایک دیوار بنائی اور اس پر بالکونیاں اور محرابیں جو کہ منقش ستونوں پر تھیں یہ سب کچھ چینی سے بنایا پھر صوفیاء کو بلایا جنہوں نے اسے ڈھا دیا اور توڑ پھوڑ کر لوٹ لیا اور وہ مسکرا رہا تھا۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو علی محمد بن عبد الوھاب الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حضرت ابو حفص اور حمدون قصار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی۔ اکثر علوم شرعیہ میں امام اور اس کے ہر فن میں مقتداء تھے۔ پھر اکثر علوم چھوڑ دیئے اور علم صوفیہ میں مصروف ہو گئے اور اس پر بہترین گفتگو کی اور آپ کی وجہ سے ہی نیشا پور میں تصوف ظاہر ہوا۔ نفوس کے عیبوں اور افعال کی آفتوں کے بارے میں مشائخ میں سے بہترین گفتگو کرتے تھے۔ ۳۲۸ھ میں وفات پائی۔

ملفوظات

عبودیت کا کمال اشیاء کی علتوں کی معرفت کو پانے سے من کل الوجوہ عاجز اور قاصر ہونا ہے۔ جس نے خدمت کے طریقے کے بغیر اکابر کی صحبت اختیار کی وہ ان کے فوائد اور ان کی نگاہ کی برکات سے محروم رہا اور اس پر ان کے انوار میں سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ جس پر اس کی خواہش غالب آئی اس سے اس کی عقل چھپ گئی۔ غفلت نے لوگوں پر ان کی معاش، افعال اور احوال کے راستے وسیع کر دیئے جب کہ پرہیزگاری اور بیداری نے انہیں ان پر تنگ کر دیا۔ اگر کسی شخص نے سب علوم جمع کر لئے اور لوگوں کے مختلف گروہوں کی صحبت اختیار کی پھر بھی وہ مردوں کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ کسی شیخ یا ادب سکھانے والے ناصح امام کی طرف سے ریاضت اختیار نہ کرے۔

جس نے کسی ایسے حکم دینے والے اور روکنے والے سے اپنا علم حاصل نہ کیا جو اسے اس کے افعال کے عیب اور اس کے نفس کی بیہودگیاں دکھائے تو معاملات کو درست کرنے کے لئے اس کی اقتداء جائز نہیں اس امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمان کی روزی کسی منافق کی سند کے بغیر اچھی نہیں ہو گی۔

اور آپ فرماتے اے وہ شخص جس نے ہر شے کو کسی شے کے عوض کے بغیر بیچ دیا اور ہر شے کے عوض کچھ بھی نہ خریدا۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن منازل النیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملامتیہ کے شیخ اور نیشاپور میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ کا ایک منفرد طریقہ ہے حضرت حمدون قصار کی صحبت اختیار کی اور ان کا طریقہ حاصل کیا۔ علوم ظاہری کے عالم تھے۔ کثیر احادیث لکھیں حضرت ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا احترام اور تعظیم کرتے تھے اور

آپ کا مرتبہ اونچا قرار دیتے تھے۔ ۳۲۹ھ میں نیشاپور میں وفات پائی۔

ملفوظات

اس فقیر میں کوئی بھلائی نہیں جس نے کمائی کی اور رد کی ذلت نہیں چکھی۔ جس نے اپنے نفس سے اپنے نفس کا سایہ اٹھا دیا لوگ اس کے سائے میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنی زبان سے اپنے حال کی تعبیر کر اور اپنی کلام کے ساتھ اپنے غیر کے احوال کی حکایت نہ کر جب تو نے اپنے علم سے خود نفع حاصل نہ کیا تو تیرے غیر کو اس سے کیا نفع پہنچے گا۔ جس نے کسی ایسی چیز کو لازم کیا جس کی اسے ضرورت نہیں اس نے اپنے ایسے احوال ضائع کر دیئے جس کی انہیں ضرورت ہے اور ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ فقراء میں سے کوئی شخص کوئی فریضہ نہیں چھوڑتا مگر اللہ تعالیٰ اسے سنتیں ترک کرنے کے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہے اور فقراء میں سے کوئی آدمی سنتیں ترک کرنے کے فتنے میں مبتلا نہیں ہوتا مگر قریب ہے کہ وہ بدعتوں میں مبتلا ہو جائے۔ راضی برضا رہنا اور دعویٰ کرنا کسی ایک کے لئے کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی بندے کی پوری عمر میں اس کا ایک سانس ریاء اور شرک کے بغیر صحیح ہو تو اس کی برکات آخر زمانے تک اس پر اثر رکھتی ہیں۔ تو عبودیت کا دعویٰ کیوں ظاہر کرتا ہے حالانکہ تو اوصاف ربوبیت کو دل میں چھپائے ہوئے ہے۔

علم صرف ادب سے ملتا ہے

تو جس کے علوم میں سے کسی چیز کا محتاج ہو تو اس کے عیوب میں سے کسی چیز کی طرف نگاہ نہ اٹھا۔ کیونکہ تیرا اس کے عیوب کی طرف دیکھنا تجھے اس کے علوم سے فیضیاب ہونے سے محروم کر دے گا۔ تیرے اوقات میں سے افضل وہ وقت ہے جس میں لوگ تیری بدگمانی سے بچے رہیں۔

حضرت ابومغیث الحسین بن منصور الحلاج رحمتہ اللہ علیہ

فارس کے شہر بیضاء والوں میں سے ہیں۔ عراق کے شہر واسط میں نشو ونما پائی۔ حضرت جنید بغدادی، نوری، عمرو بن عثمان مکی اور فوطی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین کی صحبت پائی۔ ان کے بارے میں مشائخ مختلف ہیں۔ اکثر مشائخ نے انہیں رد فرمایا اور اپنے علاقے سے نکال دیا اور تصوف میں ان کے کسی بھی مقام کا انکار فرمایا اور ان میں سے بعض نے انہیں قبول فرمایا جیسے حضرت ابوالعباس بن عطا محمد بن حنیف اور ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہم اور ان کی تعریف فرمائی اور ان کے حال کو صحیح قرار دیا۔ ان کی کلام کی حکایت فرمائی اور انہیں محققین میں سے ایک قرار دیا حتیٰ کہ حضرت محمد بن حنیف فرمایا کرتے تھے کہ حسین بن منصور عالم ربانی ہیں آپ کو ۳۰۹ھ میں ۲۴ ذوالقعدہ کو منگل کے دن بغداد میں باب الطاق کے پاس قتل کیا گیا۔

اور میں نے ابن خلکان کی تاریخ میں یوں لکھا دیکھا ہے کہ حسین الحلاج کو قتل کیا گیا لیکن قتل کا سبب ثابت نہ ہو سکا ور امام قشیری رحمۃ اللہ علیہم نے ان کے بارے میں اچھے گمان کا دروازہ کھولنے کے لئے ان کے پاک ہونے کا اشارہ فرمایا ہے کیونکہ کتاب کے آغاز میں ان کا عقیدہ اہل سنت کے عقائد کے ساتھ بیان فرمایا ہے پھر آپ کے متعلق جو قیل وقال کی گئی اس کی وجہ سے آپ کا ذکر رجال کے اواخر میں کیا۔ اور اس کی تفصیل کتاب کے مقدمہ میں پہلے گذر چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظات

(لوگوں کو) اسم کے ساتھ حجاب میں رکھا تو انہوں نے زندگی بسر کی اور اگران پر علوم قدرت ظاہر فرما دیتا تو پاگل ہو جاتے اور اگر حقیقت منکشف فرما دیتا تو مر جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء ادراک کی حیثیت سے اسم ہیں اور حق کے اعتبار سے حقیقت ہیں جب بندہ مقام معرفت تک پہنچ جاتا ہے تو اس کی طرف روحانی القاء فرماتا ہے اور اس کے سر کی غیر حق کے القاء سے حفاظت کی جاتی ہے۔

عارف کی علامت یہ ہے کہ دنیا و آخرت سے فارغ ہو۔ آپ سے مرید کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ اپنے پہلے قصد کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہو پس وہ عروج نہیں کرتا حتیٰ کہ واصل ہو آپ سے تصوف کے متعلق سوال کیا گیا جب کہ آپ سولی پر تھے تو سائل سے فرمایا کہ سب سے آسان یہ ہے جو کہ تو دیکھ رہا ہے۔

عمل کا وجہ حجاب ہونا

جس نے اعمال کو ملحوظ خاطر رکھا اس سے حجاب میں رہا جس کے لئے عمل کئے جاتے ہیں اور جس نے اسے ملحوظ رکھا جس کے لئے عمل کئے جاتے ہیں تو اعمال دیکھنے سے حجاب میں رہا ہے جو غیر اللہ کو دیکھے یا غیر اللہ کا ذکر کرے اسے جائز نہیں کہ کہے کہ میں نے اللہ یکتا کو پہچان لیا جس سے اکائیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ جسے انوار توحید نے نشہ دیا اسے عبارت تجرید سے حجاب میں کر دیا بلکہ جسے انوار تجرید نے نشہ دیا وہ حقائق توحید کے متعلق گفتگو کرتا ہے کیونکہ حالت سکر والا وہی تو ہے جو ہر چھپی حقیقت کی بات کرتا ہے جس نے حق کو نور ایمان سے طلب کیا وہ اس جیسا ہے جو ستاروں کے نور سے سورج طلب کرتا ہے میں اس سے جدا ہوا نہ واصل ہوا۔ صحیح متوکل کھانا نہیں کھاتا جب کہ شہر میں اس کھانے کا کوئی اس سے زیادہ حقدار ہو۔

آپ سے صوفی کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا وہ وحدانی الذات ہے جسے کوئی قبول نہیں کرتا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرنے والا ہے ایک شخص آپ کے ہاں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حق کون ہے جس کی طرف آپ لوگ اشارہ کرتے ہیں؟ فرمایا: مخلوق کو علت سے وابستہ کرنے والا خود علت سے مبراء۔ آپ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حال کے متعلق پوچھا گیا جب کہ آپ کلام سے مشرف ہو رہے تھے۔

کلام موسیٰ علیہ السلام کی توجیہہ

فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے حق کی طرف سے ایک ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا پس وہاں موسیٰ کا کوئی اثر نہ رہا موسیٰ، موسیٰ سے فنا ہو گیا اور موسیٰ کو موسیٰ کی خبر نہ تھی۔ پھر کلام فرمائی۔ شیخ نے فرمایا کہ کلام کرنے والا وہی ہے کہ جمع کی اور ان کی اپنے سے فنائیت کی حالت میں موسیٰ کے حصول کی کلام فرمانے والا ہے موسیٰ میں خطاب برداشت کرنے کی یا اس سے اختیاز کی طاقت کہاں تھی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی قائم رہے اور اسی سے سنا۔

جب آدمی پر مصیبت دائمی ہو جائے تو وہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور حضرت ابوالعباس رازی رحمتہ اللہ علیہم نے فرمایا کہ میرا بھائی حسین بن منصور کا خادم تھا۔ میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب وہ رات آئی جس کی صبح کو آپ کے قتل کا وعدہ تھا۔ میں

نے کہا یا سیدی! مجھے وصیت فرمائیں تو فرمایا کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ اگر تو اسے مصروف نہیں رکھے گا تو یہ تجھے مصروف کر دے گا۔

حسین بن منصور الحلاج کا واقعہ قتل اور آپ کی گفتگو

جب صبح ہوئی اور آپ کو قتل کرنے کے لئے نکالا گیا تو آپ نے کہا کہ ایک شخص کے لئے صرف ایک ذات کا ہونا ہی کافی ہے پھر اپنی بیڑیوں میں لہراتے ہوئے نکلے اور یہ کہہ رہے تھے میرا ہم نشین کسی قسم کے ظلم کی طرف منسوب نہیں مجھے اس نے وہی پلایا جو کہ خود پیتا ہے جیسا کہ مہمان مہمان کے ساتھ سلوک کرتا ہے جب پیالے گردش میں آئے اس نے چمڑے کا فرش اور تلوار منگوائے اسی طرح وہ موسم گرما میں اژدہا کے ساتھ شراب پیتا ہے۔

پھر سورت الشوریٰ کی آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے "(قیامت کی) جلدی وہ لوگ مچاتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے جب کہ اس پر ایمان رکھنے والے اس سے ڈرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے" پھر اس کے بعد کوئی گفتگو نہیں فرمائی حتیٰ کہ آپ کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو کیا گیا۔

قضاعی فرماتے ہیں آپ کو جعفر بن معتضد کے دور خلافت میں قتل کیا گیا اور آپ کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے گئے پھر آپ کا سر کاٹا گیا اور آپ کو آگ میں جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔ فناد کہتے ہیں کہ ایک دن حلاج سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے میرے سامنے یہ شعر پڑھا کہ میری جان ہے جو کہ عنقریب ضائع ہو جائے گی یا تیری عمر کی قسم مجھے ایک امر عظیم تک اونچا لے جائے گی اور یہ کہا کہ میرے اور حق کے درمیان دو باقی نہیں رہے اور نہ ہی آیات و برہان کی دلیل' دلیل اسی کی اسی سے اسی کی طرف اسی کے ساتھ برحق ہے ہم نے اسے علم وفرقان میں پایا یہ میرا وجود میری تصریح اور میرا عقیدہ ہے یہ میری توحید اور ایمان کی یکتائی ہے۔ یہ نور حق کی تجلی روشن ہے جو کہ اپنی کرنوں میں غلبے کے ساتھ چمک رہی ہے۔ باری تعالیٰ پر اس کی صنعت سے دلیل نہیں لی جاتی اور تم ایسا حادثہ ہو جو کہ میرے بوسیدہ ہونے کی خبر دیتا ہے۔

آپ نے حضرت ابو العباس بن عطاء رحمتہ اللہ علیہ کی طرف لکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی دراز فرمائے اور میں آپ کی وفات نہ دیکھوں۔ زندگی اس بہترین طریقے پر ہو جو قضاء وقدر میں جاری ہوئی۔ یا خبر میں اس کا تذکرہ ہوا۔ آپ کی محبت کے اسرار کی چنگاریوں اور آپ کی دوستی کے ذخیروں کی تمام اقسام کے ساتھ جو کہ آپ کے لئے میرے دل میں ہیں جنہیں کوئی تحریر و تعبیر میں نہیں لاسکتی کوئی گنتی انہیں گھیرے میں نہیں لے سکتی اور کوئی عتاب انہیں فنا نہیں کر سکتا پھر اس کے نیچے شعر لکھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میں نے لکھا اور تیری طرف نہیں دیکھا میں نے تو کتاب کے بغیر اپنی روح کی طرف لکھا اور یہ اس لئے کہ روح اور اس سے محبت کرنے والوں کے درمیان فیصلہ کن لفظوں میں کوئی قرب نہیں ہے اور ہر کتاب تیری طرف سے جاری ہے تیری طرف وارد ہے میرا جواب رد کئے بغیر ہے۔

حضرت ابو الخیر الاقطع التیناتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی اصل افریقہ سے ہے تینات میں سکونت اختیار کی اور آپ کی اتنی نشانیاں اور کرامات ہیں کہ ان کی شرح طویل ہے۔ آپ نے حضرت ابو عبد اللہ بن الجلاء وغیرہ مشائخ کی صحبت پائی۔ توکل میں یکتائے زمانہ تھے درندے اور زہریلے حشرات الارض

آپ کے ساتھ مانوس تھے اور بڑی تیز فراست کے مالک تھے ۳۴۰ھ سے چند ایک سال بعد مصر میں وفات پائی اور قرافہ صغری میں منارۂ دیلمیہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں

آپ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا مجھے بھوک لگی تھی میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں یہ کہہ کر ایک طرف ہو کر منبر شریف کے پیچھے سو گیا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی میں نے حضور علیہ السلام کی چشمان مقدسہ کے درمیان بوسہ دیا آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی میں نے نصف روٹی کھا لی بیدار ہوا تو دوسرا نصف ٹکڑا میرے ہاتھ میں تھا۔

اور آپ نے جعفر خلدی کی طرف خط لکھا کہ اس زمانے میں فقراء نے آپ کی شان میں جہالت کا ارتکاب کیا اور اس کی اصل آپ ہی کی طرف سے ہے۔ کیونکہ آپ نے کامل ہونے سے پہلے ہی شیخ ہونے کا اظہار کیا پس آپ ان کی اصلاح کی بجائے اپنے نفسوں کی اصلاح میں مصروف ہو گئے۔

ارباب دعویٰ کی ذلت اور اہل اللہ کے سامنے درندوں کی تسخیر

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کے لئے ذکر میں عوض قائم نہیں ہوتا۔ جب عوض قائم ہو جائے تو ذکر سے خارج ہو گیا اور آپ کے پاس بغدادیوں کی ایک جماعت کے لوگ آئے جو کہ خلاف شرع گفتگو کر رہے تھے۔ آپ ان کی گفتگو سے دل تنگ ہوئے اور وہاں سے چلے گئے اچانک ایک درندہ گھر میں داخل ہوا تو وہ ایک دوسرے سے چمٹنے لگے اور خاموش ہو گئے اور ان کی حالت غیر ہو گئی۔ رنگ بدل گئے۔ اور بہت ڈر گئے کہ حضرت ابو الخیراں کے پاس آئے اور فرمایا کہ 'بھائیو! تمہارے دعوے کدھر گئے؟ پھر آپ نے درندے کو وہاں سے بھگا دیا۔

حضرت ابراہیم الرقی فرماتے ہیں کہ میں سلام کرنے کی غرض سے حضرت ابو الخیر تینانی کے ہاں حاضر ہوا۔ آپ نے نماز مغرب ادا فرمائی تو سورت فاتحہ درست طور پر نہ پڑھی میں نے دل میں کہا کہ میرا تو سفر ہی ضائع ہو گیا۔ سلام پھیرنے کے بعد میں طہارت کی ضرورت سے باہر نکلا تو ایک درندہ میرے درپے ہو گیا میں واپس لوٹ گیا اور آپ سے کہا کہ شیر میرے درپے ہو گیا آپ فوراً باہر تشریف لائے اور اسے للکارا کہ کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میرے مہمانوں کے درپے نہ ہونا؟ شیر ایک طرف ہو گیا اور میں نے جا کر وضو کیا۔ جب واپس آیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تم ظاہر کو سنوارنے میں مصروف ہو گئے تو شیر سے ڈر گئے جب کہ ہم باطن کو درست کرنے میں لگ گئے تو شیر ہم سے ڈرنے لگا۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس دعا سے پرہیز کر کہ تجھے صبر عطا فرمائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے سوال کر کہ تجھ پر لطف و کرم فرمائے۔ یہی بہتر ہے کیونکہ صبر کی تلخیوں کے گھونٹ پینا ہمارے جیسوں پر بہت شدید ہیں۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے یہودیوں سے راہ فرار اختیار فرمائی اور درخت نے آپ کو ندا دی کہ حضرت! میرے پاس آ جائیں اور وہ آپ کے لئے کھل گیا۔ آپ اس کے اندر داخل ہو گئے درخت آپ کے اوپر سے مل گیا۔ اتنے میں دشمن نے آپ کی چادر پکڑ لی اس نے لوگوں کو آواز دی کہ زکریا یہ ہے۔

انہوں نے آرا نکالا اور آپ کو درخت سمیت چیرنا شروع کر دیا۔ جب آرا حضرت زکریا علیہ السلام تک پہنچا تو آپ نے اس سے ہائے کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے زکریا! مجھے عزت وجلال کی قسم اگر دوسری ہائے نکلی تو دیوان نبوت سے تجھے مٹا دوں گا۔ (اقول و باللہ التوفیق: ایسا حکم عظیم المرتبت نبی علیہ السلام کو ڈانٹنے یا دھمکانے کے لئے نہیں بلکہ مقام صبر کی اہمیت پیش نظر کرنے کے لئے ہے۔ کیونکہ اہل اللہ جس قدر مقرب بارگاہ ہوتے ہیں اسی معیار سے آزمائے بھی جاتے ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) آپ نے صبر کو مضبوطی سے تھام لیا حتیٰ کہ دولخت کر دیئے گئے۔

آپ کا ہاتھ کاٹنے کی وجہ

حضرت ابوالخیر کا ہاتھ اس لئے کاٹا گیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عقد باندھا تھا کہ زمین سے اگنے والی کسی چیز کی طرف خواہش کے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ یاد نہ رہا اور ایک درخت سے ایک گچھا توڑ لیا۔ منہ میں ڈال کر چبا رہے تھے کہ عقد یاد آ گیا گچھا پھینک دیا اور جو منہ میں بچ گیا اسے تھوک دیا۔ اور نادم بیٹھے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ابھی پورے طور پر بیٹھا بھی نہ تھا کہ مجھے گھوڑ سواروں اور پیادوں نے آ گھیرا اور مجھے کہا کہ کھڑا ہو جا مجھے ہانکتے ہوئے بحیرۂ اسکندریہ کے ساحل کی طرف لے گئے میں نے وہاں ایک سردار کو دیکھا جس کے سامنے سیاہ فام ڈاکو کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھے بھی سیاہ فام پایا اور میرے پاس ڈھال نیزہ اور تلوار بھی تھی انہوں نے کہا کہ بلاشبہ یہ بھی انہیں میں سے ہے چنانچہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے یہاں تک کہ میری باری آ گئی مجھے حکم دیا کہ اپنا ہاتھ آگے بڑھا میں نے آگے کر دیا اس نے کاٹ دیا پھر اس نے کہا کہ اپنا پاؤں بھی پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا اور اوپر کی طرف سر اُٹھا کر عرض کی: اے میرے اللہ! اے میرے آقا و مولیٰ! میرے ہاتھ نے تو جرم کیا مگر میرے پاؤں کا کیا قصور ہے؟ اچانک ایک گھوڑ سوار وہاں آیا اور اس نے اپنے آپ کو اس سردار کے اوپر ڈال کر کہا کہ یہ تو ایک صالح آدمی ہے اسے ابوالخیر تینانی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ سردار زمین پر گر پڑا اور اس نے میرا کاٹا ہوا ہاتھ زمین سے اٹھایا اور اسے چومنے لگا اور روتے ہوئے مجھ سے چمٹ گیا اور معذرت کرنے لگا میں نے اسے کہا کہ میں نے تو تجھے پہلے ہی معاف کر دیا تھا اس ہاتھ نے جرم کا ارتکاب کیا پس اسے کاٹ دیا گیا۔

حضرت ابوبکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بغدادی الاصل ہیں۔ حضرت جنید' نوری' ابوسعید الخراز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت پائی۔ مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ہوئے اور وہیں مجاور رہے یہاں تک کہ ۳۲۲ھ میں وصال فرمایا۔ علم طریقت میں قابل ذکر ائمہ میں سے ایک تھے حضرت مرتعش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کتانی حرم شریف کا چراغ ہیں۔

ملفوظات

جب تو اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگے تو عمل میں جلدی کر۔ دنیا میں اپنے جسم کے ساتھ اور آخرت میں اپنے دل کے ساتھ رہ۔ غفلت سے بیداری کے وقت ڈرنا' نفس کے حظ سے منقطع ہونا اور جدائی کے خوف سے کانپنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے ایک دفعہ آپ نے ایک بوڑھے آدمی کو لوگوں سے مانگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے بچپنے میں اللہ تعالیٰ کا حکم

ضائع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے بڑھاپے میں ضائع کر دیا۔

جب رب العزت کی طرف احتیاج کا مرتبہ صحیح ہو جائے تو عنائت درست ہو جاتی ہے کیونکہ یہ دونوں حال ہیں ان میں ایک دوسرے کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ شہرت شیطان کی لگام ہے اور جس نے شیطان کی لگام پکڑی وہ اس کے پاس ہوگا۔

سب اہل علم کی مصدقہ سنت نیز دنیا میں بے رغبتی کی کیفیت

آپ سے اس سنت کے بارے میں پوچھا گیا جس کے بارے میں اہل علم میں سے کسی نے اختلاف نہ کیا ہو؟ فرمایا: دنیا میں بے رغبتی نفس کی سخاوت اور مخلوق کی خیر خواہی۔

آپ سے پوچھا گیا کہ دنیا میں بے رغبتی کیا ہے؟ تو فرمایا کہ شے کے نہ پانے پر دل کا خوش ہونا اور تمام مخلوق کی طرف سے پہنچنے والی اذیت کی برداشت کو لازم کرنا اور ان کی طرف سے جو تکلیف بھی اسے پہنچے تو کہے کہ میں اس سے زیادہ کا مستحق ہوں اور سمجھے کہ وہ آگ کا مستحق تھا لیکن خاکستر پر ہی صلح ہوگئی۔

عارف کون ہے؟

آپ سے پوچھا گیا کہ عارف کون ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اوامر میں موافقت کرے اپنے احوال میں کسی صورت میں بھی اس کی مخالفت نہ کرے اور اس کے اولیاء سے محبت کی وجہ سے اس کی طرف محبوب ہو اور پلک جھپکنے تک بھی اس کے ذکر سے کاہلی نہ کرے۔

صوفیاء ظاہر میں غلام اور باطن میں آزاد ہوتے ہیں۔ جب لطیفہ سر پر حقائق روشن ہوں تو اس سے بدگمانیوں اور فضول تمناؤں کو دور کر دیتے ہیں کیونکہ جب لطیفہ سر پر حق مسلط ہوتا ہے تو اس پر غالب آ جاتا ہے پس اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا اثر باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اس کی تمام عبادات سے زیادہ کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک گروہ پر نظر فرمائی انہیں اپنی معرفت کے لائق نہ پایا تو انہیں اپنی خدمت میں مصروف کر دیا۔

ہم فقیر لوگ اپنے امر کی ابتداء میں نماز عشاء کے وضو سے صبح تک نماز پڑھتے رہتے جب ہمیں پتہ چلتا کہ ایک شخص سوتا ہے ہم اسے اپنے سے افضل جانتے اور جب یہ خبر ملتی کہ فلاں فقیر طلب دنیا میں ایک قدم چلا تو اسے چھوڑ دیتے اور فرماتے کہ یہ صوفیاء کے طریق سے نکل جانا ہے۔ فقیر کی شان تو یہ ہے کہ دنیا اس کے پیچھے چلے۔

مردہ ولی سے بچنے کا وظیفہ اور جنتی حور کا حق مہر

خواب میں مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں کہ میرا دل مردہ نہ کرے آپ نے فرمایا کہ ہر روز چالیس مرتبہ یہ پڑھا کرو "یا حی یا قیوم لا الٰہ الا انت" نیز شیخ کتانی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک حور کو دیکھا پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا جنت کی حوروں میں سے ہوں۔ میں نے کہا کہ اپنے آپ کو میرے نکاح میں دے دے اس نے کہا کہ میرے مالک سے میری منگنی کی درخواست کریں میں نے پوچھا کہ تیرا حق مہر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کا اپنے نفس کو اس کی پسندیدہ چیزوں سے روکنا۔

افراد طبقات اہل اللہ کی تعداد اور ان کے مسکن

نقباء تین سو' نجباء ستر' ابدال چالیس' اخیار سات' عمد چار اور غوث ایک ہے۔ نقباء کا مسکن مغرب' نجباء کا مصر اور ابدال کا شام ہے جب کہ اخیار زمین میں سیر و سیاحت کرتے ہی۔ عمد زمین کے گوشوں میں رہتے ہیں۔ جب کہ غوث مکہ معظمہ میں ہوتا ہے۔ جب عام لوگوں کے بارے میں کوئی ضرورت پیش آئے تو اس کے متعلق نقباء بارگاہ خداوندی میں زاری کرتے ہیں پھر نجباء پھر ابدال پھر اخیار پھر عمد پھر غوث دعا کرتا ہے پس غوث کی دعا پوری نہیں ہوتی یہاں تک کہ درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔

مخلوق سے مانوس ہونا عذاب' دنیا اور دنیا داروں سے قریب ہونا نافرمانی اور اس کی طرف مائل ہونا رسوائی ہے۔ عبادت کے بہتر (۷۲) دروازے ہیں۔ ان میں سے اکہتر دروازے اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے میں ہیں جب کہ ایک دروازہ نیکی کی تمام قسموں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جو شخص ایسی حالت میں صبح کرے کہ اس کے دل میں دو ارادے ہوں ایک نافرمانی کا اور دوسرا مال کا تو میں اس سے بیزار ہوں۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو یعقوب اسحاق بن محمد النہر جوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حضرت جنید' عمرو بن عثمان مکی ابو یعقوب سوسی' وغیرہم مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت پائی کافی سال تک حرم میں مجاور رہے اور ۳۳۰ھ میں وفات پائی۔

ملفوظات

صوفیاء کا قول ہے کہ بدگمانی کے ساتھ لوگوں سے بچو۔ آپ نے اس کا معنی یہ فرمایا کہ اپنے متعلق بدگمانی کرو نہ کہ لوگوں کے متعلق۔ جو شخص طعام کے ساتھ سیر ہو وہ بھوکا رہے گا اور جو مال کے ساتھ غنی ہو محتاج رہے گا اور جس کا باطن لوگوں کی عطا کی طرف مائل ہو ہمیشہ محروم رہے گا اور جس نے کسی کام میں غیر اللہ کو حقیقی مددگار قرار دیا ہمیشہ رسوا رہے گا۔

اہل اللہ کا حقائق طلب کرنا مخلوق کا فساد ہے۔ اسی لئے صوفیاء کرام نے فرمایا کہ حق طلب نہ کیا جائے کیونکہ طلب اسی کی ہوتی ہے جو گمشدہ ہو اور اس کے ادراک کی طلب نہ کی جائے کیونکہ اس کی کوئی حد نہیں ہے اور جس نے موجود کو پانے کا ارادہ کیا وہ فریب خوردہ ہے۔ ہمارے نزدیک موجود تو صرف حال کی معرفت اور حال کے بغیر علم انکشاف ہے۔

قول خداوندی "و شروه بثمن بخس دراهم معدودة و كانوا فيه من الزاهدين" کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت میں کونین بھی دے دیتے تو بھی آپ کے مشاہدہ اور خصائص کے سامنے میں کم قیمت تھی دلوں کا مشاہدہ تعریف اور ارواح کا مشاہدہ تحقیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عارف وہ ہے جو کہ اس کے بارے سب سے زیادہ حیرت میں ہو ایک دفعہ آپ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا افسوس کہ وہ لوگ چلے گئے۔ پھر آپ نے سائل سے فرمایا کہ اے میرے بھائی! دلوں کی آہیں حضوری کی امانتوں کی وجہ سے ہیں جب کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اس وقت خطاب فرمایا جب کہ وہ چیونٹی کی شکل میں تھے کہ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ بولے کیوں نہیں"؟

علم - یقین اور طریق الی اللہ

جسے آنکھیں دیکھیں وہ علم کی طرف منسوب ہوتا ہے اور جسے دل دیکھیں وہ یقین کے ساتھ منسوب ہوتا ہے۔ آپ سے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے راستے کے متعلق پوچھا گیا فرمایا کہ جاہلوں سے پرہیز کر' علماء کی صحبت اختیار کر' علم پر عمل کر اور ہمیشہ ذکر کرتا رہ تو اہل طریق میں سے ہوگا۔

حضرت علی بن محمد المزین رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے حضرت سہل بن عبداللہ' جنید بن محمد' رضی اللہ عنہما اور ان کے طبقے کے بغدادی مشائخ کی صحبت پائی۔ مکہ معظمہ میں مجاور رہے اور ۳۲۸ھ میں وہیں فوت ہوئے۔ مشائخ میں بہت پرہیز گار اور اچھے حال والے تھے۔

ملفوظات

جب آخرت ظاہر ہو جائے تو اس سے دنیا فنا ہو جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ظاہر ہو تو اس میں دنیا و آخرت فنا ہو جاتی ہے اور جب ذکر پختہ ہوں تو بندہ اور اس کا ذکر فنا ہو جاتے ہیں اور مذکور اور اس کی صفات باقی رہ جاتی ہیں۔

آپ سے توحید کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ تو اسے معرفت کے ساتھ ایک جانے اور عبادت کے ساتھ ایک جانے اور جو کچھ تیرے لئے اور تجھ پر ہے سب میں تیری طرف رجوع کرنے میں اسے ایک جانے اور تو یہ جان لے کہ تیرے دل میں جو کھٹکا' یا جس کی طرف تیرے لئے اشارہ ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے وراء ہے اور تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اپنی مخلوق کی صفات جدا ہیں وہ قدیم سے ہی اپنی صفات میں ان سے وراء ہے۔ جس طرح کہ حادث ہونے کی وجہ سے خلق اس سے علیحدہ ہے۔

سلوک الی اللہ کی روشن راہ اور ہدایات

اللہ تعالیٰ کی طرف راستے ستاروں کی گنتی کے برابر تھے اب ان میں سے صرف ایک راستہ ہی باقی رہ گیا ہے اور وہ فقراء کا راستہ ہے جو کہ سارے راستوں سے زیادہ روشن ہے جو خود بخود راستہ طلب کرے وہ پہلے قدم میں ہی حیران و پریشان ہو جاتا ہے اور جس سے خیر کا ارادہ کیا گیا ہو اسے راستہ کی ایسی واضح دلالت کی جاتی ہے گویا کہ آنکھ سے دیکھ لیا حتیٰ کہ مقصد تک پہنچ جاتا ہے اپنے عمل پر خوش ہونے والا دھوکا کھانے والا ہے۔ اپنے برے احوال کو اچھا سمجھنے والا فریب خوردہ ہے جس نے گمان کیا کہ اسے وصل حاصل ہو گیا وہ دھوکے میں ہے۔ لوگوں میں بہترین حال اس کا ہے جو کہ اپنے احوال کے بارے میں ناواقف ہو۔ ایک کے سوا کسی کا مشاہدہ نہ کرے اسی سے مانوس ہو اور اسی کا اشتیاق رکھے۔

جو اپنے پروردگار کے مشاہدے سے منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اسے اپنی طاعت اور خدمت میں مصروف کر دیتا ہے اور جس کے لئے جلانے والا ستارہ ظاہر ہوا اسے جدائی کے وسوسوں سے غائب کر دیتا ہے۔

دنیا کی وجہ سے سکون پانے والے کی مذمت

اگر تو کسی شخص کو پاک صاف سمجھے حتیٰ کہ اسے صدیق قرار دے۔ حالانکہ وہ پلک جھپکنے کی مدت تک دنیا میں قلبی سکون پاتا ہے

تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں حتیٰ کہ اگر وہ دنیا کی طرف صرف اس لئے سکون پکڑتا ہے کہ اسے اپنے بھائیوں پر خرچ کر دے پھر بھی فلاح نہیں پائے گا اور جس نے اپنے پاس اپنی خوراک سے زیادہ دنیا کو باقی رکھا تو اس نے اس سے سکون پایا اور سلف صالحین نے دنیا سے سکون نہ پانے کو راستہ بنایا اور اسے ربانیوں کی رہبانیت اور حواریوں کے حالات قرار دیا۔

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ جب کوئی دنیا سے سکون صرف اس لئے حاصل کرے کہ اسے اپنے اہل وعیال اور متعلقین پر خرچ کرے تو کیا حکم ہے؟ تو فرمایا ایسی فضول تاویلات چھوڑو۔ اللہ تعالیٰ طریقت کے اس کام کا جس سے ارادہ فرمائے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی تصدیق کرے اور پورے طور پر دنیا کا دروازہ بند رکھے۔ ورنہ ظاہری علم اور اس کی رعایت کی طرف رجوع کرے اسی کو تھامے۔ لوگوں کو عطا کرے عام کرے اور خاص کرے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اہل طریقت میں سے جو بھی ہلاک ہوئے اپنے نفسوں میں غنی ہونے کی حلاوت اور فساد زدہ ظاہری کوائف کو انہیں پر قائم رہتے ہوئے قبول کرنے کی وجہ سے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسے پہچانتا ہوں دنیا کا سامان ہوتا ہے وہ صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے لئے تقسیم کرتا ہے تو یہ اس سے بری ہونے کے باوجود اس کے لئے حجاب بن جاتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ سے جدا کر دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے پاس ایسی جگہ سے کھانا آئے جہاں سے گمان نہ تھا تو اسے کھالے کیونکہ ایک دفعہ مجھے کھانا پیش کیا گیا میں نے کھانے سے پرہیز کی مجھ پر چودہ دن تک بھوک مسلط کر دی گئی یہاں تک کہ جب مجھے معلوم ہو گیا کہ مجھے سزا دی گئی ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی تو میری بھوک زائل ہو گئی ورنہ میں تو ہلاک ہو چلا تھا۔

بندے میں خود بینی کا پایا جانا اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اس سے انسان ہمیشہ کے لئے غضب کا شکار ہو جاتا ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔

حضرت ابوعلی الحسین بن احمد الکاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ مصر کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر مصری' ابوعلی روزباری وغیرہم رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی اپنے وقت کے یکتا مشائخ میں سے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے بارے میں ابوعثمان مغربی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابوعلی بن الکاتب سالکین میں سے ہیں اور آپ کی اور آپ کی شان کی عظمت بیان فرماتے آپ ۳۴۰ھ سے دو چار سال بعد فوت ہوئے۔

ملفوظات

معتزلہ نے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ عقل کے ساتھ بیان کی تو خطا میں پڑے اور صوفیاء نے علم کے اعتبار سے تنزیہہ بیان کی اور صحیح بیان کی' جس نے حکمت کی بات سنی اور اس پر عمل نہ کیا وہ منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے ہم پر صبر کیا وہ ہم تک پہنچا۔ فاسقوں کی صحبت بیماری ہے اور ان سے جدا ہونا اس کا علاج ہے۔ محبت کی ہوا کی مہک محبت والوں سے ہی آتی ہے اگرچہ وہ اسے چھپائیں اور ان پر ظاہر ہوتی ہے اگرچہ وہ اسے مخفی رکھیں اور ان پر دلالت کرتی ہے اگرچہ اسے ستر میں رکھیں ہمت چیزوں کا مقدمہ ہے تو جس نے اپنی ہمت اور ارادے کو درست کیا تو اس ہمت کے تابع ہر شے اس کے پاس صحیح اور سچائی کے ساتھ آتی ہے۔ کیونکہ فروع احوال کے تابع ہوتی ہیں اور جس نے اپنی ہمت کو بے مقصد کیا تو اس کے توابع بھی بے معنی ہو کر رہ جاتے اور مہمل

احوال و افعال دربار خداوندی کے لائق نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے ذکر کی ملاوت عطا فرماتا ہے پس اگر وہ اس سے فرحت پائے اور اس کا شکر ادا کرے تو اسے اپنے قرب کے ساتھ انس عطا فرماتا ہے اور اگر شکر میں کوتاہی کرے تو ذکر اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے لیکن اس کی ملاوت سلب کر لیتا ہے۔

حضرت ابوالحسین بن حبان الجمال رحمتہ اللہ علیہ

مصر کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت خراز اور بیرسمی کی صحبت پائی۔ میدان تیہہ میں وفات پائی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے دل پر کوئی شے وارد ہوئی۔ ایک سمت کو چل دیئے لوگوں نے آپ کو میدان تیہہ کے وسط میں ریت میں لیٹے ہوئے پایا آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا ٹھہرو۔ یہی احباب کے ٹھہرنے کا مقام ہے۔

ملفوظات

لوگ ریگستان میں پیاس محسوس کرتے ہیں جب کہ میں دریائے نیل کے کنارے پیاسا ہوں۔ ہر صوفی جس کے دل میں رزق کا غم قائم ہو اس کے لئے عمل کو لازم کرنا اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے اور عمل سے مراد کمائی اور مختلف صنعتوں کا پیشہ اختیار کرنا ہے دل کے اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے اور سکون پانے کی علامت یہ ہے کہ جب اس سے دنیا زائل ہو جائے اور بے رخی کرے اور رزق ملنے کے بعد ختم ہو جائے تو قوی رہے۔ کمینی حرکات سے اس طرح پرہیز کرو جس طرح حرام چیزوں سے کرتے ہو۔ زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے درجات اور دل سے ذکر کرنے سے منازل قرب حاصل ہوتے ہیں۔

اکثر تنہا رہنا صدیقین کا حیلہ ہے۔ اولیاء اللہ کے مرتبوں کی وہی تعظیم کرتا ہے جو خود دربار خداوندی میں عظیم القدر ہو۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت عند اللہ عظیم المرتبت ہیں جن کے مسلک کی بنیاد ہی اہل اللہ اور شعائر اللہ کی تعظیم پر ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ نے سچ فرمایا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

حضرت ابوبکر عبداللہ بن طاہر الابہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبل کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر لوگوں میں سے ہیں۔ حضرت یوسف بن حسین رازی اور حضرت ابومظفر القرمیسینی وغیرہما رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی۔ پرہیزگار عالم دین تھے ۳۳۰ھ کے قریب وفات پائی۔

ملفوظات

جمع کرنا اصل میں متفرقات کو جمع کرنا اور جدا کرنا جمع شدہ حقائق کو بکھیرنا ہے پس جب تو جمع کرے تو 'اللہ' کہے اور تفرقہ کا شکار ہو تو کونین کی طرف دیکھے۔

امت کے لئے حضور علیہ السلام کے استغفار کی وجہ نیز استاذ اور والدین میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو آپ کے بعد آپ کی امت میں جو کچھ اختلافات اور مصائب رونما ہونے والے تھے سب

پر اطلاع بخشی۔ تو آپ جس وقت انہیں یاد کرتے تو اس اس سے اپنے قلب مقدس میں گھٹن محسوس فرماتے تو اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے بخشش طلب کرتے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ انسان اپنے استاذ سے وہ کچھ برداشت کرتا ہے جو والدین سے نہیں کرتا؟ فرمایا اس لئے کہ اس کے والدین اس کی فانی زندگی کا سبب ہیں جب کہ اس کا معلم اس کی دائمی زندگی کا ذریعہ ہے اور اس کی تصدیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ صبح کر اس حال میں کہ تو عالم ہو یا متعلم اور اس کے درمیان نہ ہونا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

تکالیف میں تین چیزیں ہیں: (۱) پاک کرنا۔ (۲) مٹانا۔ (۳) یاد دہانی کرانا۔ یعنی کبیرہ گناہوں سے پاک کرنا صغیرہ گناہوں کو مٹانا' جب کہ اہل صفاء کے لئے یاددہانی کرانا ہے۔ صالحین کی ہمت معصیت کے بغیر نیکی کرنا' علماء کی ہمت حق وصواب میں زیادہ ہونا عارفین کی ہمت اپنے دلوں میں عظمت خداوندی کو جاگزیں کرنا' اہل شوق کی ہمت موت کی جلدی کرنا اور مقربین کی ہمت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سکون پانا ہے۔

حضرت مظفر القرمیسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبل کے اکابر' جلیل القدر مشائخ اور صادق الحال فقراء میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ الخراز اور ان سے فائق مشائخ رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی اور اپنے طریقے میں یکتا تھے۔

ملفوظات

روزے کی تین جہتیں ہیں روح کا روزہ آرزو کم کرنے سے' عقل کا روزہ خواہش کی مخالفت سے اور نفس کا روزہ کھانے پینے اور حرام چیزوں سے رکنے سے ہوتا ہے۔ جو شخص سلامتی اور خیر خواہی کی شرط پر جوانوں کی صحبت اختیار کرے اس سے بھی وہ آزمائش میں پڑ جائے گا تو اس کا کیا حشر ہوگا جو سلامتی کے شرائط کے بغیر ان کی صحبت میں رہے؟ فقراء میں سے قیمت میں پست تر وہ شخص ہے جو کہ عورتوں کی صحبت قبول کرے گرچہ کسی حال پر ہو۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ مرد عورتوں پر نگران اور محافظ ہیں اور جس نے اپنے اوپر عورت کا مسلط ہونا پسند کر لیا وہ کبھی فلاح نہیں پاتا۔ علاوہ ازیں اس کی صحبت قبول کرنا فقیر کے دل کو عورت کی طرف طبعی تقاضے سے زیادہ مائل کر دیتا ہے اور یوں فقیر بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔

بہترین رزق وہ ہے جو کہ طلب اور کوشش کے بغیر ذریعہء حلال ہے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ تیری عمر میں سے تیرے لئے صرف ایک ہی سانس ہے اگر تو اسے اپنی بہتری میں صرف نہیں کرتا تو نقصان میں بھی ضائع نہ کر۔ جس نے آداب شرع اپنائے اس نے اس کی وجہ سے اپنے متبوع سے وابستگی پائی اور جس نے آداب میں کوتاہی کی ہلاک ہوا اور دوسروں کو ہلاک کیا اور جو صاحب حکمت سے آداب حاصل نہیں کرتا تو اس کا مرید اس سے متاثر نہیں ہوتا۔

فقیر کون ہے؟

فقیر وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاجت نہ ہو امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اسی پر اکتفاء کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو جانتا ہے اور وہ اس پر اس کے نفس سے بھی زیادہ مہربان ہے پس اسے سوال کرنے کی حاجت

محسوس نہیں ہوتی کیونکہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے مولا سے بے نیاز نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے لوگو تم اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہو۔"

حضرت ابوالحسین علی بن ھند القرشی الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فارس کے اکابر مشائخ اور علماء میں سے ہیں حضرت جعفر حداد اور عمرو بن عثمان مکی اور ان پر فائق صوفیاء رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی بلند احوال اور پاکیزہ درجات کے مالک ہیں۔

ملفوظات

اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول علیہ السلام کی سنت کو تھامنے والے کی شرط یہ ہے کہ اس پر اپنے دین و دنیا کا کوئی کام مخفی نہ رہے علاوہ ازیں اس کے اوقات مشاہدے اور کشف پر گذریں نہ کہ غفلت اور گمان پر اور یہ کہ چیزوں کو ان کے اصل مقام سے حاصل کرے اور انہیں ان کے اصل مقام پر رکھے اللہ تعالیٰ کے حضور راحت حاصل کر نہ کہ تو اللہ تعالیٰ سے راحت پائے کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کے حضور راحت پائی نجات پا گیا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے راحت پائی ہلاک ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور راحت پانا دل کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ راحت حاصل کرنا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ سے راحت پانے کا معنی دائمی غفلت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ اکابر کی تعظیم کا اعزاز بخشے اس کی عزت مخلوق کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور جو اس سے محروم ہو اللہ تعالیٰ اس کی عزت خلق کے دلوں سے کھینچ لیتا ہے۔ پس تو اسے ذلیل ہی پائے گا اگر چہ اس کے اخلاق اچھے اور حالات درست ہوں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید بالوں والے مسلمان کی عزت کرنا' اللہ تعالیٰ کے جلال کی تعظیم سے ہے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابواسحاق ابراہیم بن شیبان القرمیسینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنے وقت کے علاقہ جبل کے شیخ ہیں۔ پرہیزگاری میں آپ کے ایسے مقامات ہیں کہ اکثر مخلوق ان سے عاجز ہے۔ آپ نے حضرت عبداللہ المغربی اور ابراہیم الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت پائی۔ آپ دعوے کرنے والوں پر شدید' کتاب وسنت کے پابند اور مشائخ اور ائمہ کے طریقے پر سختی سے قائم تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن منازل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابراہیم بن شیبان' فقراء اور ادب و معاملات والوں پر اللہ کی حجت تھے۔

ملفوظات

جو معطل اور بیکار ہونے کا ارادہ کرے وہ رخصتوں کو لازم کرے۔ فقراء صحیح راستے سے اس وقت منقطع ہوتے ہیں اور اس وقت ہلاک ہوتے ہیں جب وہ دنیا والوں کی دولت کی طرف مائل ہوں۔ علم بقاء وفنا وحدانیت کے لئے اخلاص اور بندگی کے صحیح ہونے کے گرد گھومتا ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ مغالطے اور لادینی ہے۔

کمینہ صفت وہ شخص ہے جس کے دل پر عطاء کرنے کا کھٹکا اس نیت سے ہو کہ اس کا احسان جتلائے جس نے مشائخ کی تعظیم چھوڑ دی وہ جھوٹے دعوؤں میں مبتلا ہو کر ذلیل وخوار ہوتا ہے جس نے اخلاص کے متعلق گفتگو کی اور اپنے نفس سے اس کا مطالبہ نہ کیا

اللہ تعالیٰ اس کے معاصرین کے درمیان اسے بے پردہ کر دیتا ہے۔

حضرت ابوبکر الحسین بن علی بن بزدانیار رحمتہ اللہ علیہ

آرمینیہ والوں میں سے ہیں تصوف میں آپ کا ایک مخصوص طریقہ ہے۔ عراق کے بعض مشائخ کے اقوال کا انکار فرماتے تھے علوم ظاہری' معارف اور معاملات کے عالم تھے۔ حضرت علی بن ابراہیم ارموی نے فرمایا کہ میں نے ابن بزدانیار کو فرماتے ہوئے سنا کہ صوفیہ کے متعلق میری گفتگو کو تو صوفیہ اور تصوف پر اعتراض سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ایسی گفتگو صرف ان پر غیرت کرتے ہوئے کرتا ہوں کہ انہوں نے اسرار خداوندی ایسے لوگ کے سامنے ظاہر کر دیئے جو ان کے اہل نہیں ورنہ وہ تو مقتداء ہیں انہیں کی محبت کی بدولت میں اللہ تعالیٰ کے حضور قرب حاصل کرتا ہوں۔

ملفوظات

مخلوق کا اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا اس کے افعال سے ان کا راضی ہونا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا مخلوق سے راضی ہونا یہ ہے کہ انہیں توفیق دے کہ وہ اس سے راضی ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے حالانکہ گناہ کو لازم کئے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ اس پر توبہ اور رجوع حرام کر دیتا ہے۔

اقسام حیاء

حیا کی کئی اقسام ہیں۔ تعمیل حکم نہ کرنے سے حیا' جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں کوتاہی کے بعد ایک سمت کو چل نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے آدم! کیا مجھ سے بھاگ کر جا رہے ہو؟ عرض کی نہیں بلکہ تجھ سے حیا کرتے ہوئے جا رہا ہوں تقصیر سے حیا' جیسا کہ ملائکہ نے عرض کی تو پاک ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے عظمت و بزرگی کا حیاء' جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے حیاء کرتے ہوئے اپنے پروں میں منہ چھپا لیا غیرت کا حیاء' جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت عیینہ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی بارگاہ میں موجود تھیں تو حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان سے مستور فرمایا۔ عیینہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ حیاء ہے جو ہمیں عطا فرمایا گیا۔ کرم کا حیاء' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بارگاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سکھاتے ہوئے فرمایا ''جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو نکل جاؤ اور باتوں میں نہ لگے رہو اس سے نبی علیہ السلام کو تکلیف ہوتی ہے وہ تم سے حیاء فرماتے ہیں۔ نیکی کا حیاء' جیسا کہ حضور علیہ السلام سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر تکلیف تو نہیں دی فرمایا میں کیا کروں؟ لوگ مجھ سے مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بخل نہیں چاہتا۔ مخلوق کا حیاء' جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز میں مصروف ہوئے تو یاد آیا کہ وضو نہیں ہے تو نماز سے نکل گئے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں سے حیاء کی وجہ سے نماز جاری رکھوں (مگر اس حیاء کی پروا نہ فرمائی اور نماز سے فوراً نکل گئے) تحقیق کا حیاء اور وہ یہ کہ مخلوق کو نہ دیکھئے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی نماز رہ گئی اور وہ مسجد کو آ رہے تھے سامنے سے بعض حضرات نماز ادا کر کے آ رہے تھے یہ انہیں دیکھ کر حیاء کی وجہ سے واپس مڑے حتیٰ کہ وہ گذر گئے۔

حقیر جانتے ہوئے حیا کرنا' جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بعض مناجات میں عرض کی: کہ مولا کریم! مجھے کوئی دینوی ضرورت پیش آتی ہے میں تیری بارگاہ سے طلب کرنے سے حیاء کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے اپنے آٹے کا نمک اور جانور کا چارہ بھی طلب کرو۔ پاک دامنی کا حیاء' جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسلام سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد بدکاری نہیں کی' وقار کا حیاء' جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حیا فرمایا اور فرمایا کہ کیا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں؟ بزرگی کا حیاء' جیسا کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم نے مقداد بن اسود سے فرمایا کہ حضور علیہ السلام سے مذی کے متعلق پوچھ کیونکہ میں پوچھنے سے شرماتا ہوں کہ ان کی شہزادی میرے گھر میں ہے۔ تعجب اور بعید سمجھنے کا حیاء' جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کو سنا کہ حضور علیہ السلام سے اس خاتون کے متعلق پوچھ رہی ہیں جسے مرد کی طرح خواب میں حالت طاری ہو کیا وہ غسل کرے؟ فرمایا ہاں جب کہ اس کا اثر دیکھے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ ڈھانپ کر پوچھا کہ کیا عورت کو ایسی حالت لاحق ہوتی ہے؟ (اس سے معلوم ہوا کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہم کو خواب میں ایسی حالت لاحق نہیں ہوتی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں اپنی حفظ وامان میں رکھتا ہے۔ اسی لئے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو پوچھنے کی ضرورت پیش آئی۔ معلوم ہوا حبیب خداشہ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہر شے بے مثل اور بے مثال ہو جاتی ہے۔ وہ عقل وایمان کے دشمن عبرت حاصل کریں جو کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کو عام انسانوں جیسا انسان سمجھتے ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اگر ایسا نہیں تو بچہ اپنی ماں سے کیسے مشابہہ ہوتا ہے؟ اجنبیت کا حیاء' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کے متعلق فرمایا کہ ''موسیٰ کے پاس ان میں سے حیاء کے ساتھ چلتی ہوئی آئی'' بیان حق کے لئے مثالوں کا حیاء' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مچھر یا اس سے بڑی چیز کی مثال بیان فرمانے سے حیا نہیں فرماتا حق کا حیاء جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں فرمایا'' اور جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق سے حیاء نہیں فرماتا۔ اپنی زوجہ سے پچھلی سمت سے مقاربت نہ کرو واعظ کا خود نصیحت قبول کرنے میں دھیان رکھنے کا حیاء' اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے عیسیٰ! اپنے نفس کو وعظ کرو اگر قبول کرے تو پھر لوگوں کو وعظ کرو ورنہ مجھ سے حیاء کرو (یہ ارشاد تلقین امت کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نفس مطمئنہ کے مالک ہیں جہاں کسی بے اعتدالی کا تصور تک نہیں ہوتا۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ) بار بار رجوع کرنے سے حیاء' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بار بار رجوع کرنے سے اپنے رب سے حیا کرتا ہوں۔ آرزو کم کرنے کا حیاء جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا حیاء کرو جیسا کہ حیاء کرنے کا حق ہے۔ احسان کا حیاء جیسا کہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حرام قرار دی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنے والوں کے متعلق خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت میں مخلوق سے حساب لوں گا تو ان پرہیزگاروں سے حساب لینے سے حیا کروں گا۔ اور ہم نے اسے احسان کا نام اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: احسان کا بدلہ احسان ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی پرہیزگاری کے احسان کا بدلہ محاسبہ نہ کرنے کا احسان کے ساتھ دیا۔

بار بار سوال لوٹانے کا حیاء' جیسا کہ مروی ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے یا رب کہتا ہے تو توجہ نہیں

فرماتا۔ وہ پھر یا رب کہتا ہے۔ تو توجہ نہیں فرماتا پھر تیسری اور چوتھی مرتبہ کہتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بندے کے کثرت سے یا رب کہنے سے حیاء فرماتا ہوں۔ عتاب کا حیاءٗ جیسا کہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے کو عتاب فرمائے گا تو وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار تیرا عذاب تیرے عتاب سے بہتر ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ جب بندے کو سزا دی گئی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنے اوپر عائد حق ادا کر دیا تو اس کے بعد اسے راحت حاصل ہو جاتی ہے۔ بخلاف اس کے جسے عتاب کیا گیا کیونکہ وہ اپنے پروردگار سے ہمیشہ نادم رہتا ہے اور یوں اسے ہمیشہ تکلیف رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔

توکل کا حیاءٗ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے رب عزوجل سے حیاء کرتا ہوں کہ اس کے سوا کسی اور چیز سے خوف کروں۔ نیکی کا حیاءٗ جیسا کہ حدیث میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حیاء کر جیسے اپنی قوم کے نیک آدمی سے کرتا ہے۔

آنکھ کا حیاءٗ جیسا کہ روایت ہے حضرت سفیان ثوری حضرت رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر آئے اور ان کے کچھ گفتگو کی یہاں تک کہ حضرت رابعہ نے فرمایا کہ میں تو اس سے دنیا مانگنے سے حیا کرتی ہوں جو اس کا مالک ہے تو اس کا کیا مقام جو اس کا مالک ہی نہیں۔

واجب کا حیاءٗ جیسا کہ مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصار کی خواتین کی یوں تعریف فرمائی کہ انہیں حیاء اس چیز سے نہیں روکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہواری کے خون کی زردی یا سیاہی کی بابت پوچھیں۔ عزت کا حیاءٗ جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ میں آپ سے ایک امر کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں لیکن شرم آتی ہے فرمایا اپنی ماں سے جو پوچھنا چاہو پوچھو کہا ایک شخص اپنی بیوی سے مقاربت کرتا ہے اور انزال نہیں ہوتا تو اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا جب دونوں طرف سے ملاپ ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے یہی حضور علیہ السلام کا معمول تھا۔ رحمت کا حیاءٗ جیسا کہ حدیث پاک میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں والے کو جہنم میں سزا دینے سے شرماتا ہے۔ غرور کا حیاءٗ جیسا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اہل حمص سے فرمایا کہ تم اپنے پروردگار سے کیوں نہیں شرماتے ہو کہ وہ عمارتیں بناتے ہو جن میں سکونت اختیار نہیں کرتے ہو۔ وہ جمع کرتے ہو جو تمہارے کھانے میں نہیں آتا اور ایسی آرزوئیں کرتے ہو جو پوری نہیں ہوتیں۔

معرفت کا حیاءٗ جیسا کہ کسی عارف نے اپنے خواب میں کسی کو کہتے ہوئے دیکھا اے بصرہ والو! اے یہود جیسو! اپنے پروردگار سے حیاء کرو ایمان کا حیاءٗ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حیاء ایمان سے ہے۔ حیاء جنت میں ہے ٔ زینت کا حیاءٗ جیسا کہ حدیث پاک میں مروی ہے کہ نرمی جس چیز میں ہوگی اسے زینت بخشے گی۔ خیر کا حیاء اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب کہ آپ سے حیاء کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ حیاء سارے کا سارا خیر ہے دنیا کے لئے بھی اور دین کے لئے بھی۔

نیز آپ نے فرمایا کہ جب تو لوگوں کے ساتھ رہنے اور ان کی مجلسوں میں بیٹھنے میں مبتلا ہو تو پرہیز کر پھر پرہیز کر۔ تجھ سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جائے کہ تو قدرت کی نگاہ عنایت سے گر جائے اور وہ بھی تجھے نظر انداز کر دے جو تجھے ترک ادب کرتا ہوا

سنے۔ اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھلا ہے یہاں تک سورج مغرب سے طلوع ہو جائے تو جس وقت تو کسی لغزش میں پڑے یا کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جسے اللہ تعالیٰ تجھ سے پسند نہیں فرماتا تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کیونکہ تیرے لئے یہی سب سے بہتر ہے اور آرزو رکھ کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تجھے قبول فرمالے گا۔

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن المولد رحمتہ اللہ علیہ

آپ رقتہ کے اکابر اور باہمت مشائخ میں سے ہیں اور نہایت حسین سیرت کے مالک ہیں آپ نے حضرت ابو عبداللہ بن الجلاء دمشقی اور حضرت ابراہیم بن داؤد القصار الرقی رحمتہ اللہ علیہا کی صحبت پائی۔

ملفوظات

آپ فرماتے ہیں کہ حفاظت حق جس کی متولی ہو وہ اس سے زیادہ باعظمت ہے جسے سیاست علم ادب سکھائے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ حق تعالیٰ کی حفاظت اسے ایسی علتوں سے محفوظ کر دیتی ہے جو اسے ناقص بناتی ہیں بخلاف حفاظت علم کے کہ وہ اسے ایک گرداب سے نکالتی ہے تو وہ دوسرے میں الجھ جاتا ہے تو جس کی حفاظتِ حق' نگہبانی کرے اس کا حکم اس سالک کا ہے جو کہ شیخ کی دستگیری سے چلتا ہے اور جس کی نگہبانی صرف حفاظت علم کرے اس کا حکم اس جیسا ہے جو کہ شیخ کے بغیر سلوک اختیار کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

نیز فرمایا کہ روحیں فرحت میں پیدا کی گئی ہیں پس وہ ہمیشہ مشاہدہ کے محل فرحت کی طرف بلند ہوتی رہتی ہیں جب کہ اجسام توشہ دان سے بنائے گئے ہیں پس وہ فانی خواہشات کی طلب اور ان کے اہتمام کی پستی کی طرف مائل رہتے ہیں۔

فرمایا جو اس کی بات کرے وہ اسے فنا کر دیتا ہے اور جو اس سے بات کرے وہ اسے اس کے لئے باقی رکھتا ہے۔ پھر شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اگر عشاق کی آنکھوں کے گوشے اور انکے عشق کی جلن نہ ہوتی تو لوگوں کو پانی اور آگ کی قدر کا پتہ چل جاتا۔ ہر آگ انہیں کے سانسوں سے بھڑکی اور ہر پانی انہیں کے آنسوؤں سے جاری ہوا۔ کھانا کھانے میں فقراء کے آداب میں سے یہ ہے کہ ضرورت کے بغیر اپنے رفقاء کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔ پھر صرف اتنا کھائیں کہ جان بچی رہے اگرچہ وہاں پہاڑوں کی مثل کھانا موجود ہو اور باقی دوسروں کے لئے چھوڑ دیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف خود بخود کھڑا ہوا اس کا معاملہ قبولیت اور مسترد ہونے کے درمیان ہے اور جو ان کی طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کرم کے سہارے کھڑا ہو وہ بلاشک وشبہ مقبول ہے۔

مجاہدہ کے بعد سستی کا آنا آغاز میں خرابی کی وجہ سے ہے اور کشف کے بعد حجاب کا آنا اپنے احوال پر مطمئن ہونے کی وجہ سے ہے تیرا نفس تیرے ساتھ چلنے والا ہے اور تیرا قلب تیرے ساتھ اڑنے والا ہے تو دونوں میں سے اس کا ساتھ دے جو زیادہ تیزی کے ساتھ پہنچتا ہے اور شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے ''اے فلاں تیرا چلنا کشتی کی طرح ہے جو کہ بیٹھے والوں کو لئے چلتی ہے جب کہ کشتی کے بادبان اڑ رہے ہیں۔''

حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن سالم البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی اور ان کی کلام کے راوی ہیں۔ دیگر مشائخ کی طرف نسبت نہیں رکھتے طریقت کے مجتہدین میں سے تھے آپ کا طریقہ اپنے استاد حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے طریقے جیسا ہی ہے اور بصرہ کے کئی حضرات آپ کی طرف اور آپ کے بیٹے ابوالحسین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

ملفوظات توکل اور کسب

جو شخص توکل کی طاقت رکھتا ہے اس کے لئے کسی حال میں بھی کسب جائز نہیں۔ البتہ اس پر اعتماد کئے بغیر امداد کے طور پر اپنا سکتا ہے کیونکہ توکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے۔ جب کہ کسب آپ کی سنت ہے اور جو اس توکل سے عاجز ہو جو کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال ہے تو اسے کسب کرنا چاہئے تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے درجے سے نہ گر جائے جیسا کہ آپ کے حال کے مقام سے گر گیا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ خلق خدا میں سے آپ اولیاء اللہ کو کیسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ان کی زبان کی نرمی، ان کی خدمت میں معذرت پیش کرنے والے کی معذرت قبول کرنے اور اچھی بری ساری مخلوق پر انتہائی مہربان ہونے کی وجہ سے۔ جو چاہے کہ اس کا ستر قائم رہے اور وہ بے پردہ نہ ہو تو چاہئے کہ زیادتی کرنے والے کے ساتھ حلم اور بردباری سے پیش آئے اور جو کچھ اس کے پاس ہے اسی کے ساتھ لوگوں میں اپنا بھرم قائم رکھے۔ ہر عقل مند کی شان یہ ہے کہ دنیا داروں سے بے رغبتی کرے اور یہ اس لئے کہ وہ اسے دنیا اور اپنے حالات کے ذکر میں مصروف کر کے اس کی دینی اور دنیوی مصلحتوں سے غافل کر دیں گے جن کی طرف وہ متوجہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت محمد بن علیان النسوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نسا کے اکابر مشائخ میں سے ہیں اور حضرت ابوعثمان الحیری رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ عارفین کے امام ہیں۔ آپ درپیش مسائل پوچھنے کے لئے نسا سے حصرت ابوعثمان الحیری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کے لئے چلتے تو راستے میں کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے یہاں تک کہ نیشاپور پہنچ جاتے اور آپ سے ان مسائل کے متعلق گفتگو کرتے آپ عالی ہمت مشائخ میں سے تھے اور صاحب کرامات تھے۔

ملفوظات

دنیا سے بے رغبتی آخرت کی رغبت کی کنجی ہے۔ اولیاء اللہ کی نشانیاں اور کرامات ان کا قضاء وقدر کی ان چیزوں سے راضی ہونا ہے جن سے عوام تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ سخی کی سخاوت اس وقت ریاء سے پاک ہوگی جب وہ فقیر کو دی گئی چیز حقیر سمجھے اور جس نے اس سے خیرات لی ہے اسے اپنے سے افضل جانے۔ جس نے ثواب کی طلب یا عذاب کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی خدمت کی اس نے اپنے ہلکے پن اور اپنی طمع کا اظہار کیا اور بندے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ کسی دینی یا دنیوی غرض کے لئے اپنے لئے مالک

کی خدمت کرے۔ جو اپنی کرامت ظاہر کرے وہ مدعی ہے اور جس کی کرامات ظاہر ہوں وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔

حضرت ابوبکر احمد بن محمد بن سعدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل میں بغداد سے ہیں۔ حضرت جنید اور ثوری رضی اللہ عنہما کی صحبت کا شرف پایا۔ طائفہ صوفیہ کے علوم میں اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ جب کہ علوم شرعیہ کے بھی عالم اور مقتداء تھے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب سے وابستہ تھے۔ صاحب زبان و بیان تھے ایک دفعہ اہل طرطوس میں سے کسی کو روم بھیجنے کی ضرورت پیش آئی تو فضیلت' علم' فصاحت اور بیان میں آپ جیسا کوئی نہ ملا۔ حتیٰ کہ اس زمانے میں اہل اللہ نے فرمایا کہ صوفیاء کے لئے اس زمانے میں صرف دو حضرات رہ گئے ہیں مصر میں حضرت ابوعلی روزباری اور عراق میں حضرت ابوبکر بن سعدان۔ جب کہ دونوں میں سے حضرت ابوبکر زیادہ فہم و فراست کے مالک ہیں۔

ملفوظات

جو صوفیاء کی صحبت کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ نفس' قلب اور ملک کے بغیر ان کی صحبت اختیار کرے۔ جس نے علم روایت حاصل کیا علم درایت کا وارث ہوا۔ جس نے علم درایت حاصل کیا علم رعایت کا وارث ہو اور جس نے علم رعایت پر عمل کیا وہ راہ حق کی ہدایت پا گیا۔

مناظرہ کا حسن اور قبح

جو غفلت کے ساتھ مناظرے کے لئے بیٹھا اسے تین عیب لازم ہوئے پہلا عیب' جھگڑنا اور چیخنا اور یہ ناجائز ہے دوسرا عیب' مخلوق پر برتری چاہنا اور یہ بھی منع ہے تیسرا عیب' کینہ اور غصہ اور یہ بھی غلط ہے اور جو نصیحت کرنے کے لئے بیٹھا اس کی گفتگو کا پہلا حصہ نصیحت' درمیانی حصہ دلالت اور آخری حصہ موجب برکت ہوگا جب حقائق ظاہر ہو جائیں تو فہم و علوم کے آثار مٹ جاتے ہیں۔

ارواح نور سے بنائی گئیں اور انہیں پیکر انسانی میں رکھا گیا جب روح قوت حاصل کرے تو ہم جنس ہونے کی وجہ سے عقل اس کے ساتھ ہوتی ہے انوار کی مسلسل بارش ہوتی ہے۔ جسمانی تاریکیاں زائل ہو جاتی ہیں اور روح و عقل کے انوار کی بدولت جسم روحانی ہو جاتے ہیں اور روح کے مطیع اور اس کے طریقے کو اپنا لیتے ہیں اور ارواح جہان غیب کے اپنے مقام کی طرف لوٹتی ہیں۔ وہاں سے تقدیر کے اجراء کا مطالعہ کرتی ہیں اور قضاء و قدر پر راضی رہتی ہیں۔ (اقول و باللہ التوفیق جب اہل اللہ کے اجسام ان کی ارواح کی قوت کی بدولت روح کے اوصاف و احوال سے مشرف ہوتے ہیں تو پھر ان سے ارواح کے فعل بھی صادر ہونے لگتے ہیں۔ روح تقدیر کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس کے لئے دور و نزدیک کے امتیاز نہیں ہوتے سب کچھ ان کے سامنے ہے تو اس مقام پر پہنچ کر اولیاء اللہ کے لئے جہان غیب منکشف ہوتا ہے۔ حجابات اٹھ جاتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں اور یوں موجود بھی ہوتے ہیں۔ سید الاولیاء حضور سیدی غوث پاک رضی اللہ نے اسی لئے فرمایا "نظرت الی بلاد اللہ جمعا" "کخردلة علیٰ حکم اتصال" میں ساری کائنات کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے رائی کا دانہ۔ جب غلاموں کی نگاہ کی یہ وسعت ہے تو سید الخلق

الاطلاق وحبیب الحق بالآ تفاق صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

آپ نے فرمایا کہ صوفی وہی ہے جو کہ اوصاف ورسوم سے خارج ہو۔

حضرت ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن بشر بن درہم بن الاعرابی الاموی رضی اللہ عنہ بصری الاصل ہیں۔ مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی یکتائے وقت تھے اور اپنے زمانے میں شیخ الحرم تھے ۳۴۱ھ میں وہیں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے صوفیاء کے لئے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں حضرت جنید، ثوری، عمر المکی، مسوحی اور ابوجعفر الحداد رضی اللہ عنہم کی صحبت کا شرف پایا۔ آپ طائفہ صوفیاء کے اکابر مشائخ اور علماء میں سے تھے۔

وعدہ او[ر وعید] کی ترتیب ذکری کا مقصد (ملفوظات)

رحمت وبخشش کا وعدہ اور عذاب کی وعید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہے۔ تو جب رحمت کا وعدہ عذاب کی وعید سے پہلے ہو تو وعید کا مقصد ڈانٹ ڈپٹ ہے اور جب وعید رحمت کے وعدے سے پہلے ہو تو وعید منسوخ ہے اور جب دونوں ایک ساتھ اکٹھے ہوں تو بلندی اور قائم رہنا رحمت کے وعدے کو حاصل ہوگا۔ کیونکہ رحمت کا وعدہ بندے کا حق ہے جب کہ وعید اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور کریم اپنا حق چھوڑ کر فضل فرماتا ہے۔ جس نے کسی امر میں قوی ہونے کا دعویٰ کیا ذلیل ہوا اور اسے اس کی قوت کے حوالے کر دیا گیا اگر کسی عارف سے کہا جائے کہ تو دنیا میں رہے تو وہ غم سے مر جائے اور اگر اہل جنت کو کہا جائے کہ تم اس سے نکالے جاؤ گے تو غم سے مر جائیں۔ تو عارفوں کو دنیا صرف اس لئے اچھی لگتی ہے کہ وہ اس سے نکل جانے کو یاد کرتے ہیں اور جنتیوں کو جنت صرف اس لئے اچھی لگتی ہے کہ انہیں اس میں ہمیشہ رہنا یاد ہے۔ علوم کے مراتب کئی واسطوں اور وسائل سے حاصل ہوتے ہیں لیکن حقائق کے مراتب صرف کشف سے ملتے ہیں۔ وہ وقت سب سے زیادہ اچھا ہے جس میں حق سبحانہ وتعالیٰ مجھ پر راضی ہو نہ پانے کے وقت پرسکون ہونا، پانے کے وقت بے چین ہونا، غموں سے مانوس ہونا اور دنیا پا کر لوگوں کے خوش ہونے کے وقت وحشت محسوس کرنا فقراء کے اخلاق میں سے ہے۔

حضرت ابوعمرو محمد بن ابراہیم الزجاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل میں نیشاپور سے ہیں۔ حضرت جنید، ثوری، ابوعثمان، رویم اور خواص رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی۔ مکہ مکرمہ آئے اور یہیں اقامت اختیار کی اور یہاں کے شیخ اور منظور نظر ہوئے آپ نے ستر کے قریب حج کئے اور ۳۴۸ھ میں حرم شریف میں وفات پائی آپ، حضرت کتانی، نہر جوری، مرتعش رضی اللہ عنہم اور چند دیگر حضرات مل بیٹھتے اور آپ صدر محفل ہوتے جب کسی مسئلہ میں گفتگو فرماتے تو سب کے سب آپ کی گفتگو کی طرف متوجہ ہوتے آپ کے فضائل بے حد وحساب ہیں۔ آپ مکہ معظمہ میں چالیس برس رہے لیکن اس مدت میں آپ نے کبھی بھی بول و براز کی حاجت حد حرم میں نہیں کی بلکہ جب بھی رفع حاجت کی ضرورت ہوتی تو حد حرم سے باہر چلے جاتے تھے (اقوال وباللہ التوفیق، اس سے پتہ چلا کہ ادب وتعظیم کے اعمال میں کسی کتابی دلیل کی ضرورت نہیں کہ کس کتاب میں لکھا ہے بلکہ اس کے لئے مردمومن کے قلبی احساسات ہی دلیل ہوتے ہیں ورنہ کتاب وسنت میں کہیں یہ حکم نہیں کہ حوائج ضروریہ کے لئے حد حرم سے نکل جاؤ امام مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی دستور تھا کہ وہ مدینہ عالیہ میں ننگے پاؤں

چلتے۔ سواری پر نہیں بیٹھتے تھے اور حوائج ضروریہ کے لئے جنگل کی طرف نکل جاتے مبادا کسی ایسے مقام کی بے ادبی ہو جائے جہاں حضور علیہ السلام کے قدمین شریفین لگے ہوں بلکہ محبت و عشق کا یہ دستور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان میں پایا جاتا تھا اور وہ اس پر عمل کرتے تھے دیکھئے۔ مقام حدیبیہ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے غسالۂ وضو کا ایک قطرہ بھی نیچے گرنے نہیں دیا بلکہ ہاتھوں پر لے کر منہ پر اور اپنے جسم پر لگایا اور پھر حضور علیہ السلام نے انہیں اس سے منع نہیں فرمایا پتہ چلا کہ محبت کا یہ عمل بارگاہ محبوب علیہ السلام میں مقبول اور پسندیدہ ہے اہل اللہ اور مقامات متبرکہ کے ادب کے لئے دلیلیں مانگنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

ملفوظات

جو شخص ایسے حال کے متعلق کلام کرے جہاں وہ پہنچا نہیں تو سننے والوں کے لئے اس کی کلام فتنہ ہوگی اور یہ خواہش ہے جو کہ اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اس حال تک پہنچنا حرام فرما دیتا ہے۔

حرم و دیگر مقامات متبرکہ کے مجاور کی ذمہ داری

جو حرم کا مجاور ہوا درآنحالیکہ اس کا دل ماسوی اللہ تعالیٰ سے متعلق ہو تو اس نے اپنا خسارہ ظاہر کر دیا اور جس نے اطراف و اکناف عالم سے آئے ہوئے حجاج کی حرم میں کوئی چیز چرا لی کہ وسعت مال حاصل کرے اللہ تعالیٰ اسے دور کر دیتا ہے۔ اس کا دل بخل میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان پر شکوہ جاری ہو جاتا ہے۔ اس کے قلب سے معارف کی برکات ختم ہو جاتی ہیں اور اس سے انوار یقین نکل جاتے ہیں اور مخلوق خدا اس سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس، حرم نبوی علی تحیۃ الصلوٰت والتسلیمات مصر کی جامع ازہر اور مغرب کی جامع زیتونیہ وغیرہ عظیم مساجد کے مجاور کو بھی اسی پر قیاس کر لیا جائے واللہ اعلم۔

گم شدہ چیز کی بازیابی کے لئے مجرب دُعا

گم شدہ چیز کے واپس پانے کے لئے جو وظیفہ ہم نے مجرب پایا وہ یہ ہے "یا جامع الناس لیوم لا ریب فیه اجمع بینی و بین ضالتی " اور اس سے پہلے سورۃ والضحیٰ تین مرتبہ پڑھ لے ایک دفعہ مجھ سے ایک نگ دجلہ میں گر گیا میں نے بھی یہی دعا مانگی تو مجھے یہ نگ ان اوراق میں سے مل گیا جن کی میں چھان پھٹک کرتا رہتا تھا۔ آپ سے اس حدیث پاک کے متعلق پوچھا گیا کہ غور و فکر کی ایک ساعت سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے تو فرمایا کہ اس غور و فکر سے مراد نفس کو بھول جانا ہے واللہ اعلم۔

حضرت جعفر بن محمد بن نصیر الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلدی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ ولادت اور نشو و نما کے اعتبار سے بغدادی ہیں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی صحبت کا شرف پایا اور انہیں کی صحبت سے معروف ہوئے اور انہیں کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ نیز حضرت ثوری، رویم، میمون اور جریری رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی اور قوم صوفیاء کی کتابوں، ان کی حکایات اور سیرت میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا حتیٰ کہ ایک

دن آپ نے فرمایا کہ میرے پاس صوفیاء کے دفتروں میں سے ایک سو بیس سے کچھ اوپر دفتر ہیں آپ سے کہا گیا کہ کیا آپ کے پاس حضرت علی بن محمد الترمذی کی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہے؟ فرمایا کہ میں انہیں صوفیاء میں شمار نہیں کرتا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ وہ یعنی علی بن محمد الترمذی اکابر صوفیاء میں سے اور اوتاد میں سے تھے اور آپ کے مناقب میں اگر ان سوالات کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوتا جو آپ نے بیان کئے جن کے جوابات خاتم الاولیاء کے سوا کوئی نہیں جانتا تو آپ کے مقام کو بیان کرنے میں وہی کافی تھے کیونکہ شیخ محی الدین بن العربی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق ان کے جوابات خاتم الاولیاء کے سوا کوئی نہیں جانتا جب کہ استاذ قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو ان اکابر میں شمار کیا ہے جن پر طریقہ صوفیاء کا مدار ہے اور ایک عارف کا قوم صوفیاء کے دفاتر کو جمع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے معاملات کے طریقوں پر اطلاع حاصل کی جائے تا کہ مریدین اور پیر بھائیوں کی ان کی طرف راہنمائی کی جائے کیونکہ اولیاءُ اللہ تعالیٰ کے دروازے ہیں تو جس میں اس ولی کے طریقے سے داخل ہونے کی استعداد نہ ہوتو اسے کسی دوسرے ولی کے راستے سے داخل کردے اور اس میں کسی داعی الی اللہ کے لئے بہت بڑی تائید ہے کہ کوئی اور ولی اللہ اس سے پہلے اسی راہ پر گذرا جس کی طرف اور جس کی طرف سے اس نے دعوت دی اسے خوب سمجھیں واللہ اعلم۔

آپ مشائخ میں سے بڑے مفتی اور حال کے اعتبار سے نہایت حسین اور باکمال تھے آپ نے ساٹھ کے قریب حج کئے اور ۳۴۸ھ میں بغداد شریف میں وفات پائی آپ کا مزار مقبرۂ شونیزیہ میں حضرت سری سقطی اور جنید بغدادی رضی اللہ عنہما کے مزارات کے قریب ہے۔

ملفوظات

اہل حقائق نے حق تعالیٰ سے منقطع کرنے والے تعلقات کو قطع کردیا۔ اس سے پہلے کہ وہ تعلقات انہیں منقطع کریں۔ یہ بات اخلاص کے خلاف نہیں کہ ایک شخص واصل باللہ ہونے کے لئے عمل کرے۔ اپنے حال کی انتہاء کو پہنچنے والا ہر شے میں اثر کرتا ہے اور ہر شے میں داخل ہوتا ہے اور اس میں کوئی شے اثر نہیں کرتی اور وہ اس سے کچھ نہیں لیتا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اوائل حال میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھاؤ یہاں تک کہ آپ کا حال مبارک میں پختگی آ گئی۔

دنیا میں آزاد لوگوں کی جدوجہد اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے بھائیوں کے لئے ہوتی ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ۹۴۷ھ میں میں نے حج کیا تو بیت اللہ شریف کے اردگرد۔ اس کے اندر اور تمام قبولیت کے مقامات پر میں صرف اپنے بھائیوں کے لئے دعائیں مانگتا رہا۔ کیونکہ یہ جوانمردی ہے کہ انسان اپنے نفس کا حصہ پیچھے کردے اور اپنے بھائیوں کا حصہ سامنے رکھے تا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم اس کی حاجت کو پورا کرنے اور آسان کرنے میں شامل حال ہو۔ الحمد للہ رب العالمین۔ میں نے حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص معاملہ میں مخلص ہو اللہ تعالیٰ اسے جھوٹے دعوؤں کی زحمت سے بچاتا ہے۔ حرم کعبہ میں ایک شخص کو بھوک لگی تو حجر اسود کے پاس اس نے اللہ رب العزت سے التجاء کی تو اس کی جھولی میں میزاب رحمت کی کیلوں میں سے ایک چاندی کی کیل گری تو اس نے اس سے اپنی حاجت پوری کی۔

فضیلتِ علم

میں اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کے علم سے زیادہ فضیلت والی کوئی چیز نہیں جانتا۔ کیونکہ علم کے بغیر اعمال پاک نہیں ہوتے۔ تو جسے علم نہیں اس کا عمل نہیں۔ علم کو ضائع کرنا اور پس پشت ڈالنا برا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا علم حاصل کرنا بھی عمل ہے؟ فرمایا وہ بہت بڑے اعمال میں سے ہے۔ علم کی بدولت اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اطاعت کی جاتی ہے اور علم کی وجہ سے حیا کرنے والے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہیں۔ اور وہ اعمال سے پہلے ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا۔ ''انسان کو وہ علم دیا جو کہ وہ نہیں جانتا۔'' نیز ''اسے بیان سکھایا۔'' علم صرف ناقص اچھا نہیں۔

جب فقیر کو کھاتا ہوا دیکھے تو جان لے کہ وہ تین میں سے ایک صورت سے خالی نہیں۔ یا کسی وقت کے لئے جو اس پر گذر چکا۔ یا اس وقت کے لئے جس کے آنے کا ارادہ کرتا ہے۔ یا اس وقت کے لئے ہے جس میں وہ اب ہے۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ کھانے پینے سے اس کا مقصد خواہش پوری کرنا یا عیش کوشی نہیں بلکہ وہ کسی ضرورت کے تحت کھاتا ہے۔ اللہ اعلم۔

فقراء کی صحبت اختیار کرو کیونکہ وہ دنیا کے خزانے اور آخرت کی کنجیاں ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو العباس بن القاسم بن مھدی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت احمد بن سیار رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے ہیں اہل مرو میں سے ہیں اور ان کے شیخ ہیں ان کے پاس حقائق الاحوال کے بارے میں سب سے پہلے آپ نے کلام فرمائی فقیہ اور عالم تھے حدیث پاک لکھی اور اس کی روایت فرمائی حضرت ابوبکر واسطی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت پائی اور گروہ صوفیاء کے علوم میں آپ کی طرف ہی منسوب ہوتے تھے اپنے دور کے مشائخ میں سے بہترین زبان والے تھے علوم توحید میں گفتگو فرماتے ۳۴۲ھ میں وصال ہوا۔

ملفوظات

اس گناہ سے بچنے کا کیا راستہ جو کہ تیرے بارے میں لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور بندہ جس قرض کو ادا کرنے کی ذمہ داری کا پابند ہے اسے بدلنے کا کیا حیلہ؟ ایک دن آپ سے پوچھا گیا کہ آدمی اپنے نفس کو کس چیز کے ساتھ رام کرے فرمایا اوامر پر صبر نواہی سے پرہیز' نیکوں کی صحبت' ساتھیوں کی خدمت اور فقراء کی ہم نشینی کے ساتھ اور آدمی وہاں ہے جہاں وہ اپنے نفس کو رکھے۔

معرفت کی حقیقت معارف سے نکل جانا ہے عقل مند کبھی مشاہدے سے لذت نہیں پاتا کیونکہ حق کا مشاہدہ فنا ہے اس میں کوئی لذت نہ لذت پانا کوئی حصہ ہے نہ حصہ پانا حق کے متعلق جو بھی لب کشائی کرتا ہے حق سے پردے میں ہے خطرہ (دل میں گذرنے والے اسرار) انبیاء علیہم السلام کے لئے وسوسہ اولیاء کے لئے اور اندیشہ عوام کے لئے ہے۔ طمع کی تاریکی انوار مشاہدہ کو روک دیتی ہے ہدایت کا لباس عوام کے لئے ہیبت کا لباس عارفین کے لئے زینت کا لباس دنیاداروں کے لئے ملاقات کا لباس اولیاء کے لئے اور تقویٰ کا لباس حضوری والوں کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تقویٰ کا لباس بہت بہتر ہے۔

جو اپنے دین کے بارے میں نظر باریک میں ہو اس پر باریک ہونے کے باوجود پل پراط وسیع کر دیا جاتا ہے اور جس

اپنے دین کے بارے وسعت نظر اختیار کی اس پر پل صراط تنگ کر دیا جاتا ہے اور جو اپنے حقوق کی وجہ سے اپنے حقوق سے غائب ہوا وہ شدت اور عذاب سے غائب ہوا۔

حضرت ابوبکر بن داؤد الدینوری الرقی رحمتہ اللہ علیہ

شام میں قیام پذیر رہے حضرت ابوعلی روزباری رحمتہ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے ہیں۔ البتہ آپ کی عمر سو سال سے زائد تھی آپ نے حضرت ابوعبداللہ بن الجلاء' ابوبکر الرقاقی اور ابوبکر مصری رحمتہ اللہ علیہم کی صحبت پائی۔ لیکن ابن الجلاء کی طرف زیادہ منسوب ہوتے ہیں اپنے دور کے بزرگ مشائخ میں سے اور ان میں سے بہترین حال والے اور مشائخ کے سب سے قدیم صحبت پانے والے تھے ۳۵۰ھ کے بعد وفات پائی۔

آپ سے پوچھا گیا کہ فقراء اور تصوف میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ فقراء تصوف کے احوال میں سے ایک حال ہے پوچھا گیا کہ تصوف کی علامت کیا ہے؟ فرمایا کہ ہر وقت اس کام میں مصروف ہو جو زیادہ بہتر ہو۔

ملفوظات

جب فقراء علم حقیقی سے گر کر علم ظاہر کی طرف آ جائیں تو اپنے احوال میں اللہ تعالیٰ کے حضور بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں بخلاف ان کے غیر کے۔ اہل معرفت اپنے معروف کے زندہ رہنے کی وجہ سے زندہ ہیں تو حقیقی حیات صرف اہل معرفت ہی کو حاصل ہوتی ہے دوسروں کو نہیں۔

حضرت ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن رازی رحمتہ اللہ علیہ

شعرانی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ رازی الاصل تھے۔ جب کہ آپ کی جائے ولادت اور مقام نشوونما نیشاپور ہے۔ آپ نے حضرت جنید بغدادی' ابوعثمان' حیری' رویم' محمد بن الفضل' سمنون' جوز جانی اور محمد بن حامد وغیرہم مشائخ رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی۔ آپ حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر ہم نشینوں میں سے ہیں حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ آپ کا بہت اکرام و تعظیم فرماتے اور آپ کے مقام کو سمجھتے تھے۔ آپ اپنے دور کے عظیم نیشاپوری مشائخ میں سے تھے آپ کی ایسی ریاضات ہیں کہ کان سن نہیں سکتے۔ اس گروہ صوفیاء کے علوم کے عالم تھے۔ کثیر احادیث لکھیں معتمد اور پرہیز گار تھے ۳۵۳ھ میں وفات پائی۔

ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے عیب پہچانتے ہیں اور جس کام میں لگے ہوئے ہیں اسے پسند کرتے ہیں اور اس سے باز نہیں آتے اور صحیح کام کی طرف نہیں لوٹتے فرمایا یہ اس لئے کہ وہ علم پر فخر کرنے لگ گئے اور علم پر عمل کرنے میں مصروف نہ ہوئے۔ ظاہری بحثیں شروع کر دیں اور باطنی بحثوں پر توجہ نہیں دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حق و صواب دیکھنے سے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا اور ان کے اعضاء کو عبادت سے محروم کر دیا نیز فرمایا کہ عارف تو مخلوق کی موافقت کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے ورنہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جیسا کہ وہ ارادہ فرمائے۔ نیز فرمایا کہ معرفت بندوں اور ان کے مولا کے درمیان سے حجابات اٹھا دیتی ہے۔

حضرت ابوعمرو اسماعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن سالم بن خالد اسلمی رحمتہ اللہ علیہ

آپ امام قشیری کے شیخ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمتہ اللہ علیہ کے دادا ہیں۔ حضرت ابوعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور ان کے بڑے ہم نشینوں میں سے تھے۔ حضرت جنید بغدادی کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ اپنے وقت کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ حال کو چھپانے اور وقت کے تحفظ کے لئے آپ ایک منفرد طریقہ کے مالک ہیں ۳۶۶ھ میں فوت ہونے والے حضرت ابوعثمان کے مریدوں میں سے آپ آخری ہیں آپ نے حدیث کی سماعت اور روایت کی اور آپ اس سلسلے میں ثقہ تھے۔

ملفوظات

ہر حال علم کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ صاحب حال پر اس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہوتا ہے۔ جس کا نفس اس کے نزدیک محترم ہوا اس کا دین اس پر ہلکا ہوگیا۔ جسے دیکھنے سے تجھے تہذیب نہ ملے تو جان لے کہ وہ غیر مہذب ہے۔ عبودیت میں کسی کا قدم صاف نہیں پڑتا جب تک کہ اس کے سب اعمال اس کے نزدیک ریاء کاری اور سب احوال محض دعوے قرار نہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اسے صلحاء اور نیکوں کی خدمت کا شرف عطا فرماتا ہے اور وہ جس بات کا اشارہ کریں اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اس پر نیکیوں کی راہ آسان فرماتا ہے اور اسے ان نیکیوں کے دیکھنے سے حجاب میں رکھتا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ دعوے کہاں سے پیدا ہوتے ہیں فرمایا دھوکا کھانے اور اسرار کو پھیلانے سے۔ دعوے صرف ابتداء کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں جس کی ابتداء صحیح ہو اس کا انجام بھی صحیح ہوتا ہے اور جس کی ابتداء میں فساد آ گیا تو وہ اکثر اپنے احوال میں سے کسی حال میں بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ ملامتی کے لئے کوئی دعویٰ نہیں ہوتا کیونکہ وہ کسی چیز کو بھی اپنا نہیں سمجھتا جس کا دعویٰ کرے۔ عام مسلمانوں کا احترام کرو اور جہاں تک ممکن ہو کسی امر کے درپے نہ ہو لوگوں میں گمنام رہ۔ تو جس قدر ان کی طرف متعارف اور مشغول ہوگا اسی قدر اپنے پروردگار کے اوامر سے اپنے حصے کو ضائع کردے گا جس نے کسی ایسے کے سامنے اپنی خوبیاں ظاہر کیں جو اس کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں تو اس نے اپنی جہالت کا اظہار کیا جس نے استقامت کی مدکو قائم رکھا اس کی وجہ سے کوئی ٹیڑھا نہیں ہوتا اور جو ٹیڑھا ہوا اس سے کسی کو استقامت نہیں ملتی۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالحسن بن احمد بن سہل البوسنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ خراسان کے یکتا جوانمردوں میں سے تھے۔ حضرت ابوعثمان سے ملاقات کی عراق میں حضرت ابن عطاء اور جریری کی اور شام میں حضرت طاہر المقدسی اور ابوعمرو الدمشقی رحمتہ اللہ علیہم کی صحبت کا شرف پایا اور شیخ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کئی مسائل میں گفتگو فرمائی جو کہ علوم توحید اور علوم معاملات میں اپنے وقت کے عظیم مشائخ میں سے تھے اور جوانمردی اور تجرید میں خلق و طریقہ کے اعتبار سے بہترین حضرات میں سے تھے۔

آپ فقراء کی تعظیم کرنے والے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ۳۴۸ھ میں وفات پائی۔ آپ سے تصوف کے بارے میں سوال

کیا گیا فرمایا آج وہ ایک نام ہے حقیقت نہیں اور کبھی حقیقت تھی نام نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس کا باطن اس کے ظاہر سے افضل ہو وہ ولی ہے اور جس کا باطن وظاہر برابر ہو وہ عالم ہے اور جس کا ظاہر اس کے باطن سے افضل ہو وہ جاہل ہے اسی لئے وہ اپنے نفس سے انصاف نہیں کرتا جب کہ دوسروں سے انصاف طلب کرتا ہے آپ سے پوچھا گیا کہ دانا کون ہے؟ فرمایا جو تکلف کے بغیر ہی ذات' افعال' اخلاق اور عادات میں ہلکا ہو نیز فرمایا کہ ہماری طرف سے خیر ایک ذلت ہے جب کہ شر ہماری صفت ہے۔ (اقول وباللہ التوفیق شائد حضرت کی مراد یہ ہے کہ چونکہ نفس امارہ شر پر آمادہ کرتا ہے لیکن جب اہل اللہ کی صحبت پر استقامت کا شرف حاصل ہو تو اب توفیق الٰہی اسے شر سے پھسلا کر اور دھکیل کر خیر کی طرف لے آتی ہے اور یوں اس پر ذلت کا اطلاق فرمایا جب کہ جبلی طور پر نفس امارہ شر پر بھی ابھارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے شر سے بچائے آمین۔ بحرمۃ طٰہٰ ویٰسین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

حضرت ابوعبداللہ محمد بن خفیف الضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیراز میں رہے اور آپ اپنے وقت کے شیخ المشائخ اور یکتا ہیں۔ علوم ظاہرہ اور حقائق کے عالم اور مقامات' احوال اور تمام اخلاق واعمال میں خوب تر تھے ۳۷۱ھ میں فوت ہوئے۔

تصوف کیا ہے؟ (ملفوظات)

تصوف دلوں کو صاف کرنے' طبعی اخلاق کو جدا کرنے' صفات بشریہ کو مٹانے' نفسانی دعووں سے پہلوتہی کرنے' صفات روحانیہ کو اتارنے' علوم حقیقت سے تعلق پیدا کرنے' تمام امت کی خیر خواہی کرنے اور شریعت پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا نام ہے۔ مرید کے لئے رخصتوں پر مسلط ہونے اور تاویلات قبول کرنے کے بارے میں نفس کو ڈھیل دینے سے زیادہ کوئی چیز نقصان دہ نہیں۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں ظاہر و باطن' ظاہری ذکر کلمہ طیبہ' حمد وثنا' تمجید اور تلاوت قرآن کریم ہے اور باطنی ذکر دلوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی صفات' اسماء اور افعال نیز اس کے احسان کو پھیلانے' اس کی تدبیر کو جاری کرنے اور اس کی تقدیر کو نافذ کرنے پر بیدار رہنے کی شرائط پر متنبہ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر منفرد ہے اور وہ مذکور کو اس کی احدیت کے منفرد ہونے کے ساتھ یاد کرنا ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) ہے۔ میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ آپ فرمارہے تھے جس نے طریق الی اللہ کو پہچانا اور اس پر چلا۔ بعدازاں اس سے لوٹ آیا اللہ تعالیٰ اسے ایسا عذاب دیتا ہے جو جہان میں سے کسی کو نہ دیا ہو اس کی صحبت لازم کر جو تجھے اپنے فعل کی زبان کے ساتھ نصیحت کرتا ہے نہ کہ اپنے قول کی زبان سے۔

حضرت ابوالحسین بندار بن الحسین الشیر ازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آذربائیجان میں سکونت پذیر رہے۔ اصول اور زبان کے عالم تھے علم الحقائق میں آپ کی زبان مشہور ہے شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم کرتے اور آپ کے مرتبے کو عظیم جانتے تھے اور آپ کے اور ابن خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان مختلف مسائل میں مذاکرات رہے ۳۵۳ھ میں وفات پائی اور حضرت ابوزرعہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو غسل دیا۔

صوفی اور متصوف میں فرق (ملفوظات)

آپ سے صوفیہ اور متصوفہ میں فرق کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا صوفی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لیا اور اسے تکلف کے بغیر صاف فرما دیا جب کہ متصوف وہ ہے جو کہ اپنے آپ میں تکلف کرتا ہے اور دنیا میں رغبت اور بشریت کی تربیت کے باوجود زہد کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے نفس سے جھگڑا نہ باندھ کیونکہ وہ تیرا نہیں اسے اس کے مالک پر چھوڑ دے جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے یہ ادب نہیں کہ تو اپنے رفیق سے پوچھے کہ کدھر؟ یا کس مصروفیت میں؟

جس نے اپنے رب کی حقیقت کو اپنا قبلہ مقرر نہیں کیا اس کی نماز فاسد ہوگئی (اقول وباللہ التوفیق یہ مقربین کا مقام ہے جس پر حضرت شیخ فائز ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) بنی عامر کے مجنوں کو اس کے فوت ہونے کے بعد خواب میں دیکھا گیا۔ پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا کہنے لگا مجھے بخش دیا اور مجھے محبین پر حجت فرمایا۔ جو آخرت پر متوجہ ہوا اور اس کی طرف مائل ہوا وہ اسے اپنے نور سے جلا دیتی ہے اور وہ سونے کا ٹکڑا بن جاتا ہے جس سے نفع لیا جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا وہ اسے نور توحید سے جلا دیتا ہے اور وہ ایسا جوہر ہو جاتا ہے جس کی قیمت ہی نہیں۔ ایک دفعہ آپ سے کہا گیا کہ دنیا کیا ہے؟ تو فرمایا وہ چیز جو دل کے قریب ہو اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے غافل کر دے۔

حضرت ابوبکر الطمستانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نہایت بزرگ مشائخ میں سے تھے حال اور وقت میں ان سے اعلیٰ اور منفرد تھے۔ ہم جنسوں میں سے کوئی بھی اس میں آپ کا ہم پایہ اور ہم پلہ نہیں تھا۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ آپ کی باتیں کرتے اور انتہائی ادب و احترام کرتے آپ نے حضرت ابراہیم فارسی اور فارس کے دیگر مشائخ رحمتہ اللہ علیہم کی صحبت پائی۔ سب کے سب آپ کا احترام کرتے تھے۔ نیشاپور آئے اور ۳۴۰ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔

ملفوظات

اپنے مریدوں سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ بیٹھا کرو اور لوگوں کے ساتھ تھوڑا۔ اس سے آپ کی مراد تنہائی اختیار کرنا ہے۔ لوگوں میں اچھا وہ ہے جو کہ حق اپنے غیر میں دیکھے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ وہ نہیں جس پر وہ خود ہے اگرچہ مرتبہ میں اونچا ہو۔ یہ اس لئے کہ اسے معلوم ہو کہ اس نے اپنی ذمہ داری میں کوتاہی کی ہے۔ جس نے کتاب وسنت کی اتباع کی اور دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آثار کی پیروی کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر یہ برتری رہتی ہے کہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔

بندوں کو نفع پہنچانے کی نیت سے کام کرنا تعمیر دنیا و آخرت ہے

بیداروں کی بیداری تعمیر آخرت کے لئے ہے جس طرح کہ اہل غفلت کی غفلت تعمیر دنیا کے لئے ہے امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت ہے کہ پیشہ ور نے اپنے پیشے سے بندوں کو نفع پہچانے کا قصد نہ کیا ہو صرف دنیا جمع

کرنے تک محدود رہا جب وہ اپنے پیشے سے بندوں کو نفع پہچانے کا ارادہ کرے تو اس نے دنیا و آخرت دونوں کو آباد کیا واللہ اعلم۔
جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سچائی کو استعمال کیا تو اس کا اللہ تعالیٰ کے حضور سچا رہنا اسے مخلوق خدا کے لئے فراغت پانے سے مصروف کر دیتا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ محمد بن عنان رضی اللہ عنہ اس مقام پر فائز حضرات میں سے تھے آپ کبھی بھی کسی بات کا جواب دینے پر قادر نہیں ہوتے تھے۔

فرمایا: میں کیا کروں کہ ساری کائنات میری دشمن ہے۔ وصل بغیر جدائی کے ہے۔ جب جدائی آئی تو وصل کیسا؟ نفس آگ کی مثل ہے کہ ایک جگہ سے بجھتی ہے تو دوسری جگہ سے بھڑک اٹھتی ہے۔ اسی طرح نفس اگر ایک طرف سے درست ہوتا ہے تو دوسری سے متاثر ہو جاتا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور ادب کے ساتھ بیٹھنے پر قادر نہیں ہو تو اس کے حضور بیٹھو جو کہ بارگاہ خداوندی میں ادب سے صحبت کا شرف رکھتا ہے تاکہ تمہیں اس کی صحبت کی برکات دربار خداوندی کی صحبت تک پہنچا دیں (اقول وباللہ التوفیق شیخ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دینا انہی روحانی مدارج کے حصول کے لئے ہوتا ہے ورنہ حیات ظاہری کے اسباب تو کسی شرط پر مشروط نہیں ہے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر ہست بس پر آفت و خوف و خطر محمد محفوظ الحق غفرلہ

حضرت ابو العباس احمد بن محمد الدینوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت یوسف بن حسین، عبداللہ بن خراز، ابو محمد جریری اور ابو العباس بن عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت پائی اور حضرت رویم کی ملاقات کا شرف پایا۔ نیشاپور آئے اور ایک مدت تک یہیں رہے اور لوگوں کو وعظ کرتے اور معرفت کی زبان میں بہت اچھی گفتگو فرماتے۔ پھر نیشاپور سے سمرقند تشریف لے گئے اور ۳۴۰ھ کے بعد وہیں وفات پائی۔

ملفوظات

چیزوں کے مشاہدات کی ترتیب میں علماء کے مقام مختلف ہیں ایک گروہ ان علماء کا ہے جو چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو انہوں نے چیزوں کا مشاہدہ چیزوں کی حیثیت سے کیا پھر وہاں سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ ایک گروہ ان کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سے غائب ہوئے بغیر چیزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہ کوئی شے نہیں دیکھتے مگر اس سے پہلے حق سبحانہ وتعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایک گروہ ان کا ہے جو چیزوں کے ساتھ رہ گئے کیونکہ ان کے لئے وہاں سے اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ نہیں تھا۔

آپ نے اپنے زمانے والوں کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے ارکان تصوف توڑ دیئے اس کی راہ مٹا دی اپنے گھڑے ہوئے ناموں کے ساتھ اس کے معانی بدل دیئے۔ انہوں نے طمع کو درجہ میں زیادتی، بے ادبی کو اخلاص، حق سے دور ہونے کو شطحیات، بری شے سے لذت پانے کو پاکیزگی، خواہش کی پیروی کو ابتلاء، دنیا کی طرف رجوع کو واصل ہونے، بد خلقی کو دبدبہ، بخل کو حلاوت، مانگنے کو عمل، اور لچر زبان استعمال کرنے کو سلامتی کا نام دیتے ہیں اور یہ قوم صوفیاء کا طریقہ نہیں تھا وہ تو حیاء و ادب، اور نفسانی خواہشات سے بے رغبتی کے مقام پر فائز تھے۔

حضرت ابوعثمان سعید بن سلام المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کوکب نامی، قیروان کی ایک بستی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مدت تک حرم شریف میں رہے اور شیخ الحرم تھے حضرت ابوعلی ابن الکاتب حبیب المصری اور ابوعمرو الزجاجی کی صحبت پائی۔ حضرت نہرجوری اور ابوالحسین بن الصائغ الدینوری وغیرہ مشائخ سے ملاقات کی۔ بلندی حال، وقت کے تحفظ، فراست کے ساتھ صحیح فیصلہ کرنے اور قوت ہیبت میں آپ کی مثل کوئی نہ دیکھا گیا نیشاپور آئے اور ۳۷۳ھ میں وہیں وفات پائی اور وصیت فرمائی کہ امام ابوبکر بن فورک نماز جنازہ پڑھائیں۔

(ملفوظات)

جو اپنے اعضاء کو احکام خداوندی کے تحت حفاظت میں رکھے تو وہ ہمیشہ اعتکاف میں ہے۔

اولیاء پر نوازشات الٰہیہ

اللہ رب العزت کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ اپنے اولیاء کو ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر کے آزمائے کہ ان کا صبر ظاہر ہو۔ اگر وہ اپنے دشمن کی آزمائش پر صبر کریں تو انہیں اپنے علم کے ساتھ عظمت دیتا ہے اپنے وصل سے نوازتا ہے، اپنے جوار رحمت میں جگہ بخشتا ہے، اپنے مشاہدہ کی نعمت عطا فرماتا ہے، اپنے ذکر کی لذت مرحمت فرماتا ہے، اپنی معرفت تک رسائی عطا کرتا ہے، انہیں امام بناتا ہے جن کی اقتداء کی جائے اور اپنے بندوں کے لئے وجہ نجات اور اپنی زمین میں رحمت گردانتا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اپنے دشمن پر ان کے صبر کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کے حکم کی مخالفت میں پیش آنے والی تکلیف پر صبر کریں اور اس کے وسوسوں کی کثرت کی وجہ سے پریشان نہ ہوں کہ اس کی اطاعت کرنے لگیں واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا انس اپنے اولیاء کی زیارت میں رکھا ہے اس حدیث کا معنی ''کہ اکثر اہل جنت کم عقل ہیں'' یہ ہے کہ وہ اپنی دنیا میں بے وقوف اور اپنے دین کے بارے میں سمجھدار ہیں۔ جس نے فقراء کی ہم نشینی پر مال داروں کی صحبت کو ترجیح دی اللہ تعالیٰ اسے دل کی موت میں مبتلا کر دیتا ہے خطا کار بہتر ہے دعویٰ کرنے والے سے کیونکہ خطا کار توبہ کا راستہ طلب کرتا ہے جب کہ دعویٰ کرنے والا اپنے دعویٰ کی خرابی میں الجھا رہتا ہے۔ عارفوں کے منہ قدرت کی مناجات کیلئے کھلے ہوئے ہیں۔ ولی کبھی حجاب میں ہوسکتا ہے لیکن فتنہ میں نہیں ہوتا۔ جو شخص گدھے کے ہینگنے سے ستار اور گویوں کی آوازوں جیسی آواز نہیں سنتا تو وہ کذاب ہے۔

حضرت ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمومتہ نصرآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت میں خراسان کے شیخ ہیں۔ اصل میں نیشاپوری ہیں۔ یہیں ولادت ہوئی اور نشو و نما پائی۔ سنن کی حفاظت اور ان کے جمع کرنے کے متعلق مختلف علوم، علوم تواریخ اور علم الحقائق کی طرف رجوع فرماتے ہیں علم اور حال میں یکتائے روزگار تھے۔ حضرت ابوبکر شبلی، ابوعلی روزباری، ابومحمد مرتعش وغیرہم مشائخ کی صحبت پائی۔ نیشاپور میں رہے پھر آخری عمر میں مکہ معظمہ چلے گئے اور ۳۶۶ھ میں حج کیا۔ حرم شریف میں مجاور رہے۔ ۳۶۷ھ میں وفات پائی۔ حدیث کی کتابت اور روایت فرمائی اور اس بارے میں

ثقہ تھے۔

ملفوظات

ادب یہ ہے کہ انسان جب زہد اور دنیا سے بیزاری میں مشہور ہو جائے تو لوگوں کے سامنے دنیا کو جمع کرنے کا مظاہرہ کرے تا کہ اس سے زہد کی نسبت منقطع ہو جائے۔ دار و مدار دل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔
جب تجھ پر صحراء حق سے کوئی چیز ظاہر ہو تو اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کی طرف توجہ نہ کر اور یہ تیرے دل میں بھی نہ کھٹکیں پھر جب اس حال سے تو رجوع کرے تو اس چیز کی تعظیم کر جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی ہے۔
آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص عورتوں کی مجلس میں بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ میں انہیں دیکھنے میں معصوم ہوں تو آپ نے فرمایا کہ جب تک جسم باقی ہیں بندہ امر اور نہی کا پابند ہے خصوصاً وہ جو غیر شادی شدہ ہے۔ جس نے جزاء دیکھنے پر عمل کیا اس کے اعمال گنتی اور حد کے اندر ہیں اور جو مشاہدہ پر عمل کرتا ہے تو مشاہدہ اسے گنتی اور تعداد سے بے توجہ کر دیتا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو گنتی کے ساتھ عمل کرتا ہے تو اس کا ثواب گنتی کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ایک نیکی لایا اسے اس کا دس مثل اجر ہے اور جس نے مشاہدہ پر عمل کیا اس کے اجر کی گنتی نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صابروں کو ان کا اجر حساب کے بغیر دیا جاتا ہے۔
محبین کے خون جوش مارتے ہیں جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں ایسے مقام پر کھڑے ہیں کہ اگر آگے بڑھیں تو غرق ہو جائیں اور اگر پیچھے ہٹیں تو حجاب میں آ جائیں۔ جذب زیادہ تیز ہے سلوک سے۔ کیونکہ حق کی طرف سے ہر کشش بندہ کو جن و انس کے عمل سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

تصوف کی اصل

تصوف کی اصل کتاب وسنت کا لازم کرنا' خواہشات اور بدعات کو ترک کرنا' مشائخ کی عزتوں کا احترام کرنا' مخلوق کے عذر قائم کرنا' اوراد پر ہمیشگی کرنا اور رخصتوں اور تاویلات کو ترک کرنا ہے اور جو بھی اس راستے سے بھٹکا وہ مردوں کے مقام سے گر گیا۔
زاہد دنیا میں بیگانہ ہے اور عارف آخرت میں اجنبی ہے اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو فتیہ یعنی جوان مرد اس لئے فرمایا کہ وہ بلا واسطہ ایمان لائے (یعنی کسی دلیل کے بغیر محض حق سے متاثر ہو کر ایمان لائے) اولیاء اللہ کے لئے کوئی سوال نہیں وہ صرف پژمردگی اور گمنامی ہے۔ اولیاء اللہ کی انتہائی منازل انبیاء علیہم السلام کے آغاز ہیں۔ جمع' عین توحید اور تفرقہ' حقیقت تجرید ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے فانی ہو تمام اشیاء اسی کے سبب اسی کے لئے اسی کی طرف اور اسی سے سمجھے۔

حضرت ابو الحسن علی بن ابراہیم المصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بصری الاصل ہیں۔ بغداد میں سکونت اختیار کی اور ۳۷۱ھ میں ذوالحجہ میں جمعۃ المبارک کے دن وہیں وفات پائی۔ اپنے وقت میں عراق کے شیخ تھے۔ آپ کے زمانے میں مشائخ میں سے آپ کی مثل نہ دیکھا گیا اور نہ ہی آپ سے گفتگو میں کامل۔ زبان میں حسین اور مقام میں اونچا کوئی دیکھا گیا۔ اپنے طریقہ میں یکتا' اپنی عادات اور احوال میں نادر روزگار' بیان توحید میں ایک مخصوص زبان رکھتے ہیں۔ تجرید و تفرید میں وہ مقام رکھتے ہیں کہ بعد والوں میں کوئی شریک نہ ہوا۔ عراقیوں کے استاد ہیں ان میں سے جس

نے ادب سیکھا آپ ہی سے لیا۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت پائی اور انہیں کی طرف نسبت کرتے تھے ان کے علاوہ بھی مشائخ کی صحبت اختیار کی۔

ملفوظات

ایک مدت تک میں اس کیفیت میں رہا کہ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتا تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہ کہتا اور کہتا کہ شیطان رجیم کون ہے جو کلام الٰہی کے پاس حاضر ہو امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاید یہ معمول آپ کے درجہ کمال پر پہنچنے سے پہلے تھا کیونکہ مرد کامل مراتب جمع کرتا ہے اور ان میں سے کسی کی نفی نہیں کرتا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے استعاذہ کا حکم دیا تو اگر اس کا مشاہدہ نہ کرنا کمال ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے واللہ اعلم۔

بات تعریضاً کہو صراحت کے ساتھ نہ کہو تعریض میں پردہ زیادہ ہے۔

حضرت ابوعبداللہ احمد بن عطاء بن احمد روذباری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ابوعلی روذباری رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں اور اپنے وقت میں شام کے شیخ ہیں۔ آپ کے مخصوص احوال اور علم شریعت وقرآن اور علم حقیقت جیسے مختلف علوم میں اور ایسے اخلاق وعادات جن میں آپ منفرد ہیں اور فقر کی تعظیم وحفاظت' اس کے آداب کو لازم کرنے' فقراء کی محبت' ان کی طرف مائل ہونے اور ان کے ساتھ نرمی کی وجہ سے آپ کی طرف رجوع کیا جاتا۔

۳۶۹ھ میں صور میں وفات پائی۔

ملفوظات

اہل غیبت پیتے ہیں تو ہوش اڑ جاتے ہیں۔ حضوری والے پیتے ہیں تو ناز ونعمت سے رہتے ہیں۔ ہر قبیح سے بڑا قبیح بخیل صوفی ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ بخل سے مراد یہ ہے کہ بخیلی کی وجہ سے روک رکھے نہ کہ کسی حکمت کسی وجہ سے کیونکہ بعض لوگوں سے روکنا اللہ عزوجل کے اخلاق میں سے ہے واللہ اعلم۔ تصوف صوفی سے بخل کی نفی کر دیتا ہے اور حدیث لکھنا لکھنے والے سے جہالت دور کر دیتا ہے اور جب یہ دونوں خوبیاں کسی شخص میں جمع ہو جائیں تو یہی مقام کافی ہے خلاف مزاج لوگوں میں بیٹھنا روح کو پگھلانا ہے۔ اپنے جیسوں میں بیٹھنا عقلوں کی پیوندکاری ہے۔

حسن نے ادب کے بغیر اولیاء اللہ کی خدمت کی ہلاک ہوا۔ ہر شخص جو ہم نشینی کے قابل ہو وہ انس کے قابل نہیں ہوتا اور ہر وہ شخص جو انس کے قابل ہو اسرار کا امین نہیں بنایا جاتا۔ کیونکہ اسرار کی امانت صرف امانت والوں کو سونپی جاتی ہے۔ والسلام

اور آپ کی عادت تھی کہ جب کہیں جاتے تو فقراء کے پیچھے چلتے ان سے آگے نہ چلتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد بن الحسن روغندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طوس کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت ابوعثمان حیری اور آپ کے طبقہ کے دیگر مشائخ کی ایک جماعت کی صحبت

سے فیض پایا۔ اپنے طریقہ میں یکتائے وقت ہوئے۔ آپ سے بے شمار آیات و کرامات کا ظہور ہوا۔ حال میں مجرد اور بڑی ہمت کے مالک تھے۔ ۳۵۰ھ میں وفات پائی۔

ملفوظات

جس نے دنیا کے لئے دنیا کو چھوڑا تو یہ اس کے دنیا کو جمع کرنے کی محبت کی علامت ہے۔ جس نے اپنے بچپنے میں اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کر دیا اللہ تعالیٰ اسے اس کے بڑھاپے میں رسوا فرماتا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس کا موقعہ جب ہے کہ وہ مقبول توبہ نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسے ذلیل کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ ذلیل کئے جانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ خدمت کرنے میں تمیز سے بچ کیونکہ تمیز والے چلے گئے سب کی خدمت کرتا کہ تجھے مراد ملے اور تیرا مقصد فوت نہ ہو اور ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے فقراء کی خدمت کی مگر اسے ان کی برکات ضرور پہنچیں اور آخرت سے پہلے دنیا میں عزت کا نفع ضرور پایا۔

زاہد اپنے نفس کے حصے میں ہے اور صوفی اپنے پروردگار کے حصے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بندے پر اسی قدر آزمائش نازل فرماتا ہے جس قدر اس بارے میں اسے معرفت عطا فرمائی ہے تاکہ اس کی معرفت اس کی آزمائش میں اس کی مددگار ہو تو ان میں سے معرفت میں جو جس قدر بلند ہوگا اسی قدر آزمائشیں زیادہ ہوں گی اور قلیل معرفت والے کی آزمائش بھی قلیل ہوں گی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں گھبراتے تھے مگر اپنی امت کے لئے کیونکہ رافت و رحمت کے ساتھ معبوث فرمائے گئے تو جب آپ کو اپنی امت کے لئے انکشاف ہوتا کہ مخالفت میں پڑیں گے تو ان کے لئے اور ان پر پریشان ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گذرتا ہے تمہاری بھلائی بہت چاہتے ہیں۔ ایمان والوں پر مہربان، رحم فرمانے والے ہیں۔ احوال درست نہیں ہوتے مگر اس وقت کہ علم کے نتائج کی وجہ سے ہوں۔ اگر علم نہ ہو تو قلب خوف محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی اطمینان و سکون پاتا ہے۔

حضرت ابوالحسن علی بن بندار بن الحسین الصوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیشاپور کے جلیل القدر اور مقتدر مشائخ میں سے ہیں جس قدر آپ کو مشائخ کی زیارت اور صحبت نصیب ہوئی کسی اور کو نہ ہوئی نیشاپور میں آپ نے حضرت ابوعثمان اور محفوظ کی، بغداد میں حضرت جنید، رویم، سمنون، ابن عطاء اور جریری کی، شام میں حضرت مقدسی اور ابن الجلاء کی اور مصر میں حضرت ابوبکر مصری، زقاق اور روذباری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی صحبت کا شرف پایا۔ کثیر احادیث کی کتابت اور روایت فرمائی اور ثقہ تھے اور آپ کے شہر میں داخل ہونے والا آپ سے پہلے اگر محدثین اور علماء کے پاس حاضر ہوتا تو فرماتے کہ تجھے سنت نے فرض سے مشغول رکھا۔ کیونکہ صوفیاء تیرے دل میں علم والی جگہ کو صاف کرتے ہیں تاکہ تیرا دل اس قابل ہو جائے کہ وہاں علم اقامت پذیر ہو۔

ملفوظات

آپ سے تصوف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ظاہری اور باطنی مخلوق کو دیکھنے کے مقام سے گرا دینا ہے۔ دلوں کی خرابی زمانہ اور اہل زمانہ کی خرابی کے معیار پر ہوتی ہے۔ فقیر کامل نہیں ہوتا مگر اس وقت کہ فقر کو چھپائے اور اپنے بھائیوں پر فقر پر اپنی رضا،

انس اور فرحت کو ظاہر نہ ہونے دے۔ جس زمانے میں ہمارے جیسوں کو صالح کہا جاتا ہے اس میں صالحیت کی امید نہیں کی جا سکتی۔ جب آپ سے کسی ایسے بندۂ خدا کی ملاقات ہوتی جس نے ایسے مشائخ کی زیارت کی ہو جن سے آپ کی ملاقات نہیں ہوئی تو اس کا ہاتھ چومتے اور اس کے پیچھے چلتے اور فرماتے کہ تو نے ایسی شخصیت کی ملاقات کا شرف پایا جس کی میں نے زیارت نہیں کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت میں نیشاپور کے صاحب فتویٰ مشائخ میں سے ہیں حضرت ابوعثمان حیری رضی اللہ عنہ کی صحبت کا شرف پایا اور ۳۶۰ھ سے پہلے وفات پائی۔

ملفوظات

جوانمردی، حسن اخلاق اور ہر اچھے برے کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ جب تم میں کوئی شر کی گواہی دے تو ڈرو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اکثر فقراء غافل ہیں وہ پرواہ نہیں کرتے کہ ان پر کون تنقید کر رہا ہے؟ صرف اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے معمولات کا علم ہے اور وہ شخص مقام عرفان سے محروم ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفائی دی ہے جو ان پر جرح کر رہے ہیں۔ اور انہیں زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ قرار دیا۔ تو وہ جو خبر دیں اس کی تصدیق ضروری ہے واللہ اعلم۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن حمدون القرادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیشاپور کے بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ حضرت ابوعلی ثقفی، عبداللہ بن منازل، شبلی، ابوبکر بن طاہر وغیرہم مشائخ رضی اللہ عنہم کی صحبت سے فیضاب ہوئے۔ اپنے وقت میں یکتائے طریقت تھے۔

ملفوظات

نیکیوں کا چھپانا برائیاں چھپانے سے زیادہ بہتر ہے کہ اس سے نجات کی امید ہے۔ اس دل میں نور معرفت ہرگز داخل نہیں ہو گا جب تک اس دل والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہر شے پر ترجیح نہ دے۔

حضرت ابوعبداللہ اور حضرت ابوالقاسم جو کہ احمد بن محمد کے بیٹے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت ابوعبداللہ نے حضرت یوسف بن الحسین رازی، عبداللہ بن الخراز رازی، مظفر قرمیسینی، رویم، جریری اور ابن عطاء رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی عظیم مفتی، سخی، حسین اخلاق اور عالی ہمت مشائخ میں سے تھے ۳۶۶ھ میں وفات پائی اور حضرت ابوالقاسم خراسان میں اپنے وقت اور طریقے میں یکتا مشائخ میں سے تھے۔ بلند حال، بزرگ ہمت اور نشست و برخاست میں اچھی سیرت اور وقار والے۔ آپ نے حضرت ابن عطاء، جریری، ابن ابی سعدان، ابن ممشاد دینوری اور روذباری رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی ۳۷۸ھ میں نیشاپور میں وفات پائی۔

ملفوظات

سچا فقیر وہ ہے جو ہر شے کا مالک ہو اور کوئی چیز اس کی مالک نہ ہو۔ یعنی وہ اپنے قرب کی وجہ سے جس چیز کی اپنے پروردگار سے دعا کرے، قبول ہو پس وہ غیر اللہ کی طرف مائل ہوتا ہی نہیں (پتہ چلا کہ اولیاء اللہ کی شان میں یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ان کی نہیں مانتا بالکل غلط ہے بلکہ یوں کہو کہ وہ کہہ دیں تو ان کی موڑتا نہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ

جوانمردوں کے اخلاق میں سے یہ ہے کہ بغض رکھنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ جو اسے برا جانتا ہے اس پر مال خرچ کرے۔ اس سے اچھے طریقے سے صحبت رکھے۔ جس کا دل اس سے نفرت کرتا ہے اور ہر اس بات میں بھائیوں سے موافقت کرے جو علم کے خلاف نہ ہو۔

قوم صوفیاء کے طریقے میں داخل ہونے کی پہلی برکات یہ ہیں کہ تو سچوں کی ہر اس بات میں تصدیق کرے جو وہ اپنے متعلق اور اپنے مشائخ کے متعلق بیان کریں تو جس نے اس میں سے کسی چیز میں توقف کیا ان کی برکات سے محروم ہو گیا۔ عارف وہ ہے جسے اس کا معروف (یعنی رب کریم) مخلوق کو قبول ورد کی نظر سے دیکھنے سے مصروف رکھے۔ جو اپنے کو معزز سمجھتے ہوئے اپنے بھائیوں کی خدمت سے پرہیز کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسی ذلت میں مبتلا کرتا ہے جو کبھی بھی اس سے جدا نہیں ہوتی اور حضرت ابو القاسم نے فرمایا کہ سماع میں پائی جانے والی لطافت کے باوجود اس میں بہت خطرہ ہے مگر اس کے لئے نہیں جو پختہ علم صحیح حال اور کسی حظ کے بغیر وجد غالب کے ساتھ سنے۔

حضرت ابو محمد عبد اللہ بن محمد الراسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بغدادی الاصل ہیں اور اس کے جلیل القدر مشائخ میں سے۔ حضرت ابن عطاء اور جریری رضی اللہ عنہما کی صحبت سے فیض پایا شام کی طرف چلے گئے پھر بغداد لوٹ آئے اور ۳۶۷ھ میں وہیں وفات پائی۔

ملفوظات

جب تقویٰ کے ساتھ دل کا امتحان لیا جائے تو اس سے حب دنیا اور حب خواہشات سفر کر جاتی ہے اور اسے غیوب پر اطلاع ہوتی ہے (معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو علم غیب عطا فرمایا گیا اور وہ غیب جانتے تھے کیونکہ ان کے لئے خود قرآن کریم کی گواہی اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی یہ وہی حضرات ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے ساتھ مختص کر لیا۔ پھر اس ذات والاصفات علیہ اکمل التحیات وافضل التسلیمات علم پاک کی کیا حد جن کی نگاہ کرم اور شرف صحبت کا صدقہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے قلوب کو یہ شرف حاصل ہوا۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور جس کا دل تقویٰ کے ساتھ آزمایا نہیں گیا وہ حب دنیا میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہے اور غیبوں تنے حجاب میں۔ اسی لئے ملمع ساز قسم کے لوگوں کو جب زہد فی الدنیا میں سچائی نہیں ملتی تو جنات سے خدمت لینے کے لئے کئی قسم کی ریاضتیں کرتے ہیں تا کہ وہ انہیں غیب کی چیزیں بتائیں تو وہ بہت غلطی میں پڑے اور غضب خداوندی میں گرفتار ہوئے ہم اپنے لئے اور مسلمان بھائیوں کے لئے

باقی ماندہ عمر میں سلامتی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بے شک وہی سننے والا قبول فرمانے والا ہے۔

محبت جب ظاہر ہو تو اس میں محب ذلیل ہو جاتا ہے چھپائی جائے تو محبت کو باندھ کر قتل کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کو ہم نشینی کے لئے، عارفین کو وصل کے لئے، صالحین کو ملازمت کے لئے اور ایمان والوں کو مجاہدے اور عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دنیا کے سامان کا ارادہ رکھتے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ آخرت کا ارادہ فرماتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے دونوں ارادوں کو جمع فرما دیا تو جس نے دنیا کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اسے آخرت کی طرف بلاتا ہے اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اسے اپنے قرب کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لئے کوشش کی جب کہ وہ صاحب ایمان ہے تو ایسوں کی کوشش منظور و مقبول ہے اور مقبول کوشش قرب خداوندی تک پہنچنا ہے جو کہ تمام آرزوؤں کی انتہاء ہے۔ یہ عظیم آزمائش ہے کہ تو ایسے کی صحبت اختیار کرے جو تیرے ساتھ موافقت نہیں کرتا اور تو اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عبد الخالق الدینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلیل القدر، کبیر الحال، عالی ہمت، مشائخ میں سے ہیں اور اس طائفہ صوفیاء کے علوم میں بہت فصیح و بلیغ گفتگو فرمانے والے۔ علاوہ ازیں فقر کی دوستی، اس کے آداب کو لازم کرنے اور فقر والوں کی محبت کی وجہ آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا کئی سال رادی القری میں رہے پھر دینور واپس آ گئے اور وہیں وفات پائی۔

ملفوظات

چھوٹوں کا بڑوں کی صحبت اختیار کرنا توفیق اور دانشمندی ہے جب کہ بڑوں کا چھوٹوں کی صحبت کی رغبت کرنا ذلت اور حماقت ہے۔ فقراء کا ظاہری لباس جو تو دیکھتا ہے اس سے دھوکا نہ کھانا کیونکہ انہوں نے اپنے ظواہر کو زینت نہیں بخشی مگر اس کے بعد کہ اپنے بواطن کو خراب کیا۔ زہد کی مشقت بدن پر اور معرفت کی مشقت دل پر ہوتی ہے۔ علوم میں سب سے اونچا اسماء و صفات کا علم ہے اور اعمال ظاہرہ میں اخلاص اور باطنی احوال کی درستی ہے۔ میں نے اپنے بعض سفروں میں ایک شخص کو دیکھا جو کہ ایک پاؤں پر اچھلتا کودتا جا رہا ہے میں نے اسے کہا کہ تجھے سفر کی کیا مجبوری جب کہ تیرے پاس سفر کا ذریعہ بھی نہیں۔ بولا کیا تو مسلمان ہے میں نے کہا ہاں۔ تو کہنے لگا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں پڑھا ''کہ ہم نے انہیں خشکی اور سمندر میں سوار کیا'' جب سوار کرنے والا خود ہے تو وہ آلۂ سفر کے بغیر بھی سواری دے سکتا ہے کیونکہ وہ اس سے بے نیاز ہے۔

زیادہ باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح چوس لیتا ہے جس طرح زمین پانی کو چوس لیتی ہے۔

حضرت ابو صالح سیدی عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن موسیٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنی بن الحسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۴۷۰ھ میں ولادت ہوئی اور ۵۶۱ھ میں وفات پائی۔ بغداد میں مدفون ہوئے۔ اللہ نے صرف آپ کے بارے میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ یہاں ہم انشاء اللہ العزیز ان کی گفتگو کا خلاصہ ذکر کریں گے جس سے سامع کو نفع اور تہذیب حاصل ہو۔ سو ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا

کہ حسین حلاج پھسل گیا اس کے زمانے میں اس کی دستگیری کرنے والا کوئی نہ تھا اور میرے ہم نشینوں' مریدوں اور محبوں میں سے جس کی سواری پھسل جائے میں قیامت تک اس کی دستگیری کرنے والا ہوں اے فلان میرا گھوڑا کسا ہوا ہے میرا نیزہ گڑا ہوا ہے میری تلوار کھنچی ہوئی ہے اور میری کمان تیار ہے تیری حفاظت کرتا ہوں اور تو غافل ہے۔

غوث پاک کا شیر خوارگی کے زمانہ میں روزہ رکھنا

آپ کی والدہ رضی اللہ عنہا سے حکایت کی گئی ہے جو کہ خود بھی طریق صوفیاء میں مضبوط قدم رکھتی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب میرا بیٹا عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان پاک کے دنوں میں دودھ نہیں پیتا تھا۔ ایک دفعہ رمضان المبارک کا چاند نظر نہ آیا۔ مجھ سے میرے بیٹے کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے بتایا کہ آج اس نے میرا دودھ منہ میں نہیں لیا۔ پھر واضح ہو گیا کہ وہ دن رمضان کا تھا اس وقت ہمارے شہر میں مشہور ہو گیا کہ سادات کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی ہے جو رمضان کے دنوں میں ماں کا دودھ نہیں پیتا۔

آپ علماء کا لباس پہنتے۔ مشائخ والا جبہ زیب تن فرماتے خچر پر سواری فرماتے۔ آپ کے خدام حاشیہ برداری کرتے۔ بلند کرسی پر جلوہ گر ہو کر کلام فرماتے۔ کئی دفعہ لوگوں کے سامنے ہوا میں کئی قدم اٹھاتے ہوئے اونچے چلے جاتے پھر کرسی پر تشریف لے آتے۔

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مجاہدات

آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کئی دنوں تک میں نے کھانا نہ چکھا۔ مجھے ایک شخص ملا جس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں دراہم تھے۔ میں نے ان سے پوری حلوہ خریدا اور کھانے بیٹھ گیا اچانک میں نے ایک رقعہ دیکھا جس میں لکھا تھا کہ اللہ تعالٰی نے بعض آسمانی کتابوں میں فرمایا ہے کہ میں نے خواہشات اپنی مخلوق میں سے کمزور لوگوں کے لئے مقرر کی ہیں کہ انہیں استعمال کر کے نیکیاں کرنے کی مدد حاصل کریں۔ رہ گئے قوت والے تو انہیں ان خواہشات سے کیا کام؟ میں نے کھانا چھوڑ دیا اور وہاں سے چلا گیا۔ نیز فرمایا کہ مجھ پر ایسے بے شمار بوجھ پڑتے ہیں کہ اگر پہاڑوں پر رکھے جائیں تو وہ پھٹ جائیں۔ جب یہ بوجھ بہت زیادہ ہو جاتے تو میں اپنا پہلو زمین پر رکھ کر پڑھنے لگتا ہوں "کہ بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے" پھر سر اٹھاتا ہوں تو وہ سب بوجھ اتر چکے ہوتے ہیں۔ میں نے اوائل میں بہت سے خطرات برداشت کئے میں نے ہر خطرہ زیر کیا میرا لباس اون کا جبہ تھا اور سر پر کپڑے کا ایک ٹکڑا کانٹوں وغیرہ پر ننگے پاؤں چلتا۔

میری خوراک درخت کے پتے اور نہر کے کنارے گری پڑی سبزیاں اور خس کے پتے تھے۔ میں یوں ہی اپنے نفس کو مجاہدات کراتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالٰی کی طرف سے مجھ پر حال وارد ہوا۔ تو جب حال وارد ہوتا تو چیختا اور جدھر توجہ ہوتی چل نکلتا جنگل میں ہوتا یا آبادی میں لوگوں کے درمیان۔ اور میں تکلفاً گونگا پن اور جنون ظاہر کرتا اور مجھے شفا خانے میں اٹھا کر لایا جاتا ایک دفعہ مجھ پر کئی احوال وارد ہوئے یہاں تک کہ میں مر گیا اور لوگ کفن اور غسل دینے والے کو لے آئے اور مجھے غسل دینے کو تختہ غسل پر لٹا دیا گیا پھر مجھ سے یہ کیفیت کھل گئی اور میں اٹھ بیٹھا۔

خود بینی سے خلاصی کا نسخہ

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ خود بینی سے خلاصی کیسے ہوسکتی ہے فرمایا جو شخص چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے اور یہ کہ اسی نے اسے اچھے کام کی توفیق بخشی اور درمیان سے اپنے نفس کو نکال دے تو خود بینی سے بچ گیا ایک دفعہ آپ سے عرض کی گئی کہ کیا وجہ ہے کہ ہم آپ کے کپڑوں پر مکھی بیٹھتی نہیں دیکھتے؟ فرمایا میرے پاس مکھی کیا کرے گی جب کہ میرے پاس دنیا کا شیرہ ہے نہ آخرت کا شہد۔

آپ نے فرمایا جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گذر گیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے عذاب میں تخفیف فرما دے گا۔ ایک شخص اپنی قبر میں چیختا تھا حتیٰ کہ لوگوں کو اس سے سخت پریشانی لاحق ہوئی اس کے متعلق آپ کو خبر دی گئی تو فرمایا کہ اس نے ایک دفعہ مجھے دیکھا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر ضرور رحم فرمائے گا اس کے بعد کسی نے اس کی چیخ فریاد کی آواز نہیں سنی۔

ایک دن آپ سے وضو فرمایا اوپر سے ایک چڑیا نے پیشاب کر دیا۔ آپ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جب کہ وہ اڑ رہی تھی فوراً مرگئی اور زمین پر آ پڑی آپ نے کپڑا دھویا پھر بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دی اور فرمایا کہ یہ اس کے عوض ہے۔ آپ بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے کہ مولا کریم میں اپنی روح کا ہدیہ تیری بارگاہ میں کیسے پیش کروں جب کہ یہ بات دلیل سے ثابت ہے کہ سب کچھ تیرا ہے۔

علوم کا بحر بے کراں

آپ تیرہ علوم میں گفتگو فرماتے۔ آپ کے مدرسہ میں لوگ آپ سے درس تفسیر' درس حدیث'' درس مذہب اور درس خلاف پڑھتے اور صبح و شام آپس سے تفسیر اور علوم حدیث و مذہب و خلاف و اصول اور نحو پڑھتے۔ ظہر کے بعد آپ کئی قراءت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہما کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ آپ کا فتویٰ علماء عراق کے سامنے پیش کیا جاتا تو اس سے انہیں انتہائی تعجب ہوتا اور برملا کہہ اٹھتے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ پر انعام فرمایا۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کے بارے میں سوال پیش کیا گیا جس نے طلاق ثلاثہ کی قسم اٹھائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اکیلا ہی ایسی عبادت ضرور کرے گا کہ جب وہ اس عبادت میں مصروف ہو تو پوری دنیا میں کوئی بھی وہ عبادت نہیں کر رہا ہوگا۔ اب کونسی عبادت کرے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ وہ مکہ معظمہ چلا جائے اور اس کے لئے مطاف خالی کر دیا جائے اور وہ اکیلا طواف کے سات چکر مکمل کرے اس کی قسم پوری ہو جائے گی علمائے عراق محو حیرت رہ گئے کیونکہ وہ تو اس کے جواب سے عاجز ہو چکے تھے۔

مدعی زیارت خداوندی کی حالت کی تعبیر

آپ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہے آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرے متعلق لوگ جو کچھ کہتے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں آپ نے اسے ڈانٹا اور ایسی بات کرنے سے منع فرمایا اور اس سے عہد لیا کہ پھر وہ ایسی بات نہیں کرے گا۔ حضور سیدی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا

کہ یہ حق پر ہے یا باطل پر ہے فرمایا سچا ہے مگر اسے اشتباہ اور دھوکا لگا ہے اور وہ یوں کہ اس نے بصیرت سے نور جمال کا مشاہدہ کیا پھر اس کی بصیرت سے اس کی بصر کی طرف ایک چمک پہنچی تو اس نے اپنی آنکھ سے اپنی بصیرت کو دیکھا جب کہ اس کی بصیرت کی شعاع نور مشہود سے ملی ہوئی ہے تو اسے گمان ہوا کہ اس کی آنکھ نے اسے دیکھا۔ جس کا اس نے اپنی بصیرت کے ساتھ مشاہدہ کیا حالانکہ اس کی آنکھ نے صرف اپنی بصیرت کے ساتھ دیکھا اور وہ سمجھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نے دو دریاؤں کو رواں کیا جو آپس میں مل رہے ہیں ان کے درمیان آڑ ہے ایک دوسرے کی طرف نہیں گذرتے۔ اس واقعہ کے وقت مشائخ اور اکابر علماء کی کثیر تعداد موجود تھی۔ یہ گفتگو سن کر بہت محظوظ ہوئے اور اس شخص کے حال کی بہترین تعبیر پر مدہوش تھے اور ایک جماعت نے اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور اسی طرح وارفتگی میں جنگل کی طرف نکل گئے۔

مکر شیطان کی تردید

آپ نے فرمایا کہ میرے سامنے نور عظیم ظاہر ہوا جس سے افق چمک اٹھا پھر نیچے آیا اس میں ایک صورت نظر آئی جو مجھے ندا دے رہی تھی اے عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں اور میں نے تیرے لئے تمام حرام چیزیں حلال کردیں۔ میں نے کہا: دور ہو جا اے لعین۔ اچانک وہی نور تاریکیوں میں بدل گیا اور وہ صورت ایک دھواں۔ پھر اس نے مجھے خطاب کیا کہ اے عبدالقادر! اپنے رب کے امر کے بارے میں تیرے علم اور اپنے احوال کی منزلوں کے متعلق تیری سمجھ کی وجہ سے تو مجھ سے بچ گیا ورنہ میں اسی قسم کے واقعہ سے ستر (۷۰) اہل طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ شیطان ہے؟ فرمایا کہ اس کے یہ کہنے سے کہ میں نے تیرے لئے حرام چیزوں کو حلال کردیا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہونے والی کیفیات اور شیطانی وساوس میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ فیوض الٰہیہ مانگنے پر نہیں آتے نہ ہی کسی سبب سے جاتے ہیں اور نہ ہی ایک انداز اور وقت مخصوص میں آتے ہیں جب کہ غالب طور پر شیطانی وساوس اس کے خلاف ہوتے ہیں۔

ہمت۔ گریہ۔ شکر۔ صبر۔ دنیا۔ حسن خلق۔ بقا کی حقیقت

آپ سے ہمت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کے ساتھ دنیا کی محبت سے، اپنی روح کے ساتھ عقبیٰ کے تعلق سے، اور اپنے قلب کے ساتھ ارادہ مولیٰ کی معیت میں اپنے ارادے سے فارغ ہو جائے اور اپنے سر میں کائنات سے فارغ ہو جائے کہ وہ اس کے سر میں چمکے یا کھٹکے۔

آپ سے رونے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کے لئے رو۔ اس سے رو اور اس پر رو کوئی حرج نہیں۔ دنیا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسے اپنے دل سے نکال کر ہاتھ میں لے لے یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑے گی۔ شکر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ حقیقت شکر عاجزی کے ساتھ منعم کی نعمت کا اعتراف کرنا، احسان کا مشاہدہ کرنا اور شکر سے عاجز ہونے کی وجہ سے اس کا احترام کرنا ہے۔

نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر کرنے والا فقیر اس غنی سے افضل ہے جو اس کا شکر ادا کرنے والا ہے اور شکر کرنے والا فقیر دونوں سے افضل ہے اور صابر و شاکر فقیر ان سب سے افضل ہے اور آزمائش سے رابطہ وہی کرتا ہے جس نے آزمانے والے کو

پہچان لیا۔ آپ سے حسن خلق کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ یہ ہے کہ حق کے مطالعہ اور اپنے نفس اور ان عیبوں کو جن میں وہ مشہور ہے حقیر سمجھے اور مخلوق کو اور انہیں جو ایمان اور حکمتیں عطا فرمائی گئیں عظیم جاننے کے بعد مخلوق کی جفا تجھ میں اثر نہ کرے۔

آپ سے بقاء کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا بقاء نہیں ہوتی مگر لقاء کے ساتھ اور لقاء پلک جھپکنے یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے اور اہل لقاء کی علامت میں سے یہ ہے کہ ان کے اس سے موصوف ہونے میں کوئی فانی شے ان کے ساتھ نہ ہو۔ کیونکہ وہ دونوں ضدیں ہیں نیز فرمایا جب تو اس کا ذکر کرے تو محبّ ہے اور جب تو سنے کہ وہ تیرا ذکر کرتا ہے تو تو محبوب ہے۔ اور مخلوق تیرے نفس سے تیرا حجاب ہے اور تیرا نفس تیرے رب سے تیرا حجاب ہے۔ جب تک تو مخلوق کو دیکھے اپنے نفس کو نہیں دیکھے گا اور جب تک تو اپنے نفس کو دیکھے اپنے رب کو نہیں دیکھے گا۔

کرامت

جب چار دانگ عالم میں آپ کا شہرہ ہوا تو بغداد کے ایک سو ذہین فقیہ علم میں آپ کا امتحان لینے کے لئے جمع ہوئے ان میں سے ہر ایک نے سوالات جمع کئے اور آپ کے پاس آ گئے جب سب مجلس میں بیٹھ گئے تو حضرت شیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے سر جھکایا۔ آپ کے سینے سے نور کی چمک نکلی اور ان سو فقہاء کے سینوں پر سے ہوتی ہوئی گذر گئی۔ ان کے سینوں میں جو کچھ تھا سب مٹ گیا۔ مبہوت و مضطرب ہو گئے ایک ساتھ چیخنے اور واویلا کرنے لگے کپڑے پھاڑ لئے اور سر برہنہ ہو گئے پھر آپ کرسی پر رونق افروز ہوئے اور ان سب کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔ پس وہ سب آپ کی فضیلت کے معترف ہو گئے

(اخلاق) آپ اس قدر جلیل المرتبت ہونے کے باوجود چھوٹے بچوں اور اپنی لونڈیوں کے پاس تشریف رکھتے۔ فقراء کے ساتھ مل بیٹھتے اور ان کے کپڑوں کو صاف کرنے کا اہتمام فرماتے عمائدین اور ارکان سلطنت کے لئے کبھی کھڑے نہیں ہوتے تھے کبھی کسی وزیر یا بادشاہ کے دروازے پر تشریف نہ لے جاتے۔

اکابر اولیاء اللہ کے تاثرات

حضرت شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور شیخ السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا قدم اپنی حول وقوت سے بری ہو کر تفویض اور موافقت پر تھا۔ اور آپ کی طریقت' تجرید توحید اور توحید تفرید پر مبنی تھی علاوہ ازیں مقام عبودیت میں صاحب حضوری تھے کسی چیز کے ساتھ نہ کسی شے کے لئے۔

حضرت عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طریقت نفع وضرر اور قرب وبعد کے تصور سے غائب ہو کر قلب وروح کی موافقت' باطن وظاہر کے اتحاد اور صفات نفس سے علیحدگی کے ساتھ قضاء وقدر کے احکام کے تحت پائمال ہونا ہے۔

حضرت شیخ بقا بن بطور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت کا طریقہ قول وفعل اور نفس ووقت کا اتحاد' اخلاص وتسلیم کا ایک ساتھ ہونا' ہر سانس' لحظہ' کیفیت اور حال میں کتاب وسنت کی موافقت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ثابت رہنا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے رب تعالیٰ کی طرف اپنے طریق میں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی قوت کی شدت اور استقامت تمام اہل طریقت کی قوتوں کی

طرح تھی اور آپ کا طریقہ توحید تھا۔ از روئے وصف، حکم اور حال کے آپ کی تحقیق شرع شریف تھی از روئے ظاہر و باطن کے آپ کی صفت دل فارغ، کائنات غائب اور رب حاضر کا ایسے راز کے ساتھ مشاہدہ جہاں شکوک سرایت نہ کر سکیں، ایسے سر کے ساتھ کہ اغیار جھگڑا نہ کر سکیں اور ایسے قلب کے ساتھ کہ پاکیزہ انوار اس سے جدا نہ ہوں۔

معمولات

حضرت ابوالفتح الہروی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سال حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت کی اتنی مدت میں آپ نماز عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا فرماتے تھے۔ جب بھی حدث (بے وضگی) لاحق ہوتا فوراً وضو تازہ کرتے اور دو رکعت نفل پڑھتے۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد خلوت میں چلے جاتے جہاں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہاں سے آپ طلوع فجر کے وقت ہی نکلتے تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ وقت حاضر ہوا اور وہ رات کے وقت آپ کو ملنا چاہتا تھا لیکن فجر تک ملاقات نہ ہو سکی۔ ہروی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ کی خدمت میں رات گزاری میں نے دیکھا کہ رات کے پہلے حصے میں آپ نے کچھ نوافل پڑھے رات کا پہلا تہائی حصہ گذرنے تک اللہ تعالیٰ کے اس ذکر میں مصروف رہے "**المحيط الرب الشهيد الحسيب الفعال الخلاق و الخالق البارى المصور**" آپ کا جسم شریف کبھی بالکل چھوٹا سا ہو جاتا ہے کبھی بڑا ہو جاتا ہے اور فضاء میں بلند ہو کر میری نظروں سے غائب۔ پھر دیکھتا ہوں تو دونوں قدموں پر کھڑے نماز پڑھتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں حتیٰ کہ رات کا دوسرا تہائی حصہ بسر ہوا۔ سجدہ انتہائی طویل فرماتے ہیں۔ پھر طلوع فجر کے قریب تک قبلہ رخ مشاہدہ و مراقبہ میں بیٹھے پھر دعا وزاری اور عاجزی کرنے لگے اور آپ کو ایسے نور نے ڈھانپ لیا کہ قریب ہے کہ آنکھوں کو خیرہ کر دے یہاں تک کہ آپ اس میں نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ شیخ ہروی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں سلام علیکم، سلام علیکم کی آوازیں سنتا تھا اور آپ سلام کا جواب دے رہے تھے حتیٰ کہ آپ نماز فجر کے لئے باہر تشریف لائے۔

ریاضات و مجاہدات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں عراق کے صحراء اور کھنڈرات میں پچیس برس تک اکیلا پھرتا رہا۔ مخلوق میں سے کسی کو پہچانتا نہ مجھے کوئی جانتا تھا۔ میرے پاس رجال الغیب اور جنات کے گروہ آتے اور انہیں سلوک الی اللہ تعالیٰ کی تعلیم دیتا۔ جب میں پہلے پہل عراق میں داخل ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام نے میری رفاقت کی جب کہ میں انہیں پہچانتا نہیں تھا اور انہوں نے مجھ پر شرط رکھی کہ ان کے حکم کی مخالفت نہ کروں اور مجھے کہا کہ یہاں بیٹھ جاؤ میں وہاں تین سال تک رہا ہر سال میں ایک دفعہ آتے اور مجھے کہتے کہ میرے آنے تک یہیں رہو اور ایک سال تک میں مدائن کے کھنڈرات میں رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کراتا رہا۔ گری پڑی چیز استعمال کرتا پانی نہ پیتا پھر وہاں ایک سال رہا کہ پانی پیتا اور کچھ نہ کھاتا اور ایک سال رہا کچھ کھایا نہ پیا اور نہ سویا۔ ایک دفعہ میں ایوان کسریٰ کے پاس سو گیا۔ رات ٹھنڈی تھی مجھے غسل کی حالت ہو گئی اٹھا اور نہر پر جا کر نہایا پھر سو گیا پھر نہانے کی ضرورت لاحق ہو گئی نہر پر جا کر نہایا اس رات میرے ساتھ یہ واقعہ چالیس مرتبہ پیش آیا اور میں نے ہر مرتبہ غسل کیا۔

آخر کار میں نیند کے خوف سے ایوان کی چھت پر چڑھ گیا میں ہزار فنون میں داخل ہوا حتیٰ کہ تمہاری دنیا سے راحت پائی۔

شان استغناء اور استقامت

آپ بادشاہوں اور ان کے ہم نشینوں کے دستر خوان پر بیٹھنا فقیر کے لئے دینوی عذاب قرار دیتے تھے۔ اور جب خلیفہ وقت یا وزیر آتا تو اندر گھر میں تشریف لے جاتے پھر باہر تشریف لاتے تا کہ اس کے لئے قیام نہ کرنا پڑے اور ایسا اس لئے کرتے کہ فقراء کے سامنے سلوک الی اللہ کی راہ کی عزت کا اظہار کیا جائے۔ ایک دفعہ مدرسہ نظامیہ میں آپ کی خدمت میں فقراء اور فقہاء کی ایک جماعت حاضر آئی تو آپ نے ان کے سامنے مسئلہ قضاء وقدر پر گفتگو فرمائی اسی اثناء میں چھت سے ایک سانپ آپ کے اوپر گرا سارے حاضرین بھاگ گئے اور آپ کے سوا کوئی بھی نہ رہا۔ سانپ آپ کے کپڑوں کے نیچے داخل ہو گیا اور آپ کے جسم پر چلنے لگا حتیٰ کہ گریبان سے باہر نکل آیا اور آپ کی گردن کے اردگرد لپٹ گیا۔ جب کہ آپ نے گفتگو ختم کی نہ ہی بیٹھنے کا انداز بدلا۔ پھر وہ سانپ زمین پر اتر کر آپ کے سامنے اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور اس نے آواز نکالی۔ پس آپ نے اس سے کلام فرمائی جسے حاضرین میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا پھر وہ سانپ چلا گیا لوگ واپس آئے اور آپ سے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا فرمایا کہتا تھا کہ میں نے بہت سے اولیاء کو آزمایا لیکن آپ جیسی ثابت قدمی کہیں نہیں دیکھی تو میں نے کہا کہ تو کیا ہے؟ ایک چھوٹا سا کیڑا ہی تو ہے جسے قضاء وقدر حرکت دیتی ہے جس کے متعلق میں گفتگو کر رہا تھا۔

حضرت شیخ السید عبد القادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی وہ میرے پاس آیا جب کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور میرے سجدے کی جگہ پر منہ کھول کر بیٹھ گیا جب میں نے سجدہ کرنا چاہا تو اسے اپنے ہاتھ سے ہٹا دیا اور سجدہ کیا۔ وہ میری گردن میں چمٹ گیا پھر ایک آستین سے داخل ہوا اور دوسری سے باہر نکل گیا۔ پھر میرے گریبان سے نکلا اور چلا گیا اگلے دن میں کھنڈرات کی طرف نکل گیا ایک شخص دیکھا جس کی آنکھیں لمبائی میں پھٹی ہوئی ہیں میں نے معلوم کیا کہ یہ جن ہے تو اس نے مجھے کہا کہ میں وہی سانپ ہوں جو آپ نے گذشتہ رات دیکھا اور میں نے جس طرح آپ کو آزمایا بہت سے اولیاء کو آزمایا لیکن آپ کی ثابت قدمی بے مثل ہے ان میں بعض کا باطن مضطرب ہوا اور ظاہر ثابت رہا۔ کسی کے ظاہر و باطن دونوں مضطرب ہوئے لیکن میں نے دیکھا کہ آپ ظاہری باطنی کسی طور پر بھی مضطرب نہیں ہوئے اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے کی درخواست کی تو میں نے اسے توبہ کرائی۔

آپ نے فرمایا کہ میرے ہاں جو بچہ پیدا ہوتا میں اسے ہاتھوں میں لے کر کہتا کہ یہ میت ہے تو اس کے پیدا ہوتے ہی اسے اپنے دل سے نکال دیتا۔ ابن الاخضر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم شدید سردی کے موسم میں حضور سیدی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ ایک قمیص زیب تن کئے ہوتے اور سر پر ٹوپی۔ آپ کے جسم سے پسینہ بہہ رہا ہوتا اور خدام اردگرد کھڑے پنکھا کر رہے ہوتے جیسا کہ موسم گرما کی شدت کے وقت ہوتا ہے۔

ملفوظات

آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ اتباع کرو۔ بدعت پر عمل نہ کرو (یعنی ایسا کام نہ کرو جس سے سنت ختم ہو جائے کہ

بدعت ہر اس کام کو کہتے ہیں جو رافع سنت ہو) اطاعت کرو مخالفت نہ کرو۔ صبر کرو بے صبری نہ کرو۔ ثابت قدم رہو اور بکھرو نہیں۔ انتظار کرو ناامید نہ ہو جاؤ۔ ذکر پر جمع ہو جاؤ۔ جدا جدا نہ ہو جاؤ۔ گناہوں سے پاک رہو ملوث نہ ہونا اور اپنے مولا کے دروازے پر کھڑے رہو۔

دفع مصیبت کا تدریجی عمل

جب تم میں سے کوئی مصیبت میں مبتلا ہو تو پہلے اپنے آپ کو حرکت دے اگر خلاصی نہ ہو تو پھر حکام وغیرہ سے مدد لے اگر خلاصی نہ پائے تو اللہ تعالیٰ کے حضور زاری اور اپنے آپ کو اس کے دروازے پر ڈالنے کی طرف رجوع کرے اگر قبولیت نہ ہو تو صبر کرے حتیٰ کہ اس سے تمام اسباب اور حرکات منقطع ہو جائیں اور صرف روح باقی رہ جائے۔ صرف فعل حق جل وعلا کو دیکھے لازماً موحد ہو جائے گا اور یقین کرے گا کہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فاعل نہیں۔ تو جب اس حقیقت کا مشاہدہ کر لیا تو اس کے کام کا اللہ تعالیٰ وارث ہو گا اور وہ دنیا کے بادشاہوں کی لذت سے زیادہ نعمت و لذت میں زندگی بسر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت نے جو کام مقدر فرمایا ہے اس کا نفس اس سے تلخی محسوس نہیں کرے گا۔

جب تو مخلوق کی طرف سے مر گیا تو تجھے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور تجھے تیری خواہش کی طرف سے موت دے۔ دے جب تو اپنی خواہش کی طرف سے مر گیا تو تجھے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور تجھے تیرے ارادے اور تمنا کی طرف سے موت دے دے۔ جب تو اپنے ارادے اور تمنا کی طرف سے مر گیا تو تجھے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور تجھے زندہ رکھے پس اس وقت تجھے ایسی پاکیزہ زندگی ملے گی جس کے بعد موت نہیں۔ اور تجھے ایسا غنی بنا دیا جائے گا کہ اس کے بعد فقر نہیں۔ تجھے ایسی عطا ہو گی جس کے بعد منع نہیں۔ تجھے ایسا علم ملے گا جس کے بعد جہالت نہیں۔ ایسا امن ملے گا کہ اس کے بعد تجھے خوف نہیں ہو گا اور تو ایسا کبریت احمر ہو گا کہ شاید کہیں دیکھا جا سکے۔

روحانی حکمتِ عملی

اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ مخلوق سے اور اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ اپنی خواہش سے فنا ہو جا' خواص کا شرک یہ ہے کہ وہ سہو نسیان' غلبہ حال' اور دہشت کی وجہ سے اپنے ارادے کو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ شریک کر دیں پس اللہ تعالیٰ بیداری اور نصیحت کے ساتھ ان کا تدارک فرماتا ہے۔ پس وہ اس سے رجوع کر لیتے ہیں اور اپنے پروردگار سے معافی مانگتے ہیں۔ کیونکہ اس ارادے سے صرف ملائکہ معصوم ہیں جس طرح کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں۔ اور جنات اور انسانوں کی باقی مخلوق جو کہ مکلف ہیں وہ اس سے معصوم نہیں ہیں۔ البتہ اولیاء اللہ خواہش سے اور ابدال ارادے سے محفوظ ہیں۔

اپنے نفس سے نکل جا اور ایک طرف ہو جا اور اپنے ملک سے بے دخل ہو اور سب کچھ اپنے مولا کے سپرد کر دے اور اپنے دل کے دروازے پر اپنے مولا کا پہرے دار بن جا تو جسے داخل کرنے کا حکم دے داخل کر دے اور جسے نکالنے کا حکم دے اسے نکال دے اور اپنے دل میں خواہش کو داخل نہ کر ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

نیز فرمایا پرہیز کر اور مائل نہ ہو' ڈر اور بے خوف نہ ہو' تفتیش کر اور غافل نہ ہو' پس تو اطمینان پائے گا۔ کوئی حال اور مقال اپنے

نفس کی طرف منسوب نہ کر اور اس میں سے کسی چیز کا دعویٰ نہ کر اور اس کی کسی کو خبر نہ دے۔ کیونکہ تغیر و تبدیل کرنے میں ہر روز اللہ تعالیٰ کی نئی شان ہے۔ وہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ جس کی تو نے خبر دے دی اس سے تجھے پھسلا دے گا اور جس کے ثابت رہنے کا تو نے خیال باندھا اس سے تجھے معزول کر دے گا۔ اس وقت اس کے سامنے شرمندہ ہوگا جسے تو نے اس کی خبر دے دی بلکہ اس کی حفاظت کر اور اسے اپنے غیر کی طرف آگے نہ بڑھا۔ اگر تو ثابت و باقی رہا تو تجھے معلوم ہو کہ یہ انعام ہے پس تو شکر گذار ہو اور اللہ سے توفیق مانگ اور اگر معاملہ اس کے خلاف ہوا تو اس میں علم کی زیادتی' معرفت' نور' ہوشمندی اور اصلاح ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم جو آیت کہ منسوخ کریں یا بھلا دیں تو اجر میں اس سے بہتر یا اس کی مثل اور لاتے ہین۔

بندۂ خدا کی تربیت کے اسرار خداوندی

جب اللہ تعالیٰ تجھے کسی حالت میں ٹھہرائے تو اس کے علاوہ کسی اعلیٰ یا اس سے ادنیٰ حالت کو پسند نہ کر۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ادنیٰ کی طلب تو ظاہر ہے کہ اس میں ادنیٰ کو اچھی حالت کے بدلے لینا ہے۔ رہی اعلیٰ حالت تو اس لئے کہ بلندی کے طالب کو خواہش اور رسوائی کا سامنا ہوگا پس حضرت کے کلام میں حالت اعلیٰ کی طلب سے اس کو روکا گیا ہے جو اپنی خواہش نفس سے بری نہیں ہوا اور جو بری ہو چکا تو اس کے لئے مراتب ترقی کی طلب خالصتاً بندگی ہے واللہ اعلم۔

اگر تو بادشاہ کے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہاں داخل ہونے کی طلب اپنی خواہش کے ساتھ مت کر یہاں تک کہ وہ تجھے اس میں جبراً داخل کرے۔ جبر سے میری مراد بار بار صادر ہونے والا حکم شدید ہے صرف داخل ہونے کے حکم پر قناعت نہ کر کیونکہ ہوسکتا ہے یہ مکر اور دھوکا ہو۔ بلکہ صبر کر یہاں تک کہ تجھے داخل ہونے پر مجبور کر دیا جائے پس تو صرف جبراً اور بادشاہ کے کرم سے ہی گھر میں داخل ہو۔ اس وقت بادشاہ تجھے اس کام پر سزا نہیں دے گا۔ تیری طرف سزا صرف تیرے شر' قلت صبر' بے ادبی اور اس حالت پر تیرے راضی نہ ہونے کی وجہ سے آئے گی جس میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے تجھے ٹھہرایا۔ پھر جب تو گھر میں داخل ہو جائے تو سر افگندہ' نظر جھکائے' ادب کے ساتھ رہ۔ اس خدمت کی حفاظت کرتا ہوا جس کا تجھے حکم ملے۔ درمیانی طبقہ اور نہ ہی درجہ علیا کی طرف ترقی کی طلب ہرگز نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اس کی طرف نگاہیں نہ اٹھائیں جس کا فائدہ ہم نے انہیں دیا۔

دربار خداوندی کے آداب

نعمتیں حاصل کرنے اور مشقت دور کرنے کی طلب نہ کر کیونکہ نعمتیں تقسیم قدرت کی وجہ سے خود بخود تجھے ملیں گی۔ رغبت کرے یا نفرت اور مشقت تجھ پر پڑ کے رہے گی گرچہ تو اس ناپسند کرے یا روکے۔ ہر حالت میں معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے جو چاہے کرے۔ اگر تجھے نعمتیں ملیں تو ذکر و شکر میں مصروف ہو جا اور اگر تجھے مصیبت آئے تو صبر' موافقت' رضا اور اس کے ساتھ خوش رہنے اور اس سے عدم و فنا میں اسی قدر مصروف ہو جا جس قدر تجھے حالات عطا فرمائے جائیں اور ان میں منتقل ہوتا ہے یہاں تک کہ تو رفیق اعلیٰ کو جا ملے اور تجھے اس مقام میں کھڑا کر دیا جائے جو کہ گذشتہ صدیقین اور شہداء کا ہے۔ پس مصیبت سے گھبرا نہیں اور اپنی دعا کے ساتھ اس کے سامنے اور اس کے قرب میں کھڑا نہ رہ۔ کیونکہ اس کی آگ' جہنم کی آگ سے بڑی ہے اور حدیث پاک میں

بغض و محبت کا معیار اور قطع تعلقی کے لئے شرائط

جب تو اپنے دل میں کسی کا بغض یا اس کی محبت پائے تو اس کے اعمال کو کتاب وسنت کے سامنے پیش کر۔ اگر کتاب وسنت کے مطابق پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت کر اور اگر برے ہوں تو اسے برا سمجھ۔ تا کہ تو اسے اپنی خواہش کے ساتھ پسندیدہ یا برا' قرار نہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی خواہش کی پیروی مت کر وہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکا دے گی۔ اور کسی سے قطع تعلق نہ کر مگر اللہ تعالیٰ کے لئے اور یہ اس وقت ہے جب تو اسے کبیرہ گناہ کا مرتکب یا صغیرہ گناہ پر پابندی کرنے والا پائے۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اسے کبیرہ کا مرتکب دیکھنے کا معنی یہ ہے کہ اس کا علم ہو گرچہ گواہ کے ساتھ پس قطع تعلقی کے جواز کے لئے قطع تعلقی کرنے والے کا اس عاصی کو اپنی آنکھوں سے ارتکاب کرتے دیکھنا شرط نہیں ہے۔ اسی لئے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چھوڑنے کے جواز کے لئے مجبور کے اس جرم میں واقع ہونے کے متعلق اسے چھوڑنے والے کو علم یقینی ہونا شرط ہے صرف گمان اور اندازہ کافی نہیں تو تیرے لئے بغیر ثبوت کے قطع تعلق کرنا اور چھوڑنا جائز نہیں اور اس مسئلے میں بہت سی مخلوق ہلاک ہو گئی اور وہ اس وقت تک نہیں مرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان جرائم میں مبتلا کر دیا جن کی انہوں نے لوگوں پر تہمت رکھی واللہ اعلم۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرمائے تو اس کے مال اور اولاد میں زیادتی نہیں کرتا اور یہ اس لئے کہ اپنے پروردگار جل شانہ کی محبت میں اس کی شرکت ختم ہو جائے۔ حق غیور ہے شرکت قبول نہیں کرتا۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کا ولی ایسے مقام تک پہنچ جائے کہ کوئی چیز اسے اللہ تعالیٰ سے مشغول نہ کرے تو مال اور اولاد کا کوئی ڈر نہیں۔

زمرۂ روحانیین میں داخلے کی طمع کون کر سکتا ہے؟

روحانیین کے زمرے میں داخل ہونے کی طمع نہ کر یہاں تک کہ تو اپنے سراپا کا دشمن ہو جائے اور اپنے تمام اعضاء سے جدا ہو جائے اور اپنے وجود کان' آنکھ' پیٹ' کوشش' عمل' عقل اور وجود روح سے پہلے اور روح پھونکنے کے بعد جو کچھ تیرا ہے اس سے علیحدہ ہو جائے۔ کیونکہ یہ سب کچھ تیرے پروردگار سے تیرا حجاب ہے جیسا کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے بتوں کے متعلق فرمایا بیشک وہ میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔ بس ساری مخلوق کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اور اپنے اجزاء کو بت قرار دے اور حدود الٰہیہ کے احترام اور اوامر ونواہی کی نگہبانی کے ساتھ اپنے پروردگار کے سوا تجھے کوئی وجود نظر نہ آئے۔ اگر حدود میں سے کسی شے کی بے حرمتی کر بیٹھے تو جان لے کہ تو فتنے میں پڑا ہوا ہے۔ شیطان تجھ سے کھیل رہا ہے۔ پس حکم شرع کی طرف لوٹ اور اسے لازم کر اور خواہش کو اپنے سے ترک کر دے کیونکہ جس حقیقت کی شریعت گواہی نہ دے باطل ہے۔

فریب نفس سے لاحق ہونے والے اضطرابات

کئی مرتبہ حق وتعالیٰ بندہ مومن پر لطف و کرم فرماتا ہے پس اس کے دل کے سامنے رحمت' احسان اور انعام کا دروازہ کھول دیتا ہے پس وہ اپنے دل کے ساتھ وہ کچھ دیکھتا ہے جو کسی آنکھ نے کبھی نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں کھٹکا یعنی غیوب وعرفان کا مطالعہ' پاکیزہ کلام' حسین وعدے' دلائل' دعا میں قبولیت' تصدیق' وعدہ اور وفاء اور کلمات حکمت اس کے دل میں ڈالے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر بلند مرتبہ نعمتیں۔ جیسے حدود کی نگہبانی اور طاعتوں پر ہمیشگی۔ پس جب بندہ اس کی طرف مطمئن ہو

جائے اور اس سے دھوکا کھا جائے اور اس حالت کی ہمیشگی کا عقیدہ بنا لے تو اللہ تعالیٰ اس پر جان مال اور اولاد میں قسم قسم کی مصیبتیں اور آزمائشیں کھول دیتا ہے اور اس کے پاس پائی جانے والی ساری نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ پس بندہ پریشان اور پژمردہ ہو جاتا ہے۔ اگر اپنے ظاہر کو دیکھتا ہے تو خوش کن منظر دیکھتا ہے اور اپنے باطن پر نظر ڈالتا ہے تو وہ کچھ دیکھتا ہے جو اُسے غمگین کر دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور اس تکلیف کے دور کرنے کی دعا مانگتا ہے تو قبولیت کی امید نہیں اور اگر مخلوق کی طرف رجوع مانگے تو راستہ نہیں ملتا۔ اگر رخصتوں پر عمل کرے تو اس کو سزائیں جلد پہنچتی ہیں اور مخلوقات اس کے جسم اور عزت پر مسلط ہو جاتی ہے۔ اگر معاملہ دگرگوں کرنے کی طلب کرتا ہے تو ناکام رہتا ہے اور اگر اس مصیبت پر رضا' خوشی اور اس سے لذت پانے کی آرزو کرے تو یہ منصب عطا نہیں کیا جاتا۔ پس اس وقت نفس پگھلنے' خواہش زائل ہونے' ارادے اور آرزوئیں سفر کرنے اور کائنات مٹنے لگتی ہے۔ اب اس کے لئے یہ کیفیت دوام پکڑتی ہے اور اس پر شدت کی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے اوصاف بشریت فنا ہو جاتے ہیں اور صرف روح باقی رہ جاتی ہے پس اس وقت وہ اپنے دل سے آواز سنتا ہے ''اپنا پاؤں مارو یہ نہانے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لئے'' اور اس پر ساری خلعتیں لوٹا دی جاتی ہیں بلکہ ان سے زائد عطا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی تربیت کی خود کفالت فرماتا ہے پس کسی نفس کو اس کا علم نہیں جو کچھ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے۔

کسی نے اللہ تعالیٰ کے سوا لوگوں سے نہیں مانگا مگر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق جاہل ہے۔ اس کا ایمان معرفت اور یقین کمزور اور اس میں صبر کی قلت ہے اور جو شخص اس سے بچا وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے متعلق وافر علم اور ایمان نیز اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے بچا۔

ہر سوال پورا نہ ہونے کی حکمت

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ہر سوال کو صرف اس پر شفقت فرماتے ہوئے قبول نہیں فرماتا کہ کہیں اس پر رجا اور بے مقصد امید غلبہ کر لے اور وہ مکر کی زد میں آ جائے اور آداب خدمت پورا کرنے سے غافل ہو جائے پس ہلاک ہو جائے اور بندے سے تو مطلوب یہ ہے کہ اپنے پروردگار کے سوا کسی کی طرف مائل نہ ہو۔ والسلام۔

آزمائش کے مختلف مقاصد اور ان کی علامات

سزا اور مقابلے کے طور پر آزمائش کی علامت آزمائش کے وقت بے صبری گھبراہٹ اور خلق کی طرف شکایت کرنا ہے اور گناہوں کے مٹانے اور انہیں دور کرنے کے لئے آزمائش کی علامت شکوہ' گھبراہٹ اور بے قراری کے بغیر اور اوامر و طاعات کی ادائیگی میں بوجھ کے بغیر صبر جمیل ہے اور بلندی درجات کے لئے آزمائش کی علامت قضاء و قدر کے متعلق رضا' موافقت' اطمینان نفس اور سکون کا پایا جانا ہے یہاں تک کہ آزمائش کھل جائے۔

دنیا میں رغبت کے مختلف شعبے

جو آخرت کا ارادہ کرے وہ دنیا میں بے رغبتی لازم کرے اور جو اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرے تو وہ آخرت میں بے رغبتی کرے۔ اور جب تک بندے کا دل دنیا کی خواہشات میں سے کسی خواہش یا اس کی لذتوں میں سے کسی لذت کے ساتھ متعلق ہے جیسے کھانا' پینا'

پہننا' نکاح' عہدہ' سرداری' یا فنون میں سے کسی فن میں حد فرض سے زیادہ باریک بینی' جیسے آجکل روایت حدیث اور روایات سبع کے ساتھ قراءت قرآن' اور جیسے نحو' لغت اور فصاحت تو وہ آخرت کے ساتھ محبت کرنے والا نہیں وہ تو دنیا میں راغب اور اپنی خواہش کا پیروکار ہے۔

سب جہتوں سے آنکھیں بند کر لے اور ان میں سے کسی چیز پر وابستگی اختیار نہ کر۔ کیونکہ تو جب تک ادھر دیکھتا رہے گا اللہ تعالیٰ کے فضل کا دروازہ تجھ پر بند رہے گا۔ پس تمام جہتوں کو اپنی توحید سے بند کر دے اور انہیں اپنے یقین پھر اپنی فنا پھر اپنے آپ کو اپنے علم کے ساتھ مٹا دے۔ اس وقت تیرے دل کی آنکھوں سے سب جہات کی ایک جہت کھلے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی جہت ہے۔ پس تو اسے اپنے سر کی آنکھ سے دیکھے گا اس کے بعد فقر پائے گا نہ فنا۔

جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹنا

جب بھی تو نفس کے ساتھ جہاد کرے اور اس پر غالب آ جائے اور مجاہدے کی تلوار سے اسے قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے زندہ فرما دیتا ہے اور وہ تجھ سے جھگڑتا ہے اور تجھ سے حرام وحلال خواہشات اور لذتیں طلب کرتا ہے تاکہ تو اس کے ساتھ مجاہدہ اور مقاتلہ کی طرف پھر لوٹے تاکہ تیرے لئے نور اور ثواب دائمی لکھا جائے اور یہی معنی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے۔

ہر مومن اس چیز کے پائے جانے پر جو کہ اس لئے مقسوم ہے رکنے اور تفتیش کرنے کا ذمہ دار ہے پس اسے پکڑے نہ حاصل کرے حتیٰ کہ حکم شرع اس کے جائز ہونے اور علم اس کے مقسوم ہونے کی گواہی دے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بہت تفتیش کرنے والا اور منافق سب کچھ لپیٹنے والا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت ابوبکر بن ہوار البطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پہلے آپ ڈاکے مارتے تھے۔ ایک دفعہ رات کو آپ نے ہاتف غیبی کی آواز سنی کہ کیا تیرے لئے وقت نہیں آیا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے؟ آپ نے اسی وقت توبہ کر لی۔

خواب میں خرقہ پوشی

آپ وہ پہلے فرد ہیں جنہیں خواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ اور ٹوپی پہنائی۔ جب بیدار ہوئے تو دونوں چیزیں اپنے اوپر پائیں آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے عہد لیا ہے کہ اس جسم کو آگ سے نہ جلائے جو میری تربت میں داخل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں جو مچھلی یا گوشت داخل ہوتا اسے آگ کبھی نہ پکا سکی آپ کے ہم عصر مشائخ کا آپ کی بزرگی اور بلندی مرتبہ پر اجماع ہے۔

ملفوظات

توحید' قدم کو حدوث سے علیحدہ کرنا' کائنات سے نکلنا' حجاب قطع کرنا اور ہر معلوم ومجہول کے ساتھ ٹھہرنے کو ترک کرنا ہے۔

کیونکہ علم توحید اس کے وجود سے جدا ہے اور اس کا وجود اس کے علم سے علیحدہ ہے۔ جب انتہاء کو پہنچے تو حیرت' تصوف' اجتماع کے ساتھ ذکر کرنا' سننے پر وجد کرنا اور اتباع کو برداشت کرنا ہے۔ خوف تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے سانسوں کے ساتھ خدائی پکڑ سے بے خوف نہ ہو۔ حق کے ساتھ جمع ہونا اس کے غیر سے جدا ہونا ہے اور اس کے غیر سے جد ہونا اس کے ساتھ جمع ہونا ہے۔ تیرا لوگوں کو حقیر جاننا لا دوا بیماری ہے۔

اوتادِ عراق اور غوثِ پاک کے متعلق پیش گوئی

عراق کے آٹھ اوتاد ہیں حضرت معروف کرخی' امام احمد بن حنبل' بشر حافی' منصور بن عمار' جنید' سری سقطی' سہل بن عبد اللہ التستری اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ سے پوچھا گیا کہ عبد القادر کون ہیں فرمایا عجمی سید زادہ ہے جو کہ بغداد میں سکونت پذیر ہوں گے پانچویں صدی میں ان کا ظہور ہوگا اور وہ صدیقین کے یکتا اور اقطاب دنیا کے سرداروں میں سے ہوں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ ابو محمد الشنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت میں صوفیاء کی سرداری آپ تک پہنچتی ہے۔ اور صدق شعار سالکین آپ کے ساتھ وابستہ رہے جیسے شیخ ابو الوفاء اور شیخ منصور وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ آپ بلند اخلاق' کامل ادب' عظیم عقل اور منکسر المزاج تھے۔ ابتداء میں قافلوں پر ڈاکے ڈالا کرتے تھے پھر حضرت ابو بکر بن ہوار بطائحی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔ پس مادرزاد اندھوں' کوڑھیوں اور پاگلوں کو اپنی دعا سے شفا بخشنے لگے۔

ملفوظات

اطاعت کی اصل پرہیزگاری ہے اور تقویٰ کی اصل نفس کا محاسبہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی نداء نہیں سنتا وہ اپنے بلانے والے کے حکم کی تعمیل کیسے کرے گا؟ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز سے غنی بنتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی جس نے اپنے نفس پر ادب کے ساتھ قہر کیا اسی نے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ سے حجاب اپنے نفسوں کے لئے ان کی تدابیر ہیں اور جس نے حق کو اپنے قریب دیکھا اس کے دل سے اس کے سوا ہر چیز دور ہوگئی۔ صدیقین کی خواہش' مجاہدہ اور جھوٹوں کی خواہش' نیند اور کاہلی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی راز کا دعویٰ کرے جس کے لئے اس کے ظاہر کی حفاظت گواہی نہیں دیتی اسے اس کے دین کے بارے میں تہمت رکھ جو فقیر دنیا میں زہد کے بعد دنیا کی طرف لوٹا اس کا کھانا کبھی نہ کھا اگرچہ تو بھوکا مر جائے۔ اگر تو نے کھا لیا تو چالیس دن تک تیرا دل سخت رہے گا۔ تیرے دل کی اصلاح اخلاص کے ساتھ علم میں مشغول ہونا ہے جب کہ اس کا فساد ریاء اور دکھاوے کے لئے علم میں مصروف ہونا ہے۔ دل کا ستون اور بلندیوں کی طرف پرواز حق کی مراعات پر اکتفاء اور خلق کو نظر انداز کرتے ہوئے باطن کی اصلاح میں ہے۔ ولی وہ ہے جو ہمیشہ اپنا حال چھپائے اور ساری کائنات اس کے اعمال جو کہ اسے امتیاز بخشیں کے ظاہر ہونے کے بغیر اس کی ولایت کی باتیں کرے۔

حضرت شیخ عزاز بن مستودع البطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بطائح میں طریقت کی سرداری آپ تک پہنچی اور صلحاء اور علماء کی ایک جماعت نے آپ سے فیض لیا اور اس میں نتائج حاصل کئے اور مشائخ کا آپ کی تعظیم پر اجماع ہے۔

غفلت کی دو قسمیں (ملفوظات)

غفلت کی دو قسمیں ہیں۔ رحمت کی غفلت' عذاب کی غفلت' رحمت والی غفلت پردہ کھولنا ہے کہ قوم عظمت و جلال کا مشاہدہ کرے اور فرائض وسنن کے سوا بندگی سے غافل ہو جائیں اور واردات الٰہیہ کے مراقبہ کے سوا سر کی نگہبانی سے غافل ہو جائیں جب کہ عذاب والی غفلت بندے کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس کی نافرمانی میں مصروف ہونا کرامات کی طرف توجہ کرنا اور استقامت کی راہ سے غافل ہونا ہے۔

دشمنوں کے لئے قہر کا جلوہ اس لئے ظاہر کیا گیا تا کہ وہ اپنے برے اعمال سے وحشت پائیں پس وہ کبھی ایسی چیز کا مشاہدہ نہیں کرتے جس سے تازگی پائیں اور نہ ہی اپنی مانوس چیزوں سے اطمینان پاتے ہیں۔ ارواح نے اشواق سے محبت کی تو حقیقت کے داعیوں کے ہاں مشاہدے کے دامنوں کے ساتھ وابستہ ہوئیں۔ پس حق تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہ دیکھا اور یقین کیا کہ حادث' علت والی صفات کے ساتھ قدیم کو نہیں پا سکتا تو حق تعالیٰ کی صفات خود اس تک پہنچنے والی ہوتی ہیں تو وہ وہی ہے جس نے اسے واصل کیا وہ خود واصل نہیں ہوا۔

ارادہ دل کو چیزوں کی طرف سے چیزوں کے رب کی طرف پھیرنا اور بغیر فکر کے اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھنا ہے۔ جب محبت ارواح میں مل جائے تو پرواز کرتی ہیں۔ جب عقول میں شامل ہوں تو وہ مدہوش ہو جاتی ہیں اور جب افکار کو چھوئے تو وہ حیرت زدہ رہ جاتی ہیں۔ علم کا کمال' صفات جمال کی حقیقت سے امید کا منقطع ہونا ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے مانوس ہوتا ہے اس سے ہر چیز مانوس ہو جاتی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ خطاب فرمائے اسے ہر چیز خطاب کرتی ہے جو واصل باللہ ہو جائے تو اس کی تعظیم کے لئے ہر شے اس سے پیچھے رہ جاتی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس سے ہر چیز ان علوم و اسرار کی وجہ سے جو اسے اللہ تعالیٰ سپرد فرماتا ہے ناواقف ہو جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت الشیخ منصور البطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت احمد بن الرفاعی رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں ہیں۔ انہیں کی صحبت سے احمد بن الرفاعی نے استفادہ کیا۔ احوال و مقامات والوں کی ایک کثیر جماعت آپ کی طرف نسبت رکھتی ہے۔ آپ کی والدہ ایام حمل میں آپ کے شیخ' شیخ محمد شنبکی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو وہ کھڑے ہو جاتے اور ایسا کئی مرتبہ ہوا ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں اس بچے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا ہوں جو اس کے بطن میں ہے کیونکہ وہ مقامات والے مقربین بارگاہ خداوندی میں سے ایک ہے۔ اس کی عظیم شان ہوگی۔ مقام طریقت سے کبھی نہ گرے حتیٰ کہ متوجہ الی اللہ وفات پائی۔

ملفوظات

جس نے دنیا کو پہچانا اس سے بے رغبت ہوا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت پائی وہ اس کی رضا کو ترجیح دیتا ہے۔ اور جس نے اپنے نفس کو نہ پہچانا وہ بہت بڑے دھوکے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو کسی چیز کی آزمائش میں نہ ڈالا جو کہ غفلت اور سستی سے زیادہ سخت ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے اسے غفلت اور نیند سے پناہ دیتا ہے۔ جب بھی دل کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اس کی طرف سزا زیادہ تیزی سے آتی ہے۔ صبر مجبوروں کا سفر خرچ اور رضا عارفوں کا مرتبہ ہے جس نے اپنے صبر پر صبر کیا تو صبر کرنے والے کی نیکی ہے۔ جو شخص اپنے دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے حالانکہ وہ اسے اس کے رزق کے بارے میں تہمت رکھتا ہے تو وہ اس کے لئے دوڑتا ہے نہ کہ اس کی طرف۔ جو کچھ دنیا میں موجود ہے وہ دنیا چھوڑنے میں مددگار نہیں ہوسکتا اور وہ تیرے لئے نقصان دہ ہے۔ مفید نہیں۔ تین خصلتیں اولیاء اللہ کی صفات میں سے ہیں ہر چیز میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اس کی طرف منسوب ہوکر ہر شے سے فنا ہونا اور ہر حال میں اس کی طرف رجوع کرنا۔

ارادہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرے تو اسے اشارہ سے بھی زیادہ قریب پائے۔ توکل ہر امر کو ایک کی طرف لوٹانا ہے ہر مخلص کا اپنے اخلاص میں ناقص ہونا اپنے اخلاص کو دیکھنا ہے۔ جب کہ اس کا کمال اپنے اخلاص میں ریاء کا مشاہدہ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے مانوس ہونا دلوں کا قرب خداوندی کی بشارت پانا' اس سے خوش ہونا' سکون واطمینان میں اسی کی طرف دیکھنا' اور ان کا ماسوا سے غافل ہونا ہے اور یہ کہ اس کی طرف اشارہ نہ کریں حتیٰ کہ وہ ان کی طرف اشارہ فرمائے جس نے بندگی کی صفائی کے ساتھ دھوکا کھایا اس میں ربوبیت کے متعلق بھول مداخلت کرتی ہے اور جس نے بندگی کے قائم کرنے میں ربوبیت کے عمل کا مشاہدہ کیا تو وہ اپنے نفس سے منقطع ہوا اور اپنے پروردگار کی طرف مطمئن ہوا اور اس وقت وہ استدراج سے بچ جاتا ہے۔ اور وہ بال یقین کا فقدان ہے کیونکہ یقین کے ساتھ غیب کے فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔ کشف' نور کی وہ کرنیں ہیں جو کہ اسرار کے حاملین کی دلوں میں معرفت کی پختگی کی بدولت دلوں میں چمکتی ہیں ایک غیب سے دوسرے غیب کی طرف حتیٰ کہ وہ اشیاء کا وہاں سے مشاہدہ کرتا ہے جہاں سے حق اس کا مشاہدہ فرماتا ہے پس وہ مخلوق کے دلوں کی باتوں کے متعلق گفتگو کرتا ہے اور جب حق سرائر پر ظاہر ہو جائے تو ان کے لئے رجاء وخوف کی کوئی فضیلت نہیں رہتی۔

میں نے اپنے ماموں حضرت منصور رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ محب ہمیشہ اپنے نشے میں مدہوش رہتا ہے اور شراب محبت میں' حیران وہ نشے سے نہیں نکلتا مگر حیرت کی طرف اور حیرت سے باہر نہیں آتا مگر نشے کی طرف۔ شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطائح کی سرزمین میں سے نہر دقلی میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی کو وطن بنالیا۔ یہاں تک کہ وہیں وفات پائی اور آپ کی قبر شریف ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے اور جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی زوجہ نے عرض کی اپنے بیٹے کے لئے وصیت فرمائیں۔ فرمایا بلکہ اپنے بھانجے احمد کے لئے۔ بیوی نے کئی دفعہ بات دہرائی تو آپ نے اپنے بیٹے اور اپنے بھانجے دونوں سے فرمایا کہ فلاں زمین سے میرے لئے فلاں بوٹی لاؤ آپ کا بیٹا کافی ساری بوٹی لے آیا جب کہ آپ کا بھانجا کچھ بھی نہ لایا آپ نے فرمایا اے احمد! تو کیوں نہیں لایا؟ عرض کی میں نے اسے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہوئے پایا تو اس میں سے کچھ بھی نہ اکھاڑ سکا پس

آپ کی زوجہ خاموش ہوگئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت الشیخ تاج العارفین ابوالوفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عراق میں اپنے وقت کے عظیم مشائخ میں سے تھے۔ صاحب کرامات ہیں۔ اس شان میں اپنے زمانے کے مقتدا ہیں بے شما
علماء وصلحاء نے آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ ارباب احوال میں سے آپ کے چالیس خادم تھے۔ جب آپ کے پیرومرش
شیخ شنبکی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے عہد لیا تو فرمایا کہ آج میرے جال میں وہ پرندہ آیا ہے کہ اس جیسا کسی شیخ کے جال میں نہیں
آیا۔ بطائح کے مشائخ فرماتے تھے کہ اس شخص پر تعجب ہے جو ابوالوفاء کا ذکر کرتا ہے اور ان کا ہاتھ اس کے چہرے پر نہیں گذرا او
اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے اس کے چہرے کا گوشت اس کی ہیبت سے کیوں نہیں گرتا اور حضرت سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ ع
فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ کے دروازہ پاک پر ابوالوفاء رضی اللہ عنہ جیسا کوئی کردی نہیں ہے۔ عراق میں سب سے پہلے تاج العارفین
آپ ہی کا نام رکھا گیا۔

ملفوظات

جسے نظر کے اثر نے مجنون کر دیا ہوا سے خبر کا سننا قلق میں ڈالتا ہے۔ جو اشواق کے بیابانوں میں تنہائی میں ہے آفاق کی طرف
توجہ نہیں کرتا ذکر وہ ہے جو اپنے وجود کے ساتھ تجھ سے غائب کر دے اور اپنے شہود کے ساتھ تجھے تجھ سے پکڑ لے کیونکہ ذکر حقیقت
کی حاضری اور مخلوق کا مٹ جانا ہے۔ جسم قلمیں' ارواح تختیاں' نفوس پیالے اور وجد حسرت ہے جو بھڑکتی ہے پھر ایک نظر ہے جو کھ
لیتی ہے اور قوت بندے کے مٹ جانے پر حضوری کے گواہ کے ساتھ سر کا مکالمہ اور مشہود کے غلبہ کی وجہ سے بحر مشاہدہ میں قلب
غرق ہونا ہے۔ تسلیم' احکام کے میدانوں میں نفس کو چھوڑ دینا اور حوادث سے اس پر شفقت ترک کرنا ہے اگر اپنے شیخ کے پاس آ
والا' جب کہ وہ آرام فرما ہو سچا ہو تو شیخ کا ہر ذرہ اس کے سوال کا جواب دیتا ہے اسے شیخ کو بیدار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حضرت الشیخ حماد بن مسلم الدباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ علوم حقائق میں راسخ علماء میں یکتا ہیں۔ مریدین کی تربیت کی سرداری آپ پر ختم ہے مخفی کیفیات کے کشف میں آپ
اجماع ہے۔ بغداد کے معظم مشائخ اور صوفیاء آپ کی طرف منسوب ہوئے اور آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی صحب
کا شرف پانے والوں آپ کی تعریف کرنے والوں اور آپ کی کرامات کی روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔

دل کی اقسام اور باخدا ہونے کے تقاضے (ملفوظات)

دل تین قسم کے ہیں ایک دل دنیا کا طواف کرتا ہے' ایک دل آخرت کا طواف کرتا ہے اور ایک دل مولیٰ کا طواف کرتا ہے
مولیٰ میں نہیں جس نے مولیٰ میں طواف کیا زندیق ہوا۔ اپنے دل کو یقین کے ساتھ پاک کر' تا کہ اس میں تقدیریں جاری ہوں۔
تعالیٰ کی طرف سب سے قریبی راستہ اس کی محبت ہے اور اس کی محبت خالص نہیں ہوتی یہاں تک کہ محبّ نفس کے بغیر رو
جائے۔ جب تک اس کا نفس باقی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کبھی بھی چکھ نہیں سکتا۔ تقدیر سے خواہش زائل کر دے تجھے معرفت

اور خلق وامر سے خواہش دور کر دے تو خلاصی پائے گا۔ تیرے پاس جس قدر امر ہے اسی کے مطابق سلامت رہے گا اور تیرے ہاں جس معیار پر تقدیر ہے اسی قدر معرفت حاصل کرے گا۔ اپنے وجود میں اپنی خواہش کو نہ پائے تو موحد ہوگا۔ اور اپنی مراد کو اس کی تدبیر میں نہ پائے تو فانی ہو جائے گا۔ لیکن اگر تجھے بلائے تو حاضر ہو جا' اگر تیرے ساتھ وعدہ کرے تو بھروسہ کر' اور اگر تیرے لئے مقدر کرے تو گردن جھکا دے' اگر تجھے کہے کہ پسند کر تو کہہ دے کہ میں نے تیرے سپرد کیا' اگر فرمائے طلب کر تو کہہ دے کہ میں نے تصدیق کی' اگر کہے کہ میری عبادت کر تو عرض کر مجھے توفیق عطا فرما' اگر فرمائے کہ مجھے ایک مان تو عرض کر مجھے کھینچ لے' پس اگر معرفت آ جائے تو وہ ربانی افعال ہوں گے اور کائنات زائل ہو جائے گی اور تو تصرف میں صاحب قلب ہو جائے گا۔ تیرا کچھ نہیں ہوگا مگر ذات حق جل وعلا کے ساتھ اور جو اس کے ساتھ ہوگا اسی کا ہوگا اور جو تیرے ساتھ ہوگا تیرا ہوگا۔ پس دنیا کی اقسام ۔، ایمان میں مصروف ہو جا' کیونکہ اس میں اس کی تصدیق ہے اور آخرت کی اقسام سے علم میں مشغول ہو جا کیونکہ اس میں اس کی معرفت ہے اور تو جہاں بھی ہے معرفت کے ساتھ کل سے مصروف ہو جا کیونکہ تیرے اپنی قدر پہچاننے کے اعتبار سے وہ تیرے ساتھ ہے۔

حضرت الشیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ اماموں کے یکتا ہیں۔ خراسان میں مریدین کی تربیت آپ پر ختم ہے۔ کثیر تعداد میں علماء اور صلحاء آپ کی خانقاہ میں جمع ہوئے اور آپ سے اور آپ کی کلام سے نفع یاب ہوئے۔

سماع کی حقیقت (ملفوظات)

سماع حق کی طرف سفر ہے اور حق کا ایلچی۔ اور وہ حق کے لطائف و زوائد' غیب کے فوائد و واردات' کامرانی کے صحراء اور عطیات اور کشف کے معانی اور بشارت ہے۔ پس وہ ارواح کے لئے ان کی قوت' اجسام کے لئے ان کی غذا' قلوب کے لئے ان کی زندگی' اور اسرار کے لئے ان کی بقا ہے۔ پس ایک گروہ کو حق تعالیٰ تنزیہہ کے گواہ کے ساتھ سناتا ہے تو کسی گروہ کو نعت ربوبیت کے ساتھ۔ کسی کو نعت رحمت کے ساتھ اور کسی طائفہ کو وصف قدرت کے ساتھ سناتا ہے تو ان کے لئے سنانے اور سننے والا حق ہے پس سماع پردے اٹھانا اور رازوں کا کھولنا اور ایک چمک ہے جو ظاہر ہوئی ایک سورج ہے جو طلوع ہوا۔ اور ارواح کا سماع' قرب کی سرزمین پر نفس کے بغیر حضوری کے گواہ کے ساتھ دلوں کے سننے کے ساتھ ہے پس تو انہیں سماع میں دیکھے گا شیفتہ و حیران نحیف و گرفتار اور سر جھکائے مدہوش۔

۷۰ ہزار ملائکہ آسمان والوں کے صوفیاء

تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے مقربین ملائکہ میں سے ۷۰ ہزار ملائکہ پیدا فرمائے اور انہیں عرش و کرسی کے درمیان دربار انس میں ٹھہرایا۔ ان کا لباس سبز اون' اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح۔ پس وہ جب سے پیدا کئے گئے وجد' شیفتگی میں حیران سر جھکائے مدہوش کھڑے ہیں۔ گوشہ عرش سے گوشہ کرسی کی طرف لہراتے ہوئے چلتے ہیں کہ شدت عشق سے سرشار ہیں پس وہ آسمان والوں کے صوفیاء ہیں حضرت اسرافیل علیہ السلام ان کے قائد اور مرشد جب کہ حضرت جبریل

علیہ السلام ان کے رئیس اور کلام کرنے والے ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ ان کا مونس اور مالک ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلا
ہوں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

حضرت ابراہیم بن الحوفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ یوسف ہمدانی لوگوں سے خطاب فرمارہے تھے کہ اس محفل میں موج
دو فقہاء نے آپ سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ تو بدعتی ہے آپ نے ان سے فرمایا چپ رہو۔ زندہ نہ رہو۔ وہ وہیں مر گئے۔ آپ ک
خدمت میں ہمدان سے ایک خاتون دوڑتی ہوئی آئی۔ عرض کرنے لگی میرے بیٹے کو فرنگیوں نے قید کرلیا ہے۔ آپ نے اسے صبر
تلقین فرمائی۔ صبر نہ کیا۔ آپ نے دعا کی اے میرے اللہ اسے قید سے رہائی دے اور اس کی مشکل جلد حل فرمادے پھر اسے فر
کہ اپنے گھر چلی جا وہاں اسے موجود پائے گی دیکھا تو اس کا بیٹا گھر میں ہے۔ متعجب ہوئی اس سے صورت حال پوچھی تو اس
بتایا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا۔ میرے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور مجھ پر پہرہ لگا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اس نے مجھ
اٹھایا اور پلک جھپکنے میں یہاں لے آیا۔

آپ ۴۴۰ھ کی حدود میں پیدا ہوئے ۵۳۵ھ میں فوت ہوئے۔ ایک مدت تک مرو کے راستے پر یامن میں دفن رہے پھر آپ
کا جسم شریف اٹھا کر مرو لایا گیا اور وہاں آپ کی طرف منسوب سبزہ زار میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت الشیخ عقیل المنبجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت میں شام کے شیوخ کے شیخ ہیں۔ آپ کی صحبت سے اکابر کی ایک جماعت نے فیض پایا۔ جن میں سے شیخ عدی بن
مسافر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ وہ پہلے شیخ ہیں جو خرقہ عمریہ کے ساتھ شام میں داخل ہوئے اور آپ سے یہ خرقہ حاصل کیا گیا
آپ کو طیار یعنی اڑنے والا کہا جاتا تھا۔ کیونکہ جب آپ نے اپنی ملاد مشرق کی بستی سے جس میں آپ مقیم تھے منتقل ہونے کا ارا
فرمایا تو اس کے منارے پر چڑھ گئے اور بستی والوں کو آواز دی جب وہ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے لوگوں کے دیکھتے ہوئے ہوا میں
پرواز کی۔ پس وہ آئے اور آپ کو منبج میں پایا۔

بندگانِ خدا کی نسبت سے خوف کی اقسام (ملفوظات)

معرفت صرف ان صفات کے بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جب کہ بندگی اللہ تعالیٰ کے احکام میں ہے
اور خوف سب کی اصل ہے۔ لیکن عارفین کا خوف یہ ہے کہ ان کی راحت اس کے افعال میں پائی جائے اور اولیاء اللہ کا خوف یہ ہے
کہ ان کی خواہش امر خداوندی میں پائی جائے اور متقین کا خوف یہ ہے کہ ان کا نفس ان کے خلق کو دیکھنے میں پایا جائے۔ اگر خلق کو
تجھ میں ایجاد کرے تو نے شرک کیا اور اگر تجھے تجھ پر قدرت دے تو تو نے ان سے نزاع کیا۔

اے فلاں یوں عرض کر! الٰہی! مجھے اپنی تقدیر سے بچا اور مجھے اپنی مخلوق سے راحت دے جب امر آئے تو کہہ الٰہی مجھ پر ال
سے رحم فرما اور جب تقدیر آئے تو کہہ: الٰہی! مجھ پر مجھ سے رحم فرما۔ جب فضل آئے تو کہہ: الٰہی! تیرا فضل تیرے احسان کی وجہ سے

ہماری آزمائش ہے۔ تو جب تو نے چاہا تجھے خشوع کے وقت بندگی مل گئی اور وقار کے وقت توحید۔ تیری بندگی اس کی طرف تیرے فقر کے ساتھ ہے اور اس کا وقار یہ کہ وہاں اس کا غیر نہیں ہے۔ جب جلوہ الوہیت آئے تو کہہ ''اللہ'' پھر انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودہ باتوں میں کھیلتے ہوئے'' پس تو خواہش کے خلاف مجاہدے سے اسے پہچان لے گا اور خلق سے علیحدہ ہونے پر تو اس کی توحید سے مشرف ہوگا۔

شیخ کا طریقہ اور جوانمردی

ہمارا طریقہ کوشش کرنا' سختی برداشت کرنا' اور حد کو لازم کرنا ہے۔ یہ جاری رہے۔ پھر یا تو آدمی نے اپنی آرزو پالی' یا اپنی بیماری میں مر گیا جس نے اپنے لئے حال یا مقال طلب کیا وہ معرفتوں کے طریقوں سے دور ہے۔ جوانمردی بندوں کی خوبیاں دیکھنا اور ان کی برائیوں سے غائب ہونا ہے۔ مدعی وہ ہے جو اپنے نفس کی طرف اشارہ کرے۔ مقام سلوک میں افسوس اور گریہ زاری کا نہ ہونا رسوائی کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔

جب آپ بیابانوں کے وحشی جانوروں کو آواز دیتے تو آپ کے بلانے پر عاجزی کرتے ہوئے اس قدر آتے کہ افق بھر جاتا اور آپ کا عصا کوئی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ آپ منبج میں سکونت پذیر رہے اور کچھ اوپر چالیس سال تک اسے وطن بنائے رکھا۔ وہیں وفات پائی جہاں آپ کی قبر زیارت گاہ خواص وعوام ہے۔

حضرت الشیخ ابو یعزی المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مغرب میں صادقین کی تربیت آپ پر ختم ہے۔ وہاں کے اکابر مشائخ اور نامور زاہدوں نے آپ کی صحبت سے فیض پایا۔ اہل مغرب آپ کے توسل سے بارش کی دعا کرتے تو بارش آ جاتی۔

ملفوظات

ابتداء والوں کے احوال ان کے مالک ہوتے ہیں انہیں پھیرتے ہیں جیسے چاہیں۔ جب کہ انتہاء والوں کی ملکیت ہیں وہ جیسے چاہیں ان میں تصرف کرتے ہیں۔ جو حقیقت بندے کے اثر اور اس کے نشانات ختم نہ کرے وہ حقیقت نہیں۔ جو حق کو فضل کی ہمت سے طلب کرے واصل ہو جاتا ہے۔ جو احد کے ساتھ نہیں وہ کسی کے ساتھ نہیں۔ سب سے زیادہ نفع بخش گفتگو وہ ہے جو کسی مشاہدے کا اشارہ ہو یا حضوری کی خبر۔

ولی کے احوال یعنی قدم - مقام - حال - منازلہ اور سر سے مراد اور ان کی حفاظت کے نتائج

ولی اس وقت تک ولی نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کے لئے قدم' مقام' حال' منازلہ اور سر ہو۔ قدم وہ ہے جو تو اپنے راستے سے حق کی طرف چلا۔ مقام وہ ہے جس پر تجھے سابق علم ازلی نے ٹھہرایا۔ حال وہ جس نے تجھے فوائد اصول میں پہنچایا مگر نتائج سلوک کی وجہ سے نہیں۔ منازلہ حضوری کے وہ تحفے ہیں جو سر کی صفت کے ساتھ نہیں بلکہ مشاہدہ کی وصف کے ساتھ تیرے لئے مخصوص کے گئے۔ اور سر وہ لطائف ازل ہیں جو ہجوم جمع' غیر کے مٹانے اور تیری ذات کے لاشی ہونے کے وقت تجھے سپرد کئے گئے۔

مقام کے حکم کی حفاظت سے طریق کی سمجھ آتی ہے اور اس کے مخفی معنوں پر آگاہی نصیب ہوتی ہے اور حال کے حکم کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصرف کرنے میں حال کی فراخی کا فائدہ دیتی ہے۔ منازلہ کے حکم کی حفاظت فتوحات لدنیہ کے لشکروں کے ساتھ اس کے قہر کے بادشاہ کی تائید کرتی ہے اور سر کے حکم کی حفاظت کائنات کی مخفی حقیقتوں پر اطلاع کی قدرت کو وسیع کرتی ہے اور وقت کے حکم کی حفاظت مراقبہ عطا کرتی ہے اور انفاس کی حفاظت حضوری میں غائب ہونے کے مقام تک پہنچاتی ہے۔

وحوش کا شیخ سے مانوس اور آپ کے تابع فرمان ہونا

شیخ ابومحمد افریقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابویعزی پہلے پہل پندرہ برس جنگل میں رہے وہاں کے درختوں کے دانوں پر گزر بسر تھی شیر آپ کے پاس آ کر رہتے اور پرندے آپ پر ہجوم کیے رہتے۔ جب آپ کسی شیرنی سے کہتے کہ یہاں مت رہ وہ اپنے سب بچوں سمیت وہاں سے چلی جاتی۔ شیخ ابومدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے صحراء میں آپ کی زیارت کی۔ دیکھتا ہوں کہ آپ کے گرد شیر' وحشی جانور اور پرندے جمع ہیں۔ اپنے حالات میں آپ سے مشورے لے رہے ہیں۔ خشک سالی تھی آپ ان وحشی جانوروں سے فرما رہے تھے کہ تو فلاں جگہ چلا جا وہاں تیری خوراک ہے اور اسی طرح پرندوں سے فرما رہے تھے اور وہ آپ کے حکم کی تعمیل کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا اے شعیب! ان وحشی جانوروں اور پرندوں نے میرا پڑوس پسند کیا اور میری خاطر بھوک کی تکلیف برداشت کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت الشیخ عدی بن مسافر الاموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اس طریقہ کے ارکان میں یکتا اور اس کے جاننے والوں میں بلند و بالا ہیں۔ حضور سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تعظیم سے آپ کا ذکر فرماتے اور تعریف فرماتے اور آپ نے ان کی سلطنت کی گواہی دی اور فرمایا کہ اگر نبوت مجاہدہ کے ساتھ ملتی تو اسے شیخ عدی بن مسافر پا لیتے۔ ابتداء میں آپ نے مجاہدہ میں وہ مبالغہ کیا کہ آپ کے بعد مشائخ اس سے عاجز آ گئے۔ جب سجدہ کرتے تو مجاہدہ کی شدت کی وجہ سے آپ کے سر میں خر کی یوں آواز آتی جیسے کسی ڈھال پر کنکریاں یکبارگی گرتی ہیں۔ اوائل میں ایک زمانے تک غاروں پہاڑوں اور صحراؤں میں اکیلے ہی سیاحت کرتے رہے۔ اپنے نفس کو کئی قسم کے مجاہدات میں پکڑے رکھا وہاں سانپ' بچھو اور درندے آپ سے الفت و محبت کرتے تھے۔ بلاد مشرق میں آپ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے زیارات اور صادق مریدین کی تربیت کا قصد فرمایا اور اطراف و اکناف سے لوگوں نے آپ کی زیارت کا قصد کیا۔

ملفوظات

تیرا پکڑنا اور تیرا ترک کرنا اس سے خالی نہیں کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں گے یا اس کے لئے۔ اگر اس کے ساتھ ہیں تو وہ تجھے علی الاعلان عطا سے نوازے گا۔ اور اگر اس کے لئے ہیں تو اس سے اس کے امر کے ساتھ رزق مانگ اور اس سے بچ جس میں خلق کا دخل ہو۔ کیونکہ جب تک تو ان کے لئے ہے وہ تجھے اپنا غلام بنا کر رکھیں گے اور جب تک تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ تیری حفاظت فرمائے گا اور جب تک تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہے تو وہ تیرا کفیل ہوگا اور جب تو اسباب کے ساتھ ہے تو اپنا رزق زمین سے طلب کر کیونکہ تجھے آسمان سے نہیں دیا جائے گا اور جب تو توکل کے ساتھ ہے تو اگر تو اپنی ہمت کے ساتھ طلب

کرے گا تو تجھے کبھی نہیں دے گا اور اگر تو اپنی ہمت زائل کر دے تو تجھے عطا فرمائے گا اور جب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھڑا ہے تو کائنات تیرے لئے وطن کے لئے خالی ہے اور تو قبضہ میں فانی ہے اور کائنات ساری کی ساری تجھ میں اور تیرے لئے ہے۔

مرید کو اپنے شیخ سے حسن عقیدت کی ضرورت

تو اپنے شیخ سے نفع نہیں لے سکتا مگر جب کہ اس کے متعلق تیرا عقیدہ ہر اعتقاد سے اوپر ہوگا اس وقت وہ تجھے اپنی حضوری میں کر لے گا اور اپنے غائب ہونے پر تیری حفاظت فرمائے گا اور اپنے اخلاق کے ساتھ تیری اصلاح کرے گا اور اپنے احوال کے ساتھ ادب سکھائے گا۔ اپنے انوار سے تیرے باطن کو منور فرمائے گا اور اس کے متعلق تیرے اعتقاد میں کمزوری ہوگی تو اس میں ان چیزوں میں سے کسی کا مشاہدہ نہیں کرے گا بلکہ تیرے باطن کی ظلمت تجھ پر عکس ڈالے گی تو تو اس کی صفات کا مشاہدہ کرے گا جو کہ تیری صفات ہیں تو کبھی بھی اس سے نفع نہیں پائے گا اگرچہ اولیاء میں اس کا اعلیٰ مقام ہو۔

علماء- عارفین اور اہل توحید کے حسن اخلاق

حسن اخلاق ہر شخص کے ساتھ وہ معاملہ کرنا ہے جس سے وہ مانوس ہو اور اس سے وحشت محسوس نہ کرے۔ پس علماء کے ساتھ اچھی طرح سننے کے ساتھ ہے اگرچہ اس کا مقام اس سے بلند ہو جو اس کے متعلق لوگ کہتے ہیں۔ معرفت والوں کے ساتھ سکون اور انکساری کے ساتھ اور اہل توحید کے ساتھ سر تسلیم خم کرنے کے ساتھ ہے۔ جب کسی شخص کے متعلق دیکھو کہ اس سے کرامات ظاہر ہو رہی ہیں اور اس سے خارق عادات کام صادر ہو رہے ہیں تو اس سے دھوکا نہ کھاؤ حتیٰ کہ تم اسے امر و نہی کے وقت دیکھو۔ جس نے ادب سکھانے والوں سے اپنا ادب نہیں لیا وہ اپنے پیروکاروں کو خراب کرے گا اور جس میں ادنیٰ سی بدعت ہو اس کے پاس بیٹھنے سے بچو تا کہ اس کی نحوست تم پر نہ لوٹ آئے اگرچہ ایک وقت کے بعد ہی سہی۔

جس نے علم کی حقیقت سے موصوف ہوئے بغیر علم میں گفتگو پر کفایت کی منقطع ہو گیا۔ جس نے سمجھ کے بغیر بندگی پر اکتفاء کی نکل گیا۔ جس نے پرہیزگاری کے بغیر فقہ پر کفایت کی دھوکے میں پڑ گیا۔ جس نے اپنے اوپر واجب احکام کی ادائیگی کا اہتمام کیا نجات پا گیا۔

توحید باری تعالیٰ کی رفعت

توحید باری تعالیٰ کی ماہیت قال میں جاری نہیں ہوتی نہ اس کی کیفیت دل میں کھٹکتی ہے وہ مثالوں اور تشبیہوں سے وراء ہے۔ اس کی صفات اس کی ذات کی طرح قدیم ہیں۔ وہ اپنی صفات میں جسم نہیں وہ اس سے مبرا ہے کہ جسم کی بدعتوں کے مشابہہ ہو یا اسے اس کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرف منسوب کیا جائے۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔ اس کی زمین و آسمان میں اس کا کوئی ہم نام ہے نہ اس کے حکم اور ارادے میں اس کا کوئی ہمسر۔ عقلوں پر اللہ عزوجل کی مثال دینا اوہام پر اس کی حد بیان کرنا اور گمانوں پر قطعی فیصلہ کرنا' ضمائر پر اس کی گہرائی میں اترنا' نفسوں پر غور و فکر کرنا' فکر پر اس کا احاطہ کرنا اور عقلوں پر تصور کرنا حرام ہے۔ مگر وہی کچھ کہا جا سکتا ہے جس کے ساتھ اس نے اپنی کتاب میں یا اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اپنی ذات کو موصوف کیا ہے۔

ہمارے اس طریقے پر چلنے والے پر سب سے پہلے جھوٹے دعوے چھوڑنا اور صداقت پر مبنی معنوں کو چھپانا واجب ہے۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سچے معانی نور ہیں جب بندے کے دل میں انوار ہجوم کرتے ہیں تو اس کی استعداد پختہ اور قوی ہو جاتی ہے تو جب اس نے کوئی معنی ظاہر کر دیا تو نور یکے بعد دیگرے نکل جاتا ہے اور وہ اس طریق میں ثابت قدم نہیں رہتا۔

آپ زیادہ تر بحر محیط کے چھوٹے جزیرے میں رہائش پذیر رہے۔ آپ ہوا کو ٹھہرنے کا حکم دیتے تو اسی وقت ٹھہر جاتی۔ جبل ہکار میں سکونت رکھی (ہکار، موصل سے اوپر پہاڑ کے قریب جزیرہ کا ایک شہر ہے۔ ابن الاثیر نے لباب میں کہا کہ ہکار ایک ریاست ہے جو کہ کئی قلعوں اور شہروں پر مشتمل ہے موصل کی عملداری سے ہے)

اور بالس کو وطن بنایا حتیٰ کہ ۵۵۸ھ میں یہیں فوت ہوئے (بالس فرات کے مغربی کنارے پر چھوٹا سا شہر ہے اور یہ شام کے شہروں میں سے پہلا ہے یہاں سے قلعہ دوشرتک، جو کہ قلعہ جعبر کے نام سے مشہور ہے اور فرات کی شرقی جانب ہے پانچ فرسنگ کا فاصلہ ہے جب کہ قلعہ جعبر سے بالمقابل فرات کی غربی جانب سرزمین صفین ہے جہاں جنگ صفین ہوئی) اور اپنی خانقاہ میں جو آپ کی طرف منسوب ہے دفن ہوئے اور آپ کے مزار کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت الشیخ علی بن وھب السنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنجار اور اس کے مضافات میں مریدین کی تربیت آپ پر ختم ہے (لباب میں ہے سنجار ابن سعید کہتے ہیں کہ سنجار جنوبی نصیبین میں ہے۔ خوبصورت شہروں میں سے ہے اور اس کا پہاڑ دوسرے شہروں کے مقابلہ میں بہت سرسبز ہے اور ابن حوقل کی کتاب میں ہے کہ سنجار دیار ربیعہ کے بیابان کے درمیان پہاڑوں کے قریب ہے اور سنجار کے سوا جزیرہ میں کوئی ایسا شہر نہیں جہاں کھجور کا درخت ہو اور سنجار کے بعض رہنے والوں کے مطابق یہ موصل سے تین مراحل پر واقع ہے۔ سنجار مغرب کی طرف ہے جب کہ موصل مشرق کی طرف ہے اور سنجار کے ارد گرد فصیل ہے اور وہ پہاڑ کا دامن ہے اور معرہ شہر کے برابر ہے اس میں باغات اور نہریں ہیں دونوں طرف پہاڑ ہے ابو الفداء) اکابر کی ایک جماعت نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا جیسے شیخ سوید البخاری ابوبکر البخاری شیخ سد الصنا بجی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ایسے چالیس مرید چھوڑ کر وفات پائی جو سب کے سب ارباب احوال تھے۔

حکایت بیان کی گئی ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو یہ مریدین آپ کی خانقاہ کے سامنے ایک باغ میں اکٹھے ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے اس باغ سے اس کی گھاس کی مٹھی لی اور اس پر سانس لیا تو قسم قسم کے زرد، سبز، پیلے، سفید، پھول کھل گئے یہاں تک کہ ان کے بعض نے بعض کے لئے تمکین وتصریف کا اقرار کیا۔

سوانح حیات بزبانِ خود

آپ نے فرمایا کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن عظیم حفظ کر لیا۔ پھر میں علم میں مشغول ہو گیا۔ میں جنگل کی ایک مسجد میں عبادت کرتا تھا۔ ایک رات میں سو رہا تھا کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے علی! مجھے حکم ملا ہے کہ یہ ٹوپی تمہیں پہنا دوں اور اپنی آستین سے ٹوپی نکالی اور میرے سر پر رکھ دی۔ پھر چند دنوں کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے علی! لوگوں کی طرف چل وہ تجھ سے نفع حاصل کریں۔ میں اپنے امر میں سوچتا رہا

کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپ نے وہی بات فرمائی جو خضر علیہ السلام نے کہی تھی میں بیدار ہوا اور اپنے معاملے میں سوچتا رہا پھر تیسری رات مجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا آپ نے مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والا حکم دیا۔ میں بیدار ہوا اور نکلنے کا عزم کیا۔ اس رات کے آخری حصے میں میں سویا تو مجھے حق جل و علا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا مجھے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنی زمین میں اپنا برگزیدہ کیا اور اپنی طرف روحانیت کے ساتھ تمام احوال میں تیری مدد فرمائی اور تجھے اپنی مخلوق کے لئے رحمت قرار دیا پس ان کی طرف جا اور ان میں وہ حکم نافذ کر جس کا میں نے تجھے علم عطا فرمایا اور ان کے لئے وہ آیات ظاہر کر جن کے ساتھ میں نے تیری مدد فرمائی۔

پس میں بیدار ہوا اور لوگوں کے پاس پہنچا تو وہ ہر سمت سے میری طرف بھاگے چلے آئے۔

معرفت عقل سے نہیں شرع سے حاصل ہوتی ہے اور اس کی مختلف اقسام (ملفوظات)

اللہ تعالیٰ کی معرفت بہت قیمتی ہے عقل کے ساتھ نہیں پائی جا سکتی بلکہ اس کی اصل شرع سے حاصل کی جاتی ہے پھر قرب کے معیار کے مطابق اس کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں۔ پس ایک قوم نے اسے وحدانیت کے ساتھ پہچانا تو انہوں نے صمدانیت کی طرف راحت پائی۔ ایک قوم نے قدرت کے ساتھ پہچانا تو حیرت میں پڑ گئے' ایک قوم نے اسے عظمت کے ساتھ پہچانا تو دہشت کے قدموں پر ٹھہر گئے اور یقین کر لیا کہ کوئی بھی اس کے عین کا ادراک نہیں کر سکتا' ایک قوم نے الوہیت کی عزت کے ساتھ پہچانا تو اسے کیفیت و ماہیت سے منزہ جانا' ایک قوم نے اسے اس کی صنعتوں کے ساتھ پہچانا اور اس پر اس کی عجائبات سے دلیل لی تو اس کی عجیب و غریب صفت میں اس کا مشاہدہ کیا اور اس کے عطا کرنے اور روکنے میں اس کا جلوہ دیکھا۔ ایک قوم نے اسے کائنات بنانے کے ساتھ پہچانا تو اسے ثبات و تمکین کے جلوؤں میں دیکھا اور ایک قوم نے اسے اس کے غیر کے بغیر پہچانا تو اس نے انہیں اپنی وہ آیات دکھلائیں جو کسی آنکھ نے کبھی دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی کے دل میں کھٹکیں۔

جس سے حق محبت فرمائے اور اس کا ارادہ فرمائے اس کے دل میں ارادہ جاگزیں کر دیتا ہے۔ پس مریدٗ محبّ ہے۔ طالب ہے۔ شوق اس کے لئے غالب ہے اور اشتیاق اس کی عقل کو سلب کرنے والا ہے۔ اور مرادٗ محبوب ہے مطلوب ہے۔ پکڑا ہوا سلب کیا ہوا ہے بارگاہ کی طرف کھینچا ہوا ہے اس پر شوق ظاہر اور غالب ہے۔ کیونکہ اس نے پا لیا جو طلب کیا۔ اس نے راستہ طے کر لیا اور اسے سمیٹ لیا۔ اپنے نفس کو زائل کیا اور اسے ایک طرف کر دیا اور اسے مٹا دیا اور کائنات کو اپنی نظر سے محو کر دیا پس وہ اسے دیکھتا ہی نہیں۔

زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی فریضہ' فضیلۃ اور قرب خداوندی ہے۔ فریضہ حرام میں' فضیلۃ متشابہ میں اور قرب حلال میں اور پرہیزگاری سے زہد زیادہ عظیم ہے۔ کیونکہ ورع یعنی پرہیزگاری باقی رکھنا ہے' جب کہ زہد سب کچھ منقطع کر دینا ہے اور اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ میں مخلوق تجھ سے غائب ہو جائے۔ ابدی بقاء اپنے سے تیری فنا میں ہے۔ جو اپنے سر کے ساتھ غیر اللہ کے ساتھ مطمئن ہو اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں سے اس پر رحمت کو کھینچ لیتا ہے اور اسے ان میں طمع کا لباس پہنا دیتا ہے آپ کی وفات سنجار میں ہوئی اور وہاں آپ کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے۔

حضرت الشیخ موسیٰ بن ماھین الزولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ اماموں میں سے یکتا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے غیب ظاہر فرمائے۔ خرق عادات یعنی کرامات عطا فرمائیں۔ دلوں میں آپ کی ہیبت ڈال دی۔ آپ پر مشائخ کا اجماع تھا۔ زیارت۔ حل مشکلات اور مخفی واردات کے کشف کے لئے آپ کی خدمت میں قصد کر کے لوگ آتے تھے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ آپ کی تعریف کرتے اور آپ کی شان کو عظیم قرار دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا اے بغداد والو! تم پر عنقریب وہ سورج طلوع ہوگا جو ابھی تک طلوع نہیں ہوا عرض کی گئی وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ موسیٰ الزولی۔

ملفوظات

رقائق' منازلات کی تفصیل کے معانی اور محاضرات کو باجمال کرنے کے نشانات ہیں اور وہ جمل کلیات کے پیش نظر صور جزئیات کی طرف توجہ کے ساتھ متحد متصل ہیں۔ اور رقائق ارواح ہیں رقائق ہیں اور وہ حکمت ازلیہ کا مقدمہ ہے پس اغیار کو اغیار کے ساتھ گھیرتی ہیں اور انوار کے لئے انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر روحانیت کے دسترخوان پر یہ پردہ تجھ سے اُٹھا دیا جائے تو تیری ذات سے' اولادِ آدم کی گنتی کے برابر مخلوق کلام کرے اور تو اپنی ذات کے رقائق کو رکوع کرنے والوں کے ساتھ راکع اور سجدہ گذاروں کے ساتھ ساجد پائے۔

حقائق' بلندی کی زلفیں اور رفعت کی ارواح کی خوشبوئیں ہیں اور وہ روشن جلوے اور فیوض کا طلوع ہونے والا آفتاب ہے جس نے اس کی بساط پر قدم رکھا اسے استواء کا مقام ملا اور جو اس کے براق پر سوار ہوا سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا۔

اور وہ اس پر حجابوں کے نور اور قرب کی نعمتوں سے عالم بالا کے معانی خرچ کرتے ہیں۔ تو ان بساط بلند' نور کشفی اور انتہائی قریبی بارگاہ کو خالی کر دیا جاتا ہے۔ پس عارف فوائد وصل کی صورتوں کے انوار کی سیڑھیوں کے ذریعے ان پر عروج کرتا ہے حتیٰ کہ دربار جلال اور مشرق اقبال کے سامنے تک پہنچ جاتا ہے اس نور' رفعت' روح طیب اور حیاء کے ساتھ جو اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ پس وہ قابل تعریف مقام پر قیام کرتا ہے۔ اور یہ کام اسی طرح لوٹنے' شروع ہونے اور چکر کاٹنے پر جاری رہتا ہے۔ پس عروج ہے اور نور' اور انفتاق تفرد اور نشاط اور نہوض ہے (یہ مدارج روحانیت کے نام ہیں) یہاں تک کہ اس کی انتہاء نہیں۔ پس پر باطن پر ظاہر حقیقت ہے۔

کرامات

آپ کثرت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے اور آپ کے اکثر افعال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے ہوئے۔ آپ جب لوہے کو ہاتھ لگاتے تو موم کی طرح نرم ہو جاتا۔ آپ چار ماہ یا اس سے کم عمر بچے سے فرماتے کہ فلاں سورت پڑھو تو بچہ فصیح زبان کے ساتھ پڑھنے لگتا اور اسی وقت سے بولنے لگتا۔ آپ نے ماردین کو وطن بنایا اور وہیں بڑی عمر میں وفات پائی آپ کی قبر وہاں موجود ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور جب آپ کو لحد میں رکھا گیا تو آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور آپ کی قبر وسیع ہوگئی اور جو آپ کی قبر میں اترے تھے ان پر غشی طاری ہوگئی۔

حضرت الشیخ ابو النجیب عبد القادر السہر وردی رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ

آپ کو ضیاء الدین اور نجیب الدین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ جبہ زیب تن فرماتے۔ علماء کا لباس پہنتے۔ خچر پر سواری فرماتے۔ آپ کے آگے حاشیہ برداری کی جاتی۔ علماء و مشائخ کا آپ کے احترام پر اجماع ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سینوں میں قبولیت عام اور دلوں میں عظیم ہیبت بخشی۔ اکابر کی ایک جماعت نے آپ کی صحبت سے فیض پایا جیسے شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ عبد اللہ بن مسعود رومی' وغیرہما رضی اللہ عنہم۔ آفاق میں آپ کا شہرہ ہوا ہر سمت سے لوگ قصداً آپ کی خدمت میں آتے تھے۔

ملفوظات

احوال دلوں کے معاملات ہیں اور وہ صفائی' حضوری کے فوائد اور مشاہدہ کے معانی ہیں جو ان پر اترتے ہیں۔ تصوف کا اول علم ہے اوسط عمل اور اس کا آخر خدائی انعام ہے۔ علم مراد کو واضح کرتا ہے عمل طلب پر مدد کرتا ہے۔ اور انعام آرزو کی انتہاء تک پہنچاتا ہے۔ اہل تصوف کے تین طبقے ہیں۔ مرید طالب' متوسط طائر' منتہی واصل' پس مرید صاحب وقت ہوتا ہے۔ متوسط صاحب حال اور منتہی صاحب یقین ہوتا ہے۔

بندی متوسط اور منتہی کے مقامات

صوفیاء کے نزدیک بہترین شے سانس گننا ہے۔ کہ غفلت میں نہ گذرے۔ تو مرید کا مقام مجاہدات' مشقیں برداشت کرنا۔ تلخیوں کے گھونٹ پینا۔ حظوظ نفس سے اور ہر اس چیز سے جس میں نفس کو نفع پہنچے پرہیز کرتا ہے۔ متوسط کا مقام مراد طلب کرنے میں ہولنا کیوں پہ سوار ہونا۔ احوال میں سچائی کی رعایت کرنا اور مقامات میں ادب کو عمل میں لانا ہے اور اس سے منزلوں کے آداب کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور وہ متلون مزاج ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتا ہے اور وہ بڑھتا ہے اور منتہی کا مقام ہوش' ثابت قدمی اور حق کے حکم پر جہاں اسے بلایا جائے حاضر ہونا ہے۔ یہ مقامات سے گذر چکا ہے اور مقام تمکین میں ہے۔ اسے احوال متغیر کرتے ہیں نہ اس میں ہولنا کیاں اثر کرتی ہیں۔ سختی و نرمی' منع و عطا اور جفاء و وفا میں وہ ایک سا ہے۔ اس کا کھانا' اس کی بھوک کی طرح اور اس کا سونا' جاگنے جیسا ہے۔ اس کے حظ فنا ہو چکے ہیں اور حقوق باقی ہیں اس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہے اور یہ سب کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے منقول ہے۔

جب کوئی فقیر خلوت میں بیٹھتا تو آپ اس کے احوال کی تحقیق کے لئے ہر روز اس کے پاس جاتے اور فرماتے کہ آج کی رات تجھ پر یہ حالت وارد ہوگی اور یہ کشف ہوگا تو ایسا پائے گا۔ تیرے پاس ایک شخص ایسی صورت میں آئے گا اور تجھے ایسا کہے گا اس سے بچنا کیونکہ وہ شیطان ہے تو فقیر کو وہ تمام حالات پیش آتے جن کی شیخ نے خبر دی ہوتی۔

آپ بغداد شرف میں رہائش پذیر رہے یہاں تک کہ ۵۶۳ھ میں وہیں وفات پائی اور دجلہ کے کنارے اپنے مدرسہ میں دفن کئے گئے اور وہاں آپ کی قبر ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

حضرت الشیخ احمد بن ابی الحسین الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عرب کے ایک قبیلہ بنو رفاعہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ سرزمین بطائح کے مقام ام عبیدہ میں سکونت پذیر رہے یہاں تک کہ وہیں واصل بحق ہوئے رحمتہ اللہ علیہ۔ علوم طریق' قوم صوفیاء کے احوال کی شرح اور ان کی منازلات کی مشکلات حل کرنے کی سرداری آپ پر ختم ہے اور بطائح میں تربیت مریدین کا کام آپ کی وجہ سے پہچانا گیا۔ کثیر جماعت نے آپ کی صحبت کا شرف پایا اور ان گنت مخلوق نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ مشائخ اور علماء نے آپ کی یاد میں آپ کے محاسن بیان فرمائے اور آپ اپنے احوال پر غالب آنے والوں اور اپنے اسرار کو قابو میں رکھنے والوں میں سے ایک ہیں اور اہل حقائق کی زبان میں آپ کی گفتگو بڑی بلند ہے۔ آپ ہی سے پوچھا گیا کہ مرد متمکن کی کیا شان ہے؟ فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ اگر زمین میں پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر اس کے لئے نیزہ گاڑ دیا جائے اور آٹھوں ہوائیں چلیں تو وہ متغیر نہ ہو۔

ملفوظات

کشف ایک قوت ہے جو کہ اپنی خاصیت شے بصیرت کی آنکھ کے نور کو غیب کے فیض کی طرف کھینچتی ہے۔ پس اس کا نور اس کے ساتھ یوں متصل ہوتا ہے جیسے شعاع صاف شیشے کے ساتھ متصل ہو جب اسے اس کے مقابل لایا جائے پھر اس کا نور اپنی روشنی میں منعکس ہو کر دل کی صفائی پر پڑتا ہے پھر عالم عقل کی طرف چمکتا ہوا ترقی کرتا ہے۔ پس اس کے ساتھ معنوی طور پر متصل ہوتا ہے جس کے اثر سے نور عقل قلب کے صحن پر پڑتا ہے۔ پس نور عقل سر کی آنکھ کی پتلی پر چمکتا ہے تو اسے وہ کچھ نظر آتا ہے جس کی جگہ آنکھوں سے مخفی اور جس کا تصور افہام پر مشکل ہے اور اغیار سے اس کی زیارت گاہ چھپی ہوئی ہے۔

فقر اور زہد کی فضیلت

زہد پسندیدہ احوال اور درجات بلند کی بنیاد ہے اور وہ اللہ عزوجل کی طرف قصد کرنے والوں' اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہونے والوں' اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے والوں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کا پہلا قدم ہے۔ تو زہد میں جس کی بنیاد پختہ نہیں تو اس کی بعد کی کوئی شے صحیح نہیں۔ فقراء لوگوں میں بزرگ ترین ہیں کیونکہ فقر پیغمبروں علیہم السلام کا لباس' صالحین کی چادر' پرہیز گاروں کا تاج' عارفوں کی غنیمت' مریدوں کی آرزو' اللہ رب العالمین کی رضا اور اس کے اولیاء کی کرامت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے انس صرف اسی بندے کو حاصل ہوتا ہے جس کی طہارت مکمل اور اس کا ذکر صاف ہو اور وہ ہر اس چیز سے وحشت محسوس کرے جو اسے اللہ تعالیٰ سے مشغول کردے۔ پس اس وقت اسے اللہ تعالیٰ اپنا انس عطا فرماتا ہے اور حقائق انس ثابت کرنے کے لئے اس کا ارادہ فرماتا ہے پس اسے ماسوا کے خوف کے ذائقے سے کھینچ لیتا ہے۔ مشاہدہ حضوری ہے یعنی ایسا قرب جو کہ علم یقین اور حق الیقین کے حقائق کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ توحید ایسی تعظیم کا دل میں پایا جانا ہے جو تعطیل و تشبیہ سے منع کردے۔ پرہیز گاری کی زبان ترک آفات کی طرف۔ بندگی کی زبان دائمی مجاہدے کی طرف۔ محبت کی زبان پگھلنے اور شیفتہ ہونے کی طرف۔ معرفت کی زبان فنا اور محو کی طرف اور توحید کی زبان اثبات و حضوری کی طرف دعوت دیتی ہے اور جس نے اعراض کرنے سے ادباً منہ پھیر لیا وہ باادب حکیم ہے۔

اگر کوئی شخص ذات وصفات میں کلام کرتا ہے تو اس کا خاموش رہنا افضل ہے۔ جو جبل قاف سے قاف تک قدم بھرتا ہے' اس کا بیٹھ رہنا افضل ہے۔ ایک دفعہ میں شیخ عارف باللہ تعالیٰ عبدالملک الخرنوتی کے پاس سے گذرا آپ نے مجھے وصیت فرمائی کہ اے احمد! جو میں تجھ سے کہتا ہوں یاد رکھنا میں نے عرض کی اچھا جی' فرمایا جھانکنے والا واصل نہیں ہوتا' کھسک جانے والا کامیاب نہیں ہوتا۔ جس نے اپنے نفس سے نقصان کو نہیں پہچانا اس کے تمام اوقات ناقص ہیں' میں آپ کے پاس سے باہر نکلا اور ایک سال اس کی تکرار کرتا رہا۔ پھر آپ کی طرف لوٹا اور عرض کی مجھے وصیت فرمائیں تو فرمایا عقل مندوں میں جہالت' طبیبوں میں بیماری اور دوستوں میں بے وفائی کس قدر قبیح ہے۔ ایک سال تک میں اس کی تکرار کرتا رہا اور آپ کی نصیحت سے میں نے نفع پایا۔ فقراء کا حمام میں داخل ہونا مجھے پسند نہیں اور میں اپنے تمام مریدوں کے لئے بھوک' لباس کے تکلفات سے برہنگی' فقر اور مسکینی پسند کرتا ہوں اور جب انہیں یہ چیزیں لاحق ہوں تو ان سے خوش ہوتا ہوں۔ بھائیوں پر شفقت ایسا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتا ہے اور جب تم میرے پاس آؤ اور میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ پاؤ تو مجھ سے دعا طلب کرو میں تمہارے لئے دعا کروں گا کیونکہ اس وقت مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کا موقعہ ملے گا۔

آپ کے خادم شیخ یعقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے کھجور کے درخت کو دیکھا تو فرمایا اے یعقوب کھجور کے درخت کو دیکھو جب اس نے اپنا سر اونچا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پھل کا بوجھ اس پر رکھ دیا جب بھی پھل لگے' اور کدو کے پودے کو دیکھو جب اس نے اپنے آپ کو عاجز کیا اور اپنے آپ کو زمین پر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پھل کا بوجھ اس کے غیر پر رکھ دیا جب بھی پھل لگے۔ اسے محسوس نہیں۔ ہوتا بدنی عبادات اور نوافل سے صدقہ افضل ہے تیرا وہ بھائی جس کا مال اس کی اجازت کے بغیر تجھے کھانا حلال ہے وہ ہے جس کی طرف تیرا نفس سکون پائے اور اس میں تیرے دل کو راحت ملے۔

جبہ صوفیاء پہننے کی ذمہ داری

جب آپ کسی فقیر پر اون کا جبہ دیکھتے تو اسے فرماتے "بیٹے! ذرا غور کر تو نے کس کا لباس پہنا ہے اور کس کی طرف نسبت کی ہے بیشک تو نے انبیاء علیہم السلام کا لباس پہنا ہے اور پرہیزگاروں کا زیور استعمال کیا ہے۔ یہ عارفین کا لباس ہے اس کے ساتھ مقربین کے راستوں پر چل ورنہ اسے اتار دے۔ جب دل صحیح ہو جائے تو وحی' اسرار' انوار اور ملائکہ کے نزول کا مقام بن جاتا ہے اور جب خراب ہو جائے ظلم اور شیاطین کی آماجگاہ ہوتا ہے اور جب دل اصلاح پائے تو تجھے تیرے پچھلے اور اگلے امور کی خبر دیتا ہے اور تجھے ایسے امور پر متنبہ کرتا ہے جنہیں تو اس کے علاوہ کسی شے سے معلوم نہیں کر سکتا اور جب فساد میں گرفتار ہو تو تجھے ایسی باطل چیزوں میں ڈالتا ہے جس کے ہوتے ہوئے ہدایت غائب ہو جاتی ہے اور سعادت ختم ہو جاتی ہے۔

فقیر کے لئے شرط ہے کہ وہ اپنے ہر سانس کو کبریت احمر سے قیمتی سمجھے اور ہر سانس کو نہایت عظیم مصلحتوں کے سپرد کرے ایک سانس بھی ضائع نہ کرے۔ سفر فقیر کا دین دگرگوں' اور اس کی جمعیت کو منتشر کر دیتا ہے۔ جو شخص شادی کرنے کے متعلق آپ سے مشورہ لیتا تو فرماتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے شادی کی وہ اسے کافی و وافی ہے۔ آپ نے فرمایا: جو میرے افعال سے نفع نہیں لیتا وہ میرے اقوال سے بھی نفع نہیں لے سکتا۔ امر آخرت اس سے زیادہ

عظیم ہے جوتم گمان کرتے ہو اور اس سے زیادہ مشکل ہے جو تمہارے وہم میں ہے۔ جو بھائی دنیا میں نفع نہیں دیتا آخرت میں بھی نفع نہیں دے گا۔ جب تم میں سے کوئی کسی خیر کا علم حاصل کرے تو لوگوں کو سکھائے تو اس کے لئے خیر بار آور ہوگی۔

مرید کی خوش بختی کی علامت اور لوازمات

ہمارا طریقہ تین چیزوں پر مبنی ہے۔ مت مانگ' مت لوٹا' مت جمع کر' مرید کے خوش بخت ہونے کی علامت یہ ہے کہ اپنی تربیت میں اپنے شیخ کو تکلیف میں نہ ڈالے بلکہ اشارے کو سننے اور ماننے والا ہو اور یہ کہ اس کا شیخ فقراء کے درمیان اس پر فخر کرے نہ یہ کہ وہ اپنے شیخ پر فخر کرے۔ فقیر اگر اپنے لئے غضبناک ہوا تو مشقت میں پڑا اور اگر کام اپنے مولیٰ کے سپرد کر دے تو وہ کسی کنبے قبیلے کے بغیر اس کی مدد فرماتا ہے۔ ہر شب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پر رحمت کی نچھاور نازل ہوتی ہے جو جاگنے والوں پر تقسیم کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میرے لئے بہتری صرف تنہائی میں ہے۔ اے کاش کہ میں کسی کو جانتا نہ مجھے کوئی پہچانتا۔ جس کسی نے مخلوق کو دیکھا اور انہیں دیکھتے ہوئے عبادات میں ٹھہرا وہ نگاہ قدرت سے گر گیا۔ فقیر کے لئے شرط ہے کہ اس کی نظر لوگوں کے عیبوں پر نہ ہو۔ جوتوں کی دھمک نے پالانوں کے گرد کتنے سر اڑا دیئے اور کتنا دین ضائع کیا۔ جو تم پر شیخ بنتا ہے تم اس کے شاگرد بن جاؤ۔ اگر تمہارے لئے ہاتھ آگے کرے کہ تم اسے بوسہ دو تو اس کے قدم کو بوسہ دو اور جو تم سے آگے ہوتا ہے تو اسے آگے کر دو اور دم کا آخری بال بن جاؤ۔ کیونکہ ضرب پہلے سر پر پڑتی ہے۔ مجھ سے میرے رب نے وعدہ لیا ہے کہ میں اس کے دربار میں نہ آؤں حتیٰ کہ مجھ پر دنیا کے گوشت سے کوئی چیز نہ ہو۔ آپ کے خادم یعقوب نے کہا کہ دنیا سے جانے سے پہلے آپ کا سارے کا سارا گوشت فنا ہو گیا۔

مقرب بارگاہِ خداوندی کی قوت۔ قبولیت اور اختیار کن فیکون

جب بندہ احوال میں پختہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور اس کی ہمت ساتوں آسمانوں کو عبور کرنے والی ہوتی ہے اور زمینیں اس کے پاؤں میں پازیب کی طرح ہو جاتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت بن جاتا ہے۔ کوئی شے اسے عاجز نہیں کرتی اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس کی رضا میں راضی اور اس کی ناراضگی پر ناراض ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ کہا ہے اس پر بعض کتب الٰہیہ میں وارد حکم دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے بنی آدم! میری اطاعت کرو میں تمہاری بات مانوں گا اور تم مجھے چن لو میں تمہیں برگزیدہ بنا لوں گا۔ تم مجھ سے راضی ہو جاؤ میں تم سے راضی ہو جاؤں گا۔ تم مجھ سے محبت کرو میں تم سے محبت کروں گا۔ تم میرے احکام کی نگہبانی کرو میں تمہاری نگہبانی کروں گا اور میں تمہیں کن فیکون کا اختیار عطا کروں گا۔ اے بنی آدم جس نے مجھے پا لیا اسے ہر چیز مل گئی اور جو مجھ تک نہیں پہنچا اس نے ہر چیز ضائع کر دی (امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ کہنا کہ تمکن احوال کی صورت میں بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت بن جاتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات حلم' درگذر' اور کرم جیسی صفات سے متخلق ومتصف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بات کسی کے لئے صحیح نہیں کہ وہ صفات حق کا عین بن جائے پس یہ ایسا ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا کہ وہ میرے ساتھ دیکھتا ہے میرے ساتھ سنتا ہے اور میرے ساتھ بولتا ہے۔

ولی رب جلیل میں فیوض خلیل کا جلوہ

جب آپ کرسی پر چڑھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ بیٹھ کر گفتگو فرماتے اور آپ کی بات کو دور والے بھی اسی طرح سنتے جس طرح قریب والے سنتے۔ حتیٰ کہ ام عبیدہ کے اردگرد کی بستیوں والے اپنی چھتوں پر بیٹھ کر آپ کی آواز سنتے اور آپ جو کچھ بیان کرتے سب سمجھتے۔ حتیٰ کہ جب بہرے حاضر ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی گفتگو سننے کے لئے ان کے کان کھول دیتا اور شیوخ طریقت آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کی گفتگو سنتے اور ان میں سے ایک اپنا دامن پھیلا لیتا جب سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارغ ہوتے تو اپنے دامن اپنے سینوں کے ساتھ لگا لیتے اور واپس آ کر اپنے مریدوں کو ساری گفتگو صاف صاف سنا دیتے۔
امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل اسی طرح کا واقعہ ہے جیسا کہ ندائے حج کے لئے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے لئے بیت اللہ شریف بنانے کے بعد رونما ہوا۔ آپ نے عرض کی یا رب! میں ساری مخلوق کو کیونکر سناؤں؟ تو حکم خداوندی ہوا اے ابراہیم تیرا کام نداء کرنا ہے ہمارا کام آواز پہنچانا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کی نداء دی تو دور دراز زمین کی اطراف واکناف سے پشتوں میں موجود ارواح نے آپ کو ایسے ہی جواب دیا جس طرح کہ قریب والوں نے۔ پس پہنچانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے کہ صرف بشری صفت سے ایسا نہیں ہوسکتا ہے (اقول وباللہ التوفیق پتہ چلا کہ اہل اللہ کے کام ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں خدائی طاقت ہوتی ہے وہ خدا نہیں ہیں بلکہ مظاہر صفات ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

منصب مردانِ حق تک پہنچانے کے لئے تدریجی احکام

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مردانِ حق کے مقامات تک ترقی دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو پہلے اس کے لئے اپنے نفس کے بارے میں حکم دیتا ہے تو جب وہ اپنے نفس کو ادب سکھا لے اور وہ اس کے ساتھ استقامت اختیار کر لے تو اسے اس کے اہل وعیال کے متعلق ذمہ داری سونپتا ہے۔ اگر وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور حسن معاشرت سے پیش آتا ہے۔ تو اسے اس کے پڑوسیوں اور اہل محلّہ کی ذمہ داری سونپتا ہے۔ اگر وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور نرمی سے پیش آئے۔ تو اسے اپنے شہر والوں کی ذمہ داری سونپتا ہے اگر وہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی سے پیش آئے۔ تو اسے ایک سمت کے شہروں کی ڈیوٹی سونپتا ہے اگر وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے نرمی سے پیش آئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے سر کو صحیح رکھے تو اسے آسمان اور زمین کے مابین کی ذمہ داری عطا فرماتا ہے کیونکہ ان کے درمیان وہ مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ پھر وہ ایک آسمان سے اگلے آسمان کی طرف بلند ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ محل غوث تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کی صفت بلند ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کی صفت حق تعالیٰ کی صفات میں سے ہو جاتی ہے۔

کائنات کے ہر درخت کا پتہ پتہ ولی کی نظر میں

اللہ تعالیٰ اسے اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی درخت نہیں اگتا اور پتہ سرسبز نہیں ہوتا مگر اس کی نظر میں ہوتا ہے۔

اس مقام پر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی گفتگو کرتا ہے کہ مخلوق کی عقلوں میں نہیں سماتی کیونکہ وہ گہرا سمندر ہے جس کے ساحل میں بے شمار مخلوق غرق ہوگئی اور علماء و صلحاء کی ایک جماعت کا ایمان ضائع ہوگیا ان کے غیر کی تو بات ہی کیا؟

آپ اپنے بیٹے صالح سے فرماتے کہ اگر تو نے میرے اعمال نہ اپنائے تو میں تیرا باپ ہوں نہ تو میرا بیٹا آپ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے اے میرے اللہ! لواء الحمد والے محبوب علیہ السلام کی برکت سے ہمیں ان لوگوں سے کر دے جنہوں نے انتہائی عاجزی سے تیرے دروازے پر اپنے نرم و نازک رخسار بچھا دیئے اور ندامت کے ساتھ اپنے سر اور پیشانیاں سجدوں میں جھکا دیں۔

مخلوق خدا پر شفقت

جب آپ کے جسم پر مچھر بیٹھ جاتا تو اسے اڑاتے نہ کسی کو اڑانے دیتے اور فرماتے اسے وہ خون پینے دو جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھا ہے اور جب آپ کے کپڑے پر ٹڈی بیٹھتی جب کہ آپ دھوپ میں چل رہے ہوتے اور وہ سایہ والی جگہ پر بیٹھ جاتی تو اس کے لئے ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ اڑ جاتی اور فرماتے کہ اس نے ہمارے ساتھ سایہ طلب کیا ہے اور جب آپ کی آستین پر بلی سو جاتی اور نماز کا وقت ہو جاتا تو آستین کو نیچے سے کاٹ دیتے بلی کو نہ جگاتے جب نماز سے فارغ ہو کر واپس آتے تو آستین کو دوسرے حصے کے ساتھ سی لیتے ایک دفعہ آپ نے ایک کتا دیکھا جسے خارش ہے بستی ام عبیدہ والوں نے اسے کہیں دور باہر نکال دیا آپ اس کے ساتھ جنگل میں چلے گئے اس پر کپڑے سے سایہ کر دیا اسے تیل لگاتے رہے اور اسے کھلاتے پلاتے رہے اور کپڑے کے ساتھ خارش کو کھرچتے جب اسے شفا ہوگئی تو گرم پانی سے اسے نہلایا آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار پایوں اور حیوانات کی نگہداشت کی ذمہ داری سونپ رکھی تھی۔

جب کسی فقیر کو دیکھتے کہ جوئیں یا کیڑا مار رہا ہے تو اسے فرماتے تجھے اللہ تعالیٰ پکڑے جوں مار کر تیرے غصے کو شفا نہ ملے ایک دفعہ آپ نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہیں فرمایا: یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کے نام اس کی پیدا کردہ ریت اور بتوں وغیرہ کے برابر ہیں۔

مجذوبوں اور کوڑھیوں کی خدمت

آپ مجذوبوں اور کوڑھیوں کے پاس جاتے۔ ان کے کپڑے دھوتے۔ ان کے سر اور داڑھیاں صاف کرتے۔ ان کے پاس کھانا لے جاتے اور ان کے ساتھ مل کر کھاتے۔ ان کے پاس بیٹھتے اور ان سے دعا طلب کرتے اور فرماتے کہ ایسوں کی زیارت واجب ہے نہ کہ مستحب۔ ایک دن آپ بچوں کے پاس سے گذرے جو کہ کھیل رہے تھے۔ وہ آپ سے ڈر کر بھاگ گئے آپ ان کے پیچھے چل نکلے اور فرمانے لگے کہ مجھے معاف کر دو۔ میری وجہ سے تم مرعوب ہو گئے آؤ پھر وہی کام کرو جو کر رہے تھے۔ ایک دن گذرتے دیکھا کہ بچے جھگڑ رہے تھے۔ آپ ان کے درمیان حائل ہو گئے اور ان میں سے ایک سے فرمایا کہ تو کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہ دوسروں کے معاملہ میں آپ بے مقصد مداخلت کیوں کرتے ہیں؟ آپ انہیں الفاظ کو دہراتے رہے اور فرمایا کہ بچے تو نے مجھے ادب سکھایا ہے اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ جو بھی ملتا اسے پہلے سلام کہتے حتیٰ کہ جانوروں کو بھی دیکھتے تو فرماتے کہ تمہاری صبح اچھی ہو۔ اس بارے میں آپ سے بات کی گئی تو فرمایا کہ میں اپنے نفس کو اچھے کاموں کی عادت ڈالتا ہوں۔

معمولات' مبنی بر خدمت

جب بستی میں کسی بیمار کے متعلق سنتے گرچہ دور ہوتا اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور ایک یا دو دن بعد واپس آتے۔ راستے پر آ کر اندھوں کی انتظار کرتے جب وہ آتے تو ان کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتے۔ جب کسی بڑے بوڑھے کو دیکھتے تو اس کے محلے والوں کے پاس جاتے اور اس کے بارے میں نصیحت کرتے اور فرماتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے سفید بالوں والے مسلمان کی عزت کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بڑھاپے کے وقت اس کی عزت کرنے والا مقرر فرمائے گا۔ جب سفر سے واپس آتے اور ام عبیدہ کے قریب پہنچتے تو کمر باندھ لیتے اور ایندھن اکٹھا کر کے سر پر اٹھا لیتے دوسرے فقراء بھی سب ایسا ہی کرتے جب شہر میں داخل ہوتے تو ایندھن بیوگان' مساکین' کوڑھیوں' بیماروں اور اندھوں میں تقسیم کر دیتے آپ کبھی بھی برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ نہیں دیتے تھے جب آپ پر اللہ تعالیٰ کی تجلی عظمت پڑتی تو پگھل جاتے حتیٰ کہ پانی ہو جاتے پھر لطف خداوندی دستگیری فرماتا تو تھوڑا تھوڑا کر کے پانی جمنے لگتا حتیٰ کہ آپ کا معمول کا جسم بن جاتا اور فرماتے اگر اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم نہ ہوتا تو میں تمہاری طرف نہ لوٹتا۔

بردباری اور حوصلہ

ایک دفعہ فقراء کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو برا بھلا کہا اے کانے' اے دجال' اے حرام چیزوں کو حلال کہنے والے' اے قرآن بدلنے والے' اے کتے' اے ملحد۔ سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر ننگا کیا زمین کو چوما اور فرمایا اے میرے سردارو! اپنے ادنیٰ غلام کو معاف کر دو اور ان کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور کہنے لگے کہ مجھ سے راضی ہو جاؤ اور تمہاری بردباری میں مجھے گنجائش مل جائے۔ جب انہیں عاجز کر دیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم نے آپ جیسا فقیر کبھی نہیں دیکھا جس نے ہم سے یہ ساری تکلیف برداشت کی ہو اور آپ متغیر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری برکت اور روحانیت کی وجہ سے ہے پھر اپنے مریدوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ بہتری ہی تھی۔ ہم نے انہیں اس کلام سے راحت دی جو کہ ان کے پاس چھپی ہوئی تھی اور دوسروں کی بجائے ہم ہی ان کے مستحق تھے ایسا ہو سکتا تھا کہ اگر یہ ہمارے علاوہ کسی اور کے ساتھ ایسا سلوک کرتے تو وہ برداشت نہ کر سکتا۔

آپ کی طرف شیخ ابراہیم البستی نے خط بھیجا جس میں آپ کی مذمت تھی۔ سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاصد سے فرمایا کہ مجھے پڑھ کر سناؤ اس نے پڑھا اس میں لکھا تھا اے کانے' اے دجال' اے بدعتی' اے مردوں عورتوں کے درمیان اجتماع کرنے والے' اے کلب بن کلب اور ایسی باتیں لکھیں جو غضب آور تھیں جب قاصد خط پڑھ چکا تو سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑ لیا اور خود پڑھا اور فرمایا کہ جو کہا سچ کہا۔ میری طرف سے اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر شعر پڑھا'' کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کس نے مجھے تہمت لگائی جب کہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں متہم نہیں ہوں۔ پھر قاصد سے فرمایا کہ جواب لکھو کہ یہ لاشی حمید کی طرف سے سیدی الشیخ ابراہیم البستی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے آپ نے جو کچھ بھی ذکر کیا' تو مجھے اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا پیدا فرمایا۔ اور مجھ میں جو چاہا رکھا اور میں آپ کے صدقات میں سے چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں اور مجھے معافی اور حلم سے محروم نہ

رکھیں۔ جب یہ خط شیخ بستی کے پاس پہنچا تو اٹھ کر چل دیئے جانے کہاں گئے۔

خیر خواہی کا انوکھا انداز

جب آپ کو پتہ چلتا کہ فقراء اپنے میں سے کسی کو اس کی کسی لغزش کی وجہ سے پیٹنا چاہتے ہیں تو اس سے اس کے کپڑے بطور عاریت لیتے اور انہیں پہن کر اس کی جگہ سو رہتے۔ پس وہ آپ کی پٹائی کرتے۔ جب پٹائی سے فارغ ہوتے اور غصہ ٹھنڈا ہوتا تو آپ اپنا چہرہ کھول دیتے۔ ان پر غشی طاری ہو جاتی۔ انہیں فرماتے کہ بہتر ہوا تم لوگوں نے مجھے اجر و ثواب کمانے کا موقعہ دیا پس فقراء ایک دوسرے سے کہتے کہ یہ اخلاق سیکھو۔ ایک دن آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا تم میں سے جسے احمد میں کوئی عیب نظر آئے تو اسے ضرور بتا دے تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا سیدی! آپ میں بہت بڑا عیب ہے۔ فرمایا: وہ کون سا؟ عرض کی: ہمارے جیسوں کا آپ کے مریدوں میں سے ہونا۔ پس فقراء رونے لگے حتیٰ کہ کہرام مچ گیا اور ان کے ساتھ سیدی احمد بھی رونے لگے فرمایا کہ میں تمہارا خادم ہوں میں تم سے فروتر ہوں۔

حلم کا کوہِ گراں

ام عبیدہ کے نواح میں ایک شخص سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کیا کرتا تھا اور توہین کرتا۔ وہ جب بھی آپ کی جماعت میں سے کسی فقیر کو ملتا تو کہتا کہ یہ رقعہ اپنے شیخ کو جا کر دے دو۔ آپ اسے کھول کر پڑھتے تو یہ لکھا ہوا پاتے۔ اے ملحد، اے باطل والے اے زندیق اور اس جیسی قبیح گفتگو لکھی ہوتی آپ اس سے فرماتے کہ جس نے تجھے یہ رقعہ دیا اس نے درست کہا۔ پھر اس قاصد کو چند درہم عطا فرماتے اور ساتھ ہی یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے تو حصول ثواب کا ذریعہ بن گیا۔ جب اس شخص کو ایسا کرتے طویل مدت گذر گئی اور وہ سیدہ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عاجز آ گیا تو آپ کی طرف چل نکلا۔ جب اُمِ عبیدہ کے قرب پہنچا تو سر ننگا کر لیا چادر کمر میں باندھ لی۔ ایک شخص اسے پکڑ کر آگے سے کھینچتا ہوا لے چلا جب سیدی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اے بھائی تجھے ایسا کرنے پر کس نے مجبور کیا؟ اس نے کہا کہ میری کرتوت نے۔ سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بھائی! سب کچھ بہتر ہوا پھر اس نے بیعت کی درخواست کی آپ نے اسے بیعت فرمایا اور وہ آپ کے مریدوں میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

فرمایا: جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں گویا قہر کی تلوار میرے سامنے کھینچی جا رہی ہے۔ کسی بندے کو سینے کی صفائی حاصل نہیں ہوتی حتیٰ کہ اس میں کسی قسم کا کینہ نہ رہے۔ دشمن کے لئے نہ دوست کے لئے اور نہ ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے۔ اس وقت وحشی جانور اپنی کچھاروں میں اور پرندے اپنے گھونسلوں میں تجھ سے مانوس ہو جاتے ہیں اور نفرت نہیں کرتے اور تجھ پر حسن کا راز واضح ہو جاتا ہے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک شخص نے آپ سے عرض کی یا سیدی! آپ قطب ہیں؟ فرمایا: اپنے شیخ کو قطبیت سے پاک کہہ۔ اس نے عرض کی آپ غوث ہیں۔ فرمایا: اپنے شیخ کو غوثیت سے منزہ سمجھ۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مقامات اور احوال سے گذر چکے تھے کیونکہ قطبیت اور غوثیت معلوم مقامات کے نام ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی معیت میں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو اس کا مقام معلوم نہیں کیا جا سکتا گرچہ ہر مقام میں اس کا مقام ہے۔

یعقوب خادم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو میں نے عرض کی اس مرتبہ عروس کی تجلی ہوگی؟ فرمایا: ہاں! میں نے عرض کی کس لئے؟ فرمایا: کئی امور جاری ہوئے جنہیں ہم نے ارواح کے ساتھ خرید لیا اور وہ یوں کہ مخلوق پر بہت بڑی آزمائش متوجہ ہوئی جسے میں نے ان سے اٹھا لیا اور اپنی بقیہ عمر کے بدلے اسے خرید لیا پس اس نے مجھے بیچ دی اور آپ اپنا چہرہ اور ریش مبارک مٹی پر رگڑ رہے تھے اور رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے معافی' معافی اور کہہ رہے تھے یا اللہ! مجھے اس مخلوق پر آنے والی مصیبت کیلئے چھت بنا دے اور آپ کو پیٹ کی بیماری لاحق ہوئی ہر روز آپ سے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا نکلتا رہا۔ ایک ماہ تک تکلیف رہی آپ سے پوچھا کہ آپ سے یہ سب کچھ کہاں سے خارج ہو رہا ہے حالانکہ بیس دن سے آپ نے کچھ کھایا نہ پیا؟ فرمایا اے بھائی! یہ گوشت ہے جو دور ہو رہا ہے اور نکل رہا ہے لیکن اب گوشت جا چکا صرف آج مغز باقی ہے جو نکل رہا ہے اور کل ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں گے۔ پس آپ سے سفید سی چیز دو یا تین مرتبہ خارج ہوئی اور ختم ہوگئی پھر آپ جمادی الاولی کی بارہویں تاریخ کو بروز جمعرات ۵۷۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔ وہ یوم مشہود تھا یعنی یوم عرفات کی طرح آپ کے جنازہ میں زبردست ہجوم تھا۔ آخری بات جو آپ کی زبان پر تھی کلمہ شہادت تھا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله آپ کو شیخ یحییٰ بخاری کے مزار میں دفن کیا گیا۔ آپ شافعی المذہب تھے شیخ ابو اسحاق الشیر ازی کی کتاب التنبیہ پڑھی تواضع کی وجہ سے کبھی بھی مجلس میں آگے نہیں بیٹھتے تھے نہ ہی سجادہ پر بیٹھتے تھوڑی سی گفتگو فرماتے اور فرماتے کہ مجھے خاموشی کا حکم دیا گیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت الشیخ علی بن الھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ھیت ہ کی زیری ساکن اور ت کے ساتھ۔ اس کی نسبت سے ھیتی ہوا۔ فرات کے اوپر کی طرف انبار کے اوپر ایک شہر ہے جہاں حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف ہے اور وہاں لک اور تیل کے چشمے ہیں اس شہر کے اور قادسیہ کے درمیان آٹھ فرسنگ اور اس کے اور انبار کے درمیان اکیس فرسنگ کا فاصلہ ہے اسے ھیت اس لئے کہا جاتا ہے کہ نشیبی زمین میں واقع ہے (از ابوالفداء مختصرا)

آپ عراق کے اکابر مشائخ اور نامور عارفین میں سے ہیں۔ آپ قطبیت عظمیٰ کی طرف منسوب بزرگوں میں سے ایک ہیں۔ آپ کے پاس دو خرقے تھے جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر بن ہوار کو خواب میں پہنچائے اور جب وہ بیدار ہوئے تو وہ اپنے اوپر پائے اور وہ ایک کپڑا اور ٹوپی تھی حضرت ابن ہوار نے وہ خرقے حضرت شنبکی کو۔ حضرت شنبکی نے تاج العارفین ابو الوفاء کو اور تاج العارفین نے حضرت شیخ علی بن ھیتی رضی اللہ عنہم اجمعین کو عطا فرمائے اور ابن ھیتی نے شیخ علی بن ادریس کو عطا فرمائے پھر گم ہو گئے۔ آپ اسی ۸۰ سال کسی خلوت اور تنہائی کے بغیر رہے۔ بلکہ فقراء کے درمیان آرام فرماتے اور یہ اس لئے آپ کی فتوحات وہی طریقے سے آپ کو ملیں۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بغداد شریف میں داخل ہوئے تو فرماتے تھے کہ ظاہر و باطن میں اولیاء اللہ میں سے جو بھی بغداد میں داخل ہوا وہ ہماری ضیافت میں ہے اور ہم شیخ علی بن ھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضیافت میں ہیں۔ حضرت،

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ علی بن ھیتی کے دل کا پردہ اس وقت کھل گیا جب وہ سات برس کی عمر کے تھے۔ پس وہ غیب کی خبریں دیتے تھے اور اُن کے ہاتھوں کرامات کا ظہور ہوتا اور علماء نے ان کی بزرگی اور بلندی مرتبہ پر اجماع فرمایا۔

شریعت وحقیقت کا تلازم (ملفوظات)

شریعت وہ ہے جو ایمانی ذمہ داریوں کی صورت میں وارد ہے۔ حقیقت وہ ہے جس کی بدولت معرفت حاصل ہوئی۔ پس شریعت کی تائید حقیقت کے ساتھ ہوتی ہے اور حقیقت' شریعت کے ساتھ مقید ہے۔ شریعت افعال کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پایا جانا ہے اور علم کی شرائط کا اہتمام رسل علیہم السلام کے واسطے سے ہے اور حقیقت' احوال کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہے اور حکم کی سختی کے آگے سر جھکانا تقدیر کے ساتھ ہے کسی واسطے سے نہیں۔ جب تک تمیز باقی ہے شرعی ذمہ داری قائم رہتی ہے۔ حال کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ صاحب حال اس کے غلبہ کے احوال میں محفوظ ہو جس طرح کہ اپنے ہوش کے اوقات میں مغلوب تھا۔ احوال بجلیوں کی طرح ہیں کہ اگر نہ ہوں تو انہیں کھینچنا ممکن نہیں اور حاصل ہوں تو باقی رکھنا ممکن نہیں۔ مگر یہ کہ بعض احوال کو کسی کی غذا بنا دیا جائے پس حق تعالیٰ اس میں اس کی تربیت فرمائے اور وہ اس کا ٹھکانا بن جائے۔ حق تعالیٰ اس سے وراء ہے جس کا مخلوق نے اپنے فہموں سے ادراک کیا ہے یا اپنے علوم سے احاطہ کیا ہے اور اپنے معارف سے اس پر اطلاع پائی ہے۔ جسے کسی شے کا کشف اس کی قوت اور ضعف کے اندازے کے مطابق عطا ہوا وہ اس سے رابطہ رکھتا ہے۔ جسے حقیقت کا کشف حاصل ہوا' یا اس نے حق کا مشاہدہ کیا' یا وجود حق کی وجہ سے اپنے مشاہدے سے اچک لیا گیا یا سب کی نظر میں ہلاک کر دیا گیا یا اس نے حق تعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ نہیں کیا' یا حق کے سوا کچھ محسوس نہیں کیا' یا حق الحق میں محو ہے' یا سلطان حقیقت کے ساتھ اس میں بالکل فنا ہونے والا ہے' یا جلال حق کے ساتھ حق اس کے لئے جلوہ فگن ہوا' آخر تک وہ ساری حقیقتیں جن کی تعبیر کرنے والا تعبیر کرے' یا اشارہ کرنے والا اشارہ کرے' یا وہاں تک علم پہنچے' تو یہ سب شواہد حق ہیں اور حق سے اس کے لئے حق ہے اور جو کچھ بھی مخلوق پر ظاہر ہوا تو وہ مخلوق کے لائق ہے اور وہ تخلیق کی حیثیت سے اور جو بھی اس کے وصف سے متحقق ہوا مخلوق ہے۔ یہ سب احوال ہیں اور احوال اہل معرفت کی صفات میں سے ہیں۔ مخلوق کے لئے کوئی راہ نہیں مگر احوال کی طرف اور احوال سے غائب ہونا اور احوال کا نہ ہونا یہ بھی احوال میں سے ایک حالت ہے اور توحید معارف سے بلند ہے۔ آپ اکثر یہ اشعار بطور مثال پڑھتے۔ ''اگر میں اس کی طلب میں سفر کرتا ہوں میرا سفر ختم نہیں ہوتا۔ یا اس کے پاس حاضری کے لئے آتا ہوں تو حضوری میں وحشت محسوس کرتا ہوں نہ اسے دیکھتا ہوں اور نہ ہی وہ میری نگاہ سے جدا ہوتا ہے۔ میرے ضمیر میں ہے اور میں اپنی عمر میں اس سے ملاقات بھی نہیں کر سکا اے کاش میں اس کی زیارت سے اپنے جسم' اپنے دل' اپنے کان' اور اپنی آنکھ سے غائب ہو جاتا آپ نہر الملک کے ایک شہر وزیران میں رہائش پذیر ہوئے یہاں تک کہ ۵۶۴ھ میں وہیں وفات پائی اور آپ کی عمر ایک سو بیس سال سے زیادہ ہو چکی تھی وہیں دفن ہوئے اور وہاں آپ کی قبر ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رزیران کا لفظ قفیزان کے وزن پر ہے۔

حضرت الشیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عراق کے اکابر مشائخ' قدآور عارفین اور مقربین کے صدر نشینوں میں سے ہیں۔ قابل فخر احوال' ظاہر کرامات اور نافذ حکم

والے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اولیاء کے درمیان ایسا ہوں جیسا کہ پرندوں کے درمیان کرکی جس کی گردن سب سے لمبی ہوتی ہے۔ آپ طفسونج میں بلند کرسی پر جلوہ گر ہوکر شریعت وحقیقت کے متعلق کلام فرماتے اور مشائخ اور علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ علماء والا لباس پہنتے خچر پر سواری فرماتے۔

مراقبہ اور اس کے تقاضے (ملفوظات)

مراقبہ اس بندۂ خدا کے لئے ہے جس نے حق کے ساتھ حق کی حفاظت کی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال' اخلاق اور آداب میں آپ کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں اور خواص کو خصوصیت عطا فرمائی کہ انہیں ان کے احوال میں سے کسی شے میں بھی ان کے نفسوں کی طرف سپرد کرتا ہے نہ اپنے غیر کی طرف پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ ان احوال میں ان کی رعایت فرمائے اور مراقبہ حال قرب کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کو اپنے قریب کرتا ہے۔ اس کے ساتھ جو دلوں کے قریب ہے پس وہ اپنے بندوں کے قلوب سے اسی قدر قریب ہوتا ہے جتنا وہ اپنے بندوں کے دلوں سے اپنی طرف قرب دیکھتا ہے۔ پس دیکھ وہ کس چیز کے ساتھ تیرے دل سے قریب ہوتا ہے۔

محبت - ذکر اور برکات ذکر

حال قرب کے لئے حال محبت چاہئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے جلال' عظمت' علم اور قدرت کی طرف دل کی نظر سے پیدا ہوتی ہے۔ پس عظیم سعادت ہے اس کے لئے جس نے اس کی محبت کا پیالہ پیا اور اس کی مناجات کی نعمتیں چکھیں اور اس کا دل اس کی محبت کے ساتھ معمور ہو تو۔ وہ خوشی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پرواز کرتا ہے اور اسی کی طرف اشتیاق سے چلتا ہے۔ اس کے سوا اس کی کوئی رہائش ہے نہ کسی سے الفت۔ پس وہ ایسا محبّ ہے جو کہ علم محبت کے فنا ہونے سے محبت کو دیکھنے کی بجائے محبوب کی زیارت تک نکل گیا۔ اس حیثیت سے کہ غیب میں اس کا محبوب ہے اور وہ محبت کے ساتھ نہیں تو جب محبّ اس نسبت کی طرف آ نکلے تو علت کے بغیر محبّ ہوتا ہے اور محبت ذکر کو چاہتی ہے تو محبّ اپنے پروردگار کا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس سے اپنے نفس کو یاد کرنے میں خلل واقع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس پر ذکر رب غالب ہو جاتا ہے اور وہ اپنے نفس سے غافل کی طرح ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے نفس سے ذھول سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور اس پر ذکر رب کے غلبے کی وجہ سے اسے تمام احساسات بھول جاتے ہیں۔ پس کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مذکور کی زیارت میں گڑ گیا اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے فانی ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ اپنے رب کی وجہ سے فنا ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ اپنی فنا سے فنا ہو گیا یعنی اپنے پروردگار کے ذکر کے غلبے کی وجہ سے اپنے نفس کی یاد سے غافل ہونے کی یاد سے غافل ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ اس کے غیر کا مشاہدہ ہی نہیں کرتا اور یہاں وہ اپنے مشاہدات سے بالکل کٹ جاتا ہے اور اپنے سب کچھ سے محو ہونے کی وجہ سے اپنے آپ سے اچک لیا جاتا ہے اور اپنے سب کچھ سے فانی ہو جاتا ہے اور جب تک یہ وصف باقی رہے تو کوئی تمیز ہے نہ اخلاص اور نہ صدق اور یہ جمع الجمع اور عین الوجود ہے اور یہ وہ واصل ہونا ہے جو کہ تمیز و تکلیف کے احوال پر وارد ہوتا ہے پس اسے ایک قسم کے پردے کے ساتھ اس وصف سے محجوب کر دیتا ہے تا کہ حق شرع کے ساتھ کامیاب ہو اور یہاں بہت مغالطے ہیں اور محفوظ وہی ہے جو احکام شریعت کی ادائیگی کی طرف لوٹا۔

جو دنیا کی طلب میں مشغول ہوا وہ اس میں ذلت میں مبتلا کر دیا گیا اور جو اپنے نفس کے نقائص سے اندھا ہوا وہ سرکش و باغی ہوا اور جس نے باطل سے زینت حاصل کی وہ دھوکے میں گرفتار ہے۔ علوم میں سب سے زیادہ نفع بخش علم بندگی کے احکام کا علم ہے اور علوم میں سب سے اونچا علم توحید ہے۔ تواضع کے ساتھ شجاعت نقصان نہیں دیتی جب کہ واجبات اور سنتوں کی ادائیگی کا اہتمام کرے اور تکبر کے ساتھ پسندیدہ عمل اور علم بے نتیجہ ہے۔ جب وہ تجھے کھڑا کرے تو ثابت قدم رہ اور جب تو اپنے نفس کے ساتھ کھڑا ہوا تو گرا۔

آپ سرزمین عراق کے شہر طفسونج میں اقامت پذیر رہے اور عمر رسیدہ ہو کر وہیں وفات پائی اور آپ کا مزار ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

حضرت الشیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عراق کے سربرآوردہ مشائخ اور اکابر صدیقین میں سے ہیں نفیس احوال' عالی مرتبت اور عظیم کرامات والے ہیں۔ سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے کہ تمام مشائخ کو ماپ کر دیا لیکن شیخ بقا بن بطو کو ماپ تول کے بغیر عطا کیا گیا۔ نہر الملک اور اس کے مضافات میں علم الاحوال اور صادرین کے مقامات کا کشف آپ پر ختم ہے۔ صلحاء اور علماء سے بے شمار مخلوق نے آپ کی شاگردی کا شرف پایا اور آپ کی زیارت اور نذر کا قصد کیا جاتا۔

فقر کا معنی اور اس کی علامت (ملفوظات)

فقر کا معنی ماسوا کے تعلقات سے دل کا تنہا ہونا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اس کا مستحکم ہونا ہے اور ملکیتوں سے خالی ہونا فقر کے اوصاف میں سے ایک ہے۔ کیونکہ جو شخص دلی طور پر ان ملکیتوں سے سکون پائے یہ اسے مشغول و منقطع کر دیتی ہیں اور ان سے صحیح طور پر خالی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسباب کے ہونے یا نہ ہونے پر اس کا حال متغیر نہ ہو۔ قوت میں نہ کمزوری' میں سکون میں نہ بے چینی میں اور اس میں ہلاکتیں اثر نہ کریں۔ جب وہ ایسا ہوگا تو وہ ایسا فقیر ہے کہ اسباب کی غلامی اسے قید نہیں کرتی اور ان کا پایا جانا اسے تحریک دیتا ہے نہ معدوم ہونا اسے پھسلاتا ہے۔ اگر وہ مالک ہو تو گویا مالک ہے ہی نہیں اور اگر مالک نہیں تو مالک ہے تو وہ دنیا و آخرت میں اپنے لئے کوئی مقام اور قدرت دیکھتا ہی نہیں اور جس طرح دیکھتا نہیں' طلب بھی نہیں کرتا اور جس طرح طلب نہیں کرتا آرزو بھی نہیں رکھتا۔ پس وہ اس کے ساتھ مصروف ہے طمع کے بغیر کھڑا ہے۔ رد کی وجہ سے گرتا نہیں قبولیت کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کا طریقہ دوسرے طریقوں سے افضل ہے اور یہ نہایت بلند مقام ہے اور اس کا معاملہ دقیق۔ جب تک بندہ اپنے پروردگار جل شانہ سے واصل نہیں ہوتا اس وصف کی حقیقت تک اس کی رسائی نہیں ہوتی۔

فقر ہر اس بندے کی صفت ہے جو غیر سے بے نیاز ہو۔ اور آدمی اپنے فقر میں سچا نہیں ہوتا حتیٰ کہ فقر کے مشاہدہ کی نفی کر کے اپنے فقر سے نکل جائے۔ اپنے نفس کی طرف سے لوگوں کے ساتھ انصاف کر اور دوسرے کی نصیحت قبول کر بلند مرتبہ پائے گا۔

جو شخص اپنے نفس کی طرف سے جھڑکنے والا نہیں پاتا تو اس کا قلب خراب ہے۔ جو شخص اپنے نفس کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب نہیں کرتا وہ اسے بچھاڑ دیتا ہے۔ جو ابتداء والوں کے آداب کا اہتمام نہیں کرتا اس کے لئے انتہا والوں کا مقام کیسے درست ہو

سکتا ہے۔

تین فقہاء آپ کی زیارت کے لئے آئے اور آپ کے پیچھے نماز عشاء ادا کی آپ نے فقہاء کے معیار کے مطابق قرأت درست نہ فرمائی آپ کے متعلق ان کا اعتقاد درست نہ رہا انہوں نے آپ کی خانقاہ میں رات بسر کی اور رات میں تینوں کو غسل کی ضرورت پیش آ گئی وہ خانقاہ کے دروازے پر سے بہنے والی نہر پر آئے اور غسل کے لئے اس میں داخل ہو گئے کہ ایک بہت بڑے جسم والا شیر آ کر ان کے کپڑوں پر بیٹھ گیا۔ سخت سردی کی رات تھی انہیں ہلاکت کا یقین ہو گیا کہ اتنے میں حضرت شیخ خانقاہ سے باہر تشریف لائے شیر آ کر آپ کے قدموں میں لیٹنے لگا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگی اور توبہ کی آپ نے نہر الملک کی ایک بستی نانوس میں ۵۵۳ھ کے قریب وفات پائی اور آپ کی قبر ظاہر ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

حضرت الشیخ ابوسعید القلوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اکابر عارفین اور ائمہ محققین میں سے ہیں۔ سچے اوقات والے اور صاحب کرامات و معارف ہیں۔ اپنے شہر اور مضافات میں فتویٰ دیتے تھے۔ قلوریہ میں بلند کرسی پر جلوہ گر ہو کر شرائع و حقائق کے علوم میں گفتگو فرماتے اطراف و اکناف عالم سے لوگ آپ کی زیارت کے ارادے سے حاضر ہوتے۔

فقر۔تصوف۔توحید سے مراد (ملفوظات)

فقیر کی شرط یہ ہے کہ کسی شے کا مالک نہ ہو اور کوئی شے اس کی مالک نہ ہو ہر میل کچیل سے اپنے دل کو صاف کرے۔ ہر کسی کے لئے اپنا سینہ پاک رکھے اور خیرات و ایثار کے ساتھ اس کا نفس سخاوت کرے۔ تصوف حق کے سوا ہر شے سے بری ہونا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ''وہ میرے دشمن ہیں سوائے پروردگار عالم کے۔ صوفی کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وجد کے ظاہری افعال کے ساتھ مخلوق سے چھپ جائے۔ توحید کائنات کی طرف سے اس کے بنانے والے کے مشاہدہ کی بدولت آنکھیں بند کرنا ہے۔ عارف ذات میں اکیلا ہوتا ہے اسے کوئی قبول کرتا ہے نہ وہ کسی کو قبول کرتا ہے۔ خضر علیہ السلام اکثر آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ آپ نہر الملک کی ایک بستی قلوریہ میں جو کہ بغداد کے قریب تھی سکونت پذیر تھے اور ۵۵۷ھ کے قریب وہیں فوت ہوئے۔ آپ کی قبر ظاہر ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ علماء کا سا لباس پہنتے۔ جبہ بھی پہنتے۔ خچر پر سواری کرتے۔ ایک دفعہ آپ کو مریدوں سمیت کھانے پر بلایا گیا۔ آپ نے انہیں کھانے سے منع کر دیا اور اکیلے ہی کھایا۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ میں نے تمہیں کھانے سے اس لئے منع فرمایا کہ حرام تھا۔ پھر آپ نے سانس لیا ناک سے ستون کی طرح بہت سا دھواں نکلا اور فضا میں بلند ہو گیا۔ یہاں تک کہ لوگوں کی آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ پھر منہ سے آگ کا ستون سا نکلا اور فضا کی طرف بلند ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا پھر فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا یہ وہی کھانا ہے جو میں نے تمہاری طرف سے کھایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت الشیخ مطر الباذرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ عراق کے جلیل القدر مشائخ اور عالی مرتبت عارفین میں سے ہیں آپ کی جلالت، زہد اور رعب پر علماء کا اجماع ہے۔ آپ کے شیخ حضرت تاج العارفین ابوالوفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شیخ مطر میرے حال اور مال کا وارث ہے۔ آپ اپنے شیخ

کے خاص خادموں میں سے تھے آپ پر حالت سکر غالب رہتی تھی۔

نفوس۔قلوب۔ارواح۔اسرار۔عقول کی لذتیں (ملفوظات)

نفوس کی لذت قدوس کی مناجات میں ہے اور قلوب کی لذت انس کے مزامیر میں ہے جو کہ خلوت خانہء قدس میں توحید کے الحان کے ساتھ تمجید کے باغوں میں طرب انگیز معانی کے ساتھ نغمہ سرا ہوتے ہیں۔ جو کہ ارباب معانی کو قدرت والے بادشاہ کے حضور سچائی کے مقام تک آرزوؤں کے درجات میں بلند کرتے ہیں۔ اور ارواح کی لذت مشاہدہ کے بستر پر واصل کی خلوت میں فتوحات لدنیہ کی دلہنوں کے ہاتھ سے شراب محبت پینا اور عالم کائنات کے درمیان نور عزت میں سرگرداں پھرنا اور توحید کے قلم کے ساتھ ذرات وجود کی ارواح کی تختیوں کے صفحات پر لکھا ہوا "کلابل هو الله العزيز الحكيم" پڑھنا ہے۔ "یعنی بلکہ وہ اللہ سے غالب حکمت والا"۔ اور اسرار کی لذت حیات دائمی کی ہوا کا مطالعہ کرنا۔ ضمائر قلبیہ کے ساتھ حقائق غیبیہ تک پہنچنا اور تمام اسرار کا افکار کے ساتھ معائنہ کرنا ہے اور عقلوں کی لذت آنکھوں سے مخفی عالم ملکوت کے اسرار کا' افکار کو گھیرنے والے سرائر کے ساتھ ملاحظہ کرنا ہے۔ پس قلوب غیبی حقائق کا معاینہ کرتے ہیں اور اسرار کے شواہد کی قبولیت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ پس ضمائر افکار کے سمندروں میں داخل ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ عالم حجاب سے جو کچھ لاحق ہوتا ہے اس کی طرف نفوس مطمئن ہوتے ہیں تو جب بھی صنعت کی پختگی اور فطرت کی عجوبہ طرازی پر غیبوں کی دلالت کے پردے کھولے جاتے ہیں تو اس کے مقابلہ میں عقلیں ہیبت اور فکر میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور دل سے اعتبار نکل جاتا ہے۔ تو جب دل شواہد کے اعتبار کے بعد ظاہر ہو اور اس کی ہمت بڑھتی ہے اور فکر ترقی کرتا ہے اور اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ تو غور وفکر' حق کی طرف راستہ اور سچائی کی دلیل ہے اور غور وفکر کا اصل ثمرہ معرفت ہے اور معرفت کے ذائقے کا ثمرہ عمل ہے اور اس کی لذت اخلاص ہے اور اخلاص ایسی لذت ہے جس کی انتہا نعیم ہے اور نعیم ایسی حد ہے جس کی انتہا نہیں۔

عقلوں کے ہاتھ نفسوں کی لیا میں تھامتے ہیں اور نفس عقل کا مطیع ہے اور عقل انوار الٰہیہ سے مدد لیتی ہے اور اسی سے حکمت صادر ہوتی ہے جو کہ علوم کا سر' عدل کی ترازو' ایمان کی زبان' بیان کا سرچشمہ' ارواح کا باغ' اجسام کا نور' حقائق کی ترازو' وحشت والوں کا انس' رغبت والوں کی تجارت گاہ اور اشتیاق والوں کی آرزو ہے۔ حکمت حق کا فیض عطا کرنا ہے جب دل پر وارد ہو تو خواہش کی کمیں گاہوں کا پتہ دیتی ہے دلوں کا زنگ صاف کرتی ہے اور باطنوں کے عیب ختم کرتی ہے۔

آپ کردوں میں سے تھے سرزمین عراق میں لھف کی عملداری سے ایک بستی باذر میں رہائش پذیر تھے۔ وہیں وفات پائی اور وہاں آپ کی قبر مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

حضرت الشیخ ابو محمد ماجد الکردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بزرگ مشائخ عراق میں سے ہیں۔ مقربین کے صدر نشین اور ائمہ محققین میں سے ہیں۔ احترام وتعظیم میں مشائخ کا آپ پر اجماع ہے۔

اشتیاق الی اللہ کی برکات کا تسلسل (ملفوظات)

مشتاقین کے دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نور سے روشن ہیں اور جب ان میں اشتیاق حرکت کرتا ہے تو اس کا نور آسمان اور زمین کے درمیان چمک اٹھتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ملائکہ کے سامنے ان پر مباہات فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں ان کی طرف ان سے زیادہ اشتیاق رکھتا ہوں۔ جو اپنے پروردگار کی طرف مشتاق ہوا مانوس ہوا' جو مانوس ہوا شاد ہوا' جو شاد ہوا اسے قرب ملا' جسے قرب ملا اس نے سیر کی' جس نے سیر کی حیرت میں پڑا' جو حیرت میں پڑا اس نے پرواز کی' اور جس نے پرواز کی قرب کی وجہ سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ زاہد صبر برداشت کرتا ہے۔ مشتاق شکر میں مصروف ہوتا ہے جب کہ واصل قرب کا ارادہ کرتا ہے۔ شوق اللہ تعالیٰ کی آگ ہے جو کہ احباب کے دلوں میں جلتی ہے اور اس کی ملاقات اور زیارت کے بغیر سکون نہیں پاتی ہیبت کی آگ دلوں کو' محبت کی آگ روحوں کو' اور شوق کی آگ نفوس کو پگھلاتی ہے۔

خاموشی کے ثمرات

خاموشی مشقت کے بغیر عبادت' زیور کے بغیر زینت' غلبے کے بغیر ہیبت اور فصیل کے بغیر قلعہ' کراماً کاتبین کے لئے راحت اور عذر پیش کرنے سے بے نیازی ہے۔ آدمی کے لئے یہی علم کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور جہالت کے لئے یہی کافی کہ اپنے آپ پر خوش ہو۔

اور خود بینی کی فضیلت حماقت ہے جس سے احمق اپنے عیبوں کو ڈھانپتا ہے اور وہ چھپتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی عجیب شے پیدا نہیں فرمائی مگر اسے آدمی کی صورت میں نقش کر دیا نہ ہی کوئی اچھا امر ایجاد فرمایا مگر اسے اس میں مسلط کر دیا نہ ہی کوئی راز ظاہر فرمایا مگر آدمی کی صورت میں اس کے علم کی چابی رکھی پس وہ جہان کا ایک مختصر نسخہ ہے۔ سکر خاص کر محبین کے مقامات میں سے ہے کیونکہ فناء کی آنکھیں اسے قبول نہیں کرتیں اور علم کی منزلیں اس تک نہیں پہنچتیں۔ سکر کی تین علامات ہیں:

(۱) ماسویٰ میں مشغول ہونے سے تنگی جب کہ تعظیم قائم ہو۔ (۲) دریائے شوق میں بے سوچے سمجھے کود جانا جب کہ تمکن اور پختگی برقرار ہو۔ (۳) اور جس کا سکر خواہش کی وجہ سے ہو اس کا ہوش میں آنا گمراہی کی طرف ہوتا ہے۔

شیخ ماجد کردی کا باکرامت لوٹا

آپ کی خدمت میں ایک شخص تجرید وتنہائی کے قدم پر حج کرنے کے ارادے سے۔ آپ سے وداع ہونے کو آیا کہ کوئی زادِراہ پاس تھا نہ ساتھی۔ حضرت شیخ ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنا لوٹا عطا فرمایا کہ اگر تو وضو کرنا چاہے تو اس سے تجھے پانی ملے گا۔ پیاس لگے تو دودھ پائے گا اور اگر بھوک لگے تو ستو پائے گا۔ چنانچہ اتنے طویل سفر میں عراق کے جبل حمرین سے مکہ معظمہ تک' سرزمین حجاز میں ٹھہرنے کی مدت تک اور حجاز سے عراق واپسی تک اسے جب بھی وضو کی ضرورت پیش آتی تو اس میں' اس کے نمکین پانی سے وضو کرتا۔ پینا چاہتا تو اس سے میٹھا پانی پیتا اور جب خوراک چاہتا تو دودھ شہد اور شکر سے زیادہ شیریں ستو پیتا (اقول وباللہ التوفیق احادیث شریفہ کی روشنی میں آستانہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں فقر کی جو مثالیں ملتی ہیں کہ کئی کئی دن کھانا پکانے کیلئے دھواں نہیں اٹھتا تھا۔ کبھی پیٹ مبارک پر پتھر باندھے یہ سب کچھ اختیاری تھا یعنی خود ان حالات کو قبول فرمایا تھا کہ امت کے غرباء و

مساکین کے لئے سند اور اعزاز ہو اور انہیں راہ سنت ملے ورنہ ؎

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

جن کے غلاموں کی استغناء کا یہ عالم ہے اس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت رحمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

آپ سرزمین عراق میں جبال حمرین میں سکونت پذیر رہے اور اسی کو وطن بنائے رکھا حتی ا۵۶ھ میں وہیں وفات پائی آپ کی قبر مشہور ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

حضرت الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اکابر مشائخ۔ سر برآوردہ عارفین۔ مقربین اور ائمہ محققین میں سے ہیں۔ اور اس طریق کے ارکان میں سے یکتا ہیں۔ اور تاج العارفین حضرت ابوالوفاء رحمتہ اللہ علیہ آپ کی تعریف فرماتے اور تعظیم کے ساتھ ذکر فرماتے۔ آپ نے حضرت شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ٹوپی بھیجی اور انہیں حکم دیا کہ میری نیابت میں اسے شیخ جاگیر کے سر پر رکھ دیں اور انہیں اپنے پاس حاضر ہونے کی زحمت نہ دی اور فرمایا کہ میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی تھی کہ جاگیر میرا مرید ہو تو اللہ تعالیٰ نے وہ مجھے عطا فرما دیا اور عراق کے مشائخ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جاگیر اپنے نفس سے اس طرح نکل گئے جس طرح سانپ اپنی جلد سے نکل جاتا ہے۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء (ملفوظات)

میں نے کسی مرید سے کبھی عہد بیعت نہیں لیا حتیٰ کہ اس کا نام لوح محفوظ میں لکھا ہوا دیکھتا ہوں اور یہ کہ وہ میری اولاد میں سے ہے بندے اور اس کی پروردگار جل شانہ کے درمیان سے حجابات کے اٹھ جانے کا نام مشاہدہ ہے۔ پس بندہ قلوب کی صفائی کی وجہ سے غیب کی خبروں پر مطلع ہوتا ہے اور وہ جلال وعظمت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس پر احوال و مقامات مختلف شکلوں میں وارد ہوتے ہیں۔ پس حیرت اور دہشت دونوں ایک ساتھ اس پر داخل ہوتے ہیں پھر حیرت اسے دہشت پر مبنی خاموشی کی طرف نکال دیتی ہے۔ پس تو اسے حق کے ساتھ حق کی طرف آنکھیں جھکائے ہوئے دیکھتا ہے۔ کبھی جلال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کبھی جمال کا مطالعہ کرتا ہے۔ کبھی روشنی دیکھتا ہے۔ کبھی کمال کی طرف دیکھتا ہے۔ کبھی اس کے لئے کبریائی اور عزت متجلی ہوتی ہے۔ کبھی اس کے جبروت و عظمت کا ظہور ہوتا ہے۔ کبھی لطف اور تازگی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پس یہ اسے بسط عطا کرتا ہے اور یہ اسے قبض دیتا ہے۔ یہ اسے لپیٹتا ہے اور یہ اسے کھولتا ہے۔ یہ اسے گم کر دیتا ہے یہ اسے موجود کر دیتا ہے۔ یہ اس کا آغاز کرتا ہے یہ اسے لوٹاتا ہے اور یہ اسے فنا دیتا ہے اور یہ اسے بقاء عطا کرتا ہے۔ پس وہ بشری صفات سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور صفات عبودیت کے ساتھ قائم۔ اغیار کو محسوس نہیں کرتا۔ عظمت جبار کے بغیر کسی شے کا مشاہدہ نہیں کرتا۔

جب تعظیم کی آگ سر کے اندر نور ہیبت کے ساتھ جمع ہوتی ہے تو اس سے مشاہدہ کی شعاع پیدا ہوتی ہے۔ تو جس نے اپنے سر میں حق تبارک وتعالیٰ کا مشاہدہ کیا تو اس کے دل سے کائنات گر گئی اور کسی قوم کو پے در پے مشاہدہ ہو تو حق تعالیٰ ان کا وارث ہوتا ہے۔ پھر انہیں حجاب میں رکھتا ہے۔ پس وہ نور مشاہدہ میں حیرت سے نور ازل کی حیرت کی طرف کھینچ لئے جاتے ہیں پھر انہیں قدس

انس میں وحشت سے اچک کر عین الجمع کی دہشت میں لایا جاتا ہے۔ پس کوئی پردے اور تجلی کے درمیان متحیر ہے تو کوئی دوری اور نزدیکی میں سرگرداں ہے اور کوئی وصل اور برتری کے مابین ساکن ہے اور وہ استقامت و تمکین کا مقام ہے اور یہ حضوری کی صفت ہے جہاں ہیبت کی واردات کے نیچے پژمردگی کے سوا کچھ نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جب اس کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے خاموش رہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر پکے رہے اس کا معنی ہے مشاہدہ پر پکے رہے کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ اس کے غیر سے مرعوب نہیں ہوتا اور جسے کسی شے سے محبت ہو وہ اس کے سوا کسی کا مطالعہ نہیں کرتا۔

آپ کا خرچ غیب سے تھا آپ کردوں میں سے تھے۔ آپ سامترا سے ایک دن کی مسافت پر قنطرۃ الرصاص کے قریب عراق کے ایک صحرا میں سکونت پذیر تھے اور اسے ہی وطن بنائے رکھا حتیٰ کہ عمر رسیدہ ہو کر یہیں فوت ہوئے اور دفن بھی وہیں ہوئے آپ کی قبر مشہور ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے اور لوگوں نے حصول برکت کی خاطر آپ کے قریب ایک بستی آباد کر لی۔

حضرت الشیخ ابو محمد القاسم بن عبداللہ البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عراق کے قد آور مشائخ' باعظمت عارفین اور جلیل القدر مقربین میں سے ہیں۔ عجائب و غرائب کے مالک' امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے کرسی بلند پر جلوہ گر ہو کر شریعت و حقیقت دونوں علموں میں گفتگو فرماتے اور آپ کی گفتگو کثیر ہے اور لوگوں میں متعارف و مشہور۔

وجد اور اس کے متعلقات (ملفوظات)

وجد لائق انکار ہے جب تک مشاہدے سے نہ ہو۔ حق کا شاہد باقی رہتا ہے اور شاہد وجد کی نفی کرتا ہے اور عین سے آلودگی کی نفی کرتا ہے اور اس کا نشہ شراب کے نشے سے زیادہ ہوتا ہے۔ وجد والوں کی ارواح لطیف خوشبو ہیں ان کی کلام مردہ دلوں کو زندہ کرتی ہے اور عقلوں کو بڑھاتی ہے۔ وجد سے تمیز گر جاتی ہے اور تمام مکانات کو ایک مکان اور اعیان کو ایک عین کر دیتی ہے اس کی ابتداء حجاب اٹھنا' رقیب کا مشاہدہ کرنا' فہم کا حاضر ہونا' غیب کا ملاحظہ کرنا' سر کا جذب کرنا اور دور کو مانوس کرنا ہے۔ وجد صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وجد پائے جانے کے وقت بشریت کے وجد کے معنی سے منقطع ہو اور جسے یہ انقطاع نہیں اسے وجد حاصل نہیں۔ اہل وجد کے دو مقام ہیں: (۱) دیکھنے والا۔ (۲) جسے دیکھا جائے۔ پس دیکھنے والا مخاطب ہے اس کا مشاہدہ کرتا ہے جسے پایا ہے اور جسے دیکھا جائے وہ غائب شدہ ہے حق نے اسے پہلے حال کے ساتھ ہی اچک لیا جو اس پر وارد ہوا۔

وجود انتہاء ہے وجد کی۔ کیونکہ وجد وارد کرنا' بندے کا دوری طلب کرنا واجب کرتا ہے۔ جب کہ وجد بندے کے استغراق کو واجب کرتا ہے اور وجود بندے کی ہلاکت واجب کرتا ہے اور اس امر کی ترتیب حضوری ہے' پھر ورود' پھر شہود' پھر وجود' پھر خمول' پس وجد کی مقدار کے مطابق خمول حاصل ہوتا ہے اور صاحب وجد کے لئے صحو ہے اور محو پس اس کے صحو کا حال اس کا حق کے ساتھ بدلتا رہنا ہے اور اس کے محو کا حال اس کا حق کے ساتھ فنا ہونا ہے اور یہ دونوں حالتیں اس پر باری باری ہمیشہ آتی رہتی ہیں۔

وجود تین معنوں کا نام ہے اوّل علم کا وجود' جس کی وجہ سے تجھے حق کے انکشاف کی صحت میں علم شواہد واقعہ ہو دوم حق کا ایسا

تو رب تعالیٰ جو کہ تیری اصل ہے کے حکم کو مقدم رکھ۔ اس نے تیرے متعلق ارشاد فرمایا! ونفخت فيه من روحی (الحجر آیت ۲۹۔ ص آیت ۷۲) اور اس میں اپنی طرف سے خاص روح پھونک دوں' تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تجھ پر تیرے والدین اور اس کے سوا تمام چیزوں سے زیادہ حق ہے اور وہ زیادہ رحم فرمانے والا اور تجھ پر راضی ہونے والا ہے۔ شے کا مالک اپنی شے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

فرمایا: جس کا خلیفہ تیرا مرشد اور مراد بھی ہو تو درحقیقت تیری تربیت اور ہدایت کا متولی وہ ہے۔ پس اے مرید! پہچان کہ تیری مراد کون ہے؟ اور اے شاگرد! تیرا استاد کون ہے؟ اور اسے لازم کر کہ یہ غنیمت ہے۔

علماء سوء ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ہیں

فرمایا: علماء سوء' لوگوں کے لیے ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ کیونکہ ابلیس جب صاحب ایمان کو وسوسہ ڈالے تو وہ پہچان لیتا ہے کہ یہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔ تو جب وہ اس کے وسوسہ کی اطاعت کرتا ہے تو پہچان جاتا ہے کہ اس نے نافرمانی کی ہے تو وہ اپنے گناہ سے توبہ اور اپنے پروردگار کے حضور استغفار شروع کر دیتا ہے۔ جبکہ علماء سوء حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہیں' اور اپنی کجی اور کج بحثی کی وجہ سے احکام میں اپنی اغراض و مقاصد کے مطابق کمی بیشی کر دیتے ہیں تو جس نے ان کی اطاعت کی اس کی کوشش رائیگاں گئی۔ جبکہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اچھا کر رہا ہے۔ پس ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اور ان سے بچ کر رہ اور سچے علماء کے ساتھ ہو جا...... فرمایا! فقیہ بننے والوں سے تو احکام دین کے علم کا دعویٰ حاصل کرتا ہے جبکہ باعمل علماء سے تجھے احکام دین پر عمل کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ پس غور کر کہ ان دونوں فائدوں میں سے کون سا رب العالمین کے حضور زیادہ قرب عطا کرتا ہے اسے تھام لے' اور جب فقیہ کہلانے والے تجھ سے پوچھیں کہ تو نے سچے صوفیوں سے کیا پایا؟ تو ان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے احکام دین کے جن اقوال کا فائدہ لیا ان پر حسن عمل کا فائدہ صوفیا سے حاصل کیا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے قرب کی نیت عادات اور مباحات کو عبادات بنا دیتی ہے۔ حتیٰ کہ تو اہل اللہ کے اون کے جبہ کو دوسروں کے ریشم سے زیادہ حسین جانے' اور یہ اس لیے کہ انہوں نے اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا قصد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ومـــن يقترف حسنته نزدله فيها حسنا (الشوریٰ آیت ۲۳) جو شخص کوئی نیکی کماتا ہے اس کے لیے ہم اس میں حسن زیادہ کر دیں گے۔

فرمایا: تیرے درمیان اور اس امر کے درمیان کہ تجھے ادراک نہیں صرف اتنی بات ہے کہ تو دنیا کی محبت کی طرف اپنی پیٹھ پھیر لے۔ آپ نے فرمایا کہ خاتم الاولیاء' خاتم الانبیاء کے قلب پر ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے لیے تمام اولیاء کے وجد ثابت ہوں۔ اور ان کے مقابلے میں اس کا اپنا مخصوص وجد ہو جیسا کہ خاتم الانبیاء کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام کے وجد ثابت ہوتے ہیں اور ان کے مقابلے میں اسے خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا: کئی دفعہ ایک بندۂ خدا دو جہتوں سے دو اعتباروں کے ساتھ صدیق قطب ہوتا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ صدیقیت' نظام قطبانیت کے ضمن میں ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کے دائرہ کے مراتب میں سے ہوتی ہے۔ قطب' اس کمال پر جو اس کے زمانے اور دائرے کے مطابق انسان کے لیے ممکن ہو نور حق کا مظہر ہوتا ہے جبکہ صدیق اس کمال پر جو کہ اس جیسے کے لیے ممکن ہو قطب کے نور کا مظہر ہوتا ہے۔ اور نور وہ ہے جس کے ساتھ اعیان میں کشف' بیان اور معانی کی تحقیق ہوتی ہے۔

اولیاء عارفین کی محفلیں روحانی دربار ہوتے ہیں وہاں صرف روحانی زبان کی فصاحت پر توجہ ہوتی ہے اور وہ معانی کی ذوقی تحقیق اور انہیں حق وصداقت کے انداز میں اچھی طرح قبول کرنا ہے تو جب ان کی یہ فصاحت صحیح ہو جائے تو پھر ان پر کوئی ہرج نہیں کہ ان کی جسمانی زبانیں فصیح ہو یا گونگی۔ الحان کریں یا درست پڑھیں۔ حدیث شریف کے مطابق اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا۔

ستر اور آٹھ سے صاحب حزب النور کی مراد

آپ سے پوچھا گیا کہ شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے حزب النور میں یہ دعا لکھی ہے کہ میں ستر اور آٹھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس ستر اور آٹھ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا! ستر سے مراد وہ زنجیر ہے جس کی پیمائش ستر گز ہے اور یہ ہلاک ہونے والے فرقوں کی مظہر ہے۔ اور آٹھ کا اشارہ **سخرھا علیھم سبع لیال وثمانیة ایام حسوما** کی طرف ہے۔ (الحاقۃ آیت ۷) اللہ نے اسے ان پر سات رات اور آٹھ دن تک مسلسل مسلط رکھا جو کہ جڑوں سے اکھاڑنے والی تھی' اور یہ سات ابواب جہنم کے مظہر ہیں۔

فرمایا: ہر ولی کے لیے خضر' وہ اس کی ولایت کی روح کا متمثل ہوتا ہے جیسا کہ ہر نبی کے لیے صورت جبریل اس کی نبوت کی روح کا متمثل ہوتا ہے' جو کہ اس کے حواس کے لیے اس کے نفس کے اوپر سے ظاہر ہوتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تو جس راستے سے گزرتا ہے شیطان اسے چھوڑ کر دوسرے راستے سے گزرتا ہے۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا اس سے مراد آپ کی وہ روحانی صورت ہے جس میں یہ مخاطب اس وقت موجود ہے جب اسے خطاب کیا گیا۔ پس یہ نہ کہا جائے ان کو دور جاہلیت میں شیطان نے کیونکر گمراہ کر دیا۔

فرمایا: میرے آقا! میرے والد محترم صاحب الختم الاعظم ہیں۔ پس شاذلی اور تمام اولیاء ان کی مملکت کے لشکری ہیں۔ پس آپ تمام گردشوں میں حکم دیتے ہیں آپ پر حکم لگایا نہیں جاتا۔ پس ہمیں یہ نہ کہا جائے کہ تم حزب شاذلی کیوں نہیں پڑھتے کیونکہ تم ان کے پیروکاروں میں سے ہو۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صادق الاحوال حضرات میں سے ایک گروہ نے مقام ختمیت کا دعویٰ کیا ہے اور ظاہر کچھ یوں ہے کہ آپ کے گزشتہ قول کے مطابق کہ ہر ولی کے لیے خضر ہے ہر زمانے کے لیے خاتم ہے۔

اوّل بیت سے مراد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وھدی للعالمین** (آل عمران آیت ۹۶) بیشک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے (بغرض عبادت) بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا برکت والا سب جہانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا! اس سے مراد قلب آدم علیہ السلام ہے کیونکہ وہ پہلا گھر ہے جو کہ بشر میں رب کے لیے رکھا گیا۔ اور آپ بھی اپنے جسم کے ساتھ اس گھر کی دہلیز کے نیچے مدفون ہیں جیسے کہ کشف سے معلوم ہوتا ہے۔ رہا بنائے کعبہ تو یہ قاصرین کے لیے مثال مقرر کی گئی ہے تاکہ اس کی وجہ سے مثال کو دیکھ کر معنیٰ کو یاد رکھیں۔

فرمایا: غذا ہر مقام پر اس کے حسب حال غذا استعمال کرنے والے کے مشابہہ ہے۔ پس جسم غذا ہے جسم کی' روح غذا ہے روح کی' نفس غذا ہے نفس کی' عقل غذا ہے عقل کی' علم غذا ہے علم کی' حق حق کے لیے' خلق خلق کے لیے ہے۔ اسے سمجھو۔ کیونکہ تیرا استاد

علم مخفی ہے پس اس سے صرف تیرا عالم غذا حاصل کرتا ہے اور تیرے عالم کے لیے اس کے بغیر غذا نہیں۔ حیی کی بقاء صرف اپنی غذا کے ساتھ ہے۔

خانقاہ کی وجہ تسمیہ

فرمایا: لغت میں خنق کہتے ہیں تنگی کرنے کو' اور خانق سے مراد ہے تنگ راستہ۔ اسی وجہ سے اس گوشے کو جہاں رسمی صوفیاء رہتے ہیں خانقاہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے نفسوں پر ان شرائط کے ساتھ تنگی کرتے ہیں جن کی وہ وہاں رہتے ہوئے پابندی کرتے ہیں اور اسی توجیہہ کے مطابق یہ بھی کہتے ہیں کہ جو حاضری سے غائب ہوا اس کا نصیب غائب ہو گیا' سوائے اہل خوانق کے یعنی تنگی اختیار کرنے والوں کے۔

فرمایا: جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے تو اس کی بے حرمتی صرف اس لیے کرتا ہے کہ تجھ میں حق کی مخالفت کے حکم کا بقیہ ہے جو کہ تجھ پر اس لیے حکم چلاتا ہے کہ تو ادب میں کم ہے کیونکہ اس مظہر میں حقیقتاً صرف اور صرف حق نے پسند فرمایا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ البتہ جب تجھ میں غیر کے حکم کے بقیہ کا مشاہدہ نہ ہو تو تیری طرف سے حکم تو یہ صرف حق کی طرف سے اپنے ہی لیے ہے۔ پس غور کر تو کیا دیکھتا ہے۔ **بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ** (القیامۃ آیت ۱۴'۱۵) بلکہ انسان اپنے نفس کے احوال پر نظر رکھتا ہے خواہ وہ بہانے بنائے' اسے سمجھو۔

فرمایا: جب بچہ کمائی کرنے پر قادر ہو جائے اور اس میں اس کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اس کی پرورش کی مشقت باپ سے اتر جاتی ہے جبکہ بندے کا معاملہ کسی سبب سے بھی اپنے مالک سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ پس اس نے اس کی عبودیت کو لازم کر لیا جس کا وہ عبد ہے تو بامراد ہوا۔ فرمایا! جب عارف دیکھتا ہے کہ وہ اپنے معروف کا عین ہے تو بندوں کے اس کی تعظیم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے معروف کا عین ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کی ان صفات کو اپنائے جنہیں اپنانے کا اس نے حکم دیا ہے اور یہ اس عقیدے پر مبنی ہے کہ صفات عین ہیں غیر نہیں' اسے سمجھو۔

فرمایا: تو اس ذات کے ساتھ کیونکر ثابت ہوتا ہے جس کے ساتھ کوئی شے نہیں اور اس کے سوا کوئی شے نہیں جبکہ تو' تیرے پاس اس کے ماسوا شے ہے اس کے ساتھ ہونے والا ہے۔ کیونکہ وجود اول مشروط ہے ثانی کے یا اس کے ملازم کے نہ ہونے کے ساتھ۔

حضور علیہ السلام کے احترام کے متعلق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کی عترت میں دھیان رکھو۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا! یعنی ان کے ساتھ آپ کا مشاہدہ کرو۔ پس اگر تم ان سے ایسی حرکت پاؤ جو تم پر گراں گزرے تو سر تسلیم خم کر دو اور راضی رہو۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ اگر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مشافۃً یہ بات پہنچتی تو تم راضی رہتے۔ پھر تم ان کے فیصلے کے متعلق دل میں تنگی محسوس نہ کرو اور سر تسلیم خم کر دو۔

اور اگر تم ان سے ایسی چیز پاؤ جو تمہیں پسند آئے تو اس کا مشاہدہ ان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی کرو۔ تا کہ ان کی وجہ سے حضور علیہ السلام سے حجاب میں نہ ہو جاؤ اور' ان سے آپ کے بغیر محبت کرنے لگو اور ان کے ذکر کی وجہ سے سرکار علیہ السلام کو

بھول جاؤ کیونکہ درحقیقت یہ حضرات آپ کی نسبت سے مکمل بشر کی طرح ہیں جو کہ اس روح سے ہے جو کہ آپ کے ساتھ متمثل ہے۔ اور فرع درحقیقت اپنی اصل سے ہی ہے اور اس کے ثمرات اسی سے ہی ہیں پس اسے سمجھو۔

کنت کنزاً مخفیاً کا مفہوم

آپ نے اس حدیث شریف کے معنوں کے متعلق فرمایا! کنت کنزا (لا اعراف) میں ایسا خزانہ تھا جسے پہچانا نہیں جاتا تھا۔ اس سے مراد مرتبہ تجرد ہے۔ فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا یعنی میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ یعنی میں نے اعیان تقدیر یہ کو مقدر فرمایا و تعرفت الیھم اور ان کی طرف متعارف ہو۔ یعنی میں نے انہیں ان میں سب پر ان میں سے سب کے ساتھ دلالت فرمائی تو انہوں نے مجھی سے مجھ کو پہچانا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ بیشک میں ہی سب کچھ ہوں۔ تحقیق میں اس کلام کی حقیقت یہی ہے اور فرقان میں اس کے اور معانی بھی ہیں۔ و کل من عنداللہ اور سب کچھ اللہ کے ہاں سے ہے۔

فرمایا: ہر صورت آدمیت میں آدم ہے اور اس کے حضور ملائکہ سجدہ کر رہے ہیں اور اسی طرح حقائق ائمہ ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے پیروکاروں کی نسبت سے کلی ہے۔ فمن تبعنی فانه منی (ابراہیم آیت ۳۶) جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے۔ پس اجمالی طور پر وہ (پیروکار) وہ ہیں اور تفصیلی طور پر وہ (پیروکار) ہے۔ اور تو اے مرید! ایک شاخ ہے اور تیرے استاد کا نور سوج ہے جو تجھے حیات بخشتا ہے اور چاند ہے جو تیری پرورش کرتا ہے۔

فرمایا: جب تیرے درجات کی دیواریں کھول دی جائیں تو تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا ادراک کر لے جس کا ان میں سے ہر ایک کو ادراک حاصل ہے۔ پس تو جو چیز بھی سنتا ہے اسے دیکھ لے گا۔ اور اسی پر ہر مقام میں اس کے حسب حال قیاس کر۔ جب قلب کے حکم کو نفس تسلیم کر لے تو اسے اپنے رب اور اپنے ولی کے لیے کوئی نزاع باقی نہیں رہتا۔ ورنہ اسے اسی مقدار کے مطابق نزاع ہے جتنا اس میں شرک ہے۔ فرمایا! عالم کا ایسے وقت میں چپ رہنا جس میں کلام کرنا اس پر متعین ہوتا ہے، جاہل کی کلام کی طرح ہے۔ حدیث پاک میں ہے جسے قاضی مقرر کیا گیا اسے چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا اس کے بارے میں آپ نے فرمایا! یہ بے کار فالتو چیزوں کو دور کرنا ہے۔ یہ ذبح معنوی ہے کیونکہ یہ چھری کے بغیر ہے۔ پس جسے منصب قضا وہمی حماقتوں کے ازالے کے ساتھ سونپا گیا تو وہ اس امر کا اہل اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے ورنہ چیرہ دست اور ظلم کا قاضی ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی تائید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کرتا ہے جو کہ مردار کے چمڑے کے بارے میں ہے کہ اسے رنگنا اس کی پاکیزگی ہے۔ پس غور کرو۔

فرمایا: جب تک تیرا معلم تعلیم کے ساتھ تیرے ہاں معلومات ظاہر کرتا رہا تو وہ تیرا باپ ہے اور جب تیری روح اس کے نور کے ساتھ موصوف ہو جائے تو اس کے علم کی معلومات تجھ میں جلوہ گر ہونے لگتی ہیں اور یہ القاء ہے اور یہ القاء صرف تیرا رب فرماتا ہے، اسے پہچان اور غنیمت جان۔

اقم الصلوٰۃ لذکری کا مفہوم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اقم الصلوٰۃ لذکری (طٰہٰ آیت ۱۴) میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔ اس کے متعلق فرمایا یعنی میرے اجر کے

لئے نہیں اور نہ ہی میرے سوا کسی چیز کے لئے۔ پس یہ محبین کی عبادت ہے فرمایا: ہر محق تصدیق کرنے والا ہے۔ اس کا عکس نہیں تو جس نے حق کے ساتھ حق پایا تو وہ محق مصدق ہے اور جس نے کسی امر زائد کے ساتھ پایا وہ صرف مصدق ہے۔ فرمایا: جو اپنی حد سے گزر گیا مقید ہوا اور جس کا غیر نہیں اس کی حد نہیں۔ اسے سمجھو۔ فرمایا تجھے صرف تو ہی دیکھتا ہے اور تیرے لئے اس کے ساتھ کون ہے جو تو ہے حتیٰ کہ تو اسے دیکھے پس وہ تجھے دیکھے۔ فرمایا: تیرا استاذ تجھے تجھ سے زیادہ جانتا ہے کیونکہ وہ تیری حقیقت ہے اور تو تاریکی ہے پس سمجھو۔

تیری حقیقت کے بارے میں تیری معرفت اسی اندازے پر ہے جس قدر تیری معرفت تیرے استاذ کے بارے میں ہے۔ جب تک تیرے نزدیک تیرے استاذ کے لئے مغایرت کا حکم اٹھتا نہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ تو حقیقت کو ضائع کرنے والا ہے۔ پس اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اور اس کے حضور دست سوال پھیلا۔ فرمایا: جہاں بھی یا بنی آدم کا خطاب ربانی آیا ہے تو ان سے مراد اہل یمین ہیں۔ فرمایا: جب ایمان کا ریشم خاروں سے صاف ہو تو اللہ تعالیٰ کی قسم وہاں صرف اللہ ہی ہے لیکن جو چاہے کرے۔

حدیث شریف کل عمل ابن آدم له الا الصوم فانه لی۔ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے کے متعلق فرمایا: ابن آدم سے مراد وہ ہے جو محجوب ہے کیونکہ مقربین کا ہر عمل ان کے پروردگار کے لئے ہے اور ہر عمل روزہ ہے کیونکہ وہ اس کو اپنی طرف نسبت کے مشاہدے سے بالکل مجرد ہیں مگر مجازی طور پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

فرمایا: استاذ ناطق کی صورت مرید صادق کے سر کا آئینہ ہے جب اس پر اپنی بصیرت کے ساتھ دیکھتا ہے تو اس کا اپنی سیرت کی صورت پر مشاہدہ کرتا ہے تو مرید کی اصل کا آغاز یہ ہے کہ اس کا ضمیر اہل صلاح و ولایت کی راہ و روش سے مزین ہو جب اس کی بصیرت کے لئے اس کے استاذ کے متعلق کشف ہو تو وہ اپنی صلاح و ولایت کی صورت اپنے استاذ کی صورت کی صفائی میں دیکھے۔ پس بول اٹھے کہ اس کا استاذ ہی صالح ولی ہے پس اس کے مسلسل ملاحظہ اور اس کی عالی ہمتوں سے مدد طلب کرے۔ پس استاذ سے اس کی طلب ہمیشہ کے لئے اس کی مبارک دعائیں اور توجہات شریفہ ہوں۔ پس اس کی طرف انتہائی انس پر مبنی محبت کا رشتہ استوار کرے حتیٰ کہ عنایت خداوندی کا اسرافیل اس کے قلب کی صورت کے صور میں تخصیص آدمیت کی روح پھونکے۔ پس اس وقت اپنے استاذ کو آدم زمان اور کائنات کی لجام کے مالک کی صورت میں مشاہدہ کرے۔ پس اس کی ایسی تعظیم کرے جیسے کہ جوان اپنے باعظمت باپ کی تعظیم کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی صورت آدمیت کا حجاب اس جمال سے کھل جائے جو کہ روح محمدیہ سے اسے خاص کر کے عطا ہوا۔ پس اس وقت وہ اپنے استاذ کو ایک محمدی سردار کی صورت میں مشاہدہ کرتا ہے اور وہ اس کا غلام ہوتا ہے اور اپنے لئے اس کے ماسوا میں کوئی حاجت دیکھتا ہے نہ قصد۔ یہاں تک کہ اس کے سر کے سدرہ کو انوار روحانیہ ڈھانپ لیتے ہیں اور آنکھ سے کجی کا عارضہ اور سرکشی کا پردہ کھینچ لیا جاتا ہے۔ پس وہ اپنے استاذ کی طرف نظر کرتا ہے تو صرف ایک ہی کو دیکھتا ہے جو کہ مشاہدہ کرنے والے کی وسعت کے مطابق ہر مقام پر جلوہ گر ہے پس وہ وجود کے سامنے عدم اور دربار شہود میں محو ہو جاتا ہے تو اس کے امر کا آغاز توفیق۔ اس کا وسط تصدیق اور انجام تحقیق ہوتا ہے اور یہ انتہا ملیک مقتدر کے ہاں مقصد صدق میں صدق کے قدم

کے ساتھ چلنے کی ابتدا ہے۔

فرمایا: جس نے تمے کے چھلکے میں شہد رکھا ناواقفوں پر اس کی اصل کا حال مشتبہ ہو جاتا ہے۔ جب اصل کی تلخی کی وجہ سے شہد تلخ ہو جاتا ہے تو جاہل اسے اس کے اصل سے ہی تلخ گمان کرتا ہے۔ قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ قل هو للذين آمنوا هدى وشفاء (حم السجدہ آیت ۴۴) فرما دیجئے وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے۔ والذين لايؤمنون في آذانهم وقر وهو عليهم عمى (حم السجدہ آیت ۴۴) اور جو ایمان نہیں لائے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے اور وہ ان پر مشتبہ رہتا ہے۔

اہل اللہ کی توہین زہر قاتل ہے

اللہ تعالیٰ کے مکرم بندوں کو پہچاننے کے بعد ان کی توہین کرنا ایک لمحہ میں اثر کرنے والا زہر ہے جیسے ہی دل میں شامل ہوا فی الفور دل کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص وہ ہے جس کا باطن اور ظاہر تمام اطراف سے نکل جائے۔ اللہ کے سوا اس کی کہیں گنجائش نہ ہو اور اس کے سوا اللہ تعالیٰ کہیں نہ سمائے۔ جبکہ جو مخصوص نہیں اس کا حال اس کے خلاف ہے وہ زمین یا آسمان میں یا برزخ میں یا جنت یا جہنم میں مقید ہے۔

فرمایا: جو ایک ہے اس کا سب میں ظہور ایک ہونے کے اعتبار سے ہی ہے گرچہ وہ صورت میں ایک سے زائد ہوں۔ پس وہ باطن میں ایک ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام۔ وہ حُسنًا دو ہیں جبکہ حقیقت میں ایک ہیں۔ فقولا انا رسول رب العالمين (الشعراء آیت ۱۶) پس دونوں کہو کہ بیشک ہم رب العالمین کے رسول ہیں جیسا کہ جب تو چاہے کہ ذات اقدس کے نام کی عربی میں تعبیر کرے تو تو اللہ جل جلالہ کہتا ہے۔ عبرانی میں الوهيم فارسی میں خدا، ترکی میں تکری، رومی میں ثیوس اور قبطی زبان میں لیصانی کہتا ہے۔ ہر لغت کا جدا لفظ ہے اور جبرئیل کی طرف دیکھو کہ وہ صورت بشری میں متمثل ہونے کی حالت میں بے شمار پروں اور سروں والے جبرئیل سے علیحدہ نہیں ہوئے بلکہ وہ دونوں صورتوں میں اس کا عین ہے۔ ایک ہے متعدد نہیں۔

فرمایا: عقل انت کا حجاب ہے اور نفس انا کا حجاب ہے تو جو شخص ان دونوں سے اونچا نکل گیا تو وہ طور سینا کے محضر سے قاب قوسین اور ادنیٰ کے مشہد تک ترقی کر گیا۔ فرمایا: محبوب کا محبین کے مقاصد کی مخالفت کرنا ان کی محبت کی صداقت کی میزان ہے۔ فرمایا: قریب سے قرب بلاشک قرب ہے اور بعید سے بعد بلاشبہ بعد ہے۔ اسی طرح شہادت اور غیب کا معاملہ ہے۔ فرمایا: علم جو کہ دانا کے علاوہ کسی اور میں ہے ایک سورج ہے جو کہ مغرب سے طلوع ہوا۔ ادب کے بغیر عمل ایسا شہد ہے جو کہ تمے کے کڑوے چھلکے میں رکھا گیا ہے۔ فرمایا: تجھے عتاب ہو اور تو سلامت رہے اس سے بہتر ہے کہ شکر کرے اور نادم ہو۔ فرمایا: جس کا کوئی استاذ نہیں اس کا کوئی مولیٰ نہیں اور جس کا کوئی مولیٰ نہیں تو شیطان اس سے زیادہ قریب ہے۔

مرید اور شیخ کا رابطہ

فرمایا: مرید وہ ہے جس کی مراد اس کے استاذ یعنی شیخ کے عین میں متحقق ہو۔ فرمایا: جس نے افعال میں اپنے استاد کی موافقت کی وہ اس کے ان معارف میں بھی مطابقت کرتا ہے جن کی وہ خبر دیتا ہے اور جس نے اس کے افعال میں اس کی مخالفت کی تو اس

کے اقوال کے معانی کے وہم کی وجہ سے مطابقت گم پاتا ہے۔ جو اپنے استاد کے ساتھ اپنے بغیر ہو تو اس کا استاذ اس کی معیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ شخص دوری میں گرفتار ہے جو اپنے استاذ کو اس کے غیر سے خبر دینے والا گمان کرتا ہے اور ماسوائے کلام کرنے والا سمجھتا ہے۔ مرید صادق اپنے استاد کی رحمانیت کے استواء کے لئے عرش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لکھ لیا ہے کہ اس قلب میں داخل نہیں ہوگا جس میں اس کا ماسوا ہو اور اس آنکھ کے لئے ظاہر نہیں ہوگا جس نے اس کے آئینہ میں اس کے غیر کو دیکھا ہو۔

فرمایا: رخ حق وہ نہیں دیکھ سکتا جسے جہت نے گھیر رکھا ہو اور جہت سے وہی جدا ہوتا ہے جو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل گیا ہو اور وہ شخص ان کے کناروں سے نہیں نکل سکتا جس پر جسمانیت کا بقیہ محکم ہو کیونکہ انسان کا جسم ہی اس کی جیل ہے تو جب اس سے جدا ہو جائے تو جیل سے جدا ہو جاتا ہے۔ فرمایا: جو اپنی آدمیت کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جاتا ہے اس سے حقائق انسانیہ سلب کر لئے جاتے ہیں اور جس سے حقائق انسانیہ سلب کر لئے گئے وہ علوم الٰہیہ کے حقائق سے ناواقف رہتا ہے۔

معیت شیخ میں کامیابی کی تین علامات اور شیخ کے آداب

فرمایا: مرید کے لئے اپنے استاد کی معیت میں کامیابی کی تین علامات ہیں اس کے ساتھ ایثار پر مبنی محبت کرے۔ اس سے جو کچھ سنے قبول کرے اور اس کے تمام احوال میں اس کے ساتھ موافقت کرے۔ جس نے خدمت کے ساتھ استاد کا قرب حاصل کیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ اس کے دل کے قریب ہوتا ہے۔ جس نے اپنے استاد کو اپنے نفس پر ترجیح دی اللہ تعالیٰ اسے اپنے خطیرۃ القدس کا کشف عطا فرماتا ہے۔ جو اپنے استاد محترم کی بارگاہ کو نقائص سے منزہ سمجھے اللہ تعالیٰ اسے خصائص کا تحفہ عنایت فرماتا ہے۔ جس سے اس کا استاد پلک جھپکنے کی قدر چھپ جائے اسے اللہ تعالیٰ جدائی کی ہلاکتوں سے برباد کرتا ہے۔ مرید اور اس کے استاذ کے مشاہدہ کے درمیان صرف یہی ہے کہ اپنی مراد کو اس کی مراد کا بدل بنالے اور جس کے استاد نے اسے اس کے نقائص پر تنبیہ نہیں کی وہ اس کے خصائص سے خوش نہیں اور جس نے استاد کا دروازہ کھٹکھٹانا حلال نہیں سمجھا وہ کبھی عروس محبت کا تحفہ نہیں پاتا۔ اس مرید کے لئے ہلاکت ہے جو کہ دلیل کے مقابلے میں اپنی طبیعت کے تقاضے سے باز نہ رہا۔ بیشک وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ **ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور** (النور آیت ۴۰) جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے اس کے لئے نور نہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کلمہ پہلے گزر چکا جو بدلتا نہیں اور اس کا وہ دستور جو دگرگوں نہیں ہوتا کہ اس کے علم کی روح کسی مخصوص میں پھونکی نہیں جاتی مگر اس کے متعلق خلق دو حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ ملکی مساجد اور شیطانی حاسد۔ پس تو اس پر حریص ہو جا کہ تو علمی نعمتوں والوں کا محتاج اور ان کے سامنے عاجزی کرنے والا ہوتا کہ تو سلامت رہے یا علم حاصل کرے یا تجھ پر رحم کیا جائے اور اس صورتحال سے بچ کہ تو ان سے بغض رکھنے والا یا حسد کرنے والا ہو پس تجھ سے نعمت سلب کر لی جائے یا تجھے مردود قرار دیا جائے یا تو محروم رہے۔

قلب عارف کا مقام نیز عادت اور عبادت کا مفہوم

فرمایا: عارف کا قلب دربار الوھیت ہے اور اس کے حواس اس کے دروازے۔ تو جس نے قرب موافقت کے ساتھ عارف کے حواس کی طرف قرب حاصل کیا تو اس کے دربار کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس نے اپنے اخلاق کو قابو میں رکھا اس

نے اپنے خالق کی عبادت کی اور جس کے اخلاق نے اسے قابو کرلیا وہ اپنے خالق سے محجوب رہا۔ عادت وہ ہے جس میں نفوس کا حصہ ہو جبکہ عبادت وہ ہے جو صرف ملک قدوس کے لئے ہو جیسے قرب، روزہ، سونا، قیام کرنا، کھانا پینا یہ سب کچھ عارف کے نزدیک عبادت ہیں۔ جس پر اس کی عادات قابو پالیں اس کی عبادات فاسد ہوگئیں اور جس سے اس کی عادات اٹھالی گئیں تو وہ عارف ہے یا مراد ہے یا مشاہدہ کرنے والا ہے۔ جس نے اپنے رب کا ذکر یکتا برگزیدہ کی زبان سے کیا تو اسے خاص چیز کے ساتھ مختص کردیا گیا جو کہ دار آخرت کی یاد ہے۔

فرمایا: جس نے شک سے اپنی برات کے ظاہرہ ہونے کے وقت یہ کہا وما ابرئی نفسی (یوسف آیت ۵۳) میں اپنے نفس کی برات کا دعویٰ نہیں کرتا۔ قال الملک اتونی به استخلصه لنفسی (یوسف آیت ۵۴) بادشاہ حقیقی فرماتا ہے کہ اسے میرے حضور لے آؤ میں اسے اپنی ذات کے لئے چن لیتا ہوں۔ سب سے زیادہ نفع بخش وہ قلم ہے جس کا فیض فہم قبول کرلیں۔ فرمایا: شیشے کو دیکھو کہ خود تو تمام صورتوں سے خالی ہوتا ہے لیکن ہر ذی صورت کو اس کی صورت کا مشاہدہ کرادیتا ہے جسے دیکھ سکتا ہے یا نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح تمام جہانوں کے علائق سے اور باتیں بنانے کی جہت سے پاک انسان حقائق کا آئینہ ہوتا ہے جو بھی ذی صورت اس کے سامنے آتا ہے اپنی حقیقت کا چہرہ دیکھ لیتا ہے تو جو خیر دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جو اس کے خلاف دیکھے تو صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

فرمایا: دل کے اندر جو خون کی پھٹک ہے یہی وہ سانپ ہے جو ملکوتی عرش کے اردگرد طوق ڈالے ہوئے ہے اور جبروت کے چشمہ حیات کے گرد اور ملک کے جبل قاف کے گرد طوق ڈالے ہوئے ہے۔ فرمایا: دماغ کا وسطی باطن جسے دودہ (کیڑا) کہتے ہیں یہ وہی ہے جس کی قوت جنتیوں کا ریشم پیدا کرتی ہے۔ فرمایا: میرے علم کی روح نے کہا دوران حال کہ میں درآنحالیکہ سونے والے کی طرح تھا کہ جب اس نے کھایا (یعنی دانہ اندازی) جس کی طرف ہم نے نسی (بھول گیا) کا عہد کیا تو وہ فلاسیٰ (تو نہیں بھولے گا) کا قرب حاصل کرنے سے کہاں رہ گیا؟ میں نے عرض کی: اے میرے مولیٰ! وہ روح الامین کے حوصلہ میں تھا (حوصلہ پرندے کے سنگدانہ کو کہتے ہیں) بس میرے لئے میرے رب نے میرے الہام کو درست قرار دیا جیسے کہ اس نے مجھے مشاہدہ کرایا اور ایجاد فرمایا اور اس کا فضل واحسان ہے۔

فرمایا: میرے فہم میں بات کھٹکی جبکہ میں سونے والے کی طرح تھا جس کی صورت یوں تھی: اے علی! وہ نوشتہ کیا ہے۔ جسے ہم نے ہر انسان کی گردن میں لٹکا رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: میرے مولیٰ! نفس ناطقہ۔ مجھے فرمایا گیا تو اس طائر کا سنگدانہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی! اے میرے مولیٰ! قوت گویائی ہے جو کہ عبارت کے حیثیت سے آلہ زبان کے ساتھ کام کرتی ہے جبکہ کنایہ واشارہ کی حیثیت سے باقی اعضا کے ساتھ کام کرتی ہے۔ مجھے فرمایا گیا: یاعلی! جب طائر اسے حس، خیال، ادراک، قلب اور فواد کے صحن سے چن لیتا ہے تو یہ اس کے حوصلہ (سنگدانہ) میں اکٹھا ہوجاتا ہے پھر اس کے تمام آلات میں سرایت کرجاتا ہے پھر ان سے عبارت، الکنایہ اور اشارہ کے ساتھ ترشح کرتا ہے۔ پس جب دینوی ترکیبات اپنے اخروی میدانوں کی طرف لوٹتی ہیں تو حوصلہ ایک کھلی کتاب ہوجاتا ہے۔ اس میں ہر طائر وہ کچھ دیکھتا ہے جو چنا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے کلمہ خیر کہا یا خاموش رہا۔

فضول کی حقیقت - اور ضروریات میں کفایت کی وضاحت

فرمایا: عقلوں کی فضیلت فضولیات کو ترک کرنے میں ہے اور یہ ہر وہ چیز ہے جو کہ کنایہ سے بچ جائے اور یہ محسوس اور معقول ہے اور مقصود جو کہ غیر ضروری ہے فضول ہے اور ہر وسیلہ جس کے بغیر اس کا مقصود ضروری حاصل نہ ہو وہ کسی چیز میں فضول نہیں ہے۔ تجھے اتنی غذا کافی ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے قوت عطا کرے۔ تجھے اتنا لباس کافی ہے جس کی وجہ سے تجھے عقل مند بے وقوف قرار نہ دے اور جاہل تجھے حقیر نہ سمجھے اور تجھے اتنی سواری کافی ہے جو تیرا سامان اٹھائے اور تیرے پاؤں کو راحت بخشے اور تیرے جیسا اس کی سواری کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا جائے اور سکونت کے لئے اس قدر کافی ہے جو تجھے اس سے چھپالے جسے تو نہیں چاہتا کہ تجھے دیکھے۔

کفایت کرنے والی اشیاء

اور تجھے یہ چیزیں کافی ہیں۔ محبت کرنے والی اور اولاد جننے کی صلاحیت رکھنے والی بیوی' خدام میں سے دیانت دار تابع فرمان' ہم مجلسوں میں سے وہ جو تیرے تمام احوال میں تیرے کمال پر تیرا مددگار ہو اور خوش خوئی اس قدر جو تجھے کریم اور عالم کے غضب اور کمینے اور ظالم کی جرأت سے بچالے۔ اس قدر علم جو ذوق صحیح کے مطابق ہو وہ عقیدت جو تجھے کسی بے رخی کے بغیر مرکز عقیدت کی طاعت پر برانگیختہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی معرفت جو اس کے ماسوا کو تیرا اختیار کرنا تیری نظر میں حقیر قرار دے۔ باطل کی اس قدر پہچان جو تجھے اسے اختیار کرنے سے روک دے۔ اتنی محبت جو تجھے اپنے محبوب کو اس کے ماسوا پر ترجیح دینے پر پختہ کردے۔ مخلوق کے بارے میں اس قدر اچھا گمان کہ اس کے ہوتے ہوئے بری تاویل اور عیب لگانے والے کا قول بلا دلیل قبول نہ کیا جائے۔ اس قدر پرہیز جو ایسے جھکاؤ سے روکے جو غیریت تک لے جائے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ گمان جو اس کی نافرمانی پر جرأت اور اس کی رحمت سے مایوسی کا موجب نہ ہو۔ ایسا یقین جو طلب کے رخ کو حیرت سے برگشتہ کرنے سے بچائے۔ ایسی توحید جس کے ہوتے ہوئے ماسوا کا اثر باقی نہ رہے۔ ایسی سوچ جس کی وجہ سے اس کی مراد سمجھنے تک رسائی ہو جائے۔ اس کی نعمتوں میں اس قدر غور و فکر جس کی وجہ سے اس کی محبت کی روح میں وسعت آ جائے۔ ایسے خیالات جو قابل تعظیم کی تعظیم اور لائق انکسار کو منکسر کرنے پر ابھاریں۔

میں نے تیرے لئے انوار واضح کر دیئے ہیں۔ اگر تو چاہے تو ان سے روشنی حاصل کرلے جبکہ اصول ثابت ہو چکے ہیں۔ پس جامع کو سمجھ لے اور مانع سے نفرت کر۔ پھر قیاس کر۔

فرمایا: ذہنوں کی آنکھوں کے لئے اشارہ کرنا محفوظ رکھنے والے کانوں کے لئے صراحتاً بیان کرنے سے زیادہ موثر ہے جس نے نصیحت قبول کی' رسوائی سے بچ گیا۔ بال کا مقام ایک شخص کا ظاہر ہے اس کا باطن نہیں۔ اگر قلب میں ایک بال نکل آئے تو وہ شخص اسی وقت مر جائے پس اپنے باطن کو اپنی دنیوی جسمانی پناگاہوں میں سے کسی چیز کے ساتھ مشغول نہ کر اور اپنے قلب کو فانی مصروفیات سے جو کہ بال کے مرتبہ میں ہیں فارغ کرلے' کیونکہ قلب اس ایک کا گھر ہے کہ جس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا وہ اسے اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہے اور جس نے اسی ایک سے محبت کی تو اس کا قلب نور رب کے ساتھ سکون حاصل کرتا ہے

جس کی مملکت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ پس سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کس طرح جنت میں داخل ہوں گے جبکہ وہ علائق سے فارغ، خوبرو، سرمگیں آنکھوں کے ساتھ بازو سے بازو ملائے ایک ہی قلب پر ہوں گے تو اگر تو صاحب بصیرت ہے جس میں اس کی روشنی بخش جلوہ آرائی کا سرمہ لگا ہے تو ایک کا مشاہدہ کر اور اس ذخیرے کو غنیمت جان۔

فرمایا: جس شخص کو عقول کے جوہر کا خزانہ مل گیا جس کی رکاوٹیں دور اور دروازے کھلے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اس کا نفس خس و خاشاک کا بستر لگانے اور خاک نشین ہونے میں زاہد ہوگیا اور دنیوی زینت سوائے مٹی کے کچھ نہیں جو کہ جانے کی طرف مائل ہے۔ اسے ایسی مشقت کے ساتھ بنایا گیا۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سچے کی جھوٹے سے جانچ کی جاتی ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے دنیا اس کے نزدیک مکھی کے پاؤں کے برابر بھی نہیں ہوتی بلکہ اس کے نزدیک اس دربار عالی کے مقابلہ میں ساری کائنات ہیچ ہوتی ہے اور جو کسی صورت سے محبت کرتا ہے اسے پوجتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا محبّ تمام احباب کا مخدوم ہے نہ کہ ان اسباب میں سے کسی شے کا پوجاری اور جو کسی صورت سے محبت کرتا ہے وہ اس کی وجہ سے مشتبہ ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے محب کے لئے گردنیں جھکتی ہیں تو ایسا شخص جسے بلند و بالا حضرت وہاب جل شانہ کے کرم سے ایسی پرشکوہ عزت حاصل ہو وہ مٹی کی زیبائش کے لئے کیونکر جھک سکتا ہے۔ **انا جعلنا ما علی الارض زینته لها لنبلوهم ایهم احسن عملا و انا لجاعلون ما علیها صعیدا جرزا** (الکہف آیت۔۔۔) بیشک ہم نے ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں اس کے لئے زینت و آرائش کا باعث بنایا تا کہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے عمل کے اعتبار سے کون بہتر ہے اور بیشک ہم ہی ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں چٹیل میدان، غیر آباد بنانے والے ہیں۔ سعید سے مراد مٹی ہے اور جرز اس چیز کا قاطع ہے جس کے ساتھ وہ اطمینان اور انہماک کے ساتھ متعلق ہے۔ پس ترابی لذتوں سے جو کہ منقطع کرنے والی ہیں بے رغبتی کرنے والوں میں سے ہو جا کیونکہ تو نے پہچان لیا ہے کہ تو کنز الکنوز پانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

اہل حجاب و غفلت سے پرہیز

فرمایا: اہل حجاب کے ساتھ میل ملاپ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنے والوں کو دیکھنا عذاب ہے سوائے ان آئمہ کے جو کہ قلوب کے طبیب ہیں اس میل ملاپ پر قائم ہیں جس کی وجہ سے نفوس ان کی اس طب کو پسند کرتے ہیں جو کہ وہ اپنے مولیٰ کے امر کی روح کے عمل میں لاتے ہیں۔ **لیهلک من هلک عن بینة و یحییٰ من حی عن بینة** (الانفال آیت ۴۲) تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے زندہ رہے۔ **واللہ یحیی و یمیت واللہ علی کل شئی قدیر** (اور اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ پس اسے سمجھو۔

فرمایا: نفس، مومن کی سواری ہے۔ ایک بات سن۔ اپنے نفس کے لئے بدخلقی میں موافقت نہ کر اور اسے گریز پائی کی عادت نہ ڈال اس کی وجہ سے تو وطن لوٹنے کے وقت شکستگی کا شکار ہوگا اور جنت و دوزخ کے درمیان برزخ کے جنگل میں سلوک کے وقت اس کوتاہی پر تجھے ندامت ہوگی۔ جان لے کہ نفس قیامت کے دن نصب کئے ہوئے پل صراط پر آنے والے کی سواری ہے اگر اس نے بدخوئی کی تو اسے خطرناک گہرائی میں گرا دے گا اور اگر اس کے لئے نرم ہوا تو یہ اس پر سوار ہو کر نجات پالے گا اور اپنی مطلوبہ حد تک

پہنچ جائے گا تو جسے جہنم سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو وہ کامیاب ہوا۔

فرمایا: جو اپنے اقتدار کے ساتھ اپنی پسند کے مطابق گھر بناتا ہے وہ اس میں خس و خاشاک ڈالنے کی جگہ، جوہڑ اور غسل خانہ کسی حکمت کے مطابق ہی بناتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے پس ناپاک بندے کو رحمت و رضوان کی خوشگوار ہوا سے مایوس نہیں ہونا چاہئے گرچہ کیسا ہی ہو۔ فرمایا: تجھے جسم اور کپڑے کے دھونے میں وسوسہ تیرے نفس و قلب کی تطہیر کے لئے باریک بینی سے مشغول نہ کردے کہ تو وقت ضائع کرے اور غضب کمائے۔

حقیقی طہارت کے لئے دعا

حقیقت طہارت تو یہ ہے کہ تو دعا کرے اللھم طھرنا بصلواتک الطیبات وزکنا بتحیاتک المبارکات وطیبنا للموت وطیبہ لنا واجعل فیہ راحتہ قلوبنا بروحک وحیاۃ ارواحنا بمعرفتک ومشاھدتک فانک انت الفتاح العلیم ۔ یا اللہ! ہمیں اپنی پاک رحمتوں کے ساتھ پاک فرما اور ہمیں اپنے بابرکت تحائف کے ساتھ نفاست عطا فرما اور ہمیں موت کے لئے اچھا کردے اور اسے ہمارے لئے خوشگوار فرما اور اس میں اپنی رحمت کے ساتھ ہمارے قبول کی راحت اور اپنی معرفت و مشاہدہ کے ساتھ ہماری ارواح کی زندگی مقرر فرما بیشک تو ہی تو بہتر فیصلہ فرمانے والا جاننے والا ہے اور یہ سے لے تو نے خوشگوار صاف بحر محیط پالیا ہے پس پاک ہو اور پاک رہ اور یہ کہہ کہ الحمد للہ رب العالمین۔

فرمایا: دیکھو جو کسی چیز کو پسند کرے اس سے ناز و نعمت پاتا ہے گرچہ اس کا ظاہر ناگوار گزرتا ہو اور جو کسی چیز کو ناپسند کرے اس سے پرہیز کرتا ہے گرچہ اس کا ظاہر اچھا ہو پس ایک چیز ناپسند کرنے والے پر عذاب اور پسند کرنے والے پر نعمت ہے۔ پس رضا جنت نعیم کا منشا ہے جبکہ ناپسندیدگی جہنم کا سبب۔ اللھم ھب لنا منک الرضا المطلق بجمیع احکامک ابداعلی مکاشفتہ وجہ وحدانیتک انک الغنی الحمید ۔ یا اللہ ہمیں اپنی طرف سے اپنی وحدانیت کے وجہ کے مکاشفہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے اپنے تمام احکام کے ساتھ رضائے مطلق عطا فرما۔ بیشک تو ہی غنی حمید ہے۔

فرمایا: تمہارے لئے زمین اس لئے بچھونا بنائی گئی ہے تا کہ تمہیں تواضع سکھائی جائے پس تواضع اختیار کرو فراخی پاؤ گے جو ظالم کی طرف مائل ہوا اسے فتنہ کی آگ نے آلیا مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ہود آیت ۱۱۳) ان کی طرف مت جھکو جنہوں نے ظلم کیا پس تمہیں بھی آگ چھوئے گی۔ اور خدمت کرنا ہی جھکنے کے لئے کافی ہے۔ ایک بات توجہ سے سنو۔ جو ظالم کی طرف جھکا اور اس کے فتنہ سے بچ کر نکل گیا تو یہ اس کی اپنے مقام کے مطابق ابراہیمی کرامت ہے۔

فرمایا: جس نے خوف کیا اور امید کی اس نے مدحت کی اور ہجو کی اور جس نے رضا و تسلیم کو اختیار کیا تو اس نے حمد و تعظیم کی۔ پس دیکھ تیرا کیا خیال ہے جب تو کسی بحث کے بغیر حق دیکھے۔

رزاق کے بندوں اور رزق کے بندوں میں فرق

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے قول ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ (الشوریٰ آیت ۲۷) میں ضمیر رزق کی طرف لوٹتی ہے یعنی اگر رزق

کے بندوں کے لئے رزق وسیع فرماتا تو وہ باغی ہو جاتے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو تصوف میں شعور کی پختگی حاصل نہیں جیسے کہ حکیم ربانی کے لئے ہوتی ہے۔ پس ان کے تصرفات شہوتوں اور لذتوں سے مغلوب ہوتے ہیں۔ پس ارباب تمکین اللہ رزاق کے بندے ہیں رزق کے بندے نہیں۔ عباد الرزاق اور عباد الرزق کے درمیان فرق کو سمجھو۔ ان حضرات کی طرف ان کے ارزاق اپنے معرض وجود میں آنے میں محتاج ہیں جبکہ ارزاق کے بندے ان کے عین کی طرف بلکہ ان کے ہونے کے اثر کی طرف محتاج ہیں۔

حدیث پاک میں ہے فبی عرفونی۔ ان کے معنی کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے مجھی سے مجھ کو پہچانا یعنی اس لئے کہ میں ان کا وجود ہوں۔ ان کی عقلوں کا وجود ہوں اور ان کے شہود کے شواہد کا وجود ہوں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

فرمایا: مجھے ایک شخص نے کہا کہ سلسلہ شاذلیہ والوں کا کیا حال ہے کہ اپنے لباس اور وضع قطع میں زیب و زینت اختیار کرتے ہیں جبکہ ان کا طریقہ صرف سلف صالح کی پیروی کرنا ہے جبکہ سلف صالح کا طریقہ جیسا کہ انہیں معلوم ہے روکھا سوکھا کھانا، وضع قطع کی سادگی اور پرانا لباس پہننے کے ساتھ درویشانہ زندگی بسر کرنا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انہیں جواب میں کہا شاذلی حضرات نے جب مقاصد اور حکمتوں پر نظر ڈالی تو انہوں نے دیکھا کہ سلف صالح نے ایسا طرز عمل اس وقت اپنایا جب انہوں نے اہل غفلت کو دنیا میں منہمک اور دنیا پر فخر کرتے ہوئے اور اس پر مطمئن ہوتے ہوئے اور یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ وہ اس کے اہل ہیں ظاہری زیب و آرائش میں مشغول پایا تو ان حضرات نے دنیا کی حقارت ظاہر کرتے ہوئے جسے اہل غفلت نے باعظمت جانا تھا ان کی مخالفت اختیار کی اور غافلین جس کی طرف مطمئن تھے اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستگی کے سبب بے نیازی ظاہر کی۔ تو اس وقت ان کے بوسیدہ لباس والے کہتے تھے کہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کے ساتھ دنیا کے قصد سے غنی کر دیا جس کی طرف ہمارے نفس محتاج ہیں تو جب مدت دراز ہوئی اور اس مقصد کو بھول کر دل سخت ہو گئے اور غافلوں نے کپڑوں کی بوسیدگی اور وضع قطع کی پراگندگی کو اپنی دنیا حاصل کرنے کے لئے حیلے کے طور پر اختیار کر لیا تو معاملہ برعکس ہو گیا تو اللہ کی نعمت کے طور پر ان لوگوں کی مخالفت ہی سلف صالح کا کام اور ان کا طریقہ ہے اور استاد محترم ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے جو آپ نے ایک بوسیدہ لباس پہننے والے کے لئے فرمایا جس نے آپ کی خوش وضعی پر اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا: اے فلاں: میری یہ خوش وضعی الحمد للہ کہتی ہے۔ جبکہ یہ تیری ہیئت ہے جو کہتی ہے کہ مجھے اپنی دنیا سے کچھ عطا کرو۔'' اور قوم صوفیا کے معمولات ربانی حکمتوں کے ساتھ گردش کرتے ہیں۔ ان کی مراد اپنے پروردگار کی خوشنودی ہے اور ان کا ارادہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی رضا ہے۔ تو انہیں ان کی علامت سے پہچان سکتا ہے۔ اگر تو ان کی علامت کو اپنا لے جو کہ اپنے آپ کو ریاضت میں ڈالنا ہے تو تو انہیں پہچان لے اور تجھ پر ان کے وہ مقاصد ظاہر ہو جائیں جن کی بنا پر تجھے ان کے افعال کا حسن معلوم ہو جائے گا۔

آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد و سارعوا الی مغفرۃ من ربکم (آل عمران آیت ۱۳۳) اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف جلدی کرو' کے بارے میں ایک شخص نے کہا کہ مغفرت صرف وہاں ہوگی جہاں گناہ ہو پس مغفرت کی طرف جلدی کرنے

کا حکم گناہ کرنے کا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ ہدایت ربانی کا امام ایسی بات صرف اس معنی پر کہتا ہے کہ ذات حق نے حکم دیا ہے کہ بندہ اپنے آپ کو گنہگار ہی سمجھے گرچہ اپنی پوری کوشش کے ساتھ اطاعت کرے تا کہ اس کے لئے ہر حال میں اپنے رب کے پورے حق کے اہتمام سے اس کا عاجز ہونا ثابت ہو جائے لیکن اس مقصد پر کہ وہ گناہ کا ارتکاب کرے تو یہ مراد نہیں کیونکہ مامور بہ گناہ نہیں ہوتا۔

روح القدس کا وعظ

فرمایا: میں نے وعظ العقول کی مجلس میں روح القدس کو فرماتے ہوئے سنا: اے الہام کے پستان سے دودھ پینے والی وہ عقلو جن پر اوہام کی دودھ پلائیاں حرام ہیں! جان لو کہ ہم نشینی کی کثرت فطرت میں ہم جنس ہونے کی صورت پیدا کرتی ہے اس لئے اپنے آپ کو طباع کی ہم نشینی سے بچاؤ مگر کسی اچھی ضرورت کے لئے جسے جبلتوں کا ہاتھ مضبوط کر دے۔ تو اگر تم میں سے کوئی اس کی حمایت میں واقع ہو گیا حتیٰ کہ اس میں اس کی قوتوں سے کوئی قوت پیدا ہو گئی تو چاہئے کہ وہ اپنے اخلاص کی سواری پر سوار ہو کر بچ نکلنے کی راہ پر اس کے ساتھ اپنے اختصاص سے دلیل لیتے ہوئے چلے جو کہ طباع کے شہر میں اپنے تابوت کے عرش پر اٹھایا گیا حتیٰ کہ وہ اپنے ناسوت کے شہر میں اس وقت داخل ہوا جبکہ اس کا ملکوت حضرت لاہوت میں مستغرق تھا۔ **ودخل المدينة على حين غفلته من اهلها** (القصص آیت ۱۵) اور اس نے اس کے اردگرد مشعلیں اور پہرے دار پائے تا کہ نور مجرد کے ساتھ ان جاسوسوں کو ظاہر کر دے جو کہ اس کی رعایا میں اس کی شکل میں متشکل ہو کر گھل مل چکے ہیں۔ **فوجد فيها رجلين يقتتلان** (ایضاً) وہاں دو آدمیوں کو باہم لڑتے ہوئے پایا۔ ان میں ایک اس کی طبع غریزی کا کریم ہے جو کہ طبیعت موصل میں ہے جس میں وہ اچھی صفات ہیں جو اس کے اصول کرام کی علامات ہیں۔ اور اس کا گروہ اس کی حقیقت کے مصادر اور اس کی شریعت کے موارد ہیں اور دوسرا شخص اس کے دشمن سے پیدا ہونے والی عادات کی صورت ہے اور رحمٰن کے دشمن کائنات میں سرداری اور بلندی کے عشاق ہیں جو کہ اس کے حواس کی صورت کو پکڑنے والے اور اس کے اور اس کے ہم جنسوں کے درمیان حائل ہیں۔

فاستغاثه الذي من شيعته على الذي من عدوه (ایضاً) پس اس نے جو کہ اس کے گروہ میں سے تھا اس کے خلاف مدد طلب جو کہ دشمنوں میں سے تھا اور اسے اس کی آمد ورفت میں لڑائی نے تھکا دیا تو اس کی اس قوت والے نے مدد کی جو کہ اپنے نفس کا مالک اس کے قدس کے مشاہدے کا امین ہے پس اس نے دشمن کو اپنے قدم صدق سے ٹھوکر ماری اور ان تمام عادات کا کام تمام کر دیا۔ جن کا عمل شیطان کے محاسن انکار کرتے ہیں۔ بیشک وہ کھلا دشمن اور گمراہ کرنے والا ہے۔ پس ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی **والحمدلله رب العالمين. رب انى ظلمت نفسى** (القصص آیت ۱۶) اے میرے رب! میں نے نفس پر ظلم کیا کہ اب تک اس کے احوال کی خبر گیری میں تاخیر کی۔ **فاغفرلى** (ایضاً) پس مجھے بخش دے۔ اپنے حق عظیم کے نور کے صدقے طبیعت کے ظلم کو **فغفرله انه هو الغفور الرحيم** تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا بیشک وہی غفور رحیم ہے۔ **قال رب بما انعمت على** (القصص آیت ۱۷) اے میرے رب مجھے تیرے ان انعامات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائے کہ اپنی قوی امین روح کے ساتھ میری تائید فرمائی۔ **فلن اكون ظهيرا للمجرمين** (ایضاً) میں مجرموں کا ہرگز مددگار نہیں بنوں گا۔

تو جب اس کے حواس پر تکوین کی تاریکیاں روشن ہوگئیں فاصبح فی المدینۃ خائفا (القصص آیت ۱۸) تو جب اس نے شہر میں ڈرتے ہوئے صبح کی، مکروفریب اور طبعی بقایا جات کے شروفساد سے۔ یَتَرقَّبُ (ایضاً) انتظار کرتے ہوئے ان مخفیات کا جو کہ لذتوں کے گوشوں میں ہیں۔ فاذالذی استنصرہ بالامس ۔تو جبھی وہ جس نے کل شام اس سے مدد مانگی تھی عادت کے ساتھ یستصرخہ آج پھر پکار رہا تھا اس شہوت پر جو کہ ارادے کی دشمن ہے۔ تو جب اس نے یقین کی آنکھ کے ساتھ اس دشمن میں گھیرا ڈال لیا تو اسے قوت والے نے کہا انک لغوی مبین (القصص آیت ۱۸) بیشک تو کھلا گمراہ ہے۔ فلما ان اراد ان یبطش (آیت ۱۹) تو جب اس نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا جیسا کہ پہلے کو پکڑا تھا۔ اے کاش وہ اپنا عزم جاری رکھتا اور بھروسہ کرتا اور جس پر متوجہ ہوا تھا وہ کام کر گزرتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ محکم اور مبنی بر عدل ہے۔ اس نے اس سے کہا کہ مجھے شہر میں بقاء نسل اور تمکین کی صورت کے تحفظ کے لئے مقرر کیا گیا ہے کیا تو ارادہ کرتا ہے کہ مجھے قتل کردے اور سب شہر والوں کو ہلاک کردے۔ جیسا کہ تو نے کل شام اس نفس کو قتل کیا تھا جو کہ کمزوروں کی طرف سے حسن سلوک اور نرمی سے پیش آتا تھا۔ ان ترید الا تکون جبارا فی الارض وما ترید ان تکون من المصلحین (ایضاً) تو زمین میں بڑا بننا چاہتا ہے اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔ تو اس وقت قوت والا اس کے قتل سے رک گیا یہاں تک کہ اس کا خون اپنے محل مجمع البحرین تک پہنچ گیا اور اگر اسے اس دن قتل کر دیتا تو دونوں مدتیں پوری کر لیتا ہے اور دونوں صدیاں گزر جاتا اور نعلین سمیت چلتا اور اسے دونوں طرف سے مخاطب کیا جاتا اور وہ آنکھ کو "این" سے فارغ کرنے سے پہلے "الیٰ" کے ساتھ محدود رویت کا سوال نہ کرتا اور اس کی بعثت دو کے درمیان منقسم نہ ہوتی اور مجمع البحرین تک نوجوان کو ساتھ نہ لے جاتا اور دونوں درباروں میں اطلاع کا سوال نہ کرتا اور اسے دو مرتبہ تاکیدی نفی کا لفظ نہ کہتا اور ساتھی کے قتل کے وقت تک درمیان کی جدائی متاخر نہ ہوتی۔ لیکن دو یتیموں کے خزانے کی حفاظت نے اس سب کی تاخیر کا تقاضا کیا اور جب قوی امین نے اس ساتھی کے قتل سے روگردانی کی تو اس کے پاس نور الٰہی پہلے مقام سے آفاق کی شاہراہوں پر دوڑتا ہوا آیا اور اسے کہنے لگا کہ بشری قوتوں کے سردار تیرے متعلق تیری صورت بشریہ پر غلبہ اختیار کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ پس تو تکوین کے شہر سے تمکین کے مدائن کی طرف چلا جا۔ بیشک میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ پس وہ وہاں سے بندھنوں کی کشش سے ڈرتا ہوا اس کی وجہ سے حقائق کے لشکروں کی انتظار کرتا ہوا نکلا۔ اس نے واصلین کے پرندوں کو دیکھ کر سچی نگہبانی کی زبان سے کہا رب نجنی من القوم الظالمین (القصص آیت ۲۱) اے میرے اب مجھے ظلم وستم کرنے والوں سے بچا۔

اور جب وہ مدین کی سمت نکلا تو اس نے اپنے امام کے قبلہ کو منزل دلیل بنالیا اور کہا عسیٰ ربی ان یھدینی سواء السبیل (آیت ۲۲) امید ہے کہ میرا رب سیدھی راہ کی طرف میری رہنمائی فرمائے گا اور وہ سنگلاخ وادیاں عبور کرتا رہا۔ خوف و ہراس میں چلتا رہا۔ گھاٹیوں پر چڑھتا اور وادیوں میں اترتا رہا اور طلب کی سچائی اس پر مشکلات آسان اور ادب کی بہتات اس کے لئے ذوق کی تلخیاں شیریں بناتی رہی یہاں تک کہ وہ شہوات کے مصر کی حدیں عبور کر کے رعایت اور خلوتوں کے مدین تک جا پہنچا اور جب مدین ذوق کے چشمہ پر اترا جبکہ اسے وجد کی حرارت اور شوق کا شعلہ حد سے زیادہ لاحق تھا اس نے وہاں لوگوں کا ایک گروہ دیکھا جو کہ اپنے افہام کو حکمت کے چشموں سے سیراب کر رہا تھا اور ان سے الگ تھلگ فکر وہمت کو تدبیر و رحمت کے ساتھ باہم لپٹے ہوئے

پایا۔ ان دونوں کو ساقی نے اپنی اس رعایا کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا جو کہ اس کی جمعیت کی سمتوں میں چر رہی تھی۔ پس جب اس نے ان دونوں کو دیکھا کہ سماع کے حوضوں کے پاس خاص پیروکاروں کی قوابل کو ان کے خمار کھلنے تک روکے ہوئے ہیں۔ دونوں نے کہا کہ ہم اس رعایا کو غرق کے گھاٹ سے پانی نہیں پلائیں گے یہاں تک کہ اوقات وانفاس کے چرواہے معیت کے گھاٹ کے چشمے سے چلے جائیں اور ہمارا باپ ازل وابد کے مسالک کا شیخ کبیر ہے جس کی شہوت مر چکی ہے اور اس کی قوت پوری ہو چکی ہے تو جب اس نے مرشد سالکین کے اوصاف سنے اور خاص پیروکاروں کے لئے اس کا حسن رعایت دیکھا تو اسے سب سے اونچے مقام تک بلند ہونے کی حسرت ہوئی اور اس نے سب سے قریبی درجے تک راہ پانے کی دوستی تک پہنچنے میں نرمی اختیار کی پس اس نے دونوں کو اپنی ذات کے چشمے سے پانی پلایا حتیٰ کہ پوری طرح سیراب کر دیا۔ اس کے بعد کہ ان دونوں کے لئے جبلت کا پہاڑ بلند کیا گویا کہ وہ ایک سائبان ہے۔ پھر سائے کی طرف لپکا تا کہ سر ربوبیت حاصل کرے تو جب اس پر عبودیت کی خلعتیں اوڑھائی گئیں تو اس نے کہا رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر (القصص آیت ۲۴) اے میرے پروردگار! میں اس خیر و برکت کا محتاج ہوں جو تو میری طرف نازل فرمائے۔ پس اپنے اس نور کی زیارت کے نور کے ساتھ میری مدد فرما جو کہ میری فکر، حیات، قوت اور حیلہ گیری سے برتر مرشد کے اخلاق کے آفاق میں روشنی پھیلانے والا ہے۔

اور وہ ازرہ عبودیت وادب اپنے تمام مواجید سے مبرا ہو گیا اور اس نے صدق اور طلب کے ساتھ اپنی نگاہ کو اپنے نفس سے استاد کی طرف پھیر لیا۔ تو اسی وقت استاد کے قلب کی بصیرت سے ہمت ارشاد اس کے پاس اس کے اعضاء میں حیاء کے ساتھ چلتی ہوئی آئی جیسے کہ یحییٰ کی شہادت میں حکم چلا تو جب اس کی صورت کے حجاب کے صاف شفاف اور باریک ہونے کے بعد ہمت اس کے سامنے آئی تو اس نے اس کے ساتھ اس ساتھی کی صورت دیکھی جو کہ غرق ہونے کے وقت جلن کو برداشت کرنے کے اجر کی ایجاد کے لئے توجہ کرتے ہوئے اسلام لایا جب کہ اس نے دوسرے مرتبے والے کے لئے کہا لو شئت لا تخذت علیہ اجرا (الکھف آیت ۷۷) اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری لے لیتے۔ قال ھذا فراق بینی وبینک (آیت ۷۸) یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے، پس یہ جدائی ہے اس کے درمیان جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عمل کرتا ہے اور اس کے درمیان جو کہ اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ عمل کرتا ہے اور جب اس نے دیکھا کہ طالب اجر نے قوی بصیر سے اپنا حال یہ کہہ کر چھپا لیا ہے کہ میں اس خیر و برکت کا محتاج ہوں جو کہ تو میری طرف نازل فرمائے قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا (القصص آیت ۲۵) کہا میرے والد صاحب تمہیں بلاتے ہیں تا کہ تمہیں ہماری بکریوں کو پانی پلانے کا معاوضہ ادا کریں اور تا کہ تمہارے عمل کو اجر کا وہ مرتبہ دیا جائے جہاں تو نے ہمیں اتارا۔ تو جب وہ اس کے پاس آیا اور اسے واقعات بیان کئے اور اپنی حکمت کے ساتھ واقعات کے تمام مشمولات اٹھا دیئے تو اس کے لئے امان دینے کے علم کے ساتھ یہ اعلان واقع ہوا لا تخف نجوت من القوم الظالمین (القصص آیت ۲۶) ڈرو نہیں۔ تم نے ظالموں سے نجات پائی ہے اس وقت قوت فکر یہ نے کہا یا ابت استاجرہ ان خیر من الستاجرت القوی الامین. اے والد محترم! اسے نوکر رکھ لیں اور بہتر آدمی جسے آپ نوکر رکھیں وہ ہے جو طاقت ور ہو دیانت دار ہو۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو تیرے فہم کا فرش اور تیرے علم کا عرش بنا دوں لیکن اس شرط پر کہ تو میرے پاس پورے آٹھ سال نوکری کرے اور تو خدمت کے ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ تو ایک سال فہم کی وادی میں

تحریف کا قصد کرنے والوں سے کلمات تعریف کی حفاظت کرے۔ اور ایک سال رضا اور تعمیل حکم کے ساتھ میرے احکام کی حرج و اختیار کا قصد کرنے والوں سے نگہبانی کرے۔ ایک سال ذات سریہ کے احکام کا ضروریات بشریہ کی مصروفیات سے دھیان رکھے۔ ایک سال میرے غلبہ کے احکام کی میرے دربار سے بھاگنے کی مشغولیات سے حفاظت کرے۔ ایک سال میرے فیصلہ کن علوم و رسوم کی ان کے مخالف امور گزشتہ کے ساتھ مصروفیات سے حفاظت کرے۔ ایک سال میرے ارادۂ لحظیہ حفظیہ کی اختلاف حظی کی مصروفیات سے نگہداشت کرے۔ ایک سال جدائی اور وصل میں میری محبت کی فتور و غفلت کے مقاصد سے حفاظت کرے۔ میں نے کہا اور آٹھواں سال باقی رہ گیا پس غور کرو۔ اس وقت میری بیٹی سے تیری مراد میری بیٹی کے بطن سے تیری صورت کے ظہور کے وقت تیرے پاس آئے گی اور ایک ایک سال کی حفاظت اس لئے مقرر کی گئی کہ ہر حال کے ساتھ ہر روز تجھ سے سلام قائم ہو پس تجھ سے ہر سلام تیری کمائی کے مطابق جاری ہو اور تو ہر دربار میں ان انعامات کے شکریہ کا اہتمام کرے جو تجھے عطا کئے گئے۔ اگر تو نے اپنی بصیرت میں میری اپنی مصروفیات سے میری ذات کی حفاظت کے ساتھ اور میری اپنی مصروفیات سے میرے تمام ارادوں کی حفاظت کے ساتھ دس سال پورے کئے تو تیرے ہاں سے میری حقیقت تیری طرف آئے گی اور میں تجھے مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا اور جب تو عین کی طرف رحلت کرے پھر تعیین کی طرف لوٹے تو انشا اللہ تو مجھے مجمع البحرین میں صالحین سے پائے گا۔ اس نے کہا کہ یہ میرے اور تیرے درمیان ہے۔ تیری طرف سے امر ہے میری طرف سے قبول اور مجھ پر سیر ہے اور مجھ پر رسائی ہے۔

اور اگر جدائی کا ثبوت نہ ہوتا تو عمل درست نہ ہوتا اور اگر مجمع البحرین میں امتیاز کی صلاحیت نہ ہوتی تو امید پوری نہ ہوتی۔ تو جو نفس میں مخفی مقاصد سمجھتی ہے حالت سکون ہے اور کسی نفس کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرے یہاں تک کہ مر جائے اور اسی لئے آقا مرشد جلیل کے لئے کہا کہ میں دونوں مدتوں میں سے جسے پورا کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ ہمارے قول و قرار پر نگہبان ہے پھر اسے عطاء اور اہل نے کھیتی اور نسل کے احکام کی قوت عطا کی۔

پس جب قوی نے قابل تعریف حرکات حیوانیہ کی صورت میں مدت پوری کی اور وہ اس کے حریم کا مستحق ہوا تو دربار روحانیت سے اترا اور اپنے اہل کے ساتھ صورت انسانیہ سے نظر رحمانیہ کی طرف چلا تو اس نے طور قلب سے آگ محسوس کی جو کہ ذکر اور تقرب کو واجب کرتی ہے اور اگر اس کے ساتھ سوائے جبریل علیہ السلام کے کوئی نہ ہوتا تو نور تنزیل سدرہ کو ڈھانپ لیتا اور جب مقربین سے جدا ہوا تو قاب قوسین کے مقام کے حصول میں کامیاب ہوا اور اس مقام میں اس سے نور اور نار کا حجاب اٹھا لیا گیا اور اس نے کلام سے پہلے سلام کا آغاز کیا اور اسماء اور کنیتوں کی حدود نے اس کے اردگرد گھیرا نہ ڈالا اور وہ انکار کی نفی کے لئے تاکیدی حرف نفی کا محتاج نہ رہا اور نہ ہی تعریف کے اثبات کے لئے انا کی ضرورت رہی اور اس نے عین پر آنکھوں سے کوئی حجاب نہ رکھا اور اسے ایسی مثال نہ بنایا جس کی پردوں میں مثال بیان کی جاتی ہے بلکہ وہ آنکھوں میں ایک جامع الانوار انسان ہو جاتا ہے اور تمام اغیار سے چھپانے کے لئے اسے سلام ہو۔

اور جب اس قرین کی استعداد کے مطابق نور مبین ظاہر ہوا اور قوی امین کے لئے اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ روشن ہوئی جو کہ دلوں تک جا پہنچتی ہے اور وہ سلام کا حلہ پہن کر اس سے امام کے مقام پر اس مقام کی زبان حال سے یہ تلاوت کرتے ہوئے کھڑا ہو گیا تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام (الرحمٰن آیت ۷۸) بہت بابرکت ہے آپ کے عظیم اور صاحب

احسان پروردگار کا نام۔

قوی امین نے اپنے اہل سے کہا کہ ٹھہرو کہ دربار احد کی وسعتوں میں متعدد داخل نہیں ہوتے۔ میں نے حجاب غیر سے ناراحت سیر کے لئے محسوس کی ہے جس کے مقابل صرف نورانی صورتوں والے ہی کر سکتے ہیں۔ میں وہاں سے کوئی خبر یا آگ کا انگارا لاتا ہوں تو جب وہ وہاں آیا جبکہ اس کی نشو ونما کی قوت شعلہ زن تھی اور نباتات سبز صورت میں متشکل ہو چکی تھی۔ تو اس پر اس کی بشریت کے مزاج کی حفاظت میں نصیحت کرنے والی اور تصویر بنانے والی قوت نے تکیہ کیا اور اس کے ساتھ غور وفکر کرنے والی قوت نے اعضاء پر پاک اعمال اور تحریر شدہ علوم جھاڑے۔ اسے وادی کے دائیں کنارے سے بقعہ مبارکہ کے درخت سے نداء دی گئی اور اگر عالم خلقی کی بقاء نہ ہوتی تو اسے مشرقی جانب سے نداء دی جاتی۔ اے قوی امین! بیشک میں ہی اللہ رب العالمین ہوں۔ میں اپنے بندے کی تربیت جیسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میں اپنے مرید کو اختیار کی قید سے نکال دیتا ہوں اور اسے تعمیل حکم کے فرش پر سچائی کے قدم کے ساتھ کھڑا کر دیتا ہوں اور اسے اپنی مراد کے ساتھ تمام حاجات سے فارغ کر دیتا ہوں اور اسے تمام احوال میں اپنے وجود وایجاد کا مشاہدہ کراتا ہوں اور اس کی طرف القاء کرتا ہوں کہ میری قدرت اور قوت کے ساتھ اپنی طاقت وقوت سے منتقل ہو جا اور اپنا عصا ڈال دے تو جب اس نے اسے دیکھا کہ حرکت کر رہا ہے گویا کہ وہ سانپ ہے اور اس نے دوسرے دشمن کی حقیقت کو پہچان لیا تو اپنے نفس کی اپنے جسم کی تدبیر سے پیٹھ پھیر لی اور اس کے دربار قدس میں اپنی حس پر مڑ کر نہ دیکھا۔ تو تدبیر کے گرانے کے وقت اسے مشافتہً نداء دی گئی جیسا کہ اسے مرشد کبیر کے حجاب میں کہا کہ اوپر توجہ کر۔ ڈر نہیں تو امن والوں سے ہے کیونکہ ظالموں سے تیری نجات ثابت ہوگئی اور اس کے گزشتہ دشمن کی صورت پر اسے قابو دے دیا اور کہا اسے پکڑ لے اور ڈر نہیں۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر اور اپنے غیب وشہادت میں میرے ہاتھ کے ساتھ تصرف کر تو تیرے ہاتھ کے میرے ہاتھ کے نور میں مل جانے کے وقت کسی عیب کے بغیر سفید روشن ہو کر نکلے گا اور خوف کی وجہ سے اپنا بازو اپنے سینے کی طرف ملاؤ۔ تو میرا بہتر مرکز توجہ ہے۔ پس یہاں تیری سیر کی جائے قرار اور تیرے پرندے کا آشیانہ ہے اور اطوار عادات کی طرف لوٹ تاکہ اس میں عبادات کی ارواح پھونکی جائیں۔

عرض کی: اے میرے رب! میں نے ان میں سے ایک نفس کو قتل کیا ہے اور میں نے اسے ان کے ساتھ معنوی اور حسی طور پر متعلق ہونے سے جدا کر دیا۔ حتیٰ کہ میں نے اسے لطف وانس کے طور پر تیری روح کے ساتھ زندہ کر دیا۔ پس مجھے خوف ہے کہ اگر تو نے مجھے ان کی طرف لوٹایا تو وہ مجھے اپنی طرف الفت دلا کر قتل کر دیں گے۔ اور میرا بھائی ہارون وہ زبان میں مجھ سے زیادہ فصیح ہے اور تو نے اسے جہان حکمت میں حکمت تدبیر کی ایک عظیم شان بخشی ہے۔ پس اسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج دے کہ میری تصدیق کرے پس وہ بھی میری تصدیق کریں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے اور اگر اسے اللہ تعالیٰ نے اپنا عصا پکڑنے کا حکم نہ دیا ہوتا اس کے بعد کہ اسے اس کا سدرۃ المنتہیٰ بنا دیا تو وہ اپنے ساتھ اپنے بھائی کو بھیجنے کا اور اس کا کہ اس کے ساتھ اس کی کمر اور قوی کو مضبوط کر دے سوال نہ کرتا۔ لیکن جب اسے اللہ تعالیٰ نے واسطوں سے فارغ کرنے کے بعد درجات اسباب کی طرف لوٹا دیا تو اس نے عرض کی: اے میرے رب! مدبر نگہبان کو ان درجات میں میرا مددگار مقرر فرما۔ فرمایا ہم تیرے بھائی کے ساتھ تیرا بازو مضبوط کریں گے اور تیری طرف ہمارے ہاتھ کا تصرف ہی تجھے کافی ہے اور ہم تم دونوں کے لئے اپنی صفات سے غلبہ

اور اپنے دوستوں سے گھر اور وطن مقرر کریں گے اور جب رکاوٹیں تیری طرف راہ پائیں تو ہم انہیں وہیں مسخ کر دیں گے پس وہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گی۔ تم دونوں اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی غالب رہو گے۔

پس اے سامعین! سمجھو اور اتباع کے زیادہ حقدار ہادی کی پیروی کرو تم طبائع کے شیطانوں پر غالب آ جاؤ گے اور جب تمہیں عمل میں توفیق کے ساتھ اور علم میں تحقیق کے ساتھ اجر دیا جائے تو اپنے آپ کو اسے اسباب کی طرف منسوب کرنے سے اور کمائی کے ساتھ اسے حاصل کرنے کے گمان سے بچاؤ ورنہ کشف ساق کے وقت بے خبر رہو گے اور قیامت تک اپنی کمائی کی وجہ سے حجاب میں رہو گے اور ہمیشہ احتیاج کے قدم پر اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہو کیونکہ تمہارا پروردگار جو چاہے پیدا فرماتا ہے اور اختیار فرماتا ہے اور جو اللہ وحدہ کے ساتھ خوش رہے اللہ تعالیٰ اپنے ہاں کی نعمتوں سے اس کی امداد فرماتا ہے اور اسے ایسے راز کا مشاہدہ کراتا ہے کہ اس کی حقیقت تک ادراک کی رسائی نہیں۔ اس کی ذات کے سوا ہر شے فانی ہے۔ اسی کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اس کے محمدی دن کے لئے سب جہان دوڑتے آئیں گے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وشرفہم وکرم۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایسی گفتگو میں نے اولیاء اللہ میں سے کسی کی کلام میں کبھی نہیں سنی اور یہ اس استاد محترم رضی اللہ عنہ کے حال کی بلندی پر دلیل ہے۔

دیگر ملفوظات

آپ نے فرمایا: اگر تو احساس کی حرکت میں محبت کی دیا سلائی روشن کر لے تو تو اپنے دربار قدس میں اپنی نشست گاہ دیکھ لے اور تو اپنے مٹنے کے سورج کے مطلع کی حقیقت کو ثابت کر لے جب تو اس کی شعاعوں سے اپنے نفس کی تاریکیوں کے پردوں کو پھاڑ لے پس کشائش کے ساتھ تیری بصیرت کی مشکلات انقباض کے بعد کھل جائیں اور تیری روح تیرے قلب کے خوش خبری سنانے والے کو سریرہ کی زبان میں ندا دے کہ **قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ** (یوسف آیت ۲۸) فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ بصیرت پر ہوں۔ آج تو کائنات کی رعنائیوں کی تاریکیوں نے شمس عرفان کے مشاہدہ سے تیری نگاہ کو روک رکھا ہے تو اگر تو جھوٹے خیال کا بندہ ہو کر صبح کرے اور وہم غالب سے مغلوب ہو کر شام کرے تو تجھ پر حقائق کی خبریں چھپی رہیں گی اور تو مشغولیات کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے گر جائے گا حالانکہ تجھے محبوب غیور کی زبان نے ندا دی ہے۔ اے مغرور! تو نے پسند کیا پس تو حیرت میں پڑ گیا اور تجھے تیرے وہم نے انتہائی تاریکی کے ساتھ ڈھانپ دیا ہے۔ **ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور** (النور آیت ۴۰) اور جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے اس کے لئے کوئی نور نہیں۔

اور اگر تو معارف کے افق سے شمس ازل کے سامنے آتا اور موانع اور علل کے زنگ سے تیری فطرت کا شیشہ صیقل ہو چکا ہوتا تو تجھ سے لطائف کی شعاعیں ظاہر ہوتیں اور ان کے مقابل آنے والی کثافتیں پگھل جاتیں۔ حضرت ابو یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسے سمندر میں غوطہ زن ہوں کہ انبیاء علیہم السلام اس کے ساحل پر کھڑے ہیں۔ آپ نے اس کے متعلق فرمایا کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بحر تکلیف عبور کر کے سلامتی کے ساحل تک پہنچ چکے ہیں۔ اس کے ساحل پر کھڑے اس کا استقبال کرتے ہیں جو سلامتی سے مشرف ہوتا ہے اور انہیں یہی حکم ہے اور اسی کے لئے بھیجے گئے ہیں' کیونکہ کشتی اس روز ٹوٹ گئی جس دن

حضرت آدم علیہ السلام نے شجرۂ ممنوعہ سے کھایا۔

فرمایا: امامت کی روح کا امین بلند مرتبہ خزانوں کا مجمع ہے تو جس میں یہ روح پھونکی گئی تو اس سے امور خلق ایک مقرر انداز ے کے مطابق نازل ہوتے ہیں۔ تو امر میں اس سے جھگڑنا جائز نہیں۔

اخلاق کے اچھے اور برے ہونے کا معیار

فرمایا: خلق کے اخلاق ان کی ذاتی فطرت میں صفاتی مقاصد ہیں' جو انہیں خواہش کے غلبے کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ قبیح ہو جاتے ہیں اور جو انہیں امر ہدایت کے ساتھ قائم کرتا ہے تو درست قرار پاتے ہیں۔ دھوکہ دہی کو دیکھو کہ کلمۂ حق کی سربلندی کے لیے کسی طرح درست قرار پاتی ہے۔ اسی طرح مخلوق کے درمیان صلح کرانے کے لیے اور علاوہ ازیں دیگر مقاصد کے لے جھوٹ بولنا جس کی شرعاً اجازت دی گئی ہے' اور جب صرف طبعی پسندیدگی کی وجہ سے استعمال کیا جائے تو شرعاً مکروہ ہے' اور یہ ہدایت کے بغیر خواہش کی اتباع قرار پائے گا۔ ومن اضل ممن اتبع هواه بغیر هدی من الله (القصص آیت ۵۰) اور اس شخص سے بڑا گمراہ کون ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی راہنمائی کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔

مقام عارف سے ناواقف کی منفی سوچ

فرمایا: کئی مرتبہ وہ شخص جو ہم سے ناواقف ہے گمان کرتا ہے کہ ہم بندوں کی خبریں صرف استفادہ کے لیے لیتے ہیں جبکہ اس سے یہ حقیقت غائب رہتی ہے کہ عارف کا تو معمول ہے کہ اپنے غیر کو عطا کرے۔ اسے نوازے اور فائدہ پہنچائے۔ اور کبھی بلند مقام پر بیٹھنے والوں کو خطاب کرتا ہے تا کہ ایسی مقول کو سنائے جو کہ اپنے اجسام کے پنجروں سے اپنی راحت کے اختصاص کے باغات کی طرف بھوکی پیاسی وارفتہ اور مسرت زدہ پرواز کر گئیں۔ انہوں نے اپنی خواہش کی سچائی کی قسم کھائی۔ ان کی ذلت عزت ہے۔ ان کی آرزو ہے کہ صرف اس کے مشافۂ خطاب کے چشمہ سے سیراب ہوں اور اسے روبرو دیکھے بغیر اعتبار نہیں کرتیں۔ تو جب وہ اپنے مولیٰ کے دربار تک پہنچتی ہیں اور اس کے حضور اپنے عوارض کا شکوہ کرتی ہیں تو وہ ان کے شکوے دور فرما دیتا ہے' اور ان پر مہربانی فرما کر انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔ فرمایا: عارف اپنے معروف کا عین ہے جبکہ محقق اس کی حقیقت جس کی تحقیق کرے اور کمال و تکمیل کے شہود کے اندازے کے مطابق شاہد کی اپنے مشہود کے لئے محبت ہوتی ہے اور محبت کے اندازے ہر محب کا اپنے محبوب کے ساتھ تحقق ہوتا ہے اور تحقیق کے اندازے ہر متحقق کا عین اور اثر کے اعتبار سے اس کے حکم کے ساتھ جس کے ساتھ متحقق ہوا ظہور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

فرمایا: مجھے فرمایا گیا سنو! تمام موجودات میری موجودات ہیں۔ تو جو چاہے تو میرا نام رکھ اور جو ارادہ کرے میری وصف بیان کر۔ اور تو جس کا نام رکھے یا اس کی وصف بیان کرے تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ تو نے میرا نام رکھا اور میری وصف بیان کی باوجود یکہ میں اپنی ذات کے ساتھ تیری پوری ذات سے مبرا ہوں' اور اس میں میری قیومیت میری معاون ہے۔ سن! جو بندہ بھی اپنے رب کو پکارتا ہے میں ہی پکارنے والا ہوں' اور جو بندہ اپنے بھائی کا محل دیکھتا ہے جس طرح کہ سہیل کو اس کی جنت میں دیکھا جاتا ہے تو جو نظر آتا ہے وہ میرا ہی محل ہے' اور ملائکہ جو کہ عرش کو گھیرے ہوئے ہیں وہ میرا ہی عرش ہے۔ اور میں جو بھی کلام الٰہی کہتا ہوں

اللہ تعالیٰ ہی اس کا متکلم ہے۔ اور جو امر لاتا ہوں اللہ تعالیٰ ہی اسے لانے والا ہے۔ اس نے اسے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا اور ملائکہ گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔

فرمایا: میرا یہ بولنا محققین کے بولنے کے لیے ایسا ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے بولنے کے لیے نطق محمدی ہے۔ پس یہ ان کا حق الیقین اور ان کا نور مبین ہے۔ فرمایا: جسے محبوب کشش کرے تو کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جسے غیب کا داعی بلائے تو قلوب پر صدر دروازے نہیں ہیں۔ فرمایا! جو مطلوب سے مشغول ہوا وہ گنہگار ہے۔ افسوس محجوب پر۔ غم واندوہ کب کھلیں گے؟ جبکہ نفس گناہوں میں غرق ہونے والا ہے۔ کہاں ہے وہ جو اس رب کریم کا قصد اور اس کی طرف رجوع کرے جو کہ اس بندے پر راضی ہوتا ہے جو کہ توبہ کرتا ہے۔ محبوب کب تجھ سے خوش ہوگا؟ میں تیرے لیے اس کی طرف سے مرغوب سے بالاتر ہوں۔ فرمایا! رب وہ موجود ہے جو کہ ہر مکان میں اس کے مطابق اصلاح فرمانے والا ہے۔ پس اللہ کے سوا کوئی رب نہیں۔

آپ اپنے بیٹوں کو جب ان میں سے کوئی اپنے بھائی کو خط لکھتا اشارہ فرماتے کہ ہمیشہ خط کے آغاز میں یہ لکھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی اٰلہ وصحبہ وسلم یا مولای یا واحد' یا مولای یا دائم یا علی یا حکیم۔ اللہ کے بندے' فلاں کے بیٹے کی طرف سے اس کے بھائی' فلاں کے بیٹے کی طرف' اللہ تعالیٰ اسے اس کے ساتھ فیضیاب کرے جس کا اس پر احسان فرمایا اور اسے وہاں تک پہنچائے جس کی طرف اسے متوجہ کیا۔ اما بعد فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو وھو ھو بما ھو سیدی و ربی وھو مولایی وحسبی لیس الاھو وصلی اللہ بذاتہ وسلم باسمائہ و بارک بصفاتہ علی احمد و محمد احاطۃ تنزلاتہ وحیطۃ تجلیاتہ وعلی الہ وصحبہ ومحبیہ عیون تعیناتہ ومثل تمثلاتہ بمحامدہ وسبحاتہ وکل من عنداللہ والی اللہ ترجع الامور.

فرمایا: کچھ نفوس منقولات کو زیادہ قبول کرنے والے ہیں۔ ان کے ان سے منتقل ہونے سے بے خوف نہ ہو جس حالت پر کہ یہ تیرے ساتھ تھے' کیونکہ یہ طبعاً انتقال پسند ہیں' اور کچھ نفوس معقولات کی طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں ان سے تجھے اطلاق کی امید نہ ہو گرچہ کوشش کے ساتھ اس کی طرف ان کا مائل ہونا تیرے لیے ظاہر ہو کیونکہ وہ دراصل معقول ہیں اور تو اپنے لیے وہ پسند کر جسے اللہ تعالیٰ نے ماسوا سے پھیر دیا ہو اور پاک کیا ہو۔ پس اسی کی عبادت ہے اور وہی ہر شے کو جاننے والا ہے۔

حدیث شریف میں ہے من جاء منکم یوم الجمعۃ فلیغتسل یعنی تم میں سے جو بھی جمعہ کے دن آئے تو غسل کرے۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا! جسم کا غسل پانی کے ساتھ' جسمانی قوتوں کا غسل تعمیل حکم اور اس پر عمل کرنے میں جلدی کرنے کے ساتھ' نفس کا غسل توبہ کے ساتھ' ہمت کا غسل اخلاص کے ساتھ اور قلب کا غسل توحید کے ساتھ ہے۔

مریدین کے لیے وصیت

آپ اپنے مریدین سے فرماتے ہیں کہ میں تمہیں محبوب کے حکم کے مطابق اس کی توحید اور اس کے ذکر کو لازم کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا جلیس ہے جو اس کا ذکر کرتا ہے اور بادشاہ کا ہم مجلس کبھی بھی کامیابی سے محروم نہیں رہتا۔ اپنے محبوب کا ذکر لازم کرو۔ پس اس کے ذکر سامنے جو بھی مشکل آئے آسان کر دیتا ہے' اور جو طلب بھی اس کے قریب ہو پوری کر دیتا

ہے۔ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین۔(البقرۃ آیت ۲۳۸) نمازوں کی نگہبانی کرو اور درمیان کی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور قیام کرو اطاعت کرتے ہوئے۔ اور جان لو کہ عشاء اور صبح کے وظیفہ کو سفر و حضر میں ترک کرنے کی کوئی رخصت نہیں' یہ تو اللہ تعالیٰ کی اپنے بچوں پر خیرات ہے۔ حضرت رحمٰن کی طرف سے پناہ کے ساتھ احسان کے حلے پہنو۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی کرو اور ایک دوسرے کو رسوا نہ کرو۔ ایک دوسرے پر سخاوت کرو اور بخل نہ کرو۔ آسانی کرو اور تنگی نہ کرو۔ خوش خبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔ حضرت رحمان کے رحم کرنے والے بندے بنو اور حکماء ربانیین بنو۔

طاعت کی حقیقت اور مراقبہ

فرمایا: جس نے ہمارے حکم کو سن کر قبول کیا اسے اطاعت کی حقیقت کا ذائقہ مل گیا اور جس نے حقیقت اطاعت کا ذائقہ پالیا ایک گھڑی میں واصل ہوا۔ فرمایا! مراقبہ اپنے سب کچھ کے ساتھ تیرا اپنے محبوب کے چہرے کی طرف پھر جانا ہے۔ اور بندے کی طرف سے توجہ اس کے دل کے شیشے کا صفائی کے ساتھ مستعد ہونا ہے تاکہ اس میں اس کا محبوب ظاہر ہو اور استعداد تمام مراد سے خالی ہونے کا نام ہے۔ تاکہ تیرا رب جو چاہے کرے تو یہ مقام استعداد ہے۔

فرمایا: موجودات کے نور کا ثمر ہر مقام میں اس کے مطابق ہوتا ہے۔ پس تمام حقائق کو جمع کرنا ایک ہے گرچہ متعدد ہو۔ پس وہ واحد سے احد ہے کیونکہ واحد مظاہر کے ساتھ متعدد ہوتا ہے جبکہ احد متعدد نہیں ہوتا' کیونکہ وہ واحد کا خلاصہ ہے۔ پس تمام کل کی جمع واحد سے ہے اگر واحد اعداد کا افتتاح ہے تو وہ اس کا اختتام بھی ہے۔ پس وہ عین دلیل ہے کیونکہ احد مفرد ہے جبکہ واحد کل کا جامع ہے پس وہ مفرد جامع ہو جاتا ہے پس کل ظاہر کے ساتھ اسی سے اور اسی کی طرف ہے اور اس پر ان کا یہ قول دلیل ہے **ھو الواحد الاحد** ۔ تو جب واحد متعدد ہو جائے تو یہ کمال دائرہ کے لیے تنزل ہے اور جب کامل ہو جائے تو حقیقت واحد یہ تمام دوائر کے لیے احدیہ ہو جاتی ہے۔ پس یہی خلاصۃ الحقائق ہے' تو جس نے اللہ کی تصدیق کی اللہ تعالیٰ اسے واحد بنا دیتا ہے اور وہ اللہ کے لیے واحد عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

فرمایا: اعمال کے بدلے صرف انہیں صورتوں کی خرید و فروخت کی جائے جنہیں حال میں یا مآل میں سوق خیال میں عقول نظریہ اچھا سمجھیں۔ رہے حقائق تو ہر امر اوہام نفوس کے مخفی ہونے کی وجہ چھپا ہوا ہے۔ تو جو نفوس اور ان کے جہان سے مبرا ہوا اور تحقیق نے اسے ان کے ستانے والے اور موافقت کرنے والے وہم کی قید سے نکال باہر کیا تو اس کے لیے اس کا محبوب ظاہر ہو جاتا ہے' اور اس کی آنکھوں میں اس کے غیب روشن ہو جاتے ہیں' اور اس کا طالب اور مطلوب متحد ہو جاتے ہیں اور اس کا محب اور محبوب ایک ہو جاتے ہیں اور اس کے مرغوب مرہوب کا جمع مستحق ہو جاتا ہے اور اس کے ماوراء کے متعلق تو مت پوچھ کہ وہاں کیا ہے؟

نور کیا ہے؟

فرمایا: نور ایک جسم لطیف بسیط ہے اور روشنی معنی ہے جو کہ اس کے ساتھ قائم ہے جیسے روح جسم کے ساتھ یا زندگی روح کے ساتھ قائم ہے۔ کیا تو نے قمر کو نہیں دیکھا جو کہ روشنی دینے والا نور ہے اس سے سورج حجاب میں ہے جو کہ روشنی ہے۔ اس کا حال کیسا ہوتا ہے باوجود یکہ وہ نور دیکھا جاتا ہے لیکن ضیاء کے بغیر۔ پس یہ اس کی موت یا اس کی نیند ہے۔ اسی طرح سورج کا حال تمام

ستاروں کے ساتھ ان کی چمک دمک کے ساتھ ہے۔ رہا قمر تو اس کی حقیقت اس کے لیے متمثل ہو جاتی ہے اور وہ امتیاز حاصل کر لیتا ہے' اور جب عالم کون و مکان میں روح محیط کا سوائے آدم کے کوئی مظہر نہیں تو وہ فلک قمر میں نازل ہوا تا کہ اس کا حال معلوم کرے جو کہ اس صورت میں ہوگا کہ یہ روح اس میں متجلی ہوگی اور اس سے حجاب میں ہوگی۔

نفس مذمومہ کی روحِ حیات

فرمایا: نفس مذمومہ کی روح حیات نفس شہوانیہ ہے جو کہ روح حیوانی کا مظہر ہے اور اسی کی وجہ سے حجاب کثیف باصلاحیت جسم کے طور پر واقع ہوتا ہے۔ تو جب نفس مذمومہ جو کہ دنیا ہے زائل ہوتا ہے تو شہوت میں حکم آخرت ظاہر ہوتا ہے بخلاف اس کے جو ازالہ کے ساتھ مل جائے اور اسی لیے اسم ''اللہ'' کے ساتھ ذکر خوشگوار ہوتا ہے۔ فرمایا! عارف کو حق نہیں کہ گمان کرے کہ وہ ضلالت کے معنی کے ساتھ مفتون ہے۔ **وظن داؤد انما فتناه فاستغفر ربه وخر راكعا واناب فغفرناله ذالک** (ص آیت ۲۴) اور داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے اسے آزمایا ہے سو وہ اپنے رب سے معافی مانگنے لگا اور رکوع میں گر گیا اور دل و جان سے اس کی طرف متوجہ ہوا' اور یہ کیوں نہ ہو کہ وہ اپنے معروف کا عین ہے۔

فرمایا: تو پسند نہیں کرتا کہ تیرے اور تیرے کپڑے کے درمیان مکھی' چیونٹی' مچھر اور جوں داخل ہو اور جہاں تک تجھ سے ہو سکے اسے دور کرتا ہے۔ اور اگر دور نہ ہو تو اس کپڑے کو پہنے رکھنے کی بجائے اس سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے۔ تو تو یہ کیونکر پسند کرتا ہے۔ کہ غیر تیرے اور تیری حقیقت کے درمیان داخل ہو جائے۔ پس سمجھ! کیونکہ ہر وہ شخص جسے تیرے غیر کے ساتھ تعلق ہے تیرا غیر ہے گرچہ تو اسے اپنا آپ گمان کرے۔ فرمایا! اگر تو نے اپنے استاد محقق کو پالیا تو اپنی حقیقت کو پالیا اور جب تو نے اپنی حقیقت کو پالیا تو اللہ تعالیٰ کو پالیا تو پوری مراد صرف اسی استاد کے پانے میں ہے۔ اسے سمجھ۔ فرمایا! مرید صادق اپنی تجرید کے بعد اپنے استاد کا عین ہے۔ فرمایا! سیادت کا مرتبہ شرکت قبول کرتا ہے نہ اس کا احتمال رکھتا ہے۔ پس یہ اسے اپنے سے اس غیرت کی وجہ سے دور رکھتی ہے کہ جسے وہ غیرت مل گئی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح کر چھوڑتی ہے۔

فرمایا: تجھے حق کا مظہر اپنے اوپر دلالت نہیں کرتا حتیٰ کہ تیرے نزدیک حق کے لیے اس کے سوا کوئی عین نہ ہو اور اس مقصد کے لیے کون تیرا حمایتی ہوگا۔ جب تک کہ تو اس کا غیر ہے؟ تو جب تجھے قید مغایرت سے رہائی عطا کر دے تو تجھے اپنا آپ نور کے ساتھ دکھا دیتا ہے۔ تو تجھے عین الیقین حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کے سوا اس کے لیے کوئی عین نہیں۔ پس اس وقت وہ تجھے علی وجہ البصیرت حق کی طرف بلاتا ہے جبکہ تجھے فرماتا ہے **انا ربک** (طٰہٰ آیت ۱۲) میں تیرا پروردگار ہوں۔ **یا من رآنی فقدرای الحق ومن لافلا**۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے بے شک حق کو دیکھا جس نے مجھے نہیں دیکھا اس نے حق نہیں دیکھا۔ سمجھ لے۔

فرمایا: جب تک تو اپنے نفس کے لیے عین دیکھتا رہے گا جو تجھے اس کی طرف راہنمائی کرتا ہے تو تو غائبانہ ایمان لانے والوں میں سے ہے۔ فرمایا! تو اس صورت پر ہے جس پر تو اپنے استاد کا مشاہدہ کرتا ہے پس جو چاہے مشاہدہ کر اور غور کر تو کیا دیکھتا ہے اگر اسے خلق دیکھتا ہے تو تو خلق ہے اور اگر حق دیکھتا ہے تو تو حق ہے۔ فرمایا! فرقان نور ہے اور جمع ظلمت ہے تو وحدت کیسی ہوگی رات کے مرد ہی مرد ہیں جہاں ازار نہ سربال۔ **سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا** (بنی اسرائیل آیت ۱) پاک ہے وہ جس

اپنے بندۂ خاص کو رات کے قلیل حصہ میں سیر کرائی۔ یعنی تا کہ اسے فرقان کے بغیر دیکھیں۔ **ما کذب الفواد ما رای** (النجم آیت ۱۱) جو دیکھا اسے دل نے نہیں جھٹلایا۔

عید کی عزت

فرمایا: عید کی عزت یہ ہے کہ اس کا مولا اس سے خدمت طلب کرے کیونکہ جس کپڑے کو اس کا مالک نہیں پہنتا اس کا نفس پہنتا ہے۔ پس اسے میل کچیل کاٹ دیتی ہے اور دھونا اسے چیتھڑوں میں بدل دیتا ہے۔ اسی لیے اس کا مالک اسے پاک کرنے سے روگردانی کرتا ہے۔ پس اپنے رب کے لیے اپنے نفس کو خادم بنا دے پس یہی تیری عزت ہے۔ اور اس سے پرہیز کر کہ تو اپنے نفس کی خدمت کرے۔ اس میں تیری ہلاکت ہے۔ فرمایا! جیسے ہی تو نے اپنے استاد کو پا لیا تجھے تیری مراد مل گئی۔ پس اللہ تعالیٰ تیرے دل کی مدد فرمائے۔ پس سمجھ لے۔

فرمایا: یہ تو تیری موجودات ہیں جن کے ساتھ تو ہر مقام میں اس کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔ پس بلند تیرا بلند ہے اور ذلیل تیرا ذلیل ہے۔ فرمایا! جو کسی موجود پر ثناء کا احاطہ کر لے اس کا علم کے ساتھ احاطہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا! جہاں مماثلت اور مقابلہ ہو پس مغایرت حاصل ہے۔ پس اسے سمجھ۔ فرمایا! جس نے کسی آیت کے ساتھ کفر کیا اس کا جسم اس کے لیے اس سے سب سے کثیف حجاب ہے۔ پس مجھے بتا وہ اسے کب دیکھے گا' جبکہ وہ کافر ہے۔ پس کیا ہی اہل ایمان کی سعادت ہے اور جو ان سے اوپر ہیں ان کا کیا کہنا؟ **وفوق کل ذی علم علیم** (یوسف آیت) اور ہر صاحب علم سے برتر دوسرا صاحب علم ہوتا ہے۔

فرمایا! ہر صاحب زبان ہی اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی آیۂ کبریٰ ہے۔ پس اس کا وجود بہت بڑی آیت ہے۔ جس کے ساتھ اس کا وجود وہاں ظاہر ہوا ہے۔ پس اسے سمجھ۔ فرمایا! عالم نے جانا جاہل ناواقف رہا۔ عارف نے پہچانا۔ منکر نے انکار کیا۔ **قل کل یعمل علی شاکلته** (بنی اسرائیل آیت ۸۴) فرما دیجئے ہر شخص اپنی فطرت کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

فرمایا: اے نفس! جب تک تو صاحب وقت کے ہاتھ میں مملوک رہے گا وہ مقربین کی محفل میں داخل کر دے گا اور جب اس نے تجھے اپنے ہاتھ سے اپنی خدمت کے بغیر پھینک دیا تو تیرا انس وحشت میں اور جمعیت تفریق میں بدل جائے گی۔ تو جب اس نے تجھ پر توجہ کی اور تو اس کے ہاتھ میں لوٹ آیا تو تو اپنی پہلی عادت پر لوٹ آئے گا۔ اسے سمجھ۔ فرمایا! انکار سے پہلو تہی کر۔ تو جس کے کان ایسے حق سے معمور ہوں جس کا اس کا دل منکر ہے تو اس کے کانوں میں پگھلایا ہوا تانبا ڈالا جائے گا۔

فرمایا: حکیم ہر مرتبہ کا مطالبہ اسی کی زبان کے ساتھ کرتا ہے اور اس کے ساتھ معاملہ اسی کے ماپ تول کے ساتھ کرتا ہے **وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم فیضل الله من یشاء ویهدی من یشاء وهو العزیز الحکیم** (ابراہیم آیت ۴) اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا کہ ان کے لیے واضح طور پر بیان کرے۔ پس اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ اور وہی غالب اور دانا ہے۔ فرمایا! اگر تو اپنے ہم مجلس کے رنگ میں پختہ ہے اور وہ اپنے قلب سے اس کی تصدیق کرتا ہے جو تو اس کے پاس لے کر آیا ہے تو تو جہان کے لیے رحمت ہے۔ اللہ کا رنگ ہے۔ **ومن احسن من الله صبغته** (البقرۃ آیت ۱۳۸) اور اللہ کے رنگ سے کون اچھا ہے؟

فرمایا: کئی دفعہ نفس کسی غرض کے لیے اس کا حقیقت کا انکار کر دیتا ہے جسے مرض سے پاک قلب نے پہچان لیا تھا تو وہ اس نفس کے ساتھ مل کر عارضی طور پر اس کا انکار کر دیتا ہے۔ اور اگر نفس نے کسی دن اسے اس سے پھیر دیا تو وہ اس کے ساتھ ایک دن اس کی طرف ضرور بدل جائے گا۔ قلب کو اس کے بدلنے کی وجہ سے ہی یہ نام دیا گیا ہے۔

سالک اور ھالک کا کیا تعلق؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے: واذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنھم حتّٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظالمین (الانعام آیت ۶۸) اور اے سننے والے! جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں باطل گفتگو کے ساتھ پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے حتیٰ کہ کسی اور بات میں پڑیں۔ اور جو کہیں شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ اس کے بارے میں آپ نے فرمایا! اس آیت میں دلیل ہے سالکین کو اس سے منع کیا جائے کہ وہ جمہور کی اپنی طرف سے اس مسئلہ میں مدد کریں جس کا ادراک ان پر مشکل ہو۔ سالک اور ھالک کا کیا تعلق۔ فرمایا! جب بھی تو نے اس کا مشاہدہ کیا وہ تیرے پاس، تجھ سے اور تیری طرف ہے۔ اسے سمجھ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (التین آیت ۴) بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا فرمایا۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا یہ ثم رددناہ اسفل سافلین (آیت ۵) پھر ہم نے اسے پست ترین حالت کی طرف لوٹا دیا۔ کے اشارہ کے ساتھ اعلی علیین ہے۔ اور فرمایا کہ جہاں بھی کشف سوء یا عذاب، ضر یا غطاء آیا ہے اس سے مراد حجاب ہے کیونکہ کشف صرف حجاب کا ہی ہوتا ہے۔ اور حجاب ہی بلاشک ہر مقام میں اس کے مطابق لقاء حقیقی سے مانع ہوتا ہے۔

فرمایا: جس نے تجھ پر ظلم کیا اس کے لیے بددعا کرنے سے پرہیز کر کیونکہ پھر تو تو اپنے لیے ہی بددعا کرتا ہے۔ ان احسنتم احسنتم لا نفسکم وان اساتم فلھا (بنی اسرائیل آیت ۷) اگر تم اچھے کام کرتے ہو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر برائی کرو گے تو اس کی سزا بھی تمہیں ملے گی۔ ان لکم لما تحکمون (القلم آیت ۳۹) تمہیں وہی ملے گا جو تم حکم کرو گے۔ تو جس نے ظلم کی گواہی دی تو وہ تو اسی سے ہے اسی کی طرف ہے۔ الا لہ الخلق والامر (الاعراف آیت ۵۴) سن لو! اسی کے لیے خاص ہے پیدا کرنا اور حکم دینا۔ ظلم کہاں ہے؟ فرمایا! قدرت کا دعویٰ کرنے سے پرہیز کر جبکہ تو مرتبۂ اضطرار کے بندھنوں میں ہے اور استغناء کے دعوے سے بچ جبکہ تو احتیاج کے قید و بند کے مقام پر ہے اور ہر مقام میں اس کی فطرت کے مطابق عمل کر، کیونکہ جہالت کے ساتھ زور باندھنا تیرے جیسے کے لائق نہیں ہے۔ اور تیری شان احسن تقویم ہے۔

فرمایا: اور جو ہر چیز کو محیط ہے کسی شے میں اس کی گنجائش نہیں۔ یہ اس حال میں ہے کہ اس کے ساتھ کوئی شے ہو، تو اس کا کیا مقام جو کہ کل شے ہے اور اس کا غیر کوئی شے نہیں، اور تجھے یہ کافی ہے۔ پس اپنے آپ کو اپنی کوشش میں پابند رکھ یا تجرید ثابت کر پس یہ سب سے بڑی آفت ہے۔ پس سمجھ لے۔ فرمایا! عبد اپنے مولا کے لیے ہے پس جسے چاہو پوجو۔ فرمایا! ہر مرتبہ میں حق کی عبادت صرف اسی نے کی جس نے اس مرتبہ کو چاہا۔ سوائے حقیقت مبینہ کے مرتبہ کے کہ حق کی عبادت وہی کرتا ہے جو حق کو چاہے۔ اسی لیے حق سبحانہ نے محمدی زبان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ فرمایا۔ قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی فاعبدوا ما شئتم

من دونه (الزمہ آیت ۱۴، ۱۵) فرما دیجئے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ یعنی رہی خدا تعالیٰ کی عبادت تو صرف اس کی مشیت کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ وما کان لنفس ان تؤمن (ای) الا باذن اللہ (یونس آیت ۱۰۰) کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو کہ (مجھ پر) اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لا سکے۔

دوست کی پہچان لازم کرو

فرمایا: تیری جیل تیری بشری قیوڈ ہیں اور تیرا دوست وہ ہے جو کہ تجھے ان سے چھڑانے کی طاقت رکھتا ہو۔ پس اس سے ناواقف نہ رہ کہ تو اسے دوست گمان کرے جو کہ انہیں پختگی اور ہمیشگی عطا کرنے والا ہو پس تو طلب کرے کہ تجھ پر تیری دنیا اور تیری خواہش کے امور کو وسیع کر دے اور تجھ سے اس چیز کو روکے جو تجھے تیری دنیا سے دور کرے کیونکہ یہ تو اس کے برعکس ہے جس کا اسے پہچاننے والا اس سے ارادہ کھتا ہے۔ پس سمجھ لے۔ فرمایا: انہیں ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ صرف وہی پہچانتا ہے جو کہ ان کے حقائق کے ساتھ متحقق ہے اور انہیں ان کی علامت کے ساتھ صرف وہی پہچانتا ہے جس نے ان کے اخلاق اپنائے۔

فرمایا: قلوب عالم الغیوب کی محبت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ اسی لئے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں جو ان پر ان چیزوں کو منکشف کر دے جنہیں ان کے جسموں نے چھپا رکھا ہے اور انہیں وسوسوں، اوہام، اعراض اور اجرام سے بچائے کیونکہ ان کے نزدیک یہ عظیم غیب ہے کیونکہ اس کے ادراک سے یہ عاجز ہیں جبکہ دوسروں نے اس سے محبت کی جو کہ ان کے امور دنیا میں دقت نظر کے ساتھ انکشاف کرتا ہے۔ بعض نے اس سے محبت کی جو کہ ان کے لئے معارف و حقائق حق کا انکشاف کرتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی غیب نہیں ہے۔

شے کی عزت اصل مقام میں نہیں بلکہ غربت میں پہچانی جاتی ہے

فرمایا: شَیٔ کی قیمت اس کے اصلی مرتبہ میں نہیں پہچانی جاتی۔ اس کی عزت تو اس کی غربت کے وقت ظاہر ہوتی ہے اور اس کا ہر جوہر اور نفیس چیز میں اعتبار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح عارف محقق وہ اپنے معروف کا عین ہے اور اس کا معروف اس کی حقیقت ہے اور جہاں بھی وہ اپنی اس حقیقت کے حکم کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اسے اس کی تنزیہہ اس حیثیت سے کہ وہ حق ہے اس سے محجوب کر دیتی ہے جس کے ساتھ اس حیثیت کے ساتھ متعین ہے کہ وہ خلق ہے۔ پس اسے حقیر قرار دے کر اس کی انا الحق کا قول رد کر دیا جاتا ہے۔ پس جب وہ مرتبہ عبودیت اور احکام خلق کی طرف غربت اختیار کرتا ہے تو اسے اس کے خزانے میں پہچانا جاتا ہے اور وہ اپنی تعظیم و عزت کے حکم کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔

فرمایا: ناطق استاد تجھے ایسے کام کا حکم نہیں دیتا جو خود کرتا ہے اور تجھ پر اس کا کرنا مشکل ہو مگر اس لئے کہ تو نے اسے کامل طور پر قبول نہیں کیا اور تیری استعداد ناقص ہے۔ فرمایا: جب حق تعالیٰ اپنے بندے پر توجہ فرمائے تو اسے ہر ایسی حرکت سے موت دے دیتا ہے جس میں اسے یا مخلوق میں کسی کو کوئی نفع نہ ہو اور میرے لئے ایسا واقعہ گزرا ہے پس میں فعل خیر یا قول خیر کے حال کے سوا قوت نہیں پاتا اور اس کے علاوہ میں ایک لیموں نچوڑنے سے بھی عاجز ہوں۔ پس میں زندہ کی شکل میں مردہ ہوں۔

فرمایا: یہ طلب نہ کر کہ تیرا کوئی حاسد نہ ہو اور نہ یہ کہ کوئی حاسد تجھ سے حسد نہ کرے کیونکہ وجودی حکم نعمتوں کے مقابلہ میں حسد

کا تقاضا کرتا ہے تو جس نے طلب کیا کہ اس کا کوئی حاسد نہ ہو تو اس نے یہ طلب کیا کہ اس کے لئے کوئی نعمت نہ ہو اور جس نے حاسد کے شر سے بچنے کی طلب کی جس کا حسد متحقق ہے تو اس نے اس پر ایسی نعمت کے ظہور کی طلب کی جس میں' تشویش سے امان ہو۔ اسے سمجھ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق** ...... **ومن شر حاسد اذا حسد** (الفلق) آپ کہیں میں صبح کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا...... اور حسد کرنے والے کے شر سے جب حسد کرے کہ اذا کا لفظ لایا گیا اور ان حسد نہیں فرمایا۔ پس سمجھ۔

فرمایا: العلیم الحکیم الہادی جب اپنے زمانے والوں کے لئے صورت آدمیت میں متحول ہو تو اس کا ظاہر اپنے اہل زمانہ کے لئے امام ہدیٰ ہے اور اس کا باطن ربانی اہل زمانہ کے لئے رب ہے یعنی سردار جو کہ ان کے پاس ایسی صورت میں آیا ہے جس میں وہ اسے پہچانتے ہیں اور اسے اس حیثیت سے صرف وہی دیکھتا ہے جو کہ معنوی موت مر چکا ہے بایں طور کہ اس کا نفس جانوروں کے اوہام سے بالکل فارغ ہو چکا ہو۔ جیسا کہ اس کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے کہ **لن تروا ربکم حتیٰ تموتوا**۔ یعنی جب تک تم مر نہ جاؤ اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔

رفع علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھائے گئے جس طرح کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے اور اتریں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی سیدی حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے ایک تختی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نام پر باقی رکھی جس پر آپ کو آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا پس اسے ہمیشہ قدرت کی حفاظت میں محفوظ رکھا گیا حتیٰ کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اٹھایا گیا **فاللہ اعلم بذالک** (یہ فقیر' حقیر' ذرۂ ناچیز یہاں لب کشائی سے عاجز ہے۔ مقربین عارفین کے سینے رازہائے قدرت کے گنجینے ہیں۔ وہی جانیں کہ یہاں کیا کچھ پنہاں رکھا ہے۔ نصوص شرعیہ اور ظواہر شریعت کے پیش نظر تاویل کے بغیر چارہ نہیں۔ کسی معنوی رفعت مرتضوی کا بیان ہے۔ اولیائی تحت قبائی کے پیش نظر اس کی حقیقت یہی ایک مخفی راز ہے جہاں تک ان کی رسائی ہے جو ایسے حقائق میں لب کشائی فرماتے ہی۔ **یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شئی علیم**۔ (وانا الحقیر الفقیر محمد محفوظ الحق غفرلہ)

فرمایا: جب عارف باللہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنا ذکر کر رہا ہے اور یہ اسے سن رہا ہے اور اسی طرح وہ ہے جس نے اس عارف کو حق الیقین کے ساتھ پہچان لیا' کیونکہ وہ اپنے معروف کا عین ہے۔ اسے سمجھو۔ مخصوص مرید کی حقیقت اپنے استاد کی نسبت سے بمنزلہ اس کے ہے جسے آئینہ میں دیکھنے والا اس کے واسطے سے اپنے آپ کے مطابق دیکھتا ہے۔ فرمایا: عورت یعنی مقام ستر خیانت کی جگہ ہے پس معصوم وہ ہے جس میں خیانت کی جگہ نہیں ہے پس اس کا کوئی مقام ستر نہیں اور حق نے جس کے ستر کو چھپا لیا وہ گھبراہٹ سے بے خوف ہو گیا' کیونکہ گھبراہٹ تو صرف اس شے پر خیانت کرنے والے کو ہوتی ہے جس کی تو حفاظت کرنے والا ہے۔

فرمایا: جس نے مشاہدہ کیا کہ قائم بالامور صرف قدوس ہی ہے وہ وجود میں کمال کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور جو اس کے برعکس ہے وہ سرنگوں ہوا۔ **ان لکم لما تحکمون.** (القلم آیت ۳۹) تمہارے لئے وہی ہے جو تم فیصلہ کرتے ہو۔ **فاعبدو اماشئتم من دونہ** (الزمر آیت ۱۵) اس کے سوا جسے چاہو پوجو۔ فرمایا: فرشتہ تنزیہہ کے ساتھ مقید ہے جبکہ شیطان اس کی ضد کے ساتھ وابستہ ہے اور دائرۃ الفرقان میں دونوں ہی مقید ہیں جبکہ خلاصی پانے والا وہ ہے جو کہ ہر چیز میں احاطہ مخفی کے مشاہدہ کی وجہ سے دونوں مقیدوں سے خلاصی پا گیا۔ پس اس پر کسی مقید کا غلبہ باقی نہیں رہتا پس وہی قائم ہے **ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم** (الحدید آیت ۳) وہی اول' وہی آخر' وہی ظاہر' وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے قدس کے دربار' اہل معرفت عارف باللہ حضرات اور اس کی طرف رہنمائی کرنے والوں کے درجات ہیں پس اپنے لئے حسن مودت و خدمت' صدق محبت اور تعظیم کے ساتھ ان میں سے ہر چیز میں جائے قرار اختیار کرو۔ پس اپنی ہمت کو اہل حق کے سوا کسی کے ساتھ وابستہ نہ کرو۔ ندامت ہوگی اور اپنی ہمت صرف حق سے وابستہ کرو جہاں بھی توجہ کرو گے سلامت رہو گے اور غنیمت پاؤ گے۔ واللہ اعلم۔

حب خداوندی کی اصل وجہ اور اہل اللہ کو ناپسند کرنے کا سبب

فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے درحقیقت اسے اللہ تعالیٰ کی محبت اس اخلاق خداوندی کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے جس کے ساتھ بندہ متخلق ہوتا ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ اور عام لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے کسی شخص کو ہمیشہ اسی لئے ناپسند کیا کہ اسے پہچانا نہیں اور انہیں اس کی ظاہری صورت اپنے امر کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے انہوں نے ان حضرات کو (معاذ اللہ) گمراہ' جادوگر اور کاہن کہا اور اگر وہ انہیں اپنے طور طریقوں پر کاربند دیکھتے تو ان سے محبت کرتے۔ تو لوگوں نے اولیاء اللہ کو صرف اپنے موہوم نفسی کے اعتبار سے ناپسند کیا۔ اس کے سوا کچھ نہیں فرمایا: جس نے مشاہدہ کیا کہ ہر نفع بخش چیز اعیان حق میں سے عین ہے اور ہر نقصان دینے والی چیز حق کے ضرر رساں سے ہے اور اسی پر تمام امور کو قیاس کر حتیٰ کہ نماز' زکوٰۃ' روزہ' خوف' ہنسی اور تمام صفات کو۔ پس اس نے ان میں سے کسی شے کو بھی درحقیقت ماسوائے اپنے برحق رب کے کسی کے لئے نہیں دیکھا تو وہ جدھر بھی پھرا ادھر وجہ اللہ ہے تو جب وہ کہے کہ میں نے جدھر توجہ کی وجہ حق کو ظاہر دیکھا تو اسے ملامت نہ کر اور جب تو اسے ملامت کرتا ہے تو اس کا وجدا سے کہتا ہے **لاتطعہ واسجد واقترب** (العلق آیت ۱۹) اس کی ایک نہ سن' سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو یعنی تمام مظاہر کے لئے۔

فرمایا: مخلوق کی تخلیق سے پہلے حق کو دیکھو اور دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے۔ پس تو ہرگز اس کا غیر نہیں دیکھے گا۔ تیرا وجود اور تیرا موجود بیان میں دو اور حقیقت میں ایک ہے۔ پس اسے سمجھو۔ فرمایا: ہر ربانی کی نماز صورت اسرائیہ یعنی معراج ہے اور کائنات میں اسرار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے بالاتر کوئی صورت نہیں۔ اسی لئے معراج کی حاضری کے موقع پر اس کے سوا کچھ فرض نہیں کیا گیا۔ پس اسے سمجھو۔ نمازی اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے اور وہاں اس کے سوا کوئی نہیں اور کلیم اس کا کلیم اور سمیع اس کا سمیع ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ سے ہے اسی کی طرف ہے۔ پس سمجھو۔ تو جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں ہوتا ہوں اور میں وہی رہتا

ہوں۔ تو اگر وہ نہ ہوتو میں اس کے کان اور اس کی زبان ہوتا ہوں تو میں ہی متکلم سمیع ہوں۔

فرمایا: حق اپنے اہل میں غریب نہیں ہوتا۔ اسے سمجھو۔ اسم ہر مقام میں اس کے حسب حال عین مسمی ہوتا ہے اسے سمجھو۔ فرمایا: تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور اگر تمہاری آنکھ اس کی طرف ہے تو تم کون ہو؟ اسے اس کی دلیل جس کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ پس وہ وہی ہے۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: ضروریات اور بدیہیات تو صرف وجدانی امور ہیں اور یہ نظریات کی بنیاد ہیں۔ پس وجد اس باب کا اصل الاصول ہے۔ دلائل اور تعلیمات کی ضرورت تو صرف اس لئے ہوتی ہے تا کہ مطالب نفس سے وجدان کے مقام پر واقع ہوں یا جو مقام اس سے قریب ہو اور جب تو نے مطلوب پالیا تو ان میں سے تجھے کسی شے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی لئے ضروریات کو کسی دلیل کی حاجت نہیں تو اے تحقیقاً یا تصدیقاً حق کو پانے والے! تجھے تیرا وجد کافی ہے اور اگر کوئی معترض تجھے کہے کہ اس امر کی حقیقت پر تیری دلیل کیا ہے؟ تو کہہ دے کہ میرا وجد۔ تو اگر تجھے کہے کہ تجھے اس سے کون سی چیز بے خوف کرتی ہے کہ میں تجھے کہہ دوں کہ بلکہ یہ تو باطل ہے اور اس پر دلیل میرا وجد ہے تو اسے محقق! اسے جواب نہ دے اور اسے کہہ دے کہ تیرے وجد کے بارے میں کون جھگڑا کرتا ہے؟ وہ تیرے لئے ہے جسے تو نے پایا اور وہ میرے لئے حق ہے جسے میں نے پایا۔ **قل هو للذين آمنوا هدى وشفاء** (حم السجدہ آیت ۴۴) فرمادیجئے یہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے۔ **اولئك كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه** (المجادلۃ آیت ۲۲) یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا اور انہیں اپنے فیض خاص سے قوت بخشی۔ پس ان کے ہاں معاملہ وجدانی ہے۔ اسے سمجھو۔ **الذي يجدونه مكتوبا عندهم** (الاعراف آیت ۱۰۷) جسے اپنے ہاں لکھا ہوا پاتے ہیں پس وہ ان کے ہاں وجدان کے ساتھ ہے اسے سمجھو۔

فرمایا: دائرہ سمعیہ میں کلام عین ہے متکلم کا۔ جیسا کہ فرمایا: **ولقد جئناهم بكتاب فصلناه على علم هدى ورحمة لقوم يؤمنون** (الاعراف آیت ۵۲) اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے علم سے واضح کردیا درآنحالیکہ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ پس وہی متکلم ہے اور وہی کلام ہے اور قرآن اس کا عین عقلی اور فرقان اس کا عین خیالی اور جو کچھ پڑھایا جاتا ہے اور جسے **لتقرءه** (بنی اسرائیل آیت ۱۰۶) کہ آپ اسے پڑھیں کی ضمیر سے تعبیر کیا گیا ہے وہ اس کا عین حسی ہے اور فرقان کا نازل ہونا قرآن کا نازل ہونا ہے اور قرآن کلام کو نازل کرتا ہے اور کلام متکلم کا عین ہے اور سب اس کی مجمل تجلی کے جسے کلام کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے تفصیلی تعینات ہیں۔

فرمایا: خلق کہتی ہے وہ تقدیر ہے تو جو تحقیق کے ساتھ عین ہے وہ تخلیق کے ساتھ مثل یا غیر ہے۔ کیا تو نے حق کا یہ قول اس کی محمدی جمعی زبان کے ساتھ نہیں سنا **انا كل شئ خلقناه بقدر** (القمر آیت ۴۹) یعنی لفظ کل کے رفع کے ساتھ اس حوالے سے کہ ان کی خبر ہے فرمایا: واجب کی حقیقت علم فعلی ہے جس میں اس کا قائل مخفی ہے اور ممکن کی حقیقت علم انفعالی ہے جس میں اس کا فاعل مخفی ہے جبکہ ممتنع کی حقیقت علم مجرد ہے جو کہ سوائے قول کے تمیز اثباتی کے صیغے میں حاصل نہیں ہوتا کیونکہ یہ تعریف ہے اور تمام تعریفات تمیز اثباتیہ کے صیغے ہیں۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: جس نے تجھے گھیر رکھا ہے اور تو نے اسے نہیں گھیرا تو تو اس کی مثل ہے نہ اس کی صورت پر ہے۔ فرمایا جب تک تو فرق

کے دائرے میں ہے تو تجھے شرک و اشراک لازم۔ اے میرے اللہ! ہمیں خالص کردے اور خلاصی عطا فرما۔ آمین اور تو نے ایسا کیا ہے۔ فرمایا: جب تیری صفات اصل میں اس کے لئے ہیں تو تیرا وہم اس کا علم ہے۔ تیری حس اس کا علم ہے۔ تیرا فکر اس کا علم ہے۔ تیرا پڑھنا اس کا علم ہے۔ تیرا فعل اس کا علم ہے۔ تیرا قول اس کا علم ہے۔ تیرا اختیار اس کا علم ہے اور تیرا تخیل اس کا علم ہے اور اسی پر قیاس کر بیشک وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔ اس نے ہر چیز کا ازروئے علم احاطہ کر رکھا ہے۔ تو اگر ہر وہ کچھ جو کہ کسی اعتبار سے شے ہے اسے معلوم نہ ہو تو یہ احاطہ پورا نہیں ہوتا اور جس نے اس کا ایسے مشاہدہ نہ کیا اس نے اس کے قول انه بکل شئی علیم. احاط بکل شئی علماً کی حقیقت کا مشاہدہ نہیں کیا۔ اس نے تو صرف اس کا مشاہدہ کیا جس نے اس عموم کو اس کے ساتھ خاص کیا اور اس کے ساتھ اطلاق کو مقید کیا بلکہ وہ اس کی وجہ سے اس کے شہود سے مقید ہو گیا اور یہیں سے و اللہ یعلم و انتم لاتعلمون (البقرہ آیت ۲۳۲) اسے سمجھو۔

فرمایا: جب تیری طرف ہر آنکھ کے ساتھ نظر کرنے والا وہی ہوگا اور پورے ادراک اور علم کے ساتھ تجھے جاننے والا تو سامنے وہی ہوگا تو تجھے اس کی پسند کے اہتمام سے ریاء کاری حجاب میں نہیں رکھے گی اور اس سے پرہیز کر کہ وہ تجھے وہاں دیکھے جہاں تیرے خیال میں وہ پسند نہیں کرتا کیونکہ وہی تو ہے جو تجھے ہر مظہر میں قائم دیکھتا ہے اور جب تیرا یہ شہود درست ہو گیا تو تجھے تمام جہات میں اللہ تعالیٰ میں استغراق کا شرف بخشے گا۔ فاینما تولوا فثم وجه الله (البقرہ آیت ۱۱۵) تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ ہے۔

فرمایا: حقائق منقلب نہیں ہوتے۔ پس مقید مطلق نہیں ہوتا اور مطلق مقید نہیں ہوتا وہ تو صرف قبول کرنے والے پر صورتیں آگے پیچھے آتی ہیں۔ لا تبدیل لکلمات اللہ (یونس آیت ۶۴) اللہ کے کلمات نہیں بدلے۔

فرمایا: خود بخود یا اپنے غیر کے ساتھ امتیاز پانے والا ثابت ہے حتیٰ کہ نفی بھی۔ ذالک بان اللہ ھو الحق (الحج آیت ۶۲) یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے۔ گرچہ اسماء جدا جدا ہیں۔ فرمایا: کسی چیز کے ساتھ تیری محبت اس کی ضد کے ساتھ تیرے بغض کے معیار پر ہے اور اسی طرح اس کا عکس ہے برابر برابر۔ اور اسی طرح ہر مقابل کے امور اپنے مقابل کی نسبت سے ہیں۔ کسی شے سے پناہ نہ مانگ بلکہ اس کے شر سے پناہ مانگ۔ تاثیر عبودیت اور تاثر عبادت ہے جو کہ ہر مقام کے حسب حال ہے۔ خلق ہی تقدیر ہے اور تقدیر ہر مقام میں اس کے حسب حال معاملہ میں نقیض کے مقام نازل کرنا ہے اور جب یہ ظاہر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ہر موجود کی ذات ہے اور ہر موجود اس کی صفت ہے یا وہ اس کا مبدا اول وہی ہے کیونکہ اس کے بعد تو صرف عدم ہے اور عدم مبدا نہیں ہوتا علی الخصوص موجود کا اور جب تجھ پر وجود کا یہ امر ظاہر ہو گیا تو تو جانتا ہے کہ تو جس موجود کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کی طرف من حیث ہو نظر کرتا ہے تو تو اسے ذات پاتا ہے اور یہ ظاہر ہو چکا کہ کوئی ذات نہیں سوائے وجود کے۔ تو ظاہر ہو گیا حقیقت کے ساتھ وجود ہی وہ موجود ہے اور موجود نہیں ہے مگر وہ وجود۔

چند دقیق اشارات بطور سوال و جواب

اگر تو کہے کہ فرق کہاں سے آیا اور کہاں تک ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ وجود سے اس کی ذات تک آیا۔ اگر تو کہے کہ یہ کیسے رونما

ہوتا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ یوں رونما ہوتا ہے کہ علم معانی اور بیان میں مذکور تجرید بیانی کے طریقے پر اس کا نفس کئی مرتبوں پر قادر ہوتا ہے اور تو جانتا ہے کہ تجھے حق ہے کہ تو ہر صورت پر اپنے نفس کے لئے۔ اپنے نفس میں اپنے نفس سے خالی ہو جائے اور وہ ساری صورت تیرے خیال میں ہوگی اور تو ان سب کی حیثیت سے اپنے نفس کے ساتھ خاص معاملہ کرے اور اپنے نفس کو بھولنے والا تصور کرے کیونکہ تو نے اپنے نفس کو اور بھولنے والے کو بھی اس نسیان کے لئے فارغ کر دیا اور اس کثرت کے ساتھ متحقق کر دیا ہے اور تو ان حیثیات سے اسی طرح ہوگا۔ اور یہ اور اس کی مثل ہی عین فعل وجود ہے جو کہ تو اس کی مثال کے لئے ہے اور یہ تمام امور حقیقتاً کسی زیادتی کے بغیر تو ہی ہے۔ تو وہاں کثرت موجودات کے باوجود حقیقت میں کسی زائد کے بغیر وجود ہی ہے۔

اگر تو کہے کہ وجود کی اس تقدیر کا مبداء کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ اس کا مبداء اس کا اپنی ذات کے لئے تقاضا کرنا ہے کہ فیصلہ کرے اور وہاں صرف وہی ''ہے پس اپنے نفس کے ساتھ' اپنے نفس کے لئے اور اس پر تجرید کے طریقہ پر فیصلہ کرتا ہے۔ جیسا کہ گزر چکا کہ قضیے ختم نہیں ہوتے کہ قضایا اقتضاء ذاتی کو لازم ہیں اور یہ تقدیرات معاملہ میں وجود کو اس کے مقام پر نازل کرنا ہے جو کہ موجود نہیں اور انہیں موجودات کا نام دیا جاتا ہے اور یہ تقدیر وجود میں ضرورت کے اعتبار سے اول ہوتی ہے' کیونکہ وہ کوئی موجود نہیں اور یہی خلق اول ہے اور ان موجودات کو قدم' ازل' ایجاب' صفات' معانی اور حقائق کے مراتب کہتے ہیں اور اس کے بعد ان امور کی تقدیر جو کہ لاوجودات ہیں وجودات ہوتی ہے اور جس انداز ے پر انہیں ذوات' ماھیات' تعینات اور اینیات وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے ان میں ان کے مراتب لاحقہ کو مقدر مانا جاتا ہے اور یہ خلق ثانی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں آیا **افعیینا بالخلق الاول بل ھم فی لبس من خلق جدید** (ق آیت ۱۵) کیا پہلی مرتبہ پیدا کر کے ہم تھک گئے ہیں؟ بلکہ یہ کفار از سر نو پیدا کرنے کے بارے میں شک میں ہیں۔ پس پہلی تقدیر وجود کو اس کے مرتبہ پر نازل کرنا ہے جو کہ وجود نہیں ہے اور دوسری تقدیر اسے وجود کے مرتبے میں اتارنا ہے جو کہ وجود نہیں۔ پس اس نہج پر غور کر کس قدر عجیب وغریب ہے۔ یہاں طویل کلام فرمائی پھر فرمایا کہ میں نے تیرے لئے تحقیق کا دروازہ کھول دیا ہے تو اگر تو اس کا اہل ہے تو آگے بڑھ ورنہ نہیں۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس گفتگو میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب وحدت مطلقہ والوں کے مذہب پر مبنی ہے اور مراتب محققین کے پیش نظر ناقص مرتبہ ہے۔ تو اس مرتبہ میں شیخ ان وصایا کے کئی ایک مقامات کی کلام کے قرینے کے مطابق اس کے اظہار پر مغلوب کی طرح ہیں جس کا آپ نے مشاہدہ کیا۔ واللہ اعلم۔

عقل اور لب کی وجہ تسمیہ

فرمایا عقل کو حدیں قائم کرنے کی پابندی کے مقام کی وجہ سے عقل کہتے ہیں جو کہ اس کی شان ہے اور اسے لب اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے یہ نئے لباس میں اترتی ہے کیونکہ لب یعنی مغز چھلکوں میں چھپا ہوتا ہے جو کہ اسے لازم نہیں ہیں اور وہ اس کا مبداء ہے۔ فرمایا: جدھر بھی غور وفکر متوجہ ہو مغایرات حق ہی کو لائے گا اور حق کے بعد سوائے گمراہی کے کیا ہے؟ پس وہ حقیت میں صرف گمراہی ہی لاتا ہے یعنی اس حقیقت سے جو کہ خیر محض ہے۔ پس خیر محض کبھی نہ لائے گا۔

فرمایا جعل' صنع' ابداع' تکوین' تمیز وغیرہ سب کچھ تقدیر ہے پس وہ خلق یعنی تقدیر ہے گرچہ بعض مراتب میں اسے خلق کا نام

نہیں دیا جاتا۔

وارد روحانی کے متعلق سائل کے جواب کا طریقہ

فرمایا اے چکھنے والے! جب تو کوئی امر پائے اور جو تو نے پایا اس کے متعلق تجھ سے کوئی سوال تقلید کرے جیسے کہ وہ تجھ سے یوں کہے کہ ایسے امر میں کیا کہتا ہے؟ اسے کہہ دے کہ کیا اس میں میرے سوا کسی نے کچھ کہا ہے؟ تو اگر وہ تجھے جواب دے کہ نہیں یا مجھے معلوم نہیں تو اسے کہہ کہ یہ میرے نزدیک یوں ہے۔ پس اگر اس نے اس کا اعتراف کرلیا تو درست ورنہ اگر انکار کرے تو تجھے اس کے شر سے خلاصی ہوئی اور اگر کہے کہ ہاں۔ تو اسے کہہ کہ جب تو اس بارے میں تجھے میرے قول کی ضرورت نہیں۔ اگر تجھے کہے کہ بلکہ مجھے ضرورت ہے تو اسے کہہ کہ کیا میں تیرے نزدیک اس قائل سے افضل ہوں یا حق کے زیادہ قریب ہوں یا وہ؟ تو اگر وہ کہے کہ وہ افضل وحق ہے تو اسے کہہ کہ پھر تو تو اس کی تصدیق کے مقابلے میں میری تصدیق سے زیادہ دور ہے۔ پس مجھے تیرے لئے کچھ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر کہے کہ تو میرے نزدیک اس سے افضل ہے تو اسے جواب دے اور یوں تیرے لئے اس پر حجت حاصل ہوگی۔ گرچہ وہ بناوٹ کرنے والا ہی ہو۔

''اَلْاَنْصَارُ شِعَار'' وَالنَّاسُ وِثَار'' کی حقیقت

حدیث پاک میں ہے الانصار شعار والناس وثار۔ یعنی انصار اندر کا لباس اور لوگ اوپر کا لباس ہیں۔ اس کے متعلق ارشاد فرمایا: تیرے جسم کو دونوں کپڑے بیک وقت مس نہیں کر سکتے۔ اکیلا شعار ہی مس کرتا ہے اور اس کے بعد وثار ہے اور انصار اس لئے شعار ہیں کہ وہ اس کے سوا سے صرف اس کی رضا پر راضی ہیں۔ **یحبون من هاجر الیهم لایجدون فی صدور هم حاجته مما اوتوا ویوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة ومن یوق شح نفسه فاؤلئک هم المفلحون** (الحشر آیت ۹) ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور مہاجرین کو دی جانے والی چیز کے بارے میں اپنے سینوں میں کوئی خلش نہیں پاتے اور انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں گرچہ انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو اور جو اپنے نفس کی حرص سے بچالیا گیا تو وہی لوگ بامراد ہیں۔ تو ان کی محبت سوائے اس کے ساتھ متحقق ہونے کے کسی علت کی وجہ سے نہیں اور لوگ وثار میں کہ اس کے ساتھ متحقق ہونے کی بجائے علل خارجیہ کے ساتھ متعلق ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکری اور اونٹ کے ساتھ جائیں جبکہ تم اپنے گھروں کو مجھے لے کر جاؤ۔ عرض کرنے لگے: ہم راضی ہیں۔ پس اے میرے بھائی! انصار کو ان کی علامت سے پہچان۔ تو علامت طلب کرنے والے کے لئے یہ ان کی علامت ہے اور انہیں کسی قبیلے یا گروہ سے مقید مت کر۔ سوائے ان کے جن میں یہ علامات پائی جاتی ہو جو بھی ہوں جہاں بھی ہوں اسے سمجھو۔

اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول **وثیابک فطهر** (المدثر آیت ۴) یعنی اپنے کپڑوں کو پاک رکھو کے متعلق فرمایا: یعنی تاکہ نمازی کپڑے ہوں جو امر کے ماسوا سے علیحدہ نہیں ہوتا وہ اسے تحقیقی طور پر نہیں اپناتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول **لا یمسه الا المطهرون** (الواقعہ آیت ۷۹) اسے پاک لوگوں کے سوا کوئی مس نہ کرے۔ کے متعلق فرمایا: یعنی اس کی حقیقت سے صرف وہی متصف ہوتے ہیں جو کہ اس سے واصل ہونے کے لئے اس کی رکاوٹوں سے جدا ہوتے ہیں کیونکہ طہارت' حقیقت صلوٰۃ کے ساتھ

جو کہ بندے اور اس کے رب کے درمیان رابطہ ہے منصف ہونے کی رکاوٹ سے خالی ہوتا ہے۔ اسے سمجھو۔

امر کے لئے خلوص کا معیار

فرمایا: تیرا صرف امر کے لئے امر کے ساتھ قائم ہونا اخلاص ہے اور اس کی ترازو یہ ہے کہ تو فرض کرے کہ اس نے تجھے جس سے یا کس جگہ سے روکا ہے اس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے یا اس کے برعکس۔ پس اگر تو نے اپنے نفس کو ان میں سے ایک کے ساتھ دوسرے کی بہ نسبت زیادہ خوش ہوتا پایا ہے تو جان لے کہ تیرا اس کے ساتھ قیام معلول ہے اور وہ نفس کی خواہش ہے ورنہ نہیں۔ پس اخلاص کس قدر نایاب اور اسے پانا کس قدر مشکل ہے۔ اسے سمجھو۔

حلول ظرفی کا وہم بھی درست نہیں

فرمایا: واحد (ایک) گنتی کی اصل ہے تو جو غیر منقسم ہے وہ ہر مقام میں اس کے حسب حال منقسم کی اصل ہے۔ پس سمجھ لے۔ کیونکہ غیر منقسم کی سکونت منقسم کی منقسم میں سکونت کی طرح نہیں۔ پس جانب ربوبیت میں حلول ظرفی کا وہم مت کرو جب تک کہ تو خلق جدید کے مراتب میں رہے۔ پس خوب سمجھو۔ پس قلب بیت الرب ہے اور گھر کا مالک اس کے باطن میں رہتا ہے اور اس کے ظاہر کی طرف نزول کرتا ہے۔ پس سمجھو۔ فرمایا: مستحیلات صرف تیرے غیب اور قوت میں وہ امور ہیں جنہیں تیری نسبت کے حوالے سے روکنے والی صلاحیتیں متعین نہیں ہیں۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ وہ تیرے خیال اور وہم میں قائم ہیں۔ اسے سمجھ لو۔

رب سے مطالبہ بندوں کی شان نہیں

فرمایا: اپنے رب سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کر گرچہ اپنے دل کے ساتھ ہو کیونکہ مطالبہ شک میں ڈال دیتا ہے اور یہ بندوں کی شان نہیں۔ اسے سمجھ لو۔

فرمایا: انتہائی نامناسب مطالبہ یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے اس کے امر اور نہی کے سبب کا مطالبہ کرے کیونکہ رب کریم کا حق ہے کہ جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے اور بندے کے لائق صرف یہ ہے کہ اپنے رب سے ہر حکم قبول کرے اور بس۔

فرمایا! جو تجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچا دے تو کسی شے کے ساتھ اس کا صلہ نہیں دے سکتا۔

فرمایا: ذات کسی علم کے دائرے میں آ سکتی ہے نہ کسی ادراک میں اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا کہ عارف محقق اس کے حضور ایسے امور لائے جنہیں وہ چاہتا ہے مگر اس طرح کہ اس کی ہمت ان کے اسباب عاریہ میں مشغول نہ ہو حتیٰ کہ تو اسے دیکھتا ہے کہ وہ کسی امر میں توجہ اور دعا کو بطور سبب اختیار کرتا ہے تو اس سے وہ امر اس سبب کے اختیار کرنے کی وجہ سے روک لیا جاتا ہے اور یہ صرف اس لیے ہے کہ وہ اس کی نیکی کا عین ہو گیا جسے سیادت و عزت کے طریقے سے صرف فعال لما یرید کے حوالے سے ظاہر ہونا چاہیے تھا۔ تو جب یہ بطور اختیار سبب ظاہر ہوا تو برائی میں بدل گیا۔ پس مقصد میں سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ پس ہر میدان کے لیے مرد ہیں۔

قد جاء کم الحق من ربکم کا مفہوم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قد جاء کم الحق من ربکم (یونس آیت ۱۰۸) بیشک تمہارے رب کی طرف سے حق آیا۔ اس کے

متعلق آپ نے فرمایا! یعنی تمہارا رب تمہارے پاس اپنے عین حق کے ساتھ آیا نہ کہ مثال موہوم کے ساتھ۔

فرمایا: عقول اسماء ذات کے حقائق' ارواح اسماء صفات کے حقائق' اور نفوس اسماء افعال کے حقائق ہیں۔ اور ہر اسم کی تاثیر کا ایک دائرہ ہے جس کا وہ سلطان ہے' اور اس کی تجلیات اس دائرہ میں اس کے مسببات کے اسباب ہیں۔ پس خلق کے اسباب خلاق کی تجلیات اور رزق کے اسباب رزاق کی تجلیات ہیں۔ اور اسی پر قیاس کرتے جاؤ۔

فرمایا: مشاہدۂ خلق میں کوتاہ نظر عوام کے لیے ارزاق کے اسباب کی صورتیں رب ہیں' جبکہ تحقق بالحق تک اثر رکھنے والے خواص کے لیے بندے ہیں۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ عوام کس طرح اپنے غلاموں پر خرچ کرنے کا اہتمام خود کرتے ہیں' جبکہ خواص جیسے کہ وزراء اور امراء اپنے اخراجات کا اہتمام اپنے بعض نوکروں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفقہ کے منتظم تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وکلمة الله هي العليا (التوبہ آیت ۴۰) اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی بلند ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ وہ نفس ہی ہے جس میں تخلق' تحقق' کشف اور بیان کے طور پر حکم الٰہی کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اس حکم کا غلبہ ہو۔ آیت کے معنی کی یہی حقیقت ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ کلمتہ اللہ یعنی اللہ کا اسم ہی بلند ہے۔ کیونکہ وہ تمام اسماء کے حقائق کا جامع اسم اعظم ہے۔ فرمایا! جس نے حق کو پہچان لیا وہ صرف حق ہی دیکھتا ہے۔ اور حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے۔

مقربین میں نقص مت دیکھو

فرمایا: جب یہی مقتدی اپنے ائمہ میں کوئی کمال یا نقص دیکھیں تو وہ مقتدی کے باطن کی صورت ہے۔ جس کا اس کے امام نے اسے مشاہدہ کرایا ہے۔ اور امام کے لیے اس سے بالا اور مظہر بھی ہے۔ پس اپنے آپ کو کاملین میں کوئی نقص گمان کرنے سے بچاؤ کہیں تو کہہ دے کہ آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی کی پس مقصد سے دوری ہوگئی۔ بلکہ اس بات کو پہچان لے کہ یہ صرف تجھ پر اس حقیقت کے اظہار کے لیے ہے کہ جب تو اس دربار عالی کی پاکیزگی میں آزمایا جائے تو تجھے کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے۔ اور اسی پر قیاس کر پس اسے سمجھ لو۔

حقیقت استغفار

فرمایا: استغفار' مغفرت اور استعداد کے مطابق حقیقت توجہ کے ساتھ نقص کی بجائے کمال اور برائی کی بجائے نیکی کے ساتھ مزین ہونے کی طرف مدد طلب کرنا ہے۔ اور اس کی انتہاء تحقق ذاتی کے حوالے سے محبوب کے حسن کے ساتھ مشرف ہونا ہے جسکی وجہ سے اس کی ضد کا عارض ہونا محال ہو' اور ہر مقام کے حسب حال یہی عصمت ہے' اور آیت لیغفر لک الله ماتقدم من ذنبک وما تاخر میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس باب میں انتہائی حد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے اس سے فروتر کے حلم کو اپنے علم کے ساتھ معاف فرما دے۔ پس آپ میں اس کے وجہ حمید کے سوا کچھ ظاہر نہ ہو۔ اسے سمجھ لو۔ کیونکہ مغفرت' ضرررساں چیز سے مسرت افزا چیز کے ساتھ بچانا ہے' اور اسی وجہ سے لوہے کے خود کو مغفر کہتے ہیں۔ پس ہر مرتبے کے مطابق گفتگو ہے۔

مرید کی فیض مرشد سے محرومی کی وجہ

اور آپ نے طبیبوں کے اس قول کے متعلق ''کہ رحم کی ٹھنڈک حمل نہ ٹھہرنے کا سبب ہے'' فرمایا! اسی طرح جب مرید کا نفس مقصود کی طرف شوق کی وجہ سے وجد کی سوزش اور طلب کی جلن نہیں پاتا تو اس میں اپنے مرشد کے فیض سے اس کے امر کی صورت پیدا نہیں ہوتی پس وہ گیلے ایندھن کی طرح ہوتا ہے جس میں چنگاری کا کوئی اثر دھوئیں کے سوا ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے فضول دعوے اور خودستائیاں جو کہ ان نفوس میں پیدا ہوتی ہیں جو کہ شوق' صدق اور طلب وجد کی جلن کے بغیر قوم صوفیاء میں آ دھمکتے ہیں' اور ان کی مثال نمدار کاغذ کی ہے جس پر لکھائی قائم نہیں رہتی' اور ان کی مثال تر بارود کی ہے جس میں چنگاری اثر نہیں کرتی۔

فرمایا: جو کسی مرتبے کے ساتھ متحقق ہوتا ہے اسے تحقیق کے معیار کے مطابق اس کے خصائص اور امور حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ وہ شخص جو کہ صورت محمدیہ بشریہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات) کی برکات سے مستفیض ہوتا ہے پس وہ کہتا ہے **اللھم صلی علی سیدنا محمد و آتہ الوسیلۃ والفضیلۃ** الخ تو درحقیقت وہ یہ انعام اپنے لیے طلب کرتا ہے کیونکہ وہ ان کے فیوض سے مستفیض ہے۔ اور جو شخص صورت محمدیہ کے فیوض سے مستفیض ہوا اسے یا محمدی' اور جو صورت موسوی سے مستفیض ہوا اسے یا موسوی اور صورت عیسوی سے مستفید ہونے والے کو یا عیسوی کہا جاتا ہے اور اسی پر قیاس کر۔ اور جہاں تک تیرا ذوق سرایت کرے ترقی کرتا جا۔ پس ہر میدان کے لیے شاہسوار ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ ہم گروہ انبیاء کے اجسام اہل جنت کی ارواح پر آگے ہیں۔ اس کے متعلق آپؒ نے فرمایا کہ پس ان کی ارواح آسمانی ہیں جو کہ زمینی جسموں میں متمثل ہوئی ہیں۔ اور سب اپنے جسم کی طرف راجع ہیں۔

جسم انسانی میں قلب کی اہمیت

فرمایا: تیرے جسم میں سے حق سبحانہ وتعالیٰ نے صرف تیرے قلب کو امر اور انہی سے مشرف فرمایا جو کہ سنتا سمجھتا ہے۔ اور مکلّف سے اس کی شرعی ذمہ داری صرف وہی پوری کرتا ہے' تو جب تیرا جسم کوئی عمل کرے جبکہ تیرا دل اس سے غافل ہو تو تیرے لیے اس عمل کا شمار نہیں ہوگا۔ اور تیری ذمہ داری ادا نہ ہوئی۔ لیکن وہ اعمال شمار کئے جاتے ہیں جن میں تمہارے دل متوجہ ہوں۔ البتہ جسم کے عمل کو اپنانے کی وجہ سے ظاہری علامت سے چھٹکارا اس لیے مل جاتا ہے کہ گمان ہے کہ قلب حاضر ہوا اور اس نے اس طرف قصد کیا ہو۔ پس علام الغیوب کا دھیان رکھ کہ وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ پس اسے سمجھ لو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ** (التوبۃ آیت ۶) اسے پناہ دیجئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی کلام سنے۔ یعنی آپ سے سنے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کلام کے ساتھ اللہ کے سوا اور کوئی گفتگو نہیں کرتا' تو جب تجھے حق کی طرف ہدایت دینے والا پکارے تو اللہ تعالیٰ سے سن اور اطاعت کر تیرے لیے غنیمت ہے۔ اور پہچان لے کہ تیرا رب معارف کی صورتوں میں سے کسی صورت میں تیرے لیے متجلی ہوا۔ اس صورت کے ساتھ تیرے لئے تعارف پیدا کرتا ہے تاکہ تو اسے پہچان لے۔ اس کا حکم قبول کرے اور اس کے ساتھ متحقق ہو۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: سِر وہ ہے جس کا مشاہدہ اس کے پانے والے کے سوا کوئی نہیں کرتا' تو تو نے جس کے سِر کا مشاہدہ کیا تو جان لے کہ

اس حیثیت سے تو وہی ہے کہ اس کا مشاہدہ تجھے حاصل ہوا۔ اور فائدہ پانے والے کے لیے کوئی شے ہے تو اس کے فائدہ پہنچانے والے کی صورت ہے۔ جبھی تو مستفید سے مفید کی طرف جو کچھ ہے وہ حقیقت میں مفید کی طرف سے اپنے لیے ہی ہے۔ عبد اپنے مولا کے حوالے سے ایسے ہے جیسے قوم کی طرف سے ان کا عبد۔ اور اللہ سے جو کچھ ہے اسی کی طرف ہے۔ اور مجھ سے میرے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔

شیطان کے احبار اور راہبوں کی پوجا کا معنی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الم اعھد الیکم یا بنی آدم الا تعبدوا الشیطان (یٰسین) اے بنی آدم! کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کی تھی کہ شیطان کی پوجا نہ کرنا۔ یعنی اس کے حکم پر راضی ہو کر اس کی اطاعت اور فرماں برداری نہ کرنا۔ تو جو کسی کے ایسا تابع ہوا تو اس نے اس کی پوجا کی۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ (التوبۃ آیت ۳۱) انہوں نے اپنے احبار اور راہبوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا لیا۔ اور گمراہی کے مقتداؤں یعنی علماء سوء کی پیروی کرنے والے کس قدر کثرت سے پوجا کرتے ہیں وہ ان کے علم سے ایسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں جس کا ذات حق سے کوئی تعلق نہیں۔

اور فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام کے حضور ایک سجدہ ترک کر کے ابلیس کافر ہوا تو ابن آدم یہ کیسے پسند کرتا ہے کہ ابلیس کے سامنے بار بار سجدہ کر کے کفر کرے۔ لیکن کفر کے کئی طبقات ہیں جس طرح کہ ایمان کے بے شمار درجات ہیں۔

فرمایا: بکھرے بالوں اور غبار آلود چہروں والے مخفی خلعتوں والوں کو حقیر جاننے سے بچو کیونکہ ان کے چہرے تر و تازہ' اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہیں...... یہ تو ہی شکور ہے۔

حسد سے بچو

فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر چن لیا ہے اس سے حسد کرنے سے پرہیز کرو ورنہ تجھے حق تعالیٰ اسی طرح مسخ کر دے گا جس طرح اس نے ابلیس کو صورت ملکی سے صورت شیطانی میں مسخ کر دیا جبکہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا' اور انکار کیا اور ان پر بڑائی ظاہر کی' اور اس واقعہ میں تیرے لیے یہ تنبیہ ہے کہ جب تو حق کی طرف راہنمائی کرنے والے کسی امام کو دیکھے تو اس سے حسد نہ کرے' اور نہ ہی اس کے حضور فروتنی اور اس کی اقتدار کرنے سے تکبر کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تجھ میں پائی جانے والی پسندیدہ کیفیتیں تجھ سے سلب کر لی جائیں گی اور غضب کی صورتیں داخل کر دی جائیں گی۔ اور جب تو اس کے حضور عاجزی کرے گا اور مذکورہ صورت کے برعکس سلوک کرے گا تو تجھے شیطانی صورت سے صورت ملکیت کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔

نحن احق بموسیٰ منھم اور یوم عاشورہ سے یوم عرفہ کی افضلیت کی وجہ

اور عاشورہ کے روزے کی حدیث پاک میں حضور علیہ السلام کے ارشاد نحن احق بموسیٰ منھم ہم ان کی بنسبت حضرت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ ہم یعنی یہود کی نسبت زیادہ قریب ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی امت کے مقابلے میں یہ امت اس لیے زیادہ قریب ہے کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزۂ قرآن کریم کی دلالت کی وجہ سے ان کے معاصرین کے ایمان کی طرح ایمان رکھتے ہیں۔ جس کے اعجاز کو ہم خبر کے ساتھ

نہیں بلکہ مشاہدہ کے ساتھ پہچانتے ہیں۔ وہ یہود جو آپ کے معاصر نہیں ہیں وہ تو خبر کی تقلید کرتے ہوئے آپ پر ایمان لائے۔ وہ جو تقلیداً ایمان لاتا تھا اس کے مقابلے میں کہاں آ سکتا ہے جو کہ آشکارا اور معجزہ قرآنیہ کو سچا مانتے ہوئے ایمان لاتا ہے۔ پس ہم تمام رسل علیہم السلام کے ان لوگوں کے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں جو کہ ان کی امتوں میں سے ہیں ان کے معاصر نہیں ہیں۔ والسلام۔

یوم عاشورہ سے یوم عرفہ کی افضلیت کی وجہ

فرمایا: یوم عاشورہ سے یوم عرفہ افضل ہے کیونکہ یوم عرفہ میں حج ہوتا ہے جو کہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ جبکہ یوم عاشورہ میں ارکان اسلام میں سے کوئی رکن نہیں جو کہ یوم عرفہ کی طرح مخصوص ہوا سے سمجھ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا ۔(الانعام آیت ۱۱۵) سچائی اور عدل کے اعتبار سے تیرے رب کی بات پوری ہے۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہاں صدقاً کو فضلاً کی جگہ لایا گیا کیونکہ عدلاً کے مقابلے میں لایا گیا ہے اسے سمجھ لو۔ یعنی اس کی سچائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کے قلوب پر فضل فرمایا حتیٰ کہ انہوں نے اس کی تصدیق کی' جبکہ ایک قوم کے قلوب کے ساتھ عدل فرمایا حتیٰ کہ وہ اس کی تصدیق سے پھر گئے۔

اور فرمایا: تیری ہدایت کا امام جو کچھ تیرے پاس لایا وہ تیرے رب کی طرف سے ذکر اور تجھ پر رحم ہے۔ تیری طرف آنا اور اس امام سے ظاہر ہونا اپنے ہونے کے اعتبار سے حادث ہے۔ لیکن اپنے وجود "حق مبین" کی حیثیت سے جو کہ اس کے عین میں جلوہ گر ربوبیت و رحمانیت کے مرتبہ کے ساتھ کلام کرنے والا ہے۔ وہ ہمیشہ سے قدیم ہے کیونکہ مرتبہ مذکورہ سے حق مذکور ہمیشہ متکلم ر[ہا] کیونکہ یہ مرتبہ اس حق کا ذاتی ہے۔ حارث ہونا تو حکم بالحدوث کی حیثیت سے تعلق ظہوری کی جہت سے ہے۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: جو ایسی بات لایا جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی تو اس نے نئی بات کی اور اس کا آغاز کیا۔ اور جس نے مثال کی تکرا[ر] کی تو اس نے لوٹا اور اختراع کیا۔

سیادت ربانیہ کے سر کا اثر

فرمایا: سیادت ربانیہ کا سِرّ جس میں بھی ظاہر ہو اس کے پیروکار بنا دیتا ہے۔ کیونکہ سید وہی رب مصلح مدبر ہے۔ تو اس کے لـ[ـیے] بارگاہ لازم ہے جس میں وہ حکم چلائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لهم ازواج[ا] وذریتہ (الرعد آیت ۳۸) البتہ ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر بھیجے اور ان کے لیے ازواج اور اولاد مقرر فرمائی۔ یعنی معنوی' کیونکہ ا[ن] میں ایسے بھی ہیں جن کی ظاہری بیوی ہے نہ اولاد جیسے حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام اور یہاں سے حضرت زکر[یا] علیہ السلام کی اس دعا کا مقصد سمجھا جا سکتا ہے۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین (الانبیاء آیت ۸۹) گویا آپ [نے] وہی کچھ کہا جو کہ ان کے بھائیوں نے کہا ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما (الفرقان آیت ۷۴) اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام [بنا] اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی مخلوق میں سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو اس کے بندوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہو اور ان کے احو[ال] کی اصلاح کرنے والے کے لیے یہ شرف کافی ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے حضور اس شخص سے زیادہ پسندیدہ ہو جس کا قصد صرف اپنی

اصلاح ہو۔

صاحب خلق قرآن کے معمولات

فرمایا: جس کا خلق قرآن ہے۔ وہ اس کی رضا کے لیے راضی اور اس کے غضب کے لیے غضبناک ہوتا ہے۔ پس وہ نسخہ حق ہے۔ قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصالحات وآمنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم (سورہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آیت ۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے اور وہ اس پر ایمان لائے جو حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اتارا گیا اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ اسے سمجھو۔ تو جس نے اسے ہدایت کا امام بنایا اور اسے اپنی کتاب قرار دیا وہ اس کے امور میں ایمان کی آنکھ سے نظر کرتا ہے پس احسان کے ساتھ اس کی پیروی کرتا ہے تو بیشک اسے اس کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دی گئی۔ اور جس نے قصے کہانیوں پر اعتماد کیا اس نے اپنے وہم کے حکم پر یا اپنے فہم کی حکمت پر اعتماد کیا۔ قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم (العنکبوت آیت ۴۹) بلکہ وہ واضح آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم عطا فرمایا گیا۔ یعنی اس کا معنی علماء کی زبانوں پر بیان کیا گیا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندے کے ساتھ صرف اس لیے محبت فرماتا ہے کہ اسے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ اپنی صورت جو کہ کمال مطلق اقدس ہے کے خلاف کو پسند فرمائے۔ اسے سمجھو۔

امام شعرانی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ یہاں صورت حق سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی صورت ہے' کیونکہ وہ تمام صورتوں سے زیادہ محترم ہے اور اس سے صورت الٰہی مراد نہیں۔ واللہ اعلم۔

اصل انسانی بقا کا راز

آپ نے فرمایا: اے آدمی! جب تک تو اچھی صفات پر قائم ہے تو تو ایسا انسان ہے کہ اپنی اصل پر قائم ہے۔ منسوخ ہوا نہ مسخ ہوا۔ اور جب تجھ سے اچھی صفات بری خصلتوں کے ساتھ منسوخ ہو گئیں تو تجھ سے انسانیت اس شیطانی صورت کے ساتھ منسوخ ہو گئی جس کے ساتھ تو مسخ ہوا۔ اور اگر تجھ میں اچھی بری خصلتیں مخلوط ہو گئیں تو تو خالص انسان رہا نہ صرف شیطان' اور اس میں چاہیے کہ فرق محسوس کرنے والے فرق محسوس کریں۔ جبکہ حکام غالب صورت حال کے لیے ہے۔ اسے سمجھو۔

ایک سوال اور اس کا جواب

فرمایا: اگر کوئی کہنے والا تجھے کہے کہ عارفوں نے ایسے معارف کو کیوں جمع فرمایا جو کہ مرتبۂ کمال سے کمتر علماء کو نقصان دیتے ہیں چہ جائیکہ عوام ہوں؟ کیا حکمت' حسن نظر اور رحمت کا ایسا تقاضا نہ تھا جو کہ انہیں ان معارف کو جمع کرنے سے روک دیتا؟ اگر ان کے پاس یہ تقاضا تھا تو اس کے خلاف کرنا نقص ہے۔ اور اگر نہیں تھا تو انہیں نقص کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ارباب حکمت نہیں ہیں۔

تو اسے یوں کہہ کیا وہ ذات جس نے دوپہر کا سورج چڑھایا اور اس کی چمکتی شعاعوں کو پورے اہتمام سے منتشر فرمایا باوجودیکہ وہ کمزور آنکھوں کو نقصان دیتی ہیں علیم و حکیم نہیں ہے؟ اگر وہ کہے: کیوں نہیں؟ لیکن یہاں ایسی مصلحتیں درپیش ہوئیں جو

کہ ان خرابیوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہیں۔ تو اسے کہہ کہ تیرے سوال کا جواب بالکل اسی طرح ہے۔ اور تیرے جواب کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے ان معارف کو جمع فرمایا اس نے عام لوگوں کے لیے انہیں جمع نہیں کیا' نہ ہی انہیں اس میں اجازت دی اور نہ ہی خاموشی اختیار کی بلکہ ان پر ان معارف کے اظہار سے منع فرما دیا۔ اور انتہائی سخت انداز میں اس پر پابندی لگائی اور روکا ہے۔ اور اس بات کی صراحت فرمائی کہ انہوں نے باذن الٰہی صرف اہل لوگوں کے لیے ان کی تدوین کی ہے۔ تو جمع کرنے میں وہ امانت دار ہیں تاکہ وہ اس کے ایسے معنوں تک رسائی پانے میں کامیاب ہو جائیں جن کی وجہ سے ان کے کمالات کے وہ دروازے کھل جائیں جن سے ان کے دلوں میں اور ان کی زبانوں پر رحمت کے بادل گھر کر آ جائیں۔ پس ان کی راہنمائی کے نور سے زمین چمک اٹھے اور ان کی ہدایت کے اثر سے زندہ ہو جائے۔ پس غفلت والوں نے ان اکابر کی حدود سے تجاوز کیا اور ان کے دفتر نااہلوں کے لیے کھول دیئے۔ جس طرح کہ غافلوں نے حدود الٰہیہ سے تجاوز کیا اور قرآن کریم کے ساتھ دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا اور انہوں نے دشمنان خدا کو ٹیڑھے دلوں اور کج زبانوں کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کا موقعہ فراہم کیا تو انہوں نے اس میں معنوی تحریف کر دی اور فتنہ و تاویل چاہتے ہوئے اس کے متشابہات کی پیروی کی۔ کیا ائمہ مجتہدین نے اس علم کی تدوین کی ہے جس کی ان کی طرف سے ہم نے تدوین کی ہے تاکہ اس کے ساتھ خواہش نفس' کسب دنیا اور ظالموں اور حاکموں کے خواہش کے موافق مسائل پیدا کرنے کے لیے مدد حاصل کی جائے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہرگز نہیں' لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہر حال میں ہو کر رہتا ہے۔

اور جب ظاہر ہو گیا کہ ان معارف کی تدوین کا فائدہ اعظم الفوائد میں سے ہے تو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ان کی تدوین حقوق میں سے بہت بڑا حق ہے۔ کیونکہ اس کا فائدہ حق الیقین کی روح کی بقاء اور حق کے راہنماؤں کے مظاہر میں اس کا چمکنا ہے۔ جس طرح کہ علم ظاہر کی تدوین کے فائدے میں اجتہاد ظنی کی روح کی بقاء ہے جو کہ موجب عمل ہے نیز اس کا ارباب رشد و ہدایت کے مظاہر میں ظہور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فساد برپا کرنے والے کو اصلاح کرنے والے سے خوب جانتا ہے۔ اسے سمجھ لے۔

القلب بیت الرب کا معنی

اور آپ نے اس حدیث کے بارے میں کہ القلب بیت الرب یعنی دل اللہ کا گھر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکًا (آل عمران آیت ۹۶) بیشک پہلا عبادت خانہ جو کہ لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ فرمایا: رب کے گھر کو لوگوں کے گھر سے امتیاز کے ساتھ پہچان' اور دونوں میں سے ہر ایک کی طرف اس کی شرط کے ساتھ توجہ کر۔ اس کا حق ادا کر۔ اس کے گرد طواف کر اور تجھ سے اس کے جو مناسب ہو اس کے ساتھ اس میں داخل ہو۔ پس جسم کے ساتھ جسم کے ساتھ قلب' قلب کے ساتھ اور روح' روح کے ساتھ اور ہر میدان کے لیے مرد ہیں۔ اسے سمجھو۔

اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنات الفردوس نزلا (الکھف آیت ۱۰۷) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے فردوس کے باغات ان کی رہائش گاہ ہوں گے۔ کے متعلق فرمایا کہ نزل مہمان کی وہ عزت ہے جس سے پہلی مہمان نوازی کی جاتی ہے۔ تو جب جنت الفردوس ان کا پہلا اعزاز ہو گا تو ان کا انتہائی اعزاز ہو گا؟ بلکہ احباب کا اعزاز کیسا ہو گا جن پر کبھی حجاب ہی نہیں۔ اسے سمجھو۔ فرمایا! دنیوی لذتوں پر تعجب ہے کہ اگر دائمی ہوں تو ملا

کس طرح ان کی حلاوت کو لے جاتا ہے۔ اور اگر زائل ہو جائیں تو ان کے پیچھے کس طرح ان کی رغبت اور غم لاحق ہوتا ہے۔ پس صاحب ایمان کے لیے اپنے پروردگار کی ملاقات کے بغیر کوئی راحت نہیں۔

فرمایا: نفس مدروکہ کو دیکھو جو کہ جدا ہو جاتا ہے۔ جس کی طرف تو اپنی طرف سے ''میں'' کہہ کر اشارہ کرتا ہے وہ کس طرح تیرے جسم کے تمام حصوں اور اعضاء کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور اسے ہر حصے اور عضو کے ساتھ کس طرح معنوی ربط اور خاص اثر ہے۔ کبھی تو وہ اسی کی مثل ہوتا جو نفس کو اس کے غیر کے ساتھ ہے۔ جیسے جسم کی پوری سطح کا ٹٹولنا' دونوں آنکھوں کے ساتھ دیکھنا اور دونوں کانوں کے ساتھ سننا وغیرہ اور کبھی اس کے خلاف اور جدا ہوتا ہے۔ جیسے صرف زبان کے ساتھ کلام کرنا اور صرف نوک زبان سے چکھنا' تو جن اعضاء و اجزاء کے ساتھ نفس تعلق رکھتا ہے اس کا حکم اسی طرح ہے جبکہ وہ نفس کلی ہے جو کہ تمام معانی کے ساتھ مزین ہے۔ اور جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اسے سمجھو۔

شیخ مظہر ربوبیت ہوتا ہے

فرمایا: شیخ اپنے مرید کے لیے سر ربوبیت کا مظہر ہوتا ہے اس لیے مرید کے لیے لازم ہے کہ اپنے شیخ کے امر کے پاس رک جائے اور اپنے شیخ سے دائیں بائیں توجہ نہ کرے۔ کیا تو نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا یہ قول نہیں سنا: **فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی** پھر کہا! **ویحکم اللہ لی**۔ پھر کہا **ارجعوا الی ابیکم**۔ (یوسف آیت ۸۰'۸۱) میں اس زمین کو نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک کہ مجھے میرا باپ اجازت نہ دے دے یا میرے لیے اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے۔ تم اپنے باپ کی طرف لوٹ جاؤ۔ پس واضح ہو گیا کہ مرید کے لیے اپنے شیخ کے سوا کوئی سمت نہیں جس کی طرف متوجہ ہو۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے شیخ کی حقیقت کے ساتھ متصف ہو اور دونوں کے مرتبوں کے درمیان غیریت کا حکم گر جائے تو اس کا قبلۂ توجہ جہاں سے بھی وہ شیخ متوجہ کرے جس کی حقیقت سے وہ مرید متصف ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس مسئلہ میں طویل کلام فرمائی۔

اور فرمایا: عالم کو چاہیے کہ ہر صراط مستقیم والے کے لیے قرآن کریم کو ہادی و راہنما مانے۔ پس اس سے جو ہدایت بھی اس سمجھنے والے کو سمجھ آئی ہے اس کا انکار نہ کرے اگر چہ اس کے اپنے فہم کے مخالف میں ہو۔ جبکہ **راسخین فی العلم** پر اس تاویل کے وقت اس میں ان کے غیر کے لیے راہنمائی ہے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ سب کچھ ہمارے پروردگار کے ہاں سے ہے۔ اور ہر قوم کے لیے راہنما ہے۔ اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے طریقہ اور راستہ مقرر فرمایا ہے۔ پس اسے سمجھو۔

اور آپ نے منکر نکیر کے بارے میں فرمایا کہ وہ دونوں میت کے پاس اس کے انکار اور اجنبیت کی صورت میں آتے ہیں۔ تو وہ اپنے نزدیک دلیل سے ثابت پختہ عقیدہ کے ساتھ برائی کا منکر اور بروں سے بے پہچان ہوگا تو اس کی وجہ سے اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہے گا۔ اور جو اس کے برعکس ہوگا تو سر کے بل آ ئے گا۔

نیز فرمایا کہ دنیا کے بادشاہ آخرت کے بادشاہوں کے محتاج ہیں۔ اور یہ بات دنیا میں آخرت کے بادشاہوں کی بے رغبتی اور سبحانہ وتعالیٰ کی ان پر عنایات کی وجہ سے دنیا میں بالکل ظاہر ہے۔ رہا دنیوی بادشاہوں کا غنی ہونا تو یہ اس کے درست یا غلط ہونے میں شک کرنے والے پر موت کے بعد ہی ظاہر ہوتا ہے جبکہ سانس ختم ہو جاتا ہے' اور نصیحت سے پہلے رسوائی سے بے خوفی ہوتی

ہے۔ نیز فرمایا جس نے تجھے اس کی طرف راہنمائی کی جس کی وجہ سے تو حق تعالیٰ کے غضب سے چھٹکارا پائے اور اس کی وجہ سے اس کی خوشنودی حاصل کرلے تو اس نے تیرے بارے میں شفاعت کی تو اگر تو نے اس کی اطاعت اور پیروی کی اور اس کا حکم بھول گیا تو بیشک تیرے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی گئی پس تجھے نفع پہنچا ورنہ ہم اس قوم کی حالت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جنہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے کیونکہ وہ نصیحت سے روگردانی کرنے والے تھے۔

(**اقول و باللہ التوفیق** ۔ یہاں سے ان نجدیوں یعنی ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکاروں کے برے انجام کا اندازہ کریں جو کہ سرے سے اہل اللہ کی بلکہ حضور سید الانبیاء المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نحوست سے عالم اسلام کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔ **محمد محفوظ الحق غفرلہ**)

میزان آخرت کی مثال

فرمایا: آخرت کے پلڑوں کا بوجھ مشقت کے معیار پر ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ تجھے کوئی سخی کہے کہ جو شخص میرے پاس کوئی چیز لائے گا میں اس کے وزن کے برابر اسے چاندی دوں گا۔ پس ایک شخص بڑی مشقت کے ساتھ اس کے پاس پتھر لایا تو اس نے اس کے وزن کے برابر اسے چاندی تول کردی' جبکہ ایک شخص اس کے پاس ایک پر لایا تو وہ اس کے وزن کے برابر اسے تول کردیتا ہے۔

فرمایا: تیرا جھونپڑی میں بیٹھنا جبکہ تو خواہشات کی قید سے آزاد ہو پختہ محل میں رہنے سے کہیں بہتر ہے' جبکہ خواہشات کا قیدی اور اپنے محبوب سے حجاب میں ہو اِسے سمجھ لے۔

اللہ تعالیٰ کے قول **و ایدناہ بروح القدس** (البقرہ آیت ۸۷) اور ہم نے اسے پاکیزہ روح کے ساتھ تقویت دی۔ کے متعلق فرمایا! روح جو کہ روح القدس سے حاصل ہونے والے فیض کی امین ہوتی ہے وہ فکر صادق ہے اور روح القدس وہ صاحب حکمت' عقل ناطق ہے کہ نفس حیوانی کی طرف حکم نافذ کرتی ہے جو کہ ہر مقام میں اس کے مطابق اسے رذائل سے پاک اور فضائل سے آراستہ کرتی ہے۔ اسے سمجھ۔

اللہ تعالیٰ کے قول **ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ** (یوسف آیت ۱۱۱) یہ قرآن ایسی بات نہیں جو یونہی گھڑ لی گئی ہو بلکہ یہ پہلی کتابوں کی تصدیق ہے' کے متعلق فرمایا کہ یہ اپنے کشف و بیان کے ساتھ اپنے سامنے حضور ایمانی کے ساتھ حاضر ہونے والوں کے دلوں میں ارواح صدق پھونکتا ہے۔ پس یوں وہ صادقین میں سے ہو جاتے ہیں اور رہی گزشتہ کتب کی تصدیق کہ اس کے مشمولات ان میں موجود مسائل کے مطابق ہیں تو یہ معروف چیز ہے۔ اسے سمجھ لو۔

فرمایا: وجد' نہیں' کے پیچھے چھپا ہوا ہے اور کوئی وجد' ہاں' کے پیچھے مخفی ہے تو حق کی طرف سے جو حکم نعمتوں کے ساتھ تیری آزمائش کے ذریعے تجھے پہنچے تو اس کا استقبال' ہاں' سے کر وہ تجھ پر اسے اپنی نعمتوں میں سے ایک نعمت کردے گا۔

فرمایا: معرفت کی مقدار کے مطابق محبت ہوتی ہے جبکہ محبت کی مقدار کے مطابق قرب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قول "یوما تتقلب فیه القلوب والابصار (النور آیت ۳۷) یعنی وہ دن جس میں دل گھبرا جائیں اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔" کے متعلق فرمایا: یعنی قلوب کا حکم جسموں کے حکم پر ظاہر ہو جائے گا تو جس کے دل میں خیر ہوگی وہ اس پر بالکل ظاہر ہوگی۔ رہا آنکھوں کا پھٹا رہ جانا تو وہ بصیرتوں کے حکم کا آنکھوں میں ظاہر ہونا ہے تو جس کا اس کی دنیا میں دیکھنا صحیح نہ ہو سوائے اس پر ایمان لانے کے وہ اسے قیامت میں عیاں طور پر دیکھے گا اور جو بھی اس چیز کو اس وقت دیکھتا ہے جسے لوگ نہیں دیکھتے تو اس نے جو کچھ دیکھا وہ اس وقت اس کے ساتھ قائم ہے۔

فرمایا: عقل مند اپنی عزت کا بخیل اور جسم کا سخی ہے اور اس کی ضد اس کے برعکس ہے۔

فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تصدیق و ہدایت کی طرف قریشیوں میں سب سے اس لئے سبقت لے گئے کہ آپ کا ان خلاف ہدایہ، چیزوں سے رابطہ انتہائی کمزور تھا جن پر وہ لوگ براجمان تھے۔

روزے کی حقیقت

فرمایا: لغت میں صوم ایک امر پر ثابت رہنے کا نام ہے کیونکہ لوگ 'صائم النہار' اس وقت بولتے ہیں جب سورج اپنے مستوی پر ٹھہر جائے۔ پس نذرت للرحمٰن صوما (مریم آیت ۲۶) میں نے رحمٰن کے لئے روزے کی نذر مانی ہے" یعنی میں نے رحمٰن کے لئے صرف اسی کے مشاہدے پر ثابت رہنے کی نذر مانی ہے پس میں اس کے ماسوا کا مشاہدہ نہیں کروں گی اور اسی طرح کی اور مثالیں ہیں اور تیری عمر کی قسم روزہ کیا ہے سوائے حق کے لئے اور اس میں قائم رہنے کے۔ اسے سمجھ لے۔

اور فرمایا: جس نے حق کو پہچان لیا تو اس کے تمام اوقات لیلۃ القدر ہیں۔

اور ان اللہ جمیل و یحب الجمال کے متعلق فرمایا: اس میں اس سمت اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ کوئی بھی اس کے بندوں میں نقص نہ دیکھے ظاہر میں نہ باطن میں کیونکہ عبد اپنے مولیٰ سے ہے اور اس کا کام اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ اس وضاحت سے معلوم ہوا جو شخص اہل اللہ کے عیب تلاش کرتا ہے اور انہیں عوام کی سطح پر دیکھتا اور سمجھتا ہے وہ محروم ازلی ہے۔ ذات حق کے فیصلہ سے تصادم کرتا ہے بلکہ وہ بالواسطہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر اعتراض کرتا ہے۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جماعتہ بے دولتاں کہ طعن در اہل اللہ فی نمایند ہجو ونکوہش آں جماعہ مجوز است بلکہ مستحسن" یعنی بدبختوں کا جو گروہ اہل اللہ کی شان میں طعن و تشنیع کرتا ہے ان کی مذمت جائز ہے بلکہ عندالشرع پسندیدہ عمل ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

عارفین کی خدمت کی برکت

فرمایا: جو چاہتا ہے کہ رب العالمین کی نگہبانی میں رہے اسے چاہئے کہ صدق دل سے اولیاء عارفین کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولسلیمان الریح عاصفة تجری بامره الی الارض التی بارکنا فیها (الانبیاء آیت ۸۱) اور ہم نے سلیمان کے لئے تند و تیز ہوا کو فرمانبردار بنا دیا وہ ان کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی تھی جسے ہم نے بابرکت بنا دیا تھا۔ آگے فرمایا ومن الشیاطین من یغوصون له ویعملون عملا دون ذالک وکنالهم حافظین (آیت ۸۲) اور ہم نے وہ شیاطین مسخر کر دیئے جو کہ ان کے لئے سمندروں میں غوطہ زنی کرتے اور اس کے علاوہ اور کام کرتے اور ہم ہی ان کے نگہبان تھے۔ دیکھو

اللہ تعالیٰ نے شیاطین کی کس طرح حفاظت فرمائی کیونکہ وہ اس کے ارباب معرفت اولیاء کی خدمت میں مصروف تھے اور رب العالمین کی نگہبانی کا معنی یہ ہے کہ نافرمانیوں سے بندے کی حفاظت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے قول کلا ان معی ربی سیھدین فاوحینا الٰی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم (الشعراء آیت ۶۲، ۶۳) آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔ پس ہم نے موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ اپنے عصا سے سمندر کو ضرب لگاؤ تو سمندر پھٹ گیا اور پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہوگیا۔'' پس یہ وحی صرف حرف ''فا'' کے ساتھ اس قول پر اس لئے مرتب فرمائی کہ اس سمت اشارہ ہو کہ جو شخص صدق نیت کے ساتھ یہ قول کہے گا اس کا پروردگار اس کے ارادے کے بارے میں درست رہنمائی کا الہام فرمائے گا۔

فرمایا: جو مقام احسان میں داخل ہوا بیشک وہ اپنے شباب اور مکمل نشو ونما کو پہنچا گرچہ بچہ ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولما بلغ اشدہ واستوٰی آتیناہ حکما و علما و کذالک نجزی المحسنین '' (القصص آیت ۱۴) جب موسیٰ اپنے شباب کو پہنچ گئے اور ان کی نشو ونما مکمل ہوگئی تو ہم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا اور نیکوکاروں کو ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں یعنی ان کے احسان اور اپنے معبود کے مشاہدہ پر۔

محبت اور توحید واخلاص باہم لازم وملزوم

فرمایا: محبت کے ساتھ توحید واخلاص گردش کرتے ہیں تو جو بھی کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس میں کوئی دوسرا اس کا شریک ہو۔ حتیٰ کہ مرد اپنی عورت سے محبت کرتا ہے تو کسی شریک کو برداشت نہیں کرتا اور اسی طرح عورت بھی۔ تو اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت فرماتا ہے اس کے دل کو اپنی خوشنودی کی محبت سے معمور فرما دیتا ہے اور جس بندے کو ناپسند فرمائے اس کے دل میں اپنی ناپسندیدہ چیزوں کی محبت بھر دیتا ہے۔

فرمایا: شاگرد کی روح استاد کی روح سے ہے اور فائدہ لینے والے کی عقل فائدہ دینے والے کی عقل کے سامنے اصل سے فرع ہے جو مرید اپنے شیخ اور رہنما کے بغیر کمال کا ارادہ کرے وہ مقصود کے راستہ سے بہک گیا کیونکہ پھل صرف گٹھلی کے وجود سے کامل ہوتا ہے جو کہ اس کی اصل ہے۔ اسی طرح ہر مرید اپنے شیخ کے وجود سے ہی کمال پاتا ہے جو کہ اس کے نزدیک اس کے نفس، روح، قلب اور فواد کی حقیقت کے ساتھ متعین ہے، اسے سمجھ لے۔

فرمایا: گمراہی کے امام کی پیروی گمراہی والے ہی کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کی گمراہی کی صورت ہے جو ان کے لئے شکل میں ظاہر ہوئی ہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے دیکھا اور اس کی طرف مائل ہوئے اور جس نے ذرہ برابر برائی کی اسے شکل میں دیکھے گا اور اسی وجہ سے ہر وہ شخص دجال کی پیروی کرے گا جس کے دل میں کفر ونفاق ہوگا جبکہ ہدایت کے امام کا حکم اس کے برعکس ہے اس کی پیروی صرف ہدایت والے ہی کرتے ہیں نیز فرمایا: وہ باطل سے کیونکر ڈرے جس نے حق کو پہچان لیا۔

فرمایا: ہر طالب حق ہی کو طلب کرتا ہے لیکن کبھی وہ اس میں کامیاب ہوتا ہے درآنحالیکہ وہ حق ہے پس وہ کشف کے طور پر اس کی عبادت کرتا ہے اور کبھی اس میں کامیاب ہوتا ہے درآنحالیکہ وہ وہم ہے پس وہ اس کی عبادت حجاب کے طور پر کرتا ہے ہر عبادت

کرنے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عابد سے مراد عام اہل اسلام میں سے ایک موحد ہے۔ اسے سمجھ لے اور اپنے کو غلطی سے بچا۔

تعلق بالغیر بہرحال نقصان دہ ہے

فرمایا: جو اپنے مولیٰ کے غیر سے تعلق قائم کرتا ہے وہ اسے نقصان دیتا ہے۔ یا تو اس طرح کہ اس سے محبت کرتا ہے۔ پس وہ چیز اسے اس کے مولیٰ سے ایسے امر میں مصروف کر دیتی ہے جس سے اسے فتنہ لاحق ہوتا ہے یا اسے برا جانتا ہے پس وہ اسے اس کے مولیٰ سے ایسے امر میں مشغول کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسے غم لاحق ہوتا ہے۔ پس مومن کے لئے اپنے مولیٰ کی ملاقات کے بغیر کوئی راحت نہیں اور یہ اپنے پروردگار کی ملاقات سے مشرف نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں اس کے غیر سے تعلق موجود ہے۔ پس ساری خیر غیر سے منقطع ہونے میں ہے۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: تمام اعمال صرف اس لئے شروع ہوئے کہ انہیں جاری کرنے والے کی یاد رہے تاکہ اسے بھولیں نہیں اور اس کے غیر کی طرف مائل نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اقم الصلوۃ لذکری (طٰہٰ) یعنی میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

فرمایا: ہر دور میں خلیفہ وہ ہے جو کہ اس میں نظام عبودیت کے حسن کے ساتھ' اس اعتراف کے ساتھ پورے طور پر قائم رہے کہ نظام ربوبیت کے ساتھ پورے طور پر قائم رہنے کے باوجود بندہ ہے یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ جو کچھ وہ لایا ہے وہ اس کے رب کا ہی ہے اور اس کے رب کے لئے ساری خوبیاں ہیں۔ اسے سمجھو۔

حلم و درگزر کی فضیلت

فرمایا: اگر تو چاہے کہ تیرے دور و نزدیک کے بھائی تیری محبت پر قائم رہیں اور ہر زبان کے ساتھ تیری تعریف کریں تو ان کے ساتھ بردباری اور درگزر کے ساتھ سلوک کر اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کر "ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا (فاطر آیت ۴۱) بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ زائل ہونے لگیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد کوئی نہیں روک سکتا۔ بیشک وہ بڑا بردبار بخشنے والا ہے۔ پس اس نے تجھے بتا دیا کہ حلیم و غفور کے بعد انہیں روکنے والا کوئی نہیں۔

ماسوا سے تعلق اور انقطاع

فرمایا: جب انسان اپنے قلب کو حضرت رحمٰن کی بجائے کائنات میں مشغول کر لے تو ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ اس نے اپنے نفس کو اپنے بندے کا بندہ بنا دیا اور جس نے اپنے قلب کو حضرت رحمٰن جل شانہ کے ساتھ مشغول کیا اس نے عزت پائی کیونکہ اس نے اپنے نفس کو اس کے مقصد اور بزرگی کی طرف پھیر دیا۔ میں نے ہر شے کو تیری خاطر پیدا فرمایا اور تجھے اپنی خاطر پیدا فرمایا تو جو چیز تیری خاطر پیدا کی گئی اس میں مشغول ہو کر اس مقصد سے بیگانہ نہ ہو جس کی خاطر تجھے پیدا کیا گیا۔ کیا تو دیکھتا

نہیں کہ کوئی بڑا آدمی امیر ہو یا وزیر جب اپنے آپ کو کسی عورت کی محبت میں جس سے نکاح کرتا ہے یا چار پائے کی محبت میں جس کی مذمت کرتا ہے مشغول کرتا ہے تو قلوب اپنی عقلوں کے ساتھ اسے حقیر جاننے لگتے ہیں اگرچہ ظاہر میں رغبت کرتے ہوئے یا ڈرتے ہوئے اس کی تعظیم کریں جبکہ آدمی گرچہ کمزور ہو جب اپنے قلب کو اپنے پروردگار کے ساتھ متعلق کر لیتا ہے تو قلوب اپنی عقلوں کے ساتھ اس کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں اگرچہ تماشا اور تکبر کے انداز میں اس سے روگردانی کریں۔ اسے خوب سمجھ لو۔

فی الارض خلیفة کی تخصیص کیوں؟

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفة میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں اور وعدہ فرمایا کہ انہیں نچلی کائنات کا خلیفہ بنایا جائے گا کیونکہ وہ اس وقت آسمان میں ملاء اعلیٰ کے خلیفہ تو تھے ہی کیونکہ وہ سب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔

اور فرمایا ہر زمانے میں مظاہر میں سب سے زیادہ کامل وہ ہے جو اپنے کشف و بیان کے ساتھ وہ حقائق ظاہر کرے جنہیں لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گمان نہ کریں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کا وہ غیب ہے جس پر اسی کو آگاہی بخشتا ہے جسے چن لے۔

فرمایا: جب بدن رزق کے فکر میں مشغول ہو جائے جبکہ اس کی طرف متوجہ ہونے سے دل راحت پائے تو یہ ایسی چیز میں مشقت اٹھانا ہے جس کی ضرورت نہیں اور جب بدن اس کے فکر سے فارغ ہو جائے جبکہ دل اس میں مشغول ہو تو یہ ایسی چیز سے محبت کرنے کا عذاب ہے جو کہ حاصل نہیں۔ پس دونوں ہی عذاب ہیں۔ اسے سمجھو۔

کامل کون ہے؟

فرمایا: کامل وہ ہے جو کسر نفسی کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا رب اسے پاک فرمائے۔ پس اس سے پرہیز کر کہ تو ایسے کی پیروی کرے جو کہ زبان خلق کے ساتھ انا ربکم الاعلیٰ کہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تجھے دنیا و آخرت کے عذاب میں پکڑ لے گا۔ اس کی مثال تو کتے کی مثال ہے۔ بلکہ اس کی پیروی کر جو کہے رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر (القصص) اے میرے پروردگار میں اس خیر کا محتاج ہوں جو تو میری طرف نازل فرمائے۔ فاوجس فی نفسه خیفة موسیٰ قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ (طٰہٰ) اور موسیٰ نے اپنے جی میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے فرمایا ڈر نہیں بیشک تو ہی سر بلند ہے۔ پس اسے سمجھ۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ اسے اس کا رب پاک فرمائے' کا مقصد یہ ہے کہ اپنے بندوں کے دلوں میں اس کی تعظیم ڈال دے اور ان کی زبانیں اس کی خوبیوں کے حسن کے بیان میں کھولے یا نہ کھولے۔ پس وحی منقطع ہو چکی ہے صرف الہام صحیح ہی باقی ہے اور وہ کبریت احمر سے زیادہ نایاب ہے۔ واللہ اعلم۔

خداداد نعمتوں کے دوام کے لئے حکمت عملی

فرمایا: جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمودہ خوبیوں کی خلعتیں ہمیشہ رکھے تو انہیں اپنے رب کی طرف منسوب کرے اور ان کی وجہ سے اس کی حمد کرے۔ پس جب اپنے قلب سے علم محسوس کرے تو فوراً کہے ربی هو العلیم یعنی میرا رب ہی علم والا ہے قدرت محسوس کرے تو کہے اَبِی. هُوَ الْقَدِیْرُ۔ میرا رب ہی قدرت والا ہے اور اسی طرح سب معانی کے متعلق کہے۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: جسے فہم حاصل ہوا وہ اس چیز سے جس سے لوگ غافل ہیں اور انہوں نے اسے کھیل بنا رکھا ہے حکمت و رہنمائی نکال لیتا ہے بیشک اس نے بحرِ ظلمات میں غوطہ لگایا اور اس سے چمکتے موتی نکالے۔ پس وہ اس کے حق میں بحرِ نور ہے۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: معانی اپنے ڈھانچوں کی سیپوں کے جواہر میں ہیں۔ پس ایک قوم کے جواہر دوسری قوم کے سیپ ہیں۔ اسے سمجھ۔ ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے۔

فرمایا: جب تو اپنے گناہوں کو یاد کرے تو ان پر **لا حول و لا قوۃ الا باللہ** نہ کہہ بلکہ یہ کہہ **رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی انک انت الغفور الرحیم** ۔ اے میرے پروردگار! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس میری بخشش فرما کہ تو ہی نہایت بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ اسے سمجھو۔

غافلوں کی صحبت سے پرہیز کرو

فرمایا: جس نے اپنے پروردگار سے روگردانی کرنے والوں کی صحبت سے زینت حاصل کی اس نے اپنے متعلق یہ ندا دی کہ وہ ان میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسوا فرمایا اور جسے اللہ تعالیٰ رسوا فرمائے اسے کوئی عزت بخشنے والا نہیں۔ پس تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کو سمجھ **فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا** (النجم آیت ۲۹) آپ اس سے رخِ انور پھیر لیں جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور صرف دنیوی زندگی کی خواہش رکھتا ہے۔ اور تو سب کا سب ہماری طرف متوجہ ہو جا غنیمت پائے گا۔ واللہ اعلم۔

فرمایا: جو چیز تیرے قلب کو تیرے رب سے غافل کر دے وہ تیرے رب کی دشمن ہے۔ تو جس نے اس چیز سے روگردانی کی اور اس سے کٹ کر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہو گیا اور اپنے قلب و جسم کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا تو وہی حق کی طرف رجوع کرنے والا بردبار ہے۔ پس اسے سمجھو اور اپنے حال پر غور کر کیونکہ دشمن کا دوست دشمن ہے۔ اپنے پروردگار سے محبت کرنے والے کے سوا کسی سے محبت نہ کر اور وہ ایسا شخص ہے جو تجھے تیرے رب کی یاد دلاتا ہے۔

فرمایا: حقیقت میں تیرا باپ صرف وہ ہے جس کے کشف اور بیان سے تیرے نفس کی صورت پیدا ہوئی حتیٰ کہ بالفعل عقل ہوئی۔ رہا تیرے جسم کا باپ تو وہ مجازی طور پر تیرا باپ ہے کیونکہ تو یہ جسم نہیں ہے بلکہ اس کی روح ہے تو جب تیرے جسم کا باپ تجھے تیری روح کے باپ سے غافل کر دے تو تجھ پر اپنے جسمانی باپ سے بیزاری واجب ہے اور تجھے حلال نہیں کہ اپنے حقیقی باپ کے سوا دعویٰ کرے کیونکہ یہ اس کے فاعل سے کفر ہے۔ اسے سمجھو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول پایا گیا ہے **النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجه امھاتھم وھو اب لھم** (الاحزاب آیت ۶) نبی کریم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور آپ ان کے باپ ہیں۔ ضمیر فصل اور اسے لفظ 'اب' سے پہلے لانے سے تجھے اس امر پر دلالت ملتی ہے کہ حقیقت میں آپ کے سوا ان کا کوئی باپ نہیں ہے' کیونکہ اس ضمیر اور اس کی تخصیص کی وجہ سے یہ مقام تخصیص کا ہے اور اگر تو ہماری مہک پانے والا ہے اور تیرے نفس کا جوہر خلق جدید کے متعلق شک سے پاک ہے تو تجھے آپ کا یہ ارشاد کافی ہے کہ ہر نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے نسب کے۔ واللہ اعلم۔

امر شیخ کی پابندی

فرمایا: جب تک مرید اپنے شیخ کے حکم کے تحت رہتا ہے اس کی ترقی جاری رہتی ہے۔ اگر وہ اپنے شیخ سے قولاً اور فعلاً ہونے والے فیض پر بھروسہ کر کے اس کے حکم سے نکل جائے تو اس کی مثال آسمان کی طرف اچھالے گئے پتھر کی طرح ہے جب تک اچھالنے والی قوت اس کے ساتھ رہے وہ اوپر اٹھتا رہتا ہے لیکن جیسے ہی اس میں کمزوری آئی وہ زمین پر آرہتا ہے۔ پس اپنے شیخ کے حکم کے تحت وہ غنیمت پائے گا۔

فرمایا: جب تک تو اسے اپنے جی میں چھپائے گا اور اپنے دل میں مخلوق سے چھپائے رکھے گا یہ اس دن ظاہر ہو جائے گا جس دن دل گھبرا جائیں گے اور سب راز فاش کر دیئے جائیں گے۔ پس اسے سمجھ لے اور کوشش کر کہ تیرے باطن میں حق کے سوا کچھ نہ ہو۔ اسے غنیمت جان اور سمجھ لے۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے قول وجادلھم بالتی ھی احسن (النحل آیت ۱۲۵) اور ان سے اس انداز سے بحث کریں جو بڑا پسندیدہ ہو" کے متعلق آپ نے فرمایا بالتی ھی احسن اس بحث سے عبارت ہے جس سے حق کو تسلیم کرنا اور اس کے حکم پر یقین کرنا حاصل ہو جائے۔ اگر یہ مقصد استدلال اور بحث سے حاصل ہو جائے تو یہ احسن ہے اور اگر ترغیب کے بغیر حاصل نہیں ہوتا تو پھر ترغیب احسن ہے اور اگر ترہیب کے بغیر حاصل نہیں ہوتا تو پھر ترہیب احسن ہے۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: تیرا مرشد جس کے ساتھ تجھے اللہ تعالیٰ اس چیز کی ہدایت فرمائے جو تیرے پروردگار کے ہاں تیرے لئے بہتر ہے وہ تیرے پروردگار کا دربار ہی ہے۔ تیرا قول و فعل اسی کے ساتھ ہو اور جب بھی تیرا نفس تجھے اس کی طرف بلائے تو اپنے پروردگار کی رضا معلوم کئے بغیر اس میں جلدی نہ کر اور جب تیرا رب اس کی طرف بلائے تو جلدی کر اور کاہلی نہ کر کہ تیرا نفس راضی ہو کیونکہ تیری فلاح اس کے حکم کی تعمیل میں ہے تیری شہوت میں نہیں۔

فرمایا: ذوات الذوات ہر معلوم کے پیچھے ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ذوات الذوات سے مراد روح کلی ہے جس سے تمام ارواح نکلی ہیں۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: ۷۹۹ھ میں مجھے الہام کیا گیا جس کی صورت کچھ یوں ہے "اے علی! ہم نے ارواح کو ان کے اجسام کی لحدوں سے نکالنے کے لئے چن لیا۔ اسے سن ولا تتبع اھواء الذین لایعلمون انھم لن یغنوا عنک من اللہ شیئا وان الظالمین بعضھم اولیاء بعض واللہ ولی المتقین ۝ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر جو بے علم ہیں۔ وہ لوگ اللہ کے مقابلے میں تجھے قطعاً کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔
(الجاثیہ آیت ۱۸، ۱۹)

فرمایا: مشائخ کے نفوس ناطقہ ان کے حقائق کے سورجوں کے مطالع ہوتے ہیں اور ان کے علماء ان کے باریک معانی کے چہروں کے آئینے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قول انلزمکموھا وانتم لھا کارھون (ہود آیت ۲۸) کیا ہم اسے تم پر جبراً مسلط کریں گے درآنحالیکہ تم اسے

ناپسند کرتے ہو۔'' کے متعلق فرمایا: شان سیادت اسے حاصل نہیں ہوتی جو اس کی خواہش کرے اور جو اس کا انکار کرے اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ پس محبت اور خلوص کو لازم کر جبکہ تیرا محبوب عطاء و تخصیص کا مالک ہے۔

اصطلاح طریقت میں مرد و عورت

فرمایا: مرد قدسی احسانات کے لئے ہیں اور عورتیں ظاہری زیب و زینت کے لئے ہیں۔ جس خاتون کی ہمت قدسی احسانات کے ساتھ متعلق ہو وہ مرد ہو جاتی ہے اور جس مرد کی ہمت ظاہری زیبائش سے متعلق ہو وہ عورت ہو جاتا ہے۔ نیز فرمایا: جس نے علماء اور عارفوں کی تصدیق کی وہ مرد ہے گرچہ عورت ہو اور جس نے ان کی تکذیب کی وہ عورتوں سے ہے گرچہ مذکر ہو اور یہ اس لئے کہ عارف باللہ حضرات کلمہ تامہ صادقہ ہیں جبکہ علماء کتاب جامعہ ہیں۔

فرمایا: چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق میں سے یہ بات تھی کہ آپ کسی سے ایسے انداز میں روبرو نہیں ہوتے تھے جو اسے ناپسند ہو تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ جزا دی کہ آپ کی امت کو اس میں پائے جانے والے عیوب و نقائص پر تنبیہ کرنے کے لئے سابقہ امتوں کے عیوب کا ذکر کر کے نصیحت فرمائی جس کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا گیا تاکہ وہ اپنے غیر کی حالت دیکھ کر ان عیوب سے رک جائیں اور اچھی عبرت حاصل کریں۔

اور فرمایا: عقل مند اپنے نفس کی تعریف اپنی گفتگو سے کرتا ہے نہ ہی اس کی مذمت اپنے حال سے مگر ایسی حکمت کے لئے جو کہ اس کے کمال سے نقص کی نفی کرے۔

فرمایا: اپنے معتقد کے بارے میں بے خوف نہ رہ اگرچہ وہ تیرے لئے اپنی طرف سے انتہائی سکون کا اظہار کرے۔ نفس کو تو وہاں سکون ملا جہاں اس کی استدلالی عقل نے گمان کی رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ اسے احوال، اعمال اور عوارض کے چھلکے کے ساتھ باندھ لیا اور گمان منسوخ ہو جاتے ہیں اور عوارض باقی نہیں رہتے۔ گویا تو ایسی رسی کے ساتھ ہے، جو کھل گئی یا ٹوٹ گئی اور باندھا ہوا اپنی وحشت اور خرابی کی طرف لوٹ آیا اور محب آگ سے قرار کے مقام میں ہے وہ وہی چاہتا ہے جو تو چاہتا ہے۔ اس کو تیری ذات نے مشغول رکھا ہے گرچہ تیری صفات بدلتی رہیں۔

اور فرمایا: محبت آنکھ کی پتلی کی طرح ہے اس کا وجود چھوٹا ہے مشاہدہ بڑا ہے لیکن وہ کسی عارض سے متاثر نہیں ہوتا اور عوارض اس کے مشاہدہ کو کمزور نہیں کرتے۔ پس اس اعتبار سے آنکھ سے ممتاز اور گرانقدر ہے۔

نیز فرمایا: محب قلیل ہیں اور معتقد بہت ہیں اور جو شے قلیل مگر نفع بخش ہو وہ اس کثیر شے سے بہتر ہے جو غافل کرے اور ضرر کے لئے لہو کافی ہے۔

فرمایا: جو گمان کرتا ہے کہ اس نے اعتقاد کے ساتھ مراد حاصل کر لی وہ ایسا ہے جو ہر وادی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بے راہ ہو گیا اور جسے اللہ گمراہ فرمائے اور اس کا کوئی ہادی نہیں اور جسے پتہ چل گیا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف واصل ہو گا تو یہ رکنے اور گمراہ ہونے سے دور ہے اور جسے اللہ ہدایت عطا فرمائے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔

فرمایا: جب تو نے حق پانے والے کو اس حیثیت سے پہچان لیا کہ حق پانے والا ہے تو وہ وجہ حق ہے جس کے ساتھ وہ تیرے

سامنے آیا ہے اس کی طاقت لازم کر لے اور ان میں سے ہو جا جو کہ تیرے پروردگار کے ہاں ہیں اس کی عبادت سے انکار نہیں کرتے اور اس کی تسبیح پڑھتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

فرمایا: جب تیرے نزدیک تمام اشیاء اس حکمت سے رنگین ہیں۔ جسے تو صرف خوبیاں اور انعام کرنے والے کی حمد کے جلوے ہی سمجھتا ہے تو حقیر سی شے بھی منعم حقیقی کی تسبیح و ذکر ہے اور اس موضوع پر طویل گفتگو فرمائی۔

فرمایا: بادشاہ کو چاہئے کہ اس سے چھپ کر اس کی ناراضگی کا عمل کرنے والے سے صرف نظر کرے اور اسے سزا دینی چاہئے جو کہ اس کے سامنے کھلے عام ایسا کام کرے۔ کیونکہ اسے کھلا چھوڑنے سے نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اسے سمجھ اور پرہیز کر۔ پس معلوم ہوا کہ مشاہدہ کے باوجود حق کی مخالفت فوری سزا کو واجب کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلما آسفونا انتقمنا منهم (زخرف آیت ۵۵) تو جب انہوں نے ہماری ناراضگی کا کام کیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔ اور ایک سجدہ ترک کرنے پر جس کا کہ معاینہ کے وقت شیطان کو حکم دیا گیا تھا اسے لعنت کرنے کا اشارہ اسی طرف ہے اور اس کے علاوہ کتنے لوگ ہیں جو بے شمار نمازیں حجاب اور جہالت کی بنا پر ترک کئے ہوئے ہیں انہیں چھوڑ رکھا ہے اور فوری سزا نہیں دی گئی۔ اسے سمجھو۔

اللہ تعالیٰ کے قول انی ذاهب الی ربی (الصافات آیت ۹۹) میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ یعنی میں اپنے رب کے وجود میں عدم ہوں کوئی قوت ہے نہ قدرت۔ میرا تو سب کام میرے پروردگار کے لئے ہے۔ اسے سمجھو۔ فی الحقیقت وہاں تو اللہ ہی ہے پس جب تو اسی سے معمور ہو تو ہر شے تجھے یکتائے زمانہ سمجھے گی۔

فرمایا: رب تعالیٰ اپنے بندوں پر دینی فتوحات فرماتا ہے جو ان کے عقل و ادراک سے مخفی ہوں تو اس کی فتوحات ان کے لئے نصیحت ہے۔ فذکر انما انت مذکر (الغاشیہ آیت ۲۱) آپ انہیں سمجھاتے رہیں آپ کا مقام سمجھانا ہے۔

فرمایا: حق مبین اپنے مخصوص ناطقی زمانی عین سے جب بھی متعین ہو تو اسے استدلال و ادراک کے ملائکہ اس کے بارے میں کہتے ہیں اتجعل فیہا الخ اور وہ اسی طرح رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے رہبوت کے ساتھ نزول اجلال فرماتا ہے اور اپنے سلطان جبروت کا ہاتھ پھیلاتا ہے اور اسے ان کے ممالک کو اپنے ملکوت کے تحت داخل کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ پس اس وقت وہ اس کے حضور سجدے میں گر جاتے ہیں اور اس کا دشمن سیاہ وہم کا شیطان اس کی عداوت پر کمربستہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے علاوہ ہر حاکم کو اس سے نکالنے کا حیلہ کرتا ہے اور اس کی علامت کا اعلان ہو چکا پس فرمایا: جو چیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے وہ شے جو بھی لائے گا اس کی مخالفت کی گئی اور دوسرا ارشاد ہے کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام آزمائے جاتے ہیں اور عاقبت انہی کے لئے ہوتی ہے۔ پس صبر کرو، معاف کرو اور درگزر کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم ظاہر فرمائے اور اس کی تجلی فرمائے۔ اسے سمجھ لو۔

فرمایا: اگر کوئی شخص تیرے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کرے تو تو اس کے ساتھ جوانمردوں کا سا سلوک کر پس ہر ایک اپنے طور پر عمل کرتا ہے جو کہ اس کی جزا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف تیری راہنمائی کرنے والے کا ہر اس شے پر فضل جس کی تو اس کی امداد سے امید کرتا ہے ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فضل ہے۔ اسے سمجھ لے کیونکہ حق کی طرف تیری رہنمائی کرنے والا حق کی وہ نگاہ ہے جس کے ساتھ وہ تیری طرف دیکھتا ہے اور اس کا وہ چہرہ ہے جس کے ساتھ تجھ پر متوجہ ہوتا ہے۔ پس پہچان، لازم کر اور غور کر تو کیا دیکھ رہا

ہے۔ پس سمجھ لے۔

فرمایا: یہ طلب مت کر کہ تیرا مرشد الی الحق تیری حدود میں پابند ہو کیونکہ اگر تجھے یہ معرفت حاصل نہیں کہ وہ تیرا احاطہ کرنے والا ہے تو تو یہ تو پہچانتا ہے کہ وہ قیام میں تجھ سے بڑا اور مقام میں تجھ سے زیادہ وسیع ہے اور بہت بڑا اور وسیع اپنے سے کم میں کیسے پابند ہوسکتا ہے؟ تجھے یہی کافی ہے کہ عین اور اثر کے اعتبار سے تیری استعداد کے مطابق اس کا حکم تجھ پر غالب ہو۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: مخلوق حق کی مبنی برعلت محبت سے خالی نہیں۔ سچی محبت علل سے بالاتر ہے پس اسے سمجھ لو۔ اسی لئے حق کے لئے سچی محبت صرف حق ہی پاتا ہے اور جب اسے پالے تو پھر کبھی گم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے کلمات کے لئے تبدیلی نہیں ہے۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: محبت کی زبانیں نااہلوں پر عجمی ہیں جب کہ اہلیت والوں کے لئے روشن عربی زبان ہے۔ فرمایا: تیرا اپنی تخلیق کے نفس سے مجرد ہونا صحیح نہیں جب تک کہ مخلوق کی محبت کا شغل تجھے اپنے حق سے مشغول رکھے۔ فرمایا: دنیا غافلوں کے لئے برزخ گذرنے والوں کے لئے' دوزخ شیطانوں کے لئے اور جنت جنات کے لئے چھوڑ دے اور کہہ اے فیصلہ کرنے والے (رب کریم) کے بندو! **سلام قولا من رب رحیم** - رب رحیم کی طرف سے سلام فرمایا جائے گا۔

فرمایا: جو اپنے نقص پر مطلع ہوا وہ حال سے قال پر قناعت نہیں کرتا۔ فرمایا: اگر تو دائیں متوجہ ہو تو تجھے انوار ڈھانپ لیں گے اگر بائیں دیکھے تو تجھے آگ کے شعلے لپیٹ میں لے لیں گے اور اگر تو کسی سمت توجہ نہ کرے تو اپنے محبوب کو بلا حجاب پالے گا اور محبوب سے' حجاب عذاب ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب کھول دے۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: جب تک تو ضدوں کے درمیان ہے تو مغلوب ہے اور جب خالص اسی کا ہو جائے جس کی ضد نہیں تو اس مغلوبیت سے چھوٹ جائے گا۔

برکاتِ شیخ

فرمایا: شیخ کو پانے میں وہی کامیاب ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ ہو کیونکہ وہ تجھے واصل باللہ کرتا ہے اگر تو اسے پالے تو اس کے حضور سر تسلیم خم کر دے سلامتی اور غنیمت پائے گا۔

فرمایا: تیرا شیخ تیرے حوالے سے تجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور تجھ پر اس کی رحمت ہے۔ پس تیرا اس کی صفات سے متحقق ہونا اس سے حاصل شدہ تمام فیوض سے زیادہ بہتر ہے۔ **قل بفضل اللہ وبرحمته فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون** (یونس آیت ۵۸) اے حبیب پاک! آپ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر چاہیے کہ خوشی منائیں یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جنہیں وہ جمع کرتے ہیں۔

فرمایا: قلب رب کا گھر ہے اس کی عمارت اس کے ساکن کا وجد ہے اور اس کا ساکن اس کی روح ہے اور وہ کعبہ کا مالک نہیں اور کوئی مخلوق اس کی مالک نہیں اور اس کی طرف ملائکہ آتے رہتے ہیں اور اس میں وہاں سے داخل ہوتے ہیں کہ بشر کو اس کی مثال کا شعور نہیں۔ **اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لایستوون عند اللہ واللہ لایھدی القوم الظالمین ۝ الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم**

وانفسھم اعظم درجة عند الله واولئک ھم الفائزون (الانفال آیت ۱۹، ۲۰) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد حرام کو آباد کرنے والے کو اس شخص کی طرح ٹھہرا لیا جو کہ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک یکساں نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا جو ظالم ہیں۔ جاھدوا فی سبیل الله باموالھم وانفسھم پس مال اور نفس انہیں محجوب نہیں کرتے۔ واولئک ھم الفائزون یعنی اپنے رب سے واصل ہونے میں کامیاب ہیں۔

فرمایا: اور تیرے نزدیک جو عظیم المرتبت اور عالی مقام ہے جب تو اسے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لئے تواضع کرتا اور اس کی خشیت سے علم وحکمت کے طور پر لرزاں دیکھے تو اس کے قدم تھام لے کیونکہ وہ وہی ہے جو کہ انوار نورانیہ تیرے صور کے صور میں پھونکتا ہے اور اسرافیل پر سلام ہو اور تو کیا جانے اسرافیل کیا ہے؟ اور اس پر سلام جس نے ہدایت کی پیروی کی اسے سمجھو۔

فرمایا: ثابت قدم رہ بڑھے پھولے گا۔ وہ درخت کبھی پھلتا پھولتا نہیں جس کا وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں گزرا۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: اگر ادراک میں لامتناہی کی صورت متناہی نہ ہوتی تو فہم اس کا احاطہ نہ کر سکتا اسے سمجھو۔

فرمایا: اگر تو احد کے ساتھ تحقق چاہے تو اپنے تمام مراتب خارجیہ کی فنا کے لئے تیار ہو جا اور اس کے آگے کئی خطرات ہیں جن کا مقابلہ وہی کرتے ہیں جو صبر کرتے ہیں اور یہ مقام صرف حظ وافر رکھنے والوں کو عطا ہوتا ہے۔

فرمایا: مرتبہ تحقیق میں ہو یا پھر مرتبہ تصدیق میں اور پرہیز کر۔ ان دونوں کے علاوہ کسی راہ میں خیر نہیں۔

اور آپ نے اس حدیث شریف کے بارے میں کہ ان الله یقول لقوم یقوم قیامتھم انا لیوم رسول نفسی الیکم یعنی اللہ تعالیٰ ایک قوم کو ان کی قیامت کے دن فرمائے گا کہ آج کے دن میں تمہاری طرف اپنا رسول ہوں پس وہ الوہیت کے ساتھ ان کا معبود ہے اور اپنے پیغام کے ساتھ اپنا رسول ہے اور جس ادراک کی ساق سے حجاب اور اس کا بشری فکر کھول دیا گیا وہ ہر مقام میں امر کو اسی طرح اس کے مطابق دیکھتا ہے۔

حقیقت صلوٰۃ

فرمایا: نماز کی اذان سے لے کر سلام تک مرید کی صورت حال ہے کہ اپنے حجاب سے اپنے رب کی طرف رجوع کے ساتھ اپنے حجاب کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اسے سمجھو۔ (والله اعلم بمراد الشیخ بھذا الکلام)

فرمایا: تکبیر تحریمہ اخلاص کی صورت ہے اور وہ مناجات کرنے والے کے حرم کی کنجی ہے۔ اسے سمجھو اور جس نے شکر کیا وہ تو صرف اپنے ہی بھلے کے لئے شکر کرتا ہے۔ اسی وجہ سے نماز اس کے بندے کی زبان کے ساتھ رب کی اپنی ہی حمد سے شروع کی گئی تو جب وہ اس سے محبت کرتا ہے تو گویا اس کی زبان نے واسطے گرا دیئے۔ اسے سمجھو۔ اور جب مناجات کرنے والے کا حجاب لوٹا تو رب تعالیٰ کی اپنے بندے کے ساتھ قیومیت دیکھتا ہے تو اسے بندے کی قیومیت کی مماثلت سے بڑا سمجھتا ہے تو تعظیم کے لئے رکوع کرتا ہے تو اس کا رکوع عظمت قیوم کا مظہر ہوتا ہے۔ پھر کھڑا ہو جاتا ہے پس نئے سرے سے حمد شروع کرتا ہے وہ کلام کرنے والا اور

اس کا رب سننے والا۔ دیر نہ ہوئی کہ اسے غیرت آ دبوچتی ہے۔ پس اس کے قیام کی بقیہ حجابیت فنا کر دیتی ہے تو وہ اس کی اعلویت کے لئے تسبیح پڑھتا ہوا سجدے میں گر جاتا ہے جو کہ قیومیت میں منفرد ہے کہ اس کے سوا کسی کا مشاہدہ نہیں کرتا پس اس کا سجدہ اس کی اقربیت میں اس کے رب کی اعلویت کا مظہر ہوتا ہے اور وہ کھڑا ہو جاتا ہے پس اپنے رب کے ساتھ متحقق ہوتے ہوئے مرتبہ تمکین سے مشرف ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے حجاب کی طرف لوٹنے لگتا ہے تو وہ ثابت کرتا ہے کہ اس کے قیام و سلام میں مغایرت سلب ہو چکی ہے۔ پس کہتا ہے التحیات للہ اور یہ وہ تسلیمات ہیں جن کا اس کی بارگاہوں میں واصل ہونے والا آغاز کرتا ہے۔ جن کی طرف وہ لوٹا۔ پھر وہ اس کے تمام صورتوں کی جامع بارگاہ میں داخل ہوتا ہے۔ پس کہتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین یعنی ہر عبد صالح کے لئے۔ تو اس وقت وہ کون ہے اور اس کے شہود میں نبی علیہ السلام کون ہے تو غور کر تو کیا دیکھتا ہے اور میں نماز میں در بار اسراء کو تیرے لئے کیونکر مختصر کر دیا۔ اسے سمجھو۔

کیونکہ عارف اپنے معروف کا عین ہے جبکہ محقق اس کی حقیقت جس کی اس نے تحقیق کی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اور فرمایا: میں نے دائرہ خلق کی تحقیق صرف اس لئے کی کہ تجھے حق کی اس کے آثار کے مظاہر میں اس کے اسماء وصفات کی تفصیل کے ساتھ معرفت نصیب ہو۔ چنانچہ فرمایا میں ایک ایسا خزانہ تھا جسے پہچانا نہیں جاتا تھا تو میں نے مخلوق پیدا فرمائی اور اس کی طرف معروف ہوا تو میرے ساتھ ہی انہوں نے مجھے پہچانا اور اس کا مصداق یہ ہے وما خلقت الجن والانس الالیعبدون (الذاریات آیت ۵۶) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا یعنی تاکہ مجھے پہچانیں تو جو بھی آثار کے حال سے زیادہ واقف ہوگا وہ اسی قدر مظاہر اسماء وصفات کے عرفان کا حامل ہوگا اور جو بھی مسمی موصوف کے مظاہر کا زیادہ عارف ہوگا وہ حقائق ظاہرہ کی معرفت کی مقدار کے مطابق ان مظاہر کے حقائق کا زیادہ عارف ہوگا۔

نفس کشی کا ثمرہ

فرمایا: ہر نفس اپنے جسم کی نسبت سے کلمہ ہے اور ہر عقل اپنی ذات کی نسبت سے کلمہ ہے اور ہر معنی اپنے عین کی نسبت سے کلمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی بلند ہے۔ پس ہر مقام کے مطابق کلام ہے اور ہر میدان کے لئے مرد ہیں۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: جس نے اپنے ردی نفس کو اس سے مجرد ہو کر قتل کر دیا اس کے بدلے اسے پاکیزہ نفس بدل دیا جاتا ہے۔ پس اگر وہ اپنے پاکیزہ نفس کو دعویٰ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور اسے امر میں حاصل شدہ تعظیم کے مشاہدہ سے مجرد کر کے قتل کر دیتا ہے تو جب وہ اس سے مجرد ہو جاتا ہے تو بیشک بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور قرب نوافل حاصل کر لیتا ہے پس وہ اس سے محبت فرماتا ہے پس وہ اس کے لئے اس کے ظرف کی جگہ جس سے وہ اس کی وحدیت ہویت کے مشاہدہ کی بدولت مجرد ہو گیا ہے اس کی روح ہو جاتا ہے اور یہ روح اس کے لئے پاکیزگی کے اعتبار سے اس پاکیزہ نفس سے بہتر اور مہربانی میں زیادہ قریب ہے۔

فرمایا: جب بھی تیرے نزدیک محقق اس سے متحقق ہو تو جان لے کہ یہ اس کی تجلیات میں سے تجلی ہے اور اس میں سے تیرے ادراک میں جو اس کے ساتھ متعین ہوا وہ اس کے تمثلات میں سے تمثل ہے اور وہ محقق اجل یا تیرے وجود کے اجل حقائق میں سے ہے جس کے ساتھ میرے مشاہدہ میں قائم ہوا۔ اسے سمجھ لے کیونکہ مرید اپنے شیخ کی نسبت سے شیخ کے چشموں میں سے ایک چشمہ

ہے اور شیخ اپنے مرید کی نسبت سے مرید کے وجود کی حقیقت ہے اور وجود سب میں ایک ہے محیط ہے اسی لئے مرید معانی کمال میں وجودی طور پر اپنے شیخ کے ساتھ متحقق ہوتا ہے اور شیخ مدارج عارفین میں شھودی طور پر اپنے مرید کے ساتھ متحقق ہوتا ہے۔ اسی لئے سید کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرید کامل سے فرمایا: اے علی! تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

اور فرمایا: جو اپنے شیخ کا صرف بشریت کا چہرہ ہی دیکھتا ہے تو حق مبین سے اس کے لئے جو کچھ مکشوف ہوتا ہے اس کی وجہ سے روگردانی تکذیب اور نفرت ہی بڑھتی ہے۔ اسی لئے تو کسی محقق کو قوم کے سامنے ظاہر ہوتا نہیں پائے گا مگر اس مقام سے جہاں سے وہ اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور جب تک ان کے لئے مماثلت کے ظہور میں رہتا ہے تو ان کے ساتھ صرف انہی کی زبان میں کلام کرتا ہے اور انہی کے ماپ تول سے انہیں تولتا ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا لاتفضلونی علی موسٰی یعنی مجھے موسیٰ سے افضل نہ کہو' پھر بشریت کی مفارقت کے بعد آپ کے متعلق خواص صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ تمام مرسلین اور ملائکہ مقربین سے افضل ہیں تو اس بات کو اس سے خوشی اور تصدیق خالص کے ساتھ اس نے بھی قبول کرلیا کہ اگر آپ خود صرف مقام بشریت کے حوالے سے بات کرتے تو وہ اس میں شک کرتا اور یہی حال ہر اس ولی کا ہے جو کہ صرف بشر ہونے کے حال میں ظاہر ہوتا ہے اس سے اس کے اکثر کشف صادق کو قبول نہیں کیا جاتا البتہ جب وہ اپنی بشریت سے مجرد ہو جاتا ہے اور اسے اپنے دوست کی زبان پر ڈالتا ہے تو اس سے اسے قبول کیا جاتا ہے پس محبین سے اپنے محبوب کے بارے میں اپنی مثل سمجھنے والے اہل حجاب وہ کچھ قبول کر لیتے ہیں جو کہ محبوب سے اس کے متعلق قبول نہیں کرتے۔ اسے سمجھو۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ یہاں سے ان ازلی محروموں کے لئے درس عبرت ہے جو کہ صرف اولیاء اللہ کے بارے میں ہی نہیں بلکہ سید الخلق علی الاطلاق امام الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم وعلیہم اجمعین کے متعلق گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ ہماری مثل بشر ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ سب اہل حجاب ہیں انہیں حسن سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھلک نظر نہیں آئی' کیونکہ حجاب میں ہیں اور یہ اشقیاء کیوں حجاب میں نہ ہوں کہ انہوں نے تو بزعم خود حبیب رب العالمین والسلام کی نگاہوں کے سامنے پردے کھڑے کردیئے ہیں کہ پس دیوار نہیں جانتے (معاذ اللہ) اور جنہوں نے حسن رسالت علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کی جھلک پائی ہے وہ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز) عرض کرتے ہیں

اور کوئی غیب تم سے کیا نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(محمد محفوظ الحق غفرلہ)

ذات کیا ہے؟

اگر کہنے والا تجھے کہے کہ ذات کیا ہے؟ تو اسے کہہ دے کہ ذات اور وجود دونوں بدیہی یعنی بالکل آشکارا ہیں۔ پس ان کے متعلق نہیں پوچھا جاتا کہ کیا ہیں؟ اور انہیں حد بندی کے ساتھ طلب نہیں کیا جاتا۔ اگر کہے کہ میں آگاہی چاہتا ہوں تو اسے کہہ کہ ذات وہ ہے کہ جس کے ساتھ ہر حاکم' حکم اور محکوم کا قیام ہے۔ تو جب بھی تو اسے اس سے پائے تو وہ وہ ہے جو کہ قائم بالذات

ہے۔ ذات نہیں۔ میں نے تجھے تیری عاجزی پر تنبیہ کر دی ہے۔

اگر کہے کہ میرے لیے بیان کرو کہ بدیہی کیا ہے؟ تو اسے کہہ کہ ذات بما ھو الذات کے بیان سے جیسا کہ تو ابھی سن چکا عاجز ہیں اور وہ بدیہی ہے۔ اور یہ صرف ایک جہت سے ہے کئی جہات سے نہیں' کیونکہ وہ اپنی ذات کے لیے مقتضی ہے کہ تقاضا کرے۔ اور وہاں اس کے سوا کوئی نہیں۔ پس وہ خود اپنے لیے تقاضا کرتا ہے۔ اور اس پر اس کے اس تقاضا کے دجوب کی وجہ سے لامتناہی تقاضے ہیں۔ اور اس طریقہ پر ہے جسے علماء بیان تجرید بیانی کا نام دیتے ہیں۔ تو جب تیرا نفس طالب' مطلوب' طلب اور اس کا ذاکر ہو کر تجھ سے مجرد ہو جائے تجھے باہم مشابہت ممکن نہیں ہو گی' اور اسے بھلا کر تجھ سے اس کی یاد نہیں ہو سکے گی۔ کیا تو ایسا نہیں کہ تیرے نزدیک ان احکام کے مقابلی صورتیں قائم ہوتی ہیں لیکن ان میں سے کوئی شے تجھے کسی شے سے مشغول نہیں کرتی۔ پس تو ان سب کی حقیقت ہے۔ اور یہ حقیقت کے ساتھ تجھ پر زائد نہیں' اور یہ تیری اغیار ہیں۔ اور یہ حکم اور معاملہ کے اعتبار سے فی نفسہا تیرے متغایر ہیں۔ تو اس طرح سمجھ لے۔

پس اس حقیقت قضائیہ کے اعتبار سے ذات کا نام ذات وجود ہے۔ اور قضایا کو موجودات کہتے ہیں۔ اور مراتب وجود پھر موجود کئی جہتیں ہیں۔ ایک جہت اس کی جو مطلقاً وجود ہے۔ اور اس کا اس حیثیت سے علم لفظی عربی ہو وجھہ ہے۔ اور وہ جو ہر اس شے سے مجرد ہے۔ ج کا اس پر زیادہ کر کے حکم لگایا جائے اور یہاں اس کا رسم علم ھو ھو وجھہ ہے۔ جو ہر موجود کو متعین کر کے وجود محیط ہے۔ پس وہ ہر موجود کی ذات ہے اور ہر موجود اس کی صفت اور تعین ہے۔ اور اس کا اسم علم جلالت جو کہ کسی سے اصلاً مشتق نہیں اللہ ہے۔ اور اس بارے میں ایسی طویل کلام فرمائی جس کی مقول سلیمہ میں گنجائش نہیں کسی اور کا کیا مقام' واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے قول فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین (المائدہ آیت ۱۳) تو انہیں معاف کیجئے اور ان سے درگزر کیجئے' بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ کے متعلق فرمایا کہ جب ان سے محبت فرماتا ہے تو انہیں ادراک کرنے والوں کے مدارج میں ڈھال دیتا ہے۔ تو جب تو اس سے محبت کرتا ہے تو تو وہ ہو جاتا ہے اور اسی پر قیاس کر۔ اسے سمجھ اور دیکھ کہ وہ کیونکر صرف اسی کی عبادت قالی کرتے ہیں جو کہ ان کے لیے خواہشاتِ حالی کا انتظام کرتا ہے۔ پس اسے سمجھ۔ تجھ سے نہیں مگر تیری طرف ہے' نہ ہی تیری طرف ہے مگر تجھ سے ہے۔ ان لکم لما تحکمون تمہارے لیے وہی ہے جو تم فیصلہ کرتے ہو۔

جود' ہبہ' سماحت اور سخاء کا مفہوم

فرمایا: جود عطا کی فراخی ہے' ہبہ اس پر عطیہ ثابت کرنا اور اسے پورا کرنا ہے جسے دیا گیا۔ سماحت کا معنی آسانی سے عطا کرنا ہے' جبکہ سخاوت محتاج کو عطیہ دینا ہے جس سے اس کی مشکل حل ہو جائے۔

فرمایا: چونکہ وجود دائرہ دلالت میں اپنے موجود کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اس لیے اس دائرہ سے موجود کو مظہر اور وجود کو ہر مقام کے مطابق اس کا ظاہر کہا جاتا ہے۔ اور فرمایا! تیرے لیے وجود جہاں' جیسے اور جب بھی ظاہر ہوا اسی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وجود ہے جبکہ تجھے اس کا اور اس کی کسی شے کا ادراک نہیں' مگر اس وجہ سے کہ وہ تیرا وجود ہے جو کہ اپنے ادراک سے اسے اس لیے

حیثیت حاصل کرتا ہے کہ وہ تیرا وجود مدرک ہے۔ وہاں اس کے خلاف کچھ نہیں۔ خبردار وہ ہر شے کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اسے سمجھو۔

حق تعالیٰ اور اس کے مظاہر کے ساتھ شرک ناقابل بخشش ہے

فرمایا: جب حق تعالیٰ شرک کرنے والوں کی بخشش نہیں فرماتا تو اسی طرح اس کے مظاہر ان کے ساتھ شریک ٹھہرانے کو معاف نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ ان کی حقیقت ظاہرہ ہے جو کہ ان کے ساتھ متمثلہ ہے۔ پس وہ وہ ہیں۔ اور وہ ان کے قوی ہیں۔ اور ان کے سب کام اسی کے کام ہیں۔ تو جب تو دیکھتا ہے کہ ان میں سے کوئی کسی ایسے شخص سے جس پر اس کی محبت اور تعظیم واجب ہے اس کے ماسوا کے لیے اس کی سی محبت و تعظیم پسند نہیں کرتا تو جان لے کہ یہ اللہ کی شان ہے جو کہ یہ معاف نہیں کرتا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ وہ اس صفت کے ساتھ اپنے مظہر میں ظاہر ہوا ہے۔ اسے سمجھ۔ پہچان لے اور لازم کر۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ من اعترف بذنبہ ثم تاب تاب اللہ علیہ یعنی جس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا پھر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ نے فرمایا! یہ اس لیے کہ جھوٹ کے ساتھ گناہ کا انکار اور اس سے عذر کرنا گنہگار نفس کو پاک قرار دینا' جھوٹی گواہی دینا اور اسے ناپسند کرنے والے کو ناواقف کہنا ہے۔ جس کے پاس یہ معذرت کرتا ہے۔ اور یہ تمہارا اپنے رب کے متعلق وہ گمان ہے جس کا تم نے ارتکاب کیا اس نے تمہیں ہلاک کر دیا۔ دیکھو انہوں نے اپنے متعلق کیونکر جھوٹ باندھا' اور یہ ایک ایسی شے ہے جو کہ ہم اپنے نفسوں سے پاتے ہیں کہ گناہ کرنے والا جب اعتراف کر لے اور عاجزی کرے تو اسے اونچا مرتبہ دیا جاتا ہے اور اس کی سزا اور ڈانٹ ڈپٹ کو پسند نہیں کیا جاتا۔ قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین (یوسف) بولے بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر ترجیح دی اور بیشک ہم خطا کار تھے۔ قال لا تثریب علیکم جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں ہے' جبکہ اس کا عکس برعکس ہے۔

حق کی ملکیت میں خیانت

فرمایا: جس نے اپنے مالک کے ہوتے ہوئے کسی شے میں اپنی ملکیت کا دعویٰ کیا وہ خیانت کا مرتکب ہوا اور اس نے بہتان باندھا اور یہ اس کے لیے فتنہ ہے۔ اور جس نے اعتراف کیا کہ اس کے پاس جو کچھ ہے مالک کا ہے۔ وہ اس میں اسی کا عمل دخل قرار دیتا ہے۔ اس لیے اس سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرتا۔ کثرت کی بات تو جاہل کرتا ہے۔ اور انکار تو صرف اس پر فتنہ و مکر کا مقام ہے جو گمان کرتا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی کا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور کر کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔ آپ جانتے تھے کہ بندے کی ملکیت میں جب بھی کثرت ہوگی اس کا فضل زیادہ ہوگا اور دوسرے پر وسعت اور فراخی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس پر زیادہ ہوگا۔ اسے سمجھ لے۔ تو بندے کی طرف اموال کی نسبت ایسے ہی ہوتی ہے جیسے ملازم کی طرف ریاست کی نسبت۔

حضرت عیسیٰ کے متعلق الوہیت کے قول میں کفر کی وجوہ

اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول لقد کفر الذین قالو ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (المائدہ آیت ۱۷) ان لوگوں نے

یقیناً کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تو مسیح بن مریم ہی ہے' کے متعلق فرمایا! یہ اس لیے کہ انہوں نے اس اعتراف کے باوجود کہ وہ اللہ ہے اسے مریم کا بیٹا ہونے کے ساتھ موصوف مانا' اور اس لیے بھی کہ انہوں نے اسے اس زمانے میں اللہ کے ساتھ موصوف کیا' جس میں وہ ان کا موصوف نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کا حق مبین کی وصف سے موصوف ہونا تو وجہ محمدی کی حیثیت سے ہے' جبکہ ہر زمانے میں اس کے موصوف کا نام اسی حیثیت سے رکھا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ اس سے ظاہر ہوا۔ خصوصاً یہ تمام وجوہ عینیہ الٰہیہ فرقانیہ کا وجہ محیط عیسٰی ہے۔ نیز اس لیے کہ وہ عیسٰی علیہ السلام کے قول و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف آیت ۶) اور میں اس رسول علیہ السلام کی خوش خبری سنانے والا ہوں جو کہ میرے بعد تشریف لائے گا جس کا نام احمد ہوگا' اور آپ کے قول اعبدوا اللہ ربی وربکم (مائدہ آیت ۷۲) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو کہ میرا اور تمہارا رب ہے۔ جو کہ اپنے وجہ محمدی کے ساتھ ظاہر ہوا پر ایمان کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکے' اور اس قسم کی طویل گفتگو فرمائی۔

اور فرمایا: چونکہ روح خضری رحمانی رحیمی فیوض سے منور تھی کہ اس کے دائرہ اور مقام میں اس کے مرتبہ کے مطابق سراحدیت نے سرایت فرمائی اس لیے اس نے اس سے فرمایا جو کہ اپنے زمانے میں نسبت ربانیہ الٰہیہ سے مشرف تھا کہ انک لن تستطیع معی صبرا (بنی اسرائیل آیت ۲۷) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ اس نے اپنی حقیقت کی زبان سے کہا لن ترانی (الاعراف آیت ۱۴۲) تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا' کہ وہ اس سے ہے اور اسی کی طرف ہے۔ اس کے سوا وہاں کچھ بھی نہیں اسے سمجھ لو۔ پس ایک مقام معلوم والا جو کہ اس کے سوا سے متعارف ہے نہ مانوس اور مناسبت بھی نہیں رکھتا وہ اس کے ساتھ کیسے صبر کر سکتا ہے جو کہ مقام سے ہی وراء ہے۔ پس وہ ہر آن نئی شان میں ہے۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ جسے نفس میں گھبراہٹ کا معمول نہیں جب وہ مانوس ہو جائے اور عادت ڈال لے تو گھبراہٹ زائل ہو جاتی ہے۔

اولیاء اللہ جو کہ علمائے حق ہیں کی اطاعت میں ہی نظام کائنات کی اصلاح ہے

اور فرمایا: جب تک بادشاہ' اولیاء کی اطاعت کرنے والے ہوں جو کہ علمائے حق ہیں اور ان کا حکم ان کے درمیان نافذ اور قائم رہے تو وہ اپنے امور میں کامیاب۔ ان کا انتظام درست اور ان کا نور چمکتا رہتا ہے اور جیسے ہی معاملہ اس کے برعکس ہوا تو وہ سرنگوں ہو جاتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ ہی حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ رہے علم کے وہ حاملین جو اپنی اغراض اور خواہشات کی پیروی کے مطابق مسائل پیدا کرتے ہیں تو ان کا اس معاملے میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ تو اسی طرح ہیں جو بیان کیا گیا الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا (الجمعۃ) کہ جنہیں تورات کی ذمہ داری سونپی گئی پھر انہوں نے اسے نبھایا نہیں ان کی مثال گدھے جیسی ہے جو کہ کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ پس صحیح یہ ہے کہ انہیں فیصلہ سونپے۔ ان کی رائے کی طرف لوٹے اور انہیں کسی تصرف کا اختیار دیئے بغیر ان کے بوجھ سے نفع لیا جائے کیونکہ گدھا بوجھ اٹھانے اور اس سے نفع لینے کے لئے ہے نہ اس لئے کہ اس سے فیصلہ لیا جائے یا اس کا حکم سنا جائے یا اطاعت کی جائے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کی مراد ایسے لوگ ہیں جو کہ اپنی خواہشات کے مطابق باطل سے مدد لیتے ہیں جیسے کہ اپنی بدعتوں کی ترویج کے لئے احادیث وضع کرنے والے۔ اس سے آپ کی مراد وہ علماء کرام نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے

شریعت قائم رکھنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

فرمایا: ہدایت کے امام درحقیقت پاکیزہ ارواح ہیں جو کہ اپنی بشری جسمانیات میں پھرتی ہیں تو جو ان کے ظاہر کو دیکھتا ہے۔ حیرت میں رہتا ہے اور جو ان کے نور باطن کو دیکھتا ہے وہ صاحب بصیرت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فرمایا ہر زمانے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث اپنے زمانوں کے انوار ہوتے ہیں۔ ان کی سراجیت جو کہ ان کے لئے خاص کر کے حاصل کی گئی اس سراجیت سے ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے قول وسراجا منیرا (الاحزاب) کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے۔ جب تک وہ بولتے رہیں ظاہر رہیں تو نور ظاہر رہتا ہے پھیلا رہتا ہے اور آنکھیں ادراک کرتی ہیں اور خرابیوں اور مصلحتوں میں فرق واضح رہتا ہے اور جب وہ بیان حق سے خاموشی اختیار کر لیں تو ہلاکت حیرت اور اختلاف میں پڑ جاتے ہیں۔ پس اپنے زمانے کے سراج کا مقابلہ خواہشات کے ساتھ مت کر اور اس کے لئے اس کے حق کا احترام کر تیرے لئے روشنیاں ہمیشہ رہیں گی۔ پس سمجھ لے۔

فرمایا: امام ہدایت کی شرط ہے کہ نفوس بشریہ کی خواہشات سے اپنی ہمت کے ساتھ علیحدہ ہو جائے کیا تو دیکھتا نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس وقت ہی خلافت دی گئی جب وہ جنت اور اس میں پائی جانے والی نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر زمین کی طرف آ گئے اور یہی حال ہر اس شخص کا ہے جس کے لئے حق کا ارادہ کیا گیا کہ وہ اس پر قائم نہیں رہتا حتیٰ کہ اپنی ہمت سے ہر اس چیز سے نکل جائے اور اسے چھوڑ دے جو اسے حق سے پھیر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا تتخذوا منھم اولیاء حتّٰی یھاجروا فی سبیل اللہ (النساء آیت ۸۹) تو ان سے اپنے دوست نہ بناؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کریں۔ اسے سمجھو۔

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

فرمایا: اگر ایک عارف کے متعلق جمہور کہیں کہ وہ اپنے معارف عزیزہ الٰہیہ کو اگر وہ برحق ہیں تو صرف خاص قوم کے درمیان خاص مقام پر ہی کیوں ظاہر کرتا ہے۔ عام لوگوں کے لئے انہیں ظاہر کیوں نہیں کرتا اور جمہور کے پاس وہ گفتگو کیوں نہیں کرتا تو ان سے کہو کہ یہ مثال سمجھ لو۔ دنیا ایک جنگل ہے اور حق مبین کے حقائق سے محجوب نفوس اس میں درندے اور شکاری عقاب ہیں اور صاحب قلب سلیم اور توجہ سے سننے والا ان کے درمیان اس شخص کی طرح ہے جو کہ رات کے وقت اس جنگل میں داخل ہوا جبکہ اس کی گفتگو قرأت اور آواز نہایت حسین ہے۔ جب اس نے وہاں درندے اور وحشی جانور محسوس کئے تو ان سے چھپنے کے لئے اس نے ایک درخت کی طرف پناہ لی اور ان سے بچنے کے لئے اس نے وہاں اچھی آواز کے ساتھ قرآن کریم کو جہر کے ساتھ نہ پڑھا تو کیا ان سے اس کا چھپنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ صاحب حکمت ہے یا اس پر کہ وہ انسان کے سوا کچھ اور ہے؟ ہرگز نہیں اللہ کی قسم اگر وہ ان کے سامنے آ جاتا یا انہیں اپنی آواز اور قرأت سناتا تو وہ اس کی بدولت ہدایت نہ پاتے اور کچھ نہ سمجھ پاتے بلکہ اس کی تکا بوٹی کرنے اور اسے کھانے میں جلدی کرتے اور وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہوتا ہے۔ اس مثال کو خوب سمجھ لے اور اس معترض کو کہہ کہ اللہ تعالیٰ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا (بنی اسرائیل آیت ۱۱۰) اور بلند آواز سے نماز پڑھو نہ بالکل آہستہ۔ تو آپ کو حکم دیا کہ قرآن کریم اس طرح بلند آواز سے نہ

پڑھیں کہ جاہل منکرین اسے سنیں اور اپنی جہالت کی بنا پر کوسنے لگیں اور نہ ہی اس پر ایمان رکھنے والوں سے بالکل چھپائیں تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاہل منکرین سے اپنی قرأت کو چھپانا آپ کی قرأت کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے؟ یا اس کی حقیقت میں کوئی عیب لگاتا ہے؟

پھر جب اس عارف کے لئے اپنے امر کے اظہار کے اسباب مہیا ہو جائیں کہ منکرین مغلوب ہو جائیں اور خوشی' ناخوشی اس کا اقرار کرنے لگیں تو اس وقت وہ اپنے عرفان کا برملا اظہار کرے اور یہ قرآن کریم کے اظہار کی اتباع و اقتداء میں ہوگا جب کہ مددگاروں اور غلبے کی کثرت کی وجہ سے اس کے اظہار کے اسباب مہیا ہو جائیں۔

ایک اور سوال اور اس کا جواب

اگر معترض کہے کہ یہ عارف اپنے معارف چھوڑ کیوں نہیں دیتا تا کہ اس مسلک میں داخل ہو جائے جس میں جمہور ہیں اور یوں مضبوطی اور تقویت حاصل کرے تو یہ اس کے لئے زیادہ سلامتی کی راہ ہے؟ تو اس سے کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث آپ کے حکم کی مخالفت نہیں کرتے کیونکہ آپ کا نور ان کے نفوس کا امام ہے تو جدھر وہ چلتا ہے ادھر یہ چلتے ہیں تو جیسے حضور صلی اللہ عیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس موجود حق کو مخفی رکھا اور جاہل منکروں سے چھپائے رکھا یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ ہے اسے ظاہر کرنے کے لئے آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا اسی طرح آپ کے ورثا کا معمول ہے۔

اور معترض سے یہ بھی کہو کہ بتاؤ اگر پاگلوں کے حکم کی مخالفت کرنے پر لوگ ایک عقل مند پر اعتراض کریں کیا اسے سزاوار ہے کہ ان کے پگلے پن میں ان کی موافقت کرے پس اسی طرح کا پاگل وہ بھی بن جائے اور اس کی عقل کا نور چلا جائے یہاں تک کہ وہ اس سے مانوس ہو جائیں جبکہ اسے اپنی عقل کے ذریعے ان سے فرار ممکن ہے۔

اور اسے یہ بھی کہو کہ اگر شکاری کتے اپنے درمیان موجود ایک انسان کو پسند نہیں کرتے یہاں تک کہ ان کی طرح منہ کے بل چلے اور انہی کی آواز کی طرح آواز نکالے کیا اسے چاہیے کہ وہ ان کے درمیان رہنے اور انہیں مانوس کرنے کو ایسا کرے جبکہ اسے ان سے فرار ممکن ہے اور اپنے طریقہ انسانیت پر باقی رہتے ہوئے ان سے بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہرگز نہیں۔ خیر کی قدرت رکھنے والے کے شایان نہیں کہ اہل شر کو راضی کرنے کے لئے خیر سے جدا ہو جائے اور ان کے ساتھ رہے۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین (توبتہ آیت ۶۲) اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کریں اگر وہ صاحب ایمان ہیں۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ مانگتے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت عطا فرمانے کے بعد ایڑیوں کے بل پھر جائیں اے مریدو! اسے خوب سمجھ لو یقین سے محروم لوگ تمہیں ہلکا نہ سمجھیں اور اپنے آپ کو اس سے بچاؤ کہ وہ لوگ حق واضح ہونے کے بعد اس میں جھگڑا کر کے تمہیں تمہارے دین کے بارے میں شبہ میں مبتلا کر دیں اور جس نے حق پہچان لیا تو چاہیے کہ اسے لازم کرے۔ واللہ اعلم۔

شیخ کی خدمت میں مرید کی کیفیت

اور فرمایا: شیخ کے ساتھ اس کی حیات ظاہری میں مرید کا حال کم از کم یوں ہو کہ وہ اپنے شیخ کے لئے ایسے ہو جیسے ماں اپنے اکلوتے کے لئے' راحتوں میں اسے ترجیح دے۔ اس کی مشقتیں خود برداشت کرے۔ اس کے تمام احوال میں اس سے محبت کرے

جبکہ شیخ اپنے مرید کے لئے اس کی معنوی مصلحتوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسے سمجھ لے' کیونکہ تیری ہدایت کا امام تیرے پروردگار کی بارگاہ میں تیرے کام کا اہتمام خود اپنے کام کے اہتمام سے زیادہ کرتا ہے۔ کیا اس کے سوا باپ یا کوئی مانوس تجھ پر اس طرح رحم کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اپنے عصا کی بابت اس قول پر غور کر واھش بھا علی غنمی (طٰہ) یہ نہیں کہا کہ اس سے میں اپنی ضرورت کا پھل جھاڑتا ہوں۔ آپ نے اپنی رعیت کے کام کا ذکر ایسے کیا جیسے منعم کے حضور اس کے شکریہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اتوکأ علیھا کہ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں' کا ذکر تو صرف دربار خداوندی میں اپنی کمزوری اور عاجزی کے اظہار کے لئے کیا۔ اسے سمجھ لے نیز کہا ولی فیھا مارب اخریٰ (طٰہ) اس میں میری اور ضروریات بھی ہیں۔ آپ نے اس میں اپنی ضرورتوں کا ذکر اجمالی طور پر اس لئے کیا کہ اسے گنتی کے مرتبہ میں محدود نہ کریں۔ یوں اس کی امداد محدود ہو جائے گی۔ پس اسی طرح تیرا شیخ تیرے لئے تیری خدمات کی' گنتی نہ کرے تو سمجھ لے کہ اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ تجھے حصر کی کمی کی کسر سے کمال اطلاق کی طرف پہنچائے۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب (زمر آیت ۱۰) صبر کرنے والوں کو تو حساب کے بغیر ان کا اجر دیا جاتا ہے۔ اس پر غور کر۔

حق کیا ہے؟ مقصود حکم حجاب سے پاک ہونا ہے

فرمایا: حق وہ وجود ہے جو کہ اپنے مرتبہ پر ثابت ہے اور حقائق بدلتے نہیں۔ پس سب حق ہیں۔۔ حتیٰ کہ باطل بھی باطل ہونے میں حق ہے۔ ذالک بان اللہ ھو الحق و انما یدعون من دونہ الباطل (الحج آیت ۶۲) یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے اور جسے وہ اس کے علاوہ پوجتے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: مقصود' حجاب کے حکم سے پاک ہونا ہے نہ کہ صورت حجاب سے۔ کیا تو شیشے اور تمام شفاف اجسام کو دیکھتا نہیں وہ کس طرح حجاب کی صورت ہیں کہ اجسام کے اس کے باطن میں موجود چیزوں تک پہنچنے سے روکتی ہے جبکہ اسے اس پر جمع کی گئی روشنی کے ظہور اور اس کے باطن کی چیزوں تک نظر کی رسائی کے حوالے سے حجاب کا حکم نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد پر غور کرو فرفع لی کل حجاب کہ میرے سامنے سے ہر حجاب اٹھا دیا گیا یعنی میں ہر روکنے والے کی رکاوٹ اور اس کی صورت سے پاک ہو گیا سوائے حجاب عزت کے جو کہ حضرت رحمٰن جل شانہ کے لئے ہے اور وہ حکم عبودیت کا مظہر ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا کہ حجاب سے ایک فرشتہ باہر آیا اس نے کہا اللہ اکبر' اللہ اکبر حجاب کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا میں اکبر ہوں میں اکبر ہوں تو دیکھو صورت حجاب کیسے حاصل ہوئی اور اس سے اس کا حکم اٹھا لیا گیا حتیٰ کہ پس پردہ سے کلام فرمانے والا پہچانا گیا تو برحق فرمایا: وما صاحبکم بمجنون یعنی وہ مجنون نہیں۔ واللہ اعلم۔

خزائن اللہ فی الکلام کی وضاحت

آپ نے اس حدیث شریف کے متعلق کہ خزائن اللہ فی الکلام. اللہ کے خزانے کلام میں ہیں۔ فرمایا کلام میں تو صرف وہ معانی ہوتے ہیں جن سے ہر فہم اپنی گنجائش کے مطابق فیض لیتا ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ ان میں سے ہر ادراک والے کو اس کی استعداد کے مطابق القاء فرماتا ہے اور زلیخا کی سہیلیوں کا حال دیکھو کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیسے کہا

ماھذا بشرا ان ھذا الاملک کریم (یوسف) یہ بشر نہیں یہ تو معزز فرشتہ ہے۔ رہے اغیار تو انہوں نے زلیخا کا غلام ہی سمجھا۔ رہی زلیخا تو اس کے لئے مشاہدہ کے وقت سوائے حق کے کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ پس اس نے کہا الآن حصحص الحق (یوسف) اب حق ظاہر ہوا اور اس پر حضرت یوسف علیہ السلام کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملائکہ کی کلام جو کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دادا حضرت اسحاق علیہ السلام کے بارے میں کی کے عین کا جلوہ ظاہر ہوا کہ بشرناک بالحق ہم نے تجھے حق کی بشارت دی جبکہ اس سے پہلے اسے غلام علیم یعنی علم والا لڑکا کا نام دیا اور بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے اور حضرت یوسف اور آل یعقوب علیہما السلام پر نعمت پوری کرنے سے مراد یہی ہے پھر انہیں جتلایا کہ اس کے لئے ربوبیت علیم حکیم کے دائرہ سے ہے چنانچہ فرمایا ان ربک علیم حکیم (یوسف آیت ۶) بیشک تیرا پروردگار سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے۔ پس سمجھ لے۔

اور آپ نے فرمایا: اپنے پروردگار کی بارگاہ میں شیخ کے ایام میں سے ایک دن اس ہزار سال کی طرح ہے جس کی مرید اپنے رب کے ہاں گنتی کرتے ہیں۔

فرمایا: مریدین کے انوار اپنے مشائخ کے انوار کے ترشحات ہیں جبکہ مشائخ کے انوار اپنے مریدین کے انوار کے حقائق ہیں تو جیسے چودھویں رات کا چاند کے آئینہ میں صرف سورج ہوتا ہے جو پوری رات کو روشنی دیتا ہے اسی طرح مرید کامل میں صرف اس کا شیخ ہی جلوہ گر ہوتا ہے جو اسے پوری مدد قبولی کا فائدہ دیتا ہے۔ پس سمجھ لے۔ پہچان لے اور لازم کر لے غنیمت ہے۔

آپ نے فرمایا تقویٰ کا ادنیٰ درجہ نیکیوں کے ساتھ برائیوں سے چھپنا ہے جبکہ اس کا اعلیٰ مرتبہ حق تعالیٰ کے ساتھ خلق سے محجوب ہونا ہے اور اس کی مکمل حد اللہ احد کے مشاہدہ کی بدولت ماسوی سے محجوب ہونا ہے۔ اسے سمجھ لو۔

بے ادب اور باادب کی نگاہ میں فرق

حدیث پاک میں ہے ان اللہ خلق الاجسام فی ظلمة ثم رش علیھم من نورہ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اجسام کو تاریکی میں پیدا فرمایا پھر ان پر اپنا نور چھڑکا۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اجسام کا ظلمت میں ہونے کا یہ معنی ہے کہ وہ ابہام اور ایہام کے مرتبے ہیں جو ان میں تاریک وہم کی حیثیت سے پیدا ہوئے اور ان پر جو نور چھڑکا گیا وہ روح ہے تو اللہ تعالیٰ کے نور سے ان میں جو ارواح چھڑکی گئیں ان پر اجسام کی مثال یوں ہے جیسے تر و تازہ اور روشن چہرے پر سیاہ غبار آلود نقاب۔ تو جس نے اس چہرے سے صرف اس کا نقاب ہی دیکھا اسے کوئی تازگی اور سرور حاصل نہیں ہوتا اور اسی طرح اولیاء اللہ ہیں جو ان کے اجسام دیکھتا ہے۔ اسے ان سے کوئی تازگی نہیں ملتی بلکہ اس دیکھنے سے صرف غفلت۔ ان کے متعلق بدگمانی اور ان کی بے ادبی میں استغراق ہی بڑھتا ہے اور یہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ احباب کی زیارت سے صرف حجاب دیکھ کر ہی پردے میں رہ گیا اور اس مسئلہ میں طویل گفتگو فرمائی (اقول وباللہ التوفیق بالکل یہی صورت حال آج کل کے دیانبہ وہابیہ کی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد ظاہر کے حوالے سے آپ کو اپنے جیسا بشر قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان کے متفقہ عالم مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب (برائے نام) تقویۃ الایمان میں لکھا۔ ان ظاہر بینوں کو مندرجہ بالا وضاحت کو غور سے پڑھنا چاہئے تاکہ عظمت نبوت علیٰ صاحبہا الصلوات والتحیات کے مسئلہ میں ٹھوکریں کھانے سے بچ جائیں۔ چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

'' محجوباں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بشر گفتند و دررنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند' صاحب دولتاں کہ اورا علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ عنوان رسالت و رحمت عالمیاں دانستند واز سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان گشتند واز اہل نجات آمدند'' یعنی حجاب ظلمت کے گرفتاروں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور تمام بشروں کی طرح تصور کیا انجام کار منکر ہو گئے اور وہ سعادت مند لوگ جنہوں نے حضور علیہ السلام کو رسالت اور رحمۃ للعالمین کے عنوان سے پہچانا اور ساری کائنات سے ممتاز سمجھا ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور نجات والوں میں سے ہو گئے نیز ترجمان حقیقت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کو اپنے انداز میں خوب بیان فرمایا ۔

گفت اینک مالبشر ایشاں بشر ماوالیشاں بستہ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ ہست فرقے درمیاں بے انتہاء
ہردو یک گل خورد زنبور ونحل زاں یکے شد نیش زاں دیگر عسل
ہر دوگوں آہو گیاہ خوردند وآب زیں یکے سرگیں شدوزاں مشک ناب
ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا واں خورد گردد ہمہ نور خدا

یعنی کفار نے کہا کہ ہم اور پیغمبر بشر ہیں کیونکہ ہم اور وہ دونوں کھانے سونے میں وابستہ ہیں۔ اندھوں نے یہ نہ جانا کہ درمیاں میں فرق بہت ہے بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چومتی ہے مگر اس سے زہر اور اس سے شہد بنتا ہے۔ دونوں ہرن ایک ہی دانہ پانی کھاتے پیتے ہیں مگر ایک سے گوبر اور دوسرے سے مشک بنتا ہے۔ یہ جو کھاتا ہے اس سے پلیدی بنتی ہے جبکہ نبی اک علیہ السلام کے کھانے سے نور خدا ہوتا ہے۔ سبحان اللہ یہ ہیں برکات ادب وایمان۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

آپ نے فرمایا: جب تو اپنے کمالات اس کے نظام میں اور ان کے وسائل اس کی حکمتوں اور احکام میں پائے تو جان لے کہ وہ اپنے وجود کے ساتھ تیرا مولا اور پرورش کرنے والا اور اپنے موجود کے ساتھ تیرا شیخ، تیرا امام اور تیرا مددگار ہے تو دونوں جہتوں میں سے جس جہت سے تو اس کا مشاہدہ کرے تو اپنے مشاہدہ کے انداز میں اس کے ساتھ معاملہ کر اور ہر مقام کی ایک گفتگو ہے۔

آپ نے فرمایا: جب کسی زمانے میں سر وجود کسی مخصوص کے ساتھ جلوہ گر ہو پس اس کا نفس ناطقہ اس پر قائم ہو تو اس کی تخصیص کا منادی ارواح و معانی کے ہجوم میں ندا دیتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک گھر بنایا ہے پس اس کا حج کرو تو معانی اور ارواح کے وفود ہر دور دراز راستے سے آتے ہیں تا کہ اس کے سامنے اپنی تکمیل کر کے اپنے فائدے حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس نام کا ذکر کریں جس کا ان کی طرف القاء فرمائے اس رزق پر جو ازیں پیشتر انہیں عطا فرمایا اور اس میں طویل کلام کی۔

محقق وجود کا آئینہ ہے

اور فرمایا: محقق سے جو کچھ بھی تو دیکھتا ہے وہ تیری طرف لوٹنے والا ہے تو جس نے اسے زندیق سمجھا تو یہ سمجھنے والا وہی ہے جس کے لئے غیب ازلی میں یہ گزر چکا کہ یہ زندیق ہے کیونکہ محقق وجود کا آئینہ ہے اور اگر دیکھے کہ وہ صدیق ہے تو یہ وہی ہے جس کے لئے پہلے سے لکھا جا چکا ہے کہ صدیق ہے۔ رہی اس محقق کی حقیقت تو اسے یا تو صرف وہی اپنے کمال میں دیکھتا ہے یا وہ جسے

اس کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ اسے سمجھ لے اور پہچان لے کہ حق اس کے اہل لوگوں کے لئے ہے اور اس کے مظاہر میں اس کا مشاہدہ کر اور اپنی بساط کے مطابق اس کے حق کے احترام کو لازم کر۔ سلامت رہے گا' غنیمت پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلیٰ واعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ماودعک ربک وما قلٰی وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ (الضحیٰ آیت ۳'۴) نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی ناراض ہوا۔ اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا القلا بغض اور تودع دوری ہے۔ یعنی اس کا آپ سے بغض کا سلوک نہ کرنا آپ کے لئے آپ کو دور نہ کرنے سے بہتر ہے توماودعک ربک دونوں کلمات میں سے پہلا ہے اور وما قلا ان میں سے دوسرا ہے۔ اور یوں اس لئے ہے کہ محبت اور رضا کے ساتھ دوری' بغض وغضب کے ساتھ قرب سے کہیں بہتر ہے۔ اسے سمجھ لے۔ تو جس نے ہر حال میں اپنا آخری امر پہلے کی نسبت اچھا کر لیا تو وہ محمدی ہے اور اس کے لئے وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ کے خزانے سے حظ وافر ہے اور طویل کلام فرمائی۔

فرمایا: ذات' شئی واحد ہے جس میں درحقیقت کثرت ہے نہ تعداد۔ ذات تو اپنے تعین بالصفات کے اعتبار سے صرف اعتباری طور پر متعدد ہوتی ہے اور وحدت حقیقیہ میں تعداد اعتباری معیوب نہیں۔ جس طرح اپنی اصل کے حوالے سے درخت کی شاخیں۔ اسے سمجھ لے۔

ولی کی معیت کی برکت

حدیث پاک میں ہے من اغبرت قد ماہ فی سبیل اللہ بعد اللہ وجھہ عن النار سبعین عاما۔ یعنی جس کے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی قدر دور فرما دیتا ہے۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی ولی کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے چلا وہ اس میں داخل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا چہرہ جہنم سے دور فرما دیتا ہے۔ اسے سمجھ لے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ (آل عمران آیت ۱۵۲) تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے اور کوئی آخرت چاہتا ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا یعنی منکم من یریدنا یعنی ان میں سے وہ بھی ہے جو صرف ہمارا ارادہ کرتا ہے۔ ہمارے ماسوا کا نہیں اور اس آیت میں اس امر کی دلیل ہے کہ کبھی مسلمان دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور یہ اس کے ایمان کی اصل میں عیب واقع نہیں کرتا اور فرمایا کہ ہر وہ شخص جو موت کے بعد جسمانی نعمتوں کی طلب تک محدود ہے تو وہ دنیا کا طالب ہے جبکہ اہل اللہ دونوں مقاموں سے فارغ ہیں۔ دنیا کا ارادہ رکھتے ہیں نہ آخرت کا کہ ان کی ہمت جہت سے تعلق نہیں رکھتی اور جو شرکت اور جدائی قبول نہ کرے دو کی طرف تقسیم نہیں ہو سکتا کیونکہ احدیت فردیت اس کا امر ذاتی ہے۔ اس سے پہلے' اس سے بعد اور اس کے ساتھ کوئی عدد نہیں اور یہاں طویل کلام فرمائی۔

وجود و شہود

فرمایا: جس طرح بندے کے لئے اپنے مولا سے وجود ہے اسی طرح مولا کے لئے اپنے بندے سے شہود ہے تو مجھ سے اور

میں تجھ سے۔ پس اسے سمجھ۔ پہچان اور لازم کر۔

فرمایا: عبد سے مراد اس کی وہ عاجزی ہے جو اپنے رب کے حضور ظاہر کرتا ہے۔ اسی لئے اسے عبادت کا حکم دیا گیا۔ اسے سمجھ لے۔ تو جب تو وہ کچھ کرے جو تجھ سے تیرا رب چاہتا ہے تو تیرا رب تیرے لئے وہ کچھ کرے گا جو تو اس سے چاہتا ہے۔ تو اپنی مراد صرف اسی کو قرار دے۔ واعبد ربک حتّٰی یاتیک الیقین (الحجر آیت ۹۹) اپنے رب کی عبادت کرو حتیٰ کہ یقین آ جائے۔

ہادیٔ برحق سے اپنے عیب نہ چھپا

فرمایا: جب تو حق مبین ہادی کے مظاہر میں سے کسی مظہر کے لئے اپنے نفس کو بیچ دے تو اس سے اپنے عیوب میں سے کوئی چیز مخفی نہ رکھ کیونکہ بیچنے والا جب سچ سچ بیان کردے تو اس کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جب جھوٹ بولے اور چھپائے تو اس سودے کی برکت مٹا دی جاتی ہے اور خریدار جب بیان عیب کے بعد خرید لے تو اسے سامان واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا اور اگر بیان عیب کے بغیر خریدے تو اسے لوٹانے کا حق ہے۔ اسی لئے خبر صحیح میں وارد ہے کہ جو اپنے گناہ کا اعتراف کرے پھر توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: جب تو حق مبین کے مظاہر میں سے کسی مظہر کو اوصاف میں سے کسی وصف میں دیکھے تو صدق ومحبت کے انداز میں اپنے قلب کے ساتھ اس کی طرف توجہ کر اور اپنے آپ کو خالصتاً لوجہ اللہ اس کے حضور غلام بنا کیونکہ اس وقت اس کی طرف سے زبان حال سے انہام کی ساعت میں یہ ندا دی جاتی ہے قال اللہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم (مائدہ آیت ۱۱۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ فائدہ پہنچائے گا اور جو اللہ کا عبد ہوگیا اسے یہی کافی کہ عبد اپنے مولیٰ سے ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا محب ہے اسے یہی بس ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ اسے سمجھ لے۔

انت منی وانا منک

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا انت منی وانا منک اس کے متعلق آپ نے فرمایا یعنی وجود کے اعتبار سے تو مجھ سے ہے کہ میں اپنے لئے تیرے ساتھ متعین ہوں اور شہودی طور پر میں تجھ سے ہوں کیونکہ تو ہی معرفت کے طالب مسلمانوں کے لئے بطور عرفان مجھے ظاہر کرتا ہے اور اس کے ساتھ دونوں میں ایک کے دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی وجہ سے بھائی چارہ قائم ہوگیا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: تو دنیا وآخرت میں میرا بھائی ہے یعنی نبوتوں کے خاتمے کے زمانے میں اور ولایتوں کے خاتمے کے زمانے میں۔

فرمایا: متعلم کے نفس کی عقل تو اس معلم کی عقل کی مثال ہے جو کہ مفید ومستفید کے ملاحظہ کے وقت اس نفس میں مصروف عمل ہوتا ہے۔

فرمایا: ہر شیٔ کی زبان حال حق مبین کے ساتھ بولتی ہے۔

آپ ہر مرید صادق سے فرماتے میرے قریب ہو جا یہاں تک کہ میں تجھ سے محبت کروں تو جب میں تجھ سے محبت کروں گا تجھے اپنے لائق دیکھوں گا تو تجھ میں اسی فیض کے ساتھ ظہور کروں گا جس کے تو قابل ہوگا۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: مرید صادق کا وجود جس کے ساتھ وہ حق ہے صرف اس کے شیخ کے پاس ہے جو کہ حق مبین کے ساتھ بولتا ہے تو اگر مرید اپنے شیخ کے ساتھ متحقق ہوا تو حق ورنہ خلق ہی رہے گا۔ اسے سمجھ لے۔

آپ نے فرمایا (جبکہ ۸۰۴ھ کا زمانہ ہے) کہ مجھے آج تک مرید صادق نہیں ملا جو کہ میرے نزدیک اپنے حق کی حقیقت کی طرف نوافل کے ساتھ قرب حاصل کرتا یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا اور اگر میں اسے پالیتا تو میں اسے اس کا پورا حق دیتا پس میں اس سے محبت کرتا اور میں' وہ ہوتا تو مطابقت اور تکمیل کے معیار پر میرے مرید کا کیا مقام ہوگا۔

مقامات چہار یار علیہم الرضوان

اس حدیث پاک کے متعلق فرمایا کہ ابوبکر مجھ سے بمنزلہ کان' عمر بمنزلہ آنکھ کے ہے اور آپ نے بیعت رضوان کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنے دست کرم سے بیعت فرمائی اور کہا اللھم ھذہ یدعثمان الٰہی یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پس آپ سے عثمان بمنزلہ ہاتھ ہیں نیز فرمایا لایبلغ عنی الاانا اوعلی کہ میری طرف سے پیغام صرف میں پہنچاؤں گا یا علی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی زبان ہیں اور نطق کے حوالے سے زبان مراتب میں سے مخصوص ہے۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انا الصدیق الاکبر یعنی حق محمدی کے لئے جو کہ آپ پر صادق آتا ہے۔ میر بعد یہ بات وہی کہے گا جو کہ جھوٹا ہے اور چونکہ کشف و بیان کی روح کے شہر کا دروازہ زبان ہے اس لئے حدیث پاک میں آیا انا مدینتہ العلم وعلی بابھا کہ میں علم کا شہر ہوں جبکہ علی اس کا دروازہ ہے اور اس حدیث میں گرچہ کلام ہے لیکن حال کا گواہ اس کی گواہی دیتا ہے اور وہ معتمد اور دیانت دار ہے۔ اسے سمجھ لے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ونحفظ اخانا ونزداد کیل بعیر (یوسف آیت ۶۵) ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لیں گے۔ کے متعلق آپ نے فرمایا جب تو حق میں اپنا بھائی پالے تو اس کی نگہبانی کر اس کی وجہ سے تو اس سے زیادہ درجات پائے گا جس کے لئے تو نے بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ اسے سمجھ لے۔

اھل اللہ کے حضور حاضری کا طریقہ

فرمایا: جب تو ہدایت کے ائمہ کے پاس آئے تو صرف اس لئے آئے کہ ان کی بدولت ہدایت پائے اور تجھے یہ کیفیت صرف اسی صورت میں حاصل ہوگی کہ تو اپنے آپ کو دیکھے کہ گمراہی پر ہے اور تو روح ہدایت کے نور سے اس کی تاریکی دور کرنے کی طرف بے چین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا امن یجیب المضطر اذا دعاہ (النحل آیت ۶۲) کون بے قرار کی فریاد قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے؟

فرمایا: روح العلیم الحکیم جس کی پوری سرپرستی فرمائے وہ اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کا آدم ہوتا ہے پس اس پر واجب ہے کہ ان کی مصلحتوں کا اہتمام کرے جس طرح کہ اولاد کے لئے اپنے باپ کے ذمہ اہتمام ہوتا ہے۔ اسی لئے اخطاب اور ائمہ ہدایت کے لئے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنے اور ان سے اپنی رحمت کی امداد اور اپنی حکمت کی رہنمائی منقطع کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ پس ان جیسے اس سے پاک ہیں کہ وعلی المولودلہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف (البقرہ آیت ۲۳۳)

اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ مناسب طریقہ سے ان ماؤں کا کھانا اور ان کا لباس ہے' فرمانے والے کے ساتھ غیر معیاری انداز میں پیش آئیں اور اگر رحمت نے ان کے لئے فرض نہ کیا ہوتا تو وہ تکذیب و ایذاء پر صبر کیوں کرتے لیکن تمہارے رب نے اپنے ذمہء کرم پر رحمت لکھ لی ہے۔ اسے سمجھ لے۔

عتیق کی وجہ تسمیہ

اور آپ نے فرمایا: اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ اپنے وہم کی غلامی سے آزاد نہ ہوتا تو صدر محمدی سے جو تحقیق اس میں پلٹی گئی اس کے لئے گنجائش نہ ہوتی اور آپ کو عتیق کا نام دینے کی اصل یہی ہے۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: جو چاہے کہ اس وجود میں ظاہر ہو بجائے اس کے سردار کے تو اس کی جزاء اس کے قصد کے برعکس پوشیدہ ہونا ہے اور جس نے پوشیدہ ہونا طلب کیا تاکہ اس کے سردار کی بزرگی ظاہر ہو تو اسے ظاہر ہونے اور اس کی بات منفرد ہونے کی جزا دی جاتی ہے۔ اسے سمجھو۔

فطرت کی عمل داری

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ (بنی اسرائیل آیت ۸۴) آپ فرما دیں کہ ہر شخص اپنی فطرت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ شاکلہ سے مراد اس کا مرتبہ وجود یہ ہے پس کسی کے لئے ممکن نہیں کہ اپنے مرتبہ وجودیہ کے حکم سے باہر قدم رکھے۔ دیکھو جس کا شاکلہ مرتبہ جہالت اور حجاب ہے وہ کتنا ہی فنون علمیہ کا فاضل اور کشوفات نظریہ میں متبحر ہو اس سے اس کے لئے حق کے متعلق شک اور راستی سے دوری ہی بڑھتی ہے اور جس کا شاکلہ مرتبہ علم و کشف ہے جب بھی اسے شکوک و اوہام آڑے آئیں ان میں اس کے لئے بصیرت کی آنکھیں کھل جاتی ہیں جن سے وہ حق اور راستی دیکھ لیتا ہے۔ یا الہام کے ساتھ یا پھر تعلیم کی وجہ سے فہم نصیب ہو جاتا ہے اور دیکھو جس کی فطرت ذلت ہے کسی طرح تکبر کرتا ہے مگر نفوس میں اس کے تکبر کی بوجہ ذلت ہی زیادہ ہوتی ہے اور وہ مذموم و مجرم ہوتا ہے جبکہ دوسرے کا مرتبہ فطرت عزت ہوتی ہے اور اسے تواضع سے عزت میں اضافہ ہی ہوتا ہے اور وہ قابل ستائش اور اجر پانے والا ہوتا ہے۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: صوفیا کی زبان میں وجہ حق وہ ہے جس کا تو نے شیخ سے مشاہدہ کیا پس وہ وہی چہرہ ہے جس کے ساتھ تیری طرف حق متعارف ہوا۔

فرمایا: سب سے پہلے جسے سرکشی کی بنا پر حسد' کینے کی وجہ سے غرور۔ اپنے رب کے متعلق بدگمانی' اپنے مولیٰ کے حکم پر اپنی رائے کے عمل دخل' اس کے علم و اختیار کی اپنی خواہش اور وہم کے ساتھ مخالفت کا عیب لگا وہ ابلیس ہے۔ تو اس کے بعد ان میں سے کوئی چیز جس سے بھی صادر ہوئی وہ ابلیس کا ساتھی ہے تو اگر وہ اس ساتھی کی بات پر عمل نہیں کرتا تو اس سے بچا رہے گا ورنہ وہ اس کے ساتھ ہی آفت زدہ ہوگا اور جب بھی برے ساتھی کم ہوں اچھے ساتھیوں کی کثرت ہوگی۔ اسے سمجھ لے۔

کلمات معرفت میں تعریض کی ضرورت

فرمایا: معانی' اعیان کی ارواح ہیں تو کلمات کی ارواح صرف وہ احکام اور حکمتیں ہوتی ہیں جو ان میں ظاہر ہوتی ہیں تو ان

معانی کی بلندی کے معیار کے مطابق ان کلمات کے کمال کی زندگی ہوتی ہے تو جو شخص عارفین کو شدید انکار کے ساتھ ان کی گفتگو میں معنائے لطیف اور روح شریف کے بیان سے روکے وہ اپنی جہالت کی بنا پر اس کلام کا دشمن ہے وہ اسے مٹانے کا ارادہ رکھتا ہے جبکہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ لغویات اور تحریف سے اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

تو اے عارف! جب تو ایسے کو دیکھے جس کا حال بیان ہوا ہے تو اسے اس لفظ میں ڈھال دے جس کے متعلق وہ سمجھتا ہے کہ حق یہی ہے اور تو اپنے مواجید پر چلتا رہ اور عارفین کو ان نصوص کے ظواہر کے مظاہر میں جن کے متعلق منکر سمجھتا ہے کہ حق صرف یہی ہے اپنے معارف کے اظہار کی بجائے تعریض کی کس قدر ضرورت ہے؟ کیونکہ اکثر لوگوں کے نفوس کثیف ہیں جبکہ حق کے مظاہر نہایت عظیم ہیں اور مشائخ کو نفوس کثیفہ کے لوگ ہی پریشان کرتے ہیں۔ اسے سمجھ لے۔

مرید کے پاس جو کچھ ہے اس کے شیخ کا ہی فیض ہے

فرمایا: امر شیخ کی امداد ایک دانہ ہے جسے اس نے اپنے مرید کے قبول کی سرزمین میں ڈالا اور اسے اپنی تفہیم و تائید کا پانی دیا تو جب یہی مرید سے یا اس کی طرف سے اس میں سے کچھ ظاہر ہو تو وہ اسی دانے کے ثمرات سے ہیں اور دانے کے نتائج اور ثمرات گرچہ کثیر ہوں وہ اس کی مستحق زمین میں کاشت کرنے والے کی ہی ملک ہیں تو امر ہدایت میں سے جو کچھ بھی مرید کے لئے ہے حقیقت میں اس کے شیخ کا ہی حق ہے تو مرید ہرگز گمان نہ کرے کہ وہ کسی ایسی شے کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے جس کے حصول میں اس کے شیخ کو کامیابی نہیں ہوئی اور جس نے ایسا گمان کیا وہ جاہل ہے۔

مٹی ہونے یعنی تواضع اختیار کرنے کی برکت

فرمایا: بادل کو دیکھ کس طرح بکھرتا ہے اور مٹی کی طرف گرتا ہے۔ پس تو اپنے نفس کو عبودیت کے ساتھ مٹی کر دے، جس نے اپنے آپ کو سرداری کے ساتھ بادل قرار دیا ہے تیری خدمت کرے گا۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: مٹی راحت کا مقام ہے۔ ومن آیاتہ ان خلقکم من تراب (الروم آیت ۲۰) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب رکھنے کے اشارے کو دیکھ تو بلندی نیچے اترنے میں پائے گا۔ جس نے اپنے نفس کو مٹی میں نہیں ڈالا اس نے راحت نہیں پائی۔ سمجھو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکا (الاعراف آیت ۱۴۳) تو جب اس کے رب نے تجلی ڈالی تو اسے پاش پاش کر دیا۔ اس کے متعلق فرمایا کہ اگر تجلی نہ پاتا تو پاش پاش نہ ہوتا۔ تو جب تو کسی کو حق کے سامنے کھلے عام زار و نزار پائے تو سمجھ لے کہ اس نے حق کو پایا ہے اسی لئے زاری اختیار کی ہے گرچہ اسے اس کا شعور نہ ہو اور تو اس کی اس باریابی کی حرمت کی نگہبانی کر سلامتی اور غنیمت پائے گا۔

فرمایا: جس نے مشاہدہ کر لیا کہ سب امر ایک ہی کا ہے وہاں غیر کا کوئی عمل دخل نہیں اور اس کی ایجاد اس کے معلوم اور مراد کے مطابق ہے وہ کائنات میں حقیقت کے مطابق سچائی دیکھتا ہے تو اس کے نزدیک جہان میں صرف سچائی ہے اس کی ضد نہیں۔

فرمایا: جس نے مشاہدہ کیا کہ وجود کے ساتھ ممکن نہیں کہ اس کی نقیض قائم ہو اور دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے وہ وجود

میں حق کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور ممکن نہیں کہ اس کے کسی شے کے لئے ظہور کے بعد کسی شے کا گمان ہو یا اس کے اس سے چھپنے کے بعد اس کے لئے ظاہر ہو اور جب اس کے لئے اس کا شہود پورا اور کامل ہوا تو وہ صرف ایک کا ہی مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے شاہد و مشہود کا۔

فرمایا: جو محدود ہے متعدد ہے اور جو حد سے پاک ہے وہ ایک ہے اور جو دونوں امور کے احکام میں حکمت کے ساتھ تصرف کا اختیار رکھتا ہے وہ مطلق اور مفید ہے اور یہ حق مبین ہے۔

خیر اور شر کی صورتیں

فرمایا: خیرات کی صورتیں ملکی اور شر کی صورتیں شیطانی ہیں تو خیر کی جس صورت کو ایسی کیفیت عارض ہو جائے جس سے وہ برائی بن جائے وہ ایسا شیطان ہے جس نے شبہ ڈالنے اور دھوکہ دینے کے لئے ملکی صورت اختیار کر لی ہے اور شر کی جس صورت کو ایسی کیفیت لاحق ہوگئی جس سے وہ نیکی ہو جائے تو وہ ایسا شیطان ہے جس کے خلاف حق سبحانہ وتعالیٰ نے اعانت فرمائی پس وہ مسلمان ہوگیا۔ پس وہ اپنے ساتھی کو خیر کے سوا کوئی حکم نہیں دیتا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جھوٹ کی صورت شیطانی ہے تو جب لوگوں کے درمیان صلح کرانے یا حقوق اللہ میں سے کسی حق کو قائم کرنے جیسے خون کی حفاظت، مظلوم کی مدد یا ظالم کو ظلم سے روکنے کے لئے اور اس جیسی کسی اور صورت کے لئے ہو تو یہ صورت شیطانی ہے جو کہ مسلمان ہے خیر کے سوا حکم نہیں دیتی اور اسی پر قیاس کر۔

فرمایا: جب کسی موجود میں کسی وصف کے ساتھ وجود ظاہر ہو تو موافقت کو پسند کرتا ہے اور جب مخالفت کی جائے تو جدا ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تو کسی موجود پر اس کے امر عیب دار قرار دیتا ہے تو وہ تجھ سے یہ کام ناپسند کرتا ہے اور تجھ سے صرف یہی قبول کرتا ہے کہ تو اسے تسلیم کرے و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران آیت ۸۵) اور جو دین اسلام کے سوا چاہے اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اسے سمجھ لے۔

درجات جنت میں سب سے اونچا درجہ فردوس ہے

فرمایا: جنت کے درجات ہیں جن میں سب سے اونچا درجہ فردوس ہے جس کی چھت عرش رحمٰن ہے جو کہ رب اعلیٰ ہے جو کھلاتا ہے۔ اسے کھانے کی ضرورت نہیں اور اس کی طرف سے ہر جنت والوں کے لئے وہ کچھ آئے گا ہے کہ ان میں سے اور ان کے علاوہ کسی اور کی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی ان میں سے کسی انسان کے دل میں کھٹکا۔ تو عرش کے ہاں وہ کچھ ہے جسے حق، مجرد کی رحمانیت کے سوا کوئی نہیں جانتا اور فردوس کے پاس جو کچھ حضرت رحمٰن جل شانہ کی طرف سے آیا وہ عرش کے واسطے سے آیا تو اس پر عرش اور اہل عرش کے سوا کوئی آگاہ نہیں اور اس جنت والوں کے پاس جس کی چھت فردوس ہے رحمٰن کی طرف سے فردوسیوں کے واسطے سے وہ کچھ ہے جس کا اہل عرش اور اہل فردوس کے سوا کسی کو علم و ادراک نہیں اور اسی طرح آخری زمانے تک تو اس کا ادنیٰ وہ ہے جو عطا کے اعتبار سے ادنیٰ ہے اور اعلیٰ وہ جو بلندی کے اعتبار سے اعلیٰ ہے اور ہر جنت والے اس کی چھت عرش رحمٰن دیکھیں گے کیونکہ وہ اپنے رب رحمٰن کو صرف اس کے مظاہر میں دیکھیں گے اور طویل کلام فرمائی۔

قول بایزید بسطامی کی توجیہہ

اور آپ نے بایزید رضی اللہ عنہ کے اس قول کے متعلق کہ میں نے حج کیا پس گھر کو دیکھا جبکہ گھر کے مالک کو نہ دیکھا۔ پھر دوبارہ حج کیا اور گھر اور گھر کا مالک دیکھا' پھر تیسری مرتبہ حج کیا پس گھر کا مالک دیکھا گھر نہ دیکھا۔ فرمایا: اگر بایزید نے حقیقت کو اس طرح پہچانا ہوتا جس طرح کہ پہچاننے کا حق ہے تو ہر چیز کو اس کے مرتبہ پر رکھتے اور ان سے یہ حقیقت غائب نہ رہتی کہ جب عدد دیکھے سب کچھ ایک ہے اور جب ایک دیکھے تو عدد غائب نہ ہو۔ اسے سمجھو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رب المشارق یعنی مشرقوں کا رب۔ اس کے متعلق فرمایا: یعنی ہر دائرہ میں اس کا مشرق ہے۔ اس دائرہ کے لوگ اسے صرف اسی مشرق سے پہچانتے ہیں اور اسے اسی جہت سے سجدہ کیا جاتا ہے۔ پس فقہاء کے لئے مشارق ربوبیت ہیں جبکہ صوفیا فقہاء کے لئے اور ذوق باطن والے صوفیا کے لئے مشارق ربوبیت ہیں اور اسی طرح اعلیٰ مشارق تک سلسلہ چلتا ہے اور یہ حضرات تحقیق کے نفوس ناطقہ ہیں پس کسی عبد سے سجود رب کا قصد صرف اسی صورت میں ہوتا ہے کہ اس کے دائرے کے مشرق سے آئے اور یہ وہ صورت ہے کہ جب اس کے پاس اس سے بلند کیفیت آئے تو کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تو میرا رب نہیں اور جب اس کے پاس اس کیفیت میں آئے تو کہے کہ تو میرا رب ہے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے کیونکہ وہ اس کے لئے اس صورت میں ڈھل گیا جس کے ساتھ اور جس میں وہ اسے پہچانتا ہے۔

خیر کی حقیقت

آپ نے فرمایا کہ بعض نے اس حدیث شریف کے بارے میں کہ ''میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والی کوئی شے نہیں چھوڑی جسے بیان نہیں کیا' کہا ہے کہ اس کے مطابق ہر وہ چیز جو کہ کتاب وسنت میں نہ ملے وہ خیر نہیں اور اس کی تائید کل عمل لیس علیھم امرنا فھورد سے ہوتی ہے یعنی جس عمل پر ہمارا امر نہیں وہ مردود ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دعویٰ اس وقت صحیح ہوگا جب اس امر پر کوئی ٹھوس دلیل قائم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ بیان فرمایا اور اس پر دلالت فرمائی وہ آپ سے نقل کیا گیا اور ہم تک پہنچ چکا۔ لیکن یہاں تو ہمیں صحابہ کریم رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے اعتراف فرمایا کہ وہ کئی کچھ بھول گئے اور مصلحت کی بنا پر انہوں نے کئی چیزیں صیغہ راز میں رکھیں اور اس کے ہوتے ہوئے یہ کیسے پہچانا جائے کہ ہم تک پہنچنے والی سنتوں میں جس کا ذکر ہم نے نہیں پایا وہ ان چیزوں میں نہیں جنہیں آپ نے بیان فرمایا اور شرع شریف نے اس پر دلالت فرمائی لیکن وہ ہم تک نہیں پہنچی اور جب ہمیں اس کی پہچان حاصل نہ ہوئی تو ہم اس کے خیر نہ ہونے کا فیصلہ کیسے دے سکتے ہیں۔

لیکن حق یہ ہے کہ جس مسئلہ کی ہمیں اصل مل جائے گرچہ دور سے ہی ملے اور ہم اسے باطل کرنے والا حکم صریح نہ پائیں تو وہ خیر ہی ہے اور جس کی ہم اصل پائیں نہ اسے باطل کرنے والا حکم تو وہ موقوف ہے اور اس کا امر اللہ تعالیٰ کی طرف سونپا جائے گا اور جسے باطل کرنے والا حکم ہمیں مل جائے پس اس وجہ سے اس میں اصل مسئلہ اس کا باطل ہونا ہے یہاں تک کہ ہمیں ایسی دلیل مل جائے جو اسے صحیح قرار دے (اقول وباللہ التوفیق مندرجہ وضاحت کے مطابق اہل سنت و جماعت کے معمولات از قبیل میلاد

شریف۔ جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عرس، گیارہویں شریف، فاتحہ سوئم، ہفتم، چہلم سب ایسے امور خیر ہیں جن کی کتاب و سنت میں اصل موجود ہے۔ اسی لئے صدیوں سے اہل اللہ کے معمولات میں یہ چیزیں داخل اور شامل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ پاک میں اگر من وعن یہ معمولات اس طرح نہ تھے تو یہ ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عہود المشائخ میں فرمایا و لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیئا ابتدعه المسلمون علی جهته القرب الی اللہ تعالیٰ وراوہ حسنا یعنی ہم کسی کو یہ حق ہرگز نہیں دیتے کہ وہ ان چیزوں کو برا جانے جنہیں اہل اسلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے جاری کیا اور اسے اچھا جانا۔ اس سے ذرا بعد فرماتے ہیں فمن حرم ذالک فهو قاصر عن فهم الشریعته لانه ما کل مالم یکن علیٰ عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یکون مذموما۔ یعنی جو ایسے امور کو حرام کہتا ہے وہ فہم شریعت سے قاصر ہے کیونکہ ہر وہ کام جو عہد رسالت علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات میں نہیں تھا برا نہیں ہوتا۔ پھر فرماتے ہیں کہ وقد فتح رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لعلماء امته هذا الباب واباح لهم ان یسنوا کل شئی استحسنوه ویلحقوه بشریعته رسول اللہ علیه وآله وسلم بقوله علیه الصلوٰة والسلام من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من یعمل بها۔ یعنی ایسے معمولات کا دروازہ حضور علیہ السلام نے اپنی امت کے علماء ربانیین کے لئے کھلا رکھا ہے کہ وہ جس چیز کو اچھا سمجھیں اسے جاری کریں اور رسول پاک علیہ السلام کی شریعت کے ساتھ ملائیں کہ فرمایا جس نے اچھی سنت جاری کی اسے اس کا اجر ہے اور اس پر عمل کرنے والے کا اجر ہے۔ (الحدیقۃ الندیہ ج ۲ ص ۲۰۹)

(محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور جس مسئلہ کو بعض عمومی احکام یا نصوص باطل قرار دیں اس میں الہام پر عمل کے درست ہونے کا قول کرنے والے نے شاید ان باطل قرار دینے والے اسباب کو حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ اور اس جیسے دوسرے واقعات کے ساتھ خاص کیا اور اصحاب احوال کے بارے میں اس نے انصاف پر مبنی بات کی ہے جس نے کہا کہ ان کے احوال ہم انہی کے سپرد کرتے ہیں اور جب تک انہیں باطل یا درست قرار دینے کی دلیل نہ پالیں ہم ان کی اقتداء نہیں کریں گے۔

فرمایا: جس نے اپنے نفس میں کبریائی یا عظمت کا وہم کیا اس کے اور اس کے درمیاں جس نے کہا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں کوئی فرق نہیں ہے اور بہتان طرازی کے لئے یہی کافی ہے۔

حدیث شریف میں ہے اعوذبک ان اغتال من تحتی۔ میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے نیچے سے اچک لیا جاؤں۔ اس کے متعلق فرمایا: یعنی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ مجھ پر بزور بازو وہ شخص غلبہ حاصل کرلے جس کا مرتبہ میرے مرتبہ سے کم ہے یہاں تک کہ اپنے مرتبہ کی حدود کی پابندیوں میں داخل ہو کر مجھے میرے حکم کے نافذ ہونے سے نکال باہر کرے۔ اغتیال کا یہ مفہوم ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول فجعلنا علیها سافلها (ہود آیت ۸۲) ہم نے اس کی بلندی کو پستی کر دیا کی یہی حقیقت ہے۔

فرمایا: محقق جو کہ مجرد مطلق ہے ہر مرتبہ والوں کو ان کی زبان کے ساتھ خطاب کرتا ہے اور اس کے نزدیک ہر شے ایک معیار پر ہے۔ پس وہ خبر والوں کو ان کی خبر، نظر والوں کو ان کی نظر اور اہل ذوق کو ان کے ذوق کے ساتھ خطاب کرتا ہے۔

ذکر بالحق کی علامت

فرمایا: ذکر بالحق کی علامت یہ ہے کہ تیرے پاس حق آئے جبکہ میں اسے تیرے لئے بیان کروں تو تو اسے اپنے دل میں یوں موجود پائے گویا کہ وہ پہلے سے ہی تیرے پاس محقق تھا لیکن کسی عارضے کی بنا پر تو اسے بھول گیا' پھر جب اس بیان کے ساتھ تیرے سامنے اسے بیان کیا گیا تو تجھے یاد آ گیا۔ فذکر انما انت مذکر (الغاشیہ آیت ۸۲) آپ نصیحت فرمائیں آپ تو نصیحت فرمانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شئی حتّٰی احدث لک منه ذکرا (الکہف آیت ۷۰) اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھئے نہیں یہاں تک کہ میں اس کا آپ سے خود ذکر کروں۔'' اس کے متعلق آپ نے فرمایا یعنی تابع کا کمال یہ ہے کہ اپنے متبوع کے ساتھ محقق ہو اور اس کا راستہ محبت وتعظیم ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ محب کا ارادہ اپنے متبوع کے ارادہ کے مطابق ہو۔ پس قول وفعل میں اس سے آگے نہ بڑھے نیز جب تابع اپنے متبوع سے اس چیز کا سوال کرے جس کا اس نے ذکر فرمایا تو متبوع کی حکمت کا تقاضا ہے کہ تابع کو اس بات کا جواب نہ دے اگر جواب دے دیا تو حکمت کے خلاف کرنے سے ضرر پہنچے گا اور اگر جواب نہیں دیا تو تابع کے نفس کے برانگیختہ ہونے کا خوف رہے گا اور اس کی عقیدت کا رخ روشن داغدار ہوگا اور اس پر اپنے متبوع سے مطلوب راستہ بند ہو جائے گا۔

فرمایا: ذکر بیان ہے اور یہ الٰہی ہے۔ وتطمئن قلوبهم بذکر الله (الرعد آیت ۲۸) رحمانی ہے ذکر من الرحمن (الشعراء آیت ۵) ربانی ہے ذکر من ربهم (الانبیاء آیت ۲) اور رحمت ہے ذکر رحمته ربک (مریم آیت ۲) اور قرآن کریم کی زبان میں ان میں سے کسی کو حدوث کے ساتھ نہیں کیا گیا مگر اسے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ ہے تو جو ذکر حدوث کی وصف کے ساتھ بیان کیا جائے وہ ان دوائر میں سے ایک ہے۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: عارف حق کے کلام سے تیرا حصہ صرف وہی ہے جو اس میں سے تیری سمجھ میں آیا اور تیرے لئے اس میں سے وہی کچھ ہے جس کا تو نے اس میں مشاہدہ کیا۔ پس اس انداز سے عمل کر کہ تو اپنے شیخ کے ساتھ محقق ہو۔ پس تو از روئے حق قائم ہوگا نہ کہ از روئے خلق۔ اسے سمجھ لے۔

ایک آیت کریمہ پر تفصیلی گفتگو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واذ قال ابراهیم رب ارنی کیف تحیی الموتٰی الخ (البقرۃ آیت ۲۶۰) اس کے متعلق فرمایا کہ آیت پر دو طرح سے گفتگو ہے۔ ایک تو ظاہری الفاظ کے تقاضے کے مطابق اور دوسری اس کی حقیقت کے تقاضے کے مطابق ہے۔ پہلی صورت میں کئی سوالات ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بندۂ خدا (عزیر) سے افضل ہیں جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو کہ گری پڑی تھی اس میں کیا حکمت ہے کہ آپ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ انہیں دکھائے کہ وہ مردے کیسے زندہ فرماتا ہے جبکہ اس شخص کو اپنی طرف سے ہی بلاواسطہ سوال دکھایا گیا چنانچہ فرمایا وانظر الی العظام (البقرۃ آیت ۲۵۹) ہڈیوں کو دیکھو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بستی پر سے گزرنے والے سے یہی سوال صادر ہوا لیکن جس سے سوال کیا اسے معین کئے بغیر۔

چنانچہ اس نے کہا انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا (البقرۃ آیت ۲۵۹) اسے اس کی موت کے بعد اللہ کیونکر زندہ فرمائے گا؟ اگر وہ نبی نہیں تو یہ اس کی بے توجہی یا نہ جاننے وجہ سے ہے یا اگر نبی ہے تو تعجب میں مصروف ہونے کی بنا پر ہے یا بے توجہی اور عدم علم میں مبتلا نہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو کچھ دکھایا اس طرح واضح کر کے اور کھول کر دکھایا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے سوال کا یہ جواب عطا فرمایا ہے اور اسے سو سال تک فوت رکھنے کے بعد اُٹھا کر دکھایا رہے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو آپ کمال مشاہدہ کا ارادہ کرتے ہوئے اپنے سوال کے ساتھ حق جل شانہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے سوال کو پورا کرتے ہوئے فوراً آپ کی مراد عطا فرمائی۔ جیسا کہ اس پر فخذ کا لفظ دلالت کرتا ہے کیونکہ فالائی گئی جو کہ علی الفور کا تقاضا کرتی ہے اور ایسا آپ کے معاملہ پر توجہ اور آپ کی بزرگی کا اظہار کرتے ہوئے تعظیماً فرمایا اور آپ نے وفات اور اس سے اٹھنے سے پہلے وہ کچھ دیکھا جسے اس شخص نے وفات سے اٹھنے کے بعد ہی دیکھا تو اس کے ساتھ بستی پر گزرنے والے پر آپ کی فضیلت ظاہر ہوگئی۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ولکن لیطمئن قلبی کے ساتھ استدراک کس چیز میں واقع ہوا اور یہاں اطمینان قلب سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ استدراک' سوال کے عدم ایمان کے لئے ہونے کی نفی اور صرف اس کے اطمینان قلبی کے لئے ہونے کی پختگی سے واقع ہوا ہے اور اطمینان سے مراد جس مسئلہ کے متعلق سوال کیا ہے اسے حاصل کرنے کی بے کلی کے قلق سے اور اس سے حاجت پوری کرنے کی شدت طلب سے سکون ہے نہ کہ اس میں تردد اور شک کے قلق سے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ اس پختگی پیدا کرنے کی وجہ کیا ہے جسے اس سوال کے مقابلے میں یہ کہہ کر ثابت کیا جا رہا ہے کہ اولم تؤمن ؟ یعنی کیا تیرا ایمان نہیں؟ حالانکہ اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ آپ دنیا میں منتخب شخصیت ہیں اور آخرت میں آپ قرب خاص والوں میں سے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ ارنی کا صیغہ کبھی تو دلیل کے ساتھ ثابت اور معلوم کیفیت کے مشاہدہ کی طلب میں استعمال ہوتا ہے تاکہ اس کے ساتھ ساتھ عیاناً بھی ثابت ہو جائے اور کبھی یہ صیغہ لاجواب اور عاجز کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ ایسی کیفیت والے کے موجود ہونے کا یا اس کے ممکن ہونے کا عقیدہ نہیں ہے جس طرح کہ تو اس کمزور کو کہے جس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ یہ بڑی چٹان اکیلا ہی اٹھا سکتا ہے مجھے دکھا کہ تو اسے کیسے اٹھائے گا؟ جبکہ تیرا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اسے نہیں اٹھا سکتا اور اس کا امکان بھی نہیں ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دوسری صورت مراد نہیں لی اور نہ ہی آپ نے توہم کے طور پر سوال کیا۔ یہ تو اپنے بندوں کے لئے رب تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا اولم تومن ؟ آپ نے عرض کی کیوں نہیں۔ پس اس کے ساتھ رب کریم نے اپنے ایمان والے بندوں کی اس سے حفاظت فرمائی کہ کہیں یہ آیت سن کر اس وہم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں میں سے ایک محبوب کے بارے میں بدگمانی شامل ہو جائے پس وہ لاشعوری طور پر ہلاک ہو جائیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت اصطفاء کی خبر سے پہلے کا سوال ہو۔ واللہ اعلم۔

چار کے عدد اور پرندوں کی جنس کے تعین کی حکمت

چوتھا سوال یہ ہے کہ باقی اعداد کی بجائے چار کے عدد کے تعین کی حکمت کیا ہے نیز پرندوں کی جنس کے تعین کا کیا راز ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ چار کا عدد اعداد کا زیادہ جامع ہے کیونکہ وہ فرد بسیط اور وہ ایک ہے اور فرد مرکب اور وہ تین ہے اور زوج بسیط اور وہ دو ہے اور زوج مرکب اور وہ چار ہے کا مجموعہ ہے تو اس سے خلق کے اپنے رب کی بارگاہ میں دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہونے کو یاد دلانا ہے دو دو دو بسیط اور دو مرکب ہیں اور اکیلے اکیلے فرد بسیط اور فرد مرکب ہے اور اس میں اٹھائے جانے والوں کی کئی قسمیں یاد دلانا بھی مراد ہے۔ ان میں سے کوئی کافر ہوگا کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا مسلمان یا نیکی برائی بلانے والا میانہ رو یا نیکیوں میں آگے بڑھنے والا ہوگا۔

اور پرندوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ یہ حیوانات میں سے سب سے زیادہ گھبراتے ہیں اور جس سے گھبرائیں اس سے بھاگنے اور دور ہونے کی زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔ تو جب اس جنس کو بلائیں اور وہ حاضر ہو جائے اور دوڑ کر آ جائے تو اس کے سوا باقی چیزیں حاضری کے زیادہ لائق ہیں۔ اور یہ دوسری چیزوں کی بجائے زیادہ بڑی نشانی ہے۔ نیز پرندے میں باقی حیوانات کے مقابلہ میں رطوبت بہت کم ہوتی ہے اواس کا مردہ بہت جلد خشک ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ باطنی اور ظاہری طور پر اس سے حیات جسمانیہ کا نہ ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔

پہاڑوں کی تخصیص کی حکمت

پانچواں سوال یہ ہے کہ اس ڈالنے میں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے **فاجعل علٰی کل جبل منھن جزءً** کہ ان میں سے ہر پہاڑ پر ایک حصہ ڈال دے۔ پہاڑوں کی تخصیص کی کیا حکمت ہے۔ کیا ظاہری طور پر تمام پہاڑ مراد ہیں یا صرف چار پہاڑ یا اس کے علاوہ اور ظاہراً یہی چار ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی وجہ کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ اجزاء کی تعداد کے مطابق پہاڑ مراد ہیں جن پر انہیں ڈال دیں اگر اجزاء زیادہ ہیں تو زیادہ یا کم ہیں تو کم اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی دلیل سے ثابت ہے کہ **اجعل علٰی کل جبل منھن جزاء** اور انہیں بیان کر کے حکم نہیں دیا تو حکم کو تمام پہاڑوں پر محمول کرنا عادتاً مشکل ہے اور ظاہراً مراد یہ ہے کہ ان میں سے ہر پہاڑ پر ایک جز ڈال دیں جو کہ معین نہیں کیونکہ واقعہ اور اس میں جو امر عجیب دیکھنا ہے اس کے مناسب یہی ہے۔

چھٹا سوال یہ ہے کہ **ثم ادعھن** میں ثم کا لفظ لانے کی حکمت کیا ہے؟ اور آپ کے بلانے پر ان کے آنے کو معلق کرنے میں کیا حکمت ہے؟ کہ انہیں زندہ نہ فرمایا کہ آپ کے بلائے بغیر ہی آ جاتے اور ان کے آنے میں کیا حکمت ہے کہ چل کر آئے اور ان کی پرواز پر کفایت نہ فرمائی اور ان کے دوڑتے ہوئے آنے میں کیا حکمت ہے۔ پرواز کرتے ہوئے بھی نہیں اور آرام سے چلتے ہوئے بھی نہیں اگر دوڑ کر آنا ان سے متعلق ہے۔ اور اگر خود آپ سے متعلق ہے تو پھر اس کے ان پرندوں سے صادر ہونے میں کیا حکمت ہے جبکہ آپ سعی کر رہے ہیں یا آپ کا انہیں بلانا جبکہ آپ سعی کر رہے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ "ثم" کا لفظ اس لئے لایا گیا تا کہ ان پرندوں کا پہاڑوں پر کچھ وقت پڑا رہنا معلوم ہو تا کہ خشک ہونے کے مقام پر دیر تک پڑے رہنے کی وجہ ان کی عدم حیات میں کسی قسم کا شک باقی نہ رہے اور اگر انہیں پہاڑوں پر رکھنے کا لحاظ کیا جائے جہاں ان کے لئے سورج سے کوئی پردہ نہیں جس کی طرف نمرودی لوگ اثرات کو منسوب کرتے تھے اور وہاں کچھ وقت تک انہیں پڑا

چھوڑ دیتے کا لحاظ کریں تو پتہ چل جائے کہ ان میں سورج کی کوئی تاثیر نہیں کہ بالکل سورج کے سامنے تھے مگر نہیں آئے اور جب انہیں حق کے داعی نے بلایا تو اس کے پاس دوڑتے ہوئے آ گئے۔ یہ اچھا قول ہے اور ان کے آنے کو آپ کے بلانے پر معلق کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا ان کو بلانے پر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: **ثم اذا دعاكم دعوة من الارض اذا انتم تخرجون** (الروم آیت ۲۵) پھر جب تمہیں زمین سے بلائے گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام نفسی کے ساتھ بلانا جو کہ اس کی شان کے لائق ہے بلائے گئے کو مراد تک پہنچانے میں کلام لسانی کے قائم مقام ہے پس یہاں مردوں کو بلا کر زندہ کرنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کلام لسانی کو حق تعالیٰ کی طرف سے کلام نفسی کا مظہر قرار دیا گیا تا کہ آپ کلام کے وقت زندہ کرنے کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے پر قادر ہوسکیں' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسم المحیی کا مظہر ہے اگر آپ قول کے ساتھ نہ بلاتے تو آپ کے پاس زندہ کرنے کے مظاہر میں سے کوئی محسوس شے نہ ہوتی۔ جس کے محسوس کرنے سے زندہ کرنا محسوس ہوتا' کیونکہ آپ کے بلانے پر انہیں زندہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اس مظہر میں دین کے بارے میں آپ سے جھگڑنے والے کے مذہب کے باطل ہونے پر روشن دلیل ہے جو کہ مخفی نہیں اور اگر آپ کے ساعت میں آنے والے حسی طور پر یقینی قول کے ساتھ یہ زندہ کرنا نہ ہوتا تو انہیں آپ سے الجھنا ممکن تھا کہ یہ زندہ کرنا اس کے علاوہ میں ہے جسے وہ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

رہا ان کا آنا تو اس میں مردوں کو زندہ فرمانے والے رب کریم کی اس خبر کو یاد دلانا ہے جو کہ اس نے اپنے اس قول میں دی۔ **یوم یدعوكم فتستجیبون بحمده** (بنی اسرائیل آیت ۵۲) اس دن کو یاد کرو جب تمہیں اللہ تعالیٰ بلائے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے جواب دو گے۔ یعنی تم اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

رہا پرندے کا پہاڑ سے اترتے ہوئے دوڑنا تو یہ اس کی قوت اور مکمل زندگی اور صحت کے متعلق تعبیر میں کسی دوسرے انداز سے زیادہ موثر ہے تو ان کا یہ دوڑنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ اپنی پہلی کیفیت حیات پر مکمل طور پر لوٹ آئے اور اس میں **كما بدء كم تعودون** (الاعراف آیت ۲۹) جس طرح اس نے تمہیں پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح لوٹو گے۔'' اور قبروں سے اٹھائے جانے والوں کے جلدی چلنے کا یاد دلانا ہے اور یہاں پچیس سوال و جواب تک طویل گفتگو فرمائی۔'' واللہ اعلم۔

دعوت الی اللہ کا طریق کار

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کا طریق کار یہ ہے کہ پہلے تو احسان' پاکیزہ گفتگو اور احکام کو ہلکے انداز میں پیش کرنے کے ساتھ لوگوں کو مانوس کرے۔ جب وہ پختہ ہو جائیں تو پھر جیسے چاہے ان میں حکم نافذ کرے اور عارفین میں سے بعض نے اپنے مرید کو جب اس پر فتنہ اور اللہ تعالیٰ سے غافل ہونے کا خطرہ محسوس کیا تو حکم دیا کہ اپنے اہل خانہ اور خویش قبیلہ سے جدا ہو جائے اسے اسی حکمت عملی پر محمول کیا جائے گا۔ اسی لئے پرفتن سرزمین سے ہجرت واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وما یخفی علی اللہ من شئی فی الارض ولا فی السماء** (ابرہیم آیت ۳۸) اور زمین و آسمان

میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ سے جہت کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔ دلالت کی وجہ یہ ہے کہ ترقی کا قاعدہ تقاضا کرتا ہے کہ زمین کے مشمولات پر زمین والوں کے لئے اطلاع آسمانی مشمولات پر اطلاع سے زیادہ قریب ہے تو اگر آسمان اللہ تعالیٰ کی جہت ہوتا تو اسے آیت میں زمین کے بعد نہ ذکر کیا جاتا' کیونکہ یہ کہنا اچھا نہ ہوگا کہ بادشاہ پر دور دراز شہروں کی چیزیں اور اپنے گھر یا اپنے شہر کی چیزیں مخفی نہیں ہیں بلکہ صرف یوں کہنا اچھا ہوگا کہ اس پر اپنے شہر اور دور دراز شہروں کی چیزیں مخفی نہیں ہیں۔ تو اگر حق تعالیٰ کے لئے بہت ہوتی تو یہ آیت جہت کا تقاضا کرتی لیکن ہم اس امر پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین کی جہت سے منزہ ہے اور آیت دلالت کرتی ہے کہ وہ آسمان اور اس سے اوپر کی جہت سے منزہ ہے اور ان دونوں کے سوا کوئی جہت نہیں ہے پس حق تعالیٰ کے لئے جہت اصلاً نہیں ہے۔ اسے سمجھ لے۔

امور کو نفس امکانی اور مولائے برحق کی طرف منسوب کرنے میں امتیاز

فرمایا: جو امر کو اپنے نفس امکانی کی طرف منسوب کرتا ہے اس نے اسے زوال وفنا کے مقام کی طرف منسوب کیا پس وہ زوال اور محو کے نشانے پر ہے اور جس نے امر اپنے مولائے حق واجب الوجود کی طرف منسوب کیا تو اس نے اسے بقاء و دوام کے دربار کی طرف منسوب کیا پس وہ بقا کے مرتبوں میں باقی و دائم ہے تو اے بندہ خدا اپنے نفس کی طرف وہ چیز منسوب کر جسے تو چاہتا ہے کہ زائل اور فنا ہو جائے اور اپنے پروردگار برحق کے لئے وہ چیز منسوب کر جسے تو دائم و باقی رکھنا چاہتا ہے۔

فرمایا: جسے حق اپنے ساتھ مشغول کرے اسے مخلوق میں سے کسی شے کے ساتھ مشغول نہیں کرنا جس میں وہ قائم ہے کیونکہ وہ اس میں تو صرف ظاہر کے اعتبار سے ہے باطن میں تو وہ اپنے رب کے ہاں ہے۔ جب بندہ سجدہ میں سو جائے تو اللہ عزوجل اس کے بارے میں فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو اس کا جسم میرے سامنے ہے۔ اس کی روح میرے سامنے ہے۔ پس اس کے ساتھ اپنے ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے کہ وہ اپنے سجدے کے ساتھ اپنے معبود سے غافل نہیں ہوا۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: جب تو اپنے پروردگار کے حضور دعا کرے اور وہ قبول نہ ہو تو یہ اس لئے ہے کہ دعا کے وقت جس بیچارگی کی ضرورت ہے اس میں تو سچا نہیں۔

فرمایا: آئمہ ہدایت پر واجب ہے کہ بندوں سے اپنی امداد اور اپنی حکمت کی خوراک منقطع نہ کریں کیونکہ وہ ان کا کنبہ ہیں اور کریم اپنے کنبہ کو ضائع نہیں کرتا۔

فرمایا: ستر تو متکلم میں ہوتا ہے اس کی کلام میں نہیں تو جب متکلم اپنے سامع کی طرف کشادہ روئی کرتا ہے تو اس پر اس کی کلام کھل جاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی ہو اور جب متکلم ہی کھنچا سا ہو تو سامع کے لئے اس کی کلام کے معانی واضح نہیں ہوتے اگرچہ کثیر ہو اور کلام' متکلم کی صفت ہے تو جس نے موصوف کو پالیا اس کی صفت کو پالیا ورنہ نہیں' کیونکہ صفت جب اپنے موصوف سے جدا ہو جائے تو اس کا مرتبہ زائل ہو جاتا ہے اور اس سے غائب ہو جاتا ہے۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: اعتقاد کی قوت نصیحت قبول کرنے کا موجب ہوتی ہے اور اعتقاد نہ ہونا یا اس کی کمزوری رد کا موجب ہوتی ہے۔

فرمایا: ہر امام برحق کے لئے ضروری ہے کہ کوئی امام باطل اس کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا مقابلہ ابلیس

نے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا مقابلہ یام وغیرہ نے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقابلہ نمرود نے' حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ فرعون نے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا مقابلہ جالوت اور اس جیسے دوسرے لوگوں نے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقابل صخر نے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ آپ کے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے سے پہلی زندگی میں بخت نصر نے کیا اور نزول کے بعد کی زندگی میں دجال کرے گا۔ رہے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو درحقیقت آپ کا مقابل کوئی نہ تھا کیونکہ آپ احاطہ خفیہ لے کر تشریف لائے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا واذقلنا لک ان ربک احاط بالناس (بنی اسرائیل آیت ۶۰) اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے آپ سے فرمایا کہ آپ کے پروردگار نے لوگوں کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ ھو الاوّل والآخر والظاھر والباطن (الحدید آیت ۳) وہی اول' وہی آخر' وہی ظاہر' وہی باطن پس وہ حق ہے جسے باطل پر ڈالا گیا تو وہ جانے والا ہے۔ حتیٰ کہ ابوجہل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچا ہے۔ اس لئے اسے آپ کا مقابل شمار نہیں کیا گیا۔ اسے سمجھ لے۔ اور آپ کی کلام سے اسی قدر کافی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت سیدی یوسف العجمی الکورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے شیخ جنید رضی اللہ عنہ کے طریقے کو مٹ جانے کے بعد مصر میں زندہ کیا اور خلق سے منقطع ہونے اور سالک بنانے میں آپ عجیب طریقہ کے مالک تھے آپ کے بے شمار مرید اور کئی ایک خانقاہیں ہیں۔ قرافہ صغری میں بروز اتوار ۱۵ جمادی الاولیٰ ۷۶۸ھ اپنی خانقاہ میں وفات پائی۔ لاتعداد مخلوق نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ آپ نے شیخ نجم الدین محمود الاصفہانی اور شیخ بدرالدین حسن التشمشیری سے عہد حاصل کیا اور خرقہ پہنا اور دونوں سے کلمہ طیبہ کے ذکر کی تلقین حاصل کی اور یہ شیخ جنید رضی اللہ عنہ کا سلسلہ ہے اور جب آپ کو سرزمین عجم سے مصر کی طرف سفر کرنے کا القاء حق ہوا تو آپ نے ادھر توجہ نہ کی۔ دوبارہ القاء ہوا' توجہ نہ کی۔ تیسری مرتبہ القاء ہوا تو عرض کی: یا اللہ! اگر یہ سچا القاء ہے تو میرے لئے اس نہر کے چشمہ کو دودھ میں بدل دے یہاں تک کہ میں اپنے اس پیالے کے ساتھ اس سے پیوں۔ چنانچہ نہر دودھ میں بدل گئی اور آپ نے اس سے دودھ پیا۔ پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور سید حسن التستری رضی اللہ عنہ آپ سے پہلے ہجرت کر کے وہاں جا چکے تھے اور رتبہ میں آپ کے قریب تھے بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ درجہ میں آپ سے بلند تھے۔ پس آپ سرزمین مصر میں ان سے ملے اور سیدی یوسف نے ان سے کہا: بھائی جان! طریق تو صرف ایک کے لئے ہوتا ہے یا آپ مخلوق کے لئے ظاہر ہوں اور میں آپ کا خادم ہوں گا یا پھر میں ظاہر ہوتا ہوں اور آپ میرے خادم ہوں تا کہ آبروئے طریق قائم رہے۔ سیدی حسن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: بلکہ آپ ظاہر ہوں اور میں آپ کا خادم ہوں گا۔ چنانچہ سیدی یوسف رضی اللہ عنہ کا چرچا ہوا اور مصر میں آپ کی کرامات اور خوارق ظاہر ہوئیں اور آپ کا طریقہ تجرید تھا یعنی ترک علائق دنیا اور یہ کہ ہر روز خانقاہ سے ایک فقیر کو بھیجتے جو کہ لوگوں سے شام تک مانگتا تو جب وہ لاتا تو فقراء کے لئے اس دن کی وہی خوراک ہوتی جو کچھ بھی ہو۔ فقراء کے لئے مخصوص دن میں وہ روٹی' پیاز' کھیرے' شلجم اور گوشت سے لدا ہوا گدھا لے کر آتا۔ جبکہ سیدی یوسف اپنے لئے مخصوص دن میں چند خشک ٹکڑے لاتے جو صرف ایک فقیر کی خوراک ہوتی۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ تمہاری بشریت باقی ہے اور تمہارے اور لوگوں کے درمیان رابطہ قائم ہے پس وہ تمہیں عطا

کرتے ہیں جبکہ میری بشریت فنا ہو چکی۔قریب نہیں کہ نظر آئے۔پس میرے اور تاجروں' بازار والوں اور دنیا داروں کے مابین کوئی بڑی یکسانیت نہیں ہے اور آپ کے سوال کی صورت یہ ہوتی کہ دکان یا دروازے پر ٹھہر جاتے اور کہتے 'اللہ' اور اسے لمبا کھینچتے حتیٰ کہ غائب ہو جاتے اور زمین پر گرنے کے قریب ہو جاتے۔تو جو آپ سے ناواقف ہوتا وہ کہتا کہ یہ عجمی چیختا رہتا ہے۔

فقیر کا وقت سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے

آپ خانقاہ کا دروازہ سارا دن بند رکھتے۔سوائے نماز کے کسی کے لئے نہیں کھولتے تھے اور جب کوئی دروازہ کھٹکھٹاتا تو خادم سے فرماتے روزن در سے دیکھو اگر تو اس کے پاس فقراء کے لئے فتوح کی کوئی شے ہے تو کھول دو ورنہ یہ فضول ملاقاتیں ہیں۔ایک شخص نے آپ سے اس بارے میں گفتگو کی تو فرمایا کہ فقر کے نزدیک سب سے قیمتی چیز اس کا وقت ہے اور دنیا داروں کے نزدیک سب سے زیادہ پیاری چیز ان کا مال ہے اگر وہ ہم پر اتنا مال خرچ کریں تو ہم ان پر اپنا وقت خرچ کریں گے۔

جب آپ اپنی خلوت سے باہر آتے۔آپ کی آنکھیں آگ کے شعلے کی طرح چمکتیں تو جس پر آپ کی نظر پڑتی زر خالص بن جاتا۔ایک دفعہ ایک کتے پر آپ کی نظر پڑ گئی تمام کتے اس کے مطیع ہو گئے اگر ٹھہرتا تو ٹھہر جاتے اور چلتا تو چلنے لگتے۔شیخ کی خدمت میں یہ بات بیان کی گئی تو اس کے پیچھے جا کر فرمایا دور ہو جا۔تو کتے لوٹ کر اسے کاٹنے لگے حتیٰ کہ وہ وہاں سے دوڑ گیا۔ ایک دفعہ پھر اتفاق ہوا کہ آپ ۴۰ دن کی خلوت کے بعد نکلے تو ایک کتے پر نظر پڑی گئی تو تمام کتے اس کے مطیع ہو گئے اور لوگ اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اس کی طرف چلنے لگے جب وہ کتا بیمار ہو گیا تو کتے اس کے اردگرد جمع ہو کر رونے لگے اور اس پر اظہار غم کرنے لگے تو جب وہ مر گیا تو چیخ و پکار کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو القاء فرمایا تو انہوں نے اسے دفن کر دیا۔ اب کتے اس کی قبر کی زیارت کرتے تھے۔حتیٰ کہ وہ مر گئے تو یہ کتے کی طرف ایک نظر ہے جس نے یہ کچھ کر دکھایا تو اگر انسان پر پڑ جاتی تو کتنا اثر ہوتا۔

ایک بادشاہ کے چند غلام اس سے ڈرتے ہوئے بھاگ کر آپ کے پاس آ گئے۔آپ نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ انہیں معاف کر دے۔اس نے جواباً کہا کہ اگر آپ فقیر ہیں تو امور سلطنت میں مداخلت نہ کریں اور اس نے اپنے غلام واپس کرنے کا حکم بھیجا۔ آپ نے ایسا نہ کیا۔اس نے کہا کہ آپ بادشاہ کے غلاموں کو ضائع کر رہے ہیں۔فرمایا میں تو ان کی اصلاح کر رہا ہوں۔ بادشاہ آپ کی طرف آیا۔آپ نے ان میں سے ایک غلام اس کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اس ستون کو کہہ کہ سونا ہو جا۔اس نے کہا تو وہ بادشاہ کے دیکھتے دیکھتے سونا بن گیا۔اس نے معافی مانگی۔شیخ کے قدم چومے اور شیخ نے اس سے فرمایا کہ یہ اصلاح ہے یا فساد؟ اس نے شیخ کی خدمت میں کچھ رزق پیش کیا کہ فقراء پر وقف کریں۔آپ نے انکار فرمایا اور فرمایا کہ کسی مقرر شے پر اپنے مریدین کو عادت نہیں ڈالوں گا۔

اور حضرت شیخ یوسف کے مصر میں داخلہ کے متعلق رونما ہونے والے واقعہ میں شیخ یحییٰ صنافیری نے آپ کے متعلق اشعار لکھے جن کا ترجمہ یہ ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں صراف ہوں اولیاء کو اپنی کسوٹی پر پرکھتا ہوں۔ان میں کوئی ردی ہے جس میں کوئی خیر نہیں جبکہ ان میں سے وہ ہے جسے میں اپنی کٹھالی سے رائج الوقت بنا دیتا ہوں جبکہ تو میرے پاک کرنے کی وجہ سے زر خالص ہے

اور میری مثل کون پاک کرے گا۔ رضی اللہ عنہ۔

الشیخ حسن التستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ یوسف عجمی کے شاگرد اور طریقت میں ان کے بھائی ہیں۔ ان کے بعد مصر اور اس کے قصبات میں سجادۂ پیری پر بیٹھے۔ ہر سمت سے لوگ آپ کا قصد کر کے آنے لگے۔ آپ روشن طریقے والے اور علم وعمل میں باکمال تھے اور طریقت میں سرداری آپ تک پہنچی۔ بادشاہ آپ کی زیارت کو آتا۔ وزرائے دولت وغیرہم جو کہ حاسد تھے لگے رہے حتیٰ کہ انہوں نے آپ کے بارے میں بادشاہ کا عقیدہ بدل دیا اور اس نے آپ کو قید کرنے یا جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کی خانقاہ کی طرف وزیر بھیجا کہ اس کا دروازہ بند کر دے جبکہ شیخ اور دیگر فقراء مصر سے باہر مطربہ میں تھے۔ جب لوٹے تو دروازہ بند پایا۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ دروازہ کس نے بند کیا ہے۔ لوگوں نے کہا اسے فلاں وزیر نے بحکم بادشاہ بند کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہم نے اس کے بدن کے سارے دروازے اور طاقچے بند کر دیئے۔ پس وزیر اندھا' بہرہ اور گونگا ہو گیا اور سانس نکلنے سے اس کی ناک اور بول و براز سے اس کا اگلا پچھلا مقام بند ہو گیا۔ پس وزیر اسی وقت مر گیا۔ بادشاہ تک یہ خبر پہنچی۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلح کی اور دروازہ کھول دیا اور بادشاہ کا لشکر سارے کا سارا سیدی حسن رضی اللہ عنہ کا مطیع ہو چکا تھا حتیٰ کہ بادشاہ کی طاعت سے نکل کر شیخ کی طاعت اختیار کر لی۔

نصرانی زرگر کا کرامت دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہونا

ایک دفعہ ایک نصرانی زرگر آپ کے پاس آیا۔ کہنے لگا کہ بادشاہ نے میرے پاس نہایت قیمتی کان کا نگینہ بھیجا کہ میں اسے ملکہ کی انگوٹھی میں جڑ دوں۔ میں نے اس پر ہتھوڑی ماری وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ مجھے قتل کا خوف ہے اور اس کے وزن کی قیمت دس ہزار دینار بھی ہو تو خوش دلی سے ادا کر دوں گا۔ یا سیدی آپ کے سوا مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے بادشاہ کو کوئی روک سکے۔ پس حضرت شیخ رضی اللہ عنہ خلوت میں تشریف لے گئے اور بادشاہ کے باطن کو اس طرف بدل دیا کہ اس نے خود مطالبہ کیا کہ نگینہ کو دو نصف کر دیا جائے اور یہ اس لئے کہ اس کی پسندیدہ لونڈی نے یہ نگ طلب کیا۔ اس نے اسے تمام نگ پیش کئے وہ نہیں مانی البتہ اس نے یہ مطالبہ کیا کہ نگ دونوں کے درمیان نصف نصف ہو جائے۔ پس بادشاہ نے اس مقصد کے لئے زرگر کی طرف قاصد بھیجا۔ اسے پڑوسیوں نے زرگر کو پیش آنے والا واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے اس وقت وہ شیخ کی بارگاہ میں ہے قاصد شیخ کی خدمت میں پہنچا اور زرگر کو اس صورتحال کی خبر دی۔ چنانچہ وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا اور شیخ کی خانقاہ میں مدفون ہوا اور جب ابن ابی الفرج نے اپنا باغ چہار گوشہ بنانا چاہا تو شیخ کی خانقاہ کو اس میں شامل کرنے کا حکم دیا اور خادم سے کہا کہ شیخ کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دو اور اسے میں بنوا دوں گا۔ خادم نے اس کا عزم کر لیا۔ آپ خواب میں اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ابن ابی الفرج سے کہو کہ ہمیں منتقل نہ کرو ورنہ ہم تمہیں منتقل کر دیں گے۔ خادم نے اسے جا کر بتایا تو کہنے لگا کہ یہ پریشان خواب ہیں اور آپ کو منتقل کرنے کا عمل شروع کر دیا کہ اس کے پہلو میں کوئی عارضہ لاحق ہوا اور وہیں اس کی روح پرواز کر گئی۔

آپ کی وفات ۷۹۷ھ میں ہوئی اور مصری خلیج حاکمی پر قنطرہ الموسکی میں اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

سیدی الشیخ محمد ابوالمواھب الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ خوش وضع، جلیل القدر، بہترین شخصیات اور علمائے راسخین، ابرار میں سے تھے۔ آپ کو شیخ علی ابوالوفاء کی قوت بیانی اور موشحات ربانیہ کا عمل عطا فرمایا گیا۔ آپ نے علم لدنی میں بلند پایہ کتابیں تالیف فرمائیں۔ جامع ازہر کے قریب مقیم تھے اور اس کی چھت پر اس مینار کی جگہ جسے سلطان غوری نے بنوایا تھا آپ کا خلوت کدہ تھا۔ آپ پر حال کا غلبہ ہوتا تو جھومتے چلتے ہوئے جامع ازہر میں اترتے۔ اور لوگوں سے اس حالت میں ان کے برتنوں میں اچھائی برائی کے معیار کے مطابق گفتگو فرماتے اور طائفہ صوفیاء کے علوم میں آپ کی کتاب قانون ہے اور وہ ایک انوکھی کتاب ہے اس جیسی کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی جو کہ لکھنے والے کے طریقت میں ذوق کامل کی گواہی دیتی ہے۔

اور ابوالوفاء کی اولاد انھیں کوئی وزن نہیں دیتی تھی کیونکہ آپ نے ان کے دیوانوں کی حکایت فرمائی اور آپ کا کلام محافل میلاد، اجتماعات اور مساجد میں سربرآوردہ علماء اور صالحین کے سامنے پڑھا جانے لگا پس وہ اس کی حلاوت کی بدولت خوشی سے جھومنے لگتے۔ اور کوئی جسم حسد سے خالی نہیں رہا جبکہ آپ ان کے ساتھ انتہائی ادب، نرمی اور خدمت کا سلوک کرتے۔ ایک دفعہ جبکہ آپ سادات کی زیارات کے لئے داخل ہو رہے تھے آپ کو پکڑ کر اس قدر مارا کہ آپ کے سر سے خون بہنے لگا اور آپ مسکراتے ہوئے کہتے رہے کہ آپ میرے سردار ہیں اور میں آپ کا غلام ہوں۔

ملفوظات:

جب تو برے ساتھیوں کو چھوڑنے کا ارادہ کرے تو انہیں چھوڑنے سے پہلے اپنے برے اخلاق چھوڑ دے کیونکہ تیرا نفس تیرے زیادہ قریب ہے اور قریبیوں کا زیادہ حق ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

دنیا دار دنیا پر متوجہ ہو رہے ہیں حالانکہ وہ ہر سانس کے ساتھ اس سے سفر کر رہے ہیں کیونکہ وہ جس سمت پھر رہے ہیں اس کے مشاہدہ سے اندھے ہیں۔

فرمایا: غنا اور فقر نے باہم فخر کیا۔ غنا نے کہا کہ میں رب کریم کی صفت ہوں پس اے حقیر! تو کون ہے؟ فقر نے کہا: اگر میری صفت نہ ہوتی تو تیری صفت کو امتیاز حاصل نہ ہوتا اور اگر میری تواضع نہ ہوتی تیرا مرتبہ بلند نہ ہوتا اور میں ہوں کہ میری وصف میں عبودیت کی عاجزی کا نشان ہے اور تو ہے کہ تیری وصف ربوبیت کے ساتھ متنازع ہے۔

آپ نے فرمایا: فقیہ وہ ہے جس نے زندہ سینوں کا دودھ پیا نہ کہ مردہ سطروں کے خشک گوشت کا۔

نیز فرمایا ریاکار کی علامت میں سے یہ ہے کہ جب اس کی طرف کوئی نقص منسوب کیا جائے تو اپنی طرف سے جواب دے اور جب اس کے معاصر اہل اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کی تنقیص کرے۔

فرمایا: فقراء احوال کے ساتھ اور فقہاء اقوال کے ساتھ ریاکاری کرتے ہیں۔ نیز فرمایا: جو لوگوں کے درمیان شہرت کا طالب ہے وہ لازماً انہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ راضی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ اپنی خواہش کے لئے ان کی صحبت اختیار کرتا ہے۔

فرمایا: عارف کا حال اس کی زندگی میں بڑھتا رہتا ہے لیکن اپنے وصال کے بعد ہی مشہور ہوتا ہے نیز فرمایا: عارف کا مقام جب بھی بلند ہوتا ہے عام لوگوں کی آنکھوں سے چھوٹا لگتا ہے جیسے ستارہ جو کہ بالکل چھوٹا سا معلوم ہوتا ہے جبکہ عیب تو صرف آنکھوں میں ہے۔

فرمایا: اگر حلاج رضی اللہ عنہ حقیقت فناء کو مکمل کر لیتے تو اناھو (میں وہ ہوں) کہنے نیز ادنیتنی منک حتی ظننت انک انا مجھے تو نے مجھے نزدیک کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ تو میں ہوں' کہنے کی غلطی میں گرنے سے خلاصی پا لیتے۔

فرمایا: وہاں وہ بھی ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت کے حکم کے ساتھ فنا سے پہلے مقام بقا میں داخل ہو جاتا ہے لیکن قوم صوفیاء میں اس کا وقوع قلیل ہے اور اسی لئے انہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔

اور فرمایا: جب تو کوئی خزانہ کھولنا چاہے تو اس سے بچ کہ صاحب کنز کی حاضری سے پہلے رکاوٹیں دور کرنے سے یا عزیمت سے غافل ہو جائے تو جب تو نے خزانہ کھول لیا تو بادشاہ کو چھوڑ کر سامان وغیرہ میں سے کسی چیز میں مشغول ہونے سے پرہیز کر بلکہ بادشاہ کے سوا تیرا اور کوئی قصد نہ ہو یہاں تک کہ اگر وہ چاہے تو تجھے خاتم عطا کرے جو کہ خادم استخدام ہے اور اگر بادشاہ تجھے ستر خاتم عطا نہ کرے تو یہ اس لئے ہوگا کہ اس نے تجھے اپنا ہم نشین بنانے کا ارادہ کیا ہے اور یہ سر خاتم سے زیادہ باعظمت ہے کیونکہ بادشاہ کا ہم نشیں کبھی بھی استخدام (خدمت طلب کرنے) یا مشقت اٹھانے کا محتاج نہیں ہوتا۔

اقوال صوفیاء کی توجیہات

صوفیاء نے فرمایا ہے کہ ربوبیت کا ایک ستر ہے اگر کھل جائے تو نور شریعت معطل ہو جائے۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا: اس سے مراد فنا اور سر تکوین عطا کرنا ہے اور بندہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یعنی اگر بندے کو یہ عطا ہو جائے تو افعال شریعت سب کے سب معطل ہو جائیں۔ کسب کا قول باطل اور نظام خلل میں پڑ جائے۔

بعض نے کہا ہے کہ ولی ایسی حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس سے تکلیف (شرعاً مکلف ہونا) گر جاتی ہے اس کے متعلق آپ نے فرمایا: کہ اس سے مراد اعمال کی کلفت اور مشقت کا گر جانا ہے یہ ارحنا یا بلال کے طریقے پر ہے۔

حضرت عمرو بن الفارض رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام کی تمام مصیبت میری مصیبت کا بعض حصہ ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس لئے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو صرف جسم میں تکلیف تھی روح میں نہیں جبکہ عارف کی تکلیف روح اور جسم دونوں میں ہوتی ہے۔

بعض نے کہا کہ مقام نبوت برزخ ہے رسول سے ذرا اونچا اور ولی سے ذرا نیچے۔ اس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ مقام نبوت اللہ تعالیٰ سے بوسیلہ وحی الٰہی فیض حاصل کرنے کا منصب عطا کرتا ہے اور مقام رسالت بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کا مرتبہ عطا کرتا ہے جبکہ ولایت خاصہ کا مقام اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص وجہ سے کسب فیض کا شرف بخشتا ہے۔ فرمایا: اور یہ تینوں حقائق سب کے سب ذات رسول میں موجود ہوتے ہیں۔ اسے سمجھ لے اور یہ گمان نہ کرنا کہ اہل اللہ تعالیٰ میں سے کوئی شخص ولایت کی مقام نبوت و رسالت پر فضیلت کا عقیدہ رکھتا ہے۔

شیخ محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تو صاحب ستر ہے تو غیب کے پانی سے وضو کر ورنہ مٹی اور چٹان کے ساتھ تیمّم کر اور اس امام کو آگے کر جس کا تو امام ہے اور عصر سے پہلے نماز فجر ادا کر۔ پس یہ اپنے پروردگار کی معرفت والوں کی نماز ہے۔ پس اگر تو ان میں سے ہے تو خشکی پر سمندر کے ساتھ چھڑکاؤ کر۔ ان کے معنوں کے متعلق فرمایا وضو سے مراد صفات قلبیہ کے اعضاء کو معنوی نجاستوں سے پاک کرنا ہے۔ اور غیب کے پانی سے مراد خالص توحید ہے۔ اگر تیرے لیے عیاناً خالص نہیں تو برہان کی مٹی سے پاکیزگی حاصل کر اور اس امام کو آگے کر جو کہ یوم خطاب میں تیرا امام تھا پھر پردہ لٹکانے کے بعد تو خود اس کا امام ہو گیا' اور نماز فجر پڑھ جو کہ ظلمت وجود کے حجاب کے بعد کشف شہود کے دن کی نماز ہے۔ عصر کے اول وقت میں جو کہ تیری فجر کھلنے کا اول زمانہ ہے اور اپنے دور کے آخر تک تاخیر نہ کر۔ کیونکہ حکم وقت کے لیے ہے اور اس کے لیے تاخیر سبب غضب ہے۔ پس یہ ہے نماز اپنے رب کی معرفت والوں کی' اور یہ وہی ہیں جو تمام مشاہدۂ ربوبیت میں احکام شرعیہ سے قدم باہر نہیں رکھتے۔ تو اگر تو ان میں سے ہے تو بحر حقیقت کے پانی سے شریعت کی مکدر شدہ سرزمین کو دھو ڈال۔

النبی مشرع للعموم والولی مشرع الخصوص

صوفیاء نے فرمایا: النبی مشرع للعموم والولی مشرع الخصوص کہ نبی عوام کے لیے شریعت جاری فرماتا ہے جبکہ ولی خواص کے لیے' اس کے متعلق فرمایا: یعنی نبی علیہ السلام اپنی رسالت کے ساتھ عوام کے لیے بیان کرتا ہے اور خواص کے لیے اپنی ولایت کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔ یہ معنی نہیں کہ ولی احکام شرعیہ کا شارع ہے کیونکہ اسے یہ حق حاصل نہیں۔ وہ تو انبیاء علیہم السلام کا وارث ہونے کے حوالے سے حقائق کشفیہ بیان کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جس طرح کہ ولی سنت کے مجمل مسائل کو اور نبی علیہ السلام قرآن کے اجمالی احکام کو کھول کر بیان فرماتے ہیں۔

بعض عارفوں نے فرمایا کہ خضر ایک مقام ہے انسان نہیں' اس قول پر بعض نے انکار کیا تو فرمایا کوئی انکار و اعتراض نہیں کیونکہ محبوب ولی کو کرامات عطا کی جاتی ہیں جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کے لیے معجزات تھے۔ اور یہ وراثت کے وقت ہے۔ جبکہ وراثت خضر یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وراثت سے پہلے ہے۔ اور وراثت بلاشبہ ایک مقام ہے۔ اے لڑکے اسے سمجھ لے۔

ایک صاحب نے کہا مجھے میرے قلب نے میرے رب کی طرف سے بیان کیا۔ اس پر کسی کے اعتراض کرنے پر فرمایا کہ کوئی اعتراض نہیں کیونکہ مراد یہ ہے کہ میرے قلب نے الہام کے طریقے سے میرے رب کریم کی طرف سے خبر دی' جو کہ اولیاء کی وحی ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام کی وحی سے کمتر ہے' اور اس پر کوئی اعتراض نہیں جو (اہل اللہ میں سے) کہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کلام فرمائی کہ اخبر اور کلم میں فرق ہے۔ اے انکار اور وہم کرنے والے۔ یعنی ولی کا کہنا کہ اللہ نے کلام فرمائی اس کا معنی ہے مجھے بطریقۂ الہام خبر دی۔

تحقیق' تدقیق' ترقیق' تمیق اور توفیق کا مفہوم

آپ نے فرمایا کہ مسئلہ کو اس کی دلیل سے ثابت کرنا تحقیق' اور اسے کسی دوسری دلیل سے ثابت کرنا تدقیق' اور اسے کسی برتر عبادت کے ساتھ تعبیر کرنا ترقیق' اس کی ترکیب میں علم معانی و بیان کی رعایت کرنا تمیق اور اس میں شرعی اعتراض سے محفوظ رہنا

توفیق ہے۔

فرمایا: حیی وقدوس نے قسم فرمائی ہے کہ اس کے دربار میں اصحاب نفوس میں سے کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔ نیز فرمایا: اے وہ شخص جو اپنی طبعی عادت سے باہر نہیں نکلا شریعت کی فصیل توڑنے سے پرہیز کر' اور اس دعوے سے پرہیز کر کہ میں حدود سے آزاد ہوں کیونکہ دربار شہود میں داخل ہو چکا ہوں کیونکہ جس نے تجھے بلایا ہے اسی نے تجھے منع فرمایا ہے۔

فرمایا: اہل خصوصیت سے ان کی زندگی میں بے رغبتی کی جاتی ہے۔ ان کے وصال کے بعد افسوس کیا جاتا ہے اور اس وقت لوگ ان کی قدر پہچانتے ہیں' جب ان کے سوا دوسروں سے وہ فیض نہیں پاتے جو ان کے ہاں پاتے تھے۔

آپ اپنے مریدین سے فرماتے کہ فقراء جن مقامات اور احوال کا دعویٰ کریں اسے تسلیم کرو۔

فرمایا: جو دربار الٰہیہ کے معارف سے مشرف ہوا اور ان کی وصف کی وجہ سے اس کی اپنی وصف مٹ گئی تو وہ اپنے عمل' علم' اپنی ہستی کے بقیہ کی ہر شے اور اپنے وجود کے اثبات میں اپنے باطل وہم کے ساتھ نہیں بلکہ تدقیقی تحقیقی طور پر اپنے وجود کی معیت میں جس کائنات میں تھا سب پر اعتماد کرنے سے نکل جاتا ہے۔ اسے سمجھ لے۔

نیز فرمایا: اصحاب سلوک کے لیے ان کے آغاز میں سب سے پہلی رکاوٹ جو واقع ہوتی ہے۔ عمل پر اعتماد ہے۔ اور ان کے وجود پر وہم کے غلبے اور ان کی عقلوں کے شیشوں پر خیالات کے ہجوم کی بنا پر ہوتا ہے۔ پس وہ اس سے اس نور کشف کے بغیر باہر نہیں نکلتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا خالق ہے۔

فرمایا: کئی لوگوں نے آثار بشریت کے مٹ جانے کا دعویٰ کیا' پس راستہ بھول گئے۔

کیونکہ اکابر صحابہ کرام اور تابعین صفات بشریہ کے محو ہونے کے مقام تک پہنچے اور انہوں نے واجبات دینیہ میں سے کبھی کوئی چیز ترک نہ کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے لیے ان کے رب کا انتخاب اور انہیں اس کی وہ دعوت ہے جس کے لیے اس نے انہیں اپنے ہاں ساتھ لانے کا حکم دیا اور جو اپنے سردار کے حکم کے ساتھ ہو وہ اپنے نفس کے امر کے بغیر ہوتا ہے۔ اے تختی میں پڑے ہوئے! فناء کا معنی سمجھ۔ وما یعقلها الا العالمون (العنکبوت آیت ۴۳) یعنی اسے عالم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

فرمایا کسی شے سے نکل جانے کی علامت اس کا تنگ ہونا اور کسی چیز میں داخل ہونے کی علامت اس کا آسان ہونا ہے تو جو شخص دنیا سے نکل جانے میں سچا ہے اس پر اسباب دنیا تنگ پڑ جاتے ہیں۔ اسے صرف وہی کچھ میسر آتا ہے جو کہ اس کے غیر کے نام پر ہو۔

کائنات طلب نہ کرو

فرمایا: کائنات کو طلب نہ کرنا کہ اصل میں اسے صرف تیرے ہی لیے پیدا کیا گیا ہے جبکہ تو اپنے رب کے لیے پیدا کیا گیا۔ تو اگر تو اس کی طلب میں لگ جائے جو تیرے لیے پیدا کیا گیا اور اسے چھوڑ بیٹھے جس کا تجھ سے مطالبہ ہوگا تو تیری سیر الٹ ہوگئی اور اگر تو اپنے رب کی طرف ہی رخ کرے تو کائنات خود تجھے طلب کرے گی اور ہر چیز تیری خدمت گزار ہوگی۔ اسے سمجھ لے۔ سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ عنہ سے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی خواب میں فرمایا: اے احمد تو کیا چاہتا ہے؟ عرض کی میں وہی چاہتا

ہوں جو تو چاہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے مراد حاصل ہوئی' اور میری طرف سے تیرے لیے ہر روز سو حاجات پوری کی جائیں گی۔

فرمایا: جب سالک پر معرفت کی فتوحات ہوں تو اسے پرواہ نہیں عمل قلیل ہو یا کثیر (یعنی نفلی عمل کیونکہ فرائض تو متعین اور طے شدہ ہیں جیسا کہ ابھی گذرا ان کے گھٹنے بڑھنے یا کم و پیش ہونے کا سوال ہی نہیں وہ تو بہر حال پورے کیے جائینگے۔ نیز سالک کا سلوک متحقق ہی اس وقت ہوتا ہے جب فرائض میں کوتاہی نہ کرے۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

فرمایا: چونکہ اہل اللہ جانتے ہیں کہ ہر پودا اگتا ہے نہ پھل دیتا ہے جب تک کہ اسے زیر زمین نہ رکھا جائے۔ جس پر پاؤں سے چلا جاتا ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے نفوس کو سب کے لیے زمین بنا دیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں وہ کچھ عطا فرمائے جو اس نے اپنے اصفیاء و اولیاء کو عطا فرمایا ہے۔

بعض لوگوں کے خلاف شرع چلنے کی توجیہہ

فرمایا: بعض حضرات کا زمانے والوں سے چھپنے کے لیے بعض حرام چیزوں کو اپنانا اس شخص پر قیاس کیا جائے گا جو انکا ہوا لقمہ نگلنے کے لیے شراب کے سوا کچھ نہیں پاتا۔ یہ امام غزالی نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب دنیوی زندگی کے لیے اسے اس کی اجازت ہے تو جس کی سے حیات اخروی فوت ہو وہاں زیادہ بہتر ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ ان کا ایسا کرنا لوگوں کو ان کے بارے میں بدگمانی میں ڈال دے گا اور یہ حرام ہے' کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ عفو و درگزر اور مواخذہ نہ کرنا اہل اللہ کی عادات سے ہے' بلکہ یہ حضرات تو بندوں کے درمیان رحمت ہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگر عبد درگزر کرے تو اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا حق تو باقی ہے کہ اس نے حدود الہیہ کو پائمال کیا۔ پس اشکال باقی ہے۔ واللہ اعلم۔

خلوت کا مسئلہ اور اس کے لئے ۴۰ دن کے تعین کی حکمت

فرمایا: ہمارے علماء نے فرمایا کہ خلوت گزینی صرف اسی کے لائق ہے جو اپنے دین کی سمجھ رکھتا ہو۔ سلف صالحین پہلے چالیس سال تک علم حاصل کرنے میں مصروف رہتے۔ پھر علم پر عمل کرنے کے لیے خلوت سے مدد لیتے اور تنہائی اختیار کرتے اسے سمجھ لے۔ اور فرمایا کہ خلوت کے جواز میں ہماری دلیل وہ صحیح حدیث پاک ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار حرا میں خلوت اختیار فرماتے حتیٰ کہ اچانک آپ کے پاس وحی آئی۔ تو اس سے دلیل نکلتی ہے کہ خلوت ایسا حکم ہے کہ اس پر وحی مرتب ہوئی ہے اور حق کے آنے اور اللہ تعالیٰ کے نور کے ظہور کا ذریعہ ہے۔

اور فرمایا کہ خلوت کی شرط بھوک برداشت کرنا ہے اور اس کی بہت تاثیر ہے اور قوم نے چالیس دن کو اس لیے پسند کیا ہے کہ اتنی مدت میں نطفہ خون کا لوتھڑا پھر گوشت پھر صورت اختیار کرتا ہے' اور یہ سیپ میں موتی کی مدت ہے' اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کے ایام ہیں۔

فرمایا: کشف حسی اور خیالی میں یہ فرق ہے کہ جب تو کسی شخص کی صورت دیکھے یا مخلوق کا کوئی فعل دیکھے تو اپنی دونوں آنکھیں بند کر لے اگر تیرے لیے کشف باقی رہے تو وہ خیالی ہے اور اگر غائب ہو جائے تو حسی ہے کیونکہ ادراک اس کے ساتھ اس جگہ متعلق ہوا جہاں تو نے اسے دیکھا۔

فرمایا: جب تجھ پر کوئی وقتی کیفیت وارد ہوتو اسے قبول کر اور اس کا عاشق نہ بن' اگر تو نے اس سے عشق کیا تو اس کی وجہ سے ترقی سے محجوب رہے گا۔

فرمایا: جب تجھ پر کوئی کیفیت وارد ہوتو اسے یاد رکھ کہ جب تو تربیت کرے گا تو تجھے اس کی ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ اکثر مشائخ کو تربیت کے دوران اسی لیے مشکلات پیش آئیں کہ انہوں نے ہمارے مذکورہ امر کو یاد رکھنے میں کوتاہی کی اور اس میں بے رغبتی کی۔

اور فرمایا کہ یہ محال ہے کہ باب ملکوت و معارف کھلے حالانکہ قلب میں شہوت ہے جس طرح کہ یہ بھی محال ہے علم باللہ کا دروازہ مشاہدہ کے اعتبار سے کھلے حالانکہ دل میں تمام عالم ملکی وملکوتی کی کوئی چمک ہے۔

سالک کے لئے ما کان و ما یکون کا علم غیب

فرمایا: جب کوئی کیفیت خفت اور لطافت کے ساتھ وارد ہو اور بعد ازاں علم حاصل ہوتو یہ فرشتے کی طرف سے ہے اور اگر اعضاء میں ثقل اور تکان کے ساتھ وارد ہوتو شیطان کی طرف سے ہے۔ اسے سمجھ لے کہ دونوں کے مابین امتیاز کر سکے گا۔ فرمایا: جب شیشہ تمام رنگوں سے خالی ہو جائے تو اس میں کائنات کی صورتیں نقش ہو جاتی ہیں' اور اسی طرح دل جب طبعی تقاضوں اور اوہام کے نقوش سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس میں شعاع کا نور چمکتا ہے پس شہوات کی خس و خاشاک کو جلا دیتا ہے اور اسے غیب نظر آنے لگتے ہیں اور جو ہو چکا اور جو آگے ہونے والا ہے دیکھ لیتا ہے۔

فرمایا: تیرے لیے جو چمک ظاہر ہو یہ صرف تیرے ذکر کا نور ہے جو کہ تیرے قلب کے آئینے میں چمکتا ہے پھر آپ نے شعر پڑھے جس کا معنی ہے کہ اپنے لیے شیشوں کا ایک گھر قرار دے جس کا تو رہائشی ہو اور اپنے مرکز کا قطب ثابت رکھ اور اسے کہہ اے ''میں'' کیا تو کبھی ''میں'' تھا تو وہ تجھے صرف یہی جواب دے گا کہ تو تجھ سے تیرے ساتھ ہے۔

عقیدہ عمل سے پہلے ہے

فرمایا: جنابت معنوی سے پاک ہونا حسی سے پہلے ہے کیونکہ جنابت حسیہ والے کو بعض اوقات رخصت ہوتی ہے جبکہ جنابت معنوی کے بارے میں بالکل رخصت نہیں ہے۔ اسی لیے تو بہت سے وسوسہ والوں کو دیکھتا ہے کہ ان کے قلب کی بصیرت کے اندھا ہونے کی وجہ سے انہیں دربار قدسیہ کی باد رحمت کی مہک تک نہیں آتی۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: طبعیات والے دہریئے ہیں جو کہتے ہیں کہ عالم کا وجود طبیعت کے بغیر کوئی بنانے والا نہیں اور علت والے فلاسفہ ہیں جو کہ عالم کو قدیم مانتے ہیں اور سب کے سب تہ بہ تہ تاریکیوں میں ہیں۔

فرمایا: جو شے تجھے اللہ پر دلالت کرے نور ہے۔ اور اس پر دلالت نہ کرے وہ ظلمت ہے۔ غور کر بعض صوفیاء نے کہا ہے کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کوئی اسم ہے اس کے معنی کے متعلق فرمایا یعنی تمام اشیاء کا وجود اللہ تعالیٰ کے اسماء کی طرف منسوب' ان کے ساتھ متعلق اور ان سے جدا نہیں خیر ہو یا شر' نفع ہو یا نقصان' عطا ہو یا منع وغیرہ۔

فرمایا: عارف ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کا اپنے غیر کے لیے خطاب' صفت کے اپنے موصوف کے خطاب کے باب

سے ہوتا ہے۔ اس کے ماتحت کو سمجھ لے۔

فرمایا: وجود میں صرف وہی ہے جس کے متعلق علم پہلے ہو چکا۔ قدرت نے اسے ایجاد فرما دیا۔ ارادہ نے اسے مخصوص کر دیا اور حکمت نے اسے مرتب کر دیا۔ پس وجود کے ذرات اس شہود کے حکم سے باہر نہیں نکلے تو غیر کس طرح حق پر حجاب ہوگا' جبکہ اس اعتبار سے غیر کی نفی ہو چکی۔ اللہ اکبر۔ کفار کے مزعومات کے خلاف دن چڑھ گیا اور انوار پھیل چکے۔

جب حق اپنی ذات کے غیب سے جلوہ فرماتا ہے تو وجود غیر' برحق بلاشک لاشی ہو جاتا ہے۔

اور ہر جگہ پر کائنات کا حجاب ختم ہو چکا۔ پس وجود حق کو اپنی طرف سے شرک سے منزہ تسلیم کر۔

فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے عطا فرمودہ مرتبہ کلام سے زیادہ رویت طلب کی تو قبولیت نہ ہوئی اور فرمایا: **فخذ ما آتیتک و کن من الشاکرین** (الاعراف آیت ۱۴۴) جو کچھ میں نے عطا فرمایا اسے پکڑ اور شکر گزاروں میں سے ہو جا۔ تو آیت سے اس مسئلہ پر دلالت ہوئی کہ بندے کو عطائے خداوندی سے زیادہ اسے سپرد کیے بغیر مانگنا نہیں چاہیے۔

فرمایا: مرید پر امور کی فتوحات کبھی امتحان کے لیے' کبھی مانوس کرنے کے لیے اور کبھی ثابت قدم رکھنے کے لیے ہوتی ہیں۔

فرمایا: مرید کو چاہیے کہ اس کا سانس قابل ستائش حالت میں نکلے اور اسی میں لوٹے۔ اگر اسے یہ مقام پورے طور پر حاصل ہو گیا تو وہ مرید ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے جو تکلفاً نہیں آتی یہ تو ایک خلعت ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرماتا ہے واللہ اعلم۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حق میں ''این'' یعنی جہت اس لیے محال ہے کہ این کسی اور این کا محتاج ہے تو اس میں تسلسل آ جاتا ہے اور جس میں تسلسل ہو وہ حاصل نہیں کیا جاتا' اور مجاز الفظی اطلاق سے لازم نہیں آتا کہ اس کے لیے حقیقتاً ثابت ہو۔ اسے سمجھ لے اور جب تو نے معانی سمجھ لیے تو الفاظ میں کوئی مناقشہ نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے معنوں کے ساتھ عبادت کی ہے الفاظ کے ساتھ نہیں۔

ماسویٰ اللہ ہر شے لہو ولعب ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر شے لہو ولعب ہے گرچہ اس نے شہود کا جو مقام بھی تجھے عطا فرمایا ہو ہر مقام کے لیے گفتگو ہے' اور جب رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک شخص کو سنا کہ یہ آیت تلاوت کر رہا ہے **وفاکھۃ مما متخیرون ولحم طیر مما یشتھون** (الواقعہ آیت ۲۱) اور میوے جو وہ پسند کریں گے اور پرندوں کا گوشت جس کی وہ رغبت کریں گے' کہنے لگیں جب تو ہم چھوٹے بچے ہوئے کہ میووں اور پرندوں کے ساتھ خوش ہو جائیں گے۔ پس غور کر۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے کس طرح خوش نہیں ہوئیں۔ اور آپ نے جان لیا کہ اس کے ماسوا انعام وعطا خشخاش کی طرح ہے جس کے ساتھ بچے کو چپ کرایا جاتا ہے۔

دنیا میں آنکھ کے ساتھ رویت باری تعالیٰ

اور فرمایا: حق سبحانہ وتعالیٰ کو دنیا میں آنکھ کے ساتھ دیکھنا جس کے لیے اللہ تعالیٰ چاہے عقلی طور پر جائز ہے۔ شیخ ابوالحسن

الاشعری نے اس کی تصریح فرمائی ہے' اور اس پر کوئی محال لازم نہیں آتا۔ پس اے بھائی! اپنے آپ کو انکار کے گرداب سے بچا' کیونکہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر محال ہے کہ محال کا سوال کریں یا اپنے پروردگار کی کسی صفت کو بے مقصد قرار دیں' یا اس سے ناواقف ہوں۔

فرمایا: چمگادڑ کو دن کی روشنی دیکھنے سے ہجوم انوار نے حجاب میں رکھا۔ اسے سمجھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی رب ارنی انظر الیک (الاعراف آیت ۱۴۳) اے میرے رب مجھے زیارت کرا کہ میں تجھے دیکھوں۔ اس کے متعلق شیخ نے اشارے کی زبان سے فرمایا: یعنی مجھے زیارت کرا یعنی مجھے مجھ سے غائب کر کے کہ میں تیری تنزیہہ صفات کے ساتھ تیری ذات کا تقدس دیکھوں' کیونکہ تجھے تیرے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا' اور مجھ سے ظلال مٹا دے اور مجھے وہم وخیال کے ساتھ محجوب نہ فرما۔

فرمایا: حضرت حق کا شہود حاضر کے مطابق ہے نہ کہ حضرت کے مطابق' کیونکہ حقائق ربانیہ کا انسانیت من کل الوجوہ ادراک نہیں کرسکتی۔ اسے سمجھ لے۔ تجھے معلوم ہو جائے گا کہ مقامات توحید میں حقائق تجرید کی رنگینی تمام اطوار تجلیات میں وہ کہی جاسکیں یا نہ کہی جاسکیں' دیکھنے والے کے مطابق ہے نہ کہ اس کے مطابق جسے دیکھتا ہے۔

فرمایا: نفس سے راضی ہونے والوں کی آراستہ و پیراستہ باتوں سے بچو خصوصاً ان لوگوں کی باتوں سے جنہوں نے علم کو پیشہ اور حرام دنیا کا شکار کرنے کے لیے جال بنا رکھا ہے' کیونکہ وہ دنیا و آخرت کی بہتری سے محروم ہیں اور ان کے اوصاف غیر پسندیدہ اور حالات حقیر وذلیل ہیں۔ لوگوں میں ان کی کوئی عزت اور سفارش کی قبولیت باقی نہیں رہی۔ انہوں نے اچھے لباس کو علامت بنا لیا ہے اور اس کے ذریعے تکبر سے آلودہ ہیں' اور حضرت الشیخ تاج الدین رحمۃ اللہ نے حکمتوں میں لکھا ہے کہ تیرا اس جاہل کے پاس بیٹھنا جو کہ اپنے نفس سے ناخوش ہے اس سے کہیں بہتر ہے کہ تو کسی عالم کے پاس بیٹھے جو کہ اپنے نفس سے خوش ہے۔ اسے سمجھ' اور حاجت روائی کے لئے رات دستور العمل جس بات کا ہم نے تجربہ کیا اور وہ درست نکلی یہ ہے کہ جو اپنی ضروریات پورا کرنے اور اپنے مصائب دور کرنے کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ لوگوں کو بتانے سے پہلے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ جو پہلی بار ہی اس سے تعلق پیدا کرے یہی دستور ہے یہی دستور العمل اختیار کر' کیونکہ یہ کبریت احمر' مشکل کا قریبی حل اور اس صبر پر مددگار ہے۔

فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے لقمہ بنایا آپ کی روح کی قارون کی روح کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ وہ نیچے جا رہا ہے' چنانچہ اس نے حضرت یونس علیہ السلام سے کہا: اے یونس! اپنے معاملہ کے آغاز میں اسی اپنے پروردگار کے ساتھ تعلق پیدا کر تجھے نجات بخشے گا۔ تو حضرت یونس علیہ السلام نے اس سے فرمایا! اور تو نے کیا کیا؟ کہنے لگا میں نے اپنے خالہ زاد سے تعلق پیدا کیا جس نے مجھے اس کے سپرد کر دیا' اور اسی لیے جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عتاباً فرمایا: مجھے میرے عزت وجلال کی قسم اگر وہ مجھ سے مدد مانگتا تو میں اس کی مدد فرماتا۔

علت کے بغیر اللہ تعالیٰ سے محبت کرو

فرمایا: اپنے پروردگار کے ساتھ اس کے جمال وجلال سے محبت کی حیثیت سے اچھا گمان رکھ کیونکہ یہ اس کی وصف ہے کہ بدلتی

نہیں' اور اپنے پروردگار کے ساتھ اس کے تجھ پر احسان کی وجہ سے اچھا گمان نہ رکھ کہ ہو سکتا ہے کبھی تجھ سے احسان منقطع فرما دے تو تو بدگمانی کا شکار ہو جائے۔ پس سالک کو اس مقام کی علت سے بچنا چاہیے۔

فرمایا: جسموں کے ساتھ چلنے والوں کے سفر کی انتہاء سیرالی اللہ ہے' جبکہ ارواح کے ساتھ چلنے والوں کے سفر کی ابتداء سیر فی اللہ ہے یعنی اس کے عجائب قدرت میں سفر کرنا۔ اسے سمجھ لے۔ کہ پہلوں کی سیر کی انتہاء ہے جبکہ دوسروں کی سیر کی انتہاء نہیں۔ ایک دفعہ شیخ ابوالفتح واسطی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ زاہدوں کے ائمہ کی ایک جماعت اور اس امت کے فلاں فلاں سر برآوردہ حضرات کے متعلق کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا: یہ ایسے لوگ ہیں جو کہ اخروی خواہشات کی خاطر دنیوی خواہشات سے جدا ہو گئے۔ تو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کہاں ہے؟ اور جب شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ (آل عمران آیت ۱۵۲) تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے اور کوئی آخرت تو دردناک چیخ ماری اور کہا وہ کہاں ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کا ارادہ رکھتے ہیں۔

احکام باطنی کی باریکیاں سمجھو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کلوا واشربوا (المرسلات) کھاؤ اور پیو۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا: اگرچہ اس کا ظاہر انعام ہے مگر بباطن انتقام و آزمائش ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ کون ہے اور اپنے نفس کے حظ کے ساتھ کون؟ احکام باطنی کے دقائق کو سمجھ' اور ظاہری رخصتوں سے دھوکہ نہ کھا۔ تو اس کے اشارات سمجھنے والے عارفین میں سے ہو جائے گا۔

فرمایا: اے مرید! تو اگر کوئی صاحب حال نہ پائے تو صاحب قال کے ساتھ وابستہ رہ' فان لم یصبھا وابل فطل (البقرۃ آیت ۲۶۵) اگر اسے بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی کافی ہے' اور اس کی صحبت سے بچو جس کا حال ہے نہ قال۔

اخوت فی اللہ کی ترازو

فرمایا: فقیر پر واجب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی رضا میں بھائی چارہ کرے تو اپنے بھائی کو اپنے مال میں شریک کرے جس طرح کہ انصار نے مہاجرین کے ساتھ سلوک کیا جس کہ وہ ان کے پاس مدینہ عالیہ میں فقر کی حالت میں پہنچے۔ تو جو بھی اخوت فی اللہ کا دعویٰ کرے اس کا اسی ترازو پر وزن کر۔

فرمایا: حقیقت میں تیرا بھائی وہ ہے جو کہ ذوق اور فہم کی امداد میں تیرے ساتھ موافقت کرے نہ کہ وہ جو ارحام میں صرف صورت نطفہ کے معنی میں تیرا شریک ہو۔

فرمایا: جو بھی مرکز بلند کی طرف ترقی کرتا ہے اس کے معنوی اشکال کم ہو جاتے ہیں اور عام افہام پر اس کے نفیس دقائق وزنی ہوتے ہیں' اور عارفین کاملین کے پیروکاروں اور ہم نشینوں کی قلت کا یہی سبب ہے۔

فرمایا: ادب یہ ہے کہ بندہ کسی کے متعلق صرف اس وقت یہ کہے کہ وہ میرے ہم نشینوں میں سے ہے جب وہ اس سے کئی درجے کم ہو۔ اگر وہ اس کے برابر یا اس سے فائق ہے تو کہے کہ میں اس کا خادم یا اس کا مرید ہوں۔ اسلاف اسی راہ پر چلے ہیں۔

فرمایا: جس نے کسی بلند مرتبہ کامل کی خدمت کی، وہ پھر اسے نہ پائے تو اسے چاہیے کہ اس سے کم درجہ کی خدمت میں نہ بیٹھے مگر

جبکہ وہ اس سے زیادہ کامل ہو ورنہ اپنی صحبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرے۔

فرمایا: مشائخ پر ان کے فقراء میں سے کسی کی خدمت ثقیل نہیں ہوتی مگر خادم کے دل میں موجود اس علت کی وجہ سے ہوتی ہے جسے اس نے ان سے چھپائے رکھا' اور اس علت سے صرف وہی بچتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم کے ساتھ حاضر آئے' اور اگر خادم نے ان کے لیے وہ علت ظاہر کر دی ہوتی تو ہوسکتا ہے وہ اس کے لیے اس کا علاج بیان کرتے یا اس کی شفاعت کرتے تو اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے اس کے نام سے اسے مٹا دیتا' یا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کے لیے شفاعت کی درخواست کرتے۔ مگر جب کہ قضائے مبرم جسے لوٹایا نہیں جاتا۔

چنانچہ (حضور سیدی والی بغداد) السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرید کے متعلق دیکھا کہ وہ ایک عورت کے ساتھ ۷۰ مرتبہ بدکاری کرے گا تو عرض کی اے میرے پروردگار! اسے خواب میں کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی توبہ سے مشکلات حل ہوتی ہیں۔ تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ اس لئے اپنے شیخ کامل سے اپنی ہر روحانی مشکل عرض کر دی جائے کہ مذکورہ بالا وضاحت کے مطابق انہیں حل مشکلات کی قدرت نے توفیق بخشی ہے کہ خود توجہ فرمائیں۔ یا بارگاہ خداوندی میں درخواست کریں یا پھر بارگاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت کی التجا کریں اور یہ معمولات سلف صالحین میں سے ہے۔ شرک نہیں بلکہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کی ہی تعمیل ہے ۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(محمد محفوظ الحق ان اللہ لہ ولاسلافہ واولادہ)

فرمایا: میں نے صحبت وہم نشینی کے لئے جو ادب منتخب کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب تو اہل دنیا کے ساتھ بیٹھے تو ان کے پاس جو کچھ ہے اس کی طرف سے ہمت بلند کر کے آخرت کی تعظیم کے ساتھ ان سے گفتگو کر اور جب اہل آخرت کے ساتھ مل بیٹھے تو ان کے ساتھ کتاب اللہ کے وعظ۔ سنت کے آداب اور دارالبقاء کی تعظیم کے ساتھ گفتگو کر۔ اور جب بادشاہوں کے ساتھ بیٹھے تو ان کے ضوابط کے احترام اور ان کی دولت سے سیر چشمی کے ساتھ ساتھ انصاف والوں کی سیرت اور عقل مندوں کی حکمت عملی پر مبنی گفتگو کر۔ اور جب علماء کی محفل میں بیٹھے تو ان کے ساتھ خواہش پر مبنی نہیں حق کے ساتھ معلوم مذاہب کے بارے میں روایات صحیحہ اور اقوال مشہورہ کے ساتھ گفتگو کر جبکہ تو حق کے موافق تازہ قول اور فہم میں ان کے لئے انصاف کرے اور ان پر برتری چاہنے کا اظہار کرنے والا جھگڑا نہ کرے۔

اور جب صوفیا کے پاس بیٹھے تو ظاہر سے پہلے باطنی آداب کے ساتھ ان کے ساتھ ایسی گفتگو کر وان کے احوال حقانیہ کی گواہی دے اور ان پر اعتراض کرنے والے پر ان کے لئے حجت قائم کرے۔ اور جب عارفین کے حضور بیٹھے تو ان کے ساتھ جو چاہے گفتگو کر کیونکہ ان کے نزدیک ہر شے کے لئے معرفت کی کوئی نہ کوئی وجہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ گفتگو نرم ہو اور ادب ملحوظ رہے۔ کیونکہ ان کی بارگاہ رنگ چڑھانے والی ہے۔ تو جس مقصد کو لے کر تو ان کے پاس داخل ہوگا وہی ان سے نکلے گا یا ان میں تیرے مشاہدہ کا پیراہن تجھے پہنائے گا اور جس کے ساتھ تو ان کی طرف متوجہ ہوا ہے وہی لباس دے گا اگر خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر۔

اور فرمایا کہ قوم صوفیاء کی تعداد بڑھاتے رہو کیونکہ جو کسی قوم کی تعداد زیادہ کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ اور فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ ابوعثمان مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب انسان ولی کے مزار کی زیارت کرے تو وہ ولی اسے پہچانتا ہے۔ اور جب سلام کہے تو سلام کا جواب دیتا ہے اور جب اس کے مزار پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ اس کے ساتھ ذکر کرتا ہے خصوصاً اگر لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرے تو وہ اٹھ کر چارزانو بیٹھ جاتا ہے اور اس کے ساتھ مل کر ذکر کرتا ہے۔ (لا الٰہ الا اللہ سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ کلمہ طیبہ کے لئے بطور اسم علم بیان کیا جاتا ہے اور مراد پورا کلمہ طیبہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا وانما لم یذکر محمد رسول اللہ لانہ معلوم انہ بدونہ لا ینفع۔ یعنی محمد رسول اللہ اس لئے ذکر نہیں کیا کہ یہ بات بالکل معلوم ہے کہ اس کے بغیر کلمہ طیبہ نفع نہیں دیتا۔ (محمد محفوظ الحق غفرالہ ولوالدیہ) نیز مذکورہ فرمودۂ شیخ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مزار ولی پر حاضری مٹی کے ڈھیر پر حاضری نہیں جیسا کہ نجدیوں کا عقیدہ ہے بلکہ یہ بالکل ایسے ہے کہ ولی کی بارگاہ میں اس کی حیات ظاہری میں حاضری ہو رہی ہے کہ ولی۔ سلام کا جواب عطا فرماتا اور ساتھ مل کر ذکر کرتا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ۔

پھر شیخ ابوالمواھب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عارفین کے قلوب سمجھے بغیر خبر دینے سے پاک ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ اولیاء تو صرف ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو ان کے وصال کے بعد ان کی تعظیم اسی طرح ہے جیسا کہ ان کی حیات ظاہری میں ہوتی ہے۔ اور بعد از وصال ان کا ادب بالکل حیات ظاہری کی طرح ہے۔ اپنے قدموں کے ساتھ ان سے روگردانی نہ کرے اس کے مزار پر پاؤں نہ رکھے۔ اور اولیاء اللہ کے ساتھ ان کی حیات و وفات کی حالت میں ادب کے ساتھ نشست و برخاست کرے۔

فرمایا: جب ولی کی وفات ہوتی ہے اس پر تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی ارواح نماز جنازہ پڑھتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے شیخ نے صاحب الحقائق والرقائق کا یہ قول ذکر فرمایا ہے کہ صوفی مرنے سے مستثنیٰ ہے۔

اور فرمایا: بعض ایسے اولیاء ہیں جو اپنے مرید صادق کو وصال کے بعد اپنی زندگی سے بھی زیادہ نفع پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں جن کی تربیت کسی واسطہ کے بغیر اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کی تربیت اپنے بعض اولیاء کے توسط سے فرماتا ہے اگرچہ وہ وصال کر چکے ہوں۔ پس وہ اپنے مرید کی تربیت اپنے مزار میں جلوہ گر ہونے کے باوجود فرماتے ہیں اور ان کا مرید مزار سے ان کی آواز سنتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض وہ ہیں جن کی تربیت درود شریف کی کثرت کی وجہ سے خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (ان محرومان ازلی کے لئے تازیانہ عبرت ہے جو کہ مزارات کے فیوض و برکات کے منکر بلکہ اسے شرک گردانتے ہیں کہ جس طرح ظاہر میں رب العزت نے دنیا کا کارخانہ اسباب کے ساتھ وابستہ کیا ہے اسی طرح سلسلہ جسمانیت و روحانیت اولیاء اللہ کی توجہ ساری کائنات کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم اور اولیاء اللہ کی توجہ کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ وما یعقلھا الا العالمون (محمد محفوظ الحق غفرلہ والوالدیہ)

اور آپ نے فرمایا: میں نے اپنے شیخ ابوعثمان رضی اللہ عنہ کو محفل عام میں درس دیتے ہوئے سنا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو اس طریقے کا انکار کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ کہے لعنۃ اللہ علیہ نیز فرمایا: جس نے اس طریقے پر اعتراض کیا کبھی فلاح نہیں پاتا۔

فرمایا: سورۃ الم نشرح کے واما بنعمة ربک فحدث (والضحیٰ) اپنے رب کی نعمت بیان کرو کے متصل بعد آنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس نے نعمت بیان کی تو بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سینہ کھول دیا۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تو نے میری نعمت کو بیان کیا اور اسے پھیلایا تو یقیناً میں نے تیرا سینہ کھول دیا۔ پھر فرمایا کہ مجھ سے یہ کلام سمجھ لو کہ یہ ربانیین سے ہی سنی جا سکتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واقعات

آپ اکثر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اکثر مشرف ہوتے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ مجھے آپ کی زیارت کے واقعات کے صحیح ہونے پر جھٹلاتے ہیں تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت وعظمت کی قسم جس نے اسے نہیں مانا یا اس کے بارے میں تجھے جھوٹا کہا وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہوکر ہی مرے گا۔ یہ واقعہ شیخ ابی المواہب رضی اللہ عنہ کے خط سے نقل کیا گیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے ۹۲۵ھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع ازہر کی چھت پر دیکھا۔ آپ نے میرے دل پر دست کرم رکھا اور فرمایا: بیٹے! غیبت حرام ہے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا ولا یغتب بعضکم بعضا (الحجرات آیت۱۲) ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو میرے پاس بیٹھ کر ایک جماعت نے بعض لوگوں کی غیبت کی تھی۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا اگر کسی سخت مجبوری کی وجہ سے لوگوں کی غیبت سننی پڑے تو سورت اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ان کا ثواب اسے ہدیہ کردیا کرو جس کی غیبت کی گئی ہے۔ کیونکہ غیبت اور ثواب انشاء اللہ ایک دوسرے کے وارث اور موافق ہو جائیں گے۔

فرمایا: مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ فرمایا اپنا ہاتھ لاؤ تمہیں بیعت کرلوں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھ میں طاقت نہیں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ سے بیعت ہونے کے بعد نافرمانی سرزد ہو جائے فرمایا: اپنا ہاتھ لاؤ اور مجھ سے بیعت کرو۔ اگر کوئی کوتاہی یا لغزش صادر ہوگئی تو اگر تم نے توبہ کرلی تو نقصان نہیں دے گی۔ گویا آپ اس طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کا حال درست فرما دیتا ہے تاکہ اس سے خود بینی یا تکبر وغیرہ کی وجہ سے اس کے دین میں واقع ہونے والا شگاف بند کر دے یہ آپ کے خط سے منقول ہے۔

فرمایا ایک جماعت مجھ سے طریقہ حاصل کرنے کے لئے میرے پاس آئی۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ مجھے فرمایا کہ یہ لوگ تجھ پر یقین نہیں رکھتے سوائے ایک شخص کے جو کہ کچھ یقین رکھتا ہے وہ تجھے بھینگی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ بالخیر اور اسلام پر موت عطا فرمائے گا۔

آپ نے فرمایا: مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خرقہ تصوف پہنایا۔ نیز فرمایا کہ خواب میں مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ مجھے فرمایا کہ سوتے وقت یہ پڑھا کرا عوذ باللہ من الشیطن الرجیم پانچ مرتبہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پانچ مرتبہ۔ پھر یہ دعا کرو اللھم بحق محمد ارنی وجہ محمد حالا ومآلا جب تو سوتے وقت یہ پڑھے گا تو میں تیرے پاس آؤں گا اور تجھ سے اصلاً پیچھے نہیں رہوں گا پھر فرمایا کہ یہ اس کے لئے کس قدر حسین دعا اور مقصد ہے جو اس پر یقین

رکھتا ہے یہ آپ کے لفظوں سے منقول ہے۔

آپ نے فرمایا: مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے چھوڑیں نہیں تو فرمایا کہ ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے یہاں تک تو میرے پاس حوض کوثر پر آئے اور اس سے پیئے کیونکہ تو سورۃ الکوثر پڑھتا ہے اور مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے درود کا ثواب تو میں نے تجھے ہبہ کر دیا۔ البتہ سورۃ الکوثر کا ثواب تیرے لئے باقی رکھوں گا۔ پھر فرمایا کہ جب بھی تو اپنے عمل کو دیکھے یا تیری گفتگو میں خلل واقع ہو جائے تو یہ استغفار ترک نہ کرنا۔ **استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحیی القیوم واتوب الیہ واسئلۃ التوبۃ والمغفرۃ انہ ھو التواب الرحیم**۔ یہ آپ کے الفاظ سے منقول ہے۔

فرمایا: میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو مجھے فرمایا کہ تو ایک لاکھ کی شفاعت کرے گا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے یہ مقام کیسے ملا؟ فرمایا اس وجہ سے کہ تو مجھ پر پڑھے گئے درود کا ثواب پیش کرتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف تیزی سے پڑھا تا کہ اپنا ورد جو کہ ایک ہزار تھا مکمل کر لوں تو مجھے آپ نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر فرمایا ٹھہر ٹھہر کر اور ترتیل کے ساتھ یہ پڑھ **اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد** مگر جب وقت تنگ ہو تو جلدی پڑھنے میں حرج نہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ میں نے جو کچھ تم سے کہا ہے افضلیت کے اعتبار سے ہے ورنہ تو جیسے بھی پڑھے گا درود شریف ہی ہے۔ اور زیادہ اچھا ہے کہ تو درود کا ورد مکمل درود سے شروع کرے گرچہ ایک مرتبہ ہی ہو اور اسی طرح آخر میں اسی پر خاتمہ کرے۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکمل درود یہ ہے۔ **اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم وعلی سیدنا ابراھیم وبارک علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما بارکت علی سیدنا ابراھیم وعلی سیدنا ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** یہ آپ کے لفظوں سے منقول ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فرمایا کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تیرا شیخ ابوسعید الصفر اوی مجھ پر مکمل درود شریف پڑھتا ہے اور کثرت سے پڑھتا ہے۔ اس سے کہنا کہ جب درود ختم کرے تو اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے۔

فرمایا: مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ جب تجھے کوئی حاجت ہو جسے تو پورا کرنا چاہے تو سیدہ نفیسہ الطاہرہ کے لئے نذر مانا کہ گرچہ پیسہ بھر ہو۔ تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔

اور فرمایا کہ بادشاہ کے مال سے لے لیا کر داس کے درباریوں سے نہیں۔ کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلطان چقمق کے پاس جا کر دنیا کا کچھ سامان مانگنے کا حکم فرمایا چنانچہ میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے ایک سو دینار دیئے اور مجھے معذرت کی کہ اس کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہیں ہے۔

اور آپ اکثر گریہ وغم سے رہتے۔ خشیت الٰہیہ کے بالکل قریب جو بھی آپ کو روتے ہوئے سنتا وہ بھی آپ کے ساتھ رونے لگتا۔ فرمایا میں نے مصر میں دیکھا کہ ایک عورت دروازوں پر چکر لگاتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کرتی۔ میں نے اسکے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا تو فرمایا کہ وہ بڑی شان والی ولیہ ہے لیکن وہ اپنے محبوب کے ذکر کا پردہ کئے ہوئے

ہے۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ وہ اپنی کلام میں صرف قطعی یقینی باتوں کا ذکر کرتی ہے۔

سید الخلق علی الاطلاق صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا: میرے اور جامع ازہر کے ایک شخص کے درمیان صاحب قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول میں جھگڑا ہو گیا۔ فمبلغ العلم فیه انه بشر . وانه خیر خلق الله کلهم ۔ یعنی آپ کے متعلق علم کی انتہاء یہ ہے کہ آپ بظاہر بشر ہیں اور یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

اس نے مجھ سے کہا کہ بوصیری کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ میں نے کہا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اس نے رجوع نہ کیا۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ جامع الازہر کے منبر کے پاس حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور مجھے دیکھ کر فرمایا کہ ہم اپنے دوست کو مرحبا کہتے ہیں۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کیا تم جانتے ہو آج کیا واقعہ رونما ہو؟ عرض کی: نہیں۔ یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ فلاں منحوس کا عقیدہ ہے کہ ملائکہ مجھ سے افضل ہیں تو سب نے بیک آواز کہا: نہیں۔ یا رسول اللہ! روئے زمین پر آپ سے افضل کوئی نہیں تو آپ نے ان سے فرمایا کہ پھر اس منحوس کا خیال ہے جو کہ ہلاک ہونے کو ہے اور اگر رہ گیا تو دنیا و آخرت میں ذلیل۔ گمنام اور تنگ رہے گا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میری افضلیت پر اجماع نہیں ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ اہل سنت کے لئے معتزلہ کا اختلاف اجماع میں نقص پیدا نہیں کرتا۔

فرماتے ہیں کہ بار دگر مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بوصیری کا یہ کہنا کہ فمبلغ العلم فیه انه بشر اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے متعلق علم کی حد انتہاء اس کے نزدیک جیسے آپ کی حقیقت کا علم نہیں۔ کہ آپ بظاہر بشر ہیں ورنہ روح قدسی اور جسد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ ان تمام تعینات سے وراء ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو سچا ہے میں نے تیری مراد سمجھ لی ہے۔

آپ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو مجھے فرمایا کہ تیری مجلس کس قدر اچھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حاضر ہونے والے ہر شخص کو بخش دیا ہے کہ تم نے قاری کے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جس کی دم سے یہ انعام ملا۔

فرمایا: ایک دفعہ میں نے دیکھا گویا سانپ میرے کپڑوں کے درمیان داخل ہو گیا۔ مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو میں نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا تو فرمایا کہ سانپ تیرا وہ سادہ ساتھی ہے جس کے دل میں تیرے متعلق ایک خیال آیا اور تجھے ایذاء دینے کے لئے لوٹا اور اگر اسے تجھ سے خوف نہ ہوتا تو تجھے ایذاء پہنچانے کے لئے پوری توانائی عمل میں لاتا۔ چنانچہ معاملہ ایسا ہی تھا جب کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فرماتے ہیں کہ سیدی یحییٰ ابن ابوالوفاء نے میری کنیت ابوالعابد رکھی۔ میں نے خواب میں سیدی علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کنیت تیرے لئے درست نہیں یہ تو گراں بار لوگوں کے لائق ہے۔ تیری کنیت تو ابوحامد ہے پھر مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا ہمارے نزدیک تیری کنیت ابوحامد ہے اور اسی طرح آسمان میں ہے اور تو بنی الوفاء کے دائرہ میں داخل ہو چکا اور تیرا مقام بڑا ہے اور تو ولی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں اپنے شیخ ابوسعید الصفراوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کرتا کہ آپ کے قدم چوم لوں لیکن آپ مجھے جھڑک دیتے اور فرماتے کہ وقت آ جائے۔ جب ۸۵۱ھ میں آپ کا وصال ہو گیا میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا تو سرکار نے مجھے فرمایا کہ اپنے شیخ سے اس کے وعدے کا مطالبہ کرو۔ تو میں نے ان کی وفات کے بعد ان کے قدمین شریفین کو پکڑ کر بوسہ دیا اور عرض کی: یا سیدی! یہ آپ کے وعدہ کی وفا ہے اور بعد از وصال آپ کی عزت بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ حیات ظاہری میں تھی۔

فرمایا: میں نے اپنے آقا اور شیخ ابوسعید الصفراوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ کیا میں اپنے مریدین کو چھوڑ دوں اور ان سے علیحدگی اختیار کر لوں خصوصاً ان سے جو مجھے ستاتے ہیں؟ فرمایا: انہیں چھوڑو نہیں۔ حسن ظاہر کے ساتھ ان میں گھل مل کر رہو۔ ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اسی دستور پر رہو جس پر اب ہو۔ پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے آپ سے اپنے شیخ کی گفتگو کے متعلق پوچھا تو فرمایا: وہ صحیح ہے اور اپنے شیخ کے طریقے پر چلتا رہ۔

فرمایا ایک مدت تک مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت منقطع رہی جس کی وجہ سے مجھے غم ہوا پس میں اپنے قلب کے ساتھ اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہوا کہ رسول پاک صلی اللہ علی وسلم کی بارگاہ میں میری سفارش فرمائیں۔ پس آپ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف حضوری بخشا۔ پس فرمایا کہ یہ ہوں میں۔ میں نے نظر کی لیکن آپ کی زیارت نہ ہوئی۔ میں نے عرض کی مجھے زیارت نہیں ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ۔ اس پر ظلمت غالب آ گئی۔ کیونکہ یہ ایک جماعت کے ساتھ علم فقہ کی تعلیم میں مشغول ہو گیا تھا اور میرے اور ان کے درمیان بعض علماء کے دلائل باطل کرنے میں جھگڑا کھڑا ہو گیا تھا پس میں نے اس مصروفیت کو ترک کر دیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! فقہ تو آپ کی شریعت سے ہے فرمایا: درست ہے لیکن ائمہ کے مابین ادب کی ضرورت ہے۔

فرمایا: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے منہ میں لعاب مبارک ڈالا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس لعاب مبارک ڈالنے کا فائدہ؟ فرمایا تو آج کے بعد جس مریض پر تھوک دے گا وہ شفایاب ہو جائے۔

فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت رک گئی۔ پھر میں نے آپ کو دیکھا تو عرض کی: یا رسول اللہ! میرا کیا گناہ ہے فرمایا: تو ہماری زیارت کا اہل نہیں ہے کیونکہ تو لوگوں کو ہمارے اسرار پر مطلع کر دیتا ہے۔ کیونکہ میں نے اپنے بھائیوں میں سے ایک صاحب کو اپنی کوئی خواب بتا دی تھی پس میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی تو اس کے بعد مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ غیبت کی محفلوں میں بیٹھتا ہے اور وہاں سے اٹھتا نہیں میں اس سے ہم نشینی نہیں کرتا۔

فرمایا: مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو مجھے فرمایا اے محمد! یہ غفلت کیا ہے؟ اور یہ نیند کیا ہے؟ یہ بے توجہی کیا ہے؟ تجھے کیا ہوا کہ تو نے تلاوت قرآن ترک کر دی اور قرآن کی تلاوت کے پہلو میں یہ چھوٹے چھوٹے ورد وظیفے کیا ہیں؟ ایسا اصلاً نہ کرو بلکہ ہر روز کم از کم دو حزب یومیہ تلاوت کرو' چنانچہ شیخ کے بعض مریدوں نے کہا کہ اس دن سے شیخ نے تلاوت قرآن

کریم ترک نہیں کی۔ بعض آیات کو کئی کئی بار دہراتے رو رہے ہوتے۔ آنسو رخساروں اور ریش مبارک پر گرتے رہتے اور آہیں بھرتے حتیٰ کہ آپ کے وجد اور کثرت گریہ کو دیکھ کر وہاں موجود کوئی شخص بات نہیں کر سکتا تھا۔

آپ نفلی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگ کر اکثر سجدہ شکر ادا کرتے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے آپ پر پڑھے گئے اپنے درود شریف کا ثواب اور اپنے فلاں فلاں اعمال کا ثواب آپ کی خدمت میں ہبہ کیا۔ اگر یہ وہی ہے جو آپ نے اس سائل کے لئے فرمایا جس نے عرض کی تھی کہ کیا میں اپنے تمام درود شریف کا ثواب آپ کے لئے کر دوں کہ جب تو تیرے غم و اندوہ کے لئے کافی ہوگا اور تیرے لئے تیرے گناہ بخشے جائیں گے تو مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میری مراد یہی تھی۔ لیکن تو فلاں فلاں عمل کا ثواب اپنے لئے باقی رکھ۔ میں اس سے غنی ہوں۔

اور فرمایا: کہ مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے میرے منہ کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ میں اس منہ کو چومتا ہوں جو مجھ پر ایک ہزار مرتبہ دن میں اور ایک ہزار مرتبہ رات میں درود بھیجتا ہے۔

پھر مجھے فرمایا کہ **انا اعطینٰک الکوثر** کس قدر اچھا ہے اگر یہ رات کو تیرا ورد ہوتا پھر مجھے فرمایا کہ تیری دعا یہ ہو **اللھم فرج کرباتنا اللھم اقل عثراتنا اللھم اغفر زلاتنا** اور تو مجھ پر درود پڑھے اور کہے وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

فرمایا: کبھی مدد نہیں آتی مگر انکساری اور کمزوری کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ** (آل عمران آیت ۱۲۳) البتہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی جب کہ تم انتہائی کمزور تھے۔

فرمایا: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ پر جو شخص ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اس پر اللہ تعالیٰ کا دس مرتبہ رحمت فرمانا کیا صرف اس کے لئے ہے جو حضور قلب سے پڑھے؟ فرمایا: نہیں بلکہ یہ تو اس کے لئے ہے جو غفلت کے ساتھ درود پڑھے اور اسے اللہ تعالیٰ پہاڑوں کی مثل ملائکہ عطا فرماتا ہے جو کہ اس کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں لیکن جو حضور قلب کے ساتھ پڑھے تو اس کا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

فرمایا: ایک دفعہ میں نے ایک محفل میں کہا **محمد بشر لا کالبشر بل ھو یاقوت بین الحجر** مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھے اور ہر شخص کو بخش دیا ہے جس نے تیرے ساتھ مل کر یہ کہا اور آپ اپنی وفات تک ہر محفل میں یہ کہتے رہے۔

فرمایا: میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اپنے فلاں مرید کو یوں چھپاؤ اور فلاں کو یوں چھپاؤ۔ اور فلاں پشتوں والے کو چھپاؤ کیونکہ وہ اپنی نگاہ کے ساتھ عورتوں کی پشتوں کا پیچھا کرتا ہے اور اس کی وجہ سے تجھ پر کوئی بوجھ نہیں۔

فرمایا: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں علم تصوف میں طفیلی ہوں۔ تو فرمایا قوم کی کلام پڑھ کیونکہ اس علم کا طفیلی ہی تو ولی ہے۔ رہا اس کا عالم تو وہ ستارہ ہے جس کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ یہ آپ کے الفاظ سے منقول ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فرمایا: میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو مجھے اپنے متعلق ارشاد فرمایا کہ میں میت نہیں ہوں۔ میری وفات اس شخص سے چھپ جانے سے عبارت ہے جو کہ اللہ کی سمجھ نہیں رکھتا۔ البتہ جو اللہ کی سمجھ رکھتا ہے تو یہ میں اسے دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

آپ نے فرمایا: مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی تو میں نے آپ سے حدیث مشہور کے متعلق سوال کیا اذکروا اللہ حتی یقولوا مجنون یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو یہاں تک کہ لوگ مجنون کہیں۔ جب کہ صحیح ابن حبان میں یوں ہے اکثروا من ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون۔ یعنی ذکر الٰہی کی کثرت کرو یہاں تک کہ لوگ مجنون کہیں۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ابن حبان اپنی روایت میں سچا ہے جب کہ اذکروا اللہ کا راوی بھی سچا ہے کیونکہ میں نے دونوں طرح فرمایا ہے ایک دفعہ اس طرح اور دوسری دفعہ اس طرح۔

فرمایا: مجھے سرکار علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو مجھے فرمانے لگے کہ حاسدوں سے مت ڈر کیونکہ اگر وہ تیرے ساتھ مکر کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں مکر کی سزا دے گا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا انھم یکیدون کیدا واکید کیدا فمھل الکافرین امھلم رویدا۔ (الطارق آیت ۱۵-۱۶-۱۷) یہ لوگ مکر کرتے ہیں اور میں بھی خفیہ تدبیر فرمارہا ہوں آپ کفار کو مہلت دے دیں کچھ وقت تک انہیں کچھ نہ کہیں۔

اور عارفین میں سے بعض نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مکان میں تشریف فرما دیکھا۔ اتنے میں شیخ ابوالمواہب حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے قیام فرمایا شخص مذکور نے یہ واقعہ سیدی ابوالمواہب سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! تیرے پاس جو کچھ ہے اسے چھپاؤ۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی روح وجود ہیں اور آپ جس کے لئے بھی قیام فرمائیں اس کے لئے وجود قیام کرتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا عمل

فرمایا: جو چاہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو تو اسے چاہیے کہ اکابر اولیاء اللہ کی محبت کے ساتھ ساتھ صبح وشام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی کثرت کرے ورنہ خواب کا دروازہ اس پر بند ہے کیونکہ یہ حضرات لوگوں کے سردار ہیں۔ ان کے ناراض ہونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فرمایا: اولیاء اللہ ایسے امور پر مطلع ہوتے ہیں جن پر علماء کو اطلاع نہیں ہوتی تو اپنے دین کے بارے میں خوف رکھنے والے کے لئے ادب وتسلیم کے سوا چارہ نہیں۔

فرمایا: فقراء کی صحبت لازم کرو گرچہ صرف یہی حاصل ہو کہ قیامت کے دن تیری دستگیری فرمائیں۔ اسکے ساتھ ساتھ دار دنیا میں اپنے ہم نشینوں کی تکالیف، پریشانیاں اور غم برداشت کرتے ہیں اور خدمت میں آنے والوں کی برزخ میں خوشی اور اعزاز کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔

فرمایا: فقیر کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے ساتھ باہمی معاہدہ کرے کہ دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں جو پہلے پہنچ جائے وہ

اپنے رب کے ہاں اس کا وسیلہ بنے گا۔

نیز فرمایا: اس صاحب ایمان کی طرف دیکھو کہ جب اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم المومن کے ساتھ تخلق کی حیثیت سے حق تعالیٰ کی صحبت کا شرف حاصل کیا تو آگ کس طرح اس پر قابو نہیں پا سکتی اور اسے کہتی ہے اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میرے شعلے بجھا دیئے ہیں۔

نام محمد کی برکت

فرمایا ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ جس کا نام محمد ہوگا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھے حیا نہ آیا جب کہ تو نے میرے حبیب کا ہم نام ہو کر میری نافرمانی کی۔ لیکن میں اس سے حیا فرماتا ہوں کہ تو میرے حبیب علیہ السلام کا ہم نام ہو اور میں تجھے عذاب دوں۔ جا۔ جنت میں داخل ہو جا۔

فرمایا: وہ مبتدی جسے ابھی تک رسوم اصفیاء کے معمولات کا تعارف نہیں اسے منتہی کی صحبت نقصان دہ ہے۔ نفع بخش نہیں خصوصاً جب کہ منتہی خضری المقام ہو جو کہ عالم ملک وشہادت سے علیحدہ ہوتا ہے۔ ایسی شخصیت سے مبتدی حضرات بالکل فائدہ نہیں لے سکتے۔

محقق ابو عبد السر النفری نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے تیہ میں کھڑا کر کے کلام سے مشرف فرمایا اس میں سے یہ ہے کہ محجوب کی صحبت اختیار کر اور پہنچے ہوئے سے جدا رہ۔ اور یہ اس لئے کہ محجوب کی صحبت محجوب کے لئے غیوب جاننے والے کی صحبت سے زیادہ نفع بخش ہے۔ کیونکہ وہ ملکوت کے مشاہدات کے انداز پر کام کرتا ہے۔ اور کئی دفعہ اس جہان کے مشاہدات کے ساتھ مطابقت نہیں ہوتی کیونکہ غیب کا حکم شہادت کے حکم کا غیر ہے۔ اور اے انکار کرنے والے! خضر کے ساتھ موسیٰ علیٰ نبینا علیہما السلام کے واقعہ سے عبرت حاصل کر اسمیں عقل مند کیلئے قناعت کا سامان ہے۔ اسے سمجھو۔

فرمایا: صوفیاء کے حضور سر تسلیم خم کرنے میں زیادہ سلامتی ہے لیکن ان کے متعلق حسن عقیدت زیادہ غنیمت ہے تو ان کی صحبت کی برکت سے کتنے فقیر غنی ہوئے۔ شکستگان کی تکمیل ہوئی۔ خاک نشینوں کو بلندی مرتبہ نصیب ہوئی۔ عیبوں کی پردہ پوشی ہوئی۔ گمراہ ہلاک ہوئے۔ ظالم برباد ہوئے اور مظالم ختم ہوئے اور انہیں کے متعلق حدیث میں وارد ہے کہ انہیں کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ بارش برستی ہے اور تم پر رحم کیا جاتا ہے۔

فرمایا: بہت سے لوگوں نے اہل صلاح کی شان میں دبلا پتلا ہونا اور مفلوک الحال ہونا بیان کر کے غلطی کی ہے جب کہ حقیقت امر ان کے گمان کے مطابق نہیں۔ بلکہ ان میں فربہ اور کمزور نیز خوشحال اور مفلوک الحال ہوتے ہیں۔ اور فربہ ہونے کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک میں بل تھا۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم شریف بھاری اور پیٹ بڑا تھا ہمارے شیخ الحافظ ابن الحجر نے استاذ کبیر سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کی صفت میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے کہ آپ کی پنڈلیاں سخت اور پیٹ بڑا تھا اور خوشحال اور مفلوک الحال کی دلیل تو سنت محمدیہ میں بہت ہیں۔

اور فرمایا: قوم کی صحبت اختیار کرنے کے بعد ان کے اسرار ان سے غیر کی طرف اور جو اس کا ہم مشرب اور ہم ذوق نہیں اس کی

طرف افشاء کرنے سے بچو۔ کیونکہ اکثر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اور یوں دنیا و آخرت میں خسارہ ہوگا پس یہ بات مخفی نہ رہے کہ ستر کا اظہار ستر کو ظاہر کرنے کی طرح ہے اور اسے ظاہر کرنا اس کی طرف دیکھنا اور اسے بیان کرنا حرام ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو اپنے بھائی کا پردہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اور جس نے اپنے بھائی کا ستر کھول دیا اللہ تعالیٰ اس کا پردہ چاک کر کے اسے رسوا فرمائے گا۔ اور اس آزمائش میں اکثر وہ شخص مبتلا ہوتا ہے جو کہ صدق نیت کے بغیر فقراء کی صحبت میں داخل ہوتا ہے اور اس انداز کے بغیر ان سے جدا ہو جاتا ہے اور آپ نے شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اس دور کے بھائی متغیر ہو گئے۔ ہر گہرے دوست میں خلل کی بیماری لاحق ہو گئی قدیم زمانہ سے صحیح تھے۔ اب انہیں حروف علت لاحق ہو گئے۔ ان کے امر سے میں نے تعجب پورا کر لیا اب اس کے متبادل دروازہ پر جھانکنے لگا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تیرے ہم نشین کی طرف سے کوئی بات نقل کرے تو اسے کہہ اے فلاں! میں اپنے کی ہم نشینی اور محبت کے متعلق یقین پر ہوں جب کہ تیری کلام کے بارے میں گمان پر ہوں اور یقین کو گمان کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاتا۔ اکثر آپ شعر کی صورت میں فرماتے کہ جب کسی دن تجھے کوئی پریشانی لاحق ہو تو اپنے بھائی سے مشورہ کر گرچہ تو خود اہل مشورہ سے ہے۔ کیونکہ آنکھ بعید و قریب کو مشافۃً دیکھتی ہے جب کہ اپنے آپ کو آئینے کے سوا نہیں دیکھ سکتی۔

لغزشِ زبان سے بچو

فرمایا: اپنے بعض دوستوں کے سامنے زبان کی لغزشوں سے پرہیز کرو کیونکہ اس دروازے سے بے شمار مخلوق اپنے دوستوں پر اعتماد کر کے مصیبت میں گرفتار ہو گئی اور انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ عداوت کے وقت اسے بطور ہتھیار استعمال کریں پس اس سے بچو۔ بچو۔

فرمایا: جو کسی ظالم کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ ظالم ہے۔ کیونکہ ظالم کو دیکھنا اللہ تعالیٰ سے غفلت اور نفس سے راضی ہونے میں مبتلا کرتا ہے اور اس کے بعد شیطان کی ہم نشینی لاحق ہوتی ہے۔

اور فرمایا نوعمر چھوکروں۔ عورتوں۔ امیروں۔ بادشاہ اور ارباب دنیا کی ہم نشینی سے بچو جن میں کوئی خیر نہیں ہے نیز فرمایا کہ جب نیتیں زیادہ ہوں تو عمل کی معنوی حیثیت بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اگرچہ صورتاً ایک ہی ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک نماز ان نیتوں کے ساتھ ادا کی یا ادائے فرض۔ با جماعت ادا کی سنت زندہ کرنا۔ اس میں اس کی پیروی کی جائے اسلام کی تازگی کا اظہار اور نمازیوں کی جماعت کو بڑھانا جب کہ ان کے ساتھ ساتھ اس سے بے رغبتی ہو کہ اس کی تعریف کی جائے یا اسے مرکز توجہ بنایا جائے وغیرہ تو یہ کئی نیکیاں ہیں جو ایک ہی عمل کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور فرمایا: دنیا کی محبت کے ساتھ عبادت کرنا قلب کی مشغولیت اور اعضاء کی تھکان ہے۔ تو یہ گرچہ کثرت سے ہو مگر پھر بھی قلیل ہے یہ تو عبادت کرنے والے کے وہم میں کثیر ہے اور یہ صورتیں ہیں مگر ارواح کے بغیر یہ صرف خالی اجسام ہیں جہاں حال کا گزر نہیں۔ اسی لئے تو بہت سے ارباب دنیا کو دیکھتا ہے کہ روزہ۔ نماز۔ اور حج کثرت سے کرتے ہیں جبکہ ان میں زاہدوں کا نور ہے نہ عبادت گزاروں کی حلاوت۔

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مثال پانی کے ساتھ صرف اس لئے بیان فرمائی ہے۔ (واضرب لهم مثل الحيوة الدنيا

کماء انزلناہ من السماء (الکہف آیت ۴۰) ان سے دینوی زندگی کی مثال بیان فرمائیں کہ یہ پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا) کہ جب تو پانی کو روکتا ہے تو ضغیر اور بدبودار ہو جاتا ہے اور ایک مصیبت بن جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا مصیبت بن جاتی ہے اور فرمایا بلند پایہ زہد اعلیٰ مقامات اور روشن احوال میں زہد ہے۔

اور فرمایا اہل تعریف نے اللہ اللہ اللہ کا ذکر بجائے لا الٰہ الا اللہ کے صرف اس لئے اختیار کیا ہے کہ یہ حضرات ثبوت الہیت کے وہم سے ہی وحشت محسوس کرتے ہیں چہ جائیکہ اس کی نفی کریں۔ اور میرا مسلک یہ ہے کہ جس پر خواہشات غالب ہیں اس کے لئے لا الٰہ الا اللہ کا ذکر زیادہ نفع بخش ہے اور جو خواہشات سے بری ہے تو اس کے لیے صرف اسم جلالت کا ذکر زیادہ مفید ہے۔

فرمایا: جس عمل کے ساتھ اس کا مشاہدہ متصل ہو تو قبول نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے والعمل صالح یرفعہ (فاطر آیت ۱۰) اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے تو جو اپنے لئے کسی عمل کا مشاہدہ کرے اور اسی پر قائم رہے تو اس کا عمل اس کے نفس کے ہاں ہے نہ کہ اس کے رب کے پاس۔ اسے سمجھ۔

فرمایا: طمع کرنے والا اس کا کتا ہے جس میں طمع کرتا ہے تو اگر اس کے پاس طمع نہ ہوتی تو کتوں کی ذلت سے بچ جاتا اور فرمایا: اللہ اکبر لطائف تعریف کس قدر مخفی ہیں اپنے بندے کو اپنے دربار سے دھتکار دیتا ہے پھر اسے اس کی طرف شدت عتاب کے ساتھ لوٹاتا ہے باوجودیکہ وہ اس معاملے میں رب لطیف ہے۔

الہامی حمد

فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے اپنے پروردگار کے حضور عرض کی مجھے ایسی حمد کا الہام فرمایئے جس کے ساتھ میں اس کی حمد وثنا کروں۔ تو اسی وقت میری زبان پر بذریعہ الہام املا فرمایا۔ الحمد للہ واللہ الحمد بکل المحامد علی کل محامد بجمیع المدائع المحمودۃ فی جمیع الحمد والمدح بما یجب للحمد لک حمداً اولیاء لا اول لبدایۃ حمدہ غیر حمدہ بحمد لحمدہ فی جمیع المحامد الاذلیۃ والابدیۃ بلسان جمع الحمد وفرقہ فی جمیع المحمود بذاتہ لذاتہ وبصفاتہ لصفاتہ وبفعلہ لفعلہ۔

اور اس میں طویل کلام فرمائی ہے جہاں کہ آپ نے حکم میں اپنے قول من لم یشکرا لنعم فقد تعرض لزادھا یعنی جو نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اس نے انہیں زائل ہونے کے نشانے پر رکھ دیا کہ شرح فرمائی ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو ادھر رجوع کر نیز فرمایا اس سے بچ کہ تیرا شکر اپنی خاطر ہو بلکہ شکرً اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں کر جو اس نے تجھے شکر کرنے کے لئے فرمایا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اشکرلی (لقمان آیت ۱۴) میری خاطر شکر کر۔ اسے سمجھ لے تجھے پتہ چل جائے گا اور تجھے پتہ نہ چلے تو علم حاصل کر اور اہل معرفت کے ذوق کا معیار پہچان۔

فرمایا: ہر شے سے اللہ تعالیٰ کے لئے فقر زیادہ طلب کرنے سے کہیں کامل ہے۔

ارباب حضوری کا ذکر

فرمایا: حضوری والوں کا ذکر الحمد للہ۔ استغفر اللہ اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے اور میں نے ان پر اللہ تعالیٰ کی کتاب

کی ایک آیت کا اضافہ کیا ہے تا کہ وہ ان پر نگہبان رہے کیونکہ ہر شخص پسند کرتا ہے کہ اس پر نعمت ہمیشہ رہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور یہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا معمول تھا۔ آپ اٹھتے بیٹھتے اس کا ورد فرماتے حتیٰ کہ آپ نے اسے اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا تھا۔ اور فرمایا کہ آدمی کا باغ اس کا گھر ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولو لا اذ دخلت جنتک قلت ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ (الکہف آیت ۳۹) اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کہتا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ یعنی اگر وہ شخص یہ کہہ لیتا تو اسکا باغ آفات سے محفوظ رہتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سنستدرجھم من حیث لایعلمون (ہم انہیں بتدریج تباہی کی طرف اس طرح لے جائیں گے کہ انہیں علم تک نہ ہوگا (القلم آیت ۴۴) اس کے متعلق آپ نے فرمایا یعنی انہیں حقیقت استدراج کا علم نہیں ہوگا اور یہ اس طرح کہ ان پر حقائق حق پوشیدہ رکھے گا اور ان کے وہم میں یہ بات ڈال دے گا کہ وہ درست راہ پر ہیں اور انہیں ان کے افعال پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے لطف کے طالب ہیں پس جو استدراج سے بچنا چاہے وہ اپنے اوپر نعمتوں کے وارد ہونے پر انہیں اس مقام پر استعمال کرنے سے ڈرے جسکے لئے وہ بنائی نہیں گئیں۔

مقام ادب

فرمایا کئی مرتبہ مرید سے مزید نعمتیں صرف اس لئے روک لی جاتی ہیں کہ اس نے اپنے شیخ کے قول و فعل پر کیوں؟ کس لئے؟'' کہہ دیا۔ کیونکہ یہ اہل طریقت کے نزدیک گناہ ہے جس کا شعور ہر ایک کو نہیں ہے اور فرمایا کہ طریقت سب کا سب ادب کرنا اور ادب سکھانا ہے۔ پس ان کے ساتھ حق کی جہت سے یوں جھگڑا کیا جاتا ہے جس طرح ہم نشین اور ایک ساتھ بیٹھنے والے ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ حق کے ہم نشین ہیں اور ادب والے کی دنیا و آخرت میں ہمیشہ پردہ داری کی جاتی ہے جب کہ اس کا عکس برعکس ہے۔

فرمایا: عارفین کے پاس ادب کے ساتھ نشست برخاست کرو۔ کیونکہ کئی دفعہ ان کے ساتھ بے ادبی کا سلوک کرنے والے پر غضب خداوندی ہوتا ہے اور اس کا نام دربار قرب سے مٹا دیا جاتا ہے۔ فرمایا: جسے صوفیاء نے ادب نہیں سکھایا وہ ادب والا نہیں ہے۔

فرمایا: واردات اور کیفیات جس پر وارد ہوں اس کے حوالے سے مختلف ہوتی ہیں خود اپنے حوالے سے نہیں۔ کیونکہ وہ ایک ہی ہیں یہ بارش کی طرح ہیں جو کہ اس سرزمین پر برستی ہے جس میں مختلف قسم کے بیج کاشت کئے گئے ہیں۔ پس بارش ایک ہی ہے اور سبزے مختلف ہیں ایک ہی پانی سے سیراب کئے گئے ہیں۔ ونفضل بعضھا علی بعض فی الاکل (الرعد آیت ۴) اور بعض کو ذائقے میں بعض پر فضیلت دیتے ہیں۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: عبادت کرنا خیر کے دروازے کی کنجی ہے تو جس کی ابتداء میں ہی اوراد رہ جائیں وہ اپنی انتہاء میں کیفیات سے محروم رہ جاتا ہے۔ پس اعمال کے انوار ہیں جس طرح کہ معارف کے اسرار ہیں تو اے مالک! اوراد پر ہمیشگی لازم کر گرچہ تو اپنی مراد کو پہنچ چکا ہے۔

قوم صوفیہ کا قول ہے کہ فلاں کے ہاں استعداد ہے اسکے معنی میں آپ نے فرمایا یعنی اس نے اپنے قلب کے آئینے کو قسم قسم کے ان مجاہدات کے ساتھ صیقل کر لیا ہے جن کی وجہ سے جلاء حاصل ہوتی ہے جو کہ صاف قلب میں صور حقائق کے جلوہ گر ہونے کا موجب ہوتی ہے جیسا کہ حسی طور پر معلوم ہے یہ محبین میں ہے رہے محبوبین تو ان کے قلوب اختصاص الٰہی سے منور اور صیقل کئے جاتے ہیں۔

فرمایا: جو کیفیت تجھ پر وارد ہوئی وہ وہی کچھ ہے جو تجھ سے تیرے لئے ظاہر ہوا اور جو تجھ پر روشن ہوا وہ تجھ سے تیری طرف ہے۔ اس کی مثال گٹھلی کی ہے کہ جب اسے بویا گیا تو اسکے اوراق اور پھلوں میں سے رس پر جو بھی وارد ہوگا وہ بالقوۃ اس گٹھلی میں ودیعت کیا گیا تھا۔ اسی طرح اے انسان! تجھ پر کبھی بھی تجھ سے نکلنے والا تیرے غیر کی طرف سے وارد نہیں ہوگا بلکہ تجھ پر وارد ہونے والا غائبانہ طور پر تجھی میں ہے پھر مشاہدہ کرنے والے سے تیرے لئے ظاہر ہوگیا تا کہ تو ان انعامات کی مقدار کو پہچان لے جو تجھے عطا فرمائے گئے۔ اور جس سمت میں نے اشارہ کیا اس کے علاوہ اور رموز اور سربستہ راز ہیں جن کے ضمن میں خزانے ہیں وہ سعادت مند ہوا جس نے انہیں حاصل کر لیا اور اس کے سمندر کو عبور کر گیا۔

فرمایا: بعض علوم لدنیہ ایسے ہیں کہ حقیقت وشریعت کے ساتھ ان کا جواب ممکن نہیں باوجودیکہ انسان کے لئے ہر اس کی تعبیر ممکن نہیں جس کا وہ مشاہدہ کرتا ہے اور یہ اس لئے کہ مشاہدہ میں آنے والی بعض چیزیں اس قدر وسیع ہیں کہ عبارت کی تنگ دامانی میں سمٹ نہیں سکتیں۔ اور اس مقام سے زیادہ لطیف ہیں کہ انہیں اشارہ کھول سکے۔

ہر معلوم کا ذکر قلت علم کی دلیل ہے

اور ہر معلوم کا ذکر کرنا' ذکر کرنے والے کے قلیل القلم ہونے کی دلیل ہے کیونکہ بعض معلومات ایسی ہیں کہ دائرہ حصر میں نہیں سمٹتیں جیسے علوم ملکوتیہ جن کا فیض عوالم غیب سے ہوتا ہے۔ جنہیں عقل سمجھ سکے نہ وہ ان کا ادراک کر سکے اور نہ یادداشت میں سما سکیں اور ان کی معرفت رکھنے والوں کے قلوب میں پہلے تو یہ اجمالی طور پر آتے ہیں پھر واقعات کے اور ان کی حاجت کے مطابق ان کے لئے تفصیل بیان کی جاتی ہے پھر ان میں سے بعض وہ ہیں جو غیب در غیب ہیں اور بعض غیب در شہادت ہیں بعض کے افشاء کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہوتی۔ بعض وہ ہیں کہ ان کے افشاء کی ایک قوم کو اجازت ہوتی ہے دوسری قوم کو نہیں اور جب یہ صورتحال اس طرح ہے تو ہر سوال کا جواب ممکن نہیں۔

ہم نے جس حقیقت جس کی طرف اشارہ کیا ہے جن پر یہ منکشف ہوئی ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ بشریت سے اخذ کئے جانے کی حالت میں' میں ایسی بارگاہ میں ہوتا ہوں جہاں ملائکہ کا مشاہدہ کرتا ہوں کہ علوم لدنیہ میں کلام کرتے ہیں جنہیں اس حالت ملکیہ کے حسب حال فہم کے ساتھ سمجھ لیتا ہوں اور جب اپنی بشریت کی طرف لوٹتا ہوں تو وہ علم بھول جاتا ہے اور جو کچھ سنا تھا اس میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہتا اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ میں ایک وصف سے دوسری وصف کی طرف اور ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف نکل گیا ہوں اور ہر علم کے لئے اس کی وصف کا عالم ہے۔ اس کے حقائق کا ادراک عالم کرتا ہے۔ اس لئے علوم کشفیہ' علوم عقلیہ کا اور علوم عقلیہ' علوم نقلیہ کا غیر ہیں۔ اور علم العبارت' علم الاشرات کا غیر ہے۔ تو جس نے علم الاشارۃ' عبارت سے حاصل

کرنے کا ارادہ کیا اس نے محال طلب کیا اور مردان خدا کا انکار کیا اور پورا کمال حاصل کرنے سے محروم رہا۔ (اقوال و باللہ التوفیق۔
مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر آگاہ ہونے کا انکار کرنے والوں کا جواب شافی ہے کہ غیوب خمسہ یا دیگر علوم غیبیہ میں سے کسی کے بیان سے اگر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی تو نہ جاننے کی بناپر نہیں بلکہ اس وجہ سے اس علم کے افشاء کی اجازت نہیں یا سائل اس بات کا اہل نہیں کہ اس پر یہ راز کھولا جائے دیگر کئی وجوہ ہیں جو تفصیل جاننا چاہے جاء الحق حصہ اول از مفتی احمد یار خاں گجراتی کا مطالعہ کرے......محمد محفوظ الحق غفرلہ)

فرمایا: دنیا میں درجات آخرت میں درجات کی دلیل ہیں اور یہاں کی کرامات آخرت میں کرامات کی دلیل ہیں جس طرح کہ یہاں کی دوری آخرت میں دھتکارے جانے کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و من کان فی هذه اعمٰی فهو فی الآخرة اعمٰی (بنی اسرائیل آیت ۷۲) جو شخص اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور اس اندھے پن سے مراد ہدایت اور راہ حق کے بدلے گمراہی کی وجہ سے بصیرت کا اندھا پن ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔

فرمایا: جس کا علم ظہور کے ساتھ متعلق ہے اس کے لئے جنت میں وہی مرتبہ ہوگا جو کہ ظواہر سے مناسب ہوگا اور جس کا علم بواطن کے ساتھ متعلق ہے اس کے لئے بواطن کے مناسب مقام ہوگا۔ اور جس کا علم دنیا کے ساتھ متعلق ہے اس کے لئے آخرت میں وہی مقام ہوگا جو کہ اس کے اعمال علمیہ کے مطابق ہوگا اور اسی طرح ان لوگوں کے متعلق قول ہے جن کا علم قلبی یا روحی یا سری ہے پس اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر حال کے مناسب مقام ہے اور سلوک طریق کے اندازے پر ہی تحقیق ہوتی ہے۔

اکابر اور صادق

فرمایا: یہ کہنے سے بچو کہ فقراء چلے گئے کیونکہ فی الحقیقت وہ گئے نہیں وہ تو (حضرت خضر اور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے واقعہ میں مذکور) دیوار والے کے خزانے کی طرح ہیں۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ آخر زمانے میں آنے والے کو وہ کچھ عطا فرما دیتا ہے جس سے پہلے زمانے والے محجوب رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمالات عطا فرمائے جو آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو عطا نہ فرمائے گئے پھر مقام مدح میں حضور علیہ السلام کو ان سے پہلے بیان فرمایا۔

اور قسم بخدا ان بہت سے فقیہہ بننے والوں پر تعجب ہے کہ جس مسئلہ پر اولیاء اللہ کا اجماع ہو اس کا انکار کرتے ہیں اور ایک فقیہ کی زبان سے جو مسئلہ انہیں پہنچے اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس قول میں اس کا اعتماد کسی کمزور قیاسی دلیل یا ایک شاذ قول پر ہوتا ہے اور اللہ کی قسم یہ صرف اس لئے ہے کہ اس پر محرومی غالب ہے۔ پھر انکار کے باوجود جب اسے کوئی پریشانی یا مصیبت آ پڑے تو ان کے مزارات پر آتا ہے پس ان پر بوجھ رکھتا ہے اس فقیہ پر نہیں جس کے قول کی تصدیق کرتا ہے اور ان پر مقدم گردانتا ہے پس معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ تو اے بھائی! اصحاب وقت کے احترام سے محروم رہنے سے پرہیز کر ورنہ تو پھٹکار اور غضب کا مستحق ہوگا کیونکہ جو شخص اپنے اہل زمانہ پر انکار کرتا ہے وہ وقت کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

فرمایا: جو اپنی عادات اور علوم پر رکا رہا۔ اور یہ گمان بھی نہیں کرتا کہ اس کے علم پر فوقیت رکھنے والے علوم ہیں تو وہ تمام انعامات روحانی سے محروم ہے حتیٰ کہ اپنے اہل مذہب سے بھی اور اسے جہل مرکب کہتے ہیں پس اسے جیسے کے ساتھ بحث اور جھگڑے سے

پرہیز کر کہ کہیں وہ لوٹ آئے کیونکہ وہ لوٹے گا نہیں اور تمہارے درمیان کشمکش وسیع ہو جائے گی اور وہ تیرے خلاف بہت فتوے لینے لگے گا اور تجھے ایسے امور کی طرف منسوب کرے گا جن سے تو بری ہے حتیٰ کہ تیرے سر کو خستگی میں مبتلا کر دے گا تو جب تک وہ اپنے کو تجھ سے بالا سمجھتا ہے اس سے جدا رہ کیونکہ جاہل کسی حق پرست سے کبھی انصاف نہیں کرتا کیونکہ وہ اس کے حال کا ذوق نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے تسلیم کرنے کی توفیق بخشے پس وہ اس بات پر ایمان لے آئے کہ ہر علم والے سے برتر علم والا ہے۔

فرمایا: فقیر کو نہیں چاہیے کہ قلیل سے عمل اخروی جو کہ باقی رہتا ہے کے مقابلہ میں دنیا کی چیزوں کی کثرت طلب کرے۔ شیخ ابن ابی زید القیر وانی نے اپنے بیٹے کے معلم کو اس وقت ایک سو دینار عطا کئے جب اس نے اسے قرآن کریم کے دو حزب پڑھائے۔ معلم نے کہا کہ یہ کثیر دولت ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو یہ کہتے ہوئے اس سے جدا کر لیا کہ یہ شخص دنیا کی تعظیم کرتا ہے۔

اھل اللہ سے بے توجہی کی نحوست

فرمایا: جب تو اپنے نفس کو اہل اللہ کی محبت سے روگردانی کرتا ہوا پائے تو جان لے کہ تو اللہ تعالیٰ کے دروازے سے مردود ہے۔

فرمایا: جب تو ایسے کو دیکھے جسے علوم عطا کئے گئے اور اس کے لئے فہموں کے خزانے کھول دیئے گئے تو کتابوں کے مسائل نقل کر کے اس سے حجت بازی نہ کر اور اسکے ساتھ عزت نفوس کے ساتھ جھگڑا نہ کر کہ تو کہے کہ ہم نے یہ مسئلہ اخیار میں سے کسی کی کتابوں میں نہ پایا کیونکہ روحانی انعامات کسب کئے گئے کمالات سے برتر ہوتے ہیں۔

فرمایا: جس نے اس کیفیت کا انکار کیا جو اسے نہیں ملی وہ اس کی برکت سے محروم رہتا ہے جو اس نے پائی۔ اور جو زیادہ انکار کرنے والا ہو وہ کوائف کی روشنی نہیں پاتا۔

فرمایا: جلیل القدر شخصیت کی خوئے نیک سے محبت کرو اور فرمایا: گفتگو کے مجاز کی علامتوں میں سے لوگوں میں اس کی کلام کی مقبولیت ہے۔

فرمایا: جو نیکو کار ہونے کا مدعی ہے وہ چیونٹی کو بھی ستائے نہیں۔

اور بعض اہل اللہ نے فرمایا کہ میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ ہی کیا ہے۔ اسکے متعلق فرمایا کہ اذن سے اس کی مراد نور ہے جو کہ دل میں متجلی ہوتا ہے اور اسکے لئے شرح صدر حاصل ہوتی ہے۔ اور مقام عصمت نہ ہونے کی وجہ سے حجت نہیں خصوصاً جبکہ قانون شرعی کے خلاف ہو تو فقیر کے لئے ہر وارد ہونے والی کیفیت حق نہیں ہوتی۔

فرمایا: یہ کائنات صدائے بازگشت والے مکان کی طرح ہے اس میں جو تو کہے گا وہی تجھ پر لوٹائے گا اور ایک آئینہ ہے جس میں وہی کچھ جلوہ ریز ہوگا جو تجھ سے تیری طرف ظاہر ہوا۔

فرمایا: عابد وہم وتقید میں جب کہ مقرب فرح وتائید میں ہے۔

فرمایا: ابناء ازل عمل بالعلل پر انکے رہنے سے منزہ ہیں۔

فرمایا: اس گروہ سے نہ ہو جو اس لئے عبادت کرتا ہے کہ اس کی بندگی کی جائے اور نہ اس سے جو اس لئے پیشانیاں سیاہ کرتا

ہے کہ جاہ و مرتبہ پائے بلکہ اپنے پروردگار کی عبادت کسی غرض اور آلائش کے بغیر کر۔

فرمایا: علم یقین برہان قطعی سے۔ عین الیقین عیاناً مشاہدہ سے اور حق الیقین صورت عیانی کی تحقیق سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جو علم متواتر سے فیض حاصل ہو وہ علم الیقین اس سے برتر عین الیقین اور اس کے ساتھ حلول حق الیقین ہے۔

فرمایا: وارد ہونے والی کیفیت چھینک کی طرح ہے کہ جب وارد ہو لوٹائی نہیں جاسکتی اور کسی حیلے کے ساتھ لائی نہیں جاسکتی اور اگر اسے روکا جائے تو تکلیف۔ مشقت۔ اور اکتاہٹ ہے اور جو وارد موافق شرع نہیں وہ ظلمت ہے۔

فرمایا: کاشت کار کی بہترین کاشت یہ ہے کہ بیج ڈال کر اسے چھپا دے۔ یہاں تک کہ زیر زمین ہی اُگے اور سب سے قبیح کھیتی ہے جو زمین کے اوپر اگتی ہے کیونکہ اس کے لئے استقامت نہیں۔

فرمایا: نفسوں کی خواہشات کی پیروی ہی وہ بیماری ہے جو کہ سرنگوں کر دیتی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ اس کے نفس کی مخفی حیلہ کاریوں پر آگاہی بخش دے وہ اس کے عکس اور سرنگونی سے محفوظ رہتا ہے۔

فرمایا: فتح قلوب کی علامت یہ ہے کہ اس میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور فتح نفوس کی علامت اس سے ملال محسوس کرنا ہے۔

فرمایا: کشف کی حقیقت یہ ہے کہ تو ظلمت کو عین نور دیکھے اور پردوں میں پردہ اٹھانے کا مشاہدہ کرے اور کشف کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جائے ودیعت پر آگاہی بخشے اور اس سے کم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ابتداء پر مطلع فرمائے انتہاء پر نہیں۔

فرمایا: جس نے الفاظ کے بواطن کا مشاہدہ کر لیا اس نے اسرار معانی کو پا لیا۔

فرمایا: خبروں کا ظہور اختیار کے بغیر ہے۔

فرمایا: ازل میں جس پر توجہ فرمائی گئی اس کی علامت یہ ہے کہ اس سے فتوحات کو سلب کیا جائے نہ جدا کیا جائے اور جس نے اہل عنائت سے مزاحمت کی آرزو کی وہ سختی اور مشقت کے شرک میں گرا اور خواہشات پوری نہیں کی جائیں گی۔

فرمایا: اگر تو مشقت کے بغیر واصل ہونا چاہیے تو اکابر کا دامن تھام لے۔

فرمایا: جس کے لئے عوام کے درمیان تعظیم کی کوئی صورت ہو اسے اہل تحقیق کے نزدیک تخصیص کی کوئی علامت نہیں اور یہ اس لئے کہ محب اللہ مشہور ہوتا ہے جب کہ محبوب اللہ پردوں میں ہوتا ہے۔

فرمایا: اہل مراتب کی بے ادبی کرنا ہلاکت واجب کرتا ہے۔

ذکر سری وجہری

فرمایا: آہستہ ذکر کرنا خواص کی شان سے ہے نہ کہ مریدین سے کیونکہ مرید اس لئے ذکر کرتا ہے کہ اس کا قلب نور حاصل کرے اور یہ مراد وہ ہے جو ذکر سے پہلے ہی نور پا لے اور جا ضر قریب کا ذکر تعجب کی بات ہے تو ذکر کی فرمانروائی صرف بر سبیل تعظیم رہ گئی یا پھر ذاکر کے مذکور سے غائب ہونے کے وقت۔

فرمایا: بعض کا کہنا ہے کہ گزشتہ رات مجھے یوں کہا گیا ان کی مراد یا تو ہاتف حقیقت ہے یا اس نے فرشتے کا جسم دیکھے بغیر یا اس کی صورت اصلیہ کے علاوہ کسی دوسری صورت میں دیکھا۔ اس کی آواز سنی۔ یا ان کی مراد وہ آواز ہے جو کہ اپنے قلوب سے سنتے

ہیں۔ یا شے کی وہ حالت ہے جسے وہ اس وقت اپنے حسب مراتب سمجھتے ہیں اور آخری صورت مریدین کے لئے خاص ہے۔

فرمایا: جو خلق کے لئے (تواضع کے طور پر) زمین ہے وہ اپنے رب کے حضور زیادہ راضی ہے اور جو خلق پر تعلّی جتلاتا ہے اسے یوں نہیں کیا جاتا کہ آ ؤ۔

فرمایا: جب تو اپنی خواب میں کوئی بشارت دیکھے تو اپنے نفس سے راضی نہ ہو حتیٰ کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

فرمایا: کئی اشخاص جن کی زیارت کی جاتی ہے زیارت کرنے والا اس پر بوجھ ڈال دیتا ہے۔ پس زائر کے آنے پر اپنے نفوس کی خبر گیری کیا کرو اور فرمایا: جس نے فقراء پر ان کی تنگیوں کا بوجھ ڈالا جو اس پر وارد ہوتی ہیں تو گویا اس نے وارد ہوتے ہی ان پر پیشاب کر دیا۔

حکمت اسراء

آپ نے فرمایا: حضور علیہ السلام کو بلند مراکز کی طرف رات کے وقت سیر کرانا اس لئے تھا کہ ملائکہ ملکوتیہ ان نایاب خصائص اور اوصاف کے کمال کا مشاہدہ کریں جو کہ ان میں پائے جاتے ہیں نہ ملکوت میں۔ پس حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نوازشات کی قدر و منزلت دکھائے جو آپ پر انعام فرمائیں۔ تو اس کا ظاہر برگزیدگی ہے جب کہ بباطن ابتلاء کیونکہ بندہ تمام نوازشات ربانیہ کا حق شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اسے سمجھ لے۔

فرمایا: عالم فقیر کو قلیل شمار کر نہ اسے نگاہ حقارت سے دیکھ کہ جب اہل زمانہ پر ان کی آزمائش کا وقت آئے تو اکثر وہ ان سے آگے ہوتا ہے۔

فرمایا: حاکم کا شیخ بڑا ڈھول ہے جب کہ بادشاہ کا شیخ (جو کہ بادشاہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بجائے اس سے دینوی مال و دولت کی طمع رکھے اس کے جبر و ظلم پر خاموش رہے یا اس کی تائید کرے) شیطان کا بھائی ہے۔

فرمایا: استاذ ہی کامل دائروں میں سے ہے اور اس میں اوائل و اواخر کے علوم سمٹے ہوتے ہیں اور اسے عالم مطلق کہتے ہیں تو ہر استاذ شیخ ہے۔ اس کے برعکس نہیں۔

فرمایا: مرید کی شرط میں سے ہے کہ حد بندی سے باہر نہ نکلے اور جب آپ کسی کے قول سے تعجب فرماتے تو اکثر شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول زبان پر لاتے کہ ہم نے لبریز دریاؤں کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا لوگوں کو کہاں سے پتہ چلے کہ ہم کس سمت متوجہ ہیں۔

سجدۂ ملائکہ کی حکمت

فرمایا: ملائکہ علیہم السلام کا حضرت آدم علیہ السلام کے حضور سجدہ کرنا صغیر کا کبیر کے حضور تواضع کرنے کی طرف اشارہ ہے اور ان کی صورت کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت کے ساتھ ظاہر ہونے کی عزت کے اظہار کے لئے ہے۔ اور یہ اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا سر امیم۔ دونوں ہاتھ ح۔ ناف میم اور دونوں پاؤں دال ہیں اور خط قدیم میں اسی طرح لکھا جاتا تھا اور وہ

ہاتھ صرف اس لئے ظاہر نہیں ہوا یہاں تک کہ اسی طرح دایاں اور بایاں ہو کیونکہ پہلا مقام مدحت میں بہت عظیم ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پچھلی سمت سے ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے سامنے سے۔ تو آپ کے اس چہرۂ پاک کے حوالے سے جو کہ آپ کے ساتھ مختص ہے مخلوق کا بایاں دایاں ہو جاتا ہے۔

اسی لئے عارفوں میں سے بعض نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بایاں نہ کہا جائے اور پہلا دایاں اور دوسرا دایاں یا پھر آپ کے چہرۂ انور کا دایاں اور آپ کی پشت مقدس کا دایاں کہا جائے۔

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۱۳ کا ظہور

اور یہاں ایک دقیقہ ہے اور وہ ۳۱۳ مرسلین علیہم السلام کے عدد کا اسم محمد سے ظاہر ہوتا ہے پس اس کی پہلی میم بولیں تو تین حروف ہیں اور حاء کے دو حروف ہیں ح اور الف جب کہ ہمزہ ساقط ہے اور دوسری میم دوہری ہے اس کے چھ حرف ہیں اسی طرح 'دٗ' کے تین حرف ہیں۔ ذ ا ل۔ تو اگر تو آپ کے اسم کے تمام حروف کی گنتی کرے ظاہر بھی اور باطن بھی تو تجھے رسل علیہم السلام کی گنتی کے برابر ۳۱۳ کا عدد حاصل ہوگا جو کہ آپ کی ہی شاخیں ہیں جو کہ نبوت کے جامع ہیں جب کہ عدد سے ایک باقی رہ جاتا ہے جو کہ مقام ولایت کے لئے ہے جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار تمام اولیاء پر متفرق ہے۔ اسے سمجھ۔ اور میں نے جو کچھ آپ سے نقل کیا ہے وہ آپ کی شرح حکم اور کتاب القانون سے چنا ہے رضی اللہ عنہ۔ واللہ اعلم

الشیخ حسین الآدمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدی احمد الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشائخ میں سے ایک ہے۔ مصر میں مقام حسینیہ میں رہائش پذیر تھے۔ سیدی احمد الزاہد فرماتے ہیں کہ آپ کی اصل سرزمین مغرب کے مراکش سے ہے۔ وہاں آپ کی زمین تھی جہاں آپ کاشتکاری کرتے اور بکریاں چراتے جب آپ مصر آ گئے تو ایک نگران کے ہمراہ اپنی بکریاں چرانے کے لئے مراکش بھیج دیتے اور شام کو مصر لے آتے۔ سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک یہودی آیا اور اس نے جوتے میں ملبوس اپنا پاؤں آگے بڑھایا اور کہنے لگا: اے مسلمان! یہ میرا چمڑا کاٹ دے جو مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ آپ نے بسم اللہ فرمایا اور بڑی سی چھری پکڑ لی اور اللہ اکبر کہا۔ یہودی نے چیخ ماری اور کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدًا الرسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: اے احمد! اگر تو زندہ رہے تو ایسا کرنا۔ وفی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ احمد بن سلیمان الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ شیخ۔ امام۔ عالم و عامل ربانی۔ شیخ طریقت اور اہل طریقت کے فقیہ ہیں۔ آپ نے مردان راہ کی تربیت فرمائی اور طریق صوفیاء کے مٹنے کے بعد اسے ازسرنو زندہ فرمایا۔ اور کہا جاتا تھا کہ آپ قوم صوفیاء کے جنید ہیں۔ فقہ شریف کی آڑ بنائے ہوئے تھے بہت کم تھا کہ تو آپ سے دقائق قوم ہی سے ایک کلمہ بھی سنے۔ آپ نے امور دینیہ کے بارے میں چند ایک رسائل لکھے۔ اور مسجدوں میں صرف عورتوں کو وعظ فرماتے۔ مردوں کے مقابلے میں خصوصاً خواتین کو ان کے دین کے احکام اور ان پر لاگو زوجیت اور پڑوسیوں کے حقوق سکھاتے اور میرے پاس آپ کے قلم سے لکھے ہوئے تقریباً ستر اجزاء ہیں جن میں وہ نصیحتیں درج ہیں جو

آپ خواتین کو فرماتے اور فرمایا کرتے کہ یہ عورتیں علماء کے درسوں میں حاضر نہیں ہوسکتیں اور ان کے شوہروں میں سے کوئی انہیں مسائل کی تعلیم نہیں دیتا۔

فرمایا: ایک دفعہ میں مکتب کو جارہا تھا جب کہ میں بچہ تھا کہ اولیاء اللہ میں سے ایک صاحب مجھے سامنے سے ملے بال پریشاں اور غبار آلود جسم۔ آپ نے مجھ سے میرا کھانا طلب کیا۔ میں نے پیش کر دیا اور خود بھوک برداشت کرنے کا عزم کر لیا آپ نے کھانا مجھ سے لیا اور فرمایا: اے احمد! تو نائب امیر کے خط کے مطابق ایک جامعہ بنائے گا۔ تیرا لقب زاہد ہوگا۔ اور اس جامع کی تعمیر میں ایک جماعت تجھ سے معارضہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ناکام فرمائے گا اور مصر میں تو مرجع الانام ہوگا اور تیرے ہاتھ پر مردان راہ تربیت پائیں گے چنانچہ معاملہ ایسے ہی ہوا۔ اور اس دن کے بعد اس صاحب سے میری ملاقات نہ ہوئی۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے آپ سے معارضہ کیا جن میں سے شیخ الاسلام ابن حجر اور جمالیہ جو کہ خانقاہ سعید السعداد کے قریب ہے کے جمال الدین ہیں۔ حتیٰ کہ موخر الذکر نے پیغام بھیجا اور شیخ کی جامع کی عمارت کی مٹی منتقل کرنے سے روک دیا۔ شیخ نے فرمایا کہ جس فقیر کے لئے پختہ دلیل ظاہر نہ ہو کسی دربار میں اس کا احترام نہیں کیا جاتا۔ پھر آپ نے سر جھکایا اور جمال الدین ہر بادشاہ کے دل کو متغیر کرنے کے توجہ فرمائی۔ اس نے اسی وقت اس کے پیچھے آدمی بھیج کر اسے قید کر کے جیل میں ڈال دیا جب کہ کسی جرم کا ذکر تک نہ کیا اور تعمیر جام سے شیخ کی فراغت تک جمال الدین جیل میں رہا اور شیخ نے فرمایا کہ قوی اور پاکیزہ دل کے ساتھ کام کرو ہم اسے اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ فارغ نہ ہو جائیں۔

اور اس سے پہلے آپ پر شیخ سراج الدین البلقینی نے انکار کیا اور اس میں مبالغہ کیا سیدی احمد تک خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ "ہم پر کیا اعتراض کرتا ہے۔ کہا گیا کہ وہ کہتا ہے کہ آپ اجڑی ہوئی مساجد کی پکی اینٹیں لے کر اپنی جامع بنا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: سب اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ پھر شیخ بلقینی کا قصد کر کے جامع ازہر میں داخل ہوئے اور صحن جامع میں کرسی نصب فرمائی جب کہ آپ پر کیفیت طاری تھی حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں انگارے کی طرح سرخ ہوگئیں۔ پھر کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کون ہے جو آسمان سے نازل ہونے والے ہر علم کے متعلق مجھ سے سوال کرے میں اسے جواب دوں گا تمام لوگ مبہوت ہوگئے اور کسی نے بھی سوال نہ کیا۔ جب کیفیت کھل گئی تو فرمانے لگے مجھے یہاں کون لایا ہے؟ لوگوں نے عرض کی آپ سے ایسا ایسا واقعہ سرزد ہوا ہے اور آپ نے یوں یوں فرمایا ہے۔ فرمایا تو کسی نے کچھ پوچھا۔ کہنے لگے۔ نہیں۔ فرمایا الحمد للہ اگر کوئی ہماری طرف نکلتا تو ہم اس پر جھپٹ پڑتے۔ پھر جامع سے باہر چلے گئے۔

جب آپ سے کسی ایسے کے پاس سفارش کرنے کی درخواست کی جاتی تو آپ صاحب حاجت سے فرماتے کہ لوگوں سے کسی سربرآوردہ شخص کو لے کر مجھ سے پہلے اس شخص کے گھر پہنچ جا۔ جب میں پہنچوں تو کھڑے ہو جانا اور مجھے ادب و تعظیم سے ملنا یہاں تک کہ سفارش کرنے کے لئے میرا ایک مقام ظاہر ہو جائے کیونکہ میں ان لوگوں کے درمیان غیر معروف ہوں۔

مسجد ولی میں نماز کی برکت

فرمایا: جو شخص بھی میری مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے گا میں قیامت کے میدان میں اس کی دستگیری کروں گا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے تمام معاصرین کے بارے میں میری سفارش کو قبول فرمالیا ہے۔

آپ اپنے آپ کو چھپائے رکھتے اور کشف کی کوئی چیز بھی دوسروں کی زبان سے بیان فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے مرید سے خلوت گزینی کا مجاہدہ کرایا۔ اسے یوں کشف ہوا کہ شیخ جہنمیوں میں سے ہے۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کی کہ آپ کی شقاوت کا نام لٹا دیا جائے۔ شیخ نے مرید کا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا: بیٹے! تیس سال سے میں یہ کیفیت دیکھ رہا ہوں۔ اور میں نے اعتراض کیا نہ اسے بدلنے کا سوال کیا تو ایک ساعت میں ہی قلق واضطراب میں مبتلا ہو گیا پھر فقیر نے توجہ کی تو دیکھا کہ شیخ کا نام سعادت مندوں کی فہرست میں بدل دیا گیا ہے۔

اور آپ کسی مرید سے عہد لینے سے پہلے سال تک یا اس سے زائد عرصہ تک اس کا امتحان لیتے۔

بیعت سیدی محمد الغمری کا واقعہ

اور جب سیدی محمد الغمری آپ سے فیض طریقت حاصل کرنے کی خاطر حاضر ہوئے تو اتفاق ایسا ہوا کہ عشاء کے بعد کا وقت تھا جامع کا دروازہ بند کیا جا چکا تھا۔ آپ نے کہا کہ ہمارے لئے دروازہ کھول دو۔ شیخ نے فرمایا کہ عشاء کے بعد ہم جامع کا گیٹ نہیں کھولتے۔ آپ نے کہا: ان المساجد للہ (الجن آیت ۱۸) بیشک سب مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ فقیہ نے نفیس بات کی ہے۔ اے فلاں! دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا آپ داخل ہوئے اور پوچھا کہ حضرت شیخ کہاں ہیں؟ شیخ نے فرمایا: تجھے اس سے کیا کام؟ کہا: میں طریق اللہ کا طالب ہوں۔ فرمایا: تو اس لائق نہیں۔ کہنے لگے میں شیخ کی برکت سے اس کا اہل ہو جاؤں گا۔ پس شیخ نے انہیں تعارف کرایا۔ آپ نے پہچان لیا۔ چنانچہ شیخ نے تلقین ذکر فرمائی۔ اور آپ کو وضو خانے کی خدمت سونپ دی۔ پھر دربانی کی طرف منتقل فرما دیا۔ پھر انہیں مشعل افروزی کی ذمہ داری سونپ دی۔ آپ دس سال تک ٹھہرے رہے۔ ایک دفعہ فجر کے وقت چراغ جلانے سے سوئے رہے۔ شیخ باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے محمد! جامع میں روشنی کرو۔ آپ نے اپنا ہاتھ جامع میں گھمایا اور اس کے تمام چراغ جل اٹھے۔ پس اب شیخ نے فرمایا کہ بلبیس چلے جاؤ اور لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔ اب تمہارے لئے یہاں ٹھہرنا باقی نہیں رہا۔ آپ بلبیس چلے گئے وہاں آپ کا قدم صحیح نہ رہا تو محلّہ ابوالہیثم کی طرف منتقل ہو گئے۔ وہاں بھی حالات درست نہ ہوئے تو محلّہ کبریٰ کی طرف چلے گئے پس یہاں آپ کا معاملہ اس طرح ہوا جس کا ذکر آپ کے ترجمہ میں انشاء اللہ العزیز آئے گا۔

سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع سے صرف نماز جمعہ کے بعد اپنے گھر میں داخل ہوتے۔ پس نماز جمعہ ادا فرما کر داخل ہوتے اور عصر تک ٹھہرتے۔ ایک دن داخل ہوئے تو انہیں ہنستے دیکھا درآنحالیکہ ان کے پاس بافراغت لنگر ہے۔ پوچھا یہ کیا؟ انہوں نے عرض کی عبدالرحمٰن بن بکتمر نامی ایک شخص نے مجھے گوشت۔ ترکاری اور شہد بھیجا ہے۔ اور کہلا بھیجا ہے کہ اسے پکا کر کھالیں۔ شیخ نے فرمایا اس کا حق ہم پر واجب ہو گیا۔ پس اسے بلا بھیجا۔ اور اسے داخل سلسلہ فرمایا۔ اور اس کا مجاہدہ حد سے باہر تھا۔ میں نے دیکھا کہ سیدی احمد الزاہد کی جامع کے وضو خانہ کے اوپر اس کے خلوت خانہ کی چھت میں ایک رسی بندھی تھی۔ سالہا سال تک وہ اپنا پہلو زمین پر نہیں لگاتا تھا حتیٰ کہ اسے فتوحات حاصل ہوئیں اور اس کی شان وہ ہوئی جو ہوئی۔

رہے سیدی مدین تو آپ ایک زمانے تک علم میں مشغول رہنے کے بعد سیدی احمد کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے عہد لیا اور خلوت گزیں فرمایا۔ تیسرے دن ہی آپ کے لئے فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سب لوگ ہمارے پاس اس وقت آئے کہ ان کے چراغ بجھے ہوئے تھے۔ سوائے مدین کے جب وہ آیا تو اس کا چراغ روشن تھا تو ہم نے اس کی خاطر اسے قوت بخشی۔

سیدی محمد الغمری نے دمیاط کی طرف سفر فرمایا تو شیخ کے آستانہ کیلئے مٹھائی کا ایک بکس خریدا۔ ہوا تیز چلی۔ بازگشت کا رسہ اٹکا جس سے وہ بکس سمندر میں گر گیا۔ آپ نے خادم سے فرمایا اس حجرے میں داخل ہو کر اس پر صورتحال پیش کر دو۔ جب داخل ہوئے تو وہ بکس طاقچے میں پڑا ہوا دیکھا جس سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: اے محمد! تیرا ہدیہ پہنچ گیا۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو بعض فقراء نے شیخ کے بعد جامع میں مسند نشیں ہونے کی اجازت دینے کا اصرار کیا۔ پس شیخ نے انہیں جمع فرمایا اور فرمایا کہ میں اپنی زندگی میں تمہارے درمیان رعایت تقسیم کر دیتا ہوں تا کہ میرے بعد جھگڑا نہ کرو۔ پس سیدی محمد الغمری کے لئے فرمایا اے محمد! تو وہ ہے کہ طریقت میں تیری خیر تیری اولاد کے لئے ہے۔ تیرے ہمنشینوں کے لئے اس میں سوائے پھوہار کے کچھ نہیں ہے۔ اور سیدی مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمیا: اے مدین! تیری خیر تیرے مصاحبین کے لئے ہے تیری اولاد کے لئے کچھ نہیں اور سیدی عبدالرحمٰن بن بکتمر سے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! تیری خیر صرف تیرے لئے ہے تیری اولاد اور تیرے ساتھیوں کے لئے کچھ نہیں۔

فرمایا: طریقت خدائی بخششوں کے ساتھ ہے اگر یہ بات اختیاری ہوتی تو میرا بیٹا اس کا زیادہ مستحق ہوتا۔ فرمایا: اے وہ جو ہمارے لئے ہماری اولاد کی تربیت کرتا ہے اور ہم اس لئے اس کی اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔

اور سحری کے وقت جامع کے دروازے پر باہر نکل آتے کہ ان مسافروں سے برکت حاصل کریں جو کہ مصر میں داخل ہوئے فرماتے کہ ان لوگوں پر نسیم سحری کا گزر ہوا ہے۔

اور جب کوئی شخص اپنے چھوٹے بچے کو لے کر آپ کی خدمت میں اس کے لئے دعا کرانے آتا تو آپ دعا کرتے **اللهم لا تجعل لهذا الولد كلمة ولا حرمة في هذا الدار** ۔یعنی اے میرے اللہ اس دار دنیا میں اس بچے کے لئے کوئی بات اور کوئی حرمت مقرر نہ فرما۔

آپ فقراء سے اکثر جدائی اختیار کرتے۔ کئی دفعہ فقیر کو وضوخانہ میں پورا سال ٹھہرنے کا حکم دیتے۔ پس وہ تعمیل کرتا اور جب کوئی شخص علم میں مشغول ہونے کی خاطر مجاورت کے ارادے سے آتا تو فرماتے بیٹے! ہم میں اس کی استعداد نہیں ہے۔ تم جامع ازہر چلے جاؤ۔ اور آپ پاس ٹھہرنے والے فقراء کو عبادات کے ساتھ متعلق فرائض و واجبات کی تعلیم کی اجازت دیتے۔ اور خرید و فروخت رہن اور شراکت وغیرہ کے تفصیلی احکام سیکھنے سے منع فرماتے اور یوں فرماتے کہ پہلے سب سے اہم کام کرو۔ اور اس دنیا میں معرفت خداوندی سے زیادہ اہم کچھ نہیں۔ فقہاء نے تم سے فروع شریعت کی ذمہ داری اٹھا لی ہے۔ اگر معاذ اللہ وہ قلیل رہ جائیں اور احکام معطل ہو جائیں تو تم پر ان فروع کا علم واجب ہوگا تا کہ شریعت مٹ نہ جائے۔

امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی الشیخ محمد الحریفیش الانوشری سے پوچھا اور آپ نے سیدی احمد رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی زیارت کی تھی آپ کو زاہد کہنے کا سبب کیا ہے جب کہ ہر ولی کے لئے زہد کے سوا چارہ نہیں۔ اور اس کے باوجود آپ کے سوا مصر میں اس نام کے ساتھ کسی نے شہرت نہیں پائی؟ آپ نے فرمایا: ایک دفعہ آپ نے تقریباً پانچ سو رطل سونے کا کیمیا بنایا پھر اس کی طرف نظر کی اور فرمایا: اف ہے دنیا کے لئے۔ اور اسے اپنی جامع کے حوض میں ڈال دیا۔ اس دن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زاہد کے نام سے مشہور کر دیا۔

آپ نے کچھ ۸۲۰ھ میں وفات پائی۔ اور اپنی جامع میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر ظاہر ہے اس کی زیارت اور اس سے برکات حاصل کی جاتی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ آمین

سید عمر الکدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ قاہرہ سے باہر برکتہ میدان میں رہائش پذیر تھے۔ گرمی ہو یا سردی ہر فریضہ کے لئے غسل فرماتے امراء اکابر آپ کے لئے پر تکلف کھانے اور مٹھائیاں لاتے آپ بھنگ پینے والوں کو کھلا دیتے جو کہ گردش کرتے پھرتے۔ اور ان سے صرف یہ فرماتے میرے بھائیو! میں تمہاری آنکھیں سرخ کیوں دیکھتا ہوں۔ اس سے زیادہ انہیں کچھ نہ کہتے۔ جب کہ بزرگ حضرات آپ کو اس پر ملامت کرتے کہ آپ انہیں نہیں کھلاتے۔ ایک دن آپ نے ایک بزرگ سے فرمایا کہ اس حلوے سے اپنا پیالہ پر کر لو اور ڈھانپ لو۔ اور ہمارے ساتھ چلو تا کہ وسط حوض میں موجود بارس جزیرے میں جا کر کھائیں۔ جب دونوں وہاں پہنچے تو اس سے فرمایا کہ اسے کھولو اور کھاؤ۔ تو اس نے دیکھا کہ وہ سب کا سب بدبودار کیڑے ہیں فرمایا یہ کیڑے کھا لو کیا تم ہر روز مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہو کہ میں تمہیں یہ کیڑے نہیں کھلاتا۔

جامع مسجد الغمری کے امام شیخ امین الدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نے آپ کو خشقدم میں سپرد خاک کیا تو وہاں حاضر ہونے والوں میں سے سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا: مجھے میرے رب کی عزت کی قسم میں نے آپ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں دیکھا کہ جہنم کے ایک قطعہ میں اترے اور آپ کا ایک بال بھی متغیر نہ ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ولایت میں دوائر کبری والوں میں سے تھے اور آپ کے شیخ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ قاہرہ میں حسینیہ کے متصل جامع امیر شرف الدین کے قریب بھنے ہوئے چنے بیچا کرتے تھے۔ خواب میں اکثر آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا تو اپنی والدہ محترمہ کو بھی خبر دیتے۔ وہ کہتیں! بیٹے! مرد تو وہ ہے جو بیداری میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو۔ جب آپ بیداری میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہونے لگے۔ اور اپنے امور میں آپ سے مشورہ کرنے لگے تو والدہ نے فرمایا: اب تو مقامِ مردمی میں داخل ہوا ہے۔

اور جن امور میں آپ نے سرکار علیہ السلام سے مشورہ کیا اس خانقاہ کی تعمیر ہے جو کہ برکتہ الحاج (تالاب) کے پاس ہے تو آپ نے فرمایا اے ابراہیم! یہاں تعمیر کر لو۔ اور انشاء اللہ یہ خانقاہ بے وسیلہ حجاج وغیرہ کا ٹھکانہ ہو گا اور یہ مشرق سے آنے والی مصیبت کو مصر سے دور کرنے والی ہو گی۔ جب تک یہ آباد رہے گی مصر آباد رہے گا اور جب آپ تالاب کے قریب کھجور کے درخت

لگانے لگے تو کسی کنواں کی درست نشاندہی نہ ہوسکی۔ تو آپ نے اس سلسلے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ کل میں تیرے لئے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجوں گا وہ تجھے اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کے اس کنوئیں کی نشاندہی کردیں گے جس سے آپ اپنی بکریوں کو پانی پلاتے تھے۔ صبح کے وقت آپ نے خط کشیدہ علامت دیکھی۔ وہ جگہ کھودی تو کنواں مل گیا اور یہ آپ کے باغ میں آج تک بہت بڑا کنواں ہے۔

اور مجھے شیخ جمال الدین یوسف الکروی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ سلطان قایتبای کے دور میں مہنگائی آوارد ہوئی حتیٰ کہ شیخ کے پاس خانقاہ میں پانچ سو کے لگ بھگ لوگ جمع ہوگئے۔ جن کے لئے ہر روز تین اردب آٹا گوندھا جاتا تھا (ایک اردب ۲۴ صاع کے برابر ہوتا ہے جبکہ امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی کی تحقیق کے مطابق ایک صاع تقریبا سوا دو سیر کے برابر ہوتا ہے) اور سالن کے بغیر انہیں کھلایا جاتا۔ لوگوں نے آپ سے سالن طلب کیا۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ کھجور کے درختوں میں موجود جھونپڑی میں جاؤ وہاں چٹائی کو اٹھا کر اس کے نیچے سے اپنی ضرورت کی چیز لے لو۔ وہ گیا اور چٹائی کو اٹھایا تو دیکھا کہ ایک نالی میں اوپر کی سمت سے سونا اور چاندی نشیب کی طرف بہہ رہا ہے۔ اس نے ایک مٹھی بھر لی اور اس سے اس دن کا سالن خرید لیا۔ اس شخص نے کہا یا سیدی! جب حقیقت میں آپ کا دستور یہ ہے تو لوگوں پر وسعت کی جائے۔ فرمایا اس کی اجازت نہیں۔ پس خادم نے شیخ کے پیچھے سے وہاں جا کر دیکھا تو کوئی نالی وغیرہ نہیں پائی۔ جگہ کھودی تو کچھ بھی نہ پایا۔

مزار حضرت مریم رضی اللہ عنہ کی زیارت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اظہار تشکر

اور جب آپ نے بیت المقدس کی طرف سفر کیا تو سیدہ مریم علیٰ ولدہا وعلیہا السلام بنت عمران کے مزار شریف کی زیارت کی۔ اس رات آپ نے وہاں قرآن کریم ختم فرمایا قراء میں سے بعض کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ابراہیم کو ہمارا سلام دینا اور کہنا تجھے اللہ تعالیٰ عیسیٰ اور اس کی والدہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

طی زماں

اور مجھے شیخ جمال الدین یوسف نے بھی خبر دی۔ فرمایا کہ مجھے اپنے اعزہ واقرباء کی ملاقات کا شوق ہوا جو کہ بلاد اکراو کے قلعۂ کیفا میں رہتے تھے۔ میں نے شیخ سے مشورہ کیا اور یہ واقعہ عصر کے بعد کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز ہو جائے گی۔ میں عصر کے اوراد کی تلاوت کے لیے حجرہ میں داخل ہوا۔ میں اپنے آپ کو اپنے شہر کے اندر دیکھتا ہوں اور لوگ مجھے سلام کہہ رہے ہیں اور میرے آگے علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ پس میں اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اپنے والدین کو سلام کیا اور ان کے پاس میں 9 ماہ تک جامع مسجد میں خطبہ دیتا رہا اور بچوں کو پڑھاتا رہا۔ پھر شیخ کی طرف میرا اشتیاق قوی ہوا تو میں نے اپنے والدین سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ میں شہر سے باہر ایک جگہ پہنچا ہوں کہ میں برکتہ الحاج میں اپنے حجرے میں موجود ہوں۔ میں نے اپنے یارانِ طریقت کو سلام کرنے کے لیے باہر نکلا۔ کسی نے مجھے سلام نہ کیا۔ میں نے انہیں اپنے سفر کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ یوسف کو تو جنون لاحق ہوگیا ہے۔ حضرت شیخ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا بیٹے اسے چھپا کر رکھو۔ پھر تین سال کے بعد ان کے والدین حاضر ہوئے اور عرض کی: یا سیدی! اگر آپ کی دلجوئی مراد نہ ہوتی تو ہم یوسف کو سال تک نہ آنے دیتے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ذوالنون مصری کے مسائل میں سے ہے اور یہ اس جوہری کے مسئلہ سے مشابہت رکھتا ہے جس نے سمندر میں غوطہ لگایا تو اپنے آپ کو بغداد میں پایا۔ جہاں اس نے شادی کی اور اس کے ہاں اولاد ہوئی۔ پھر جو سر اٹھایا تو مصر میں نیل کے کنارے اپنے کپڑوں کے پاس موجود ہے۔ تو جو کچھ عالم تخیلات میں تھا وہ محسوسات کی طرح نکل آیا۔

اور یہ شیخ یوسف اللہ تعالیٰ کے صالح بندگان میں سے تھے۔ اور ذکر کیا کرتے تھے کہ انہیں اکثر حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ اکٹھے ہونے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ اور سچائی کے انوار آپ کے چہرے پر ظاہر تھے اور آپ قرآن کریم سات قرأت کے ساتھ پڑھتے تھے اور آپ نے یہ واقعہ اپنے حال کے کمال اور عقل کے دور میں مجھ سے بیان فرمایا۔

اور جب بنی وائل سے ڈرتے ہوئے بنی حرام آپ کی خانقاہ میں آپ کے پاس جمع ہوئے تو شیخ نے بنی وائل کے پاس اپنا قاصد صلح کا حکم دے کر بھیجا۔ وہ کہنے لگے: متبولی کا اس معاملہ میں کیا دخل ہے۔ اپنے حقیر ساتھیوں سمیت پہاڑ میں بیٹھا رہے۔ واللہ ہم نہیں لوٹیں گے حتیٰ کہ ہمارے گھوڑے مدینہ کے حوضوں سے پانی پئیں۔ پس شیخ نے فرمایا: میرے رب کی عزت کی قسم قیامت تک بنی وائل کی سرداری قائم نہیں ہوگی۔ چنانچہ وہ آج تک بنی حرام کے حکم کے تابع ہیں۔

سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ اس اعتراض کی آزمائش میں مبتلا تھے کہ آپ شادی شدہ نہیں ہیں۔ آپ فرماتے کہ میری پشت میں اولاد نہیں ہے جن کے قصد کے لیے شادی کروں اور آپ اسی سال تک حیات ظاہری میں رہ کر واصل بحق ہوئے' لیکن آپ کو جنابت کی وجہ سے کبھی غسل کی ضرورت نہ ہوئی' اور جب کوئی نوجوان آپ کے پاس آتا اور اس پر شہوت کا غلبہ ہوتا تو اس سے فرماتے کہ تو اپنے لیے ایک مدت طلب کرتا ہے یا پھر ہمیشہ کے لیے اسے ختم کر دیا جائے۔ اگر وہ کہتا کہ ایک مدت چاہتا ہوں یہاں تک کہ شادی کے اخراجات پر قادر ہو جاؤں تو فرماتے یہ دھاگا اپنی کمر میں باندھ لو۔ جب تک یہ دھاگا تیرے پاس رہے گا شہوت میں حرکت پیدا نہیں ہوگی اور اگر کہتا کہ ساری عمر کوئی حرکت پیدا نہ ہو تو اس کی پشت پر ہاتھ پھیر دیتے تو مرتے دم تک اسے حرکت ہوتی نہ انگیخت۔

اور جس کے بارے میں انکار کی خبر ملتی تو اسے فرماتے: بچو! میں ایک ساعت والی زہر ہوں۔ لوگوں کو مجھ سے کیا کام۔

ہم نشینوں کی خبر گیری اور دستگیری

خانقاہ میں رہائش پذیر فقراء سے ان کے حالات کے بارے میں پوچھتے اور ان سے کشادہ روئی سے پیش آتے آپ نے ایک دن ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ عبادت اور اعمال صالحہ کی کثرت رکھتا ہے اور لوگ اس کی عقیدت میں سرنگوں ہیں تو اس سے فرمایا: بیٹے! کیا بات ہے کہ میں تجھے کثیر العبادت دیکھتا ہوں مگر تیرا درجہ ناقص ہے؟ شاید تیرا والد تجھ سے راضی نہیں۔ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا تجھے اس کی قبر کی پہچان ہے؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: ہمیں اس کی قبر پر لے چلو ہو سکتا ہے کہ راضی ہو جائے۔ شیخ یوسف کردی فرماتے ہیں: کہ جب شیخ نے اسے ندا دی واللہ میں نے اس کے والد کو دیکھا کہ سر سے مٹی جھاڑتا ہوا اپنی قبر سے باہر آیا۔ جب سیدھا کھڑا ہو گیا تو شیخ نے فرمایا کہ فقراء سفارشی بن کر آئے ہیں کہ تو اپنے اس بیٹے پر دل سے راضی ہو جا۔ اس نے

کہا کہ میں آپ حضرات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں یقیناً اس پر راضی ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی جگہ واپس لوٹ جاؤ۔ پس وہ واپس لوٹ گیا۔ اس کی قبر حسینیہ کے اوائل میں جامع شرف الدین کے قرب میں ہے۔

شیخ یوسف فرماتے ہیں کہ جب ہم برکہ کی طرف لوٹے تو ایک خاتون نے عرض کی: یا سیدی ذرا رکئے۔ شیخ نے دراز گوش روکا اور فرمایا: کیا حاجت ہے؟ کہنے لگی میرے بیٹے کو فرنگیوں نے پکڑ لیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ لوٹ آئے۔ آپ نے فرمایا: بسم اللہ اور دعا فرمائی۔ پھر فرمایا: یہ ہے تمہارا بیٹا۔ جب اسے اپنا بیٹا مل گیا تو ہم آگے چلے۔ آپ نے فرمایا کہ گواہ اس دور میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ جن کی دعا فوراً قبول فرما لیتا ہے۔

آپ اپنی ریش پکڑ کر کہتے اس ریش کے بعد مصر کو کس قدر سختیاں برداشت کرنا پڑیں گی میں اس کی پناہ گاہ ہوں۔ اور فرماتے: میرے رب کی عزت کی قسم میرے بعد میرے احوال ستر مردان راہ پر تقسیم کئے جائینگے لیکن وہ برداشت نہیں کر سکیں گے اور جب آپ (دنیوی طور پر) بڑوں میں سے کسی کے پاس جاتے تو فقراء میں سے کسی کو ساتھ نہ لے جاتے اور فرماتے: تم لوٹ جاؤ کیونکہ ایسا زہر کھانے جا رہا ہوں جس کی تم میں طاقت نہیں اور فرماتے کہ جب سردار کا طعام زہر ہے تو بادشاہوں کا طعام کیسا ہوگا؟۔

شیخ کی بے ادبی کے مکروہ نتائج کے واقعات

اور ابن البقری نے ایک شخص کی گائے ظلماً پکڑی جس کے دودھ پر اس کا اور اس کے بچوں کا گزارا تھا۔ وہ شخص سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے دراز گوش پر سوار ہوئے اور ابن البقری کے طرف چلے جو کہ اپنے شیخ ابن الرفاعی کے پاس بیٹھا مل گیا۔ سیدی شیخ ابراہیم رضی اللہ عنہ نے اس کے شیخ کی موجودگی میں اس کے ساتھ سخت کلامی فرمائی اور اسے فرمایا: تیرے اس شیخ کا باپ اپنے علاقوں میں بندروں کا سائیس تھا۔ شیخ کا یہ کہنا تھا کہ گھر کے وسط میں بندر، ریچھ، گدھا اور کتا موجود نظر آئے حتیٰ کہ وہاں حاضر لوگوں نے کلام شیخ کی تصدیق کے لیے ان کا مشاہدہ کیا۔ پھر وہ غائب ہو گئے۔ پس ابن البقری نے معافی مانگی اور حاجت پوری کی۔

اور برکتہ الحاج میں آپ کے پاس فقہائے ازہر میں سے ایک گروہ نے رات بسر کی اور انہوں نے شیخ کے ہاں امراء کی اولاد میں سے دو بے ریش چھوکروں کو خلوت میں آپ کے ساتھ موجود پایا۔ انہوں نے آپ پر اعتراض کیا پھر بچوں کی اصلاح کی۔ شرعی عدالت میں آپ کے خلاف دعوی دائر کر دیا۔ قاضی نے آپ کو بلا بھیجا۔ آپ وہاں حاضر ہوئے اور فرمایا: کیا کام ہے؟ قاضی نے کہا کہ یہ لوگ آپ کے خلاف دعوی کرتے ہیں کہ آپ نوخیز چھوکروں سے تنہائی میں بیٹھتے ہیں جبکہ یہ شرع شریف میں حرام ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ تو صرف یوں ہے اور اپنی ریش کو دانتوں میں دبا کر چیخ ماری تو وہ سب چیختے ہوئے نکل گئے۔ اس وقت کے بعد ان کا نام ونشان نہ ملا۔ عرصہ کے بعد خبر پہنچی کہ وہ قید کر لیے گئے اور فرنگیوں کے ملک میں وہ نصرانی بن گئے۔ لوگوں نے شیخ کے پاس ان کی سفارش کی لیکن آپ نے کسی کی سفارش قبول نہ فرمائی۔ پھر ان کا اتہ پتہ نہ لگ سکا۔

اور بتو میں سے ایک گھر والوں نے آپ پر اپنے لڑکے کے ساتھ برا فعل کرنے کی تہمت لگائی۔ تو آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں کو ذلیل کرے۔ اس دن سے ان کے لڑکے مخنث اور ان کی لڑکیاں بدکار ہو گئیں اور آج تک یہی سلسلہ ہے۔

ایک شخص نے آپ پر بدکاری کی تہمت لگائی تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرا آدھا چہرہ سیاہ کردے پس اس کا ایک رخسار سیاہ ہوگیا اور آج تک اس کی اولاد اسی طرح ہے۔

آپ نے فرمایا: میرے ربِ کی عزت کی قسم میں نے اولیاء میں سے کسی کو جوانمردی میں سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ سے بڑا نہ دیکھا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور ان کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا اور اگر یہاں کوئی جوانمردی میں ان سے بڑا ہوتا تو آپ میرے اور اس کے درمیان اخوت قائم فرماتے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ تھا۔ آپ نے اس بچے سے فرمایا کہ اس بیری کے درخت کو بلاؤ۔ پس اس نے اسے ہلایا۔ بہتر دانے گرے۔ آپ نے بچے سے فرمایا یہ سب کے سب کھالو کہ تمہیں اسی تعداد کے مطابق عورتیں (نکاح کے ساتھ) ملیں گی۔ پس اس لڑکے نے بہتر (۷۲) عورتوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے شادی کی۔

آپ فرماتے کہ میری روٹی میرے بھائی احمد کی روٹی سے بڑی نہ سمجھو اور آپ حکام کے لئے زہر قاتل تھے جب کسی حاکم یا وزیر سے آپ رنجیدہ خاطر ہوتے تو وہ فوراً مر جاتا یا رات کو مر جاتا۔

اور ظالموں کا ایک گروہ آپ کے باغ کے لوگوں کے درپے ہوا اور وزیر تجارت نے ان پر کوئی ٹیکس مسلط کرنا چاہا اور کہنے لگا کہ اگر متبولی شیخ ہے تو مجھے پھونک مارے۔ آپ نے فرمایا: بیٹے! میں پھونک نہیں مارتا۔ میں تو اپنا تیر پھینکوں گا جو واپس نہیں لوٹایا جاسکتا۔ وزیر بیت الخلاء میں داخل ہوا۔ لوگ اس کے باہر آنے کی انتظار میں تھے لیکن نہیں نکلا تو وہاں داخل ہوکر دیکھا تو ایسی حالت میں مرا ہوا پایا کہ منہ گندگی میں دھنسا ہوا اور نجاست سے لتھڑا ہوا پڑا ہے تو اکثر حکام نے آپ سے کسی بھی معاملہ میں الجھنے سے رجوع کرلیا۔

آپ اپنے خدام سے فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی برائی کو روکنا چاہے تو اسے دور کرنے کے لئے اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور برائی والوں میں ہی انقلاب برپا کردے پس وہ اس برائی کو دور کردیں۔

شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن ہم مطریہ میں مینارہ فرعون کے قلعہ میں تھے کہ لشکریوں کا ایک گروہ شراب کے مٹکے لے کر آیا اور وہ وہاں بیٹھ کر شراب پینے لگے۔ سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس برائی کو کون دور کرے گا۔ ایک فقیر نے عرض کی: میں۔ چنانچہ اس نے سر جھکایا بہت تھوڑا سا وقت گزرا کہ لشکری آپس میں لوہے کی گرزوں اور جوتوں کے ساتھ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور مٹکے توڑ ڈالے پھر حاضر ہوئے۔ معافی مانگی اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور کہنے لگے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔

شیخ محمد الناموی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ہم آپ کی معیت میں طندتا کی طرف سفر کرتے تو ہمیں فرماتے کہ رات شیخ علی بن الصعیدی کے ہاں بسر کریں گے۔ یعنی میرے جدامجد کے ہاں کہ ان کا کھانا حلال ہوتا ہے اور میرے جدامجد پارسائی میں باریک بین تھے جیسا کہ آپ کے ترجمہ میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ متبولی کا دسترخوان

اور میں نے سیدی الشیخ عبدالقادر الدشطوطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اولیاء میں سے سیدی ابراہیم کے سوا کسی کا دسترخوان نہیں جو کہ سکندر ذوالقرنین کی دیوار پر ہر سال بچھایا جاتا ہو۔ اور آپ کے دسترخوان پر تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء تشریف لاتے ہیں چنانچہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدر محفل ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اپنے درجات کے مطابق دائیں بائیں بیٹھتے ہیں اور اسی طرح اولیاء اللہ تشریف فرما ہوتے ہیں جبکہ اس دسترخوان کے نقیب حضرت مقداد بن الاسود' ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت ہوتی ہے۔ اسی طرح میں نے سیدی عبدالقادر سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میں کئی سال اس دسترخوان پر حاضر ہوا ہوں۔

مطریہ کی سمت میں چرواہے آپ کے چارہ میں بکریاں چراتے۔ شیخ کے درویشوں نے انہیں سخت سست کہا ایک دن شیخ مصر سے برکتہ لوٹتے ہوئے سواری پر جارہے تھے کہ انہوں نے آپ پر دس ظالم کتے چھوڑ دیئے جن کی گردنوں میں لوہے کے طوق تھے کہ شیخ کو اور آپ کی جماعت کو کاٹ کھائیں۔ جب کتے شیخ کے قریب پہنچے تو دمیں ہلانے لگے اور تبرکاً قدموں میں سمٹ آئے۔ کتوں کے مالک ان کی طرف آئے تو وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں کاٹنے لگے۔ بعدازاں شیخ کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ گئے۔

جب آپ کے مجاوروں میں ذہنی کبیدگی اور تشویش پیدا ہوجاتی تو آپ باورچی خانہ میں داخل ہوکر دیگچے پر ڈنڈا مارتے اور فرماتے تو نے ہی ان گمناموں کو میرے ہاں جمع کردیا ہے چنانچہ دن چڑھنے سے پہلے ہی وہ لوگ بغیر نکالے خودبخود ہی وہاں سے منتشر ہوجاتے تھے۔

طی مسافت

آپ کو کسی نے کبھی بھی مصر میں نماز ظہر ادا کرتے نہیں دیکھا تھا۔ اسی لئے فقہاء میں سے ایک شخص آپ پر اعتراض کرتا تھا۔ اس نے شام کی طرف سفر کیا تو شیخ سیدی ابراہیم کی رملہ لد کی جامع مسجد الابیض میں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ چنانچہ اس نے آپ کو سلام کہا اور جامع مسجد کے منتظم سے آپ کے متعلق پوچھا کہ کیا سیدی ابراہیم نماز ظہر ہمیشہ تمہارے ہاں پڑھتے ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں پس اس نے آپ پر انکار سے رجوع کرلیا۔

فرمایا: تکبر مت کرو عظمت پاؤ گے۔ اپنے قلب کو دنیا کی محبت سے پاک کرو تو تمہارے قلب میں ایمان کے پانی کی نالیاں بہہ نکلیں گی اور جس نے اپنے قلب کو اس سے پاک نہیں کیا تو اس میں ایمان کا پانی جاری نہیں ہوتا۔

فرمایا: میں فقیر کو اسی صورت میں پسند کرتا کہ اس کا کوئی پیشہ ہو جو کہ اسے لوگوں سے مانگنے سے روک لے اور جب بقاعی وغیرہ سے سیدی عمر بن الفارض کی شان میں کچھ گفتگو صادر ہوئی تو شیخ کے پاس لوگ آئے اور کہنے لگے کہ عشاق کے ایسے بادشاہ کے بارے میں باتیں کی جاتی ہیں؟ فرمایا سلطان العشاق کون ہے؟ کہنے لگے: سیدی عمر بن الفارض۔ سیدی ابراہیم نے فرمایا کہ یہ اور اس جیسے دوسرے جنہوں نے زمین میں شور برپا کررکھا ہے اللہ عزوجل کے راز سے انہیں اتنا بھی نہیں دیا گیا جتنا کہ مچھر کی مونچھ کو

ڈھانپ لے۔

اور آپ اس شخص پر بہت اعتراض فرماتے جو کہ ریاضات بونی وغیرہ کے مسلک پر چلتا۔ اور فرماتے: میرے رب کی عزت کی قسم ان لوگوں سے تو بت پرستوں کا حال اچھا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے ما نعبد هم الالیقر بونا الی اللہ زلفی (الزمر آیت ۳) یعنی ہم بتوں کو صرف اس لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں جبکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و شرف والے اسماء کو صرف ایسے دنیوی عہدوں جیسی خسیس اغراض کے لئے استعمال کیا کہ اگر انہیں کسی عقل مند پر اس کے مانگے بغیر پیش کیا جائے تو ادب یہی ہے کہ اسے رد کر دے تو اس کا کیا حال جو کہ انہیں توجہ کے شکنجے اور رات دن کی بھوک کے ساتھ طلب کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا دماغ ہلکا ہو جاتا ہے اور بعض کو تو مالیخولیا اور جنوں لاحق ہو جاتا ہے۔

آپ اون کا لباس پہنتے اور اسی کا عمامہ استعمال فرماتے اور ایک سرخ کپڑا ازیر استعمال تھا اور فرماتے کہ میں (حضرت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے) احمدی ہوں۔

آپ باغ میں کام کرتے اور پانی لگاتے نالی سے گھاس وغیرہ دور کرتے جب کسی انسان کو دیکھتے تو جو کچھ اس کے جی میں ہوتا معلوم کر لیتے اور جس بے حیائی کا ارتکاب کرنا چاہتا وہ بھی معلوم کر لیتے۔

ایک عورت اپنا بچہ لے کر آئی تا کہ برکتہ الحاج میں آپ کے پاس پڑھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے پاس چوروں، ہاتھ کٹوں میں سے کسی کو جمع نہیں کرتا۔ اس عورت نے یہ الفاظ کہے بسم اللہ اور میرے ارد گرد اور میرے پاس؟ اسے لے کر خانقاہ کی طرف نکل گئی۔ اس لڑکے نے چوری کی پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور شیخ کا فرمان سچا ثابت ہوا۔

اور شیخ کے پاس جب قیمتی جبہ یا پشم کا لباس آتا تو اسے کمر میں رسی کے ساتھ باندھ کر باغ میں کسی کے ساتھ کام کرتے اور فرماتے کہ دنیا کے ملبوسات کی ہمارے ہاں کوئی وقعت نہیں ہے اور آپ کے مریدوں میں سے جب کوئی شخص آپ کو چھوڑ کر خلوت گزینوں اور ریاضت کشوں کی طرف چلا جاتا تو آپ اسے فرماتے: بیٹے! میں چاہتا ہوں کہ تجھے مرد بنا دوں جبکہ تو چاہتا ہے کہ اندھے الو کی طرح ہو جائے کہ کسی کو نفع نہ دے۔

اور حکام وغیرہ کے ساتھ آپ کے واقعات مشہور ہیں۔ آپ فرمایا کرتے کہ جو فقیر اپنے سر کے بالوں کی گنتی کے برابر ظالموں کو قتل نہیں کرتا وہ فقیر نہیں۔

آپ مختلف امور کے بارے میں سلطان قایتبائی کا مقابلہ کرتے حتیٰ کہ بادشاہ نے ایک دن آپ سے کہا کہ مصر میں میں رہوں گا یا آپ۔ چنانچہ شیخ ابراہیم القدس کی طرف چل نکلے۔ پوچھا گیا کہ کدھر کا ارادہ ہے؟ فرمایا جہاں میری مادہ خر ٹھہرے گی۔ پس وہ سیدی سلیمان رضی اللہ عنہ کے مزار کے سامنے اسدود میں ٹھہر گئی۔ پس آپ نے کچھ اوپر ۸۸۰ھ میں وہیں وفات پائی۔ چنانچہ سیدی سلیمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو شہرت کی خلعت پہنا دی چنانچہ اس دن سے ان کا نام پردے میں چلا گیا اور سیدی ابراہیم کا نام شہرت اختیار کر گیا اور لوگوں میں مشہور ہے کہ آپ قایتبائی سے شدید غضب میں نکلے اور یہ مقام شیخ کے شایان نہیں، کیونکہ کاملین اپنی خاطر کسی سے ناراض نہیں ہوتے یہ حضرات ایک جگہ سے دوسری جگہ صرف اپنی مٹی کے لئے منتقل ہوتے ہیں یا کسی اچھی نیت کے ساتھ۔ واللہ اعلم۔

ایک شخص کوایک امرد سے عشق ہوگیا۔ وہ لڑکا وہاں سے سیدی ابراہیم کے پاس آ گیا آپ نے اسے اپنے خلوت کدہ میں ٹھہرالیا۔ اس شخص کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھیس بدل کر فقیرانہ شکل میں سیدی ابراہیم کے پاس طریقت کی طلب میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے اس بے ریش چھوکرے کے ساتھ خلوت میں داخل فرمایا۔ بعض لوگوں نے سیدی ابراہیم پر اس سلسلہ میں اعتراض کیا۔ جب اگلا دن ہوا تو فقیر باہر نکلا اور کہنے لگا: یا سیدی! میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ فرمایا: کس لئے؟ کہا: یا سیدی! جب میں نے اپنا ہاتھ لڑکے پر رکھا تو مجھے بخار نے آ پکڑا یہاں تک کہ میں صبح تک بیٹھ نہیں سکا اور میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرلی ہے۔ شیخ نے اسے فرمایا: یہ بخار تجھ سے اپنی حد حاصل کرنے تک رہے گا۔ چنانچہ چھ ماہ تک وہ اس بخار میں مبتلا رہا جس نے اسے خستہ حال کردیا یہاں تک کہ اس سے دنیا و مافیہا کی تمام خواہشات نکل گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ اعلم۔

الشیخ حسین ابوعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ شیخ عارفین کاملین اور دوائر کبریٰ والوں میں سے تھے۔ آپ پر اکثر مختلف حالات وارد ہوتے تھے۔ بعض اوقات تو داخل ہوتو آپ کوایک لشکری کی شکل میں پائے کبھی درندے کے روپ میں۔ پھر داخل ہوتو ہاتھی کی صورت میں اور کبھی داخل ہوتو ایک بچے کی ہئیت میں پائے۔ آپ چالیس سال تک ایک حجرے میں رہے جس کا دروازہ بند تھا۔ صرف ایک جھروکا تھا جس میں سے ہوا داخل ہوتی تھی۔ آپ زمین سے مٹھی بھرتے اورلوگوں کوسونا اور چاندی عطا کرتے اور جو شخص فقراء کے کوائف سے واقف نہ ہوتا وہ کہتا کہ یہ تو کوئی کیمیا گر اور چاندی بنانے والا ہے۔

کرامت

جب واجہ ابن القنیش البرلسی نے آپ کی خانقاہ کی تعمیر شروع کی تو آپ کے دشمنوں نے کہا کہ اتنے عظیم اخراجات شیخ حسین کی کیمیا گری کی وجہ سے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بعض حیلہ گروں کو رشوت دی کہ آپ کو قتل کردیں۔ انہوں نے تلواروں کے ساتھ شیخ کے ٹکڑے کردیئے۔ چوری چھپے اٹھایا اور نہر کے کنارے گھاس میں پھینک دیا۔ اور آپ کو قتل کرنے کے عوض ایک ہزار دینار لیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو شیخ حسین کو بیٹھا پایا۔ تو آپ نے انہیں فرمایا کہ تمہیں چاند نے دھوکا دیا اور آپ سڑکوں پر جہاں بھی چلتے پالتو بلی جیسے طویل دم والے جانور آپ کے پیچھے چلتے۔ اس لئے آپ کے ساتھیوں کونموسیہ کہا جاتا اور آپ ان تمام خلاف شرع کاموں اور گستاخیوں سے بری ہیں۔ جن کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے حکم شرع کے مطابق آپ کے مریدوں کی گردنیں اڑادی گئیں۔

اور آپ کے خدام میں سے شیخ عبید جو کہ اب آپ کے پاس مدفون ہیں پھٹی زبان والے تھے کہ اس سے ایسے کلمات بولتے جن کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی اور مجھے معتمد حضرات میں سے ایک صاحب نے بتایا کہ وہ شیخ عبید کے ہمراہ کشتی میں تھا کہ وہ دلدل میں دھنس گئی اور اسے کوئی بھی دھکیل نہ سکا۔ شیخ عبید نے کہا کہ اسے رسی کے ساتھ میرے خود میں باندھ دو اور میں اتر کر اسے کھینچتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے خود کے اسے کھینچا یہاں تک کہ کشتی دلدل سے سمندر میں آ رہی۔

آپ نے کچھ اوپر ۸۹۰ھ میں وفات پائی اور نیل ساتھ کے کنارے مصر میں بولاق کے قریب اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی الشیخ محمد الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدی احمد الزاہد رضی اللہ عنہ کے نامور مریدوں میں سے ایک ہیں۔ آپ علماء عاملین' فقراء زاہدین محققین میں سے تھے۔ طریقت میں سیرت صالحہ کے مالک تھے۔ آپ کی جماعت محلّہ کبری وغیرہ میں تھی جن کی ادب اور اجتہاد میں مثال بیان کی جاتی ہے اور جب سیدی احمد الزاہد نے آپ کو محلّہ کی طرف جانے کی اجازت دی اور فرمایا کہ تمہارا مقام وہاں ہے تو شیخ ابوبکر الطرینی نے آپ کا مقابلہ کیا اور ایک مدت تک محلّہ ابوالہیثم کی طرف لوٹا دیا پھر آپ مصرلوٹ آئے تو سیدی احمد نے سیدی مدین سے فرمایا کہ اپنے بھائی کے وطن' محلّہ کی طرف جاؤ۔ چنانچہ سیدی مدین نے آپ کے ساتھ سفر کیا اور واپس نہ آئے یہاں تک کہ آپ کے اور طرینیہ کے درمیان خوشگوار حالات پیدا ہو گئے اور انہوں نے آپ کے لئے خوب اہتمام کیا اور اپنے اموال خرچ کئے۔

سیدی احمد الزاہد کا طریق ترتیب

آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک مدت تک سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس دربانی میں' ایک مدت تک شمع افروزی میں اور ایک مدت تک نقابت میں خدمت کی۔ آپ نے فقراء کی تین اقسام کر رکھی تھیں ادھیڑ عمر' جوان اور بچے۔ اور ہر قسم کے لئے ایک مخصوص مکان تھا۔ ایک دوسرے میں مخلوط نہیں ہوتا تھا صرف ایک دن جمعتہ المبارک میں اکٹھے ہوتے تھے۔ پس ایک دوسرے کے ساتھ بقیہ جمعہ میں اپنے مابین واقع ہونے والی صورتحال کے بارے میں جھگڑا کرتے کیونکہ ان سے عہد لے رکھا تھا کہ کوئی بھی اپنی طرف سے کبھی جواب نہ دے بلکہ ظالم کو معاف کر دے یا اس کا شکوہ شیخ سے کرے وہ جو چاہیں اس بارے میں فیصلہ کریں کیونکہ وہ اپنے آپ کو شیخ کی ملکہ سمجھتے تھے وہ جو چاہیں ان کے بارے میں حکمت عملی اختیار فرمائیں اور وہ اپنے جسموں کے وصی تھے پس وہ ان کی اس وجہ سے مدد کرتے کہ وہ یعنی ان کے اجسام حق کی طرف منسوب ہیں اور ان میں سے کوئی بھی کبھی بھی اس کے متعلق شیخ کی حکمت عملی سے آزردہ خاطر نہیں ہوتا تھا۔ شیخ اسے جدا کر دیں' نکال دیں' پٹائی کریں' بھوکا رکھیں وغیرہ۔ بلکہ وہ شیخ کے لئے اور جس کے لئے آپ اس بارے میں اشارہ فرما دیں فضیلت کا حق مانتے تھے کیونکہ وہ ادب کی طلب میں سچائی کا مقام رکھتے تھے۔

کرامت کے بغیر سجادہ نشینی

آپ نے فرمایا کہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ کبھی بھی کسی فقیر کو سجادہ نشینی کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر جب کہ اس سے کرامت کا ظہور ہو اور میری کرامت یہ تھی کہ میں چراغ جلانے سے سو یا رہ گیا تو میں نے قندیلوں کی طرف اشارہ کیا تو سب کی سب جل اٹھیں۔

مجھے اخی صالح شیخ شمس الدین الطیخی نے بتایا کہ ایک دن انہیں فقراء نے باغ میں بھیجا۔ چنانچہ وہاں سے فقراء کے لئے چند ترخرے لائے راستے میں نفس نے غلبہ کیا تین خرے کھا لئے جیسے ہی انہیں محافظ نے دیکھا تو کہا کہ اس نے فقراء سے علیحدہ تین خرے کھائے ہیں چنانچہ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے تین خرے کھائے ہیں۔ پس شیخ نے ہر خرے کے عوض مجھ سے ایک دن قطع تعلقی کا حکم دے دیا اور مجھے آپ نے بتایا کہ ان کے پاس ملاقوں سے ان کا باپ یا بھائی آتا اور انہیں دیکھتا لیکن محافظ سے مشورہ

کئے بغیر ان پر سلام کہنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور ایک دن سیدی محمد بن شعیب الخیسی ان کے پاس خلوت میں پہنچے تو انہیں دیکھا کہ ہوا میں بیٹھے ہیں اور آپ کی سات آنکھیں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مردوں میں کامل مرد کا نام ابوالعیون ہے۔

ایک سال گرانی اور قحط واقع ہو گیا۔ شیخ نے سٹور میں موجود سارا غلہ نکال کر لوگوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور لوگوں کی طرح خریدنے لگے اور فرمایا کہ اپنے بھائی سے امتیاز کے ساتھ رہنے والے کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔

تعمیر مسجد کے لئے حضور علیہ السلام طلب اجازت

اور جب آپ نے سالار لشکر کے کوچے میں اپنی جامع مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی تعمیر کے لئے مصر کے ایک چرواہے کے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اجازت لینے کے لئے پیغام بھیجا اور یہ صاحب باب نصر میں ولایت کے ساتھ مشہور تھے تو انہوں نے کہا کہ میں کل کو آپ کو جواب دوں گا۔ جب کل ہوئی تو فرمایا کہ تعمیر کر لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔

حاجت روائی اور دور سے استغاثہ

آپ اپنے قلب کے ساتھ حاجت روائی کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود سفارشوں کے لئے چل کر جانے کو پسند فرماتے تھے اور فرماتے کہ حدیث اس کے بارے میں وارد ہے جو حاجت روائی کے لئے چل کر جاتا ہے نہ اس کے متعلق جو اپنے قلب سے حاجت روائی کرتا ہے اور جب سلطان چقمق نے صعید کے حاکم ابن عمر کی معزولی کا حکم بھیجا۔ اسے بیڑیوں میں جکڑ کر لائے۔ اتنے میں صعید میں رہنے والے سبزی فروش کا گدھا پھسلا جو کہ سیدی محمد کے فقراء میں سے تھا تو اس نے کہا: یا سیدی محمد یا غمری۔ ابن عمر نے سنا تو پوچھا یہ کون ہے؟ کہا: میرے شیخ ہیں تو اس نے کہا دوسرا میں بھی کہتا ہوں: یا سیدی محمد یا غمری! میری حفاظت فرمائیں۔ سیدی محمد نے محلّہ میں بیٹھے ہوئے اسے سن لیا۔ یہ حکایت بیان کرنے والے شیخ شہاب الدین بن المنخال نے فرمایا کہ اسی وقت شیخ نے تین دراز گوش طلب فرمائے اور حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ پس ہم نے شیخ کے ہمراہ سوار ہو کر قاہرہ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ حضرت شیخ، سلطان حسن کے قبہ کے نیچے لحظہ بھر تشریف فرما ہوئے ہی تھے کہ اتنے میں ابن عمر کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر قلعے کی طرف لانے والے نمودار ہوئے۔ آپ نے ابن النخال سے فرمایا کہ اس شخص کے پیچھے قلعے پر چڑھ جاؤ جب دیکھو کہ بادشاہ اس پر سختی کرنے اور اسے ہلاک کرنے لگا ہے تو اپنی شہادت کی انگلی انگوٹھے پر رکھ کر اس پر وزن دینا۔ چنانچہ قافلہ میں جتنے بھی ہیں سب کا دم گھٹنے لگے گا حتیٰ کہ بادشاہ کا بھی۔ تو جب وہ اوپر گئے اور دیکھا کہ بادشاہ اس پر سختی کرنے لگا ہے تو آپ نے شیخ کے حکم کی تعمیل کی۔ بادشاہ چیخ اٹھا کہ اسے رہا کر دو اور اسے خلعت پہناؤ۔ ایک جماعت نے زعفران لگایا۔ پس ابن النخال نے نیچے اتر کر شیخ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ حاجت روائی ہو گئی اور کسی نے ابن عمر کو اس واقعہ کی اور شیخ کی تشریف آوری کا پتہ نہ دیا۔ آپ محلّہ کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا: معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور تم میں سے کسی کو اجازت نہیں کہ میری وفات تک یہ واقعہ زبان پر لائے۔ مجھے ابن النخال نے بتایا کہ تجھ سے پہلے میں نے یہ واقعہ کسی کے سامنے بیان نہیں کیا۔

آپ نے کچھ اوپر ۸۵۰ھ میں وفات پائی اور جامع محلّہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدنا ومولانا شمس الدین الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ

آپ مصر کے جلیل القدر مشائخ اور بزرگ عارفین میں سے تھے۔ کرامات ظاہرہ' افعال فاخرہ' احوال خاقہ' مقامات رفیعہ عالی ہمتوں والے' حسین فتوحات حیران کن کشف اور بواطن قدس کی صدارت' معارف کی بلندیوں میں سرفرازی اور درجات حقائق میں اونچا نکلنے والے تھے۔ نافذ تصرف میں آپ کا بازو باہمت' احکام ولایت میں ید بیضاء درجات نہایت میں قدر راسخ اور ثابت قدمی اور مضبوطی میں آپ کوہ بلند تھے۔ اور آپ وہ یکتا ہیں جو کہ اپنے اسرار کے مالک' اپنے احوال پر قاہر اور اپنے امر پر غالب تھے۔ آپ اس طریقت کے ارکان' اس کے اوتاد کے صدور۔ اس کے آئمہ کے اکابر۔ اور اس کے علماء کے سربراوردہ حضرات کے علم وعمل' حال وقال' زہد وتحقیق اور دبدبہ کے اعتبار سے فرد یگانہ تھے۔ آپ وہ یکتا ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر فرمایا۔ کائنات میں متصرف فرمایا۔ آپ کو احوال میں مرتبہ تمکین بخشا' غیب کی خبروں میں گفتگو کرنے کی توفیق دی۔ آپ کے لئے خرق عادات فرمایا۔ اعیان کو بدلا۔ آپ کے ہاتھوں پر عجائب ظاہر فرمائے۔ آپ کی زبان پر فوائد جاری فرمائے اور طالبین کے لئے آپ کو مقتدا کا منصب عطا فرمایا یہاں تک کہ اہل طریقت کی ایک جماعت نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ صلحاء وعلماء میں سے ایک مخلوق نے آپ کی نسبت حاصل کی' آپ کی فضیلت کا اعتراف کیا۔ آپ کی استقامت کا اقرار کیا اور تمام اطراف واکناف سے زیارت اور احوال قوم کی مشکلات کے حل کے قصد کے ساتھ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوتے۔

آپ اپنے بدن اور لباس میں خوش وضع اور باجمال تھے اور آپ پر شہود جمال کا غلبہ رہتا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور آپ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپ کا وصال ۸۴۷ھ میں ہوا اور لوگوں نے آپ کے ترجمہ کے لئے علیحدہ تالیفات فرمائیں۔ ان میں سے شیخ نور الدین علی بن عمر البتونی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی تالیف کی دو جلدیں ہیں اور حق یہ ہے کہ آپ علم کے ساتھ مقام شیخ کا احاطہ نہیں کر سکتے تاکہ اس پر گفتگو کی جائے۔ آپ نے صرف مورخین اور اہل طبقات کے طریقے پر بعض امور کا ذکر کیا ہے بلکہ ولی بنفس نفیس اپنے مقام پر گفتگو کرنے کی آرزو کرے تو نہیں کر سکتا جیسا کہ یہ دوائر کبری والے حضرات کی کلام میں طے شدہ ہے۔ واللہ اعلم۔

لیکن ہم تیرے لئے ایک قابل قدر حصہ ذکر کرتے ہیں جسے امام بتونی نے ذکر فرمایا ہے تاکہ تو علم کے ساتھ اس کا احاطہ کر سکے۔

شیخ شمس الدین الحنفی رضی اللہ عنہ کے حالات

چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں: آپ نے اپنے والدین کی طرف سے یتیمی کی صورت میں پرورش پائی۔ چنانچہ آپ کی خالہ نے آپ کی پرورش کی۔ ان کے شوہر نے چاہا کہ آپ کو ہنر سکھائیں۔ ایک جگہ لے گئے لیکن آپ وہاں سے بھاگ کر مدرسہ میں چلے گئے۔ پھر آپ کو دوسری جگہ چھوڑا گیا۔ وہاں سے مدرسہ کی طرف بھاگ گئے۔ اب اس نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور ابن حجر مدرسہ میں آپ کے رفیق تھے۔

شیخ ابوالعباس السرسی فرماتے ہیں کہ جب شیخ محمد الحنفی مدرسہ سے نکلے تو بازار میں کتابیں بیچنے کے لئے بیٹھ گئے۔ ایک

صاحب کا آپ سے گزر ہوا تو اس نے کہا: اے محمد! تو دنیا کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ آپ دکان سے اتر آئے اور وہاں موجود غلہ اور کتابیں سب کچھ چھوڑ دیا۔ بعدازاں اس کے متعلق پوچھا تک نہیں۔ پھر آپ کے دل میں خلوت کی محبت پیدا ہوگئی اور آپ نے سات سال تک خلوت اختیار کئے رکھی۔ زمین کے نیچے تہ خانہ سے باہر نہ نکلے۔ جب اس میں داخل ہوئے تو چوداں سال کی عمر تھی۔

آپ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کی کرامات کے انکار سے بچو کیونکہ یہ کتاب وسنت سے ثابت ہیں اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک اہل ولایت کے لئے عادت کے خلاف کرنا بطور کرامت جائز ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن دعا کی اور آپ پر آسمان کی طرف وہاں سے دسترخوان نازل ہوا کہ آپ کو علم تک نہیں۔

شیخ ابوالعباس نے فرمایا کہ میں جب بھی خلوت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو دروازے پر رک جاتا۔ اگر فرماتے کہ آجاؤ تو داخل ہوتا اگر خاموش رہتے تو لوٹ آتا۔ ایک دن میں اجازت لئے بغیر داخل ہوا تو ایک بہت بڑے شیر پر نظر پڑی۔ بے ہوش کر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا تو باہر نکل آیا اور بلا اجازت داخل ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی۔

شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ شیخ اس خلوت سے باہر نہ نکلے یہاں تک کہ ہاتف غیبی کو تین دفعہ سنا کہ اے محمد! باہر نکلو' لوگوں کو نفع پہنچاؤ اور تیسری مرتبہ آپ کہا: اگر تو نہ نکلا تو افسوس اور حسرت۔ شیخ نے کہا کہ اس حسرت کے بعد سوائے قطع تعلق کے کیا ہے؟ شیخ فرماتے ہیں کہ میں اٹھا اور خانقاہ میں آیا تو میں نے حوض پر ایک گروہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کسی کے سر پر زرد عمامہ ہے۔ کسی کا رنگ پیلا ہے۔ ان میں سے کسی کا چہرہ بندر کا' کسی کا چہرہ خنزیر کا ہے اور ان میں کسی کا چہرہ چاند کی طرح ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے انجام پر آگاہی بخشی ہے۔ میں پیچھے لوٹا اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے مجھ سے لوگوں کے منکشف احوال چھپا لئے اور میں عام لوگوں کی طرح ہوگیا۔

توت کے درخت کی شیخ سے گفتگو

اور شیخ کی خلوت میں توت کا درخت تھا۔ شیخ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں گزرا کہ میں اس سے کشادہ روئی کے ساتھ باتیں کروں۔ میں نے کہا: اے توت! مجھے کوئی واقعہ بیان کرو۔ اس نے بلند آواز سے کہا کہ بہت اچھا۔ جب لوگوں نے مجھے کاشت کیا تو پانی دیا۔ جب پانی دیا تو میری جڑ مضبوط ہوئی۔ جب جڑ مضبوط ہوئی تو میری شاخیں نکلیں جب شاخیں نکلیں تو پتے نکلے' پتے نکلے تو مجھے پھل لگا۔ جب پھل لگا تو کھایا گیا۔ شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی گفتگو میرے لئے راہ سلوک تھی اور توت نے جو کچھ کہا بحمدہ تعالیٰ مجھے حاصل ہو چکا ہے۔

حضرت شیخ بغیر کسی مقرر وعدے کے وعظ کے لئے بیٹھ جاتے۔ لوگ اس قدر ہجوم کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خانقاہ بھر جاتی۔

شیخ حنفی رضی اللہ عنہ کی ولایت کی پیش گوئی

شیخ حسن الخباز رضی اللہ عنہ جو کہ قرافہ میں شاذلیہ کے قبرستان میں مدفون ہیں جب سیدی محمد کو ان کے بچپنے میں دیکھتے تو فرماتے کہ مصر میں یہ بچہ عظیم الشان ہوگا' پھر فرماتے کہ مجھے اس کی خبر ابن اللبان نے انہوں نے ابن عطاء اللہ سے انہوں نے

یاقوت العرشی سے انہوں نے ابوالعباس المرسی سے' انہوں نے ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے بھی دی کہ آپ نے فرمایا کہ مصر میں ایک شخص محمد الحنفی نامی ظاہر ہوگا جو اس گھر کو کھولنے والا ہوگا۔ اپنے زمانے میں مشہور ہوگا اور عظیم الشان ہوگا اور شیخ شاذلی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے کہ مصر میں ایک نوجوان ظاہر ہوگا جسے نوجوان تائب کہیں گے۔ حنفی المذہب ہوگا جس کا نام محمد بن حسن ہوگا۔ اس کے دائیں رخسار پر تل ہوگا۔ سرخی مائل' سفید رنگ' آنکھوں میں سفیدی اور یتیم وفقیر ہونے کی صورت میں اس کی تربیت ہوگی۔

خلوت سے باہر نکلنے کے بعد شیخ نے ناصر الدین ابن المیلق سے' انہوں نے اپنے جدامجد شیخ شہاب الدین المیلق سے' انہوں نے شیخ یاقوت العرشی سے' انہوں نے مرسی سے' انہوں نے شاذلی سے طریقت کا فیض لیا۔ اسی لئے شیخ ابوالحسن فرمایا کرتے تھے کہ حنفی میرے بعد پانچواں خلیفہ ہوگا۔ شیخ ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ سیدی محمد اپنے مریدوں میں سے جس کے نفس میں چالاکی دیکھتے تو اسے بازاروں میں جاروب کشی کا حکم دیتے یہاں تک کہ نفس انکساری کرنے لگے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو اپنے نفس پر اپنے شیخ سے موافقت کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں اپنے سارے زمانے میں اڑھائی ساتھی پانے میں کامیاب ہوسکا۔ دو ساتھی تو ابوالعباس السری اور شیخ شمس الدین بن کتیلہ المحلی ہیں۔ پہلے نے مجھ پر اپنا تمام مال صرف کردیا اور دوسرے نے میرے طریقہ کو مضبوطی سے تھام لیا اور میرے طریقوں کی پیروی کی اور نصف ساتھی میرے سسر سیدی عمر ہیں۔

ابوالعباس فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدی محمد نے مجھے فرمایا: کیا تو اسے پسند کرتا ہے کہ میری ابتداء تیری انتہاء ہو۔ میں نے کہا: جی ہاں۔

گردشِ زمانہ ولی کے ہاتھ میں

ایک دن سیدی علی بن وفا رضی اللہ عنہ ایک دعوت میں شامل تھے۔ لوگوں نے کہا کہ سیدی محمد الحنفی کی حاضری کے بغیر دعوت مکمل نہیں ہوتی تو صاحب دعوت انہیں بلا لایا۔ جب آپ تشریف لائے تو فرمایا کہ یہاں مشائخ میں سے کون تشریف فرما ہیں۔ اس نے کہا: سیدی علی بن وفا اور آپ کی جماعت۔ آپ نے فرمایا اندر جاکر ان سے میرے لئے اجازت لے آؤ' کیونکہ فقراء کے ادب کا تقاضا ہے کہ جب وہاں کوئی اکابر میں سے موجود ہوں تو وہاں ان کی اجازت طلب کئے' بغیر اندر نہ جائے۔ اگر اجازت دیں تو فبہا ورنہ ہم سلب کے خوف سے لوٹ جائیں۔ صاحب دعوت نے جاکر آپ کے لئے اجازت مانگی تو سیدی علی نے آپ کو اجازت دے دی اور آپ کے لئے کھڑے ہوگئے اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ دونوں کے درمیان گفتگو چل نکلی تو سیدی علی نے کہا: آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس کے ہاتھ وجود کی چکی اور وہ اسے جیسے چاہے گھما رہا ہے؟ جواب میں سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہاتھ رکھے تو چکی کی گردش کو روک دے۔ تو سیدی علی نے فرمایا کہ ہم اسے آپ کے لئے چھوڑتے ہیں اور جاتے ہیں۔ سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے سیدی علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے فرمایا کہ اپنے صاحب کو وداع کرو یہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے حضور منتقل ہونے والے ہیں۔ چنانچہ جیسے آپ نے فرمایا ویسے ہی ہوا اور سیدی محمد رضی

اللہ عنہ نے رات کو ہاتف غیبی کو فرماتے ہوئے سنا: اے محمد! علی بن وفا کے ہاتھوں جو کچھ سپرد تھا وہ ہم نے تمہاری ذمہ داروں کے ساتھ ساتھ اضافی طور پر تمہیں سپرد کر دیا۔ تو میں نے جان لیا کہ یہ ان کے وصال کے بعد ہی ہوگا چنانچہ میں نے فقراء میں سے ایک شخص کو محلہ عبدالباسط میں سیدی علی کے گھر پتہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے آہ و بکا سنی کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔

مشتبہ فقیر کی سرزنش اور سلب حال

ایک فقیر قاہرہ میں داخل ہوا۔ لوگوں پر اس کا حال مشتبہ ہوگیا۔ وہ ہوا میں ہاتھ پھیلاتا اور دراہم و دنانیر کی مٹھی بھر لیتا۔ سیدی محمد کو خبر پہنچی۔ آپ نے اسے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم پر فتوحات فرمائی ہیں اس کے ساتھ ہمیں بھی عزت بخشو۔ اس نے ہوا سے ایک مٹھی بھری اور سیدی محمد کو دے دی۔ یہ ۸۰ دینار تھے۔ اسی طرح اس نے دوسری بار' تیسری بار طلب فرمایا۔ وہ دیتا رہا لیکن پہلے سے کم۔ آپ نے فرمایا مجھے زیادہ عطا کرو۔ تو اس نے مٹھی بھری مگر ہاتھ میں کچھ بھی نہ آیا۔ شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خزائن تو ختم نہیں ہوتے پھر اس کی پٹائی کی اور اسے نکال دیا اور اس دن سے اس کا حال سلب کر لیا۔

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدی محمد رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے ایک صاحب شریف نعمانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے جد امجد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بہت بڑے خیمے میں زیارت کی۔ اولیاء ایک ایک کر کے حاضر ہو کر سلام عرض کر رہے ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے اور حضور علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک زبردست ہجوم آیا' بے شمار مخلوق ہے اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ محمد الحنفی ہے۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا پھر سرکار علیہ السلام حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں سوائے اس کے عمامہ صماء کے یا زعراء فرمایا اور سیدی محمد کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں اسے عمامہ باندھ دوں۔ فرمایا: ہاں۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ لیا اور سیدی محمد کے سر پر رکھ دیا اور سیدی محمد کے عمامہ کا پلہ ان کے بائیں لٹکایا اور سیدی محمد کو پہنا دیا۔

جب سیدی محمد رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ بیان کیا تو آپ پر گریہ طاری ہوگیا اور لوگ بھی رونے لگے۔

آپ نے شریف محمد سے فرمایا کہ جب تو اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے تو آپ سے میرے لئے میرے اعمال میں سے کوئی نشانی پوچھنا جو کہ آپ بیان فرمائیں۔ تو جب انہوں نے چند دنوں کے بعد زیارت کا شرف حاصل کیا اور علامت پوچھی تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ علامت وہ درود ہے جو کہ ہر روز غروب شمس سے پہلے مجھ پر اپنی خلوت میں پڑھتا ہے اور وہ یہ ہے اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی الہ وصحبہ وسلم عدد ماعلمت وزنتہ ما علمت وملء ماعلمت۔

سیدی محمد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا اور اپنا عمامہ پکڑا اور اس کا پلا لٹکایا اور محفل میں موجود ہر شخص نے اپنا عمامہ اتارا اور اس کا پلا لٹکایا اور سیدی محمد رضی اللہ عنہ جب بھی سوار ہوتے تو پلا لٹکانے لگے اور وہ سبز عبا ترک

کردی جو پہن کر سوار ہوتے تھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

پھر اس شریف (سید صاحب) رضی اللہ عنہ نے بعدازاں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو آپ نے اسے فرمایا کہ میں نے محمد الحنفی کی طرف صعید کے لوگوں میں سے ایک شخص کے ہاتھ علامت بھیجی ہے اور یہ کہ وہ اپنے عمامہ کے لئے پلا رکھا کرے۔ پس وہ صعید کا رہنے والا شخص ایک مدت کے بعد پہنچا اور اس نے سیدی محمد رضی اللہ عنہ کو خواب کی خبر دی۔

شیخ محمد الحنفی کی پہلی شہرت

شیخ شمس الدین ابن کتیلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شیخ محمد الحنفی رضی اللہ عنہ کی پہلی شہرت جس سے مشہور ہوئے یہ تھی کہ سلطان فرج بن برقوق لوگوں کو ستاتا تھا اور شیخ اس سے مقابلہ کرتے تھے۔ اس نے شیخ کو پیغام بھیجا اور سخت وست کہا اور کہا کہ بادشاہی میری ہے یا تیری۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے اسے جواب بھیجا: میری نہ تیری، بادشاہی اللہ واحد قہار کی ہے۔ پھر شیخ رنجیدہ خاطر ہو کر چلے گئے۔ بعدازاں بادشاہ کے نتھنوں میں ورم ہو گیا کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ طبیب بلائے گئے لیکن وہ علاج سے عاجز آ گئے۔ بادشاہ کے خواص میں سے ایک معاملہ فہم شخص نے کہا کہ یہ شیخ محمد الحنفی کے رنجیدہ خاطر ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس نے کہا کہ انہیں بلاؤ تاکہ میں انہیں راضی کرلوں۔ چنانچہ اس کے مصاحبین ڈھونڈنے نکلے اور آپ کو مصر سے باہر مطریہ کے مضافات میں پایا اور آپ کو بادشاہ کے بلانے کی خبر دی لیکن آپ نے اس کے ہاں جانے کے لئے اس کی عرضداشت کو قبول نہ فرمایا۔ لوگ آپ کے اور بادشاہ کے درمیان آتے جاتے رہے حتیٰ کہ آپ کا دل نرم ہو گیا اور آپ نے اسے اچھے روغن زیتون سے تر روٹی بھیجی اور فرمایا کہ اسے کہو کہ کھالے شفایاب ہو جائے گا اور دوبارہ ادب میں کمی نہ کرنا ورنہ ہم تیرے کان کھینچ دیں گے۔ اس دن سے ان سے لوگوں پر شیخ کا معاملہ مشہور ہو گیا اور لوگوں کا معمول ہو گیا کہ جب کوئی شخص کسی کو کسی کام پر ملامت کرتا جو اس نے نہیں کیا تو اسے کہتا کہ حنفی ناراض ہو جائیں گے اور یہ کلمہ لوگوں میں آج تک مشہور ہے۔

اور جب درباری منتظم بادشاہ کے حکم پر شیخ کو بلانے آیا تو اس نے شیخ سے تلخ کلامی کی۔ شیخ نے اس کے لئے بددعا فرمائی۔ بادشاہ کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے اسے جیل میں ڈال دیا پھر اس کی گردن اڑا دی اور اس کا سر طاش میں رکھ کر شیخ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے اس سے چہرہ مبارک پھیر لیا اور فرمایا اسے اٹھالو اور اس کے بدن کے ساتھ دفن کر دو۔

سیدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سید شیخ اسماعیل فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ ۴۶ سال تین ماہ اور چند دن قطبانیت کے درجہ پر فائز رہے اور آپ اس مدت میں قطب غوث فرد جامع تھے۔

آپ نے فرمایا کہ فقراء میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو مراحل سلوک ایک شخص کے ہاتھ پر طے کرتا ہے اور شیخ اول کی وفات اور کسی اور وجہ سے دوسرے کے ہاتھ پر انتہا کو پہنچتا ہے اور آپ کے شیخ کے شیخ حضرت شیخ شہاب الدین بن المیلق رحمۃ اللہ علیہ ہر مقررہ مدت میں قلم کے ساتھ ایک دفتر لکھ لیتے۔ لوگوں نے تعجب کیا اور بعید از امکان جانا تو شیخ محمد الحنفی رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ ہر مدت میں دو دفتر لکھے۔ چنانچہ اس نے لکھے جبکہ سب لوگ دیکھ رہے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ شیخ یاقوت رضی اللہ عنہ فرماتے ہائے دہشت، ہائے حیرت، ہائے حرف جسے پڑھا نہ جائے اور فرمایا کہ میں

نے سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا مقام سیدی عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے اونچا پایا پھر فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدی عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے ایک دن آپ کے شیخ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ماضی میں تو میرے شیخ حماد الدباس رضی اللہ عنہ ہیں اور اب میں دو سمندروں بحر نبوت اور بحر فتوت کے درمیان سیراب ہوتا ہوں۔ بحر فتوت سے آپ کی مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ رہے حضرت ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے شیخ کون ہیں؟ تو فرمایا کہ ماضی میں تو میرے شیخ عبدالسلام بن مشیش ہیں اور اب تو دس سمندروں پانچ آسمانی اور پانچ زمینی سے فیضیاب ہوتا ہوں۔ جیسا کہ آپ کے ترجمہ میں پہلے گزر چکا ہے۔

جب آپ لوگوں کو زنا ترک کرنے کے بارے میں وعظ فرماتے تو کہتے کہ جو کتے کو کتی کے ساتھ پیوست کرتا ہے اس بات پر قادر ہے کہ زانی کو زانیہ کے ساتھ پیوست کردے پھر کہتے ہائے ہائے پس لوگ چیخنے لگے اور ان کی گریہ زاری بڑھ جاتی۔

چپ کا وعظ

آپ لوگوں کے دلوں پر گفتگو فرماتے اور لوگوں میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے حال کی شرح کے ساتھ کلام فرماتے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو ایک دن آپ نے اپنے مریدین کے لئے خاموشی کی محفل منعقد فرمائی۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ بھی ہمارے لئے ایسی محفل منعقد فرمائیں فرمایا کل انشاء اللہ ایسا کریں گے پس آپ کرسی پر بیٹھ گئے اور آواز اور حرف کے بغیر سراً کلام فرمائی۔ حاضرین میں سے ہر ایک نے اپنا مقصد حاصل کرلیا اور ہر ایک کہنے لگا کہ میرے دل میں یہ مسئلہ القاء ہوا اور یہ مسئلہ ڈالا گیا تو حضرت شیخ فرماتے جارہے تھے کہ تو نے سچ کہا۔ تو ہر ایک کو نصیحت حاصل ہوگئی اور یہ کرامات میں سے ہے۔

نگاہ ولی کا اثر

جب منکرین میں سے کوئی شخص آپ کی محفل میں حاضر ہوتا تو تڑپنے پھڑکنے اور زمین پر لوٹنے لگتا اور کہتا: اللہ کی قسم یہ بے مقصد نہیں پھر آپ کی صحبت اختیار کرلیتا۔

شہید محبت

اور آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا سیدی! دعا فرمائیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ اپنی کچھ محبت عطا فرمائے تو آپ نے فرمایا: میں تجھے اس طرح نہیں کہوں گا جو کہ عارفین میں سے کسی نے کہا جبکہ اس سے یہی سوال کیا گیا کہ مجھ سے دور ہو جا بلکہ میں تو تجھے کہتا ہوں کہ وعظ کے لئے مقررہ وقت پر حاضر ہونا چنانچہ وہ ایک دن حاضر ہوا تو شیخ نے اس پر اللہ تعالیٰ کی محبت کے دلائل کے بعض مسائل بیان فرمائے۔ اس پر غشی طاری ہوگئی اور اسے بے ہوشی میں اٹھالیا گیا۔ آٹھ دن تک اسی طرح رہا کہ کسی شے کی سوجھ بوجھ نہیں پھر مر گیا۔ پس شیخ رضی اللہ عنہ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ شہید محبت کا جنازہ پڑھو اور اسے قرافہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

لباسِ فاخرہ

آپ قیمتی اور فاخرہ لباس زیب تن فرماتے اور اولیاء اللہ کے احوال سے ناواقف ایک شخص نے اعتراض کیا اور کہا کہ ایسے ملبوسات پہننا اولیاء سے بعید ہے۔ یہ ملبوسات تو صرف بادشاہوں کے شایاں ہیں۔ پھر دل میں کہنے لگا کہ اگر شیخ ولی ہیں تو یہ شال مجھے عطا فرمادیں کہ اسے بیچ کر اپنے اہل وعیال پر خرچ کرلوں تو جب شیخ محفل سے فارغ ہوئے تو اتار کر فرمایا کہ یہ فلاں کو دے دو تاکہ اسے بیچ کر اپنے اہل وعیال پر خرچ کرلے۔ اس شخص نے وہ کپڑا لے لیا اور کہنے لگا شیئا اللہ المدد پھر دوسری محفل میں آیا تو وہ شال شیخ پر دیکھی جسے آپ کے محبین میں سے کسی نے خرید لیا اور کہا کہ یہ صرف شیخ محمد الحنفی کے لائق ہے چنانچہ اسے شیخ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کردیا۔

آپ کی سفارش مسترد نہیں کی جاتی تھی اور آپ ہر ایک کے ہاں سفارش فرماتے وہ آپ کو پہچانتا ہوتا یا نہ پہچانتا۔

عظمت شیخ محمد الحنفی رضی اللہ عنہ

اور شیخ الاسلام العینی نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے اپنی کتابوں اور دوسروں کی کتابوں میں سنا نہ دیکھا اور مشائخ عبادت گزار بندگان خدا اور اساتذہ کی خبروں میں صحابہ کرام کے بعد آج تک ہمیں کسی کے متعلق خبر نہیں ملی کہ کسی کو ایسی عزت، رفعت، حکم نافذ اور بادشاہوں، امراء، ارباب دولت اور وزراء کے ہاں مقبول سفارش حاصل ہو چاہے جانتے ہوں یا نہیں جو کہ شیخ سید شمس الدین الحنفی کو حاصل تھی اور اس سے زیادہ پر اثر یہ بات تھی کہ اگر آپ بادشاہ سے مطالبہ فرماتے کہ وہ عجز وانکساری کے ساتھ قلعہ سے اتر کر آپ کے حضور بیٹھے اور دست بوسی کرے تو یہ دن اس کے لئے تمام ایام سے زیادہ محبوب ہوتا۔

معمول سیدی عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

اور شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ہے کہ ایک دن خلیفہ آپ کی زیارت کے ارادے سے حاضر ہوا۔ جب آپ کی خانقاہ کے قریب آیا تو سیدی عبدالقادر اپنی نشست گاہ سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور دروازے کے پیچھے کھڑے رہے۔ جب خلیفہ داخل ہوا تو باہر تشریف لائے اور علیک سلیک فرمائی اور تشریف فرما ہوئے اور سیدی عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے خرقہ اور طریقت کی تعظیم کی خاطر ایسا کیا تاکہ خلیفہ کی خاطر اٹھنا نہ پڑے اور سیدی شیخ شمس الدین الحنفی نے بادشاہوں، امراء، چاروں قاضیوں وغیرہم کے لئے کبھی قیام نہ فرمایا اور ان میں سے کسی کے داخل ہونے پر آپ اپنی مجلس کو بدلتے نہیں تھے اور ان میں سے جب بھی کوئی داخل ہوتا تو آپ کے پہلو میں بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی آپ کے سامنے چار زانو بیٹھتا بلکہ ادب و عجز کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھتا اور دائیں بائیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔

تسخیر شیخ اور بے نیازی

اور بادشاہ چقمق کا فقراء کے بارے میں عقیدہ درست نہیں تھا اور سیدی محمد کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس کے باوجود آپ اس کے پاس سفارشوں کے پیغام بھیجتے تو وہ ان کے مطابق فیصلے کرتا اور آس پاس بیٹھنے والوں سے کہتا کہ جب بھی سوچتا ہوں کہ اس شخص کی

سفارش قبول نہ کروں ایسا کر نہیں سکتا بلکہ اس کی سفارش قبول کر لیتا ہوں اور اپنے دل میں اس کے متعلق تعجب کرتا ہوں۔

اور ملک موید خانقاہ میں حاضر ہوا تو شیخ کو گھر کی چھت پر پایا۔ سیدی ابوالعباس نے اوپر جا کر آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اسے کہو کہ وہ اس وقت کسی سے ملاقات نہیں کرتا۔ بادشاہ سر پر ہاتھ رکھ کر قلعہ کو واپس چلا گیا اور شیخ کی جلالت شان کے پیش نظر آپ سے رنجیدہ خاطر نہ ہوا اور امیر بیسق نے چاندی کا تھیلا بھیجا۔ آپ اس قاصد کے سامنے ہی چاندی سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو لٹانے لگے حتیٰ کہ سب ختم کر دی گویا آپ نے اسے دکھایا کہ فقراء کو اس کی کوئی پرواہ نہیں اور اگر انہیں دنیا کی محبت ہوتی تو لوگوں کے درمیان ان کا یہ مقام نہ ہوتا۔ پھر امیر کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ شیخ نے اسے حکم دیا کہ کھڑے ہو جاؤ اور اس کنوئیں سے پانی کھینچ کر یہ حوض وضو کے لئے بھر دو تو قیامت تک تیرے اعمال نامے میں اس کا ثواب ہوگا۔ امیر نے اپنے کپڑے اتارے اور ڈول بھرا تو اسے بہت بوجھل محسوس کیا۔ کھینچا تانی کر کے نکالا۔ دیکھا تو سونا تھا۔ شیخ سے یہ صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ اسے کنوئیں میں پلٹ دو اور پھر بھرو۔ دو تین دفعہ ایسا ہی ہوا تو فرمایا کنوئیں سے کہو ہمیں تو صرف پانی کی ضرورت ہے۔ اب امیر کو شیخ کی طرف بھیجے ہوئے ہدیہ کی حقارت معلوم ہوئی۔

فقراء نے وضو خانہ کے پانی کے لئے گہرے سے گڑھے کی بات کی تو شیخ نے اپنا عصا گاڑ دیا اور فرمایا یہ ہے وہ گڑھا۔ پس اس میں آج تک وضو کا پانی غرق ہوتا ہے کسی کو پتہ نہیں کدھر جاتا ہے۔

کرامات وتصرفات

ملک موید کے ہاں ایک امیر کبیر ططر نامی تھا۔ جب بھی شیخ کی زیارت کو آتا تو کپڑے اتار کر لوگوں کے لیے خود حوض بھرتا اور واپسی پر کپڑے پہن لیتا' اور ملک احمد بن المویدکے بعد جب بادشاہ بنا تو ہر دوسرے تیسرے دن شیخ کی زیارت کے لیے قلعے سے اترتا۔ اس سے پیچھے نہیں رہ سکتا تھا۔ حضرت شیخ اسے فرماتے کہ تو بادشاہ بن گیا ہے۔ قلعہ میں رہا کرو۔ تو وہ عرض کرتا کہ میں رہ نہیں سکتا' اور شیخ سے عرض کرتا کہ آپ ہم سے اپنی سفارش منقطع نہ فرمائیں گرچہ ہر روز ہزار سفارش ہوگی ہم قبول کریں گے۔

اور جب شیخ الاسلام ابن حجر معزول کر دیئے گئے تو حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی برکہ کو سلطان ططر کی طرف بھیجا اور اسے فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ شیخ شہاب الدین کو اس کے منصب کی طرف لوٹا دو۔ پس اس لونڈی نے قلعہ میں جا کر اسے حکم سنایا تو اس نے اسی وقت اس کو شیخ الاسلام ابن حجر کے منصب کا حکم لکھ دیا' اور انہیں خلعت بھی بھیجی۔ چنانچہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان نہیں بھولتے تھے۔

ایک دفعہ شیخ رضی اللہ عنہ سلطان ططر کی بیمار پرسی کے لیے قلعہ میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے سنا کہ شیخ رضی اللہ عنہ سلطان کی عیادت کے لیے تشریف لائے ہیں تو ضرورتوں والے بادشاہ کے پاس ہجوم کر آئے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ آج کے دن کوئی فیصلہ رد نہ کیا جائے' اور اس نے شیخ سے عرض کی کہ لوگوں کو ان کے قضیوں پر تعلیم دیں' چنانچہ آپ نے پینتیس قضیوں پر تعلیم دی۔ جب شیخ نے قلعہ سے اترنے کا ارادہ فرمایا تو بادشاہ نے آپ کے لیے گھوڑا پیش کیا جس کی کاٹھی پر چاندی کا جڑاؤ تھا اور ایک زین پیش کی' اور حکم دیا کہ شیخ کے سر پر قبہ اور پرندہ ہو' اور امراء کو حکم دیا کہ وہ خانقاہ تک حضرت کے ساتھ سوار ہو کر جائیں' چنانچہ

انہوں نے تعمیل کی' اور قبہ اور پرندہ ایک امیر کبیر کے ساتھ ہوتا تھا جسے برسبای الدقماقی کہا جاتا تھا' پھر وہ اس کے بعد مملکت کا وارث بنا' چنانچہ وہ ملک اشرف برسبای تھا' اور وہ شیخ کی پاس خاطر کرتا تھا' اور اپنی بادشاہی کی مدت تک آپ سے خائف رہا حتیٰ کہ فوت ہوگیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

معترض کا ذہن ماؤف

ایک دفعہ مالکیہ کا ایک قاضی شیخ کے امتحان کے ارادے سے آیا۔ شیخ کو اطلاع دی گئی کہ وہ امتحان لینے کے لیے آیا ہے تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ مجھ سے سوال کر سکا تو میں سجادۂ فقراء پر دوبارہ نہیں بیٹھوں گا' چنانچہ جب قاضی سوال کرنے کے لیے آیا تو کہنے لگا کہ آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں اور رک گیا' تو شیخ نے فرمایا: ہاں پوچھئے' پھر کہنے لگا آپ کیا کہتے ہیں؟ اور رک گیا۔ شیخ نے فرمایا: ہاں کہئے۔ یہاں تک کہ کئی دفعہ ایسا کہا لیکن اس پر کوئی چیز منکشف نہ ہوئی جو پوچھے آخر کار قاضی نے کہا میں ایک سوال پوچھنا چاہتا تھا مگر اب بھول چکا ہوں' پھر اس نے سر برہنہ ہوکر معافی مانگی اور آپ نے اس سے اس بات کا عہد لیا کہ فقراء پر انکار و اعتراض نہیں کرے گا۔

قول صوفیاء کی وضاحت

ایک دن آپ نے محلّہ کبری میں واقع جامع الطرینی میں کرسی پر بیٹھ کر صوفیاء کے اس قول کے متعلق گفتگو فرمائی۔ یا فقیه فق فاقه یا صریم الناقته قلت له قم صل قام جری فی الطاقته یہاں تک لوگوں پر گریہ طاری ہوگیا۔ بعض دھاڑیں مارنے لگے' اور بعض پاگل ہوگئے' اور آپ نے فق کا معنی یہ فرمایا کہ ابنائے جنس پر فوقیت حاصل کر' فاقه یعنی گرچہ ایک بار ہی ہو' اور یا صریم الناقته یعنی یا زمام الناقته اے ناقہ کی لگام جو کہ مومن کی وہ سواری ہے جس کے ذریعے خیر تک رسائی حاصل کرتا ہے اور شر سے نجات پاتا ہے اور ان کا قول قم صل قام جری فی الطاقته اس کا معنی یہ ہے کہ اسے صرف نماز کا حکم دیا گیا تو اس نے اس پر اذکار' روزوں اور قیام کے ساتھ اپنی طاقت زیادہ کر دی اور مجاہدہ اور اطاعتوں میں خوب کوشش کی۔ جری فی الطاقته کا معنی ہے اس نے تعمیل حکم میں جلدی اور تیزی کی اور اپنی طاقت کی حد تک اطاعت میں اضافہ کیا۔ طاقۃ سے مراد دیوار کا جھروکا نہیں۔

اور سیدی ابوبکر الطرینی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ہی قاہرہ میں داخل ہوتے پہلے سیدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتے اور آپ سے پہلے کسی کو نہ ملتے۔

اور سیدی ابوبکر نے حضرت شیخ کی خدمت میں جب آپ محلّہ میں تشریف لائے ایک مخصوص سبزی والا کھانا پیش کیا تو شیخ نے فرمایا: اے ابوبکر! کیا باغ والوں نے تجھے یہ سبزی لینے کی اجازت دی تھی۔ عرض کی: نہیں تو شیخ نے وہ کھانا نہ کھایا اور یوں سیدی ابوبکر نے نہ کھایا یہاں تک کہ وفات پائی۔

اور شیخ رضی اللہ عنہ جب اپنے کسی مرید کو جو کہ قاہرہ کے بلاد ریف کے انتہائی دور علاقے میں ہوتا ندا فرماتے تو وہ جواب دیتا۔ اگر جلدی سے فرماتے ادھر آؤ تو وہ آپ کی طرف سفر شروع کر دیتا یا فرماتے کہ یہ کام کرو تو وہ فوراً وہی کام کرتا۔ ایک دن مصر غربی کے شہر قطور میں موجود ابوطاقیہ کو ندا دی تو اس نے شیخ کی ندا سن لی اور قاہرہ حاضر ہوگیا۔

اور یہ شیخ (ابو طاقیہ) ارباب اشارات میں سے تھے۔ آپ نے سبز چنے بیچنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ ملا نہ بفلیس یاملا نہ بفلیس یعنی چند کوڑیوں کے عوض یہ گٹھا لے لو۔ آپ اس کے پیچھے گئے اور کہنے لگے اس کے نفس میں گرہ ہے اور وہ چند کوڑیوں کے عوض ہے۔ پھر بیچنے والا کہنے لگا۔ قلبین کے عوض گٹھا لے لو۔ آپ نے فرمایا اسے صرف اس چیز نے ستا کیا ہے کہ دو دلوں کے ساتھ ہے۔ پھر لوٹ آئے۔

ابو طاقیہ کی وجہ تسمیہ

اور آپ کو ابو طاقیہ اس لیے کہتے ہیں کہ سیدی محمد نے حکم دیا کہ اپنا عمامہ اتار دو اور یہ گارا بناؤ۔ آپ نے بنایا۔ جب فارغ ہوئے تو کہا گیا کہ آپ اپنا عمامہ کیوں نہیں پہنتے۔ کہا مجھے شیخ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ فارغ ہو کر پہن لینا' تو میں عمامہ نہیں پہنوں گا مگر جب مجھے شیخ حکم فرمائیں' چنانچہ شیخ نے ایسا نہ فرمایا تو عین وفات تک باقی عمر ٹوپی پہنتے رہے۔

ایک دفعہ کرائے کے دراز گوش پر سوار ہو کر روضہ کی طرف گئے۔ ایک شخص نے آپ کو بیس دینار پیش کئے فرمایا کرائے والے کو دے دو' چنانچہ اس نے اسے دے دیئے۔

شیخ کے بالوں آپ کے خادم کے ہاتھوں اور خانقاہ کی خاک کا تبرک حاصل کرنا

جب آپ حمام میں داخل ہو کر سر منڈاتے تو لوگ تبرکاً آپ کا بال حاصل کرنے کے لیے گتھم گتھا ہو جاتے اور یہ بال اپنے پاس بطور ذخیرہ رکھ لیتے اور آپ فقراء کو جمع فرماتے اور انہیں لے کر حمام میں داخل ہوتے اور یہ ان کی دلجوئی اور انہیں ان کے باطن کو پاک کرنے کی طرف اشارہ کے طور پر کرتے۔

اور شیخ کو ایک شخص حمام میں غسل دیا کرتا تھا۔ وہ بلاد مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کے متعلق پتہ چل گیا کہ یہ سیدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ کی غسل کے وقت خدمت کیا کرتا تھا۔ لوگ اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر بوسے دیتے اور کہتے یہ وہ ہاتھ ہے جس نے شیخ کے جسم کو مس کیا ہے۔ یہ خبر ابو فارس سلطان تونس تک پہنچ گئی۔ اس نے اسے بلا بھیجا۔ اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور برکت حاصل کرنے کے لیے اس کے ہاتھ کو اپنے جسم کے مختلف حصوں پر رکھا۔ پھر اس نے اپنا وکیل مصر بھیجا تا کہ بطور وکالت اس کے لیے حضرت شیخ سے عہد لے' چنانچہ آپ نے اس کے لیے عہد لیا اور اسے حکم دیا کہ جب واپس جائے تو بادشاہ سے عہد لے۔

اور اہل مغرب آپ کی خانقاہ کی خاک لینے کے پیغامات بھیجتے اور اسے بطور تبرک سنبھال کر رکھتے' اور اہل روم حصول برکت کے لیے آپ کا نام اپنے گھروں کے دروازوں پر لکھتے اور رجال الغیب ہوا میں پرواز کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں آتے آپ انہیں ادب سکھاتے پھر وہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے پرواز کرتے اور فضا میں غائب ہو جاتے' اور آپ سمندری مخلوق کے ہاں تشریف لے جاتے۔ پس لباس سمیت سمندر میں داخل ہو جاتے۔ کافی دیر تک وہاں ٹھہرے رہتے۔ پھر نکلتے اور لباس بالکل خشک ہوتا۔

آپ کی خانقاہ کے امام کو واقعہ پیش آیا کہ وہ نماز کے لیے نکلا۔ راستے میں ایک حسین و جمیل عورت پر نظر پڑ گئی۔ اسے دیکھ کر جب خانقاہ میں داخل ہوا تو شیخ نے کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ دوسری نماز کے وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ حتیٰ کہ پانچوں وقت ایسا

ہی ہوا۔ جب اس کے دل میں بات کھٹک گئی کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ نے اس نظر پر اطلاع دے دی ہے تو اس نے توبہ واستغفار کی۔ تو شیخ نے فرمایا ہر مرتبہ گھڑا سلامت نہیں رہتا۔

اور اولیاء اللہ میں سے ایک شخص مصر میں سیدی محمد سے اجازت لیے بغیر داخل ہو گیا تو آپ نے اس کا حال سلب کر لیا۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی' پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کا حال اسے واپس لوٹا دیا' اور وہ یہ تھا کہ اس کے پاس ایک ٹوکری تھی اس میں ہاتھ ڈال کر جس چیز کی ضرورت ہوتی نکال لیتا۔ اب جو ہاتھ ڈالتا تو کچھ نہ پاتا۔

آپ نے فرمایا کہ جب ہم جوان تھے تو قطبیت کا ہمارے پاس سے گزر ہوا مگر ہم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا اس کی طرف توجہ نہ کی' اور فرمایا کہ قطب جب قطب بنتا ہے تو وہ سلطان اعظم کی طرح بلکہ اس سے بھی عظیم تر انداز میں تمام دنیا کے لوگوں کے ہموم وافکار اٹھا لیتا ہے۔

بعض اوقات آپ کی ہیئت بدل جاتی تھی حتیٰ کہ آپ کا حجرہ سارے کا سارا آپ کے جسم کے ساتھ بھر جاتا' پھر آہستہ آہستہ گھٹتا جاتا حتیٰ کہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے' اور جب لوگوں کو اس بات کا پتہ چل گیا تو آپ نے وہ جھروکہ بند کر دیا جس سے آپ کی خلوت میں جھات پڑتی تھی۔

جب کسی شخص پر غضبناک ہوتے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا تھا۔ گرچہ وا کابر اولیاء میں سے کسی کے ساتھ وابستہ ہوتا اس پر نازل ہونے والی مصیبت کو روک نہیں سکتا تھا۔ جیسا کہ ابن التمار وغیرہ کے ساتھ واقعہ گزرا' کیونکہ اس نے کسی سفارش کے معاملے میں شیخ کو سخت سست کہا اور اس کا اعتماد بسطامی نامی شیخ پر تھا جو کہ اکابر اولیاء میں سے تھے۔ سیدی محمد نے فرمایا ہم نے ابن التمار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گرچہ اس کے ساتھ ہزار بسطامی ہوں' پھر بادشاہ نے ابن التمار کے گھر کو مسمار کرنے کا حکم بھیجا اور وہ اب تک برباد پڑا ہے۔

امراء میں سے بعض نے سیدی محمد کو تاکیداً بلایا اور آپ کے سامنے زہر آلود برتن میں کھانا رکھا' اور کوئی شخص شیخ کے ساتھ مل کر آپ کے برتن میں کھانا کھانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ شیخ نے اس میں سے کچھ ہی کھایا تھا کہ پتہ چل گیا کہ اس میں زہر ملائی گئی ہے۔ آپ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور سوار ہو کر خانقاہ کی طرف چلے گئے۔ برتن ملے پڑے تھے۔ امیر کے دو لڑکے آئے اور انہوں نے شیخ کے برتن کو چاٹ لیا۔ اسی وقت دونوں مر گئے۔ جبکہ زہر نے شیخ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

دست پیراز غائباں کوتاہ نیست اور شیخ سے استغاثہ

ایک دن شیخ وضو فرما رہے تھے کہ آپ پر کیفیت سی طاری ہو گئی تو آپ نے اپنی ایک کھڑاؤں پکڑی اور ہوا میں پھینک دی حالانکہ آپ خلوت میں تھے۔ کھڑاؤں ہوا میں چلی گئی جبکہ چھت میں کوئی طاق نہ تھا جس سے باہر جاتی اور آپ نے خادم سے فرمایا کہ یہ ایک پاؤں اپنے پاس سنبھال رکھو یہاں تک کہ دوسرا آ جائے۔ ایک مدت کے بعد ایک آدمی شام سے وہ کھڑاؤں لے کر حاضر ہوا اور ساتھ میں ہدیہ بھی لایا اور عرض کرنے لگا: اللہ تعالیٰ میری طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے جب چور مجھے ذبح کرنے کے لیے میرے سینے پر بیٹھا تو میں نے دل میں پکارا یا سیدي محمد یا حنفي تو یہ کھڑاؤں اس کے سینے پر آ کر لگی اور

وہ بیہوش ہر کر الٹا گرا اور آپ کی برکت سے اللہ عزوجل نے مجھے نجات عطا فرمائی۔

آپ نے مناطح نامی امیر کے پاس سفارش کی جو جسے سزا دیتا تھا اس کا سر پھوڑ دیتا تھا' اور سلطان الملک الاشرف برسبای کے سامنے غلاموں کو سزا دیتا تھا۔ اس نے ایلچی سے کہا کہ اپنے شیخ سے کہو کہ اپنی خانقاہ میں بیٹھو اور اس کا مقابلہ نہ کرو ورنہ تمہارا سر بھی پھوڑ دے گا۔ ایلچی نے جا کر شیخ سے بات کہہ دی۔ آپ نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ جب رات ہوئی تو اس امیر نے اپنا سر کھولا اور دیواروں کو ٹکریں مارنے لگا یہاں تک کہ مر گیا۔ بادشاہ کو خبر پہنچی تو اس نے کہا کہ اسے حنفی نے قتل کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

آپ کی برکہ نامی ایک لونڈی تھی جسے آپ نے آزاد فرمایا اور اسے لکھ کر دے دیا اور فرمایا کسی کو بتانا نہیں جب اس نے گھر والوں کو بتا دیا تو آپ نے فرمایا جاؤ فلاں جگہ جا کر بیٹھ جاؤ' اور وہ شیخ کا ارادہ معلوم نہ کر سکی۔ وہاں جا کر بیٹھ گئی' پھر جب اٹھنا چاہا تو نہ اٹھ سکی۔ اب شیخ سے عرض کی اسے کھڑے ہونے کی اجازت دے دیں۔ پس کھڑی ہو گئی لیکن چل نہ سکی۔ کہنے لگی: سیدی سے میرے لیے چلنے کی اجازت طلب کرو۔ آپ نے فرمایا: اس نے صرف قیام کی طلب کی تھی' اور تیر جب کمان سے نکل جائے تو واپس نہیں ہوتا' چنانچہ وہ مرتے دم تک معذور ہی رہی۔

نسبت المصافحہ

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ جنات کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر درس دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کسی امر کی وجہ سے مصروف رہے تو اپنے داماد سیدی عمر کو بھیج دیا اور انہوں نے اس دن شیخ کے گھر میں انہیں درس دیا۔ یہ سیدی عمر فرماتے ہیں کہ ایک جنیہ نے مجھ سے نکاح کا مطالبہ کیا' چنانچہ میں نے سیدی محمد رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا آپ نے فرمایا: یہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے۔ اس جنیہ نے یہ مسئلہ اپنے بادشاہ کے سامنے اس وقت پیش کیا جب سیدی عمر کو ساتھ لے کر زمین کے نیچے اتری۔ تو بادشاہ جنات نے کہا کہ میں سیدی محمد کے قول پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ پھر بادشاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ شیخ کے داماد کے ساتھ اس ہاتھ سے مصافحہ کرے جس کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تاکہ وہ اس کے ساتھ سیدی محمد رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کریں پس ان کے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان مصافحہ میں صرف دو شخص ہوں' اور اس نے مجھے بتایا کہ اس کے اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مصافحہ کے وقت کے مابین آٹھ سو سال کا عرصہ ہے۔ پھر جنیہ کو حکم دیا کہ انہیں اسی جگہ لوٹا دو جہاں سے انہیں لائی ہو۔

اور کاتب السرا ابن البازری نے ایک دفعہ دیکھا کہ آپ سواری پر ہیں اور امراء کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ ہے۔ اس نے اسے برا جانا اور کہنے لگا کہ یہ اولیاء کا طریقہ نہیں ہے۔ اسے ناظر الخاص نے کہا کہ اعتراض نہ کرو کیونکہ اولیاء کے کئی احوال ہوتے ہیں۔ لیکن اس نے کہا کہ میں ضرور انہیں یہ کہلا بھیجوں گا۔ چنانچہ جب قاصد وہاں پہنچا اور اس نے سیدی محمد کو پیغام دیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اپنے استاد سے کہو کہ تو ہمیشہ کے لیے معزول ہے۔ چنانچہ سلطان المؤید نے اسے حکم بھیجا کہ اپنے گھر بیٹھے رہو۔ چنانچہ وہ معزول ہی رہا یہاں تک کہ اسے ملک مؤید نے قتل کر دیا۔ ہم اہل اللہ پر انکار سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

نارنگی' دافع جنات

شیخ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام سیدی محمود فرماتی ہیں کہ ایک خاتون نے ہمیں زرد نارنگی کا ہدیہ بھیجا۔ ہم نے اسے تھالی میں رکھ دیا تو جو جنات شیخ کے پاس سبق پڑھنے آتے تھے ان کا آنا بند ہو گیا۔ جب ہم نے نارنگی کھا لی تو آ گئے سیدی نے انہیں فرمایا کہ تمہیں ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روک دیا' تو انہوں نے عرض کی ہم نارنگی کی مہک کی ہمت نہیں رکھتے اور نہ ہی اس گھر میں داخل ہو سکتے ہیں جہاں یہ ہو' چنانچہ جسے جنات کا عارضہ ہوتا سیدی محمد رضی اللہ عنہ اسے حکم دیتے کہ اپنے گھر میں نارنگی رکھے' اور جسے نارنگی کے موسم کے علاوہ دوسرے موسم میں یہ عارضہ لاحق ہوتا اسے حکم دیتے کہ اس کے دانوں کی تسبیح بنا کر رکھ چھوڑے۔

ایک دن ایک امیر کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے گرد خاص مستورات کو دیکھا کہ آپ کی خدمت کر رہی ہیں۔ اس نے دل میں اس بات پر اعتراض کیا۔ آپ نے اپنی آنکھ سے یہ ملاحظہ فرمایا تو فرمانے لگے انہیں دیکھو جب اس نے دیکھا تو ان کے چہرے صاف ہڈیاں' ان کے موہوں اور نتھنوں سے پیپ بہہ رہی تھی گویا کہ قبروں سے نکلی ہیں۔ پس آپ نے اسے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں اجنبیات کو اسی حالت میں دیکھتا ہوں' پھر اس اعتراض کرنے والی خاتون سے فرمایا کہ تجھ میں تین علامات ہیں' ایک علامت تیری بغل کے نیچے' ایک علامت تیری ران میں اور ایک علامت تیرے سینے میں ہے۔ وہ کہنے لگی: آپ نے سچ فرمایا۔ اللہ کی قسم ان علامات کا اب تک میرے شوہر کو بھی علم نہیں' اور معافی مانگی اور توبہ کی۔

اور ابن کتیلہ نے ایک دفعہ محلّہ کے ایک بڑے آدمی کے پاس سفارش کر بھیجی تو اس نے کہا کہ اگر ابن کتیلہ فقیر ہے تو حکام سے نہ الجھے اور اگر خاموش نہ ہوا تو میں اس کے پیٹ کی انتڑیاں کاٹ دوں گا۔ ابن کتیلہ رنجیدہ خاطر ہوئے اور سیدی الشیخ محمد اسکفی کی خدمت میں صورت حال کہہ بھیجی تو آپ نے فرمایا اسی کی انتڑیاں اس کے پیٹ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ چنانچہ سیدی محمد نے فقراء کی ایک جماعت بھیجی اور انہیں حکم دیا کہ جب اس محلّہ میں داخل ہوں تو اس ظالم کے گھر کے آگے سے ذکر بالجہر کرتے ہوئے گزریں' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو وہ قے کرنے لگا اور اس کی انتڑیاں کٹ کٹ کر نکلنے لگیں یہاں تک کہ مر گیا۔

کرامات شیخ حنفی

آپ تربوز کا ٹکڑا لے کر چیرتے اور کتنے تھال بھر جاتے' ہر تھال کا گودا دوسرے سے جدا ہوتا۔ حتیٰ کہ آپ سبز تربوز سے چیر کر زرد تربوز نکال لیتے یہاں تک کہ حاضرین کی عقلیں دنگ رہ جاتیں۔

اور آپ کی ایک دنبی چرائی گئی۔ چھ ماہ تک غائب رہی۔ ایک دن شیخ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ باغ کی طرف جاؤ اور فلاں دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ جب گھر کا مالک باہر نکلے تو اسے کہنا کہ وہ دنبی دے دو جو کہ چھ ماہ سے تیرے پاس ہے۔ تو اس نے باہر نکال کر دے دی۔ شیخ نے فرمایا یہ ہماری پونجی ہے جو ہمیں لوٹا دی گئی۔

ایک دن آپ کی خدمت میں قاضی حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا سیدی! میرے شہر والوں نے میرے متعلق استغاثہ کیا ہے کہ میں کسان ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری حاجت پوری ہو گئی' چنانچہ اس روز حاکم شہر شریر گھوڑے پر سوار ہوا جو اسے لے کر ایک تنگ دروازے میں داخل ہو گیا۔ حاکم کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ مر کر زمین پر گر پڑا۔ اور ان علاقوں کا والی سیدی محمد رضی

اللہ عنہ کے مریدوں میں سے ایک شخص مقرر ہوا وہ دوسرے دن حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو شیخ نے اس سے قاضی کے متعلق گفتگو فرمائی تو اس نے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے آزادی لکھ دی۔

جب شیخ کو اخراجات کے لیے کچھ نہ ملتا تو اپنے اصحاب سے قرض لے لیتے پھر جب فتوح ہوتی تو قرض چکا دیتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کے ذمہ ساٹھ ہزار کا قرض ہو گیا' تو شیخ کو ناگواری ہوئی۔ اچانک ایک شخص بہت بڑا تھیلا لئے داخل ہوا اور کہنے لگا کہ جس کا شیخ کے ذمہ قرض ہے حاضر ہو جائے' چنانچہ اس نے شیخ کے ذمہ تمام واجبات ادا کر دیئے اور حاضرین میں سے کوئی بھی اسے پہچان نہ سکا۔ اس کے متعلق شیخ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ قدرت کا صراف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارا قرض ادا کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

اور آپ کی خدمت میں ابن الغارض رضی اللہ عنہ کی کلام سے چند اشعار پڑھے گئے۔ تو عارف باللہ تعالیٰ سیدی شیخ شمس الدین بن کتیلہ المحلی جھومنے لگے۔ شیخ نے انہیں ملاحظہ فرمایا تو وہ اپنے احساس سے غائب ہو گئے' تو اپنی خواب میں سیدی عمر ابن الغارض رضی اللہ عنہ کو خانقاہ کے دروازے پر کھڑے دیکھا جن کے منہ میں کانے کی ایک نلی ہے جس کے ساتھ خانقاہ کے دروازے کی دہلیز کے نیچے سے پانی پی رہے ہیں۔ پس اسے شیخ نے فرمایا کہ جو کچھ تو نے دیکھا صحیح ہے۔ اے شمس الدین! تو نے اپنی آنکھ سے دیکھا' اور اکثر فرماتے کہ اگر ہمارے دور میں عمر بن الفارض ہوتے تو انہیں ہمارے دروازے پر کھڑے ہوئے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

آپ کی زوجہ اس قدر بیمار ہوئیں کہ قریب المرگ ہو گئیں۔ وہ یوں کہتیں **یا سیدی احمد یا بدوی** میری طرف توجہ فرمائیں۔ اس نے خواب میں سیدی احمد رضی اللہ عنہ کی زیارت کی کہ آپ نے ناک کے اوپر تک نقاب اوڑھ رکھا ہے اور کھلی آستینوں والا جبہ پہن رکھا ہے' سینہ کھلا ہے' چہرہ اور آنکھیں سرخ ہیں اور آپ نے فرمایا تو کب تک مجھے ندا دے گی اور مجھ سے مدد مانگے گی جبکہ تو جانتی نہیں کہ تو اکابر ارباب قدرت مین سے ایک شخص کی نگہبانی میں ہے' اور ہم اس کی پکار پر لبیک نہیں کہتے جو کہ ایسے مردوں میں سے کسی ایک کے ہاں رہتا ہوں۔ یوں کہو **یا سیدی محمد یا حنفی** اللہ تعالیٰ تجھے شفا بخشے گا۔ چنانچہ زوجہ شیخ نے یوں ہی کہا تو صبح کے وقت گویا کوئی بیماری تھی ہی نہیں (اقول و باللہ التوفیق) معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے مقربین کو مخلوق کی دستگیری کی طاقت بخشی ہے۔ مصیبت اور تکلیف کے وقت انہیں قریب و بعید سے پکارنا جائز ہے۔ وہ سنتے ہیں اور مدد فرماتے ہیں۔ اسی لیے اکابر امت نے **یا سید شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ مدد باذن اللہ۔ بگرداب بلا افتاد کشتی۔ مدد کن یا معین الدین چشتی** کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ یہ حضرات عون الٰہی کے مظاہر ہیں' اور انہیں اسی نیت سے پکارا جاتا ہے' اور یہ **ایاک نستعین** کے خلاف نہیں بلکہ اس کے عین مطابق ہے' کہ خالق کائنات جہاں دیگر حوادث و امراض میں بعض اشیاء کے ذریعے مدد فرماتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے ذریعے اپنی مخلوق کی امداد فرماتا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر فتح العزیز زیر آیت **ایاک نستعین**' از خاتم المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور منشیہ کبریٰ میں مدفون شیخ طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سیدی محمد الحنفی نے فرمایا: اے طلحہ! میری اس خانقاہ سے چار سو ولی اور ایک روایت کے مطابق تین سو ساٹھ ولی نکلے ہیں جو کہ میرے قدم پر ہیں۔ سب کے سب داعی الی اللہ ہیں' اور مغرب میں ہمارے اصحاب کثیر تعداد میں ہیں اور روم اور شام میں اکثر ہیں اور ہمارے اکثر اصحاب یمن میں' جنگلوں اور غاروں میں رہتے ہیں'

اور یہ میری حضرت شیخ سے آخری ملاقات تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

صاحب مزار سے طلب حاجت

سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں فرمایا کہ جسے کوئی حاجت پیش آئے تو میری قبر کی طرف آئے اور اپنی حاجت طلب کرے میں پوری کروں گا۔ کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان گز بھر مٹی ہی تو ہوگی۔ اور جسے گز بھر مٹی اس کے مریدوں سے حجاب بن جائے وہ مرد ہی نہیں۔

ظالم سے حفاظت کا وظیفہ

اور کسی ظالم کا خوف رکھنے والے کو تلقین فرماتے کہ جب تو اس کے پاس داخل ہو تو یہ کہہ **بسم اللہ الخالق الاکبر حرز لکل خائف لاطاقة لخلوق مع اللہ عزوجل** جب مظلوم آپ کی خدمت میں لوٹ کر آتا تو اس کے پاس خلعت اور انعام کی دستاویز ہوتی۔

ایک خاتون نے آپ پر اس قلیل سے کھانے کے بارے میں اعتراض کیا جو کہ مٹی کے چھوٹے پیالوں میں فقراء کو پیش کرتے اور کہنے لگی کہ اس کھانے کی قلت اور وہ بھی کچھ نہیں' چنانچہ اس نے گھر جا کر بہت سا کھانا تیار کیا جس میں چوزے اور بادام ڈالے اور اٹھا کر خانقاہ میں لے آئی۔ سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے سیدی یوسف القطوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو حکم دیا کہ اس کا سارا کھانا تو اکیلا ہی کھا لے' چنانچہ آپ نے اکیلے ہی اس کا سارا کھانا کھا لیا' اور بھوک کی شکایت کی' وہ خاتون انہیں گھر لے گئی اور اتنا ہی کھانا اور پیش کیا جبکہ آپ اب بھی بھوک کا شکوہ کر رہے تھے۔ پس شیخ نے فرمایا برکت تو فقراء کے کھانے میں ہے ان کے برتنوں میں نہیں' تو اس عورت نے معافی مانگی اور توبہ کی۔ اور دسترخوان سے غیر حاضر ساتھیوں میں سے کوئی یاد آتا تو ان کی طرف سے شیخ ایک یا دو لقمے کھا لیتے جو کہ ان کے پیٹوں میں پہنچ جاتا چاہے وہ کہیں بھی ہوتے پھر وہ حاضر ہوتے اور اس کا اعتراف کرتے۔ لوح محفوظ است پیش اولیاء۔ اور منکروں میں سے جب بھی کوئی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو اسے جواب دیتے' اگر اور مسئلہ پوچھتا تو جواب دیتے یہاں تک کہ منکر خود سوال کرنا ترک کر دیتا۔ تو حضرت شیخ اسے فرماتے تو سوال کیوں نہیں کرتا۔ اگر تو کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کرتا جس کا مجھے علم نہ ہوتا تو میں تجھے لوح محفوظ سے دیکھ کر جواب دیتا۔

ایک دن حضرت شیخ جلال الدین البلقیسی رضی اللہ عنہ آپ کی محفل میں حاضر ہوئے تو شیخ رضی اللہ عنہ کی تفسیر قرآن سنی تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے قرآن پاک کی چالیس تفاسیر کا مطالعہ کیا ہے جن میں ان فوائد میں سے کچھ نہ پایا' جو سیدی الشیخ محمد نے بیان فرمائے ہیں۔ اس طرح آپ کی خدمت میں شیخ الاسلام البلقیسی' شیخ الاسلام العینی الحنفی۔ شیخ الاسلام البساطی المالکی وغیرہم حاضر ہوتے' اور شیخ سراج الدین البلقیسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ آپ زمانہ دراز تک زندگی بسر کریں گے' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** (الرعد آیت ۱۷) اور جو لوگوں کو نفع دے وہ زمین میں باقی رہتا ہے۔

اور جب دورانِ گفتگو استغراق طاری ہوتا اور لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہو جاتا تو فرماتے کہ یہاں ایسی گفتگو ہے اگرچہ تم پر ظاہر

کر دیں تو تم پاگل ہو کر باہر نکل جاؤ لیکن ہم اسے اس سے سمیٹ لیتے ہیں جو اس کا اہل نہیں' اور آپ کا ایک مرید مکہ مشرفہ میں تھا جب اسے شیخ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے مزار شیخ کی زیارت کے لیے مصر کی طرف سفر کیا۔ اس کے علاوہ اسے مصر میں کوئی کام نہ تھا۔ (اقول و باللہ التوفیق اس سے پتہ چلا کہ اہل اللہ کے مزارات کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا مقربین بارگاہ کی سنت ہے اور شدر حال کی حدیث پاک کے خلاف نہیں۔ منکرین کے لحہ فکریہ اور وابستگان عقیدت اہل اللہ کے لیے لمحۂ عرفانیہ ہے۔
(محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

کیمیا گری

اور ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا سیدی! میں عیال دار اور صاحب حاجت ہوں آپ مجھے کیمیا سکھا دیں۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایک سال تک اس شرط پر رہو کہ جب بھی تو بے وضو ہو تو وضو کر کے دو رکعت پڑھے گا۔ چنانچہ وہ یہاں اس شرط کے مطابق ٹھہرا رہا جب مدت پوری ہونے میں ایک دن باقی رہ گیا تو وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کل تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔ جب کل حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا: اٹھو اور وضو کے لیے کنوئیں سے پانی بھرو تو اس نے کنوئیں سے ڈول بھر کر نکالا تو وہ پانی کی بجائے سونے سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے عرض کی: یا سیدی! اب مجھ میں ایک رونگٹا بھی باقی نہیں رہا جو اس کی خواہش رکھتا ہو۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے یہیں پلٹ دے اور اپنے شہر کو چلا جا کیونکہ تو پورے کا پورا کیمیا ہو گیا ہے۔ پس وہ اپنے وطن کو واپس چلا گیا اور لوگوں کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دعوت دینے لگا اور اس سے بہت نفع پہنچا۔

سیدی محمد رضی اللہ عنہ جب بھی نماز پڑھتے تو ہمیشہ کے لیے آپ کی دائیں جانب چار روحانی اور چار جسمانی نماز ادا کرتے جنہیں سیدی محمد اور آپ کے خواص مریدین کے سوا کوئی نہیں دیکھتا تھا' اور ایک دفعہ آپ کی چھوٹی سی بچی اونچی جگہ سے گر پڑی۔ اچانک ایک شخص ظاہر ہوا اور اس نے اسے دبوچ لیا۔ ہم نے اس سے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ شیخ کے مرید جنات میں سے ہوں۔ اور آپ نے ہم سے اس بات پر عہد لے رکھا ہے کہ ساتویں پشت تک آپ کی اولاد میں سے کسی کو بھی ہم نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ چنانچہ ہم آپ کے عہد کے خلاف عمل نہیں کرتے' اور دریائے نیل میں رہنے والے جنات آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے جبکہ آپ روضۂ میں اپنے در دولت میں موجود ہوتے اور حاضرین دیکھ رہے ہوتے۔

آپ کی صاحبزادی ام المحاسن رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جنات ایک دفعہ آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے چغے اور پاکیزہ لباس پہن رکھے تھے اور انہوں نے نماز مغرب آپ کے ساتھ ادا کی پھر اپنے کپڑوں سمیت سمندر میں داخل ہو گئے۔ میں نے عرض کی: یا سیدی! کیا پانی سے ان کے کپڑے تر نہیں ہوتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا مسکن سمندر میں ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص آدھی رات کے وقت آپ کے پاس آیا اور صحن کی دیوار پر کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا: چور۔ فرمایا تو چوری نہیں کرتا بلکہ تو اپنا کام کرتا ہے۔ کہنے لگا: یا سیدی! میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں میں نے افسانہ گوئی کی' فرمایا! نیچے اتر آؤ۔ کوئی ڈر نہیں' چنانچہ اس نے توبہ کی اور خوب توبہ کی اور ہمیشہ شیخ کی خانقاہ میں رہا حتیٰ کہ فوت ہو کر اللہ تعالیٰ کی

رحمت میں پہنچ گیا۔

شیئا اللہ یا سیدی محمد یا حنفی

اور آپ نے ایک دن اپنے مریدین میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ قاہرہ کی شاہراہوں اور بازاروں میں منادی کرے کہ اے گروہ مسلمانان! سیدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ تمہیں کہتے ہیں کہ پانچ نمازوں اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو اور یہ تمام شہروں میں مشہور ہوگیا کہ شیخ نے اس کا حکم دیا ہے۔ بعض گواہوں نے شیخ کے منادی پر اعتراض کیا اور کہا کہ یہ حق حنفی کے لیے نہیں' یہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ فقیر نے لوٹ کر حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ خاموش رہے۔ تیسرے دن پھر ندا کے لے نکلا تو گواہوں کی دکان پر سے گزرا تو ان میں سے ایک گواہ نے کہا: شیئی للہ یا سیدی محمد یا حنفی شب گزشتہ وہ شخص مر گیا جس نے تجھ سے وہ بات کہی تھی۔ پس وہ شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا دوبارہ کسی کو وہ نہ کہنا جو میں نے تجھے کہا تھا۔

اور آپ نے فرمایا کہ ہم سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔ بعض لوگ اسے طویل سمجھتے تھے تو میں نے وہ وظیفہ تالیف کیا جو کہ اب میرے مریدوں کے درمیان موجود ہے اور میں نے اسے چھپائے رکھا اور اسے شیخ الشاذلی کے ادب کی وجہ سے ظاہر نہ کیا۔ یہاں تک کہ سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اجازت آ گئی۔

ایک شخص نے آپ کی محفل میں ابلیس پر لعنت بھیجی تو آپ نے اسے فرمایا کہ اپنی زبان کو صرف خیر کی عادت ڈالو۔ اگرچہ وہ جائز ہے۔

اور جب شیخ شمس الدین بن کتیلہ رضی اللہ عنہ نے سیدی محمد رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی تو دونوں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ بلی آئی اور اس نے گوشت کا ٹکڑا اچک لیا۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ حضرت شیخ محمد الحنفی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے کہا کہ آپ اپنی زبان سے لعنت کا ذکر کر رہے ہیں حالانکہ آپ مقتدا ہیں اور اہل اسلام کا فتویٰ دیتے ہیں۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسی بات پھر نہ کروں گا اور آپ نے ہر قبیح لفظ سے توبہ کر لی۔

اور ایک شخص اپنے بالوں کے ساتھ ظاہر ہوا اس کی کمر میں چادر تھی۔ قناطر السباع کے محلّہ میں واقع خانقاہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا تھا تو حکام اور تجار اس کے پاس کھنچے چلے آنے لگے۔ شیخ نے اسے بلا بھیجا۔ قاصد پہنچا تو اس کا رنگ زرد پڑ گیا اور متغیر ہو گیا اور اس نے قاصد سے کہا کہ یہ چاندی لے لے اور مجھے شیخ کے روبرو نہ لے جا۔ قاصد نے کہا کہ گئے بغیر چارہ نہیں' اور اسے شیخ کے پاس لا کر ہی چھوڑا۔ جب شیخ نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا: بچے! ادب کی قلت کے ساتھ کوئی چیز بھی قائم نہیں رہتی اور اسے دھمکایا اور فرمایا: نکل جا۔ چنانچہ وہ نکل گیا جبکہ اسے معلوم نہیں کہ کدھر جائے' اور اس دن سے اس کا نام مٹ گیا۔ چنانچہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایسا دستر خوان نہیں کہ اس پر طفیلی بیٹھ سکے۔

آپ نے فرمایا کہ رحمت سب سے پہلے ذکر کے حلقوں پر نازل ہوتی ہے پھر جماعت پر پھیلتی ہے' چنانچہ فقراء حلقۂ ذکر میں اپنے ہاتھ پھیلاتے شاید کہ انہیں رحمت کا کچھ حصہ مل جائے۔

آپ نے ایک دن ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آسمان میں فرشتوں کے درمیان سجدہ کس قدر اچھا ہے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت اس سے بہتر ہے۔

آپ اپنے مریدوں کو بازاروں' شاہراہوں اور اجڑے برباد مکانوں میں بلند آواز سے ذکر کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے ان مقامات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تا کہ تمہارے لیے قیامت کے دن گواہی دینے والے ہو جائیں اور تم طبعِ نفس کے ناموس کو جلاؤ کیونکہ جب تک اسے جلاؤ گے نہیں حجاب میں رہو گے۔

جب آپ کے مریدین کسی خاص وقت میں سیرگاہوں کی طرف لے چلنے کی عرض کرتے تو فرماتے کہ ہمارے لیے نیت صالحہ حاضر ہو جائے تو چلیں گے۔

آپ کو ملک مؤید کے دور میں ابن الانباری کاتب السر نے ایک ولیمہ کی دعوت دی اور کہلا بھیجا کہ چار اماموں فلاں فلاں چار ائمہ نے آپ کی طلب کی ہے۔ آپ نے قاصد سے کہا اس سے کہو کہ فقراء کے حضور جب وہ حاضر ہوں تو نیت آلائشوں سے پاک رکھو' اور ان کی حاضری اس لیے طلب نہ کرو کہ تو کہے کہ ہمارے پاس ولیمہ میں فلاں فلاں حاضر ہوا اور تم فقراء کو کہانی بنالو۔ پھر فرمایا کہ جس کے دروازے پر میرے گھوڑے کا سم اس وجہ سے لگے وہ گھر برباد ہو جاتا ہے۔ قاصد لوٹ گیا اور اسے ماجرا بیان کیا تو وہ خاموش ہو گیا اور ہمیشہ مؤید کے زیرِ بارِ عتاب رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قتل کر دیا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ایک دن ایک شخص نے آپ سے حلاج کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ حلاج نے غلبہ کے حال میں کلام کی۔ یہ تو میری کلام ہے لیکن یہاں ایسے بھی ہیں جو اس میں ہمارے قول کے خلاف کہتے ہیں جیسے سراج الدین البلقیسی وغیرہ۔

جب آپ کو پیاس لگتی اور پانی کا پیالہ طلب فرماتے تو کوئی بڑا یا حاکم یا قاضی محفل میں جو بھی موجود ہوتے کھڑے ہو جاتے اور آپ کے فارغ ہونے تک کھڑے رہتے۔ پھر آپ سے بیٹھنے کا اجازت مانگتے تو آپ انہیں اجازت دیتے۔

نعم الامیر علی باب الفقیر

روئے زمین کی ریاستوں کے بادشاہ آپ کی خدمت میں ہدایا بھیجتے اور آپ قبول فرماتے۔ چنانچہ بادشاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک چار پایہ بھیجا جو تین ٹانگوں پر چلتا تھا۔ پچھلی دونوں ٹانگیں اور اگلی صرف ایک تھی۔ اور وہ بکری کے چھوٹے سے بچے کے قد کا تھا۔ چھ ماہ آپ کے پاس رہا اور مر گیا۔

اور سلطان تونس الخضراء نے ریش میں پھیرنے کے لیے ایک کنگھی بھیجی۔ جب اسے بالوں میں پھیرتے تو مصحف کی رحل بن جاتی۔ شیخ نے ملک اشرف برسبای کو بطور ہدیہ بھیج دی۔ وہ خوش ہوا اور اسے پسند کیا' اور ہند کے بادشاہ نے بعلبکی کپڑا کانے میں اور ریشم جوز ہندی (ناریل) میں رکھ کر بھیجا۔

لباس شاہی

ایک دفعہ ایک فقیر آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو ایسے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا جو صرف بادشاہوں کے لائق ہوتے ہیں۔ کہنے لگا: یا سیدی! آپ نے یہ طریقت کس سے حاصل کی ہے کیونکہ درویشی اور موٹا لباس پہننا اولیاء کی شان ہے۔ آپ نے

فرمایا: تیرا مقصد کیا ہے؟ کہنے لگا: یا سیدی! یہ کپڑے جو آپ نے پہن رکھے ہیں اتار دیں اور یہ جبہ زیب تن فرمائیں اور ہم قرافہ کی طرف پیدل چل کر جائیں۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے اس کی عرضداشت کو قبول فرمایا اور دونوں پیدل چل نکلے۔ حکام میں سے بعض نے شیخ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پہچان لیا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر شیخ کو وہ شال جو پہنے ہوئے تھا بطور خلعت پیش کی' اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ اسے قبول فرمالیں۔ اور وہ خود اور اس کے غلام شیخ کو خانقاہ تک چھوڑنے آئے۔ پس شیخ نے اس فقیر سے فرمایا: بچے! تمہیں پتہ چلا کہ ہم کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تو فقراء کی اولاد سے نہ ہوتا تو تیری خیر نہیں تھی۔ اس نے معافی مانگی اور توبہ کی' اور اپنا سر کھولا اور عین وفات تک شیخ کی خدمت کرتا رہا۔ اور آپ نے کبھی کوئی لباس نہ خریدا۔ صرف اہل محبت کے ہدیے ہی زیب تن فرماتے۔

قبولیت وتصرف

جب سوار ہوتے تو ایک گروہ مشائخ عجم کے طریقے کے مطابق آپ کے آگے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا اور آپ فرماتے کہ دنیا و آخرت میں یہ ہمارا نشان ہے۔ اس طرح آپ کے پیچھے بھی باری کے ساتھ ایک گروہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا۔ چنانچہ جب مسجدوں یا گھروں میں لوگ ان کی آواز محسوس کرتے تو آپ کی زیارت کے لیے باہر نکل آتے پس آپ انہیں دعا دیتے اور جب کوئی شخص آپ سے اپنے مال میں سے کچھ چھپالیتا تو جو کچھ چھپاتا سب ضائع ہوجاتا۔ صرف وہی مال باقی رہتا جو سامنے رکھتا۔

ایک دن فقراء کے ساتھ حمام میں داخل ہوئے تو حوض سے پانی لے کر اپنے ساتھیوں پر چھڑکا دیا اور فرمایا کہ جس آگ سے اللہ تعالیٰ حضرت محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے گنہگاروں کو عذاب دے گا اس کی گرمی اس پانی کی طرح ہوگی۔ اس سے فقراء کو خوشی حاصل ہوئی۔

اور جب آپ قرافہ کے قبرستان کی زیارت کرتے تو قبروں پر سلام فرماتے تو وہ اتنی آواز کے ساتھ جواب دیتے کہ آپ کے ساتھ والے لوگ سن لیتے اور صعید کے فقراء جن کے ساتھ فرغل بن احمد رضی اللہ عنہ بھی تھے صعید کے حاکم ابن عمر کی سفارش کے بارے میں بادشاہ کے پاس آئے تو سیدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں کی حاجت پوری نہیں ہوگی کیونکہ یہ ادب کے بغیر آئے ہیں اور انہوں نے اس شہر کے مالک سے اجازت نہیں لی۔ چنانچہ معاملہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا اور جب یہ حضرات فرغل کو لے کر سلطان احمد چقمق کے پاس آئے تو آپ نے اس سے کہا کہ تو اس شہر کا کرتا دھرتا ہے۔ لیکن بادشاہ نے ان کے مجذوب ہونے کی وجہ سے سفارش قبول نہ کی۔

اور آپ نے خانقاہ میں ایک فقیر کو سنا جو دوسرے سے کہہ رہا تھا: اے فلاں! کھڑا ہو جا خانقاہ میں جھاڑو دو۔ اس نے کہا کہ تو کھڑا ہوجا۔ گھڑی بھر یہی تکرار ہوتا رہا کہ اچانک شیخ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ آپ فرما رہے تھے کہ تو اور تو دونوں نکل جاؤ اور خانقاہ کے دروازے پر بیٹھ جاؤ اور لوگوں کو داخل ہونے سے روکو اور جھاڑو میں دیتا ہوں۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے اتارے' کمر باندھی' چٹائیاں لپیٹیں اور انہیں جھاڑا اور خانقاہ میں جھاڑو دیا اور سورۃ فاتحہ سے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر کے سورۃ الانعام کے آخر تک پہنچ گئے یہاں تک کہ جھاڑو دینے سے فارغ ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ۔

آپ امیر کبیر تھے اور ہزاروں سر برآوردہ لوگ ایسے تھے جو کہ مولد کبیر میں آپ کا دستر خوان بچھاتے تھے اور ایک دن آپ داخل ہوئے تو دیکھا کہ حکام چولہے بنا رہے ہیں۔ فرمانے لگے لا الہ الا اللہ اگر ہم بادشاہوں کو حکم دیں کہ چولہے بنائیں تو تعمیل کریں۔

اور تاجروں میں سے ایک شخص سیدی محمد رضی اللہ عنہ پر شدید انکار کرتا تھا حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کے دروازے پر آ کر شیخ کے بارے میں بلند آواز سے برے الفاظ کہتا۔ پس وہ گردش زمانہ کا شکار ہو گیا اور شان و شوکت جاتی رہی اور اسے قرضوں نے دبا لیا۔ پس وہ شیخ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مرحبا فرماتے ہوئے ملاقات کا شرف بخشا اور اس کے لئے اپنے مریدین سے کافی مال جمع فرمایا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ کے لئے شیخ کا معتقد ہو گیا حتیٰ کہ فوت ہو گیا اور آپ نے اسے عتاب نہ فرمایا۔

اور آپ ساز اور آلات لہو سننے سے پرہیز فرماتے تھے۔ ایک دن سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے کے لئے داخل ہوئے تو ماز ردنی کو دیکھا کہ ساز بج رہے ہیں تو اسے خاموش ہونے کا حکم دیا تاکہ شیخ زیارت کر لیں چنانچہ شیخ نے زیارت کی اور مجلس ذکر منعقد کی۔ جب باہر چلے گئے تو ماز ردنی اپنے حال پر لوٹ آئے اور شیخ اس کے آلات توڑنے کے درپے نہ ہوئے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ادب

ایک دن آپ نے احناف کے ایک مدرس کو سنا جو اپنے درس میں کہہ رہا تھا: حکم یوں ہے خلافاً للشافعی رحمۃ اللہ علیہ تو آپ نے اسے ڈانٹا کہ تو خلافاً للشافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے جو کہ ادب کی کمی ہے۔ رضی اللہ عنہ کیوں نہیں کہتا یا پھر رحمۃ اللہ۔ مدرس نے عرض کی: یا سیدی! میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

جب کسی فقیر کی پیشانی میں سجدے کا نشان دیکھتے تو فرماتے: بچے! مجھے خوف ہے کہ یہ کہیں ریا کی وجہ سے ہو اور ایک دن آپ کی محفل میں سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو فرمایا اگر عبدالقادر ہمارے یہاں حاضر ہوتے تو ہمارے ساتھ ادب سے پیش آتے۔

آپ نے فرمایا کہ ہم اسرار وجود ہیں اور جب آپ سرکش گھوڑے پر اپنا ہاتھ رکھتے تو وہ دوبارہ سرکشی نہ کرتا۔ آپ بستیوں کے مشائخ اور شہروں کے لاحق کو ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا کہ میں ان کے اسلام کی بات نہیں کرتا۔

فرمایا: جو کسی ایسے شیخ کا معتقد ہو جسے دیکھا نہیں جیسے سیدی احمد البدوی وغیرہ تو اس کا مرید نہیں وہ تو محبّ ہے کیونکہ انسان کا شیخ صرف وہ ہے جس سے فیض لیتا ہے اور اس کی اقتداء کرتا ہے۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ یہ صاحب ترجمہ حضرت الشیخ سیدی شمس الدین محمد الحنفی قدس سرہ کا مسلک ہے جبکہ حضور محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا فرمان ذی شان ہے کہ جس نے اپنے آپ کو میری طرف منسوب کیا اور میرے نام سے موسوم ہوا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے اور اس کی توبہ قبول ہوتی ہے اور وہ میرے اصحاب میں سے ہے (بہجۃ الاسرار) اور یہ حقیر و ذلیل بھی اپنے آپ کو حضور والی بغداد رضی اللہ عنہ کا ادنی اور اسفل دریوزہ گر اور فقیر تصور کرتا ہے۔ ؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

آپ فقیر کے لئے فقراء کا مروجہ لباس پہننا پسند نہیں فرماتے تھے اور فرماتے کہ فقر باطن میں ہے نہ کہ ظاہر میں جب آپ فقراء

اور مجاوروں کے ستر کی شے دیکھتے تو ان کی پردہ پوشی فرماتے اور چوری چھپے انہیں وہاں سے دیکھتے جس کا شعور نہ ہوتا اور انہیں اس امر کی ترغیب دیتے جس میں ان کی بہتری ہوتی۔

آپ فقیر کے لئے یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ اپنے شیخ کے پاس ہو اور پھر تمام امور میں اس سے مشورہ نہ کرے اور فرماتے: اللہ تعالیٰ کی قسم گیلانی اور ابن الرفاعی اور ان جیسے حضرات کو طریق الی اللہ کی معرفت کسی شیخ کے ہاتھ پر ہی حاصل ہوئی۔ کتنی دفعہ شیطان نے کسی عابد کے ساتھ کھیل تماشا کیا اور اللہ عزوجل سے منقطع کر دیا اور جب کسی فقیر سے آپ کا قلب مشوش ہوتا تو اس پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے۔

اور آپ نے فرمایا کہ فقراء کے پاس ڈنڈا نہیں جس کے ساتھ وہ ان کی بے ادبی کرنے والے کی پٹائی کرتے ہیں۔ ان کے پاس تو صرف خاطر کا متغیر ہونا ہی ہے۔ ایک مرتبہ آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ چھوٹی نہر اپنے ترانے میں کیا کہتی ہے تو فرمایا کہ وہ کہتی ہے کہ بھرا ہوا صرف اس وقت دیکھا جا سکتا ہے جب اوپر آئے جبکہ فارغ کو اس وقت دیکھا جا سکتا ہے جب نیچے اترے۔

نہی عن المنکر کا حکیمانہ انداز

ایک دفعہ آپ نے دو بے ریش چھوکروں کو خلوت میں سویا دیکھا تو ان کا راز افشاء نہ فرمایا البتہ ایسی حکایات بیان فرمانے لگے جو کہ انسے کام سے نفرت دلانے کے لئے مناسب ہوں۔ حتیٰ کہ (ایک عظیم شخصیت کا نام لے کر فرمایا) کہ وہ ایک دن رفع حاجت کے لئے ایک سنسان جگہ پر گئے وہاں ایک گدھی کو دیکھا۔ انہیں شیطان نے اس کی طرف مائل کیا جب انہوں نے یہ وسوسہ محسوس کیا تو بلند آواز سے چیخنے لگے: اے مسلمانو! اے مسلمانو! میری دستگیری کرو۔ اس گدھی کو یہاں سے نکال دو کیونکہ بچ نکلنے کی راہ چلنے سے میں اپنے نفس کی کمزوری پہچانتا ہوں پھر سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ان جیسی شخصیت کا ایک گدھی کے بارے میں یہ حال ہے تو خوبصورت چہروں کے بارے میں کیا حشر ہوگا؟ اس اشارے کو ان دونوں چھوکروں نے معلوم کر لیا۔ چنانچہ وہ ایک جگہ اکٹھے ہونے سے اس طرح جدا ہو گئے کہ گویا ایک دوسرے کو پہچانتے ہی نہیں۔

دست عطا

فقراء کے لئے چاندی آپ کی جیب سے کبھی ختم نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ کے پاس جو بھی فقیر آتا جیب میں ہاتھ ڈالتے اور گنتی کئے بغیر اسے عطا فرما دیتے اور جو دیکھتا وہ کہتا: واللہ شیخ کے ہر روز کے عطیات بادشاہوں کے عطیات سے زیادہ ہیں۔

آپ جب سوار ہو کر مصر کی شاہراہوں سے گزرتے تو جو حاکم' کاتب سر یا فاظر خاص سامنے آجاتا وہ آپ کے ساتھ ادھر ہی چل نکلتا جدھر آپ جانا چاہتے۔ آپ کو ایک عجمی شخص ملا تو اس نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میرا سارا دن نسیم سحری کی طرح ہے اگر وہ اس کے شروع میں میرے سلام کے جواب میں مسکرا دے۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص جب صبح کی نماز پڑھتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتا ہے تو آپ کی طرف سے سلام کا جواب سنتا ہے تو نور پھیلتا ہے اور قوی ہو جاتا ہے حتیٰ کہ عصر کے وقت کی طرح ہو جاتا ہے تو گویا وہ یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے آج فتوح حاصل ہوئی ہیں۔

آپ کی مجلس میں حضرت خضر علیہ السلام بارہا تشریف لاتے اور آپ کی دائیں جانب بیٹھ جاتے۔ اگر شیخ کھڑے ہوتے تو

آپ کے ساتھ وہ بھی کھڑے ہو جاتے۔ اگر حجرے میں داخل ہوتے تو آپ کو حجرے کے دروازہ تک چھوڑنے جاتے۔

مردِ صالح اور ولی کون؟

ایک دن آپ سے مردِ صالح کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا یہ وہ شخص ہے جو دربار خداوندی میں حاضری کے قابل ہو اور اس کے قابل صرف وہی ہوتا ہے جو کونین سے مبرا ہو جائے۔

آپ سے ولی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اس کی شرائط کو پورا کیا اور اس کی شرائط یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے ساتھ اس انداز میں دوستی کرے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی وحدانیت کی گواہی کے ساتھ دوستی کرے اور حضور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی رسالت کی گواہی کے ساتھ محبت کرے۔

فرمایا: جس وقت ولی اللہ کا انتقال ہو جائے تو کائنات میں اس کی امداد کا تصرف منقطع ہو جاتا ہے اور اگر اس کے وصال کے بعد زائر کو مدد حاصل ہو یا اس کی حاجت پوری ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاحب الوقت قطب کے ہاتھوں ہوتا ہے جو کہ زائر کو اتنی مدد دیتا ہے جتنا کہ اس بزرگ کا مقام ہے جس کی زیارت کو آیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جس کی زیارت کی جاتی ہے اس میں وہ صفات ہیں ذوات نہیں کیونکہ وہ نہیں رہتیں جبکہ صفات باقی ہیں۔ (اقول وباللہ التوفیق اسے ظاہری معنوں پر محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہاں سے ذرا پہلے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا اپنا ملفوظ منقول ہے کہ میری وفات کے بعد جسے کوئی حاجت لاحق ہو تو میری قبر پر آئے اور حاجت طلب کرے میں پوری کروں گا کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان گز بھر مٹی ہی تو ہوگی۔ نیز فرمایا کہ "جسے اتنی سی مٹی حجاب میں کردے وہ مرد نہیں۔" حضرت شیخ کے مذکورہ بالا ملفوظ کی توجیہہ یہ ہوگی کہ آپ نے اپنے مقام بلند کے سامنے عوام اولیاء کے متعلق فرمایا ہے خواص اس سے مستثنیٰ ہیں جن میں سے آپ رکن رکین ہیں جبکہ قرآن کریم کے حامل کے متعلق حدیث پاک میں ہے کہ اس کے جسم پر مٹی اثر نہیں کرتی۔ چنانچہ ابن مندہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب حامل قرآن فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھائے تو زمین عرض کرتی ہے کہ اے میرے پروردگار! میں اسے کیسے کھا سکتی ہوں جبکہ تیری کلام اس کے پیٹ میں ہے۔

نیز مروزی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ زمین کو اس جسم پر مسلط نہیں کیا جاتا جس نے کوئی خطا نہ کی ہو۔ قاضی مظہری اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جس نے کوئی خطا نہ کی ہو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے بندگان صالح ہیں یعنی اولیاء اللہ کیونکہ وہ خطا سے محفوظ تھے۔ یہاں تک کہ ان کے قلوب اور اجساد صالح ہوگئے۔

(محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ ایک شخص کی قبر پر تشریف لے جاتے جو کہ سوئیاں (سوزن) بنایا کرتا تھا۔ آپ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ شخص جو سوئی بھی بیچتا اس میں اپنا اصل زر بیان کر دیتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ علوم ربانیہ والوں کی عظمت کے لئے قیام کیا کرو کیونکہ تمہارا کھڑا ہونا تو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت کے لئے ہے جس نے اس کے اولیاء کے دلوں کو منور فرمایا ہے۔

امراضِ شیخ

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کو کئی ایک امراض لاحق تھیں جن میں سے ہر مرض ایسی شدید کہ پہاڑ ڈھ جائیں۔ جن میں سے گرم بلغم اور سرد بلغم ہے۔ چنانچہ آپ کے پاس کئی طبیب حضرات اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ کے اوپر کے نصف حصے کو گرم بلغم کا عارضہ ہے جبکہ نچلے نصف کو سرد بلغم۔ اگر ہم اوپر کے حصے کا علاج کرتے ہیں تو اس پر نچلا حصہ غالب آ جاتا ہے اور اگر نچلے کا علاج کرتے ہیں تو اوپر کا حصہ غالب آ تا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے اور اللہ عزوجل کے درمیان سے ہٹ جاؤ جو چاہے کرے اور اس مرض میں سات سال تک آپ فرش پر مبتلا پڑے رہے۔ کسی نے نہ سنا کہ کبھی آہ تک کی ہوحتیٰ کہ ۸۴۷ھ میں واصل بحق ہو گئے۔

وصالِ شیخ

اور اس عظیم تکلیف کے پائے جانے کے باوجود نماز کے لئے وقت داخل ہونے سے پہلے ہی وضو فرماتے اور ہر نماز میں آپ کے ارد گرد اوراد واحزاب کی تلاوت ہوتی۔ جماعت کے بغیر نماز ادا نہ فرماتے۔ جب وفات میں چند دن باقی رہ گئے تو رات دن محو گریہ رہتے اور آپ پر عاجزی، مسکینی اور انکساری کا غلبہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ وصال سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ جوؤں، کتوں کے ساتھ لیٹنے اور راہ گزر پر موت میں مبتلا کر دے اور وصال سے پہلے یہ صورت لاحق ہو گئی چنانچہ جوئیں بہت زیادہ ہو گئیں یہاں تک کہ بستر پر چلنے لگیں اور ایک کتا آیا اور دوراتوں سے قدرے زائد بستر پر لیٹا رہا اور اپنے گھر کے کنارے پر فوت ہوئے کہ لوگ شاہراہوں پر چلتے ہوئے آپ کے پاس سے گزر رہے تھے۔

اور آپ نے یہ تمنا اس لئے کی کہ ان انبیاء علیہم السلام کی اقتدا ہو سکے جو بھوک اور ایسی کیفیتوں سے واصل بحق ہوئے اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ واللہ کتوں کے ساتھ لیٹنا اس پر کثیر ہے جو کہ مرتا ہے اور جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنی زوجہ سے فرمایا کہ میرے بعد شادی نہ کرنا کیونکہ جس نے تیرے ساتھ شادی کی اس کا خانہ خراب ہو جائے گا اور میں نہیں چاہتا کہ تو کسی کی خانہ خرابی کا سبب ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ مدین بن احمد الاشمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدی شیخ احمد الزاہد رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے ایک ہیں۔ آپ اکابر عارفوں میں سے تھے۔ مصر اور اس کی بستیوں میں مریدین کی تربیت آپ کی طرف ختم ہوئی اور حضرت ابوالقاسم الجنید رضی اللہ عنہ کی طریقت کے متعلق سلسلہ آپ سے چلا۔ طریقت میں آپ نے سیدی احمد الزاہد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں دودھ پیا جبکہ سیدی الشیخ محمد الحنفی رضی اللہ عنہ نے جن کا ذکر خیر ابھی پہلے گزرا دودھ چھڑایا کیونکہ جب سیدی احمد الزاہد رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو آپ نے سیدی محمد رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور ایک مدت تک خانقاہ میں آپ کے پاس خلوت گزیں رہے پھر آپ نے اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے شام وغیرہ کے سفر کی اجازت مانگی تو حضرت شیخ نے اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ عرصہ دراز تک اولیاء اللہ کی زیارت کی خاطر روئے زمین پر سیر کرتے رہے، پھر مصر لوٹے اور وہاں مقیم رہے اور کافی شہرت حاصل کی۔ لوگ آپ کا قصد کر کے آنے لگے اور عقیدت مند ہوئے۔ آپ

سے عہد حاصل کیے اور مصر وغیرہ میں آپ کے اصحاب کی کثرت ہوگئی۔ جب سیدی الشیخ ابوالعباس السرسی کو جو کہ سیدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے آپ کے امر کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا لا الہ الا اللہ اتنی طویل مدت کے بعد مدین ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم سیدی کے پاس اس خانقاہ میں صرف چالیس دن کی مدت ٹھہرا حتیٰ کہ کامل ہوگیا۔

امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سیدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے ذکر کے وقت جنہوں نے آپ سے بیعت کی آپ کے مناقب کے آخر میں' میں نے اسی طرح دیکھا ہے جبکہ سیدی مدین اور الغمری وغیرہم کی جماعت کے درمیان مشہور یہ ہے کہ سیدی مدین کا دودھ چھڑانا سیدی احمد الزاہد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تھا۔ پس جو کچھ تھا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

آپ سیدی ابومدین المغربی التسلمانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور آپ کے قریبی جدامجد علی متوفیہ میں طبلیہ میں دفن ہیں اور آپ کے والد اشمون جریسان میں مدفون ہیں اور سب کے سب اولیاء صالحین ہیں اور بلاد مغرب سے سب سے پہلے آنے والے آپ کے وہ جدامجد ہیں جو کہ طبلیہ میں ہیں۔ چنانچہ وہ داخل ہوئے تو ایک مغربی فقیر کی صورت میں تھے۔ پاس کچھ نہیں تھا۔ شدید بھوک لگی۔ ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا جو کہ دودھ والی گائے لئے جاتا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تھوڑا سا دودھ نکال دو تاکہ میں پی لوں۔ اس نے کہا کہ یہ تو بیل ہے چنانچہ وہ بیل ہی رہا حتیٰ کہ مرگیا اور آپ سے کافی کرامات واقع ہوئیں چنانچہ لوگوں نے آپ کو اپنے شہر طبلیہ سے باہر نہ جانے دیا۔ حتیٰ کہ وہیں وفات پائی۔

رہے سیدی مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کے والد بزرگوار تو وہ اشمون کی طرف منتقل ہوگئے۔ وہاں ان کے ہاں سیدی مدین کی ولادت ہوئی۔ پس آپ علم میں مصروف ہوئے حتیٰ کہ لوگوں کو فتویٰ دینے لگے اور اشمون میں نصاریٰ کے کئی گھر مسلمان ہوگئے جن میں سے اسحاق کی اولاد ہے اور ان میں سے مدیریہ' مقامعہ اور مساعنہ ہیں اور یہ اشمون شہر میں مشہور ہیں پھر آپ کے دل میں طریق الی اللہ تعالیٰ اور قوم صوفیاء کے نشانات کی پیروی کرنے کی طلب کی تحریک پیدا ہوئی۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کے لئے کسی شیخ سے وابستگی ضروری ہے چنانچہ آپ مصر کی طرف نکلے تو قدرتی طور پر سیدی محمد الغمری سے ملاقات ہوگئی جبکہ وہ قاہرہ کی طرف اسی طلب میں آئے جو کہ سیدی مدین کی طلب تھی۔ چنانچہ انہوں نے مشائخ مصر میں سے کسی کے متعلق پوچھا جس سے فیض حاصل کیا جاتا ہو تو انہیں سیدی محمد الحنفی رضی اللہ عنہ کا پتہ دیا گیا۔ یہ دونوں حضرات ایک جگہ پر تھے کہ ارباب احوال میں سے ایک شخص اچانک ملا۔ اس نے کہا کہ لوٹ جاؤ اب تمہارا حصہ بڑوں کے دروازوں پر نہیں ہے۔ زاہد کی طرف لوٹ جاؤ۔ چنانچہ دونوں حضرات ان کی طرف لوٹے۔ جب داخل ہوئے تو شیخ الزاہد دونوں سے ایک مدت تک بے پہچان بنے رہے پھر دونوں کو تلقین فرمائی اور انہیں خلوت میں رکھا۔ چنانچہ سیدی مدین رضی اللہ عنہ کو تین دنوں میں ہی فتوح حاصل ہوئی جبکہ سیدی محمد الغمری رضی اللہ عنہ کو فتوح پندرہ سال کی تاخیر سے حاصل ہوئی۔

کراماتِ شیخ

سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی خانقاہ کے مینار کی تعمیر سے جو کہ اب تک موجود ہے جیسے ہی معمار فارغ ہوا وہ ایک طرف جھک گیا۔ اہل محلّہ خوف زدہ ہوگئے۔ تعمیرات کے ماہرین نے متفقہ فیصلہ دے دیا کہ اسے گرا دیا

جائے۔ اتنے میں شیخ ان کے پاس لکڑی کی کھڑاؤں پہنے باہر تشریف لائے اور مینار کے ساتھ پشت لگا کر ان کے سامنے اسے ہلایا۔ وہ اپنی اصل بنیاد پر اب تک قائم ہے۔

اور آپ کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ مصر کے ناظر خاص یوسف نے حجاز کے ایک تاجر پر ظلم کیا جو کہ شیخ عبدالکریم الحضرمی رضی اللہ عنہ سے نسبت کا شرف رکھتا تھا۔ اس نے اس کے متعلق شیخ سے توجہ الی اللہ کی درخواست کی چنانچہ شیخ نے اس رات توجہ کی تو یوسف کو ایک آہنی حجرے میں دیکھا جس پر باہر کی دیوار پر مدین مدین لکھا ہے۔ صبح تاجر کو خبر دی اور فرمایا کہ یہ مدین کون ہے؟ اس نے کہا کہ مصر میں ایک شیخ ہیں جن کا یوسف معتقد ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کے شیخ کے مکان کی طرف جاؤ۔ مجھے اس کی طاقت نہیں۔

اور بعض فقراء نے آپ سے اپنے وطن کی طرف سفر کرنے کا مشورہ طلب کیا تا کہ اپنے معاملات ختم کر کے شیخ کی خدمت میں کلیتًا واپس آ جائے۔ آپ نے اسے اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ اس فقیر نے اپنی گائے اور بعض سامان فروخت کر کے اس کی قیمت ایک تھیلی میں ڈال لی اور اسے اپنے سر میں عمامہ کے ساتھ باندھ لیا۔ جب کشتی میں بیٹھا تو عمامہ جھاڑا تو وہ تھیلی سمیت دریائے نیل میں گر پڑا جبکہ نیل کی فراوانی کے دن تھے۔ جب شیخ کی خدمت میں آیا اور واقعہ عرض کیا تو سیدی مدین رضی اللہ عنہ نے مصلی کا ایک گوشہ اٹھایا اور وہ تھیلی نکال لی جس سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔

جب دیکھتے کہ کوئی فقیر مجلس ذکر میں حاضر نہیں ہوتا تو اسے نکال دیتے اور اپنے ہاں رہنے نہ دیتے۔ چنانچہ ایک دن ایک فقیر سے فرمایا: بیٹے! محفل ذکر میں حاضری سے تجھے کس چیز نے منع کیا ہے؟ اس نے کہا کہ حاضری تو اسے مطلوب ہے جو کاہلی کا شکار ہو تا کہ قوت پائے اور بحمد اللہ میرے یہاں کوئی کوتاہی نہیں تو شیخ نے اسے نکال دیا اور فرمایا کہ ایسا شخص جماعت کو ضائع کر دیتا ہے اور ہر شخص ایسا ہی دعویٰ شروع کر دیتا ہے تو خانقاہ کا نظام اور اس کے معمولات خلل میں پڑ جاتے ہیں۔

ایک دن ایک فقیر خانقاہ سے نکلا تو ایک شخص کے پاس شراب کا مٹکا دیکھا تو اسے توڑ دیا۔ شیخ کو اطلاع پہنچی تو اسے خانقاہ سے نکال دیا اور فرمایا کہ میں نے اسے برائی کو زائل کرنے کی وجہ سے نہیں نکالا۔ یہ تو صرف اس لئے ہے کہ اس نے اپنی نگاہ کو کھلا چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے برائی دیکھ لی کیونکہ فقیر کی نظر اپنے قدموں کی جگہ سے آگے نہیں گزرتی۔

کمالِ تقویٰ اور جنت ملنے کی شرط پر نذر قبول

ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ حوض کا بیل کھل گیا تو اس نے فقراء کا آٹا کھا لیا تو اسے شیخ نے ذبح کر دیا اور فرمایا کہ وہ پانی جو لوگوں کے وضو کے لئے بھرتا ہے مشتبہ ہو گیا ہے۔

ایک خاتون خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ تیس دینار ہیں اس شرط پر آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں میرے لئے جنت کے ضامن ہو جائیں۔ شیخ نے کشادہ روئی فرماتے ہوئے اسے فرمایا کہ یہ کافی نہیں ہیں۔ اس نے کہا اس کے سوا میرے پاس کچھ نہیں چنانچہ شیخ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں ضامن جنت ہو گئے۔ جب وہ فوت ہو گئی تو یہ بات اس کے ورثاء تک پہنچ گئی تو وہ شیخ سے تیس دیناروں کا مطالبہ کرنے کے لئے آوردہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ضمانت درست نہیں ہے وہ خاتون ان کی خواب میں

آئی اوران سے کہا کہ مجھ پر شیخ کی مہربانی کا شکریہ ادا کرو' کیونکہ میں جنت میں داخل ہو چکی ہوں۔ چنانچہ وہ شیخ سے باز آئے۔

یا شیخ المدد

اور حکات کی گئی ہے کہ خانقاہ کے وضو خانہ میں ایک دن شیخ وضو کررہے تھے کہ آپ نے کھڑاؤں کا ایک پاؤں اٹھا کر بلاد مشرق کی طرف پھینک دیا پھر ایک سال کے بعد ادھر سے ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں کھڑاؤں کا وہ پاؤں پکڑا ہوا تھا اور اس نے بتایا کہ ایک شریر آدمی اس کی بچی کو جنگل میں پریشان کرنے لگا تو اس نے عرض کی: یا شیخ! میری حفاظت فرمائیں چونکہ اسے اس وقت معلوم نہیں تھا کہ آپ کا نام مدین ہے اور وہ پاؤں آج بھی اس کی اولاد کے پاس محفوظ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیخ عبادہ مالکی کی اصلاح اور توبہ

اور مالکیہ کے اکابر علماء میں سے شیخ عبادہ' سیدی مدین رضی اللہ عنہ کا انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کون سا طریقہ ہے جو ان لوگوں نے گمان کیا ہے۔ ہم تو صرف شرع کو جانتے ہیں اور جب شیخ عبادہ کے بعض مرید بدل کر سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ گئے اور شرف صحبت پایا اور اس کے دوس میں حاضری ترک کر دی تو انکار کا سلسلہ زیادہ ہو گیا تو شیخ مدین رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی بڑی محفل میلاد میں بلا بھیجا جس کا ہر سال اہتمام ہوتا تھا چنانچہ وہ حاضر ہوا اور شیخ نے حکم دیا کہ اس کے لئے کوئی شخص اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔ نہ کھڑا ہوا اور نہ ہی اس کے لئے جگہ کشادہ کرے چنانچہ شیخ عبادہ کافی دیر تک خانقاہ کے صحن میں کھڑے رہے یہاں تک کہ غصے سے پھٹنے کو آ گئے پھر سیدی مدین رضی اللہ عنہ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ شیخ عبادہ کے لئے جگہ کشادہ کرو اور انہیں اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔

پھر شیخ نے شیخ عبادہ سے فرمایا کہ ایک سوال ذہن میں آیا ہے۔ شیخ عبادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پوچھ لیں۔ فرمایا: کیا آپ کے نزدیک مشرکین کے لئے قیام جائز ہے جبکہ ان کے شر کا خطرہ بھی نہ ہو؟ کہا: بالکل نہیں۔ شیخ مدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر اللہ کی قسم کیا تم اس وقت کشیدہ خاطر نہیں ہوئے جبکہ تمہارے لئے کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ کہاں: جی ہاں تو فرمایا اگر تمہیں کوئی شخص کہے کہ میں تم پر ہرگز راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ تم میری ایسی تعظیم نہ کرو جو کہ تم اپنے رب کی کرتے ہو تو تم اسے کیا کہو گے؟ کہا: میں اسے کہوں گا: تو کافر ہو گیا۔ بات کا رخ جب اس کی طرف پھرا تو محضر عام میں کھڑے ہو کر کہا کہ سب حضرات گواہ رہیں کہ میں نے سیدی مدین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور دین اسلام میں میرے داخل ہونے کا یہ ابتدائی وقت ہے چنانچہ ہمیشہ شیخ سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ وفات پائی اور فقراء کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اھل اللہ جواسیس القلوب ہوتے ہیں

مجھے سیدی محمد الغمری رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے شیخ عارف باللہ تعالیٰ سیدی محمد الحریفیش الدنوشری نے حکایت کی کہ جب ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو ہمیں کوئی اچھا نہیں لگتا تھا جس پر سب جمع ہوں۔ میں نے بعض فقراء سے پوچھا تو اس نے کہا کہ سیدی مدین کی طرف سفر کرو۔ چنانچہ میں نے آپ کی طرف سفر کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ شیخ' خانقاہ میں وضو فرما رہے ہیں

چنانچہ میں نے داخل ہوکر دیکھا تو ایک بڑا آدمی ہے بڑا عمامہ اور جبہ عظیم زیب تن کئے ہوئے ہے۔ لوٹا اور طشت ہے ایک حبشی غلام تولیہ لئے کھڑا ہے تو میں نے ایک شخص سے کہا کہ سیدی مدین کہاں ہیں؟ اس نے مجھے اشارہ کیا کہ وہ یہی تو ہیں۔ میں نے اپنے دل میں یہ کہا لاذابـذاک ولا عتب علی الزمن یعنی ت کی زبر کے ساتھ، جس کا معنی یہ اس کے برابر نہیں اور زمانے پر کوئی دہلیز نہیں، کیونکہ سیدی محمد رضی اللہ عنہ کے متعلق میرا مشاہدہ یہ تھا کہ موٹا سا جبہ اور عمامہ اور انتہائی سادہ انداز حیات اور مجھے مردان راہ کے احوال کا علم تھا نہیں۔ تو آپ نے مجھے فرمایا: بیت یعنی مصرع درست کرو اور یوں کہو لاذابذاک ولا عتب علی الزمان یعنی ت کے سکون کے ساتھ جس کا معنی یہ ہے کہ یہ اس کے برابر نہیں اور زمانے پر کوئی ملامت نہیں۔ میں نے برملا اللہ اکبر کہا تو فرمایا یہ تکبر تیرے خبیث نفس پر ہے۔ تو دور دراز شہروں سے یہاں تک سفر کرکے آیا اور فقراء کو اپنے نفس کے ترازو پر تولتا ہے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور آپ نے مجھ پر عہد لیا اور میں اب تک سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی برکت میں ہوں۔

شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حکایت سیدی علی الرصفی سے سن رکھی تھی جو کہ اسے اپنے شیخ سیدی محمد سے جو کہ سیدی مدین کے بھانجے تھے اور وہ سیدی محمد الحریفیش سے روایت فرماتے تھے۔ جب مجھے ۹۱۵ھ میں دنوشر میں سید محمد الحریفیش کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے کشادہ روئی کے طور پر اس کی حکایت فرمائی۔ جب میں قاہرہ لوٹا تو میں نے سیدی علی رضی اللہ عنہ کو فرحاں وشاداں اس کی خبر دی تو آپ نے کشادہ روئی کے انداز میں مجھے فرمایا تو بلا سند تھا پس باسند ہوگیا۔

حقیقت میں اولیاء اللہ ہی بادشاہ ہیں

سلطان چقمق تنگدست ہوگیا تو اس نے سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی خوشنودی کی خاطر آپ کی خدمت میں لشکر کے اخراجات میں تعاون کا پیغام بھیجا تو آپ نے بادشاہ کے لئے پتھر کے ٹکڑوں کی بوری بھیجی جسے مزدور اٹھا کر قلعہ میں لے گئے بادشاہ نے دیکھا تو سونا پایا جسے بیچ کر بیت المال میں جمع کردیا اور یوں بادشاہ خوش حال ہوگیا اور کہنے لگا یہ حضرات بادشاہ ہیں۔

شب بھر میں قرآن کریم حفظ

ایک عمر رسیدہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یا سیدی! میرا مقصد یہ ہے کہ تھوڑی سی مدت میں قرآن کریم حفظ کرلوں۔ آپ نے فرمایا اس حجرے میں داخل ہوجاؤ۔ صبح ہوئی تو مکمل حافظ قرآن تھا۔

شیخ کی وسعت علم

اور جب کوئی شخص شیخ سے فقہ کا مسئلہ پوچھتا تو اسے جواب نہ دیتے اور فرماتے کہ عیسیٰ نابینا کے پاس جاؤ وہ تمہیں اس کا جواب دے گا اور یہ عیسیٰ امی تھے جو کہ آپ کے پاس خانقاہ میں رہتے تھے۔ چنانچہ پریشان کرنے والوں کا ایک گروہ آپ کے پاس امتحان کے طور پر آیا تو آپ نے فرمایا عیسیٰ نابینا کے پاس جاؤ وہ اس کا جواب دے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف آپ سے جواب طلب کرتے ہیں۔ فرمایا اس کا جواب فلاں کتاب میں ہے جو کہ تمہارے ہاں طاقچے میں پڑی ہے۔ دسویں ورق کی ساتویں

سطر میں ہے۔ انہوں نے معاملہ اسی طرح پایا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا پس معافی مانگی اور توبہ کی۔ سیدی مدین رضی اللہ عنہ کے واقعات بے شمار ہیں آپ کے مریدین وغیرہم میں مشہور ہیں اور آپ کے مریدین میں سے سیدی محمد الشویمی ہیں جو کہ آپ کے مزار شریف کے سامنے مدفون ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اور سیدی احمد لحلفاوی رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ خانقاہ کے صحن میں مدفون ہیں۔

سیدی محمد الشویمی اور سیدی احمد الحلفاوی رضی اللہ عنہما

شویمی رضی اللہ عنہ عظیم احوال والے تھے۔ آپ لوہے کے آلات اور تلواریں بنایا کرتے تھے اور سیدی مدین رضی اللہ عنہ سے ذرا فاصلے پر بیٹھتے تھے' تو جس کے دل میں کوئی بری چیز کا خیال گزرتا تو ڈنڈا کھینچ لیتے اور اس پر برسانے لگتے امیر ہو یا غریب' بڑا ہو یا چھوٹا یا حاکم۔ اس بارے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ جو شخص آپ کے حال سے واقف ہوتا وہ کبھی بھی سیدی مدین رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ ایک دفعہ سید مدین رضی اللہ عنہ بڑے بیمار ہوئے کہ قریب المرگ ہو گئے۔ آپ نے اپنی عمر سے دس سال انہیں ہبہ کر دیئے۔ بعد ازاں آپ کا وصال ہوا جبکہ شویمی رضی اللہ عنہ حاضر نہیں تھے۔ جب آئے تو حضرت کو تختہ غسل پر لٹایا جا چکا تھا۔ کہنے لگے! آپ کیونکر فوت ہو گئے میرے رب کی عزت کی قسم اگر میں آپ کے پاس حاضر ہوتا تو فوت نہ ہونے دیتا پھر آپ کے غسل کا سارا پانی پی لیا۔

اپنے مریدوں سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی کے ساتھ تمہاری تمام حاجات پوری کی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو کہ کسی عورت سے محبت کرتا تھا اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس حجرے میں داخل ہو جاؤ اور رات دن اس کے نام پر مشغول رہو۔ پس وہ عورت پاؤں سے چل کر حجرے کی طرف آئی اور اس سے کہا کہ دروازہ کھولو میں فلاں عورت ہوں۔ لیکن اس نے اس کی طرف کوئی رغبت نہ کی اور کہا: اگر معاملہ یوں ہے تو میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونا بہت بہتر ہے۔ چنانچہ وہ اسم ذات میں مشغول ہو گیا۔ پانچویں دن اللہ تعالیٰ نے اسے فتوح سے نوازا۔ رضی اللہ عنہ۔

اور شویمی رضی اللہ عنہ شیخ کے گھر میں اس طرح داخل ہوتے کہ عورتوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے گزر جاتے۔ لوگ سیدی مدین رضی اللہ عنہ سے اس کا شکوہ کرتے تو آپ فرماتے کہ تمہیں خیر حاصل ہو گئی۔ تشویش میں مبتلا نہ ہو۔ ایک دن مطبخ میں ایک سبزی کی ضرورت پیش آئی جبکہ یہ حضرات اشمون میں تھے۔ انہیں خرجی اور گدھا دیا گیا اور کہا گیا کہ باغ سے ہمارے لئے یہ سبزی خرید لاؤ۔ یہ قبرستان کی طرف نکل گئے اور وہاں سے ایک قسم کی گھاس اکھاڑ کر خرجی میں بھر کر لائے جو کہ مطلوبہ سبزی کی شکل میں تھی اور پیسے ویسے واپس لے آئے۔ اس دن سے خواتین آپ کی معتقد ہو گئیں۔

اور جب سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور آپ کے بھانجے سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے شیخ کے بعد خانقاہ میں شیخ ہونے کا مطالبہ کیا تو شویمی عصا لے کر باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے محمد! اگر تو نے رجوع نہ کیا تو تجھے تیرے رب سے تیری ہلاکت طلب کروں گا پھر داخل ہوئے اور سیدی مدین کے بیٹے سیدی ابوالسعود کو جو کہ پانچ برس کے تھے باہر لائے اور سجادہ پر بٹھا دیا اور فرمایا: جماعت کے ساتھ ذکر کرو۔ چنانچہ سیدی مدین کے بھتیجے نے رجوع کر لیا اور خانقاہ کی طرف جھانکنے کی جرات نہ کی حتیٰ کہ شویمی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

اور آپ چونکہ اونٹ رکھتے تھے اشمون میں کٹائی کے موقع پر غلہ اٹھاتے تھے اور اونٹ پر ایک ہی بوجھ لاد تے۔ لوگوں نے شیخ العرب سے اس کا تذکرہ کیا تو فرمایا میرا بوجھ اور دوسرے کا بار چھوٹا کردو تو آپ کا بوجھ پانچ اردب پایا گیا (اردب' ایک پیمانہ جو کہ ۲۴ صاع کے برابر ہوتا ہے) فرمایا اونٹ پانچ اراذب سے زیادہ وزن اٹھالیتا ہے اور آپ نے ہی وہ بنجر زمین آباد کی جو کہ حجاز کے راستے میں تیہہ کے قریب واقع ہے جبکہ سیدی مدین رضی اللہ عنہ نے وہاں سفر حج کے دوران وضو فرمایا اور آپ کے واقعات سیدی مدین کے مریدین کے ہاں کثیر اور مشہور ہیں۔

رہے حلفاوی رضی اللہ عنہ تو وہ سلیم الباطن مرد صالح تھے اور آپ خانقاہ میں شیخ کے سامنے چارے کا گٹھا لے کر گزر جاتے۔ شویمی رضی اللہ عنہ اسے برا جانتے اور کہتے کہ تو قلیل الادب ہے چنانچہ ایک دن ناراض ہو گئے اور قطع تعلق کر لیا۔ جب تیسرے دن کے آخر میں غروب آفتاب سے کچھ پہلے کا وقت آیا تو شویمی نے آ کر ان سے صلح کر لی اور کہنے لگے کہ اے بھائی! میں نے دیکھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ تیری ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے اور جب سے میں نے تجھ سے قطع تعلق کی ہے مجھ پر انعامات حق میں سے کچھ بھی مفتوح نہیں ہوا۔ یہ بات سیدی مدین رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے اس کے اس گٹھے کے ساتھ جنت میں چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ رضی اللہ عنہ۔ سیدی مدین رضی اللہ عنہ کچھ اوپر ۸۵۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

سیدی الشیخ محمد بن احمد الفرغل رضی اللہ عنہ

سیدی الشیخ محمد بن احمد الفرغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ صعید میں ابوتیج میں مدفون ہیں۔ آپ تمکین وتصریف والے مردوں میں سے تھے۔

کرامات

ایک عورت نے ناریل کی خواہش کی' مصر میں نہ مل سکا تو آپ نے تمیر نامی خادم سے فرمایا کہ اس حجرے میں داخل ہو جاؤ اور اس کے اندر جو درخت پاؤ اس سے پانچ ناریل توڑ کر اس عورت کو دے دو۔ چنانچہ وہ داخل ہوا اور ناریل کا درخت دیکھا تو اس سے پانچ ناریل توڑ کر اس عورت کو دے دیئے۔ بعدازاں اس حجرے میں داخل ہوئے تو کوئی درخت نہ پایا۔

ایک دن مصر میں شیخ الاسلام ابن حجر رضی اللہ عنہ کا آپ پر گزر ہوا جبکہ وہ اولادِ عمر کی ایک سفارش میں آئے۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی جاہل ولی اختیار نہیں فرمایا اور اگر اختیار فرماتا تو اسے علم عطا فرماتا۔ اور یہ آپ پر انکار کے طور پر کہا۔ آپ نے فرمایا اے قاضی! ٹھہر جا۔ وہ رک گئے۔ آپ نے انہیں پکڑا اور پیٹنا اور منہ پر تھپڑ مارنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ولی بنایا اور علم عطا فرمایا۔

اور راہبوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور خربوزہ کی خواہش ظاہر کی جب کہ اس کا موسم نہیں تھا۔ چنانچہ آپ اس کے لئے خربوزہ لائے اور فرمایا: مجھے میرے رب کی عزت کی قسم میں نے جبل قاف کے پیچھے پایا۔

آپ کے خادم تمیر کی بیٹی کو مگرمچھ نے اچک لیا۔ وہ روتا ہوا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہاں جاؤ جہاں سے اس نے بچی کو اچکا ہے اور اپنی بلند آواز سے پکارو: اے مگرمچھ! فرغل کی بات سنو۔ چنانچہ مگرمچھ سمندر سے باہر آ گیا اور کشتی کی

طرح چلنے لگا اور لوگ اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے یہاں تک کہ شیخ کے گھر کے دروازے پر آ کھڑا ہوگیا۔ شیخ نے لوہار کو حکم دیا کہ اس کے سارے دانت نکال دو اور اسے حکم دیا کہ بچی کو اپنے پیٹ سے اگل دو۔ چنانچہ اس نے بچی کو زندہ اگل دیا جو کہ بیہوش تھی اور آپ نے مگرمچھ سے عہد لیا کہ جب تک وہ زندہ ہے آپ کے شہر میں سے کسی کو پھر نہ نگلے اور مگرمچھ آنسو بہاتا ہوا لوٹ گیا حتیٰ کہ سمندر میں اتر گیا۔

آپ کئی دفعہ فرماتے کہ میں دربار خداوندی میں عرش کے نیچے چلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ فرمایا میں نے یہ کہا۔ قاضیوں میں سے ایک شخص نے آپ کی تکذیب کی۔ آپ نے اس کے خلاف گونگے پن کی دعا کی چنانچہ وہ گونگا ہوگیا حتیٰ کہ مرگیا۔

آخری عمر میں بیماری کی وجہ سے بیٹھے رہتے تھے اور اطراف واکناف روئے زمین کے تمام ممالک کی خبریں بیان فرماتے رہتے اور آپ کے لئے ہر روز اور دوسرے دن نئی دوا تبدیل کی جاتی تھی۔

اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جوانی کی عمر میں میں نے فرغل ابن احمد رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ آپ نے اپنی جماعت کو بلاد شرقیہ سے میرے چل نکلنے کی خبر دی اور فرمایا کہ یہ دیکھو محمد بن حسن الاعرج ہماری زیارت کے قصد سے چل نکلا۔

بلمحہ کی خبر غیب

فرنگیوں کے علاقوں میں ایک نصرانی عورت آپ کی معتقد تھی۔ اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو شفا بخشی تو فرغل کے لئے ایک بچھونا تیار کرے گی۔ چنانچہ آپ فرماتے کہ انہوں نے بچھونے کا سوت کات لیا۔ اب انہوں نے سوت پھرکیوں پر لپیٹ دیا۔ اب اسے بننا شروع کر دیا۔ اب اُسے بھیج دیا۔ اب سواری پر رکھ دیا۔ اب فلاں مقام پر پھر فلاں مقام تک پہنچ گئے۔ ایک دن فرمایا: ایک شخص باہر نکل کر بچھونا لے لے کیونکہ وہ دروازے پر پہنچ گیا۔ نکلے تو بچھونا دروازے پر پایا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا اور جو قاصد یہ بچھونا لایا اس کے ہمراہ آپ نے کچھ ہدیہ بھیجا اور اسے فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرو چنانچہ اس نے آنکھیں بند کیں تو خود کو اپنے شہر طینات وسطی میں پایا۔

آپ ابھی بنی صمیت میں بچے تھے کہ آپ کو کھجوریں خشک کرنے کے کھلواڑے کا پہرے دار مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے سبز خوشے لئے اور کھلواڑے پر چڑھ گئے کہ جلادیں۔ لوگوں نے شور ڈالا کہ اس مجنون نے کھلواڑا جلا دیا۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کی پٹائی کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے آگ سے کہا تھا کہ صرف میرے خوشے جلانا۔ اب تک دیکھو تو انہوں نے دیکھا کہ وہ خوشے ہی جلے ہیں۔

آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دو۔ اس نے کہا کہ اس کا حق مہر آپ پر گراں ہوگا۔ فرمایا: کتنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: چار سو دینار۔ فرمایا: چھوٹی نہر کی طرف جاؤ اور اسے کہو کہ تجھے فرغل نے کہا ہے کہ میرے لئے رہٹ کے دو برتن سونے اور چاندی کے بھردے۔ چنانچہ اس کے لئے دو برتن بھر دیئے اور وہ اور اس کی اولاد شیخ کی برکت سے ہمیشہ پاک دامن رہے۔ حتیٰ کہ فوت ہوگئے۔

اور آپ کی خدمت میں ابن الزراز ہری حاضر ہوئے۔ پس آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا میں نے مخلصین سے تجھے کھسکنے والوں کا والی بنا دیا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے صعید کی چار ریاستوں کے امور کا والی بنا دیا۔ اور آپ نے مصر میں ایک حاکم کی طرف ایک کسان کی سفارش میں اپنا قاصد بھیجا۔ تو اس نے کہا کہ اپنے شیخ سے کہہ کہ تو میرا نوکر ہے۔ قاصد نے شیخ کی طرف لوٹ کر واقعہ کی خبر دی تو آپ نے اپنی انگلی کے ساتھ اس شخص کی طرح جو گڑھا کھودتا ہے زمین میں سوراخ کیا۔ پس خبر پہنچی کہ بادشاہ اس حاکم پر ناراض ہوگیا اور اس کا گھر اکھاڑ پھینکنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ آج تک جامع طولون کی طرف کی وہ جگہ غیر آباد ہے۔ بعدازاں اس کا سر قلم کر دیا۔ لوگوں نے اس سے اس کا سبب پوچھا کہنے لگا: مجھے اس کا سبب معلوم نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کی مجھے تحریک فرمائی۔

آپ کے پاس بیٹھ کر ایک فقیہ نے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ فقیہ نے خطا کی تو اسے فرمایا کہ تو نے غلطی کی ہے۔ اس نے کہا: یا سیدی! آپ کو کس نے بتایا کیونکہ آپ حافظ قرآن نہیں ہیں۔ فرمایا میں آسمان کی طرف ایک ساتھ اٹھتا ہوا نور دیکھ رہا تھا۔ پس نور منقطع ہوگیا اور مابعد کے ساتھ متصل نہیں ہوا تو میں نے معلوم کرلیا کہ تو نے غلطی کی ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے کہ میں ان میں سے ہوں جو کہ اپنی قبروں میں تصرف کرنے والے ہیں تو جسے کوئی حاجت ہو وہ میرے چہرے کی طرف سامنے سے آئے اور میرے پاس اس حاجت کا ذکر کرے میں اس کی حاجت پوری کر دوں گا۔ (پتہ چلا کہ اہل اللہ کے مزارات پر حاضر ہو کر ان سے حاجت روائی کی درخواست کرنا درست ہے اور یہ کہ وہ حاجت روائی فرماتے ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور آپ کے واقعات تو دفتروں میں سما نہیں سکتے۔ آپ نے کچھ اوپر ۸۵۰ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آمین۔

سیدی الشیخ ابوبکر الدقدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدی عثمان الخطاب رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں۔ آپ ان میں سے تھے جن کا تصرف جاری ہے اور آپ کے لئے اعیان بدل جاتے تھے۔

حکایت

مجھے شیخ الاسلام الشیخ نور الدین الطرابلسی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حکایت بیان کی۔ فرماتے ہیں کہ مجھے سیدی عثمان الخطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ انہوں نے سیدی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سال حج کیا۔ شیخ سارے راستے میں میری معرفت ایک ہزار یا کم و بیش دینار قرض لیتے رہے۔ جب لوگ مجھ سے مطالبہ کرتے تو میں آپ کے پاس حاضر ہو کر خبر دیتا تو فرماتے کہ ان کنکریوں میں سے قرضہ کے مطابق دینار گن کر لے لو۔ تو میں ایک ہزار کنکریاں اور پانچ سو ایک سو چالیس اور تیس کنکریاں لے کر اس شخص کے پاس جاتا تو وہ انہیں دینار پاتا۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو حضرت شیخ رضی اللہ عنہ ہر روز صبح و شام صحن میں دسترخوان بچھاتے۔ جب تک مکہ مکرمہ میں مجاور رہے جو بھی داخل ہوتا اور کھاتا کسی کو روکتے نہیں تھے۔ فرماتے ہیں کہ یہ ایسا امر ہے کہ ہمیں خبر نہیں پہنچی کہ سیدی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے کسی نے ایسا کیا ہو۔

آپ کا ایک مرید باب اللوق میں حشیش (بھنگ) کا کام کرتا تھا۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اس کی طرف ضرورت مندوں کو بھیجتے تو وہ پوری کر دیتا۔ سیدی عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن آپ سے اس کے متعلق سوال کیا اور کہا کہ معصیت تو طریق ولایت کے خلاف ہے تو آپ نے فرمایا: بیٹے! یہ معصیت والوں میں سے نہیں۔ وہ تو حشیش بیچنے کی صورت میں لوگوں کو توبہ کرانے کے لئے بیٹھا ہے تو جو بھی اس سے خرید لیتا ہے پھر اسے کبھی بھی حلق سے اتار نہیں سکتا۔ مجھے سیدی الشیخ نور الدین الطرابلسی نے سیدی عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح خبر دی ہے۔

سیدی عثمان الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی ابوبکر الدقدوسی رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کرنے والوں میں سے جلیل القدر ہیں۔ آپ سادہ منش زاہدوں میں سے تھے۔ آپ کا چمڑے کا لباس تھا جو سرما و گرما میں پہنتے اور چمڑے کے ساتھ کمر بستہ رہتے۔ بہادر تھے۔ گنکا کھیلتے۔ دس آدمی ہوشیار و چالاک آپ پر بیک وقت ہجوم کر کے حملہ کرتے۔ آپ اپنا عصا درمیان میں سے پکڑ لیتے اور سب حملہ آوروں کا وار روک دیتے۔ آپ تک ایک ضرب بھی نہ پہنچتی۔ آپ نے اپنے بچپنے میں اپنے متعلق ایسا ہی بیان فرمایا ہے۔ آپ یتیم بچوں پر بغایت مہربان تھے اور فرماتے کہ میں نے یتیمی کی تلخی برداشت کی ہے کیونکہ میں چھوٹا ہی تھا جب میرے والد بزرگوار فوت ہو گئے۔

یہ عسا کر قرآن ہیں

آپ ہمیشہ سر جھکائے رہتے۔ کسی ضرورت یا کسی سے بات کرنے کے بغیر آسمان کی طرف کبھی نہیں اٹھاتے تھے۔ ہمیشہ خانقاہ کے فقراء وغیرہ کی مصلحتوں کے کام میں مصروف رہے۔ غلہ چھاننے میں یا اسے صاف کرنے میں یا اسے پیسنے میں یا طعام کے آلات جمع کرنے میں یا فقراء کے کپڑے سینے میں یا ان سے جوئیں نکالنے میں یا چراغ جلانے میں یا باغات سے ایندھن اکٹھا کرنے میں اور آپ کے ہاں فقراء اور بیوگان کی تعداد سو افراد سے زائد تک پہنچ گئی تھی جبکہ آپ کا کوئی وظیفہ یا وقف نہ تھا سوائے ان فتوح کے جو ہر روز اللہ تعالیٰ عطا فرماتا اور جس کے ہاں سبزیوں میں کچھ بچ رہتیں تو کہتا اسے شیخ عثمان کے لئے رہنے دو۔ جب کچھ تنگی حال لاحق ہوتی تو سلطان قایتبای کے ہاں تشریف لے جاتے اور اس سے کچھ طلب فرماتے تو وہ آپ کے لئے غلہ، مسور، چاول وغیرہ کا حکم دیتا۔ ایک دن بادشاہ نے آپ سے کہا: یا شیخ عثمان! آپ کو ان تمام لوگوں میں کس نے مبتلا کر دیا۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور اپنے آپ کو راحت بخشیں تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تو ان ممالک اور لشکروں کو آزاد کر دے اور اکیلا بیٹھا رہ۔ اس نے کہا کہ یہ تو عسا کر اسلام ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ عسا کر قرآن ہیں۔ بادشاہ مسکرا دیا۔

اور جب بادشاہ نے ایوان کبیر کی تعمیر شروع کی تو وہاں ایک سرائے آڑے آ گئی۔ آپ بادشاہ کے پاس قلعہ میں گئے اور فرمایا: مولانا! یہ سرائے مسجد تھی جسے گرا کر سرائے بنا دیا گیا۔ پس بادشاہ نے شیخ کی بات کی تصدیق کی اور سرائے کو گرانے کا حکم دے دیا اور شیخ کو اسے خانقاہ میں شامل کرنے کا اختیار دے دیا۔ لوگوں نے قاضیوں میں سے بعض کو رشوت دی جس نے بادشاہ کے پاس جا کر کہا: مولانا! لوگوں میں آپ پر ملامت باقی رہے گی کہ آپ ایک فقیر مجذوب کے کہنے پر سرائے کو گرانے کا حکم دے رہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ میرے نزدیک شیخ کا قول ثابت ہے۔ چنانچہ گرایا تو محراب اور دو ستون ظاہر ہو گئے۔ شیخ نے بادشاہ کو بلا بھیجا۔ پس

وہ قلعہ سے اتر کر آیا اور اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب بادشاہ نے چاہا کہ تعمیر کے اخراجات خود برداشت کرے لیکن شیخ نے انکار فرمایا۔ اس نے کہا کہ مٹی کھودنے میں آپ کی مدد کروں۔ فرمایا: نہیں ہم خود اسے بچھائیں گے۔ اب تک اس کے اونچے ہونے کا یہی سبب ہے اور باقی خانقاہ آپ کے شیخ الشیخ ابوبکر الدقدوسی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

قطب کی زیارت

مجھے شیخ الاسلام الشیخ نورالدین الطرابلسی الحنفی اور سید شریف الخطابی المالکی النحوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے خبر دی فرماتے ہیں کہ ہم نے سیدی عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں نے سیدی ابوبکر کی معیت میں حج کیا تو میں نے آپ سے التجاء کی کہ مجھے قطب سے ملائیں۔ فرمایا: یہاں بیٹھو اور خود چلے گئے اور گھڑی بھر مجھ سے غائب رہے پھر میرے سر میں اتنا بوجھ ہو گیا کہ میں اسے سنبھال نہ سکا حتیٰ کہ میری ریش نیچے جا لگی۔ پس دونوں حضرات۔ زمزم اور مقام کے درمیان میرے پاس بیٹھے باتیں کرتے رہے اور جو کچھ میں نے قطب سے سنا اس میں یہ بھی تھا کہ اے عثمان! آپ نے ہمیں مانوس فرمایا۔ ہم پر برکت نازل ہوئی پھر میرے شیخ سے کہا کہ اسے وصیت فرماتے رہیں اس سے فیض و برکت ظاہر ہوگا پھر اس نے سورہ فاتحہ اور سورۂ قریش پڑھیں۔ دعا مانگی اور دونوں چلے گئے۔ پھر سیدی ابوبکر رضی اللہ عنہ لوٹے اور فرمایا کہ اپنا سر اٹھاؤ۔ میں نے عرض کی مجھ میں طاقت نہیں۔ پس آپ مجھے تیل لگاتے رہے حتیٰ کہ میری گردن نرم ہوتی گئی یہاں تک کہ اپنی اصلی حالت پر آ گئی۔ فرمایا: اے عثمان! تیری یہ حالت ہے حالانکہ تو نے اسے دیکھا نہیں۔ گر دیکھ لیتا تو کیا حالت ہوتی۔ اسی لئے سیدی عثمان جب بھی اپنے ہم مجلس سے اٹھ جانے کا ارادہ فرماتے تو سورۃ الفاتحہ اور لایلاف قریش کی تلاوت ضرور کرتے۔ اس کے سوا نہیں چارہ نہیں تھا۔

شیخ شمس الدین الطنخی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے سیدی ابوالعباس الغمری رضی اللہ عنہ کو فقراء مصر میں سے کسی کے لئے قیام فرماتے نہیں دیکھا سوائے شیخ عثمان الخطاب کے۔ باب الجامع سے آپ سے ملاقات کرتے اور اسی طرح سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ آپ سے محبت فرماتے اور تعظیم فرماتے تھے اور دونوں میں ہر ایک دوسرے کی زیارت کو حاضر ہوتے تھے۔ (اور تواضع اس قدر) کہ جب کوئی شخص آپ سے التجا کرتا: یا سیدی عثمان! المدد تو فرماتے کہ عثمان تو جہنم کے ایندھن کا گٹھا ہے تو اس کی توجہ تمہیں کیا فائدہ دے گی؟ (اقول وباللہ التوفیق مذکورہ الفاظ تواضعاً کہے گئے کیونکہ اہل اللہ بطور تواضع بارگاہ خداوندی میں ایسے الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں۔ حضرت آدم ربنا ظلمنا انفسنا، حضرت یونس علیہ السلام نے لاالہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کہا۔ ہمیں ان کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنے کا حق نہیں۔ نہ ہی اہل اللہ سے مدد مانگنے کا انکار ثابت کہ منکرین کے گمان فاسد میں یہ شرک ہے۔ یہاں حضرت نے المدد کہنے والے کو مشرک نہیں کہا بلکہ اظہار تواضع فرمایا جو کہ حقیقت مدد کا اثبات ہے۔ ورنہ شدید انکار فرماتے اور اسے شرک سے بچنے کی تاکید فرماتے۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور مجھے شیخ نورالدین الشونی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ ایک مدت تک آپ کے پاس مجاور رہے۔ ایک شب وضو کرنے کے لئے نکلا تو ایک شخص کو وضو خانہ کے راستہ میں ایک کپڑے میں لیٹا پڑا دیکھا تو اسے کہا: اٹھ جاؤ یہ مرنے کی جگہ نہیں۔ اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا: اے بھائی! میں عثمان ہوں مجھ بچوں کی ماں نے باہر نکال دیا ہے اور اس نے قسم کھائی ہے کہ آج

رات مجھے گھر میں نہیں سونے دے گی اور وہ آپ پر مسلط تھی اور آپ کے ساتھی شیخ عثمان الدیمی کی بیوی بھی ایسی ہی تھی اور دونوں میں سے ہر ایک کے عیال دوسرے پر نکل آتے اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو صرف یا عثمان کہہ کر آواز دیتا۔ لقب یا کنیت کے ساتھ نہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

آپ القدس کی زیارت کے لئے نکلے اور وہیں کچھ اوپر ۸۰۰ھ میں وفات پائی۔

الشیخ محمد الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غربیہ میں نہیا کی سمت میں مدفون ہیں۔ آپ کا مزار کتنے ہی شہروں سے کافی مسافت پر دور سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ میرے جد امجد کے مریدوں میں سے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ جب تک صحبت میں رہے دقیق علوم و معارف سے عجائب و غرائب بیان کرتے۔ جب حال قوی ہوگیا تو انبیاء علیہم السلام اور ان کے علاوہ دوسروں کے بارے میں ایسے الفاظ کے ساتھ گفتگو فرماتے کہ کوئی سن نہیں سکتا تھا اور متعدد شہروں میں ایک وقت میں ہی دیکھے جاتے تھے۔

مجھے شیخ ابوالفضل السرسی نے بتایا کہ ایک دن آپ ان کے ہاں تشریف لائے۔ لوگوں نے خطبہ کی التجا کی' فرمایا بسم اللہ منبر پر رونق افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور بزرگی بیان کی پھر (یہاں خلاف شرح شہادت دی) لوگوں نے کہا: کافر ہوگیا۔ آپ نے تلوار کھینچ لی۔ سب لوگ جامع مسجد سے بھاگ گئے۔ آپ اذان عصر تک منبر کے پاس بیٹھے رہے اور کسی کو جامع میں داخل ہونے کی جرات نہ ہوئی۔ پھر مضافات کے شہروں سے بعض لوگ آئے ہر شہر والوں نے بتایا کہ آپ نے ان کے ہاں خطبہ دیا اور انہیں نماز پڑھائی۔ شیخ ابوالفضل نے فرمایا کہ ہم نے اسی روز آپ کے تیس خطبات کی گنتی کی۔ جبکہ ہم آپ کو اپنے شہر میں اپنے پاس بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں۔

اور مجھے شیخ احمد القلعی نے بتایا کہ سلطان قایتبای جب دیکھتا کہ آپ اس کا قصد کر کے آ رہے ہیں تو وہاں سے نکل کر اس خطرے کی بنا پر گھر میں داخل ہو جاتا کہ کہیں لوگوں کے سامنے اسے پکڑ لیں۔ اور جب آپ کسی کو پکڑتے تو اس کی داڑھی سے پکڑ لیتے۔ اس کے چہرے پر تھوکنا شروع کر دیتے اور تھپڑ مارتے یہاں تک کہ اسے چھوڑنے کا خیال ظاہر ہوتا اور لوگوں میں سے بڑے سے بڑا بھی جا نہیں سکتا تھا جب تک کہ آپ اس کی پٹائی سے فارغ نہ ہو لیتے۔

آپ نے فرمایا کہ مرد کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کا مقام ہمیشہ کے لئے عرش کے نیچے ہو اور فرمایا کہ زمین میرے سامنے اس برتن کی طرح ہے جس سے میں کھا رہا ہوں اور خلائق کے جسم شیشے کی طرح ہیں ان کے بواطن میں جو کچھ ہے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے ۸۹۷ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ۔

سیدی عیسیٰ بن نجم خفیر البرلس رضی اللہ عنہ

آپ باعمل علماء میں سے تھے۔ طریقت میں آپ کے عالی مجاہدات ہیں اور میں نے سیدی علی المرصفی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سیدی عیسیٰ بن نجم رضی اللہ عنہ ۱۷ سال تک ایک وضو کے ساتھ رہے۔ میں نے پوچھا یا سیدی! یہ کیسے؟ فرمایا: ایک دن عصر کی اذان سے پہلے وضو فرمایا اور اپنی چارپائی پر لیٹ گئے اور خادم سے فرمایا کہ کسی کو مجھے جگانے نہ دینا یہاں تک کہ میں خو

بیدار ہو جاؤں۔ پس کسی نے آپ کو بیدار کرنے کی جرات نہ کی اور اتنی مدت آپ کی انتظار کرتے رہے پھر آپ بیدار ہوئے جبکہ آپ کی دونوں آنکھیں سرخ خون کی طرح تھیں۔ چنانچہ آپ نے اسی وضو کے ساتھ نماز ادا فرمائی جو کہ لیٹنے سے پہلے کیا تھا اور نیا وضو نہ کیا اور آپ کی کمر میں کپڑا بندھا تھا جب کھڑے ہوئے اور اسے کھولا تو کمرے سے کیڑے گرنے لگے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ حالت احوال شہود میں آئی ہے اور صاحب حالت پر اس کی ساری عمر یوں گزر جاتی ہے جیسے بجلی کی چمک، جیسا کہ احوال قوم کا سلوک رکھنے والا اسے جانتا ہے۔

اور مجھے شیخ محمد البرلسی نے بتایا کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میری یہ گھوڑی بچھیرا جنے تو وہ سیدی عیسیٰ بن نجم کے لئے ہے چنانچہ اس کے ہاں بچھیرا پیدا ہوا جب بڑا ہوا تو اس نے اسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا اور دل میں کہنے لگا سیدی عیسیٰ میرا کیا کریں گے؟ چنانچہ ایک دن وہ اسے لئے گزر رہا تھا جب سیدی عیسیٰ کے بالمقابل آیا تو اپنے مالک سے چمکا اور بھاگ کر خانقاہ میں داخل ہو گیا۔ اس کا مالک بھی اس کے پیچھے جا پہنچا۔ گھوڑا شیخ کی قبر میں داخل ہو گیا پھر نہیں نکلا۔ رضی اللہ عنہ۔

الشیخ شہاب الدین المرحومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عارف باللہ تعالیٰ سیدی مدین رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے یگانہ ہیں۔ آپ کا طریقہ مجاہدہ و ریاضت تھا۔ گرما و سرما میں چمڑے کا لباس پہنتے۔ دونوں سمتوں سے پہنتے تھے۔ ہمیشہ زمین کی طرف سر جھکائے رہتے۔ سیدی محمد سائح البحر کے قریب مصر قدیم میں بچوں کی مہمان نوازی کیا کرتے۔ اپنے شیخ سیدی مدین رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی وفات تک رہے لیکن ان کا کھانا چکھا تک نہیں۔ اس کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ کا کھانا اس ڈر کے پیش نظر نہیں کھایا کہ کہیں اپنے شیخ کی طلب میں کسی دوسری چیز کو شریک کر لوں۔ آپ نے فرمایا: طریقت چلی گئی اور اس کے عشاق چلے گئے اور اس کے متعلق کلام کرنا لوگوں کے ہاں بدعت شمار ہونے لگا و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آپ پر خوف اور گریہ طاری رہتا۔ تو انہیں محو گریہ ہی دیکھے گا۔ سیدی و شیخی الشیخ نور الدین الشونی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کی زیارت کی اور آپ سے عرض کی یا سیدی! میرا مقصود طریق الی اللہ عزوجل ہے تو فرمایا: اے بھائی! اللہ کی قسم میں اپنے نفس کو پلک جھپکنے تک بھی نفاق سے بچا ہوا شمار نہیں کرتا اور مجھ پر عہد نہیں لیا گیا جب میں نے واپس ہونے کا ارادہ کیا تو عرض کی: یا سیدی! میرے لئے دعا فرمائیں تو روتے ہوئے منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور ذبح کئے ہوئے پرندے کی طرح تڑپنے لگے اور اپنے نفس سے کہنے لگے کہ تو ایسے زمانے تک زندہ ہے کہ تیرے جیسے سے دعا کی طلب کی جانے لگی ہے اور اپنے آپ کو سخت سست کہنے لگے۔

اور آپ کے جلیل القدر مریدین میں سے سیدی الشیخ ابوالسعود الجارحی اور سیدی الشیخ عارف باللہ تعالیٰ سیدی سلیمان الخضیری رحمۃ اللہ علیہما ہیں اور سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ سلیمان الخضیری میرے نزدیک شیخ ابوالسعود سے اکمل ہیں رضی اللہ عنہ۔

الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی محمد رضی اللہ عنہ

جو کہ سیدی مدین کے بھانجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اور اہل اسلام پر ان کی برکات لوٹائے۔ آپ ابن عبدالدائم المدینی کے ساتھ مشہور ہوئے۔ آپ کے مجاہدات حد سے بالاتر ہیں۔ پس آپ کی سچائی آپ کے تلامذہ میں ظاہر ہوئی۔ آپ کی تربیت کے زیر اثر سنور کر نکلنے والوں میں سیدی الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی محمد ابوالحمائل السروی' الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی نورالدین الحسینی بن عین الغزال اور سیدی الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی نورالدین علی المرصفی اور عجم ومغرب کی بے شمار مخلوق ہے اور قوم صوفیاء کی طریقت کا مصر میں ان دنوں دارومدار آپ کے تلامذہ پر ہے رضی اللہ عنہ۔ آپ خوش' تازگی اور ناز ونعمت والے تھے۔ خلائق آپ پر متوجہ ہوئے۔ آپ نے قلبی طور پر انہیں مسترد کر دیا چنانچہ کوئی فقیر آپ کے گرد نہ آیا اور آپ خود بازار میں نکلتے اپنی ضرورت کی چیزیں خود خریدتے۔ انگیٹھی کی طرف روٹی خود اٹھاتے یہاں تک کہ وفات پائی اور سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی تربت کے دروازے پر دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہما۔

آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس گھر میں جی بھر کر کلام اور قیل وقال کی اب تو صرف واحد یکتا کے حضور حاضری باقی رہ گئی اور علم سلوک میں آپ کا ایک عظیم رسالہ ہے جسے مصر وغیرہ میں آپ کے یاران طریقت ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ساتھ آپ کو تربت کے اندر داخل کرنے کی بجائے دروازے پر دفن کرنے کا سبب جیسا کہ مجھے ہمارے شیخ الشیخ امین الدین نے جو کہ مصر میں جامع الغمری کے امام ہیں بتایا یہ ہے کہ شیخ سیدی ابوالسعود ابن سیدی مدین اور ان کی جماعت نے اس واقعہ کی وجہ سے انہیں داخل نہ ہونے دیا جو کہ ان کے اور شیخ سیدی محمد کے درمیان اس وقت رونما ہوا جبکہ ی مدین رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے صاحبزادے سیدی ابوالسعود کی بجائے یہ مشیخیت کے لئے بیٹھے اور انہوں نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس طریقت کہاں سے آئی؟ بیٹا زیادہ حقدار ہے اور یہ بیماری مشائخ کی اولاد کے اور ان کے والد کی جماعت کے درمیان ہمارے آج کے دور تک جاری ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ جاہلیت کی عصبیت سے محفوظ رکھے۔

اور جب ان حضرات نے سیدی مدین کی خانقاہ سے انہیں روک دیا تو آپ ام خوند کے مدرسہ کی طرف منتقل ہو گئے تو فقراء بھی آپ کے ساتھ چلے گئے پس سیدی مدین کی خانقاہ سے ایک جماعت سوار ہو کر ام خوند کے ہاں گئی جو کہ اس مدرسہ کی مالک تھی اور یہ سادہ مزاج خاتون تھی چنانچہ انہوں نے اس سے کہا کہ آپ نے مدرسہ حصول اجر کے لئے بنایا ہے یا اجر کے بغیر صرف مشقت کے لئے۔ اس نے کہا صرف اجر کے لئے۔ پس انہوں نے کہا کہ یہ شخص جو اپنے کو مدینی کہلاتا ہے اجر ودعا سب کچھ لے گیا اور تیرے لئے حصول کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ چنانچہ وہ خود سوار ہو کر آئی اور آپ کو مدرسہ سے نکال باہر کیا۔ اب آپ باب النصر میں واقع ابن البقری کے مدرسہ میں منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔

فقراء کا کیمیا مرتبہ کن فیکون

اور مجھے مدرسہ ام خوند کے موذن شیخ شمس الدین الصعیدی نے بتایا کہ ایک مغربی سیدی مدین کے بھانجے سیدی الشیخ محمد کے

پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا سیدی! آپ عیال دار ہیں آپ کے پاس فقراء کثیر تعداد میں ہیں اور آپ کا کوئی وظیفہ یا جائیداد وغیرہ نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو کیمیا گری سکھا دوں جس کی بدولت آپ فقراء پر خرچ کرتے رہیں۔ آپ نے فرمایا: جزاک اللہ عنا خیرا کہنے لگا: یا سیدی! کچھ مبلغات چاہئیں جن سے ضرورت کی چیزیں خرید لاؤں۔ آپ نے کچھ رقم عطا کی جس سے وہ ضرورت کی چیزیں خرید لایا۔ شیخ نے فرمایا: اپنے انتظامات مکمل کرلو اور اس حجرے میں داخل ہوکر کیمیا کا عمل کرو پھر ہم پر پیش کرو۔ چنانچہ وہ اپنا سامان لے آیا اور حجرہ میں داخل ہوگیا۔ شیخ نے فقراء سے فرمایا کہ یہ شخص احوال فقراء میں سے کچھ بھی نہیں جانتا فقراء کا کیمیا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں لفظ کن کے ساتھ چیزوں کے عین کو بدلنے کی طاقت عطا فرمادے۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ ابھی اس حال میں نکلتا ہے کہ اس کا چہرہ اور داڑھی جھلس چکے ہیں۔ ایک لحظہ کے بعد اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہنے لگا دروازہ کھولو میں جل گیا۔ جب دروازہ کھولا گیا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ اور داڑھی جھلس چکے ہیں۔ کہنے لگا کہ مجھ پر گندھک پڑ گئی تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں ایسے کیمیا کی کوئی ضرورت نہیں جس میں چہرے اور داڑھیاں جھلس جائیں چلو اپنی راہ لو۔

شیخ شمس الدین الصعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت شیخ نے تجربہ کئے بغیر پہلے ہی خرقہ کی آبرو بچانے کے لئے صرف اسے اس لئے رد نہ فرمایا تاکہ اسے جتلا دیں کہ فقراء اس سے بے نیاز ہیں اور یہاں ان کا خزانہ صرف قناعت ہے اور کچھ نہیں۔ واللہ اعلم۔

الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی علی المحلی رضی اللہ عنہ

آپ اللہ تعالیٰ کے معدودے چند مردوں میں سے تھے۔ خشک مچھلی، خربوزہ، کھجور، مرسین، یاسمین اور گلاب بیچا کرتے۔ جب کوئی فقیر آپ کے پاس کسی دنیوی چیز کے بارے میں مدد مانگنے کے لئے آتا تو اسے فرماتے کہ جس قدر قلعی لاسکتے ہو لے آؤ۔ جب لے آتا تو اسے فرماتے اسے آگ کے ساتھ پگھلاؤ جب پگھلا لیتا تو شیخ اپنی انگلی کے ساتھ تھوڑی سی مٹی لیتے اور اس پر بسم اللہ پڑھتے اور اسے بکھیر دیتے تو اسی وقت وہ سونا بن جاتا۔

ایک دفعہ دمیاط میں ایک قاضی نے آپ پر انکار کیا اور کہا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ فرمایا: حنفی۔ پھر قاضی پر پھونک ماری وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔

آپ شہر میں چلتے اور فرماتے: اے علماء شہر! جب نمک خراب ہو جائے تو اس کی اصلاح کون کرے گا؟

اور آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ ایک دفعہ سیدی حسین ابو علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام بھیجا تو سیدی علی المحلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سلام کی مثل میں آپ کو ہدیہ پیش کرتے ہیں پھر آپ نے سمندر سے دستی ٹوکری جواہرات کی بھر کر نکالی فقیر نے کہا مجھے اور میرے شیخ کو جواہر کی کوئی ضرورت نہیں ہے چنانچہ آپ نے انہیں سمندر میں پھر ڈال دیا کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔

میرے قریبی دادا الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی علی بن شہاب رضی اللہ عنہ

آپ پرہیز گاری میں دقیق تھے۔ فرماتے کہ طریق الی اللہ میں اصل لقمہ کا پاک ہونا ہے۔ جب چکی میں آٹا پیستے تو پتھر کو الٹ کر اس کے نیچے سے لوگوں کا آٹا نکال لیتے اور کتوں کے لئے گوندہ لیتے پھر پیستے۔ پھر لوگوں کے لئے اپنی گندم سے آٹا چھوڑ دیتے۔ آپ نے حین وفات تک ان کبوتروں کے بچے نہیں کھائے جو کہ ریف کے برجوں میں تھے اور میرے والد رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کے حلال ہونے کے بارے میں علماء کے فتاوی لاتے تو فرماتے: بیٹے! مخلوق میں سے ہر ایک اپنے علم کے مطابق فتویٰ دیتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ نے پڑھایا ہے۔ پھر فرماتے: بیٹے! یہ کبوتر کاشت کے دنوں میں دانے کھاتے ہیں اور لوگ انہیں گوپیا سے پتھر پھینک کر اڑاتے ہیں۔ اسی لئے ان کے لئے ایسی چیزیں بناتے ہیں جس سے انہیں کھلواڑوں سے بھگاتے ہیں۔ اگر کسان اس سے صرف نظر کرتے جو کبوتر کھاتے ہیں تو مذکورہ چیزوں میں سے کچھ بھی عمل میں نہ لاتے پھر آپ نے پرہیز میں مبالغہ فرماتے ہوئے شہد کی مکھیوں کا شہد کھانا چھوڑ دیا اور فرمایا: میں نے اپنے علاقے کے باغات والوں کو دیکھا ہے جو کہ شفتالو اور زردالو وغیرہ کے پھولوں سے مکھیاں اڑاتے ہیں اور انہیں پھول کھانے نہیں دیتے۔ میرے والد محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ نے جو کہ مالک حقیقی ہے فرمایا نہیں: کلی من کل الثمرات (النحل آیت ۶۰) تمام پھلوں سے کھا تو فرمایا مملوکہ ثمرات سے ہے مباحہ سے نہیں۔ پس میرے والد محترم خاموش ہو گئے پھر والد محترم نے عرض کی کہ لفظ کل عموم کا فائدہ دیتا ہے پس ہم عموم پر ہیں۔ تو فرمایا عام پر خاص مقدم ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حرام قرار دیا ہے کہ تو لوگوں کی کھیتی میں ان کی رضا مندی کے بغیر اپنی گائے چرائے پھر تو اس کا دودھ پیئے۔ پس میرے والد محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنا سر کھول دیا اور معافی مانگی اور عرض کی یا سیدی! میرے جیسا آپ کا معلم نہیں ہو سکتا۔

آپ بچوں کی مہمان نوازی فرماتے اور ان کی طرف سے اور ان کے آباء کی طرف سے کوئی چیز اپنے پیٹ میں داخل نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قحط کے دنوں میں بھوکے رہتے اور شہر کی بیوگان اور یتیموں کو کھلا دیتے اور آپ کے ہاں خانقاہ کی چھت میں ایک تھیلا لٹکتا رہتا تھا جس بچے کی روٹی کا کوئی ٹکڑا بچ جاتا اس میں ڈال دیتے۔ میرے چچا عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ وہ ہر روز بھر جاتا تھا اور سوکے لگ بھگ بچے تھے پس آپ بعد نماز عشاء کارکنوں کو چھوٹی چھوٹی ٹوکریاں دے کر بھیجتے اور شہر کے مساکین میں تقسیم کر دیتے اور بعض اوقات بہ نفس نفیس تقسیم فرماتے اور جب رزق کی فراوانی کا موسم ہوتا تو ان کشتیوں کی انتظار کرتے جو کہ ہوا کی کمی کی وجہ سے آپ کے شہر کے ساحل پر لنگر انداز ہوتیں تو جو میسر آتا انہیں بھیج دیتے اور جب سے ہوش سنبھالی خود کبھی بھی کسی کا شتکار' شہر کے شیخ' حکومت کے گماشتے اور ظالموں کے معاونین میں سے کسی کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں کنڈے پر وزن کرنے والے نے کھانا بھیجا۔ آپ نے نہ کھایا۔ اس نے عرض کی: یا سیدی! یہ حلال ہے یہ میرے پسینے کی کمائی ہے۔ فرمایا: میں اس شخص کا کھانا نہیں کھاتا جو ترازو پکڑتا ہے کیونکہ غالب طور پر اس میں بچنا مشکل ہے۔

اور میں نے ہمارے شیخ شیخ الاسلام زکریا الانصاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے جد امجد جامع ازہر کے میرے ساتھیوں میں سے تھے اور شدت مجاہدہ' دن کو روزہ رکھنے اور ہر شب نوافل میں نصف قرآن ختم کرنے میں میری اور ان کی مثال

بیان کی جاتی تھی۔

سیدی علی بن شہاب کا تقویٰ

جبکہ وہ پرہیز گاری میں مجھ سے بڑھے ہوئے تھے کیونکہ آپ نے مصر کا کھانا کبھی نہ کھایا اور فرماتے کہ میں نے اپنے بھائی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مصر کا کھانا جسموں میں زہر ہے اور اسی طرح وہ پانی ہرگز نہ پیتے جو آپ کے سوا کوئی دوسرا آدمی دریا سے لاتا بلکہ اپنا گھڑا لے کر دریائے نیل پر جاتے اور اسے بھر کر لاتے اور ختم ہونے تک اسی سے پیتے اور ہمارا جوانی کا وقت تھا ان سے شرارت سوجھتی تو رات کو سارا پانی پی جاتے کہ دیکھیں کہ جب پیاس لگی تو کیا کرتے ہیں چنانچہ آپ اپنے ہاتھ سے گھڑا ٹٹولتے اسے خالی پاتے تو مسکرا کر ہنستے اور خاموش رہتے۔

آپ کی کتاب منہاج' شاطبیہ اور منحہ تھیں۔ تینوں کو حل کرتے اور وظائف وغیرہ پڑھنے لگے اور آپ کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔ میں آپ سے اور آپ مجھ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ آپ کی والدہ روغنی روٹیاں لے کر آپ کے پاس آئیں جو آپ اپنی عادت کے مطابق کھاتے تھے۔ والدہ صاحبہ آپ کی قمیص لے کر دھونے لگیں تو اس میں حالت غسل کا نشان دیکھا تو فرمایا کہ اس شہر والوں سے مجھے تیرے متعلق خطرہ ہے اگر تو میرا حکم مانتا ہے تو میرے ساتھ چلو کہ اپنے شہر میں تیری شادی کر دوں اور میرے پاس رہو۔ آپ نے مجھ سے مشورہ کیا تو میں نے استخارہ کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ کی طاعت کے متعلق استخارہ نہیں کروں گا اور آپ اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے اور یہ ایسی طاقتور خاتون تھیں کہ اکیلی ہی گدھے پر کافی سارا وزن لاد لیتی تھیں اور تمہارے جد امجد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ میری والدہ نے مجھے تعلیم دی جبکہ میں بچہ تھا۔ میں نے اپنے شیخ شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ سے جو سنا یہاں پر ختم ہوا۔

اگر کوئی ایسی کشتی پانی میں غرق ہو جاتی جس میں انار' سلاد اور دیگر کھانے کی چیزیں ہوتیں تو اپنے شہر والوں میں سے کسی کو بھی اس میں سے کوئی چیز پکڑنے نہ دیتے اور فرماتے کہ تمہیں جس چیز کی ضرورت نہیں اس سے فارغ رہو اور وہ چیز اپنے مالک کے احساسات کے خلاف غرق ہوئی ہے۔

اور آپ نے دعا فرمائی کہ آپ کی اولاد کے گھروں میں کبوتروں کا برج درست نہ ہو چنانچہ کئی دفعہ بنایا گیا اور اس کے لئے دانہ دنکا مقرر کیا گیا پھر بھی کوئی بچہ نہ نکلا باوجود یکہ ان کے پڑوس میں کئی برج تھے جن میں بکثرت بچے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ میں بچہ تھا کہ میرے والد بزرگوار واصل بحق ہو گئے تو مجھے صرف میری والدہ محترمہ نے پالا۔ چنانچہ میں اجرت پر لوگوں کے مویشی چراتا اور روزی حاصل کرتا اور مویشی چراتے ہوئے میں نے قرآن پاک حفظ کیا۔ میں اپنی تختی لکھ لیتا۔ اسے لے کر باغ میں یاد کرتا۔ سیاحت کرنے والے فقراء میں سے ایک صاحب کا مجھ پر گزر ہوا۔ مجھے کہنے لگے: برخوردار! میری بات سنو۔ اپنی والدہ سے مشورہ کرو اور مصر جا کر علم حاصل کرو۔ پس میں نے اپنی والدہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے اجازت عطا فرمائی اور مجھے اتنا سفر خرچ عطا فرمایا کہ قریباً چار ماہ تک کفایت کرے پھر میری واپسی تک میری خبر گیری فرماتی رہیں اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ سے پڑھا ایک گروہ نے مجھے بتایا کہ ہماری یادداشت تک آپ نے آخری دم تک کسی ایک شخص کی بھی

غیبت نہیں فرمائی اور جب تک ہم آپ کی صحبت میں رہے یاد نہیں کہ ایک گھڑی بھر آپ کو بے کار دیکھا ہو۔ اگر عمل آخرت میں مصروف نہ ہوتے تو کوئی ایسا کام کرتے جس میں لوگوں کو نفع ہو۔

شیخ کے رات کے معمولات

انہوں نے کہا کہ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ رات کا کچھ حصہ آرام کرنے کے بعد اٹھ کر وضو فرماتے اور نماز پڑھتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہتا پھر اپنا دامن کمر میں کس کر باندھ لیتے اور شلوار پہنتے ہوئے پھر بڑے بڑے گھڑے اٹھا کر تلاوت شروع کرتے اور فجر کے قریب تک انہیں بھرتے رہتے اور کئی دفعہ فارغ ہونے تک نصف قرآن کریم پڑھ لیتے۔ پس اپنی خانقاہ کی سبیل بھرتے جو کہ آپ کے شہر کے ملاح نے بنائی تھی۔ پھر جامع مسجد کی سبیل بھرتے' پھر شہر سے باہر کی گزرگاہ کی سبیل بھرتے اور جب آپ نے اپنے تینوں بیٹوں میرے والد بزرگوار اور میرے دونوں چچا محمد اور عبدالرحمٰن کی شادیاں کر دیں تو ان کی ٹینکی بھرتے حتیٰ کہ کتوں کے حوض بھی بھرتے اور ان میں سے کسی کو نہ ہی ان کے اہل خانہ میں سے کسی کو بھرنے دیتے۔ پھر اپنی خانقاہ کے وضو خانے کی طرف لوٹ کر اسے بھرتے پھر اس کے بیت الخلاء کے حوض بھرتے۔ انہیں صاف فرماتے۔ پھر خانقاہ کی چھت پر چڑھ کر وہاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتنزیہہ میں مصروف ہو جاتے پھر اذان دیتے اور نیچے اتر کر سنت فجر ادا فرماتے اور آپ اور ہونہار بچے وظائف پڑھتے پھر لوگوں کو نماز فجر پڑھاتے پھر سورج کے طلوع تک تلاوت قرآن کریم فرماتے' اتنے میں بچے مکتب میں جمع ہو جاتے تو کسی کو خط سکھاتے' کسی کو رسم الخط' کسی کو ادغام' کسی کو اقلاب' کسی کو ادب سکھاتے' کسی کو ہدایت دیتے اور کسی کا سبق سنتے اور یہ سلسلہ اذان عصر تک جاری رہتا پھر وضو خانہ بھرتے یا اسے پورا کرتے۔ ازاں بعد اپنی خانقاہ کے دروازے پر اپنی دکان کھولتے جس میں خوشبودار تیل' گرم تیل' شہد' شربت' چاول' مرچیں اور مصطگی وغیرہ ہوتیں اور لوگوں کو سودا بیچتے رہتے حتیٰ کہ طعام وخوراک کی چیزیں مغرب سے پہلے پوری ہو جاتیں پھر اذان دیتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے اور نماز عشاء تک وظائف میں مصروف رہتے۔ جب لوگوں کو نماز عشاء پڑھا لیتے تو وتروں سے اس وقت تک فارغ نہ ہوتے یہاں تک کہ کوچے میں چلنے والا کوئی باقی نہ رہتا اور لوگ سو جاتے تو لحظہ بھر آپ بھی ستاتے پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور وضو کر کے نماز ادا کرتے اور گھڑے لے کر سبیلیں بھرنے لگتے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ سردی اور گرمی میں آپ کے یہ معمولات ہمیشہ جاری رہتے اور آپ کی اہلیہ رحمہا اللہ تعالیٰ آپ سے کہتیں: یا سیدی! آپ ایک رات آرام نہیں فرماتے؟ تو فرماتے: ہم اس دار دنیا میں اس کے لئے داخل نہیں ہوئے۔

جب آپ کو فروخت کی ہوئی چیز کی قیمت میں قوی شبہ لاحق ہو جاتا تو اس خریدار سے قیمت نہیں لیتے تھے بلکہ اسے اس کی ضرورت کی چیز دے دیتے اور فرماتے کہ ہم نے تجھے عطیہ دیا ہے اور وہ گمان کرتا کہ آپ نے اس سے محبت کرتے ہوئے ایسا کیا ہے اور وہ تو آپ کے حسب حال اس کے مال میں قوی شبہ ہونے کی وجہ سے ہوتا۔

امام شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے ایک صاحب شیخ محمد النامولی سے یہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بالکل درست ہے ہم جب تک آپ کی صحبت میں رہے آپ کی یہی عادت رہی پھر فرمایا کہ میں نے سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے مریدین میں سے کوئی شیخ علی الشعراوی سے زیادہ

نفع بخش کبھی نہیں ہوا پھر مجھ سے شیخ محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تجھے سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں شک ہو تو یہ گزشتہ احوال آج کے مشائخ مصر پر پیش کر و تم ان میں سے کسی کو نہیں پاؤ گے جو ایک جمعہ تک ایسے معمولات پر کاربند رہ سکے پھر میری طرف دیکھا جبکہ میرے اردگرد فقراء اور معتقدین بیٹھے تھے اور فرمایا کہ اگر تو بحیثیت فقیر عمل کرتا ہے تو اپنے جد امجد کی پیروی کر ورنہ تو ایک سکہ ایک صورت اور حجرے میں ایک معمولی سی چیز ہے۔ میں نے استغفراللہ العظیم کہا۔

اور آپ نے مجھے بتایا کہ سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ جب برکہ (محلّہ مصر) سے ریف مصر (علاقہ مصر) کے لئے نزول اجلال فرماتے تو فقراء سے فرماتے کہ آج کی رات شیخ علی الشعراوی کے ہاں وعدہ رہا۔ پس وہ عظیم رات ہوتی شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم انجیر کے موسم میں آئے تو صالحیہ اور برشوم والے آڑے آئے اور انہوں نے عرض کی: یا سیدی! یہاں شرف میزبانی بخشیں ہم فقراء کو انجیر کھلائیں گے تو آپ نے فرمایا کہ ہم اس صحرا میں صرف شیخ علی الشعراوی کے ہاں ہی انجیر کھائیں گے۔ پس فقراء نے دل میں کہا کہ ہم انجیر کا شہر چھوڑ دیں اور اس کے شہر کے سوا کہیں اور علاقے میں انجیر طلب کریں فرمایا کہ جیسے ہی تمہارے جد امجد باہر نکلے اور شیخ اور فقراء پر سلام کہا بہترین انجیر کا بڑا ٹوکرا پیش کیا تو فقراء نے سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی: یا حضرت! ہمارے لئے بارگاہ خداوندی سے بخشش طلب کریں اور اپنے باطنی اعتراض سے تائب ہوئے۔

مجھے میرے چچا شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ باوجودیکہ بیت الخلاء شہر سے باہر ہوتے اور ویسے بھی عام طور پر کسان بیت الخلاء میں داخل ہونے کی پروا نہیں کرتے میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خانقاہ میں بیت الخلاء اس لئے تعمیر کئے کہ آپ کے پاس شیخ سراج الدین التلوانی تشریف لائے تو وہ حوائج ضروریہ کے لئے باہر نکلے تو دیکھا کہ لڑکے کہہ رہے تھے کہ آؤ اس قاضی کو دیکھیں جو کہ بیٹ کرتا ہے۔ اس سے والد محترم کو اپنے مہمان کی وجہ سے بہت شرمساری ہوئی پس آپ نے اس دن بیت الخلاء بنائے۔

جب گندم کاشت کرتے تو اس کے اور لوگوں کے درمیان فول (یہ بھی غلے کی قسم کی سبزی ہے جس کے دانے کھائے جاتے ہیں) کی ایک قطار لگا دیتے اور جب لوگوں کے ساتھ مل کر فول کاشت کرتے تو اس کے اور ان کے درمیان گندم کی ایک قطار لگا دیتے۔ اسی طرح تمام غلات میں کرتے۔ جب کاٹتے تو لوگوں کے لئے فول کی قطار چھوڑ دیتے یا جب چاہتے اسے لے لیتے کیونکہ آپ کا فول ہوتا اور جب کھیتی کاٹنے کے لئے نکلتے تو اپنے ساتھ وضو کے لئے لوٹا لے لیتے۔ جب صبح کا وقت ہوتا تو کٹائی چھوڑ دیتے اور نماز ادا فرماتے۔ آپ کا حصے دار اس کی وجہ سے ناراض ہوتا تو فرماتے کہ جو کھانا حرام کے طریقے سے کھایا گیا ہو وہ حرام ہوتا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے

آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پاک پہنچی کہ جس جس کی نشوونما حلال سے ہوا سے کبھی بھی زمین نہیں کھاتی پس شہر کے بعض فقہاء اس کا انکار کرتے اور کہتے کہ یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کے ساتھ خاص ہے۔ پس جب میرے والد محترم علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا اور انہیں آپ کے پاس دفن کیا گیا تو آپ کو جیسے رکھا گیا تھا بالکل اسی طرح تروتازہ پایا جبکہ میرے والد بزرگوار

رحمۃ اللہ علیہ کے دفن اور آپ کے دفن کے مابین اکیس سال گزر چکے تھے۔ چنانچہ لحد نکالنے والے نے ان فقہاء کو بلا بھیجا جو کہ میرے جد امجد پر اس مسئلہ کا انکار کرتے تھے۔ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔

اور آپ اسے پسند نہیں کرتے تھے جو آپ کو نور الدین کہتا اور فرماتے کہ مجھے میرے نام علی کے ساتھ پکارو جیسا کہ میرے والد بزرگوار نے میرا یہ نام رکھا ہے۔

قبر میں تلاوت قرآن کریم

سیدی ابوالعباس الغمری رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے سیدی شیخ علی العیاشی نے جو کہ صاحب دل لوگوں میں سے ہیں ایک رات میرے جد امجد کی خانقاہ میں بسر کی تو میرے دادا کو سنا کہ اپنی قبر میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے سورۂ مریم سے ابتداء کی اور سورۃ الرحمٰن تک پہنچے کہ فجر طلوع ہوگئی تو آواز خاموش ہوگئی۔ انہوں نے شہر والوں کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور آپ نے فرمایا تھا کہ میری قبر پر نشانی نہ رکھنا اور مجھے خانقاہ میں موجود اس قبہ کی دیوار کے پیچھے دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس لئے آج تک آپ کی قبر کی کوئی علامت نہیں ہے۔

اور مجھے میرے چچا الشیخ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میرے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے سیدی عبدالعزیز الدیرینی رضی اللہ عنہ کی کتاب طہارۃ القلوب منگوائی اور تمہارے والد صاحب سے فرمایا کہ میرے لئے قوم صوفیا کی رحلت کے حالات پڑھو۔ چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی تو آپ نے غمگین انداز میں لمبا سانس لیا اور فرمایا کہ یہ لوگ سیاہ گھوڑوں پر ہم سے سبقت لے گئے جبکہ ہم ان کے بعد پیچھے رہ جانے والے گدھوں پر ہیں اور آپ کی زبان زخمی ہوگئی۔ پس میری دادی صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتی تھیں: واللہ اس زبان کے شایاں نہیں۔ عرصہ دراز تک ایک رات میں قرآن پاک ختم کیا تو فرماتے اسے میری جانب سے خاموش کردو جو کچھ حساب کی پوچھ گچھ میں جانتا ہوں اگر یہ جانتی تو یہ بات نہ کرتی۔

شیخ کی حزم واحتیاط اور پرہیز گاری

اور مجھے تربیت میں میرے باپ سیدی خضر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ تمہارے جد امجد اپنے ہمراہ چنوں کا تھیلا اور دریائے نیل کے پانی سے بھرا ہوا لوٹا لئے بغیر قاہرہ نہیں آتے تھے۔ پس وہی پانی پیتے اور چنے کھاتے یہاں تک کہ واپس چلے جاتے۔ آپ نے میرا کھانا کبھی نہ چکھا۔ نیز مجھے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے جد امجد سے میرے تعارف کا سبب کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں' فرمایا: گزشتہ سالوں میں سے ایک سال ہم نائب جدہ سیدی محمد بن عبدالرحمٰن اور بعض بنوالجیعان کی معیت میں تمہارے شہر میں موسم بہار میں سیر وتفریح کے لئے آئے۔ ایک مدت تک ہم یہاں ٹھہرے۔ سیدی محمد خوش وقت ہوئے تو کھیتیاں کاشت کرنا شروع کردیں اور سٹور بنوائے اور وسیع اخراجات کئے پھر ایسے شخص کی طلب کی جو دیانت دار ہو اور ان معاملات میں آپ کا وکیل ہو۔ تمام کاشتکاروں نے کہا کہ ہمارے ہاں شیخ علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ دیانت دار کوئی نہیں۔ چنانچہ آپ کو بلا بھیجا۔ آپ حاضر آئے اور فرمایا کہ میں اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ کہا گیا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں تو آپ نے سٹوروں کی کنجیاں پکڑلیں۔ جب تربوز کی فصل تیار ہوئی تو اسے سٹور میں رکھ دیا جو تربوز ضائع ہونے لگتا اس کے متعلق اعلان کرتے یہاں تک کہ اس میں رغبتیں ختم ہوجاتیں پھر

اس کی قیمت اپنے ذمہ لکھ لیتے اور وہ شہر کے مساکین کو دے دیتے اور یہ بھی لکھتے کہ فلاں روز مویشیوں کے چارے میں فرق رہا۔ فلاں بیل فلاں رات بیمار ہوگیا تو اس نے اس رات کا چارہ نہیں کھایا اور فلاں وقت اس کی خوراک کم ہوگئی اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا تو جب ابن عبدالرحمٰن دوسری مرتبہ شہر آئے تو تمہارے جد امجد کو بلا بھیجا تا کہ حساب کتاب چیک کیا جائے۔ جب اسے دیکھا تو اپنے خیمہ سے ننگے سر نکلے اور تمہارے دادا کے قدموں میں گر پڑے انہیں چوم رہے تھے اور رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے یا شیخ علی! مجھے معاف فرما دیں۔ واللہ! مجھے آپ کے مقام کا علم نہ تھا۔ پھر کہنے لگے: کیا ایسا شخص میرا وکیل ہوگا۔

اور مجھے میرے چچا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ سیدی محمد بن عبدالرحمٰن نے ہمیں ہدیہ بھیجا۔ تین خوانچے تین غلاموں کے سروں پر تھے۔ ایک میں اونی کپڑے، دو ریشمی دستاریں اور بعلبکی کپڑے، دوسرے میں مٹھائی وغیرہ جبکہ ایک میں قسم قسم کی خوشبویات تھی۔ آپ نے سامان تو واپس کر دیا اور مٹھائی اور خوشبو قبول فرمالی اور خوشبو شہر کی بچیوں اور مٹھائی شہر کے یتیموں میں تقسیم فرمادی اور آپ نے اور آپ کے اہل خانہ نے اس میں سے کوئی چیز نہ چکھی اور میرے چچا عبدالرحمٰن نے چاہا کہ تھوڑی سی مٹھائی لے لیں لیکن آپ نے انہیں منع کر دیا اور فرمایا: بیٹے! یہ جسم میں زہر ہے کیونکہ اس کا دادا عشر وصول کیا کرتا تھا۔ انتہی۔

سیدی خضر نے فرمایا کہ میں نے تمہارے دادا کے ساتھ اس وقت زندگی بسر کی جبکہ میں شہر کا مدیر تھا یہاں تک کہ آپ فوت ہوگئے۔ میں نے انہیں کبھی نہ دیکھا کہ کاشت کاروں کے کھانے میں ہاتھ ڈالا ہو نہ ہی خراج، اجرت کے معاملات اور عقد نکاح میں ان کے حق میں گواہی دینے یا ان کی خطابت وامامت کے عوض میں ایک درہم تک لیا ہو اور کسان کے لئے اپنے استاد پر ایک درہم زیادہ ہو جاتا تو اسے کسان کے لئے دوسرے سال کے لئے لکھ لیتے اور فرماتے کہ اگر میرے لئے اسے اس سال کے لئے تمہارے لئے خالص کرنا ممکن ہوتا تو تیرے استاذ سے تیرے لئے اسے خالص کر دیتا۔

سلائی کے دوران تلاوت سے ٹوپی کا ہر سوراخ متبرک

جب خرید وفروخت کے ساتھ کمائی میں تنگی حال لاحق ہوتی تو مصاحف لکھتے اور دو تہہ والی لمبی ٹوپیاں بناتے ان میں روئی بھری ہوتی ہے اور لوگ ہر ٹوپی کے عوض آپ کو سونے کا ایک دینار دیتے اور کہتے کہ اس کے ہر سوراخ پر قرآن پاک کے کسی کلمہ کے ساتھ دم کیا ہوا ہے کیونکہ آپ سلائی کے دوران ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور آپ اس کی سلائی بنائی اور اپنی مزدوری میں اپنے راس المال کا حساب لگاتے اور دینار کا باقی حصہ بیوگان اور مساکین میں تقسیم کر دیتے اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ علم کی کتابیں لکھتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت جاری رکھتے۔ ایک کام آپ کو دوسرے سے مشغول نہیں کرتا تھا اور اس کے باوجود آپ کی کتابت غلطی سے بالکل پاک ہوتی۔

اور آپ کی خدمت میں پڑھنے والے لوگوں نے مجھے بتایا کہ آپ دودھ اور کھانے کی پتلی چیزیں کوڑھیوں کے ساتھ مل کر کھاتے اور فرماتے کہ ان لوگوں کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں، اور آپ کے ہاں پڑھنے والے کہتے ہیں کہ موسم گرما یا کسی بھی موسم میں ہم نے آپ کو دن میں سویا ہوا نہیں دیکھا۔ آپ فرماتے کہ دن سونے کے لیے نہیں بنایا گیا۔

اور جب آپ نے حج کیا اور لوگ ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اتفاقی امر ہے کہ جب شہر میں پہنچے تو نماز عصر کی اذان کا

وقت تھا۔ پس آپ خانقاہ کی چھت پر چڑھ گئے' اذان دی' اترے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر گھر میں داخل ہونے سے پہلے بیت الخلاء صاف کیے اور وضو خانہ میں پانی بھرا۔ بعدازاں اسی شب اپنی عادت کے مطابق سبیلیں بھرنا شروع کر دیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور آرام نہیں فرمایا جیسا کہ عموماً حجاج کا معمول ہے' اور فرماتے کہ وقت تلوار ہے اور جب حج سے واپس آئے تو آپ کا رونا اور غمگین رہنا حج سے پہلے کے معیار سے زیادہ ہو گیا۔ پھر وفات تک آپ کو ہنستے نہ دیکھا گیا۔

جب قمیض یا عمامہ پہنتے تو دھونے کے لیے کبھی نہ اتارتے مگر جب لوگ اتار لیں' اور بعض اوقات لوگ بھول جاتے تو لباس مٹی کی طرح ہو جاتا اس کے باوجود نور اعمال کی بدولت آپ کے لباس پر عظمت اور نور جھلکتا تھا۔ آپ کا عمامہ سفید اون کا ہوتا۔ اور میرے جدامجد کے ساتھ ان کے چہرے' ریش' عزم قوی اور جسم میں سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے شیخ نورالدین الشونی رضی اللہ عنہ تھے جو کہ جامع ازہر وغیرہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے شیخ الصلوٰۃ تھے۔ یہاں تک کہ میرے جدامجد کے حضور پڑھنے والے لوگ اس بات پر متفق ہیں' اور وہ صرف اسی لیے جامع ازہر جاتے تھے کہ شیخ نورالدین کی زیارت کریں کیونکہ وہ میرے دادا محترم سے مشابہت رکھتے تھے' اور جب سیدی نورالدین الشونی رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو میں نے دوسرے دن آپ کی زیارت کی تو مجھے فرمایا کہ آج رات یہاں میرے پاس تمہارے جدامجد تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے تمہارے مکان سے انس ہے اور جب تجھے کوئی حاجت ہو تو مجھے پکارنا میں اسی وقت تیرے پاس حاضر ہو جاؤں گا' اور میں نے دونوں میں عظیم اتحاد دیکھا' اور اسی لیے ہم نے اس خانقاہ میں جہاں شیخ نورالدین الشونی رحمۃ اللہ علیہ دفن ہیں وظائف وکرسی وغیرہ کی تلاوت کے وقت دعا میں ایک ساتھ دونوں کے نام ملا رکھے ہیں۔ ہر ایک کے لیے اس قرینے سے دعا کی جاتی ہے کہ جو اس کے لیے خاص ہے۔ کیونکہ دونوں میرے والد ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔

خوفِ خدا - محاسبہ نفس - پابندی شریعت

آپ نے فرمایا کہ بندے سے عبادت کی کثرت مجھے خوش نہیں کرتی۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے خوف کی کثرت اور اپنے نفس کا سخت محاسبہ خوش کرتا ہے۔ ایک دفعہ قاہرہ سے اپنے شہر کو جاتے ہوئے سفر میں ایک شخص ساتھ ہو لیا جس پر فقراء کے آثار تھے۔ میرے جدامجد نے فرمایا: کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا جزیرۃ الفیل میں مؤذن ہوں۔ فرمایا! کیا اپنی جگہ کوئی نائب کھڑا کر آئے ہو؟ کہنے لگا کوئی پابندی نہیں۔ پس آپ نے فرمایا! یہ تیرے اور میرے درمیان جدائی کا وقت' سواری کو حرکت دی اور اسے چھوڑ دیا' اور آپ فقراء برہامیہ کو اپنے شہر میں وہ کچھ نہیں کرنے دیتے تھے جو کہ وہ دوسرے مقامات پر کرتے تھے جیسے آگ کھانا' اس میں داخل ہونا' زبان اور ہتھیلی پر تلوار کھینچنا۔ اور فرماتے کہ اگر تم برہامیہ (یعنی حضرت ابراہیم الاسوقی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید) ہو تو اس امر پر کتاب وسنت سے یا سیدی ابراہیم الدسوقی رضی اللہ عنہ کے فعل سے کوئی دلیل پیش کرو۔ شہر کی ایک جماعت نے ان فقراء کی حمایت کی اور کہا کہ آج رات یہ کرتب ضرور کریں گے تا کہ ہم راحت وفرحت حاصل کریں۔ رات خواب میں سیدی ابراہیم الاسوقی رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا کہ شیخ علی رضی اللہ عنہ کا حکم مانو اور ہر اس عمل سے بیزار رہو جو کہ خلفاء راشدین اور ائمہ مجتہدین علیہم الرضوان کی سیرت کے خلاف ہو۔ پس صبح انہوں نے معافی مانگی۔ توبہ کی اور اس کام میں بلند رہے۔

آپ نے ان سے فرمایا کہ میں خود بر ہامی ہوں' اگر اس کام کے متعلق سیدی ابراہیم کی رضا میرے علم میں ہوتی تو سب سے پہلے یہ کام میں کرتا کیونکہ وہ میرے مقتداء اور شیخ ہیں۔

اور آپ کو اسی قسم کا واقعہ اسی رات فقراء احمدیہ کے ساتھ پیش آیا' اور ان کے شیخ حضرت شیخ الصالح سیدی عبدالرحمٰن بن الشیخ وہیب السطوحی الاحمدی تھے۔ آپ نے شیخ سے فرمایا! یا شیخ عبدالرحمٰن اگر آپ ہمارے شہر میں آتے ہیں تو کتاب وسنت کے مطابق آئیں ورنہ آپ سے جدائی اختیار کی جائے گی۔ پس یہ بات ان کے متعلق گردش کرنے لگی اور آپ نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ اے فقراء! مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ میں اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع کرتا ہوں۔ پھر آپ نے اسی رات سے میرے دادا بزرگوار کے دست مبارک پر توبہ کا عہد کیا۔ پھر اس جزیرہ میں جو کہ اب فقراء کے ساتھ متعلق ہے اور بحرالفیض کے عین سامنے ہے ایک جھونپڑی بنالی اور اس میں عبادت کرنے لگے جبکہ اردگرد سمندر ہے۔ لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر ان کی زیارت کرتے۔ یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا اور آپ کہا کرتے تھے کہ یہ سب الشیخ علی بن شہاب کی برکت سے ہے کیونکہ انہوں نے ہی مجھے گمراہی سے نکالا۔

شیخ عبدالرحمٰن کی کرامت

اور شیخ عبدالرحمٰن سے عظیم کرامات کا ظہور ہوا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں نے ایک مرتبہ آپ کے جزیرہ سے آپ کی اجازت کے بغیر ایندھن کاٹ لیا۔ اور کشتی میں لاد کر سفر شروع کر دیا۔ بولاق کے قریب جا کر کشتی الٹ گئی اور اس میں جو بھی تھے ڈوب گئے' اور کشتی بہتی ہوئی آپ کے جزیرے پر ہی آ کر رکی۔ تو آپ نے فرمایا یہ ہے ہماری پونجی جو ہمیں لوٹا دی گئی۔ کشتی کے مالک نے عرض کی: یا حضرت شیخ! آپ نے دو گٹھے ایندھن کی خاطر کشتی ڈبو دی تو فرمایا: یہ سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے میری طرف سے نہیں۔

اور میرے دادا بزرگوار رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلتے تو کوئی تارک نماز آپ کی ہیبت کی وجہ سے آپ سے نماز ادا کیے بغیر جدا نہیں ہو سکتا تھا' اور جب آپ کسانوں کے گروہ کو ان کی لغو محفل میں دیکھتے تو فرماتے: بیٹو! ایسے کاموں سے عمر میں تنگی آتی ہے۔ عنقریب تمہیں ندامت ہو گی۔

اور آپ کا سلسلہ نسب سلطان تلمسان ابو عبداللہ تک چوتھے دادے میں جا ملتا ہے۔ بعد ازاں السید محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ تک جا ملتا ہے۔ اور آپ اسے ظاہر نہیں فرماتے تھے' اور فرماتے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نسب پر فخر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور انسان کو درحقیقت اس کا عمل ہی پاک کرتا ہے۔ گرچہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولاد سے ہو اور فرماتے کہ ان غلاموں کو دیکھو جنھوں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا جیسے حضرت سلمان اور بلال رضی اللہ عنہما۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی برکت سے ان کی شان کس طرح بلند ہوئی۔

اور بہنسا کے نواح میں آباد ہمارے چچا کی اولاد میں سے حضرت سیدی کمال الدین زوفا نے مجھے بتایا کہ ہمارے پانچویں دادا سیدی موسیٰ رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو العمران ہے سے سیدی ابو مدین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کا نسب کن سے ملتا ہے تو

انہوں نے کہا میرے مولا ابوعبداللہ سلطان تلمسان سے' فرمایا! فقر اور شرف دونوں جمع نہیں ہوتے' تو انہوں نے عرض کی: میں نے شرف ترک کیا' فرمایا: اب ہم تمہاری تربیت کریں گے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا اور والد محترم اس معاملے میں انہیں کے پیروکار ہے۔ جب مجھے اپنے نسب کے بالکل ہی مرجانے کا خوف ہوا تو میں نے اپنی تالیفات میں اس کا ذکر کیا۔

اور مجھے مذکور الصدر شیخ کمال الدین نے بتایا کہ ہماری قدیمی نسبت پر اولیاء مغرب اور اس کے علماء وقضاۃ کے خطوط پائے گئے تو ہمارے چچا کی اولاد اور خلیفہ سیدی یعقوب العباسی کے درمیان اختلاف کھڑا ہو گیا۔ پس اس نے اسے رشوت دے دی جس نے اسے حاصل کیا اور اسے غائب کر دیا' اور کہا کہ ہمارے چچا کی اولاد کبھی ہوئی ہی نہیں اور یہ اس خطرے کے پیش نظر کیا کہ کہیں ان کا گھر ختم ہو جائے یا کمزور ہونے کی بناء پر خلافت ہمارے چچا کی اولاد کو دے دی جائے' اور مجھے اپنی عمر کی قسم شرفاء اس کے زیادہ حقدار ہیں اور وہ سرزمین مصر میں کثرت سے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی کثرت فرمائے اور ہمیں ان کی قدر پہچاننے اور ان کی خدمت پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

میرے جدامجد رضی اللہ عنہ کا ۸۹۱ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ رضی اللہ عنہ۔

اور نویں صدی کے اولیاء کا جو ہم نے ذکر کیا ان میں سے یہ آخری ذکر ہے اور ہم نے قرافہ کے دونوں قبرستانوں وغیرہما کی بے شمار جماعتوں کا ذکر ترک کر دیا ہے کیونکہ زائرین کی کتابیں جو اس کے لیے لکھی گئی ہیں ان کے پیش نظر ضرورت نہیں' کیونکہ ہم نے دراصل اپنی یہ کتاب اہل طریقت ان کے احوال نیز یہ بیان کرنے کے لیے لکھی ہے کہ وہ کتاب وسنت پر قائم تھے اس لیے کہ اس دور کے فقراء سے کبھی کثرت سے بدعات رونما ہوئی ہیں' جو کہ آج کے دنوں کی صورتحال بھی زیادہ ہیں۔ تو کہیں عوام یہی عقیدہ بنالیں کہ اسلاف جن کے متعلق ان لوگوں کا گمان ہے کہ یہ لوگ انہیں کے قدموں پر ہیں انہیں بدعات پر تھے۔ اسی لیے ہم نے غالب طور پر اس کتاب میں صرف انہیں مشائخ کا ذکر کیا ہے جن کی طریقت کے بارے میں گفتگو ملتی ہے یا ایسے افعال ہیں جو مریدین کو ذوق عمل عطا کرتے ہیں۔ یہ راستہ مشائخ کے نقش قدم پر چلنے کا ہے۔ رہیں کرامات اور اعمال کے نتائج تو یہ دار دنیا ان کا محل نہیں ہے۔ ان کا مقام تو دار آخرت ہے۔ اسی لیے ہم نے اسی قدر کرامات بیان کی ہیں جس سے اس ولی کی طرف دل سکون حاصل کرے تاکہ اس کی کلام سے قبولیت اور عقیدت کے ساتھ فیض حاصل کرے۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔

اب ہم یہاں اس خاتمہ کا ذکر کرتے ہیں جس کے ذکر کا ہم نے خطبہ میں وعدہ کیا تھا۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ توفیق ہے۔

خاتمہ

یہ خاتمہ میرے ان مشائخ کے ذکر میں ہے جنہیں میں نے دسویں صدی ہجری میں پایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور مجھ سے بیشتر ایسی کاوش سیدی شیخ عبدالعزیز الدیرینی رضی اللہ عنہ نے اپنے منظوم کلام میں فرمائی جس کے آغاز میں آپ نے فرمایا اور میری زبان حال بھی یہی ہے۔ اور اب میں ان مردوں کا ذکر کرتا ہوں جو کہ ستاروں کی طرح تھے جن سے زمانہ روشن ہے۔ وہ مشائخ جن

کی صحبت کا ایک زمانے تک میں نے شرف حاصل کیا یا تبرکاً بعض اوقات ان کی زیارت کی۔ میرے مشائخ جو کہ ائمہ ابرار ہیں اور میرے بھائی جو بہترین دوست ہیں۔ ان کے ذکر سے مجھے امید ہے کہ ان کی یاد باقی رہے گی اور مجھے اجر جزیل حاصل کرنے میں کامیابی ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے سَر میں اپنے پروردگار کے انس میں زندگی گزاری اور محبت کی شراب چکھی پس وہ حضوری کی نعمتوں میں بیٹھے ہیں۔ اس نظارے کی بدولت ان کے چہرے تروتازہ ہیں۔ اور ہر وہ شیخ جس سے میں نے علم پایا یا ادب وہ یقیناً میرا امام ہے۔ اور جس شیخ کی میں نے تبرکاً زیارت کی تو اس حرکت کی ہوا پائی۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اور ۹۶۰ ھ میں ہمارے مشائخ میں سے لوگوں میں صرف ایک جماعت باقی رہ گئی' اور میں اپنی غفلت کی وجہ سے سب سے قلیل ہوں جبکہ ان میں سے جلیل القدر حضرات تشریف لے گئے۔ اور میں نے ان میں سے ایک جماعت کی گنتی کی ہے جو کہ فضیلت وعظمت میں مشہور ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کے بارے میں ضد کے طور پر خاموشی اختیار نہیں۔ اصل میں سب کا شمار کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں میں نے صرف اسی قوم کا ذکر کیا جو گزر چکے اور اپنی قید کی تنگی سے رہائی پا چکے۔ مجھے ان کے انس کی بدولت سکون تھا' اور اب جب وہ جدا ہو گئے مجھے ان کی یاد بھولی نہیں۔ ان کے بعد میں تنہا رہ گیا۔ اپنے دوستوں کے پیچھے اکیلا رہ گیا ہوں۔ اسی امید پر اوقات گزرتے ہیں کہ وفاء کے ساتھ موت آئے۔ اور اس دور میں ان میں سے چند ایک صالح اور پسندیدہ حضرات باقی ہیں۔ تو ان سے کہو کہ جب وہ ہمارے بعد رہ جائیں تو ہمارے لیے دعا فرمائیں بیشک ہم نے تو پوری کوشش سے دعائیں کی ہیں۔ جب تجھے یہ معلوم ہو چکا تو میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ توفیق ہے' کہ میرے مشائخ رضی اللہ عنہم میں سے سیدی محمد المغربی الشاذلی رضی اللہ عنہ ہیں۔

سیدی محمد المغربی الشاذلی رضی اللہ عنہ

آپ علم میں راسخ حضرات میں سے تھے۔ آپ نے حضرت سیدی محمد الحنفی کے شاگرد سیدی الشیخ ابوالعباس السری سے طریقت حاصل کی۔ ترکوں کی اولاد سے تھے۔ مغربی اس لیے مشہور ہوئے کہ آپ کی والدہ نے ایک مغربی سے نکاح کر لیا تھا۔ آپ پر کیفیت استغراق غالب تھی۔ طریقت میں کلام بہت کم کرتے تھے۔ اس کے متعلقات کے بارے میں نادر گفتگو فرماتے۔ اور یہ آپ کی صداقت اور بلندی مرتبہ کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ ارباب طریقت رضی اللہ عنہم کی شان ایسی ہی تھی۔ اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ سے درخواست کی گئی کہ ان کے لیے طریقت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ دیں۔ فرمایا: کس کے لیے طریقت تصنیف کروں۔ میرے پاس کوئی طالب صادق لاؤ جسے میں کہوں کہ اپنے مال اور اہل وعیال سے منقطع ہو جا تو ہو جائے۔ پس لوگ خاموش ہو گئے۔

آپ نے فرمایا! ساری طریقت دولفظوں کی طرف لوٹتی ہے۔ سکتتہ لفقہ' وقد وصلت' اس کا مقصد یہ کہ غیر اللہ کی طرف توجہ نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر متوجہ رہ تو واصل جائے گا۔ اور جب آپ کی خدمت میں فقہاء میں سے کوئی صاحب آ کر کہتے کہ حضرت! ہم سے عہد لیں تو فرماتے: میرے بیٹو! راحت حاصل کرو۔ ابتلاء سے کفایت طلب کرو کیونکہ یہ راستہ سارے کا سارا ابتلاء ہے۔ تم ایسے راستہ میں ہو جو چاہتے ہو کھاتے ہو' جو چاہتے پہنتے ہو۔ لوگ تم سے ڈرتے ہیں۔ اور تم سے صرف یہ طلب کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے خاموش رہو' جبکہ اس راستے پر [illegible] قائم کی جائے گی۔ لوگوں کی زبانیں تم پر کھلیں گی' اور تمہارے لیے

جائز نہیں ہوگا کہ اپنا دفاع کرو۔ اور اگر تم میں سے کسی نے باریک صاف لباس پہن لیا تو لوگ تم پر چڑھ نکلیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو فقراء کا لباس نہیں ہے۔ تو فقہاء عہد لینے کی طلب سے رجوع کر لیتے تو آپ فرماتے کہ مجھے تمہارا جھوٹے دعوی میں سچ بولنا عجیب لگتا ہے۔

تربیت بیتیہ وسوقیہ

اور جب سیدی ابراہیم المواہبی تربیت کی طلب میں آپ کی خدمت میں آئے تو فرمایا تربیت بیتیہ ہے' ورنہ سوقیہ۔ انہوں نے عرض کی: یا سیدی! اس کا کیا مقصد ہے؟ فرمایا! تربیت سوقیہ تو یہ ہے کہ میں تجھے متوسط قسم کے لوگوں کی فنا' بقا اور احوال قوم میں گفتگو کی طرح تجھے چند بے ہودہ کلمات سکھا کر سجادہ پر بیٹھنے کی اجازت دے دوں' تو کوئی کلام حاصل کرنے لگے اور کوئی کلام دینے لگے۔ رہی تربیت بیتیہ تو تو روئے زمین کے تمام اہل بلاء کی ابتلاء میں شریک ہو جائے اور تیرے بارے میں وہی بہتان اور جھوٹ کہا جائے جو ان کے متعلق کہا گیا اور تو اسی طرح صبر کرے جس طرح تجھ سے پہلے گزرے ہوئے اولوالعزم اولیاء اللہ نے کیا۔ کوئی کلام نہ سجدہ۔

اور جب اللہ تعالیٰ کے قول وھو معکم این ما کنتم اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو۔ میں سیدی ابراہیم المواہبی رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بارے میں آپ کے لیے آگ جلائی گئی اور جامع ازہر میں ان کے لیے مجلس منعقد کی گئی تو سیدی محمد المغربی رضی اللہ عنہ عین اس وقت آئے جب کہ وہ گفتگو کر رہے تھے۔ سب خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا گفتگو کرو حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ گفتگو کروں لیکن کسی نے بولنے کی جرأت نہ کی تو شیخ نے فرمایا: اے فقہاء کے گروہ! اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کے ہم تم سے زیادہ حقدار ہیں اور جو اس کی وضاحت طلب کرتا ہے تو میرے سامنے آئے میں اس کے ساتھ گفتگو کروں۔ پس سب خاموش رہے تو شیخ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور وہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور کوئی بھی ان دونوں کے پیچھے نہ چلا۔ اور جس نے لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام کیا اور ان پر ہمت سے حملہ کیا علائی حنفی تھا اور اس نے کہا کہ یہ ذات کی ماہیت میں بات کرتا ہے جو کہ جائز نہیں۔ پھر فقہاء سیدی محمد کو راضی کرنے کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا! طریقت تمہارے دستور کی طرح کلام نہیں یہ تو ذوق کا راستہ ہے۔ تم میں سے جس کا ارادہ ذوق کا ہو وہ آئے۔ میں اسے خلوت میں ڈالتا ہوں اور اسے بھوکا رکھتا ہوں حتیٰ کہ ان کے دل کو منقطع کر دوں گا اور اسے ترقی دوں گا یہاں تک کہ اسے ذوق حاصل ہو جائے گا۔ ورنہ اس طائفہ سے رک جاؤ کہ ان کے گوشت زہر قاتل ہیں۔

سالکوں کی تین اقسام

آپ نے فرمایا کہ سالکین تین قسم کے ہیں:

۱- جلالی: اور وہ شریعت کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ ۲- جمالی: اور ان کا حقیقت کی طرف جھکاؤ زیادہ ہوتا ہے۔ ۳- کمالی: یہ دونوں کے برابر برابر جامع ہوتے ہیں اور دونوں سے اکمل وافضل۔

اور آپ نے فرمایا کہ صفات کی حد نفی واثبات پر دونوں کلمات شہادت کی حد پر برابر شامل ہے۔ اگر تو ان کی طرف ان کے

ساتھ عدم ذات کی حیثیت سے نظر کرتا ہے اور وہ نفی کی سمت ہے تو تو کہے گا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔ جیسے لا الــہ اور اگر تو ان کی طرف ان کے متعلق بالذات ہونے کی حیثیت سے نظر کرتا ہے اور وہ اثبات کی سمت ہے تو تو کہے گا و لاغیرہ جیسے الا اللہ۔ پس لیست ھی ھو پر وقف جائز نہیں جس طرح کہ لا الــہ پر جائز نہیں کہ پہلی صورت میں صفات باری تعالیٰ کے لئے غیریت محضہ ثابت کرنے کا خطرہ ہے' جبکہ دوسری صورت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے نفی محض کا خطرہ ہے۔ یہ ہر اس کلام کا حکم ہے جس کے لفظ متعدد اور معنی ایک ہو۔ اور یہ اس لیے کہ جو کلمات ایک معنی پر چسپاں ہوتے ہیں ان کا بعض حصہ بعض کے ساتھ مربوط ہوتا ہے جیسا کہ ان کا قول لیســت ھــی ھــو و لاغیــرہ پس ان میں سے بعض پر کلام جائز نہیں نہ کہ دوسرے بعض پر' کیونکہ اس سے معنائے واحد میں اس حیثیت سے خلل واقع ہوتا ہے۔ کہ وہ کلام کے جزء کے لیے دوسرے معنی کا تکلف کرتا ہے۔ اور نظام کلام کے مفسدات میں سے ہے اور اسے استقامت کی راہ سے پھیر دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا: اس نے جہان کو اجسام' جواہر اور اعراض کے طور پر اپنی صفات کی نقیض کی صورت میں صرف اس لیے ایجاد فرمایا تاکہ ہمیں ہمارے اور اپنے درمیان فرق جتلائے' بیشک اس نے عرش پر اپنے قدم اور اپنی ذات کے ساتھ اور ساری کائنات پر اپنے علم کے ساتھ استواء فرمایا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذات کے ساتھ استواء کے آپ کے قول میں نظر ہے۔ کیونکہ ذات کے بارے میں استواء صحیح نہیں جس طرح کہ اس پر محققین کا اجماع ہے۔ صرف یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے صفت رحمانیت کے ساتھ عرش پر استواء فرمایا۔ پس اس استواء کی بدولت ماتحت العرش سب پر رحم فرمایا۔ یا تو مطلقاً یا ایسی رحمت جو کہ کسی غایت کے ساتھ موصوف ہے جیسے دار دنیا میں کفار کو عذاب دینے سے مہلت دینے کی رحمت۔ واللہ اعلم۔

حجۃ الاسلام کا قول ہے لیس فی الامکان ابدع مما کان اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہماری عقل کے فیصلے کے مطابق عالم امکان میں حکمت کے اعتبار سے اس عالم سے زیادہ عجیب کچھ نہیں۔ بخلاف اس کے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و ادراک اور ابدعیت کے ساتھ جو کہ اس کے ساتھ خاص ہے چن لیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی نسبت سے اس جہان میں سے سب سے زیادہ کامل اور حسن میں لاجواب ہے۔ تو اگر اس جہان کو نقص داخل ہو جائے تو کمال وجود میں نقص واقع ہو گا' جبکہ وہ بالا جماع کامل ہے' کیونکہ کامل سے کامل ہی صادر ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا والسـمـاء بـنـیـنـا ھـا بـایـدوانا لموسعون والارض فرشناھا فنعم الماھدون (الذاریات آیت ۴۷'۴۸) اور ہم نے آسمان کو دست قدرت سے بنایا اور ہم نے اسے وسیع کر دیا۔ اور زمین کا ہم نے فرش بچھا دیا تو ہم کیا ہی اچھے فرش بچھانے والے ہیں۔ اور یہ معلوم ہے کہ حمد خداوندی صرف اسی میں ہوتی ہے جو انتہائی کمال ہے۔ ورنہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی اس میں حمد کیونکر ہو سکتی ہے جس سے کوئی دوسرا افضیلت والا ہو۔

فرمایا: حسنات الابرار کے لیے اس جہان میں عبادت و احکام کی خاطر شہود اغیار واجب ہے۔ گرچہ یہ سیئات المقربین میں سے ہے جو کہ انوار میں مستغرق ہیں اور ان کے نزدیک ماسوی ہلاک ہو چکا جیسا کہ رات' دن میں فنا ہو چکی۔

فرمایا: اپنے اکابر کا راستہ طلب کرو گرچہ قلیل ہوں اور ان کے غیر کے طریقے سے بچو گرچہ جلیل القدر ہوں۔ اور قوم صوفیاء کے علم کی شرافت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول کافی ہے جو کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا ھل اتبعک علی ان

تعلمن مما علمت رشدا (الکھف آیت ٦٦) کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے رشد و ہدایت کا وہ علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔فرمایا! یہ علم حقیقت کی طلب واجب ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے جس طرح کہ علم شریعت کی طلب واجب ہے۔

ارباب شریعت واصحاب طریقت کی نگاہ کا فرق

آپ نے فرمایا کہ ابن الشریعۃ حکم ظاہر اور خلق کے فعل کی ان کی طرف نسبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔کیونکہ خطاب کی توجہ اور احکام کا مرتب ہونا انہیں پر ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللہ خلقکم وما تعملون (الصافات آیت ۹۶) اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو جبکہ ابن الحقیقہ حکمت باطنی اور فعل کی حق کی طرف نسبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے کیونکہ حقیقت میں فاعل مختار وہی ہے وربک یخلق ما یشاء ویختار – ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالیٰ عما یشرکون (القصص آیت ٦٨) اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔ان کے اختیار میں کچھ نہیں۔اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور برتر ہے۔جو وہ شرک کرتے ہیں۔تو جب شریعت کا طریقہ شہود حق میں شہود خلق پر مبنی ہے اور حقیقت کا دستور شہود حق میں فناء خلق پر مبنی ہے اور دونوں امر جدا جدا ہیں تو معارضہ اور تعطیل کے خطرہ سے امر ظاہر کو ظاہر کرنا متعین اور امر باطن کو باطن میں رکھنا ضروری قرار پایا۔حکم ظاہر کی بنا حکمت باطنی پر نہ رکھنے کا یہی سبب ہے کیونکہ اگر اس پر کوئی حکم مرتب ہوتا تو اکثر لوگوں پر ان دونوں کے درمیان مطابقت مشکل ہوتی اور ہمیں تنگی اور شدت دور کے اختلاف تک کھینچ لے جاتی۔

عمر بن الغارض کی کلام کی تشریح

سیدی عمر بن الغارض رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور کائنات کی زبانیں اگر تو محفوظ رکھے فصیح انداز میں شہود توحید ہیں۔اس کے متعلق فرمایا کہ شہود توحید سے آپ کی مراد کل عالم کی توحید ہے یعنی توحید قہری حالی جو کہ خوشی سے قبول کرنے والے نیز کافر و فاجر کو عبادت بالحال کے حکم میں داخل کرنے والی ہے اور آپ کے قول بحال فصیحہ نے توحید بالقال کو جدا کر دیا۔پس آپ اس کے اور اس توحید والوں کے در پے نہیں ہوئے کیونکہ وہ ایمان والوں کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ کفار کے ساتھ' اور جس آیت سے اس شعر کا استفادہ کیا گیا ہے اس کا مقصود اعظم یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان من شئی الا یسبح بحمدہ (بنی اسرائیل آیت ۴۴) ہر شے اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کرتی ہے۔تو لفظ شئی نکرہ ہے اور وہ سیاق نفی میں موحد' منکر' حیوان' جمادات ہر چیز کو عام ہے۔تو گویا حق سبحانہ وتعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہر چیز اپنے باطن کے ساتھ مجھے ایک مانتی اور میری عبادت کر رہی ہے۔گرچہ اس کے باطن کا امر مختلف ہے۔

اور فرمایا کہ ابن الغارض کا یہ قول کہ اور اگر مجوس نے آگ کی پوجا کی اور وہ بجھی نہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا تو انہوں نے میرے غیر کی عبادت نہیں کی اور میرے سوا ان کا قصد نہیں کیا اگرچہ انہوں نے دل میں میری نیت کا عقد نہیں باندھا۔

تو یہ وہ توحید حالی عام ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ولکن لا تفقھون تسبیحھم (بنی اسرائیل آیت ۴۴) لیکن تمہیں ان کی تسبیح کی سمجھ نہیں۔یعنی یہ توحید باطن ہے اگر تم فقہاء ہو تو اسے سمجھو کیونکہ اسے سمجھنے کی ضرورت ہے اور یہ علم باطن

ربانی کا مقام ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے امت پر رحم نہ فرمایا ہوتا اور ان سے حرج دور نہ کیا ہوتا تو ان کے اس توحید کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ان پر عذاب اور سزا مسلط فرما دیتا۔ بیشک وہ بردبار بخشنے والا ہے۔ اور اس توحید حال کے شواہد میں سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں موجود لفظ ظلال ہے وظلالھم بالغدو والآصال (الرعد آیت ۱۵) اور ان کے سائے صبح وشام سجدہ کرتے ہیں۔ پس کل وجود اپنے موجد کی دلیل کے طور پر وجود میں آیا ہے پس اس کا بعض غیر دلیل نہیں حتیٰ کہ مخالف بھی اپنے وجود اور مخالفت کی دلالت کے ساتھ عابد، راکع اور ساجد ہے۔ چاہے یا انکار کرے۔ پس یہ کہنا کہ ظاہر میں ہر انکار کرنے والا باطن میں موحد ہے اس قوم کے درمیان جائز ہے جو کلام الٰہی اور اس کے اشارات کے مقامات کو سمجھتے ہیں، نہ کہ ان کے نزدیک جو کہ اللہ تعالیٰ کی کلام کے ان اسرار اور دلائل کا انکار کر دیتے ہیں جسے ان کا علم محیط نہیں، لیکن یہ توحید حدیث قبضتین، حدیث الفراغ اور جفوف الاقلام کی گواہی کی بدولت کفار کو نفع نہیں دے گی۔ اگر یہ توحید حالی انہیں نفع دیتی تو ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوتا۔ اسے خوب سمجھ لو۔

حسنات الابرار سیئات المقربین کی وجہ

ابن الفارض رضی اللہ عنہ کا قول یہ بھی ہے کہ اگر میرے لیے تیرے سوا کے بارے میں بھول کر ارادہ کھٹک بھی جائے تو میں اپنے مرتد ہونے کا فیصلہ دوں گا۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ آپ کی مراد نسبت کا ارتداد ہے دینی ارتداد نہیں۔ کیونکہ مقربین کے مقام سے حسنات الابرار کی طرف لوٹنا اور اترنا جو کہ سیئات المقربین ہیں قوم صوفیاء کے نزدیک ارتداد ہے۔ اور یہ اس لیے حسنات الابرار کا لازمہ شہود اغیار ہے جو کہ مقام فنا کے معارض ہے اور اسے شرک اصغر کہتے ہیں۔

اور بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی اس طرح زیارت کرنے سے مراد قلب میں بیداری ہے جو اس جسمانیہ کی بیداری نہیں کیونکہ جسے کمال استعداد وقرب میں انتہائی مقام حاصل ہوتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور جب وہ اس سے محبت فرماتا ہے تو اس کی نیند قلبی بیداری کی کثرت سے ہوتی ہے۔ جس طرح اس بیداری کا حال ہے جو اس کے غیر کے لیے ہوتی ہے۔ اور اس وقت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت آپ کی روح پاک کے اجسام میں متشکل ہونے کی صورت ہوتی ہے۔ آپ کی ذات پاک کے برزخ سے منتقل ہونے اور زیارت کرنے والے کے مکان کی طرف آنے کے ساتھ نہیں۔ یہ آپ کی ذات پاک کی عظمت اور آنے جانے کی تکلیف سے منزہ ہونے کی وجہ سے ہے اور یہی حق صریح ہے (اقول وباللہ التوفیق چونکہ یہ مقام انتہائی قرب کا مقام ہے اس لیے یہاں اسی مقام کے حاملین یا اس کے شناسا حضرات ہی کلام کر سکتے ہیں۔ حضرت شیخ صاحب ترجمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیداری میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی جو توجیہہ فرمائی ہے مقام ادب میں ان کی انفرادیت کی دلیل ہے۔ آپ نے بجسدہ و بذاتہ الشریفہ زیارت کا انکار نہیں فرمایا۔ صرف جس توجیہہ پر انہیں قلبی جمعیت نصیب ہوئی وہ بیان فرما دی، لیکن یہ ایک طریق عظیم اور صراط مستقیم ہے جو عرفان کی لاتعداد منازل کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے قلبی بیداری کے مرتبہ کمال تک پہنچنے کے بعد منازل آگے بھی ہیں۔ بقول اقبال ؂

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

چنانچہ امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاوی میں درج اپنے رسالہ تنویر الحلک میں فرمایا الاول اکثر ماتقع رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی الیقظۃ بالقلب ثم یترقی الی ان یری بالبصر یعنی قلبی بیداری میں اکثر حضور علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے پھر اس میں ترقی ہوتی ہے حتیٰ کہ سر کی آنکھ سے زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں ولا یمتنع رؤیۃ ذاتہ الشریفتہ بجسدہ و روحہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنی جسم اور روح کے ساتھ آپ کی ذات پاک کی زیارت ممنوع نہیں ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

تعمیل امر مالک کی اہمیت

آپ فرماتے ہیں کہ سدھائے ہوئے کتے کا شکار کو قتل کرنا صرف اس لیے ذبح قرار دیا گیا کہ وہ اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور اس کے روکنے سے رک جاتا ہے پس وہ اپنے مالک کے ہاتھ میں چھری کی طرح ہے اور اگر وہ اپنے نفس اور خواہش کے ساتھ ہوتا تو اس کا شکار کھانا حرام ہوتا۔ واللہ اعلم۔

ایذاء ولی سبب سلب ایمان

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ وہ کچھ ہے جو میں نے آپ کے مریدوں کے درمیان آپ کی طرف منسوب رسالہ لکھا ہوا دیکھا' اور آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کا موت کے وقت ایمان سلب کرنے کا ارادہ فرمائے تو اسے کسی ولی پر مسلط کر دیتا ہے اور وہ اسے ایذاء پہنچاتا ہے۔ آپ اپنی دستار میں ایک چھوٹی سی تھیلی سے بادشاہوں جیسا خرچ کرتے تھے۔ اس سے اپنے مریدوں اور محتاجوں کے قرضے چکاتے اور آپ بندوں میں رحمت تھے۔ آپ کا وصال کچھ اوپر ۹۱۰ھ میں ہوا اور قرافہ میں دفن کیے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

الشیخ سیدی محمد بن عنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ زاہدوں عابدوں میں سے تھے اور میں تو ان کی اور ان کے احوال کی طاؤس یمانی یا سفیان ثوری کے ساتھ مثال دیا کرتا تھا۔ اپنے زمانے میں ان کی مثل میں نے نہیں دیکھی۔ ہم زمانہ مشائخ جب آپ کے پاس حاضر ہوتے تو ایسے ہوتے جیسے بچے اپنے مربی کی گود میں ہوتے ہیں۔ عبادت' روزہ اور رات کے قیام میں بالغ ہونے کے وقت سے ہی آپ راسخ قدم پر تھے۔ قیام لیل' عفت اور نگہداشت میں آپ کی مثال دی جاتی تھی۔ اور جب جامع الکاملیہ کے امام الشیخ کمال الدین تک آپ کی خبر پہنچی تو انہوں نے صرف آپ کی زیارت کی خاطر بلاد شرقیہ کا سفر کیا۔ جب پہنچے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شدید متاثر ہوئے۔ آپ سے عہد حاصل کیا اور سیدی ابوالعباس الغمری کی طرف آپ کے ساتھ سفر کیا اور ان کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

کرامات

آپ کی کرامات عظیم تھیں۔ آپ نے چھ پیالے آٹے سے پانچ سو آدمی کو کھانا کھلایا یہاں تک وہ سیر ہو گئے۔ اور وہ اس طرح کہ آپ کے مضافات کے فقراء اتنی تعداد میں آپ کے شہر میں بغیر اطلاع کے جمع ہو گئے اور عادت کے مطابق آٹا گوندھا جا

چکا تھا۔ آپ نے اپنی والدہ سے کہا کہ اس رومال سے پیالہ ڈھانپ دیں اور ٹکیاں بنائیں۔ چنانچہ آپ کی والدہ نے اس سے روٹیاں بنا بنا کر گھر بھر دیا۔ حجرہ بھر دیا اور آدھا صحن بھی' آپ نے کہا پیالے سے کپڑا ہٹا لیں۔ جب کھولا تو آٹے میں سے کچھ نہ پایا۔ آپ نے فرمایا میرے رب کی عزت کی قسم اگر چاہتا تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس آٹے سے سارا شہر روٹیوں سے بھر دیتا۔

ان میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ جامع اسکندریہ میں ایک کوڑھی شخص تھا جس شخص سے کشیدہ خاطر ہوتا تو کہتا اے جوؤں! فلاں شخص کی طرف جاؤ۔ پس اس شخص کے کپڑے جوؤں سے پر ہو جاتے حتیٰ کہ ہلاکت تک پہنچ جاتا۔ سیدی محمد رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی جبکہ آپ کوم الافراح کی زیارت میں تھے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کے پاس لے چلو' چنانچہ لوگ اس کے پاس لے گئے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تم نے اللہ کی راہ میں جوؤں کے سوا کچھ نہیں پہنچایا؟ پھر اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے ہوا میں پھینک دیا تو وہ لوگوں کی نظروں سے ۔اس دن سے غائب ہو گیا۔ کسی کو علم نہیں کہ شیخ نے اسے کہاں پھینک دیا۔

اور مجھے حضرت کے پاس رہنے والے فقراء کے فقیہ شیخ علی الاتمیدی نے یہ حکایت بیان کی سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد برہمتوش سے سیدی ابو العباس الغمری کی طرف محلّہ میں خادم بھیجا اور فرمایا کہ صبح کی اذان نہ ہونے پائے کہ آپ میرے پاس ہوں۔ ابوشبل گئے اور واپس آئے' تو ان سے شیخ نے فرمایا کہ کہاں سے گزرے۔ کہا: یا سیدی! مجھے دریا کا پتہ چلا نہ علم ہوا۔ تو شیخ نے مخفی طور پر اپنے مریدوں سے فرمایا کہ اس نے اپنی ہمت اور عزم کے ساتھ دریا کو لپیٹ دیا پس اسے اپنی راہ میں نہ پایا۔

زمین سے پانی کا پیالہ

اور مجھے سیدی الشیخ العالم العامل المحدث الشیخ امین الدین امام الغمری نے یہ خبر دی کہ میں سیدی ابو العباس الغمری اور سیدی محمد بن عنان کے ہمراہ سفر میں تھا۔ گرمی شدید ہو گئی۔ دونوں حضرات سواریوں سے اترے اور گرمی سے بچنے کے لئے دونوں گدھیوں پر کپڑا پھیلا کر درمیان میں بیٹھ گئے۔ سیدی ابو العباس الغمری رضی اللہ عنہ کو پیاس لگی مگر پانی نہ ملا تو سیدی محمد بن عنان نے پیتل کا کاسہ پکڑا اور زمین میں سے پانی سے بھرا اور سیدی ابو العباس الغمری رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے نہ پیا اور عرض کی یا شیخ محمد! ظاہر ہونے سے ظہور منقطع ہو جاتا ہے تو آپ نے فرمایا: میرے رب کی عزت کی قسم اگر ظاہر ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے چشمے کی صورت میں رہنے دیتا قیامت تک انسان اور مویشی اس کا پانی پیتے اور یہ واقعہ بلاد شرقیہ میں مغصبط کے مضافات میں پیش آیا۔ الشیخ امین الدین رضی اللہ عنہ کی یہ حکایت ان کے اپنے لفظوں میں ہے اور آپ صادقین میں سے تھے۔

اور مجھے الشیخ بدرالدین المشتولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکایت بیان کی فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی عبدالقادر الدشطوطی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیخ محمد بن عنان رضی اللہ عنہ آسمان کا ایک ایک طاق جانتے ہیں۔

بسیار خوری کا علاج

اور مجھے سیدی محمد بن عنان کے داماد سیدی الشیخ شمس الدین الطنیخی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ایک بسیار خور آدمی سیدی شیخ محمد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کشتی میں سوار تھا جبکہ دمیاط کی طرف سفر کر رہے تھے تو لوگوں نے سیدی محمد رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ اس شخص نے آج رات کشتی میں کافی ساری نمکین مچھلی اور ایک ٹوکری کھجوروں کی کھائی ہے۔ سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور فرمایا بیٹھ

جاؤ۔ روٹی کے دو ٹکڑے کئے اور فرمایا: کھاؤ اور کہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور وہ آدھی روٹی سے ہی سیر ہوگیا اور اس کی خوراک یہی رہی اور مرتے دم تک آدھی روٹی سے زیادہ کبھی نہ کھایا۔ اس کے اہل خانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یا شیخ! اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے ہمارا بوجھ ہلکا کردیا۔

اور مجھے سیدی الشیخ امین الدین امام الغمری نے ہی یہ خبر دی کہ برھموش کے قبرستان میں ایک شخص قبر میں ہر شب مغرب سے صبح تک چیختا تھا۔ لوگوں نے سیدی محمد رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ آپ قبرستان گئے اور سورۂ تبارک الذی یعنی سورۃ الملک تلاوت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی مغفرت کی دعا کی۔ اس رات کے بعد پھر کسی نے اس کی چیخ و پکار نہ سنی۔ پس لوگوں نے کہا کہ اس کے بارے میں حضرت شیخ کی شفاعت قبول ہوگئی۔

معمولاتِ شیخ

آپ کا وقت لگا بندھا تھا۔ بے مقصد گفتگو اور لوگوں کی خبروں میں سے کسی چیز کے لئے آپ کبھی فارغ نہیں ہوتے تھے اور فرماتے کہ مجھ پر ہر سانس ایک سال کی قیمت کا ہے۔ آپ رات کی توجہ کے لئے عصر سے ہی تیاری شروع کردیتے۔ آپ سے مخاطب ہونے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی تھی کہ نماز وتر ادا فرمالیتے۔ جب وتر پڑھ لیتے تو تہجد کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ کسی کو آپ سے بات کرنے کی جرات نہ ہوتی یہاں تک کہ دن خوب روشن ہوجاتا۔ رات دن اور موسم سرما و گرما میں برابر آپ کا یہی معمول تھا۔ اور ہم جبکہ نوجوان تھے سردیوں کی راتوں میں اپنی تختیاں سنبھال رکھتے اور رات کو لکھتے اور اپنا گزشتہ سبق دہراتے جبکہ آپ جامع الغمری کی چھت پر کھڑے نماز ادا فرماتے۔ پھر ہم سو جاتے۔ اٹھتے تو حضرت کو کھڑے نماز پڑھتا ہوا پاتے جبکہ آپ اپنا رومال لپیٹے ہوئے ہوتے۔ ہم کہتے کہ یہ شیخ تھکتے ہیں نہ شکستگی محسوس کرتے ہیں جبکہ لوگ سردی کی شدت سے لحافوں میں دبکے پڑے ہیں اپنا کوئی عضو باہر نہیں نکال سکتے۔

اور میں نے شناری کے شیخ سیدی محمد السروی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری آنکھ نے ابن عنان سے زیادہ عبادت گزار نہیں دیکھا اور آپ چھتوں میں ٹھہرنا پسند فرماتے۔ جس جامع مسجد میں ٹھہرتے آپ کے لئے اس کی چھت پر جھونپڑی یا کبھی خیمہ کھڑا کردیا جاتا اور آپ نے مجھے بتایا کہ شیخ محمد ابن عنان اپنے کام کے آغاز میں تین سال تک جامع عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھت میں رہے۔ صرف نماز کی جماعت کے وقت یا شیخ عارف باللہ تعالیٰ سیدی یحیٰی المناوی کے درس میں حاضری کے وقت اترتے کیونکہ شیخ مناوی ظاہر و باطن کے علم والوں میں سے تھے۔ اسی طرح آپ کے درس میں سیدی محمد السروی رضی اللہ عنہ اور سیدی مدین رضی اللہ عنہ کے بھانجے سیدی محمد وغیرہما جیسے گروہ اولیاء کے لوگ حاضر ہوتے۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک میں جامع عمرو میں ٹھہرا رہا اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے لئے مسخر کردیا۔ ہر رات ایک برتن میں کھانا اور دو روٹیاں لاتی۔ میں اس سے کبھی مخاطب ہوا نہ اس نے مجھ سے بات کی لیکن میں پہچانتا تھا کہ وہ دنیا ہے اور میں نے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ میں نے قرآن پاک حفظ کیا جبکہ میں بالغ تھا۔ چنانچہ میں نے نصف اول فقیہ ناصر الدین الاخطابی کے پاس حفظ کیا پھر نصف آخر اپنے بھائی شیخ عبدالقادر کے پاس حفظ کیا۔

شیخ محمد بن عنان کے حال کے استحضار سے سستی ختم

جب کسی مکان میں فروکش ہوتے گویا اس مکان میں سورج اتر آیا ہے۔اس کے سوا میں گواہی نہیں دے سکتا یہ اس وقت کی بات ہے کہ میں بچہ تھا ابھی مردوں کے مقامات کو صاف انداز میں بیان نہیں کرسکتا تھا۔ واللہ ٹھنڈی رات میں مجھے یہ واقعہ پیش آتا کہ میں اٹھتا ہوں اور وضو اور نماز کی طرف سے طبیعت میں سستی ہوتی تو اپنے ذہن میں آپ کے سوا کسی کو نہیں پاتا جس کا حال مجھے نشاط و سرور بخشے۔ چنانچہ یہ حال اپنے سامنے پیش کرتا ہوں اور اپنے دل میں کہتا ہوں کہ اگر شیخ محمد ایسی رات میں اٹھیں تو کیا وضو اور نماز کے بغیر ہی نیند کی طرف لوٹ جائیں گے؟ پس صرف آپ کا حال یاد کرنے سے ہی میری سستی دور ہو جاتی ہے۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب سے میں نے اپنے نفس کی نگہداشت کی ہے میں کبھی بھی طہارت کے بغیر نہیں بیٹھ سکتا اور مجھے ٹھنڈی راتوں میں حاجت غسل لاحق ہوتی تو میں غسل کے لئے اس حوض کے سوا پانی نہ پاتا جو کہ ہمارے گھر کے دروازے پر ہے تو اس میں اتر جاتا حالانکہ اس کی سطح پر برف جمی ہوتی جسے میں دائیں بائیں ہٹا کر غوطہ لگاتا تو ہمت کی وجہ سے پانی یوں معلوم ہوتا جیسے آگ پر گرم کیا ہوا ہو اور میں نے آپ کو اپنی آنکھ سے دیکھا کہ فارغ جگہ استنجاء کرتے تو وضو کے لئے پانی میں تاخیر ہو جاتی تو دیوار پر ہاتھ مار کر تیمم کر لیتے یہاں تک کہ پانی مل جاتا اور ایک لحظہ کے لئے بھی طہارت کے بغیر نہ بیٹھتے اور فرماتے کہ اکابر کی ہمنشینی کے لئے دوام طہارت کی ضرورت ہے اور میں نے ایک شب سونے کے لئے پاؤں پھیلانے کا ارادہ کیا تو جس سمت پاؤں پھیلانے کا ارادہ کرتا ہوں وہاں اولیاء اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولی کو موجود پاتا ہوں۔ بس میں نے سیدی محمد رضی اللہ عنہ کی سمت میں باب البحر کی طرف پاؤں پھیلانے کا ارادہ کیا تو میں نے اسے آپ کے مزار کے بالکل سامنے پایا۔ پس میں بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا تو آپ آئے۔ میرا پاؤں پکڑا اور اسے اپنی سمت میں پھیلا دیا اور فرمایا اپنا پاؤں میری سمت پھیلا لو۔ فرش احمدی ہے۔ پس میں اٹھا اور آپ کے ہاتھ کی نرمی میرے پاؤں میں تھی۔ رضی اللہ عنہ۔

دنیوی مال واسباب سے بدمزگی

اور آپ اس شخص سے بے مزہ ہو جاتے جو آپ کے سامنے دنیا کی کوئی چیز رکھ دیتا تاکہ اسے فقراء میں تقسیم کر دیں اور فرماتے کہ تجھے شہر میں تیری میل تقسیم کرنے کے لئے میرے سوا کوئی نہیں ملا۔

اور مجھے آپ کے بھتیجے شیخ عبدالدائم نے خبر دی کہ چچا کی زرعی پیداوار کی قیمت چالیس دینار لے کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور علی الصبح آپ کے سامنے رکھ دیئے اور میری اس حرکت پر چیخ اٹھے اور فرمانے لگے اللہ تیری صبح بخیر نہ کرتے تو علی الصبح ہمارے پاس یہ لایا۔ پس میں نے اسے آپ کے سامنے سے اٹھا لیا اور میں انتہائی نادم تھا۔

اور جب آپ کو ایسا شخص دعوت پر بلاتا جس کے طعام میں شبہ ہوتا تو قبول فرما لیتے لیکن اپنی آستین میں ایک روٹی لے جاتے اور اس کے دسترخوان پر بیٹھ کر چوری چھپے کھا لیتے کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔ میں نے آپ کو اسی طرح دیکھا اور شیخ ابوبکر الحدیدی اور شیخ محمد العدل رضی اللہ عنہما حاضر تھے تو ان دونوں نے آپ کی طرح ہی کرنا چاہا تو فرمایا تم دونوں کھا لو۔ تم پر حرج نہیں۔

شریف برکات سلطان حجاز کی امداد

اور جب غوری نے سلطان مجاز شریف برکات' کوطلب کیا اور شریف نے اس سے بدعہدی محسوس کی تو سیدی محمد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نماز عصر کے بعد حاضر آئے۔ ہم حضرت کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ شیخ نے کھڑے ہوکر ان سے معانقہ کیا اور شریف نے آپ سے عرض کی کہ میں اس وقت بھاگنے کا ارادہ کئے ہوئے ہوں۔ آپ کی توجہ میرے شامل حال رہے۔ غوری مجھ تک نہ پہنچ پائے حتیٰ کہ میں ان علاقوں سے نکل جاؤں کیونکہ برکتہ الحاج کے مضافات میں سواریاں میری انتظار میں ہیں۔ پس شیخ محمد رضی اللہ عنہ حجرے میں داخل ہوئے۔ شریف انتظار کرتے رہے آپ باہر نہ آئے۔ وقت تنگ تھا۔ شریف نے مجھے اور شیخ حسن الحدیدی آپ کے خادم سے کہا میرے لئے شیخ سے جلدی کی درخواست کریں تو ہم نے حجرے کا دروازہ کھولا وہاں شیخ موجود نہیں تھے۔ پس ہم نے دروازہ بند کر دیا۔ گھڑی بعد آپ باہر آئے۔ آپ کی آنکھیں سرخ خون کی طرح ہیں۔ پس فرمایا: اے شریف! تم تک کوئی نہیں پہنچے گا چنانچہ غوری کو ان کا پتہ ہی دو دن کے بعد لگا اور وہ بچ کر بلاد حجاز پہنچ گئے۔ غوری نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے لیکن وہ ان تک نہ پہنچ سکے۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے الشیخ محمد بن عنان کو صرف سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ سے پہچانا جبکہ میں ان کے باغ میں ان کے پاس انجیر فروخت کیا کرتا تھا۔ میں انہیں یہ فرماتے ہوئے سنتا مجھے میرے رب کی عزت کی قسم' میری موت کے بعد میرا بوجھ ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے گا اور وہ عاجز آ جائیں گے تو شیخ یوسف الکردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یا سیدی! آپ کے بعد حجرۂ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات کی خدمت کون سنبھالے گا؟ فرمایا: محمد بن عنان نامی ایک شخص جو کہ بلاد شرقیہ میں ظاہر ہوگا۔

فقیر کا اصل زر اس کا قلب ہے

اور آپ نے فرمایا کہ اس دار دنیا میں فقیر کا راس المال صرف اس کا قلب ہے پس اسے نہیں چاہیئے کہ اپنے قلب پر امور دنیا کی کوئی چیز داخل کرے جو اسے مکدر کر دے۔ واللہ میں نے بلاد ریف سے آپ کے آنے کے ابتدائی ایام میں آپ کو باب البحر میں جامع مقسم میں دیکھا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا سیدی! ایک گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ جھونپڑیاں جن میں فقراء رہتے ہیں ہماری ہیں اور وہ فقراء کے اجتماع کا دن تھا۔ پس آپ اسی وقت باہر نکل آئے اور کھانے کا سامان اس میدان کی طرف منتقل کرنے کا حکم دیا جو کہ سیدی محمد الجبرونی رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ہے اور کھانا پکانے کا کام وہاں مکمل کیا اور فرمایا کہ فقیر کا راس المال اس کا قلب ہے۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

اور مجھے شیخ شمس الدین اللقانی المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک دن میں سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا جبکہ میں وضو اور نماز میں وسواس کی وجہ سے شدید رنج میں تھا۔ میں نے آپ سے اس امر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ مالکی

حضرات کے بارے میں ہمارا عہد ہے کہ وہ طہارت وغیرہ میں وسواس کا شکار نہیں ہوتے۔ پس آپ کے محض یہ کہہ دینے سے آپ کی برکت سے مجھ میں وسوسہ نام کی کوئی شے نہ رہی۔

اور آپ کو یہ بات اچھی نہ لگتی کہ کوئی شخص آپ کے زمانے میں طریقت کی اصلاح کرے اور فرماتے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے طریق سے مذاق کرتے ہیں اور آپ نے شیخ احمد النجدی کے سوا کبھی کسی کو تلقین ذکر نہ فرمائی۔ وہ آپ کے پاس قرآن کریم لے آئے اور کہا کہ اس کلام والے کی قسم دیتا ہوں مجھے ذکر کی تلقین فرمائیں۔ اللہ عزوجل کی قسم دینے پر آپ پر غشی طاری ہوگئی پھر آپ نے انہیں تلقین فرمائی اور فرمایا: طریقت اس کے ساتھ نہیں وہ تو صرف کتاب وسنت کی اتباع کے ساتھ ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس فقراء کا لباس پہنے ہوئے آیا۔ کہنے لگا: یا سیدی! وسواس کی کتنی اقسام ہیں؟ پس شیخ نے تیوری چڑھائی اور اس کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ جب وہ شخص اٹھ گیا تو شیخ نے ازرہ حیرت لا الہ الا اللہ فرمایا اور فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ اس زمانے تک زندہ رہوں گا کہ اس میں طریق الی اللہ عزوجل عمل کے بغیر صرف باتوں تک ہی رہ جائے گا اور جب تک مصر میں ہے قریب نہ تھا کہ آپ ایک مقام میں دو مرتبہ جمعہ ادا فرمائیں بلکہ کبھی جامع عمرو میں کبھی جامع محمود میں اور کبھی قرافہ کی جامع القراء میں ادا کرتے او ایک دفعہ آپ کو جامع ازہر کے قریب نماز جمعہ کا وقت ہوگیا تو فرمایا: یہ لوگوں کا مجمع ہے اور اس میں داخل ہونے سے شرماتا ہوں۔

طریق الی اللہ کی بنیاد حضرت الٰہیہ کا ادب ہے

اور آپ فقراء صادقین کی زیارت کرتے ظاہری زندگی میں ہوں یا وصال کر چکے ہوں ان کی زیارت ترک نہ فرماتے۔ سوائے بیماری کے اور میں آپ کو دیکھتا کہ ہمیشہ تسبیح گھماتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے اور فقیر کے لئے آپ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ برہنہ نہائے گرچہ خلوت میں ہی ہو اور اس میں سختی فرماتے تھے اور فرماتے طریق الی اللہ تو بنیاد ہی اللہ تعالیٰ کے حضور ادب کرنا ہے اور جو اس میں رخصت اختیار کرتا ہے وہ اس کا اہل نہیں۔ سیدی ابوالعباس الحریثی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے مجھے رات کے وقت غسل کرتے دیکھا جبکہ میں نے کمر میں کپڑا باندھا ہوا تھا۔ آپ نے میرے لئے اسے معیوب قرار دیا اور فرمایا: فقیر کا بدن سارے کا سارا ستر ہے تو نے قمیص میں غسل کیوں نہیں کیا۔

مریض سے مرض کا اُٹھانا

آپ جب کمزوری کی شدت سے قریب المرگ مریض کے پاس تشریف لاتے تو اس سے مرض اٹھا لیتے پس مریض اٹھ کھڑا ہوتا اور شیخ اللہ تعالیٰ کی مشیت تک بیمار پڑ کر جاتے اور شاید وہ اتنی مدت ہوتی جس قدر مریض کی عمر باقی رہ گئی ہوتی اور آپ کو ایسا واقعہ سیدی ابوالعباس الغمری رضی اللہ عنہ اور سید علی البلبلی المغربی کے ساتھ پیش آیا اور سیدی علی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے وقت میں موجود تھا اور آپ اسی وقت کھڑے ہوگئے۔ جامع ازہر کے وضو خانہ کی طرف چلے گئے۔ پس وضو کیا اور آ کر سو گئے۔ لوگوں کو اس سے تعجب ہوا۔

اور ایک دفعہ آپ کو ولیمہ کے لئے دعوت دی گئی پس آپ گھر کے دروازے تک آئے تو آپ سے کہا گیا کہ سیدی علی المرصفی

رضی اللہ عنہ یہاں ہیں وہیں سے لوٹ آئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ انہیں ناپسند کرتے ہیں جبکہ بعض نے کہا کہ فقراء کے کئی احوال ہوتے ہیں۔ یہ بات سیدی محمد رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو فرمایا کہ میرے اور اس مردِ خدا کے درمیان کوئی خلش نہیں۔ وہ تو ان کے اور میرے بھائی شیخ نور الدین الحسنی کے درمیان وقفہ تھا تو میں نے اپنے ساتھی کے حق کی اس کی وفات کے بعد نگہداشت کی کیونکہ وہ صحبت میں مقدم ہے۔

اور آپ زیارت وغیرہ میں کسی مکان کی طرف سوار ہوکر جاتے تو اپنے ہمراہ روٹی اور نمک ضرور لے جاتے اور فرماتے: کیا ہی اچھا رفیق سفر ہے۔ آدمی کو جب بھوک لگے اور روٹی ہمراہ نہ ہو تو اس کا نفس طعام کے لئے للچاتا ہے تو جب اسے پاتا ہے تو نفس کے للچانے کے بعد کھالیتا ہے جبکہ شارع علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔

قیام لیل کے قصد کا تقاضا

اور آپ نے فرمایا کہ جو فقیر بستر پر سو جائے اس سے طریقت میں کچھ نہیں بن پڑتا کیونکہ جو بستر پر سوتا ہے اس نے رات کے قیام کا قصد نہیں کیا جو کہ ایمان والوں کی سواری اور ان کا براق ہے پھر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم نے دو تہ والی عبا پر آرام فرمایا تو اس رات کا وردِ استراحت کی وجہ سے رہ گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اسے اس کی پہلی حالت پر لوٹا دے کیونکہ اس کی نرمی اور گداز میرے رات کے قیام میں حائل ہوگیا۔ (اقول وباللہ التوفیق ایسی کیفیات کا ظہور تشریعاً ہوتا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا فعل احکام شرعیہ کے بیان کے لئے ہوتا ہے ورنہ آپ انسانی کمزوریوں سے مبرا ہیں۔ چنانچہ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۱۷۸) پر سلطان المحدثین علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن العربی کا قول نقل فرمایا ہے جو کہ بیان حقیقت میں گوہر تابدار ہے۔ آپ فرماتے ہیں **هو عليه السلام كيفما اختلف حاله من نوم او يقظته في حق وتحقيق ومع الملائكته المقربين في كل طريق وفج عميق ان نسي فبا كدمن المنسي اشتغل وان نام فيقلبه ونفسه على الله اقبل ولهذا قال الصحابة كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذا نام لا نوقظه حتى يستيقظ بنفسه لانا لا ندرى ماهو فيه فنومه عن الصلوة ونسيانه لشئي منها لم يكن عن آفة وانما كان بالتصرف من حالته الي حالته مثلها ليكون لنا سنته** یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت نیند یا بیداری کی صورت میں کیسی بھی مختلف ہو آپ حق وتحقیق میں ہیں اور ہر طریق اور منزل میں ملائکہ مقربین کے ساتھ ہیں۔ اگر بھولیں تو جس چیز کو بھولے ہیں اس سے زیادہ تاکیدی امر میں مصروف ہوئے ہیں اور اگر سوئے ہیں تو اپنے قلب ونفس مقدس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور متوجہ ہوئے ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہوتے تو ہم آپ کو بیدار نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ خود بیدار ہو جائیں کیونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ کس کیفیت میں ہیں تو آپ کا نماز سے سوئے رہنا اور اس میں سے کسی چیز کو بھول جانا کسی خرابی کی وجہ سے نہیں ہوتا تھا وہ تو ایک حالت سے اس کی مثل دوسری حالت کی طرف پھرنا تھا تاکہ ہمارے لئے سنت ہو جائے سبحان اللہ کیا نفیس توجیہہ ہے جو کہ عشق سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اثر آفرینی ہے۔ سچ فرمایا مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سر سے پا تک ہرادا ہے لاجواب خوبروؤں میں نہیں ان کا جواب۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور مجھے سیدی الشیخ امین الدین رضی اللہ عنہ امام جامع الغمری نے بتایا کہ شرقیہ میں شان شلمون کی طرف ارباب احوال میں سے ایک شخص جنگل میں بیٹھا تھا اور اس نے اپنے اردگرد کانٹوں کی باڑھ بنا رکھی تھی اور اس باڑھ کے اندر اس کے پاس سانپ' لومڑیاں' اژدہا' بلیاں' بھیڑیئے' بھیڑیں' بطخیں اور مرغیاں تھیں۔ پس ایک دفعہ شیخ محمد رضی اللہ عنہ نے ان کی زیارت کی تو فرمایا: جنیدی کو خوش آمدید پھر ایک دفعہ زیارت کی تو فرمایا: جنیدی (سپاہی) کو خوش آمدید۔ ایک دفعہ پھر زیارت کی تو فرمایا: مرحبا بالامیر' پھر ایک اور مرتبہ زیارت کی تو فرمایا سلطان کو خوش آمدید' پھر زیارت کی تو فرمایا: شیروں کے چرواہے کو مرحبا۔ یہ آپ کا آخری دعائیہ کلمہ تھا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ رضی اللہ عنہ کے مناقب کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا اور نچلا حصہ فوت ہو گیا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے بیٹھے بیٹھے امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ کہی۔ سجدہ کی طاقت نہ تھی پھر لیٹ گئے جبکہ ہاتھ میں تسبیح کو حرکت دے رہے ہیں پس آپ کے ہاتھ کی آخری حرکت آپ کی زبان کی آخری حرکت تھی اور ہم نے دیکھا کہ دراصل بحق ہو گئے۔ پس میں نے اور شیخ حسن الحدیدی نے آپ کا لباس اتارا اور آپ کی وفات ماہ ربیع الاول شریف ۹۲۲ھ ایک سو دس برس کی عمر میں ہوئی اور باب البحر میں جامع المقسم میں مدفون ہوئے اور آپ پر آئمہ اور سلطان طومان بای نے نماز جنازہ پڑھی اور شیخ کے پاؤں سے کفن کھول کر ان پر رخسار ملنے لگا اور یہ دن مصر میں حاضری کا دن تھا۔ رضی اللہ عنہ۔

سیدی الشیخ ابوالعباس الغمری الواسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ایک مضبوط پہاڑ' گنج مخفی اور بادشاہوں وغیرہم پر آپ کی ہیبت تھی۔

کرامات

آپ کی کرامات کثرت سے تھیں جو آپ کی جماعت کو یاد ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دریا میں طغیانی کے دنوں میں آپ کی جماعت سے تھیلی گر گئی جس میں چاندی تھی اور کشتی سمانود کے نواح میں بہہ رہی تھی پس انہیں اس وقت پتہ چلا جب کتنے شہروں سے آگے نکل گئی۔ پس شیخ نے کشتی کو روکا اور فرمایا کہ فلاں جگہ جا کر جال پھینکو تھیلی مل جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل کی اور تھیلی وہاں سے مل گئی۔

اور ایک کرامت یہ ہے کہ مجھ سے آپ کے صاحبزادے سیدی ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے حکایت بیان کی کہ میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ تھا اور ہمارے ساتھ دو اونٹوں پر سنگ مرمر کے ستون تھے۔ ہم ایک تنگ پل پر پہنچے جس میں صرف ایک اونٹ کی گنجائش تھی تو شیخ نے دوسرا اونٹ چلایا اور دو ستون لے کر ہوا کے اوپر چلنے لگا۔

اور ایک کرامت یہ ہے کہ آپ 'میت غمر' سے زفتا کی طرف عبور کرنا چاہتے تھے لیکن کوئی ذریعہ نہیں تھا تو آپ ایک مگر مچھ کی پشت پر سوار ہو کر گزر گئے۔

مجھے مصر میں آپ کی جامع مسجد کے امام الشیخ امین الدین رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب لوگوں نے جامع مسجد کے ستون کھڑے کرنے کا ارادہ کیا تو رات کو لوگوں کو اس سلسلے میں تعاون کرنے کو کہا گیا تو شیخ اکیلے ہی کھڑے ہوئے اور دو صفوں کے

ستون کھڑے کر دیئے۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے ستون کھڑے پائے۔

اور مجھے الشیخ حسن القرصی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایام دوستی میں شیخ ابوالعباس ہمارے پاس ساحلی نہر سے لکڑیاں کاٹنے تشریف لائے اور آپ کے پاس کشتی تھی۔ لکڑیاں کاٹی گئیں اور کشتی میں لادی گئیں تو وہ کیچڑ میں دھنس گئی۔ عرض کی گئی: یا سیدی! ہمیں ایک اور کشتی کی ضرورت ہے تاکہ اس میں لکڑیاں لاد کر بوجھ ہلکا کریں جبکہ پانی کی قلت کی وجہ سے بحر محلّہ میں کشتیاں داخل نہیں ہوتی تھیں۔ پس حضرت شیخ رضی اللہ عنہ فجر تک ٹھہرے رہے۔ آپ نماز میں مصروف تھے کہ ایک کشتی ہمارے پاس اس پانی میں داخل ہوئی جس میں ایک شخص سو رہا تھا۔ چنانچہ شیخ ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے اسے بیدار کیا وہ اٹھا اور کہنے لگا مجھے یہاں کون لایا کیونکہ میں بحر شرقی میں ساقیہ ابوشعرہ کے ساحت میں تھا۔ لوگوں نے شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ تجھے یہ لائے ہیں۔ پس انہوں نے دو کشتیوں میں لکڑیاں لادیں اور روانہ ہوئے۔

اور سیدی الشیخ الصالح محمد العجمی رضی اللہ عنہ جو کہ مصر میں آپ کے جامع کے دبیر تھے فرماتے ہیں ...... اگر حضرت جنید رضی اللہ عنہ سیدی ابوالعباس رضی اللہ عنہ کا زمانہ پائے تو ان سے طریقت کا فیض حاصل کرتے۔

اور آپ کسی چھوٹے کو کسی بڑے کے ساتھ مزاح نہیں کرنے دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بچے کو دیکھا جو کہ بڑے آدمی کی چٹکی لے رہا تھا تو آپ نے دنوں کو جامع سے نکال دیا اور ان کی ضرورت کی چیزیں پھینک دیں اور جب تک داڑھی نہ اتر آئے آپ کسی بے ریش بچے کو اپنی جامع میں اذان نہیں دینے دیتے تھے اور آپ نے مصر اور اس کی بستیوں میں کئی مسجدیں بنوائیں اور سلطان قایتبای ملاقات کی آرزو رکھتا تھا لیکن آپ نے اسے اجازت نہ دی۔ ایک دن اس کا بیٹا سلطان محمد الناصر آپ کے پاس زیارت کے لئے اچانک آ نکلا۔ جب چلا گیا تو فرمایا اس نے ہمیں بے خبری میں آلیا۔ اور بلادریف وغیرہا میں آپ کے حالات مشہور ہیں اور میں نے صرف ایک دفعہ آپ کی زیارت کی جب آپ ہمارے شہر ساقیہ ابی شعر میں کسی ضرورت کی وجہ سے تشریف لائے اس وقت میری عمر آٹھ سال کے قریب تھی۔

اور ۹۰۵ھ میں ماہ صفر میں آپ کی وفات ہوئی اور مصر میں باخریات الجامع میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی الشیخ نور الدین الحسینی المدینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدی محمد رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے ہیں جو کہ سیدی مدین کے بھانجے ہیں اور عارف باللہ حضرات میں سے تھے اور میں نے اپنے بچپنے میں آپ کی زیارت کی اور سیدی مدین کے بھانجے سیدی محمد رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد الشیخ تاج الدین الذاکر نے آپ سے فیض حاصل کیا اور ان دونوں نے ان سے فیض حاصل کیا تھا۔ آپ نے ایک دن ایک شخص کو سنا جو کہ خشب الشیوخ بیچتا تھا جس سے عورتیں روئی کو کنگھی کرتی ہیں اور وہ کہہ رہا تھا شیوخ کا قفہ نصف چاندی کے عوض لے لو۔ آپ نے اس ایک خاص معنی مراد لیا اور فرمایا: شیوخ کا قفہ نصف چاندی کے عوض اور فرمایا تو نے طریقت کو سستا کر دیا بعد ازاں آپ نے حین وفات تک کسی کو تلقین ذکر نہ فرمائی اور آپ امراء اور حکام کے پاس لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے پناگاہ تھے اور آپ کے اور سیدی محمد بن عنان کے درمیان عظیم دوستی اور بھائی چارہ تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

شیخ الاسلام الشیخ زکریا الانصاری الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ فقہ و تصوف دونوں طریقوں کے ارکان میں سے تھے۔ میں نے بیس سال تک آپ کی خدمت کی کبھی آپ کو غفلت اور بے مقصد مصروفیت میں نہ پایا رات میں نہ دن میں اور پیرانہ سالی کے باوجود فرائض کھڑے ہو کر ادا فرماتے اور فرماتے کہ میں اپنے نفس کو کاہلی کی عادت نہیں ڈالوں گا۔ آپ کے پاس جب کوئی شخص آتا اور طویل گفتگو کرتا تو جلدی سے فرماتے کہ تو نے ہمارا وقت ضائع کر دیا اور جب میں اس کتاب کا کوئی کلمہ درست کرتا جو آپ کے پاس پڑھتا تھا تو میں سنتا کہ آپ مدہم آواز میں اللہ اللہ کہتے رہتے۔ کوتاہی نہ فرماتے حتیٰ کہ میں فارغ ہو جاتا اور میں ہر روز آپ کے ساتھ صبح کا کھانا کھاتا۔ آپ صرف اسی خانقاہ کا کھانا کھاتے تھے جسے سعید السعداء نے وقف کیا تھا اور فرماتے کہ اس کا وقف کرنے والا صالح بادشاہوں میں سے تھا اور اس نے یہ وقف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذن سے کیا تھا۔

اور آپ نے کئی تصنیفات لکھیں جو کہ روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہیں اور آپ کے حسن نیت اور اخلاص کی وجہ سے لوگ آپ کی کتابوں کو لازماً پڑھتے ہیں اور جب میں نے علم تصوف میں تصنیف شدہ رسالہ قشیریہ پر آپ کی شرح پڑھی تو آپ نے الروض حفظ کرنے کا اشارہ فرمایا جبکہ میں نے اس سے پہلے المنہاج حفظ کر رکھی تھی میں نے وہ آپ پر پیش کی اور عرض کی کہ وہ بڑی کتاب ہے۔ فرمایا: شروع کرو اور توکل کرو کیونکہ ہر جدوجہد کرنے والے کا حصہ ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے باب القضاء تک اسے حفظ کیا اور حفظ کی وجہ سے بعض عوارض کی بنا پر آپ نے مجھے رک جانے کا اشارہ فرمایا اور میں نے الروض پر آپ کی شرح باب الجہاد تک پڑھی اور آپ کی خدمت میں بیضاوی کی تفسیر قرآن عظیم اور اس پر آپ کا حاشیہ' کشاف پر طیبی کا حاشیہ' حاشیۃ السید' حاشیہ شیخ سعد الدین التفتازانی اور سورۃ الانبیاء تک حاشیہ الشیخ جلال الدین السیوطی پڑھا نیز آپ کے پاس آپ کی شرح اداب البحث اور جمع الجوامع پر آپ کا حاشیہ پڑھا اور آپ کے پاس شرح بخاری کے لئے آپ کی تالیف کے دوران' حافظ ابن حجر کی فتح الباری' کرمانی کی شرح بخاری عینی حنفی کی شرح بخاری اور شیخ شہاب الدین العسقلانی کی شرح بخاری کا وہاں تک مطالعہ کیا جہاں آپ کی شرح کی میں نے کتابت کی اور میرے گمان کے مطابق نصف کے قریب ہے۔

اور جب آپ کے پاس بیٹھتا تو گویا میں روئے زمین کے صالح و عارف بادشاہوں کے پاس بیٹھا ہوں اور مصر کا سب سے بڑا مفتی حضرت کے سامنے طفل کی طرح ہوتا اور یہی حال امراء واکابر کا تھا۔ کثیر الکشف تھے جیسے ہی مجھے کوئی بات کھٹکتی فرماتے: جو کچھ تیرے پاس ہے کہہ دے اور میرے فارغ ہونے تک تالیف کا سلسلہ روک دیتے اور اس کے مطالعہ کے دوران جب مجھے سر درد لاحق ہوتا تو فرماتے کہ علم کے ساتھ شفاء کی نیت کر لو۔ میں نیت کرتا اسی وقت سر درد ختم۔

ایک دفعہ آپ نے مجھے فرمایا کہ میں بچپنے سے ہی قوم صوفیا کے طریق کو پسند کرتا ہوں اور میری زیادہ مصروفیت ان حضرات کی کتابوں کا مطالعہ تھا یہاں تک کہ لوگ کہا کرتے کہ یہ شخص علم شرع میں کچھ نہیں کر سکتا۔ جب میں نے کتاب شرح البہجۃ تصنیف کی اور اس سے فارغ ہوا تو میرے قریبیوں نے اسے بعید از امکان سمجھا اور اس کے ایک نسخہ پر مجھ پر عیب رکھتے ہوئے یہ لکھ دیا "کتاب الاعمی والبصیر یعنی نابینا اور بینا کی کتاب کیونکہ اس مصروفیت میں میرا ساتھی نابینا تھا اور تالیف سے فارغ ہونے تک تالیف

کا کام صرف پیر اور جمعرات کے دن جامع ازہر کی چھت پر ہوتا اور میرا وقت بے غبار اور میرا ظاہر بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ تھا اور میں مستجاب الدعوات تھا۔ جس کے لئے بھی بددعا کرتا اس کے بارے قبول ہوتی۔ پس اولیاء اللہ میں سے بعض نے مجھے فقہ کی آڑ لینے کا مشورہ دیا اور فرمایا طریق کو چھپاؤ کیونکہ یہ اس کا وقت نہیں ہے۔ پس میں اب تک قریب نہیں کہ احوال قوم میں سے کچھ ظاہر کروں۔

شیخ کی سوانح حیات بزبان خود

اور ایک دن آپ نے مصر میں اپنی آمد سے لے کر اس حکایت کے وقت تک مجھ سے اپنے حالات بیان فرمائے اور فرمایا کہ کیا میں تیرے لئے اپنے امر کی ابتدا سے لے کر اس وقت تک بیان کروں حتیٰ کہ تیرا علم اس کا اس طرح احاطہ کرے گویا کہ تو میری عمر کے اوائل سے ہی میرے ساتھ رہا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں تو فرمانے لگے کہ میں جوان تھا کہ بلاد سے یہاں آیا مخلوق میں سے کسی کے پاس بیٹھا نہ اس سے دل لگایا اور میں جامع میں اکثر بھوکا رہتا۔ پس رات کو تربوز کے چھلکوں کی طرف جاتا جو کہ وضوخانہ کی طرف پڑے ہوتے انہیں دھو کر کھا لیتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک شخص مقرر فرما دیا جو کہ چکیوں میں کام کرتا تھا وہ میری خبر گیری کرنے لگا اور میرے لئے میری ضرورت کی کتابیں اور لباس خرید لیتا اور مجھے کہتا کہ اے زکریا: کسی سے کچھ نہ مانگنا جب بھی تجھے طلب ہو میں لے آؤں گا۔ کئی سال اسی طرح بیت گئے۔

ایک دفعہ رات کا وقت تھا لوگ سو رہے تھے وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کھڑے ہو جاؤ تو میں اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ایک اونچے مقام کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر مجھے کہا کہ اس پر چڑھو میں چڑھ گیا اور چڑھو۔ میں اور اوپر چڑھ گیا یہاں تک کہ آخر تک پہنچ گیا تو مجھے کہا کہ تو اس وقت تک زندہ رہے گا کہ تیرے تمام ساتھی فوت ہو جائیں گے اور تو مصر میں موجود تمام علماء سے بالاتر ہو جائے گا اور تیرے طلبہ تیری زندگی میں شیوخ اسلام ہو جائیں گے جبکہ تیری نظر ختم ہو جائے گی۔ میں نے کہا کہ نابینائی میرے لئے ضروری ہوگی؟ کہا تیرے لئے ضروری ہے پھر وہ بندہ خدا مجھ سے منقطع ہو گیا بعدازاں میں نے اسے نہیں دیکھا پھر میرا حال فزوں تر ہوتا گیا یہاں تک کہ سلطان نے مجھے منصب قضا سنبھالنے کا تاکیدی حکم دیا میں نے صاف انکار کر دیا اور اس نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو قلعہ سے اتر کر آپ کے آگے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر پیدل چلوں گا اور آپ کے گھر پہنچایا کروں گا۔ چنانچہ میں نے عہدہ سنبھال لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے میری مدد فرمائی۔ لیکن میں نے اپنے آپ میں محسوس کیا کہ میں مردوں کے مقام سے پیچھے رہ گیا ہوں تو میں نے بعض مردان راہ سے اس کا شکوہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں انشاء اللہ تعالیٰ آگے بڑھنا ہی ہے کیونکہ بندہ جب اپنے آپ کو آگے دیکھے تو وہ پیچھے ہے اور وہ اگر اپنے کو پیچھے جانے تو وہ آگے ہے۔ پس میری گھبراہٹ ختم ہوگئی۔

بادشاہ وقت کو زجر و توبیخ

فرمایا کہ جس طرح سلطان قایتبای میرا احترام کرتا تھا کوئی نہیں کر سکتا۔ میں دوران خطبہ اس پر تنقید کرتا یہاں تک کہ میں گمان کرتا کہ وہ مجھ سے کبھی بات تک نہیں کرے گا مگر جیسے ہی میں نماز سے فارغ ہوتا پہلے وہ مجھ سے ملاقات کرتا۔ میرے ہاتھ کا بوسہ

دیتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔لیکن حاسد ہمارے ساتھ لگے رہے یہاں تک انہوں نے ہمارے درمیان پھوٹ ڈال دی۔ حالانکہ بادشاہ میرے ساتھ ہمیشہ ادب سے پیش آیا۔کبھی میرے ساتھ ایسی بات نہ کی جو مجھے ناپسند ہو۔ ایک دفعہ میں اس کے پاس وارد ہوا تو اسے سخت سست سنائیں۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ میں نے اس کی طرف آگے بڑھ کر کہا: واللہ ! یا مولانا! میں تمہارے ساتھ یہ سلوک صرف شفقت کے طور پر کرتا ہوں اور تم اپنے پروردگار کے دربار میں میرا شکریہ ادا کرو گے اور اللہ کی قسم میں نہیں چاہتا کہ تمہارا یہ جسم آگ کے کوئلوں میں سے کوئلہ ہو جائے۔ بادشاہ پرندے کی طرح کانپنے لگا۔

اور میں اسے کہتا: اے بادشاہ! اپنے متعلق ہوش کر تو عدم تھا وجود ہوگیا تو غلام تھا آزاد ہوگیا' تو زیر بار حکم تھا حکم دینے والا بن گیا تو امیر تھا بادشاہ بن گیا۔اب جب بادشاہ بن گیا تو جبر کرنے لگا اور اپنے آغاز وانجام کو بھول گیا۔

شیخ کی بجائے خادم الفقراء

اور آپ نے مجھے فرمایا کہ میرے بھائی الشیخ علی النبتیتی کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ایک دن گفتگو میں خوش مزاجی کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ شیخ یحییٰ المناوی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا اسے کوئی حرج نہیں۔ پھر پوچھا آپ فلاں کے بارے میں' فلاں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ الشیخ زکریا کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا اسے کوئی حرج نہیں مگر یہ کہ اس کے پاس چھوٹا سا نفس ہے۔ جب مجھے میرے بھائی الشیخ علی الضریر نے یہ پیغام بھیجا تو بہت دل تنگ ہوا اور میں حضرت کا اشارہ سمجھ نہ سکا کہ نفیسہ سے مراد کیا ہے؟ پس میں نے سیدی علی النبتیتی الضریر کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہو تو مجھ پر نہایت مہربانی کرتے ہوئے ان سے پوچھیں کہ نفیسہ سے آپ کا اشارہ کس چیز کی طرف ہے نو ماہ تک ملاقات نہ ہوئی۔ جب ملاقات ہوئی تو حضرت سے یہ بات پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ جب اپنا شاگرد یا قاصد حکام میں سے کسی کے پاس بھیجتا ہے تو اسے کہتا ہے کہ شیخ زکریا نے یہ بات کہی ہے تو اپنے کو شیخ کا لقب دیتا ہے۔ جب شیخ نے مجھے یہ پیغام بھیجا گویا میری پشت سے پہاڑ اتر گیا اور اب جب حکام یا وزراء میں سے کسی کی طرف قاصد بھیجتا ہوں تو یوں کہتا ہوں کہ حاکم یا وزیر سے کہنا کہ تمہیں زکریا خادم الفقراء یوں یوں کہتا ہے۔

قبولیتِ دعا

ایک دفعہ ایک نے مجھ سے فرمایا کہ میں جامع ازہر کی چھت پر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں معتکف تھا کہ شام سے ایک تاجر میرے پاس آیا اور مجھے کہنے لگا کہ میری بینائی ختم ہوگئی ہے۔لوگوں نے مجھے آپ کا پتہ دیا ہے آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری بینائی بحال ہونے کی دعا فرمائیں اور میری دعا کی قبولیت کی میرے پاس ایک علامت تھی۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی کہ اس کی بینائی دوبارہ عطا فرمائے۔ پس دعا قبول ہوگئی لیکن یوں کہ دس دن کے بعد بحال ہوگی۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ اس کی حاجت روائی ہوگئی ہے لیکن یہاں سے سفر کر جاؤ۔ کہنے لگا یہ نقل مکانی کے دن نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر تیرا ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری بینائی لوٹا دے تو یہاں سے چلے جاؤ اور [illegible]س خطرے کے پیش نظر کہا کہ اگر مصر میں اس کی بینائی لوٹ آئی تو لوگوں میں میرا پردہ کھل جائے گا۔ چنانچہ وہ چلا گیا تو [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی اور اس نے بخط خود مجھے

مکتوب بھیجا تو میں نے اسے کہلا بھیجا کہ جب بھی تو لوٹ کر مصر میں آیا تیری بینائی ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ قدس میں ہی رہا حتی کہ بینائی سمیت فوت ہوا۔

اور آپ نے مجھے سیدی محمد الغمری کے طریقے پر خرقہ پہنایا اور تلقین ذکر فرمائی اور آپ نے مجھے اس بات کا ذکر فرمایا کہ آپ نے محلّہ کبری کی طرف سفر فرمایا پس ان سے خرقہ پہنانے اور ذکر کی تلقین کرنے کا فیض حاصل کیا اور ان کی خدمت میں ان کی پوری کتاب پڑھی جس کا نام قواعد الصوفیہ ہے۔

آپ کے مریدین حضرت کی خدمت میں میری آمد پر خوش ہوتے کیونکہ میں معانی کلام کے بارے میں سوال کر لیتا تھا' کیونکہ یہ لوگ آپ کی ہیبت کی وجہ سے سوال کے لئے ہجوم نہیں کرتے تھے کیونکہ آپ جلیل القدر تھے۔ آپ کثرت سے صدقہ کرتے اور مجھے گمان نہیں کہ مصر میں آپ سے زیادہ کوئی صدقہ کرنے والا ہو جیسا کہ میں نے آپ سے اس کا مشاہدہ کیا لیکن اس طرح چھپا کر دیتے تھے کہ پاس بیٹھنے والوں میں سے بھی کسی کو پتہ نہ چلتا۔ ایک دفعہ آپ کے پاس گندمی رنگ کا ایک شخص تربت قایتبای سے آیا اور شریف تھا کہنے لگا: یا سیدی! اس رات میرا عمامہ اچک لیا گیا ہے اور شیخ جمال الدین الصانی اور شیخ ابوبکر الظاہری جابی الحرمین حاضر تھے۔ حضرت نے اسے ایک نیا عمامہ عطا فرمایا۔ اس نے وہ شیخ کے سامنے پھینک دیا اور ناراض ہو کر چلا گیا۔ میں نے شیخ سے صورت حال کہی تو فرمایا کہ وہ دل کا اندھا ہے جو کہ ان حضرات کے سامنے آیا۔

خواب کے واقعہ کی سماعت اور تعبیر

اور میں ایک دن شرح بخاری کا مطالعہ کر رہا تھا کہ مجھے فرمانے لگے رک جاؤ۔ ذرا مجھے اس کا ذکر سناؤ جو کچھ تم نے اس رات خواب میں دیکھا۔ جبکہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں آپ کے ساتھ کشتی میں ہوں جس کے پردے ریشمی' طنابیں ریشمی' اس کا فرش سبز ریشم کا اور اس میں ریشم کے تخت اور تکیے ہیں اور اس میں امام شافعی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں جبکہ شیخ زکریا آپ کی بائیں سمت بیٹھے ہیں۔ پس میں نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور یہ کشتی ہمیں لے کر چلتی رہی حتیٰ کہ میٹھے سمندر کے وسط میں ایک جزیرے میں لنگر انداز ہوئی۔ دیکھتا ہوں کہ اس کے میوے سمندر میں لٹک رہے ہیں۔ پس میں کشتی سے باہر آیا تو زعفران کا باغ موجود پاتا ہوں۔ اس میں خوبصورت عورتیں ہیں جو کہ اس سے چن رہی ہیں۔ جب میں نے آپ سے اس واقعہ کی حکایت کی تو فرمایا اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قرب میں دفن کیا جاؤں گا۔ پس جب آپ کی وفات ہوئی تو پیغام بھیجا گیا کہ باب النصر میں آپ کی قبر تیار کی جائے۔ پس شیخ جمال الدین اور شیخ ابوبکر الظاہری کہنے لگے اے فلاں تمہارا خواب صحیح نہ ہوا۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ مصر کے نائب السلطنت امیر خیربک کا قاصد آوارد ہوا کہنے لگا کہ ملک الامراء کمزور ہیں یہاں تک سواری پر نہیں آسکتے اور انہوں نے حکم دیا ہے کہ شیخ کو تابوت میں رکھ کر امیر کے پاس لے آؤ تاکہ رمیلہ میں سبیل المومنین میں آپ کی نماز جنازہ ادا کریں۔ چنانچہ آپ کو اٹھا کر وہاں لایا گیا اور نماز جنازہ ادا کی گئی پھر امیر نے کہا کہ آپ کو قرافہ میں دفن کرو۔ پس آپ کو شیخ نجم الدین الخیوشاتی کے پاس امام شافعی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کے عین سامنے دفن کیا گیا اور یہ ذوالحجہ ۹۲۶ھ میں ہوا۔

الشیخ علی النبتیتی الضریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اکابر علماء عاملین اور مشائخ متکلمین میں سے تھے۔ شام' حجاز اور یمن وغیرہ سے مشکل اور پر پیچ مسائل آپ کے پاس بھیجے جاتے پس آپ آسان عبارت میں حل فرما دیتے۔ تمام علماء آپ پر اعتماد کرتے تھے اور آپ نبتیت کے شہر میں خانقاہ السریا قوسیہ کے نواح میں رہتے تھے۔ ہر سمت سے مخلوق آپ کا قصد کر کے حاضری دیتی۔ آپ جب کبھی مصر آتے لوگ آپ سے برکت حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے تھے اور میں نے کئی مرتبہ اپنے شیخ شیخ الاسلام الشیخ زکریا الانصاری کے پاس مدرسہ کاملیہ میں آپ کے پاس بیٹھنے کا شرف حاصل کیا اور مجھے آپ سے دز دیدہ نگاہ کرم حاصل ہوئی جس کی برکت ابھی تک اپنے میں محسوس کرتا ہوں اور آپ نے مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث پاک سنائی جو کہ اس شخص کے بارے میں ہے جس نے لوگوں کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور مجھے فرمایا کہ اس حدیث کو یاد کرلو کیونکہ تم لوگوں کے ساتھ آزمائے جاؤ گے۔

اور آپ کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی رہتی تھی اور یہ آپ کی ولایت پر بہت بڑی دلیل ہے' کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام صرف اسی شخص کو ملتے ہیں جس کا ولایت محمدیہ میں قدم راسخ ہو۔

ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کے لئے ضروری خصائل

اور میں نے مدرسہ کاملیہ میں آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت خضر علیہ السلام کسی شخص کو نہیں ملتے مگر جب کہ اس میں تین خصلتیں جمع ہو جائیں اگر جمع نہ ہوں تو کبھی نہیں ملتے گرچہ وہ ملائکہ جیسی عبادت کرتا ہو۔

پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام احوال میں ان کے طریقوں پر ہو۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ اسے دنیا پر کوئی حرص نہ ہو۔

تیسری خصلت یہ کہ اہل سلام کے لئے اس کا سینہ صاف ہو۔ کینہ نہ بغض نہ حسد۔

اور ان کے لئے حضرت ابوعبداللہ التستری سے جو کہ رسالہ قشیریہ کے رجال میں سے ہیں حکایت کی گئی کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملا کرتے تھے اور فرماتے کہ حضرت خضر علیہ السلام کسی سے نہیں ملتے مگر صرف اسے تعلیم دینے کے طور پر' کیونکہ آپ علماء کے علم سے بے نیاز ہیں اس لئے کہ ان کے پاس علم لدنی ہے۔

اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے شیخ عبدالرزاق الترابی نے نظم و نثر میں آپ کے مناقب جمع کئے ہیں تو جسے مذکورہ حالات سے زیادہ کی طلب ہو تو وہ اسی کتاب کو لازم کرے۔

آپ نے ۹۱۷ھ میں عرفہ کے دن وفات پائی اور اپنے شہر میں مدفون ہوئے اور آپ کا مزار شریف وہاں ظاہر ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور آپ کی ایک نظم ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

مجھے کیا ہے کہ اپنی خطا پر گریہ نہ کروں جبکہ میں نے آسمان پر غالب ذات کا مقابلہ کیا ہے۔

میں نے اس کی کتاب پڑھی اور چھپ کر نافرمانی کی کہ یہ میری بڑی آزمائش اور رائے کی نحوست ہے۔

میری مصیبت کسی مصیبت کو قیاس نہیں کیا جاسکتا اور میری آفات میری شقاوت پر دلالت کرتی ہیں۔

وائے میری ذلت جب میرا رب فرمائے گا کہ اس ریا کار کو آگ کی طرف ہانک کر لے جاؤ۔

کہ یہ بار بار میری نافرمانی کرتا تھا اور خود کو میرے اولیاء میں سے گمان کرتا تھا۔

بندوں کے لئے بناوٹ کرتا رہا اور میرا ارادہ ہی نہ کیا اور مقصد میں میرے سوا کا ارادہ کرتا تھا۔

حتیٰ کہ اپنی نظم کے آخر میں بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:

پس اے میرے رب ادنیٰ بندہ پناہ مانگنے والا آسمان کے رب سے معافی کی امید کرتا ہے۔

حقیر ہے پھر مسکین فقیر ہے۔ نبتیت میں ریاء پر قائم رہا۔

لوگوں میں علی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ابتدائی حالت میں اپنا نام نہیں جانتا۔

جب اکیلا رہ جائے تو اس کا مونس ہو جبکہ مصیبت کی لحد میں قبر کا گروی ہوگا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ علی بن الجمال النبتیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سیدی ابوالعباس الغمری کے مریدوں میں سے ہیں۔ شدائد میں گنتی کے مردان راہ میں سے تھے۔ صاحب ہمت تھے قریب تھے کہ فقراء کی حاجت پوری کرنے میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے۔ آپ نے اور سیدی ابوالعباس الغمری، سید محمد بن عنان، سیدی محمد المنیر، سیدی ابوبکر الحدیدی اور سید محمد العدل نے ایک ہی سال حج کیا پس حرم نبوی علی ساکنہ الصلوٰت والتحیات میں بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے کہ سیدی ابوبکر الحدیدی نے فرمایا کہ کوئی اپنے رفیق سے زیادہ نہ کھائے اور اس رات میں چاند نہ تھا۔ جب فارغ ہوئے تو گٹھلیاں کا شمار کیا گیا تو کسی ایک نے دوسرے سے ایک کھجور زیادہ نہ کھائی۔

اور مجھے الشیخ امین الدین امام جامع الغمری نے خبر دی کہ شیخ ابوالعباس الغمری رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس مرغی کا پنجرہ بطور ودیعت رکھا جبکہ آپ ریف میں تھے تاکہ اسے ان کے لئے قاہرہ بھیج دیں۔ پس شیخ علی نے نبتیت سے قاہرہ کے لئے کمر باندھی اور تیاری کی اور اپنے سر پر شال رکھ لی۔

آپ ہر سال غلہ لے کر مکہ معظمہ کی طرف سفر کرتے اور محتاجوں کے ہاتھوں فروخت کرتے اور مکہ شریف میں مشہور تھے کہ یہ فروخت میں کمی کرتے ہیں کیونکہ آپ لوگوں کے مقابلہ میں دام زیادہ بتاتے اور فرماتے کہ میں خود اس قیمت پر ہی بیچوں گا تو جو اس قیمت پر راضی ہو جاتا تو معلوم کر لیتے کہ حاجت مند ہے پس اسے دے دیتے اور اس کی قیمت نہ لیتے اور جو کہتا کہ یہ مہنگا ہے اسے نہ بیچتے اور پہچان لیتے کہ یہ محتاج نہیں اور ہر سال اہل مکہ پر کپڑے اور شکر تقسیم کرتے اور اسی طرح اہل مدینہ پر بھی جو شخص لوگوں کو بتا دیتا تو اسے جو کچھ دیا ہوتا واپس لے لیتے اور فرماتے: بھائی! تمہارے متعلق مجھ سے غلطی ہوئی یہ تیرا نہیں ہے اور اپنا مال اس مال کے ساتھ مخلوط کر لیتے جو فقراء کے نام پر آتا اور اسے تقسیم کر دیتے اور فرماتے کہ یہ مال فلاں کا ہے فلاں کا ہے (یعنی اپنا نام نہیں لیتے تھے۔)

نبتیت میں

آپ کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں فوت ہوئے اور نبتیت میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے۔ مجھے صرف ایک ہی مرتبہ آپ سے ملاقات

موقع ملا۔ پس آپ نے میرے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے دربار میں میرے پردے رکھے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اسے قبول فرمائے۔ رضی اللہ عنہ۔

الشیخ عبدالقادر بن عنان (شیخ محمد بن عنان کے بھائی) رضی اللہ تعالیٰ عنہما

میں نے خدمت کے طور پر سات سال تک آپ کی صحبت کا شرف پایا۔ دن رات قرآن کریم کی تلاوت کرتے فصل کاٹتے یا کاشت کرتے یا چلتے ہوئے ہر صورت میں تلاوت کرتے' کیونکہ آپ کا ورد صرف قرآن کریم کی تلاوت تھا اور شیخ محمد بن عنان فرمایا کرتے کہ الشیخ عبدالقادر گھر اور شہروں کی آبادی کا ذریعہ ہیں۔ آپ پر صفائی اور استغراق کا غلبہ رہتا یہاں تک کہ تو آپ کے ساتھ گفتگو ہے لیکن وہ تیرے پاس نہیں ہیں حکام اور مشائخ العرب کے ساتھ آپ کے واقعات بے شمار ہیں کیونکہ آپ ان پر بہت ناراض ہوتے تھے اور فرماتے کہ جو فقیر اپنے سر کے بالوں کی گنتی کے برابر ان ظالموں میں سے قتل نہیں کرتا وہ فقیر نہیں ہے۔ ۹۲۰ھ میں فوت ہوئے بلاد شرقیہ میں برہمتوش میں دفن ہوئے جہاں آپ کی قبر مشہور ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ محمد العدل رحمہ اللہ تعالیٰ

میں پانچ سال کے لگ بھگ آپ کی صحبت میں رہا۔ آپ اچھی راہ و روش والے اور عوام و خواص میں پوری قبولیت رکھتے تھے۔ آپ کی اصل سیدی علی الدویب کی جماعت سے تھی اور انہوں نے انہیں پورا سال خطوط میں رکھا۔ جمعہ میں حاضر ہوتے نہ جماعت میں۔ پس الشیخ محمد بن عنان نے انہیں لکھ بھیجا کہ اگر تو جمعہ اور جماعت کے لئے باہر نہیں آتا تو تجھے چھوڑ دیا جائے گا یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے۔ پس آپ خلوت سے باہر آئے اور سیدی محمد بن داؤد اور سیدی ابوالعباس الغمر ی کی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اپنے شیخ الدویب کو چھوڑ دیا اور یہ اس لئے کہ موصوف ایسے احوال والوں میں سے تھے جن کے احوال کی پیروی نہیں کی جاتی اور سیدی محمد العدل کے لئے جماعت کا مقصد یہ تھا کہ ان کی پیروی کرنے والوں میں سے ہوں اور عدل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک شخص کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہے اور آپ نے اسے فرمایا کہ محمد العدل الطناحی سے کہو کہ میری سنت کی پیروی کرے اور لوگوں کو نفع پہنچائے۔ پس اس دن سے عدل کے ساتھ مشہور ہو گئے۔ وفات کے بعد آپ طناح میں دفن ہوئے اور وہاں آپ کی قبر مشہور ہے زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ محمد بن داؤد المنز لاوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مجھے کئی مرتبہ آپ کی زیارت کا موقع ملا۔ آپ نے میرے لئے عمر میں برکت کی دعا فرمائی اور یہ اس لئے کہ سیدی خضر جنہوں نے میرے یتیم ہونے کی وجہ سے میری کفالت فرمائی مجھے پکڑ کر سیدی محمد بن عنان کے پاس لائے اس وقت آپ کے پاس الشیخ محمد بن داؤد اور الشیخ ابوبکر الحدیدی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بچے کے لئے آپ میں سے ہر ایک دعا کرے۔ پس ان حضرات میں سے ہر ایک نے میرے لئے ایک دعا فرمائی۔ آج تک ان کی دعاؤں کی برکت حاصل کر رہا ہوں۔

اور کتاب وسنت کی پیروی' خدمت فقراء و منقطعین بھی اور کھانے پینے اور لباس میں اپنے آپ کو ان سے مخصوص نہ کرنے میں

سید محمد بن داؤد کی مثال بیان کی جاتی تھی۔ کئی مرتبہ آپ کی بیوی آپ کے لئے مرغی پکاتی اور آپ پر ظاہر نہ کرتی حتیٰ کہ فقراء سو جاتے تاکہ اکیلے آپ ہی کھالیں۔ آپ کھانا لے کر خانقاہ میں چلے جاتے۔ فقراء کو جگاتے اور ان میں تقسیم کر دیتے۔ منزلہ میں آپ کے احوال مشہور ہیں اور آپ۔ کے بیٹے شیخ شہاب الدین کی کتاب وسنت کی پیروی میں مثال دی جاتی تھی اور میں نے اس دور میں سنت کی پابندی میں آپ سے اور شیخ یوسف الحریثی سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

آپ منزلہ کے علاقوں میں سمیہ نامی بستی میں واصل بحق ہوئے جہاں آپ کی قبر مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ محمد السروی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ابی الحمائل کے نام سے مشہور تھے اور ہمت اور عبادت میں شہرت والے مردوں میں سے تھے۔ جب حال غالب ہوتا تو عبرانی، سریانی اور عجمی زبانوں میں کلام کرنے لگتے اور کبھی خوشی اور شادی کے موقعوں پر عورتوں کی طرح ہنستے اور کوئی بات کرتے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا اور آپ کے شہر والوں نے آپ سے چوہوں کی اور خربوزے کے کھیت میں ان کی کثرت کا شکوہ کیا تو کھیت کے مالک سے فرمایا جاؤ اور وہاں جا کر ندا کرو کہ محمد ابوالحمائل کے قانون کے مطابق سب کے سب کوچ کر جاؤ۔ چنانچہ اس شخص نے شیخ کے فرمان کے مطابق یہ اعلان کیا تو اس دن کے بعد وہاں کوئی چوہا نظر نہیں آیا۔ علاقے والوں نے یہ بات سنی تو آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: میری اولاد! اصل حکم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ان سے چوہے نہ لوٹائے۔

اور اپنی بیوی کی وجہ گرفتار بلا تھے اس سے شدید خوف کھاتے تھے یہاں تک کہ فقیر کو خلوت میں گوشہ نشیں کرتے تو وہ اسے وہاں سے شیخ کی اجازت کے بغیر نکال دیتی اور آپ بات نہیں کر سکتے تھے اور اس خاتون نے مجھے اپنی موت سے پہلے بتایا کہ آپ کئی دفعہ اس کے پاس بیٹھے ہوتے تو وہاں سے فقراء کا ہوا میں گزر ہوتا تو وہ آپ کو پکارتے تو آپ لبیک کہتے ہوئے ان کے ساتھ پرواز کر جاتے تو صبح تک آپ اس کو نظر نہ آتے اور کسی کو قریب نہ کرتے تھے مگر اس کے بعد کہ اس کے مناسب حال اس کا بار بار امتحان کرتے۔

اور شیخ علی الحدیدی آپ کی خدمت میں طریقت کی طلب میں آئے تو آپ نے انہیں دیکھا کہ اپنے کپڑوں کی صفائی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ فرمانے لگے اگر تو راستہ طلب کرتا ہے تو اپنے کپڑوں کو فقراء کے ہاتھ صاف کرنے کا تولیہ بنا دے پس ۷ ماہ تک جو بھی مچھلی یا گوشت کھاتا آپ کے کپڑے میں ہاتھ پونچھ لیتا یہاں تک کہ آپ کے کپڑے تیل یا مچھلی فروشوں کی طرح ہو گئے جب کہ آپ گرفتار وسوسہ فقیہ تھے تو شیخ نے آپ کے کپڑے دیکھے تو آپ کو تلقین ذکر فرمائی اور آپ سے بے شمار شاگردوں نے طریقت میں رسائی حاصل کی اور فیض پایا۔

خود بینی کی سزا

اور میں نے آپ کو حکایت بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک دن میں جامع فارسکور کے مینار میں تھا۔ رات کا وقت تھا کہ میرے اوپر سے ہوا میں محو پرواز ایک جماعت کا گزر ہوا۔ انہوں نے مجھے مکہ معظمہ کی طرف چلنے کی دعوت دی تو میں ان کے ساتھ پرواز

کرنے لگا مجھے میری حالت اچھی لگی تو بحرومیاط میں گر پڑا۔ اگر میں خشکی کے قریب نہ ہوتا تو غرق ہو جاتا۔ وہ چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔

اور مجلس ذکر میں جب آپ پر حال کی شدت ہوتی تو اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور دونوں پاؤں پکڑ کر دیوار کے ساتھ مارتے اور مجھے شیخ یوسف الحریثی نے خبر دی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ محمد السروی دیکھا کہ جامع فارسکور میں آپ پر حال کی کیفیت ہے آپ نے تین قناطر پانی (قنطار ایک پیمانہ جو ۱۰۰ رطل کو شامل ہوتا ہے جبکہ ہر رطل ۸۴ مثقال کے برابر اور ایرانی وزن کے مطابق ہر مثقال ۲۴ چنوں کے برابر ہوتا ہے) پر مشتمل تامور (برتن) ایک ہاتھ پر اٹھا لیا اور اسے جامع میں جاری کرنے لگے۔

اور مجھے شیخ علی بن یاقوت نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے تین ہزار کے قریب آدمیوں کو تلقین ذکر کی لیکن ان میں سے محمد الشناذی کے سوا مجھے کسی نے نہیں پہچانا۔ میں کئی دفعہ آپ سے ملا ہوں جبکہ آپ قاہرہ سے باہر زاویہ الحمرا میں تھے اور آپ نے مجھے تلقین ذکر فرمائی اور جب آپ مصر میں داخل ہوئے تو آپ نے جامع الغمری کے نواح میں سکونت اختیار کی۔ میں آپ کے دست مبارک کا بوسہ لیتا آپ مجھے دعا دیتے تو میں آپ کی دعا کی برکت اپنے اندر محسوس کرتا اور آپ اپنے مرید کے لئے حزب الشاذلیہ اور ان کے علاوہ دوسروں کے وظائف پڑھنا پسند نہیں فرماتے تھے اور فرماتے کہ ہم نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا جو صرف وظائف و اوراد پڑھنے سے خدا تعالیٰ تک پہنچا ہو اور فرماتے کہ ہم تو صرف عزم و ہمت کے ساتھ لا الہ الا اللہ کو پہچانتے ہیں نیز فرماتے کے احزاب والوں کی مثال اس شخص کی ہے جو کہ بہت نچلوں میں سے ہو کر رات دن مصروف دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کی بیٹی سے اس کی شادی کر دے اور الشیخ ابوالمواھب کی جماعت کو جھڑکی کے انداز میں ان کی زبان حال سے فرماتے! میرے لئے کر۔ میرے لئے عمل کر۔ مجھے چن لے۔ مجھ سے اوپر کسی کو خلوت نہ دے حالانکہ تم میں سے ایک آدمی پوری رات سو رہا ہے اور جب حرام اور مشتبہ میں سے کچھ پالے تو لپیٹ لیتا ہے۔ اسلاف نے یوں درجات نہیں پائے۔

مطالعہ کتاب کا اصل مقصد

آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں قیلولہ کے وقت جامع عمرو بن العاص میں الشیخ یحییٰ المناوی کی خدمت میں خلوت خانہ کتب میں آپ سے پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص ہم پر داخل ہوا جس کی کمر میں چادر ہے جسے رسی سے باندھ رکھا ہے۔ سیاہ رنگ اور پیٹ بڑا ہے۔ اس نے السلام علیکم کہا تو ہم نے وعلیکم السلام کہا۔ شیخ سے کہنے لگا: ان سب کتابوں کے ساتھ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ فرمایا: میں ان سے مسائل حل کرتا ہوں کہنے لگا: کیا آپ کو یاد نہیں ہیں؟ شیخ نے فرمایا کہ نہیں۔ کہنے لگا ان میں جو کچھ ہے سب مجھے یاد ہے۔ ہم نے پوچھا کیسے؟ تو کہنے لگا کہ ان میں ہر حرف تجھے کہتا ہے کہ اچھا آدمی ہو جا۔ پھر باہر نکل گیا۔ ہمیں اس سے حیرت لاحق ہوئی۔ اس کے پیچھے نکلے تو کسی کو نہ پایا۔

آپ اپنے مریدوں پر اس امر سے کشیدہ خاطر ہو جاتے کہ وہ آپ کے معاصرین میں سے کسی کے پاس جمع ہوں اور فرماتے کہ میں جسے بناتا ہوں تم میرے غیر کے پاس جا کر اسے دھماکے کے ساتھ گرا دیتے ہو۔

اور جب آپ نے حج کیا تو مکہ معظمہ میں تاجر وغیرہ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہم تو

تجارت کرنے آئے ہیں ورنہ اس شہر میں ہم صرف عبادت ہی کریں اور لوگوں میں مصروف نہ ہوں۔ تو جب مغرب کا وقت ہو تو ان لوگوں کے گھروں میں جانا جو ہمارے پاس آتے ہیں اور ان سے کہنا کہ شیخ شام کو تمہارے پاس آئیں گے انہیں ہزار دینار کی ضرورت ہے اور ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ کر کے کہنا اور جسے تو ملے اسے اسی طرح کہنا۔ اس رات ان میں سے کوئی بھی نہ آیا اور اس دن سے سب رک گئے۔ پس آپ نے الحمدللہ رب العالمین کہا اور آپ کے مریدین میں آپ کے واقعات مشہور ہیں۔

آپ ۹۳۲ھ میں مصر میں فوت ہوئے اور جامع ازہر میں آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنی خانقاہ میں دو دیواروں کے درمیان راہ میں دفن کئے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ علی نور الدین المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ علم میں راسخ ائمہ میں سے تھے اور طریقت میں نفع بخش آپ کی کئی تالیفات ہیں اور آپ نے امام قشیری رضی اللہ عنہ کے رسالہ کو مختصر کیا اور اس کے مشکل مقامات پر کلام فرمائی اور میں نے شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے بعد یہ رسالہ آپ سے بھی پڑھا۔ پس میں آپ پر اس کی وہ شرح پیش کرتا جو میں نے شیخ سے سن رکھی تھی تو آپ اسے برقرار رکھتے اور اس کی تعریف کرتے اور فرماتے کہ شیخ زکریا عارفوں میں سے تھے لیکن انہوں نے فقہ کا پردہ قائم کر رکھا تھا۔

اور میں نے آپ سے تین دفعہ مختلف اوقات میں ذکر کی تلقین حاصل کی۔ پہلی دفعہ جبکہ میں بے ریش جوان تھا نماز عصر کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا سیدی! مجھے قوی حال کے ساتھ تلقین ذکر فرمائیں تو آپ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے میرے بیٹے اور ایک گھڑی بھر سر جھکائے رہے اور فرمایا کہو لا الہ الا اللہ ابھی شیخ نے اسے مکمل نہیں فرمایا کہ میں اپنے احساس سے غائب ہوگیا۔ مجھے مغرب کے وقت ہی افاقہ ہوا۔ پس میں نے اپنے پاس کسی کو نہ پایا۔ پندرہ دن تک بھٹکتا رہا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی طاقت نہیں تھی کیونکہ مجھ سے بے ادبی ہوگئی کہ میں نے آپ سے کہا کہ مجھے حال قوی کے ساتھ تلقین فرمائیں۔

دوسری دفعہ آپ نے مجھے تلقین فرمائی۔ میں نے تین دفعہ آپ سے لا الہ الا اللہ سنا پھر اسی طرح غائب ہوگیا اس رات میں نے خواب میں دیکھا گویا شیخ کے ہاتھ میں تین سوئیاں ہیں جو آپ نے پوری کی پوری میرے رخسار میں پیوست کر دیں۔ جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے شیخ کو یہ خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے ہی خوبیاں ہیں جس نے اس کا اثر ظاہر فرمایا۔

تیسری دفعہ آپ نے مجھے اس وقت تلقین فرمائی جبکہ شیخ ابوالعباس الحریثی کو تلقین فرمائی کیونکہ ان کا قلب مجھ سے زیادہ صاف، عمر میں مجھ سے بڑے اور مقام رجال کو زیادہ پہچاننے والے تھے پھر میں حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی ردت حیات تک آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتا رہا۔

دن رات میں ۳۶۰ ہزار ختم قرآن پاک

اور مجھ سے سیدی ابوالعباس رحمۃ اللہ نے ذکر کیا کہ انہوں نے مغرب وعشاء کے درمیان پانچ ختم قرآن پڑھے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ فقیر کو یہ موقع بھی آیا کہ اس نے دن رات میں تین سو ساٹھ ہزار یعنی تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم قرآن پاک پڑھے یعنی ہر

درجہ میں ہزار ختم۔

شیخ اور مرید کے تعلقات کے تقاضے

آپ نے فرمایا کہ جب مرید سے ایسی چیز واقع ہو جو کہ اس کے شیخ کے نزدیک قابل مذمت ہے اور وہی چیز غیر شیخ کے نزدیک قابل تعریف ہے تو اہل طریقت کے نزدیک اس پر واجب ہے کہ اپنے شیخ کی کلام کی طرف رجوع کرے اس کے غیر کی کلام کی طرف نہیں اور اگر مرید کے لئے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ اس کے شیخ کی کلام علماء کی کلام کے یا ان کی دلیل کے خلاف ہے تو اس پر اپنے شیخ کی کلام کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور اولیٰ ہے جب کہ راسخین فی العلم سے ہو۔

اور آپ نے فرمایا کہ جب مرید اپنے شیخ کے حکم سے نکل جائے اور اس میں طعن کرے تو کسی کو اس کی تصدیق جائز نہیں کیونکہ وہ اپنے شیخ کے طریق سے مرتد ہو کر تہمت کی حالت میں ہے اور اس امر سے وہ مرید بہت قلیل ہی بچتا ہے جسے اس کا شیخ دھتکار دے' کیونکہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے شیخ پر لوگوں کے پاس جرح کرنے اور نقص نکالنے سے اس وقت ڈرتا ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ اس کے شیخ نے اسے دھتکار دیا ہے اور اس پر دنیا تنگ ہو جاتی ہے تو وہ اپنے شیخ پر تنقید اور اپنے دفاع کے بغیر گلو خلاصی نہیں پاتا مثلاً یوں کہتا ہے کہ اگر ہمیں شیخ میں کوئی خیر نظر آتی تو اس سے جدائی اختیار نہ کرتے پس اپنی پاکیزگی بیان کرتا ہے اور شیخ میں جرح کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس میں بغض پکا ہو جاتا ہے خصوصاً اس وقت جبکہ وہ اپنے شیخ کے بعد اس سے نشست و برخاست کرتا ہے جو اس کے شیخ میں نقص نکالتا۔ اسے حقیر جانتا اور اس میں عیب ظاہر کرتا ہو۔ پس وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی مرید کے لئے خیر کا ارادہ فرمائے تو اسے اس کے شیخ کی ناراضگی کے بعد اس شخص کے پاس حاضر ہونے کی توفیق دیتا ہے جو اس کے شیخ سے محبت کرتا ہے اور اس کی تعظیم کرتا ہے کیونکہ مرید لازماً اپنے شیخ پر نادم ہوتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ جب مرید اپنے شیخ کے حکم سے باہر ہو جاتا ہے اور اس کی مجلس سے تعلق توڑ لیتا ہے تو اگر اس کا سبب شیخ سے یا اس کی جماعت سے شرم ہے جو کسی لغزش میں اس کے گرنے یا کسی کوتاہی میں پڑنے کی وجہ ہے تو وہ طلاق رجعی کی طرح ہے۔ پس شیخ کو چاہئے کہ جب رجوع کرے تو قبول کرلے کیونکہ شیخ کی حرمت اس مرید کے نفس میں باقی رہی ہے۔ خصوصاً مرید اپنی کج روی کی حالت میں شیخ کی طرف انتہائی محتاج ہوتا ہے پس شیخ کو چاہئے کہ اس مرید پر نرمی کرے۔ سختی نہ کرے اور چھوڑے نہیں۔ مگر جب شیخ اور مرید کے مابین قوت عہد کی وجہ سے اس پر اعتماد ہو۔

اور آپ نے فرمایا کہ مرید کو حق نہیں پہنچتا کہ اپنے شیخ سے اس کی ناراضگی اور اسے چھوڑ دینے کی وجہ پوچھے بلکہ یہ سوء ادب ہے نیز فرمایا کہ اہل طریقت کے نزدیک مرید کے لئے جائز نہیں اپنی طرف سے کبھی بھی جواب دے جبکہ اس کے شیخ نے اسے کسی گناہ میں ملوث قرار دیا ہو کیونکہ شیخ وہ کچھ دیکھتا ہے جو مرید کو نظر نہیں آتا' کیونکہ وہ طبیب ہے: اور فرمایا کہ شیخ کو نہیں چاہئے کہ مرید کے لئے وہ فتوحات روحانی بیان کرے جن کو کشف کے طریقے سے شیخ نے معلوم کیا کہ مرید کے مجاہدات اور سلوک کے کمال کے بعد اسے نصیب ہوں گی کیونکہ مرید جب اس کی معنوی صورت اپنے نفس میں حاصل کرلیتا ہے اور اسے اس کا بار بار مشاہدہ ہو تو کئی

دفعہ وہ فتوحات کا دعویٰ کر دیتا ہے جبکہ اس کا باطن اس سے خالی ہوتا ہے کیونکہ نفس خیانت' عدم صدق اور کثرت دعویٰ کی پیشی کا مقام ہے اور کئی دفعہ یہ اپنے شیخ سے جدا ہو جاتا ہے فتح کی صورت میں اپنے علم کے کمال کا علم کے طور پر دعویٰ کر دیتا ہے مہارت اور ذوق کے طور پر نہیں۔ جس طرح کہ منافق عمل ظاہر میں مومن کی صورت ظاہر کرتا ہے جب کہ اس کا باطن اس عمل کے موجب سے بالکل خالی ہوتا ہے۔

اور میں نے آپ کی کلام کا غالب حصہ رسالتہ الانوار القدسیہ وغیرہا اپنی تالیفات میں لکھ دیا ہے اور آپ اپنے امر کے آغاز میں امی تھے اور سیدی مدین رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا جب کہ آٹھ سال کی عمر تھی اور جیسا کہ میں نے آپ سے سنا ان سے فیض حاصل نہ کیا۔ جب بڑے ہوئے تو ان کے بھانجے سیدی محمد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے طریقت کا فیض لیا اور آپ کے پاس مصر میں فقراء کا اجتماع ہو گیا چونکہ آپ کے تمام معاصرین جا چکے تھے اس لئے طریقت میں آپ ہی کی طرف اشارے ہونے لگے۔

اور آپ کی شان یہ تھی جب طریقت کی باریکیوں میں گفتگو کے دوران قاضیوں میں سے کوئی حاضر ہوتا تو کلام کا رخ فقہ کی طرف پھیر دیتے یہاں تک کہ حاضر ہونے والا چلا جاتا اور فرماتے کہ نااہل لوگوں کے درمیان کلام کرنا ستر (ظاہر کرنا) ہے۔

اور مجھے آپ کی یہ وصیت تھی کہ کسی جامع میں یا اس خانقاہ میں جس کا وقف ہو اور مستحق لوگ ہوں سکونت اختیار کرنے سے بچنا۔ صرف ان دور افتادہ مقامات پر رہنا جن کا وقف نہ ہو کیونکہ فقراء کے شایاں نہیں کہ اپنے خرقے والوں کے سوا کسی کے ساتھ رہن سہن رکھیں۔ اور ضد کے ساتھ رہنا نفس کو غبار آلود کر دیتا ہے۔ کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں وفات پائی اور مصر میں قنطرۃ الامیر حسین میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے جہاں آپ کی قبر مشہور ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ تاج الدین الذاکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا چہرہ آپ کے قلب کے نور سے روشن تھا۔ حسین عادت اور اخلاق جمیلہ کے ساتھ جمیل تھے۔ قریب تھا کہ آپ کا ہر رونگٹا بولے اور کہہ دے کہ یہ ولی اللہ ہیں۔ آپ اپنی خانقاہ میں سیاہ اون کا فرش بچھاتے تاکہ چلنے میں قدموں کی دھمک سنائی نہ دے اور فرماتے کہ فقراء کی محفل دربار خداوندی سے ہے وہاں اونچی آواز اور حس قوی نہیں ہونی چاہیے اور آپ کے مریدین انتہائی جمال اور کمال میں تھے اور آپ کے بے شمار شاگرد اور آپ کو خاص و عام کے دلوں میں پوری قبولیت حاصل تھی۔ بادشاہ اور حکام کے پاس بہت سفارشات فرماتے تھے اور جیسا کہ مجھے آپ کے خادم شیخ عبدالباسط الطحاوی نے بتایا آپ سات دن تک ایک وضو کے ساتھ رہتے جب آخری عمر میں آپ کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ ہر گیارہ روز میں ایک دفعہ وضو فرماتے تھے اور آپ کے خادم نے کہا کہ جامع طولون میں ایک جماعت نے آپ کے متعلق عزم کیا کہ اس بارے میں آپ کا امتحان لیں۔ پس انہوں نے موسم ربیع میں جیزہ کے مضافات میں آپ کی دعوت کی اور آپ کے لئے مینڈھے اور مرغی کا گوشت اور دودھ چاول وغیرہ تیار کرنے لگے اور آپ نے ان کے ساتھ مل کر یہ سب کچھ کھایا پھر انہوں نے نو دن تک آپ کو رات میں نہ دن میں وضو کرتے نہیں دیکھا۔ پس اس بارے میں شیخ سے کہا گیا: یا سیدی! آپ تو ان لوگوں کے ساتھ ایک امتحان میں ہیں چنانچہ آپ کو ان سے تشویش لاحق ہو گئی۔

آپ دریا کی طرف آئے اور ایک کشتی میں بیٹھ کر اسے عبور کیا جبکہ امتحان لینے والے لوگ دوسری کشتی میں تھے اور وہ کشتی ان کے سمیت غرق ہوگئی۔ شیخ کو اس کی خبر پہنچی تو کہا اللہ الحمد۔ پھر اس کا تدارک فرمایا اور فرمایا کہ مجھ سے اس سے پہلے کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ آپ کے خادم شیخ عبدالباسط رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ سرزد ہونے کی وجہ سے حضرت شیخ تقریباً سینتالیس روز بیمار رہے۔

اور مجھے میرے بھائی الشیخ الصالح شمس الدین المرصفی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے چالیس برس ہو چکے ہیں کہ صبح کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ ادا کرتا ہوں اور میں نے اپنے بعد اپنا سجادہ لپیٹ دیا ہے اور پچیس سال تک آپ اس حالت میں رہے کہ پہلو زمین پر نہیں رکھا اور فرماتے ہیں کہ قناعت یہ نہیں کہ فقیر جو تھوڑی بہت روٹی سالن ملے سب کھالے۔ قناعت تو صرف یہ ہے کہ صرف تین دن کے بعد چند لقمے کھائے جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور زیادہ سے زیادہ پانچ لقمے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ سے عرض کی گئی: یا سیدی! آپ کے بعد خلیفہ کون ہے تاکہ ہم اسے پہچان لیں اور اس کے ساتھ ادب لازم کریں؟ فرمایا: ہم نے فلاں فلاں کو اور اپنے مریدوں میں سے دس افراد کے نام لئے اجازت عطا کی ان میں سے جو بھی حاضر ہو جماعت کے ذکر کا افتتاح کردے اور طریقت اپنے اہل لوگوں کو پہچانتی ہے۔ اگر وہ اس سے بھاگ جائیں تو ان کے پیچھے چلتی ہے اور ان دسوں میں سیدی شہاب الدین الوفائی' سیدی شیخ ابراہیم اور سیدی شیخ عبدالباسط تھے اور یہ حضرات آپ سے فیض لینے والوں میں سب سے جلیل القدر ہیں۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ اہل اسلام کے لئے ان کی عمروں میں وسعت فرمائے۔

آپ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کی اپنے شیخ کے ساتھ صحبت صحیح نہیں ہوتی مگر جب کہ اس کے مشروب سے پیے اور اس کے ساتھ اس طرح متحد ہو جائے جیسے رگوں میں خون۔

آپ نے کچھ اوپر ۹۲۰ھ میں وفات پائی۔ باب الزویلہ سے باہر حمام الدود کے پڑوس میں اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے اور آپ کا جنازہ مشہور تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ عارف باللہ تعالیٰ سیدی ابوالسعود الجارحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ شیخ شہاب الدین المرحومی رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کرنے والوں میں سے جلیل القدر ہیں۔ مصر میں آپ کی بے شمار خارق عادت کرامات اور شاگرد ہیں اور خاص و عام اور بادشاہوں اور وزیروں کے ہاں پوری قبولیت ہے اور یہ لوگ آپ کی خدمت میں عجز وانکساری کے ساتھ حاضر ہوتے اور آپ کی خانقاہ کی تعمیر میں اپنے ہاتھوں کے ساتھ اینٹیں اور گارا اٹھاتے۔ آپ کثیر المجاہدات تھے۔ آپ کے معاصرین میں سے آپ کے علاوہ کسی کے اتنے مجاہدات ہم تک نہیں پہنچے۔

رمضان پاک کی پہلی رات کو تہ خانے میں اتر جاتے اور عید کے چھ دن بعد باہر آتے اور یہ مدت کچھ کھائے بغیر ایک وضو کے ساتھ گزرتی البتہ ہر شب ایک اوقیہ پانی پی لیتے۔

فرماتے ہیں کہ میں ابھی تک مرید کے مقام تک نہیں پہنچا لیکن اللہ تعالیٰ جس کی چاہے پردہ پوشی فرماتا ہے جب آپ کوئی کلام

سنتے تو باطن کے کانوں سے سنتے اور آپ نے ایک شخص کو سنا کہ کہہ رہا ہے: یا سیدی! معاملہ میں خرابی آ گئی اور سکوں کے متعلق ندا دی گئی کہ وہ کھوٹے ہیں۔ آپ نے چیخ ماری۔ منہ کے بل گر پڑے۔ اپنی ریش نوچ ڈالی اور پورا دن چیختے رہے آپ کا ایک مرید بلبیس سے آپ کی ملاقات کے ارادہ سے حاضر ہوا۔ آپ نے اسے اجازت نہ دی۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے پاس دور سے آیا ہوں۔ آپ نے اسے فرمایا کہ مجھ پر مقام بعید سے آنے کا احسان جتلاتے ہو۔ چلے جاؤ تین سال تک میرے پاس نہ آنا۔ پس وہ تین سال کے بعد ہی آپ سے ملا۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ مرید طریقت کے ایک مسئلہ کی طلب میں تین ماہ تک سفر کرتا تھا اور اس سفر کو قلیل سمجھتا تھا۔

مریدین کا امتحان

اور آپ اپنے مریدین کے ساتھ امتحان کے ساتھ معاملہ فرماتے تھے پس قریب نہ تھا کہ ایک سال کے امتحان کے بغیر ان میں سے کسی کو قرب حاصل ہو اور اپنا حال فقیر پر ڈالتے تو وہ پھٹ جاتا۔

اور مجھے آپ کے مریدوں میں سے جلیل القدر مرید الشیخ شمس الدین الابوصیری نے خبر دی کہ شیخ میرا امتحان لیتے رہے حتیٰ کہ وصال فرما گئے اور آپ نے ان دعووں کی بنا پر جو کہ آپ میرے خلاف حکام کے پاس دائر فرماتے اجنبی بن کر مجھے گرزوں کی مار دکھائی۔ آپ نے فرمایا کہ میں جناب شیخ کے ایثار کے لئے کہ کہیں آپ کا قول رد کیا جائے حکام کے پاس اعتراف کر لیتا تو جب آپ کہتے کہ اس نے میری لونڈی کے ساتھ روسیاہی کی ہے تو میں ہاں کہہ دیتا یا فرماتے کہ آج رات اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا' میں کہتا: جی ہاں' یا فرماتے کہ اس نے میرا مال چوری کیا ہے تو میں تسلیم کر لیتا۔

کئی دفعہ آپ ہم سے بے پہچان ہو جاتے پس قریب نہ تھا کہ ہم آپ کو پہچان لیں۔ آپ ہم سے مکہ معظمہ کی طرف بھاگ گئے جبکہ ہم قید میں تھے۔ پس ہمیں آپ کا پتہ نہ چل سکا یہاں تک کہ آپ مکہ معظّمہ پہنچ گئے چنانچہ میں اور ابوالفضل المالکی موسم حج کے بغیر نکل کھڑے ہوئے۔ پندرہ روز میں مکہ شریف پہنچے۔ جب ہم مکہ شریف پہنچے آپ ہم سے چھپ گئے اور مشہور کر دیا کہ وہ یمن کی طرف چلا گیا ہے۔ پس ہم نے مکہ شریف سے پانچ ماہ سفر کیا تو زبید سے باہر ہمیں ایک شخص ملا اور کہنے لگا کہ تمہارا شیخ آج کے دن مکہ مکرمہ میں ہے۔ پس ہم واپس ہوئے جب ہمارے اور مکہ شریف کے درمیان ایک دن رات کا سفر باقی رہ گیا ایک شخص نکلا اور اس نے کہا: تمہارا شیخ یمن میں ہے۔ ہم اس طرف لوٹے اور ہمیں اس نے کہا کہ جس نے تمہیں یہ کہا کہ تمہارا شیخ مکہ میں ہے شیطان ہے پس ہم یمن کی طرف لوٹے تو ہماری طرف نکلا اور کہنے لگا کہ تمہارا شیخ مکہ میں ہے۔ ہم اسی طرح تین سال پھرتے رہے حتیٰ کہ ہمارے لئے ظاہر ہو گیا کہ آپ مکہ معظّمہ میں ہیں۔ پس ہم آپ کے ساتھ اقامت پذیر ہوئے۔ آپ نے ہمارے خلاف دعوے دائر کر دیئے۔ لوگوں نے ہمیں مارا۔ قید میں ڈال دیا اور ہم نے ایک دن بھی آپ سے اچھی بات نہ دیکھی اور آپ فرماتے کہ میرے مرید ہیں ہی نہیں۔

اور ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جب سے میں نے مصر میں بحیثیت شیخ کام شروع کیا ہے سینتیس سال ہونے کو آئے میرے پاس کوئی شخص طریق الی اللہ کی طلب میں نہیں آیا۔ کوئی حسرت کے متعلق سوال کرتا ہے نہ ضعف و درماندگی کے متعلق۔ نہ ہی

ایسی چیز کے متعلق جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب عطا کرے۔ صرف یہی کہتا ہے کہ میرے استاذ نے مجھ پر ظلم کیا۔ میری عورت نے مجھے تنگ کر رکھا ہے۔ میری لونڈی بھاگ گئی۔ میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے اور میرے شریک نے میرے ساتھ خیانت کی اور اس سے میں تھک گیا ہوں۔ تنہائی کی طرف مائل ہوں اسی میں میرے لئے خیریت ہے۔ اے کاش میں کسی کو اور کوئی مجھے نہ پہچانتا۔

اور جب آپ پر حال غالب ہوتا تو تمام کپڑے اتار پھینکتے۔ ایک دفعہ ایک حاکم آپ کے پاس حاضر ہوا ایک برتن میں اخروٹ اور انار تھے۔ آپ نے اس کا ہدیہ اس پر لوٹا دیا۔ اس نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے شیخ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو فقراء کو کھلا دو۔ امیر نے وہ لے لیا اور اپنے گھر کو لوٹ گیا۔ حضرت شیخ نے بینا اور نابینا دو فقیر بھیجے اور فرمایا کہ اسے مل کر کہو کہ اے امیر! اس اخروٹ اور انار سے اللہ تعالیٰ کے نام پر ہمیں کچھ عطا کریں۔ وہ دونوں شیخ کے حکم کے مطابق اسے راستے میں جا ملے اور اس سے کہا: اے امیر! ہمیں اللہ کے لئے کچھ عطا کرو۔ اس نے انہی دھمکایا اور کچھ نہ دیا۔ ان دونوں نے واپس آ کر پیش آنے والی صورت حال شیخ سے عرض کر دی۔ پس شیخ نے اسے پیغام بھیجا کہ تو کہتا ہے کہ یہ اللہ کے لئے ہے اور فقراء کے پاس جھوٹ بولتا ہے اور جو تجھے کہے کہ اے امیر! ہمیں کچھ دو اسے ڈانٹتا ہے۔ اس کے بعد ہمارے پاس دوبارہ نہ آنا۔ چنانچہ اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس کے جسم میں مختلف بیماریاں لاحق ہوگئیں اور برے حالوں مرا۔

اور جب شیخ کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیخ الاسلام الحنفی اور جماعت کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ میں آپ حضرات کو اپنے اوپر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے مریدوں میں سے کسی کو مجاز قرار نہیں دیا۔ ان میں سے کسی نے طریقت کی مہک تک نہیں پائی پھر کہا: یا اللہ گواہ رہ۔ یا اللہ گواہ رہ۔ یا اللہ گواہ رہ۔

اور آپ کی عظیم شطحات (ایسی کلام جو بظاہر خلاف شرع ہو) ہیں اور آپ غیض وغضب کا کثرت سے اظہار فرماتے اور آپ کا لوگوں پر غیض وغضب غیرت پر مبنی تھا۔

آپ کچھ اوپر ۹۲۰ھ میں فوت ہوئے اور جامع عمرو کے قریب کوم خارج میں اپنی خانقاہ کے اس تہ خانے میں دفن ہوئے جہاں اعتکاف کیا کرتے تھے اور میں نے آپ سے زیادہ سریع الکشف نہیں دیکھا اور مجھے آپ سے کئی دعائیں حاصل ہوئیں جن کی میں نے برکت پائی۔

آپ نے فرمایا کہ اپنا کوئی مرید، تالیف اور خانقاہ نہ بناؤ۔ لوگوں سے بھاگو کہ یہ فرار کا زمانہ ہے اور ایک دفعہ میں نے سنا کہ آپ جامع ازہر کے ایک فقیہ سے فرما رہے تھے کہ فقیہ کی حاء، راء کب ہوتی ہے؟ والحمد للہ رب العالمین.

الشیخ العارف باللہ سیدی محمد المنیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے ایک ہیں اور آپ وہی ہیں جنہیں آپ نے شہر تعمیر ہونے سے پہلے سر راہ اس جگہ جہاں آپ اب ہیں کنواں کھودنے اور اس سے پانی پلانے کا حکم دیا۔ آپ وہاں ایک مدت پانی پلاتے رہے اور اپنی بیوی کے لئے جھونپڑی بنائی پھر لوگوں نے جھونپڑی کے اردگرد عمارات بنالیں یہاں تک کہ شہر بن گیا۔

آپ ہر سال حج کرتے اور مصر پہنچنے کے بعد بیت المقدس جاتے اور ایک ماہ قیام فرماتے اور اپنے وصال سے پہلے آپ نے

مجھے خبر دی کہ آپ نے سترستھ حج کئے۔ یہ الفاظ آپ نے جامع ازہر میں میرے سامنے اس وقت فرمائے جبکہ رمضان پاک کے اواخر میں متکف تھے۔

اور سلوک اور عمل کے بغیر طریقت میں کلام کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے یہ بے کاری ہے اور تیس سال تک آپ ایک ختم رات اور ایک ختم دن میں پڑھتے۔ آپ کا عمامہ سفید اون کا تھا اور سرخ دھاری دار چادر پہنتے تھے اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کی پیروی میں (حضرت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے) احمدی کہلواتے (اقول وباللہ التوفیق جیسا کہ بریکٹ میں وضاحت کی گئی حضرت متبولی رضی اللہ عنہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست فیضیاب ہونے کی بدولت آپ کے نام احمد کی وجہ سے احمدی کہلواتے لہٰذا آپ نے بھی ان کے تتبع میں یہی نسبت اختیار فرمائی اور یہ وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ آج کے دور میں قادیانی دجال کے پیروکار یعنی مرزائی لعنہم اللہ تعالیٰ بھی احمدی کہلاتے ہیں اس لئے کہیں اشتباہ نہ ہوئے۔ اسے یاد رکھیں۔ ضروری ہے۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور میں آپ کی حیات ظاہری میں تقریباً بیس سال تک آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہا ہوں اور میں نے پہلا حج آپ کی معیت میں ۹۱۵ھ میں کیا۔ آپ اکثر اوقات تجرید کے انداز پر پیدل حج کرتے جبکہ آپ کے کندھے پر چمڑے کا برتن ہوتا جس سے لوگوں کو پانی پلاتے اور آپ دورانِ سفر اور حرمین شریفین میں اقامت کے دوران ان مقامات میں حوائج ضروریہ کے خوف سے کھانا پینا ترک کر دیتے اور آپ پر قبولیت کا رنگ تھا اور آپ کا ایک ہی لمبا اور سفید بال تھا جسے ہر سال حج کے موقع پر مونڈ لیتے۔

اور آپ مکہ معظمہ اور مدینہ عالیہ والوں کے لئے ان کی ضرورت کی چیزیں = نفقہ' شکر' صابن' دھاگا' سوئی اور سرمہ اٹھا کر لے جاتے۔ آپ کے پاس ہر ایک کا حصہ ہوتا۔ یہ حضرات آپ کی ملاقات کے لئے ایک مرحلہ باہر آ کر ملتے اور سیدی محمد بن عراق رضی اللہ عنہ آپ کے اس معمول پر اعتراض فرماتے اور کہتے کہ یہ شخص یہ اشیاء مصر کے امراء اور تاجروں سے اٹھا لاتا ہے جو کہ حرام اور مشتبہ ہیں۔ آپ کو یہ بات پہنچی تو ان کے پاس ننگے پاؤں اور کھلے سر کے ساتھ گئے۔ جب حرم نبوی علی صاحبہ الصلوٰت والتسلیمات میں ان کے خلوت کدہ میں پہنچے تو دہلیز کو بوسہ دیا اور عاجزی کے ساتھ سرآنکھیں جھکائے کھڑے ہوگئے اور کہا: یا سیدی! محمد المنیر حاضر ہوسکتا ہے؟ حضرت محمد بن عراق رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے بار بار اجازت مانگی لیکن انہوں نے جواب نہ دیا تو شکستہ خاطر ہوکر لوٹ آئے۔ جب میں نے حضرت علی الخواص سے یہ حکایت اس وقت کہی جب آپ مصری حاجی کے ساتھ آئے تو فرمایا اسے قتل کر دیا۔ میرے رب کی عزت کی قسم اسے قتل کر دیا' کیونکہ ایسی حالت کسی فقیر پر نہیں گزری مگر اسے قتل کر دیا۔ پس خبر پہنچی کہ حجاج کے مدینہ عالیہ سے چلے جانے کے بیس دن بعد وہ فوت ہوگئے۔

اور جب مجھے اطلاع ملی کہ ان کی وفات کا وقت قریب ہے تو میں نے اپنے بھائی ابوالعباس الحریثی اور ابوالعباس الغمری کو خبر دی تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی طرف سفر کریں تاکہ آپ کی مزاج پرسی کی جائے۔ پس ہم نے باہمی فیصلہ کیا کہ جو بھی بعد فجر اپنے ساتھی سے آگے نکل جائے وہ باب النصر میں اس کا انتظار کرے۔ پس میں گیا تو مجھے دربان نے کہا کہ ایک جماعت کے لوگوں نے یہاں گھڑی بھر انتظار کی پھر خانکہ کے راستہ کی طرف نکل گئے۔ میں نے گمان کیا کہ وہ شیخ ابوالعباس الغمری ہیں۔ میں آپ کے پیچھے چل نکلا۔ میرے ساتھ اہل یمن کی وضع کا ایک فقیر بھی ہولیا۔ مجھ سے کہنے لگا۔ کہاں کا قصد ہے؟ میں نے کہا المنیر کا کہنے

لگا میں بھی اسی طرف جا رہا ہوں میرے نیچے لنگڑی گدھی تھی۔ سردیوں کا موسم' دن انتہائی چھوٹے' سورج ابھی اونچا نہیں ہوا کہ المنیر پہنچ گئے۔ پس میں داخل ہوا تو شیخ کو قریب الوصال پایا۔ تین دن ہو چکے ہیں کہ آپ بولے نہیں۔ کہنے لگے تو کون ہے؟ میں نے کہا: عبدالوہاب فرمایا: میرے بھائی! مصر سے تو نے قلبی تکلیف اٹھائی۔ میں نے کہا: مجھے خیر ہی حاصل ہوئی پس آپ نے میرے لئے چند دعائیں ایک یہ کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت میں ستر جمیل کے ساتھ تیری ستر پوشی فرمائے پھر میں ظہر کے بعد آپ سے وداع ہوا اور بعد عصر خانکہ میں قیام کیا پھر سیدی ابوالعباس داخل ہوئے انہیں خیال تھا کہ میں شیخ کی خدمت میں ابھی تک پہنچا ہی نہیں۔ فرمایا چلو سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں شیخ کے پاس حاضری دے کر سلام کر آیا ہوں اور نشانی یہ ہے کہ آپ کے سر کے نیچے سرخ رنگا ہوا سرہانہ ہے۔ پس یہ شیخ کی کرامت ہے کیونکہ مصر سے یہاں تک فاصلہ کافی ہے۔ عادت کے طور پر مسافر ان کے آخر تک ہی پہنچ سکتا ہے۔ آپ کی وفات کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ ابوبکر الحدیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر سال شیخ محمد المنیر کے رفیق سفر حج تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ معزز۔ اور جب کسی شخص کو اپنے طعام کی دعوت دیتے اور وہ راضی نہ ہوتا تو اپنا سر ننگا کر کے اس کے پیچھے چلتے رہتے یہاں تک کہ وہ دعوت قبول کر لیتا۔ آپ شیخ عبدالحلیم کے باپ الشیخ احمد بن المصلح المنز لاوی کے مریدین میں سے تھے۔ آپ کا طریقہ حجاج وغیرہ کی راہ میں فقراء کے لئے سفر و حضر میں سوال کرنا تھا۔ آپ اہل مکہ کے لیے دراہم' کپڑے اور ان کی دیگر ضروریات لے کر جاتے اور آپ نے ہی مجھے سرخ و سیاہ اونی جبہ پہننے کا اشارہ کیا جبکہ میں اپنی بچپن کی عمر میں سیدی محمد ابن عنان اور شیخ محمد العدل رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ہوتا تھا۔ آپ کو پیشاب کی رکاوٹ کی تکلیف تھی جب بھی پیشاب کرتے تو چیختے۔ ایک دفعہ آپ نے شیخ محمد العدل کو دیکھا کہ ایک اجنبی عورت کو در پیش مرض کی وجہ سے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیر رہے ہیں تو اس وجہ سے ان پر چیخنے لگے اے دین' اے محمد' اللہ اکبر اے عدل پرہیز لازم کرو۔ انہوں نے کہا: واللہ میں نے اس سے بری خواہش کا قصد نہیں کیا۔ فرمایا تو محترم ہے ہم تو صرف ظاہر سنت کو دیکھتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ نے مجھے فرمایا: اے عبدالوہاب! میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کی معیت میں سوق الجیوش کی طرف چل نکلا آپ کسی سے نصف' کسی سے عثمانی اور کسی سے درہم لینے لگے (نصف' عثمانی وغیرہ سکوں کے نام ہیں) بازار سے اس وقت نکلے جب آپ کے پاس چالیس نصف کے قریب جمع ہو گئے۔ پس ایک شخص سے ملے جس کے پاس روٹیوں کا طباق تھا۔ اسے اس کی قیمت دے کر فقراء و مساکین پر تقسیم کرنے لگے اور آپ بین القصرین کے نواح کی طرف جا رہے تھے اور فرمایا کہ ہمیں فقراء نے ان تاجروں کے مزعومات کے خلاف نفع دیا پھر کسی کو نصف اور کسی کو درہم دیئے گئے حتیٰ کہ ختم ہو گئے۔

بڑی مونچھوں کی اصلاح

اور آپ کے پاس قینچی تھی ہر مونچھوں والے کی مونچھیں کتر دیتے گرچہ وہ پسند نہ کرتا۔ چیختے اور کہتے: ہائے' دین' اے محمد یہاں تک کہ زبردستی اس کی مونچھیں کتر دیتے۔

آپ پر کشادگی اور خوش مزاجی کی کیفیت غالب رہتی اور جب شیخ محمد بن عنان پر قبض کی حالت ہوتی تو کوئی شخص آپ سے

بات نہیں کر سکتا مگر جب شیخ ابو بکر الحدیدی رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے تو آپ کو دیکھتے ہی شیخ مسکرانے لگتے۔

اور جب آپ نے اور شیخ ابو العباس الغمری، شیخ محمد بن عنان، شیخ محمد المنیر اور شیخ علی بن الجمال نے حج کیا تو باب المعلاۃ میں اترے وہاں یہ سب حضرات بیٹھے تھے کہ ان کے پاس ایک حیا باختہ عورت حاضر ہوئی تو شیخ نے اس سے فرمایا: تو کیا چاہتی ہے کہنے لگی: جو کام مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے پاس چلی جا یعنی سیدی محمد بن عنان کے پاس۔ پس وہ ان کے پاس آ گئی۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا چاہتی ہے۔ کہنے لگی جو کام مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے۔ آپ نے ڈنڈا پکڑا اور اس عورت کی طرف بڑھے تو وہ بھاگ گئی۔ سب ہنسنے لگے۔ آپ نے پوچھا اسے میرے پاس کس نے بھیجا؟ کہنے لگے کہ شیخ ابو بکر نے فرمایا: تجھے کس چیز نے اس پر ابھارا؟ عرض کی اس لئے کہ آپ اس کی طرف ایسی نظر اٹھائیں کہ اپنے کاموں سے اس کی توبہ کا سبب ہو جائے لیکن آپ نے یہ کام نہیں کیا۔ پس شیخ محمد بن عنان نے تبسم کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تجھ سے مواخذہ نہ فرمائے۔

آپ نے ۹۲۵ھ میں مدینہ عالیہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور ہم پر رحم فرمائے جب ہم اس کی طرف لوٹیں۔ آمین۔

میرے شیخ اور مقتدا الی اللہ، العارف باللہ تعالیٰ سیدی محمد الشناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ راسخ فی العلم اولیاء میں سے اور فقراء کی اولاد میں اہل انصاف و ادب تھے اور شیخ الشناوی کے بعد یہ سب کچھ گم ہو گیا اور آپ فرماتے ہیں کہ کسی فقیر کے پاس بھی جاؤں اپنے آپ کو اس سے کم تر سمجھتا ہوں۔ میں نے کبھی کسی فقیر کا امتحان نہیں کیا اور آپ الشیخ عبدالرحیم القناوی رضی اللہ عنہ سے حکایت فرماتے تھے کہ انہوں نے ایک دفعہ کتے کی گردن میں اون کا خرقہ دیکھا اور اونی خرقہ کے ادب کے لئے اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو رات دن لوگوں کی ضروریات پوری کرنے میں لگا رکھا تھا اور کئی دفعہ لگاتار ایک ماہ تک ٹھہرے رہتے حالانکہ آپ اپنے شہر کی نگہبانی کرتے تھے اور اس کے لئے نکل نہ سکتے کیونکہ کسی شخص کی ضرورت پورا کرنے میں لگے ہوتے اور اہل غربیہ وغیرھا میں سے کوئی بھی آپ کی حاضری کے بغیر اپنے بیٹے کی شادی نہ کرتا اور نہ اسے غسل دیتا اور آپ مردوں اور عورتوں اور بچوں کو تلقین ذکر فرماتے اور شہروں میں ان کے لئے مجالس ترتیب دیتے اور فرماتے کہ اے فلاں عورت! اپنے اہل محلّہ کو ذکر کراؤ۔ اے فلاں خاتون! اپنے بھائیوں کو ذکر کراؤ تو غربیہ کی تمام مجالس ذکر آپ کی ہی ترتیب دادہ ہیں اور فرماتے کہ ہم نے ان علاقوں میں نار توحید روشن کر دی ہے جو قیامت تک بجھ نہیں سکتی۔

مناقب شیخ شناوی

اور آپ کے مناقب میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے ابن یوسف کے شہروں کے جو ختم کر دیئے کیونکہ اس کی وجہ سے کثیر مخلوق مر جاتی تھی کیونکہ ابن یوسف شریر ظالم تھا اور انہی علاقوں میں عہدے دار تھا اور سلطنت اور تمام فوجوں کی خوراک اسی جو سے تھی اور

کوئی شخص اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا تھا اور وہ شہروں سے لوگوں کو جبراً پکڑ لیتا حتیٰ کہ وہ پیاسے مر جاتے پس سیدی شیخ محمد الشناوی فقراء و مساکین پر شفقت کرتے ہوئے اس کے در پے ہوئے۔ پس آپ اپنے تلامذہ اور مریدوں کو جمع کر لیتے اور جو اکھاڑنے بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ میں فقراء کو آزاد کر رہا ہوں تا کہ مر نہ جائیں۔ پس ابن یوسف کے دل میں آپ سے بغض پیدا ہو گیا چنانچہ وہ آپ کے پاس زہر آلود کھانا لایا اور شیخ اور آپ کے مریدوں کے سامنے رکھ دیا جب کھانے بیٹھے تو شیخ کی برکت سے کھانے میں کیڑے پڑ گئے پس شیخ انتہائی غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ اس کے سوا چارہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی برکت سے یہ جو ختم کردوں تا کہ مخلوق ہلاک نہ ہو۔ آپ سے محبت کرنے والے پانی اور طعام کے ساتھ آپ کی خبر گیری کرتے اور آپ جو کاٹ رہے ہوتے۔ پس حمادہ نے جو کہ دیبہ محلّہ میں تھا شیخ سے کھانا نہ روکا اور ہر روز پابندی کے ساتھ بھیجتا رہا۔ شیخ نے اس کے لئے مال اور اولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ اور اس کی اولاد آج تک شیخ کی دعا کی برکت میں ہے اور شیخ نے اس کی وجہ سے سلطان ابن عثمان کے شہر کے لئے سفر کا پختہ ارادہ کر لیا۔ پس سلطان سلیمان نے اپنے گھر رات کو خواب میں آپ کو دیکھا کہ سیاہ دراز گوش پر سوار ہیں اور آپ نے اسے فرمایا کہ وہ جو ختم کردے جو کہ ابن یوسف کی عملداری میں ہیں۔ صبح کے وقت اس نے وزراء سے یہ بات کہی تو انہوں نے مصر کے نائب قاسم کزک کو لکھ بھیجا تو اس نے انہیں اطلاع بھیجی کہ خبر صحیح ہے اور جسے سلطان نے دیکھا وہ شیخ محمد الشناوی ہیں تو بادشاہ نے جو ختم کرنے کا حکم بھیج دیا پس وہ آج تک شیخ کی برکت سے ختم ہیں۔

اور آپ کے مویشی اور غلہ محتاجوں کے لئے نام زد تھا اس میں سے کوئی چیز مخصوص نہ فرماتے نیز آپ کارکنوں، اہل کاروں اور حکومتی کارندوں کے ہدیے وصول نہیں فرماتے تھے اور آپ کے لئے نائب مصر قاسم کزک نے اون، پشم اور کچھ مال ہدیۃً بھیجا۔ آپ نے اسے واپس کردیا اور قاصد سے فرمایا کہ فقراء کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پروردگار کی قسم میرے نزدیک مویشیوں کے پالان تیرے ہدیہ سے بہتر ہیں اور قاصد سے فرمایا پھر کوئی چیز لے کر ہمارے پاس نہ آنا اور آپ کی نشستگاہ میں ہمیشہ روئی کی پٹیاں لپیٹی ہوتیں کیونکہ آپ لوگوں کی ضرورتوں میں کثرت سے سواری کرتے اور میں نے فقراء میں سے آپ سے زیادہ وسیع الخلق نہیں دیکھا اور آپ فرماتے کہ طریقت سب کا سب اخلاق ہے۔ جب آپ کی خدمت میں کوئی زیادہ دور کا آدمی بیٹھتا تو انتہائی حسین توجہ کی وجہ سے آپ کی مجلس سے اٹھنے تک اسے یوں معلوم ہوتا کہ وہ آپ کے بہت پیارے مریدوں اور قریبیوں میں سے ہے۔

ایک دفعہ آپ خلیفہ کی بیٹی کے محل میں تشریف لے گئے اور اسے اور اس کی لونڈیوں کو تلقین ذکر فرمائی اور ذکر میں اضطراب کی کثرت کی وجہ سے ان کی پیشانیوں کے کپڑے گر گئے۔ جب قلعہ سے اترے تو کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ وہاں اس طائفہ صوفیا پر اعتراض کرنے والوں میں سے کوئی نہ تھا۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

آپ کی تربیت اکثر نگاہ کے ساتھ ہوتی۔ ڈاکو آپ کے سامنے سے گزرتا اس پر نظر فرماتے تو اسی وقت آپ کا پیروکار ہو جاتا۔ اپنے آپ کو شیخ سے موڑ نہیں سکتا تھا اور میں نے ان میں سے ایک گروہ کو دیکھا جو کہ آپ کے جماعت کے سربرآوردہ

حضرات ہو چکے تھے۔ آپ نمازِ عشاء کے بعد جب مجلس شروع کرتے تو اکثر فجر پر ہی ختم کرتے۔ جب نمازِ فجر ادا کر لیتے تو دوپہر تک مجلس جاری رہتی اور مجھے شیخ محمد السنجیدی نے بتایا جب ہم شیخ محمد کے ابتدائی دور میں حصہ کے نواح میں آپ کی زیارت کو جاتے تو شب بیداری کی کثرت کی وجہ سے کمزور ہو کر ہی لوٹتے کیونکہ ہم آپ کی خدمت میں دو، تین چار دن ٹھہرتے ہمیں آپ کی خدمت میں رات کو نہ دن کو سونا ممکن نہ ہوتا کیونکہ آپ کے ہاں ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت جاری رہتی۔ جب تلاوت سے فارغ ہوتے تو ذکر شروع ہو جاتا۔ جب ذکر سے فارغ ہوتے تو قرآن کریم شروع کر دیتے اور عین وفات تک یہی آپ کا معمول رہا۔

مولد سیدی احمد البدوی کی اصلاح

اور آپ کے ہاں سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کی جماعت کا ایک مقام تھا اور ایک مرتبہ میں نے آپ کو ان سے قبر میں باتیں کرتے سنا اور سیدی احمد آپ کو جواب دے رہے تھے اور آپ ہی نے ان بدعتوں کو دور کیا جن کا لوگ سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے مولد میں ارتکاب کرتے تھے مثلاً لوگوں کے سامان چھین لینا بغیر خوش دلی کے ان کے مال کھا جانا آپ نے انہیں سکھایا کہ یہ حرام ہے جبکہ وہ اس سے پہلے سمجھتے تھے کہ وہ بلاد غربیہ سے جو کچھ لیتے ہیں حلال ہے اور کہتے کہ یہ سیدی احمد کے علاقے ہیں اور ہم ان کے فقراء میں سے ہیں اور دفیں اور سورنگیاں بجاتے آتے آپ نے اسے ختم کیا اور اس کے بدلے مجلس ذکر جاری کی۔ پس قحافہ کے نواح سے ذکر شروع کرتے اور آپ کے ساتھ بے شمار مخلوق جمع ہو جاتی۔ ذکر کرتے آتے یہاں تک کہ سیدی احمد کے مقام تک پہنچ جاتے اور آپ کو دیکھ کر لوگوں کو عظیم روحانی کشائش، خشوع، زاری اور رقت طاری ہو جاتی اور آپ کے مناقب کثیر ہیں اور لوگوں میں مشہور ہیں اور آپ نے اپنی وفات سے پہلے ایک گروہ کو تلقین ذکر کی اجازت عطا فرمائی اور یہ شعر پڑھا۔ میں جب تک زندہ ہوں لیلیٰ سے جنون کی حد تک محبت کرتا ہوں اور اگر مر جاؤں تو لیلیٰ کو وہ شخص سونپ جاؤں گا جو میرے بعد اس سے ایسی محبت کرے۔

اس جماعت میں سے الشیخ شہاب الدین السبکی رضی اللہ عنہ، الشیخ عبدالرحمٰن المناوی، الشیخ ابوالعباس الحریثی رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر یہ فقیر (یعنی خود امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ) اور فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں فتوح سے نوازے تو اذن تمہارے ساتھ ہو چکا۔ سردست قوم صوفیا کے طریق کی مشابہت اور برکت حاصل کرنے کے لئے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین رکھو اور یہ ماہ ربیع الاول شریف ۹۳۲ھ کا واقعہ ہے اور محلہ روح میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے اور آپ کی قبر ظاہر ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالقدوس (اہل اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کی مدت حیات میں وسعت فرمائے) کی وساطت سے فقراء اور مجاوروں کے ساتھ آباد ہے۔

جب میں سیدی محمد ابن ابی الحمائل رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں آپ سے وداع ہوا تو فرمایا کہ یہ آخری ملاقات نہیں ہے ایک دفعہ مزید ہمارا باہم ملنا ضروری ہے اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے صرف ایک روحانی اشارہ سے ہی پتہ چلا جو مجھ پر وارد ہوا کہ محلہ روح کی طرف جاؤ۔ میں اپنے آپ کو اس خیال سے روک نہ سکا حتیٰ کہ میں نے آپ کے اس فرمان کی تصدیق کے لئے کہ ہمارا ایک دفعہ ملاقات کرنا ضروری ہے آپ کی طرف سفر کیا چنانچہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کو آخری وقت میں

پایا۔ پس آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے اپنی نگاہ کرم سے اور اپنی حفاظت سے پلک جھپکنے تک بھی محروم نہ فرمائے اور اپنے دربار میں تیری ستر پوشی فرمائے پھر اسی رات وفات پائی اور لوگوں کی بے خبری میں ہی دفن کئے گئے۔لوگ آپ کے جنازہ پر الجھ رہے تھے اور صدمہ کے دباؤ کی وجہ سے ان کی عقلیں مختل ہوکر رہ گئیں کیونکہ آپ ان کی مشکل کشائی کے لئے مستعد اور ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ عبدالحلیم بن مصلح المنز لاوی رضی اللہ عنہ

آپ اخلاق نبویہ علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات سے ایک عظیم جہت پر تھے اور اپنے آپ کو انتہائی عاجز وحقیر جانتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں طریقت کی طلب میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے: اے بھائی! نجاست کسی دوسری چیز کو پاک نہیں کرسکتی۔ ایک دفعہ ایک شخص اون کا جبہ لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا سیدی! مجھ سے یہ جبہ قبول فرمائیں کیونکہ میں نے آج رات رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی جبکہ میں نے یہ پہنا ہوا تھا اور آپ نے میرے سینے پر بوسہ دیا۔ شیخ نے انکار کردیا اور فرمایا کہ وہ شے جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مس فرمایا ہو میں اس خطرے کے پیش نظر اسے نہیں پہن سکتا کہ کہیں اسے پہنے ہوئے کسی معصیت کا ارتکاب کر بیٹھوں لیکن ہم اس سے برکت حاصل کرتے ہیں پس آپ نے اسے اپنے چہرے پر ملا اور لانے والے کے سپرد کردیا۔

اور آپ کے پاس جو موجود ہوتا اس کی تربیت چوری چھپے ایسے انداز میں کرتے کہ اسے پتہ نہ چلتا۔ پس اس کے سامنے قوم کے کچھ احوال پڑھتے پھر اس پر سوالات کرنے لگتے اور اسے جواب پر اس انداز میں متوجہ کرتے کہ گمان ہوتا کہ یہ فقیر تو شیخ ہے اور شیخ فقیر ہے۔

تربیت میں انداز تواضع

اور ایک شخص یمن سے آپ کے پاس آیا۔ کہنے لگا کہ میں فقراء کی تربیت کے لئے اپنے شیخ کی طرف سے مجاز ہوں۔ حضرت شیخ عبدالحلیم نے کہا کہ خدا تعالیٰ کو ساری حمد ہے کہ لوگ تو شیخ کی طلب میں سفر کرتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ شیخ ہمارے پاس آ گیا۔ آپ نے یمنی تلقین شروع کی جبکہ وہ اس کا اہل نہ تھا اور شیخ اسے متعلم کی صورت میں پڑھانے لگے یہاں تک کہ اسے کامل کردیا اور اس کا حال بڑھ گیا پھر اسے سفر کے وقت خرقہ پہنایا۔ زاد راہ عطا فرمایا اور یمنی کے پاؤں چومنے لگے اور فرمایا کہ ہم تمہاری وجہ سے مستحق اجر قرار پائے۔

اور ارباب احوال میں سے ایک شخص آپ سے ملا جو کہ کرامات میں مشہور تھا پس آپ سے کہنے لگا کہ اے عبدالحلیم! تو مسکین ہے۔ اس شہرت کے ہوتے ہوئے مجھے گمان نہ تھا کہ تو اس طرح عاجز ہے پھر اس نے ہوا میں سے دراہم پکڑے اور شیخ عبدالحلیم کو عطا کئے۔ پس اس بات نے شیخ عبدالحلیم پر اثر کیا پھر آپ سے کہنے لگا: اے عبدالحلیم! اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس قدر مشغول ہوجا کہ دنیا تیرے قبضہ میں اس طرح ہوجائے۔ پس شیخ عبدالحلیم نو ماہ تک خلوت میں الگ تھلگ رہے۔ ایک ختم رات میں اور ایک ختم دن میں کرتے پھر باہر نکل آئے اور عین وفات تک غیب سے خرچ کرتے رہے اور میں آپ کے پاس خانقاہ میں ستاون روز رہا جب

بھی فقراء کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی انگوٹھے کی گرہ جتنی چھوٹی سی تھیلی سے ان کے لئے وہ سب کچھ نکال لیتے جس کی انہیں ضرورت ہوتی اور میں نے آپ کو بچشم خود دیکھا کہ دمیاط کی لکڑی کی پچاس دینار قیمت اسی سے نکالی۔

جب بھی کوئی فقیر آپ سے کوئی چیز مانگتا اسے عطا فرماتے یہاں تک اپنی دستار اور جبہ پہنے نکلتے اور کمر میں ایک کپڑا باندھے ہوئے واپس لوٹتے۔ آپ نے بحرصغیر میں کئی ایک جامعات بنائیں اور ایک جامع منزلہ میں ہے جہاں فقراء اور مجاورین رہتے ہیں۔ جہاں ہمیشہ کا دستر خوان ہے۔ فقراء، مسافرین اور کمزوروں کے لئے ہسپتال ہے اور آپ کے علاقوں میں آپ کی کرامات کثیر اور مشہور ہیں کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔

آپ کے پاس پہنچنے والے ہدیوں میں سے آپ اپنے لئے کوئی چیز مخصوص نہیں فرماتے تھے بلکہ ان میں آپ کا حصہ فقراء کے حصے کے برابر ہوتا۔ اور آپ کے ہاں آپ کی خانقاہ میں تقریباً ایک سو افراد جمع ہوگئے اور کسی وقف کے بغیر ان کے کھانے اور لباس کا اہتمام خود ہی فرماتے اور ان کا گزارا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوح پر ہی تھا اور جب لوگوں نے آپ پر اوقاف مقرر کردیے تو مجھے فرمانے لگے کہ فقراء پر حال تنگ ہوگیا ہے اور مجھے فرمایا: جانتا ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا کہ معین طریقے سے معلوم روزی کی طرف فقراء کے مائل ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا جبکہ اس سے پہلے وہ اپنے قلوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے جو انہیں وہاں سے روزی دیتا کہ انہیں گمان تک نہ ہوتا۔

ساری دنیا ایک مسلمان کو مرعوب کرنے کے برابر نہیں

اور آپ کے مناقب میں سے یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے چار سو درہم اس پختہ وعدے پر لئے کہ ان سے ایک کنواں بنائے گا اور غزہ کی راہ میں اس سے سبیل لگائے گا اور کہنے لگا لوگوں کو اس کی ضرورت ہے۔ پس اس نے پیسے لئے۔ شادی رچائی اور ان کے ساتھ ایک دکان کھول لی۔ جب شیخ نے محسوس کیا کہ اس نے دیر کردی ہے تو اس کے پیچھے ایک گروہ بھیجا۔ اس نے شیریں پانی کا ایک لوٹا ان کے سامنے پیش کیا اور کہنے لگا کہ یہ اس کنویں کا پانی ہے اور لوگ شیخ کو بہت دعائیں دے رہے ہیں جب مسافرین شیخ کے ہاں آئے تو آپ نے ان سے کنوئیں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہاں تو کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ شیخ نے اسے بلا بھیجا۔ وہ حاضر آیا تو شیخ نے اس سے فرمایا کہ تو نے مبلغات کا کیا بنایا۔ کہنے لگا وہ پانی جو کہ میں نے لوٹے میں آپ کے پاس بھیجا اور کہا تھا کہ یہ کنوئیں کا پانی ہے اس بات کی کوئی حقیقت نہیں۔ میں نے پیسوں کے ساتھ شادی کرلی۔ فقراء نے اسے قید کرنا چاہا لیکن شیخ نے انہیں روک دیا اور فرمایا دنیا ساری کی ساری ایک مسلمان کو مرعوب کرنے کے برابر نہیں اور اسے چھوڑ دیا۔

اور آپ مجھ سے شدید محبت فرماتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ میں مصر میں تیری مثل کبھی کسی سے محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ کو راضی فرمائے اور آپ کی برکت سے ہم پر رحم فرمائے۔ آمین۔

الشیخ علی ابو خودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اربابِ احوال میں سے اور ملامتیہ میں سے تھے۔ اپنے آپ پر اعتراض وارد کرنے والے اسباب قصداً اپناتے تو جب کوئی آپ پر اعتراض کرتا تو اس پر سخت ناراض ہوتے اور میں نے آپ کو باب الشعریہ سے باہر دیکھا کہ اپنے خادم سے کہہ رہے

تھے کہ تو نے کیا کہا؟ کہ اس شخص کا پاخانہ اس کے قدموں کے درمیان کون خلاص کرے یعنی شیخ عبدالقادر الدشطوطی کا تو جب آپ کا گزر ہوا تو شیخ عبدالقادر کے پیٹ میں گڑ بڑ ہوئی اور ان کا پاخانہ اس چبوترے پر دراز ہوگیا جس پر وہ بیٹھے تھے تو آپ نے کہا کہ اللہ تجھے گرا دے پس آپ نے پہچان لیا کہ یہ شیخ ابوخودہ ہیں رضی اللہ عنہ اور شیخ عبدالقادر نابینا تھے۔

اور سیدی علی کی خود (لوہے کی ٹوپی جو دوران جنگ پہنتے ہیں) لوہے کی تھی جس کا وزن ایک قنطار اور اس کے تہائی حصہ کے برابر ہوتا ہے۔ رات دن اسے اٹھائے رہتے۔ آپ گندمی رنگ اور کوتاہ قد تھے۔ ایک عصا آپ کے پاس ہوتا جس کی دوشاخیں تھیں جو بھی آپ سے اُلجھتا اس کے ساتھ اس کی پٹائی کرتے۔ آپ سیاہ رنگ غلاموں اور حبشیوں سے محبت کرتے تھے اور ایسے دس کے قریب افراد ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوتے جو کہ خود پہنے ہوتے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے دراز گوش ہوتا جس پر وہ سواری کرتا یہ لوگ آپ کی جماعت تھے آپ جہاں بھی سوار ہوکر جاتے یہ بھی سوار ہوکر آپ کے ساتھ چلتے اور آپ کو کسی نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کرتے نہ دیکھا۔ اکیلے ہی پڑھتے دیکھا۔ جب کسی عورت یا بے ریش لڑکے کو دیکھتے تو اسے غیر مناسب بات کہتے...... گرچہ وہ کسی امیر یا وزیر کا بیٹا ہوتا اور اس کا باپ وغیرہ بھی موجود ہوتا۔ لوگوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور نہ کسی کو خاطر میں لاتے۔ جب سماع میں حاضر ہوتے تو کوئی چیز اٹھاتے اور اسے گھوڑے کی طرح چلانے لگتے۔

اور مجھے شیخ یوسف الحریثی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک دن میں دمیاط میں تھا۔ آپ نے اسی کشتی میں سفر کا ارادہ کیا جو پر ہو چکی تھی اور اس میں کوئی جگہ باقی نہ تھی۔ لوگوں نے سردار سے کہا کہ اگر تو نے اسے ساتھ لے لیا تو کشتی غرق ہو جائے گی کیونکہ یہ غلاموں میں غیر پسندیدہ حرکات کرتا ہے سردار نے آپ کو کشتی سے نکال دیا۔ جیسے ہی آپ کو نکالا آپ نے کہا: اے کشتی! گڑ جا۔ پس اسے ہوا کے ساتھ اور نہ ہی کسی اور ذریعے سے کوئی نہ چلا سکا۔ اور اس میں جو لوگ بھی تھے سب اتر آئے اور وہ نہ چلی۔

اور مجھے آپ نے یہ بھی خبر دی کہ وہ شیخ علی ابوخودہ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے کہ ہوا نے اسے روک دیا۔ آپ نے اس پر اپنا ڈنڈا مارا لیکن وہ نہیں چلی۔ تو آپ اور آپ کے غلام اتر آئے اور پانی پر چلنے لگے حتیٰ کہ شربین پہنچ گئے اور لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

اور امیر کبیر علی قرقماش آپ کے پیچھے نکلتا اور غوری کا زمانہ تھا آپ اس کے لشکر کے سامنے اس کی پٹائی کرتے۔ جب پٹائی کی وجہ سے درد زیادہ ہو جاتا تو بھاگ نکلتا اور آپ کے پیچھے جب وہ دروازہ بند کر لیتا تو اسے چھوڑتے کسی میں طاقت نہ ہوتی کہ آپ کو لوٹائے حتیٰ کہ آپ خود واپس ہو جاتے۔

تیری ماں مجھے احمق نہ بنا دے

میں کئی دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے فرمایا: اس سے پرہیز کر کہ تیری ماں تجھے احمق بنا دے۔ میں نے آپ کے غلاموں میں سے ایک سے پوچھا کہ شیخ کی اس کلام کا کیا معنی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کو اس سے ڈراتے ہیں کہ جب دنیا تیرے دل میں داخل ہو جائے کیونکہ دنیا ہی تیری ماں ہے۔

آپ نے کچھ اوپر ۹۲۰ھ میں وفات پائی۔ اور جامع امیر شرف الدین الکردی کے قریب حسینیہ کے متصل اپنی خانقاہ میں دفن

ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوا اور آپ کی وجہ سے ہم پر اور مسلمانوں پر رحم فرمائے۔ آمین۔

حضرت الشیخ محمد الشربینی رحمہ اللہ تعالیٰ

شرقیہ میں طائفہ فقراء کے شیخ تھے۔ احوال و مکاشفات والوں میں سے تھے۔ تمام روئے زمین کے متعلق یوں گفتگو فرماتے کہ گویا آپ کی تربیت وہیں ہوئی ہے۔ میں نے ایک دفعہ آپ کو دیکھا کہ درخت خرما کی چھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور عمامہ بھی چھال کا تھا۔ اور جب آپ کا صاحبزادہ احمد کمزور ہو گیا اور قریب المرگ ہو گیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کرنے کے لیے آ گئے تو انہیں شیخ نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ۔ پس اس کے حضور بات کرو کیونکہ امر منسوخ ہو چکا ہے۔ جناب عزرائیل علیہ السلام لوٹ گئے اور احمد کو اس کمزوری سے شفا ہو گئی اور اس کے بعد تیس سال تک زندہ رہا۔ **اقول** (وبالله التوفیق پتہ چلا کہ اولیاء اللہ کو رب العزت نے اس قدر اونچا مقام بخشا ہے کہ ان کی طلب پر تقدیر بدل جاتی ہے۔

اولیاء را ہست قدرت ازالہ تیر جستہ باز گردانند زراہ

نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اولیاء اللہ کو ایسے اسرار قدرت پر اطلاع بخشی جائے جن کا ملائکہ مقربین کو علم نہ ہو اور یہ جزوی فضیلت ہے۔ اور یہ قرآن کریم کے اس ارشاد کے خلاف نہیں **اذا جاء اجلهم لا يستاخرون عنه ساعة ولا يستقدمون** کیونکہ اصل میں اجل ابھی ارادہ قدرت کے حوالے سے آئی ہی نہ تھی۔ معلق تھی کہ ولی کی استدعاء پر اسے بدل دیا جائے گا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

نیز یہ بھی واضح ہوا کہ رب العزت کے بتانے پر اولیاء اللہ کو علم ہوتا ہے کہ کوئی کب مرے گا۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

عطائے خداوندی سے ولی کے لئے مرتبہء تکوین

اور آپ اپنے پاس موجود عصا سے فرماتے کہ انسان ہو جا تو وہ انسان بن جاتا اور آپ اسے ضروریات پوری کرنے کے لیے بھیج دیتے۔ بعدازاں وہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتا۔ اور آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ آپ ہر روز مغرب سے پہلے شہر شربین سے باہر چلے جاتے' فجر تک نہ لوٹتے لوگوں کو علم نہیں تھا کہ کہاں پر جاتے ہیں اور امیر قر قماش اور اس کے علاوہ دوسرے امراء آپ کے بے حد معتقد تھے اور اس نے آپ کے لیے عظیم خانقاہ تعمیر کرائی اور ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

اور آپ کا طریقہ یہ تھا کہ اپنے مریدوں کو شہر کے دروازوں ہمیشہ جاروب کشی کا حکم دیتے اور وہ سیاہ' سرخ چادروں اور رسوں کی دستاریں باندھتے۔

اور شیخ محمد بن عنان وغیرہ ان پر اعتراض کرتے کیونکہ یہ باجماعت نماز نہیں پڑھتے تھے اور فرماتے کہ ہم ایسا کوئی طریقہ نہیں جانتے جو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرے سوائے اس کے جس پر صحابہ کرام اور تابعین چلے ہیں۔

جس چیز کی گھر والوں کو ضرورت ہوتی ہوا میں ہی ہاتھ ڈال کر پکڑ لیتے اور انہیں دے دیتے' اور آپ نے ابن عثمان سلطان سلیم کے داخل ہونے سے دو سال قبل اس کے داخل ہونے کی خبر دے دی تھی اور فرماتے کہ تمہارے پاس داڑھی منڈے آ گئے تو لوگ آپ پر ہنستے کیونکہ جراکسہ کا قبضہ مضبوط تھا۔ کسی کو گمان تک نہ تھا کہ تھوڑی سی مدت میں یہ ختم ہو جائیں گے۔ آپ ۹۲۰ھ سے

ذرا پہلے واصل بحق ہو گئے اور شربین میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے۔ جہاں آپ کی قبر ظاہر ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ علی الدویب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بحرصغیر کے نواح میں تھے۔ اکابر ملامتیہ میں سے تھے۔ کئی بار مجھے سلام بھیجا۔ ان سے صرف خواب میں ہی میری ملاقات ہوئی۔ اور وہ یوں کہ میں نے کہنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا لاالٰہ الا اللہ علی الدویب قطب الشرقیہ میں نے آپ کا نام نہیں سنا تھا۔ پس میں نے شیخ محمد بن عنان کی جماعت سے پوچھا تو انہوں نے مجھے آپ کی خبر دی اور کہا ان کا ایک وجود ہے اور شیخ محمد العدا ،ا!! احی کے شیخ ہیں۔ ساربانوں کا عمامہ اور جوتا پہنتے۔ سو سال سے زائد عمر پائی۔

جنگل میں رہتے۔ شہر میں صرف رات کو داخل ہوتے اور فجر سے پہلے نکل جاتے۔ دریا میں پانی پر چلتے' کسی نے آپ کو کشتی میں بیٹھے نہیں دیکھا۔ مصر آئے اور بیس سال تک وہاں مقیم رہے۔ دونوں مصروں کے درمیان ہسپتال کے بالکل سامنے فجر سے عشاء تک منہ پر نقاب ڈالے ٹھہرے تھے۔ ہاتھ میں عصا ہوتا۔

پھر ریف منتقل ہو گئے' اور آپ سے خلاف عادت بیشمار کرامات کا ظہور ہوا۔ فرماتے کہ فلاں ہند میں مر گیا یا شام یا حجاز میں' مدت کے بعد شیخ کے فرمان کے مطابق خبر آ جاتی۔

جب فوت ہوئے تو آپ کے گھر میں تقریباً ایک لاکھ دینار پائے گئے' اور ان کی اصل کا پتہ نہ چلا کیونکہ علائق دنیا سے فارغ تھے۔ پس یہ مال سلطان نے قبضہ میں لے لیا۔ شرقیہ میں قباب میں فوت ہوئے۔ اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ سن وفات ۹۳۷ھ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ احمد السطیحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مردان راسخ میں سے تھے۔ میں بیس سال تک آپ کی صحبت میں رہا۔ آپ چند دن رات میرے پاس اقامت پذیر رہے۔ فرماتے کہ میں نے اپنی عمر میں تیرے جتنی محبت کسی سے نہیں کی۔ آپ شیخ احمد الفرغل رضی اللہ عنہ کے قدم پر تھے کہ ہر جمعہ نفیس قیمتی نیا لباس پہنتے باوجودیکہ لاغری کی وجہ سے ہل نہیں سکتے تھے۔ آپ قلبی خیالات پر گفتگو فرماتے۔ امراء اور حکام کے ہاں لوگوں کی حاجت روائی فرماتے آپ کا طریقہ جداگانہ تھا کہ کوئی مقابل نہیں تھا۔

کرامات

آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔ ایک یہ کہ ایک شب آپ کی زوجہ کی ماں چوری چھپے آپ کو دیکھتی ہے کہ بیماری سے قطعاً پاک بہترین شباب میں نماز میں کھڑے ہیں۔ جب آپ کو پتہ چلا تو آپ نے اسے ڈانٹا چنانچہ وہ گونگی' بیماری سے مضمحل اور نابینا ہو گئی یہاں تک کہ فوت ہو گئی' اور آپ کی زوجیت میں ہمیشہ چار ازواج رہیں۔ آپ کی ہتھیلی گوندھے ہوئے آٹے سے زیادہ نرم' آواز بالکل مدہم' بھنبھناہٹ کے سے انداز میں کلام کرتے۔ اکثر کشادہ رو اور ہلکا جسم۔

اور جب میں سیدی احمد البدوی کے شہر سے آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو فرمایا تمہارے ساتھ کتنے افراد ہیں۔ میں نے کہا: سات افراد فرمایا: منتظم سے کہہ دو' پھر آپ نے اس رات ہماری کثیر مہمان نوازی فرمائی' اور آپ کی خانقاہ میں آنے والے مسافر اکثر رات کو کھانا بھی کھاتے اور مویشیوں کے لیے چارہ بھی لیتے' اور آپ کی زراعت کثرت سے تھی' اور لوگ تمام علاقوں سے آپ کا قصد کر کے ہدیے لے کر حاضر ہوتے' اور آپ کا خادم گھوڑے پر آپ کو بچے کی طرح گود میں لے لیتا' اور آپ کی ایک لمبی سی چمڑے کی ٹوپی تھی جس کی چمڑے کی رسیاں ٹھوڑی کے نیچے باندھی جاتی تھیں۔ سرخ جبہ پہنتے' اور آپ پر ولایت کے آثار روشن تھے۔ جب کوئی شخص آپ کو دیکھ لیتا قریب نہ تھا کہ آپ سے جدا ہو جائے۔

لعاب میں شفا

ایک آدمی نے (نقل کرتے ہوئے) آپ کی حکایت کی۔ ایک ٹوپی بنالی' اور خادم کی گود میں گھوڑے پر سوار ہوا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ وہ چیخنے لگا کہ مجھے شیخ احمد السطیحہ کے پاس لے چلو' چنانچہ اسے آپ کے پاس لایا گیا۔ شیخ اس پر ہنس دیئے اور فرمایا کہ تو بیماری پر میری مزاحمت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر اور تیری گردن درست ہو جائے گی۔ پس اس نے توبہ کی اور معافی مانگی۔ شیخ نے تیل لیا اور اس پر تھوک دیا اور فرمایا اس کی گردن پر اس تیل کی مالش کرو۔ چنانچہ مالش کی گئی اور اس کی گردن درست ہوگئی' جبکہ اس پر ورم ہو چکا تھا۔ آہستہ آہستہ گھٹنے لگا یہاں تک کہ ورم زائل ہوگیا۔ اور اس نے کلاہ طویل اتار دی اور شیخ کی خدمت کرنے لگا حتیٰ کہ فوت ہوگیا۔

آپ بطا نامی شہر سے تعلق رکھتے تھے اور آپ بولاق میں تھے پس ایک کشتی میں سفر کے لیے سوار ہوئے کشتی کا سردار آپ سے غیر متعارف تھا اس نے آپ کو اور آپ کی جماعت کو اتار دیا۔ جیسے ہی شیخ کشتی سے اترے کشتی میں شگاف پڑ گیا اور وہ خشکی کی طرف دھنس گئی۔ پس انہوں نے شیخ کی دلجوئی کی تو آپ نے سردار سے فرمایا کہ اپنی کشتی کا شگاف بند کرو ہم لوٹ کر تمہارے ساتھ کشتی میں نہیں بیٹھیں گے۔

مناقب وکرامات

آپ کے مناقب میں سے یہ ہے کہ کاشتکاروں میں سے ایک شخص نے آپ کی لمبی ٹوپی سے مذاق کیا۔ اس نے کانٹے دار چیز کھائی۔ ایک کانٹا اس کے حلق میں اٹک گیا وہیں ڈھیر ہوگیا۔

ایک دفعہ آپ نے ایک کنواری لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھ پر کیا دنیا تنگ ہوگئی ہے کہ اس معذور سے شادی کروں۔ پس اسے فالج ہوگیا اور یوں بے فائدہ راہی عدم ہوئی۔

ایک خاتون نے آپ سے نکاح کی طلب کی۔ لڑکیوں نے اسے عار کے طور پر کہا: اے بیمار کی بیوی! شیخ نے بعد نکاح مقاربت فرمائی۔ گھر میں موجود لوگوں نے مقاربت کو بعض علامات کی بدولت تسلیم کیا۔

ایک دفعہ آپ نے ایک امیر کے ہاں سفارش کی جبکہ وہ معف میں فروکش تھا۔ پس اس نے آپ کی سفارش قبول کر لی۔ جب آپ اس کے ہاں سے واپس لوٹے تو اس شخص کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا۔ تو اس کی گردن میں غدود پیدا ہوگئی۔ جس سے گلہ بند ہو

گیا اور اسی دن مر گیا۔

ایک عورت شدید بیمار ہوگئی کہ چار سال تک طبیب اس کا علاج کرتے کرتے عاجز آ گئے۔ پس شیخ اس کے پاس تشریف لائے اور تھوڑے سے تیل میں لعاب ڈال دیا اور فرمایا کہ اس کے بدن پر مالش کرو' چنانچہ انہوں نے شیخ کی موجودگی میں مالش کی اور وہ شفایاب ہوگئی۔

دسوق کے مضافات میں آپ مجلس سماع میں حاضر ہوئے۔ ایک عجمی فقیر نے کپڑے کے نیچے سے آپ کے کچوکا لگایا۔ آپ نے فرمایا: عجمی نے مجھے کچوکا لگایا ہے۔ پھر کہا: اے میرے رب! میرے لیے میرا حق لے' صبح دیکھا تو عجمی دیوار پر لٹک رہا ہے جانے کس نے لٹکا دیا۔

آپ کی کرامات میں سے یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ میری خانقاہ کے دروازے پر ٹھہرے اور آپ پاشا کے پاس سفارش میں تھے۔ پس فرمایا کہ اس سفارش میں تمہارا دل ہمارے ساتھ رہے۔ مجھ پر حالت طاری ہوگئی۔ میں نے خود کو باب کعبہ کے سامنے کھڑا دیکھا تو فرمانے لگے اے فلاں! تو ہم سے دور جا پہنچا۔

آپ قلوب کی سیر جانتے تھے۔ صائم الدہر تھے۔ ۹۴۲ھ میں وفات پائی اور غربیہ کے بالمقابل شہری میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے جہاں آپ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے اور اس جگہ اور اس کے رہنے والوں کے برباد ہونے کی دعا کیا کرتے جو کہ آپ پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے مابین قتل و غارت شروع ہوگئی اور سب اجڑ گئے اور وہ جگہ آج تک برباد ہے۔ میں نے آپ سے عرض کی کہ فقیر اپنے شہر کو آباد کرتا ہے برباد نہیں کرتا تو فرمایا کہ یہ منافقین ہیں ان کی بیخ کنی میں دین کی خیر خواہی ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں شیطان سے اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ والحمد للہ وحدہٗ۔

الشیخ بہاء الدین المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو کہ باب الشعریہ کے قریب اپنی خانقاہ میں مدفون ہیں۔ آپ اکابر عارفین میں سے تھے۔ آپ کا کشف خطا نہیں جاتا تھا۔ پہلے آپ جامع المیدان میں خطیب تھے اور قاضی کے گواہوں میں سے تھے۔ پس ایک دن عقد نکاح میں حاضر ہوئے تو کسی کہنے والے کو سنا کہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے لیے گواہی والے مرد لاؤ۔ پس حیران و پریشان جدھر منہ ہوا نکل گئے۔ تین دن تک جبل مقطم میں ٹھہرے رہے کچھ کھایا نہ پیا۔ پھر آپ کا حال ثقیل ہوگیا تو کلیہ کی طرف نکل گئے۔

اور آپ بہجہ کی حفاظت کرتے تھے۔ پس ہمیشہ وہیں تلاوت کرتے پائے جاتے تھے' اور یہ اس لیے کہ بندہ جس حالت میں کھینچا جاتا ہے اسی حالت میں رہتا ہے۔ اور اگر اس سے نکل جائے تو فوراً اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ حتیٰ کہ مجذوبوں میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تو اسے ہمیشہ مقبوض دیکھتا ہے کیونکہ وہ حالت قبض پر جذب کیا گیا اور ان میں سے کسی کو بسط میں پاتا ہے اور اسی طرح دیگر حالتیں' اور شیخ فرج المجذوب رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ طے شدہ رزق اس میں خراج اور مرغی اور کاشت کار ہیں کیونکہ اسی مصروفیت کے وقت مجذوب ہوئے اور مجذوب کا زمانہ حالت جذب طاری ہونے سے لے کر وفات تک منفرد زمانہ ہوتا ہے۔ اپنے اوپر زمانے کے گزرنے کا اسے علم نہیں ہوتا اور میں نے ابن الہجائی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ہمیشہ یہی کہتے رہتے کہ فاعل مرفوع

اور مخفوض مجرور ہوتا ہے اور اسی طرح کہتے رہے کیونکہ آپ نحو پڑھنے کے دوران جذب کیے گئے' اور میں نے قاضی ابن عبدالکافی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب مجذوب ہوئے تو یہی کہتے رہتے بیت الخلاء میں ہوں یا کہیں اور کوئی حق نہیں' کوئی استحقاق نہیں' کوئی دعویٰ نہیں' کوئی طلب نہیں اور نہ کچھ اور۔

اور آپ کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن ہم آپ کی معیت میں ایک ولیمہ میں حاضر ہوئے تو فقہاء کورات میں دیکھا اور ان کے متعلق چیخ کر کہنے لگے تم نے کلام الٰہی کے ساتھ کفر کیا۔ پھر ان پر پانی کا کوزہ پھینک دیا جو کہ آپ کے پہلو میں پڑا تھا۔ پس وہ چھت تک بلند ہوا پھر نیچے کی طرف آیا۔ ان میں سے ایک فقیہ نے کہا کوزہ ٹوٹ گیا۔ اسے فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے چنانچہ کوزہ اصلی حالت میں صحیح وسالم زمین پر آ رہا۔ پندراں سال کے بعد آپ نے اس فقیہ کو دیکھا تو فرمانے لگے میں جھوٹے گواہ کو خوش آمدید کہتا ہوں جو کہ گواہی دیتا ہے کہ کوزہ ٹوٹ گیا' اور آپ کے مکاشفات مصر میں اہلکاروں اور عوام الناس میں مشہور ہیں۔

آپ نے کچھ اوپر ۹۲۰ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ۔

الشیخ عبدالقادر الدشطوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اکابر اولیاء میں سے تھے۔ رضی اللہ عنہ میں تقریباً بیس سال تک آپ کی صحبت میں رہا ہوں اور مجھے آپ سے روحانی عطیات حاصل ہوئے جن میں میں نے برکت پائی ہے۔ آپ صاحب صحو تھے۔ وضع مجاذیب جیسی تھی۔ کھلا سر' ننگے پاؤں' اور بصارت جاتی رہی تو سرخ جبہ کا عمامہ پہنتے' اور اس کے اوپر ایک دوسرا جبہ ہوتا۔ جب میلا ہو جاتا تو دوسرے کا عمامہ پہنتے' اور میں نے ۹۱۲ھ یکم رمضان المبارک کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا جبکہ ابھی بالغ نہ تھا۔ مجھ سے فرمایا: مجھ سے یہ کلمات سنو اور انہیں یاد رکھو بڑے ہو کر ان کی برکت پاؤ گے۔ میں نے کہا: جی فرمائیں! کہنے لگے اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے میرے بندے! اگر میں کونین کے ذخائر تیری طرف چلا دوں پس تو پلک جھپکنے کی قدر اپنے دل کے ساتھ اوپر مائل ہو گیا تو تو ہم سے مصروف ہو گیا نہ کہ ہمارے ساتھ مصروف ہوا۔ پس میں نے انہیں یاد کر لیا تو یہ انہیں کی برکت ہے' اور مجھے چند ایک دوسرے امور بھی ارشاد فرمائے جن کے افشاء کی اجازت نہ فرمائی' اور اولیاء میں آپ کو صاحب مصر کہا جاتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ آپ معدیہ میں کبھی نہ دیکھے گئے صرف مصر اور جیزہ میں ہی دیکھے جاتے تھے۔

آپ نے پیدل اور ننگے پاؤں حج کیا' اور مجھے شیخ امین الدین امام جامع الغمری رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ جب مدینہ مشرفہ پہنچے تو باب السلام کی دہلیز پر اپنا رخسار رکھ دیا اور جب تک رہے سوئے رہے یہاں تک کہ حج کے لیے لوٹ آئے' اور حرم نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں داخل نہ ہوئے۔ (اقول وباللہ التوفیق ان مندرجات کی وجہ سے ذہن میں کسی قسم کی خلش نہ ہو کیونکہ یہ کیفیات جذب کی ہیں ذرا آگے چل کر جذب کا ذکر خود آپ کی زبان سے آئے گا' اور مزار پر انوار تک نہ پہنچنا اور باب السلام کی دہلیز مبارک سے واپس آ جانا بارگاہ عرش پناہ علی صاحبہ الصلوات والتسلیمات کی تعظیم اور اپنی تحقیر کے لیے ہے اور اس کا ذوق اہل حال ہی جانتے ہیں قالی تو اس کی مہک تک سے فارغ ہیں۔

میان طالب و مطلوب رمزے ست ۔ کراماً کاتبین راہم خبر نیست ۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

اور مصر اور اس کے مضافات میں آپ نے کئی ایک جوامع بنائیں۔ اور آپ کو خاص و عام کے نزدیک پوری قبولیت حاصل تھی۔ اور سلطان قاتیبای اپنا چہرہ آپ کے قدموں پر ملا کرتا تھا۔

اور آپ کے مناقب میں سے یہ ہے کہ آپ کے حوالے سے ایک شخص کے ذریعے جو کہ آپ کے مشابہہ تھا لوگوں نے فریب کاری کی اور اسے قرافہ کے قبرستان کی ایک غیر آباد تربت میں رات کے وقت بٹھا دیا اور سلطان کے پاس جا کر کہنے لگے کہ آپ کو سیدی عبدالقادر الدشطوطی قرافہ میں بلا رہے ہیں۔ پس وہ قلعہ سے اترا اور حاضر ہو کر اس کے قدم چومنے لگا۔ وہ شخص جس کے ذریعے فریب کاری کی گئی تھی کہنے لگا کہ فقراء کو دس ہزار دینار کی ضرورت ہے۔ سلطان نے کہا بسم اللہ چنانچہ اس نے جا کر دینار بھیج دیئے۔ بعد ازاں بادشاہ کو پتہ چلا کہ فریب کاری کی گئی ہے تو اس نے اس فریبی کو بلا بھیجا اور اس قدر مارا کہ وہ مر گیا۔

اور آپ کی شان تطور تھی (یعنی بیک وقت چند مقامات پر موجود ہونا) اور دو آدمیوں نے قسم اٹھائی کہ شیخ ان میں سے ہر ایک کے ہاں ایک ہی رات میں صبح تک آرام فرما رہے۔ تو شیخ الاسلام الشیخ جلال الدین السیوطی نے طلاق واقع نہ ہونے کا فتوی دیا۔

اور مجھے امیر یوسف بن ابی اصبغ نے خبر دی کہ سلطان قاتیبای نے جب بحر فرات کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو شیخ عبدالقادر الدشطوطی سے سفر کی بابت اجازت مانگی تو آپ نے اسے اجازت دے دی۔ امیر یوسف نے کہا کہ ہم پورا راستہ شیخ کو دیکھتے رہے کہ ہمارے آگے چل رہے ہیں۔ جب سلطان آپ کے پاس آنا چاہتا تو چھپ جاتے۔ تو جب ہم حلب میں داخل ہوئے تو ہم نے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلب کی ایک خانقاہ میں پانچ ماہ تک پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے کمزور پایا اور ہم آپ کے بارے میں حیران تھے۔

اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا جبکہ میں جوان غیر شادی شدہ تھا۔ مجھے فرمایا کہ شادی کر لو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ شیخ محمد بن عنان کی بیٹی حاصل کر لو کہ وہ باوقار بچی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے پاس دنیا کی کوئی شے نہیں ہے۔ فرمایا: کیوں نہیں' کہو میرے پاس ایک اشرفی ہے' کہو دو' کہو تین' کہو چار' کہو پانچ' اور منزلہ کے نواح میں ایک شخص کے ذمے میری اس قدر رقم تھی جسے شیخ نے گن دیا جبکہ میں بھول چکا تھا۔

پھر ظہر کی اذان ہوئی۔ شیخ نے ایک کپڑے کا پردہ بنایا اور ایک ساعت روپوش رہے۔ پھر حرکت کی' پھر فرمایا کہ لوگ معذور ہیں۔ کہتے ہیں کہ عبدالقادر نماز نہیں پڑھتا' اللہ تعالیٰ کی قسم جب سے مجھ پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی ہے میں گمان نہیں کرتا کہ میں نے نماز چھوڑی ہے' لیکن ہمارے خاص مکان ہیں جہاں ہم نماز ادا کرتے ہیں۔ پس میں نے شیخ محمد بن عنان رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہی تو فرمانے لگے کہ سچا ہے اس کے لیے خاص مکان ہیں وہ رملۂ لدتیں جامع ابیض میں نماز ادا کرتا ہے۔

اور میں نے ایک دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کہتا ہے کہ سعادت اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے ہاتھ میں ہے وہ جھوٹ کہتا ہے میں دنیا میں سخت جدوجہد کرتا تھا میری مثال بیان کی جاتی تھی پس مجھے جاذبۂ الٰہی حاصل ہوا تو میں دو تین دن غائب ہونے لگا۔ پھر افاقہ ہوتا تو لوگوں کو اپنے گرد پاتا کہ میرے متعلق تعجب کر رہے ہوتے۔ پھر میں دس دن سے ایک ماہ تک غائب رہنے لگا کچھ کھاتا نہ پیتا' پس میں نے عرض کی: میرے اللہ اگر یہ کیفیت واردہ تیری طرف سے ہے تو دنیا سے میرے رابطے منقطع کر دے۔ پس میری اولاد' ان کی والدہ اور مویشی مر گئے اور شہر والوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ پس اپنے اس وقت تک سیر کرتا پھر رہا ہوں۔ تو

کیا یہ کیفیت بندے کی طاقت میں تھی۔ میں نے کہا: نہیں۔

اور میں نے آپ کو سنا کہ شیخ جلال الدین البکری سے فرما رہے تھے: اے جلال الدین! ہم نے یہ سب کچھ فقراء' مساکین اور اربابِ کشف سواروں کے لیے وقف کر دیا۔ گویا کہ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ لوگ تیرے پاس فلاں فلاں کی روش کے ساتھ آئے اس کے لیے وظیفہ مقرر کر دو۔ پس مکان برباد ہو جائے گا۔

اور آپ زمانے کے احوال اور جن احوال پر لوگ ہیں سب جانتے تھے۔ اکثر باب البحر میں ایک نصرانی کے پاس آرام فرماتے۔ لوگ آپ کو ملامت کرتے تو فرماتے: یہ مسلمان ہے' اور آپ کی برکت سے نصرانی آپ کے ہاتھوں پر اسلام لے آیا' اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ شیخ شمس الدین البہنسی نے آپ سے مصر کے فقراء کی اس جماعت کے متعلق پوچھا جو کہ آپ کے ہم عصر تھے' بیٹا! یہ لوگ طریقت سے دور ہیں یہ تو اس کا چھلکا تک نہیں چکھ سکے چہ جائیکہ مغز ہو۔

جب وفات کا وقت آیا تو اکثر گریہ وزاری کرتے اور اس معمار سے فرماتے جو کہ قبہ میں کام کر رہا تھا ہمارے لیے تعمیر میں جلدی کرو کیونکہ وقت قریب آ گیا ہے۔ چنانچہ آپ فوت ہو گئے جبکہ ایک دن کا کام باقی تھا جسے آپ کے بعد مکمل کیا گیا' اور اپنی قبر میں دفن کیے گئے' اور آپ نے وصیت فرمائی کہ آپ پر کوئی دوسرا دفن نہ کیا جائے اور یہ کہ آپ کے اوپر اور پہلو میں پتھر لگا دیے جائیں تاکہ آپ کے ساتھ کسی اور کو دفن کرنے کی گنجائش نہ رہے۔

آپ نے کچھ اوپر ۹۳۰ھ وفات پائی۔ ملک الامراء خیر بک اور مصر کے تمام امراء واکابر نے آپ کی نماز جنازہ میں شمولیت کی' اور مصر اور ان علاقوں میں جہاں سے آپ کا گزر ہوتا آپ کی کرامات مشہور ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی حسن العراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جو کہ باب الشعریہ سے باہر برکتہ الرطلی اور جامع البشیری کے قریب ٹیلے پر مدفون ہیں۔ میں سیدی ابوالعباس الحریثی کی معیت میں آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہتا۔

سوانح شیخ بزبانِ خود

آپ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنی ابتداء سے اس وقت تک کے حالات کی تیرے پاس یوں حکایت کروں کہ گویا تو میرے بچپنے سے ہی میرے ساتھ تھا۔ میں نے کہا: ضرور فرمائیں' فرمایا: میں دمشق سے تھا اور نوجوان تھا اور میں کاریگر تھا اور ہم ہفتہ میں ایک دن کھیل کود اور شراب پر جمع ہوتے' تو ایک دن مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ آئی کہ کیا تو اس کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ تو میں انہیں ان کے معمولات میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ وہ میرے پیچھے لگ گئے لیکن مجھے پکڑ نہ سکے۔ پس میں جامع نبی امیہ میں داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کرسی پر بیٹھا امام مہدی علیہ السلام کی شان میں گفتگو کر رہا ہے۔ مجھے آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو میں جب بھی سجدہ کرتا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ مجھے آپ سے ملنے کا موقعہ عطا فرمائے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک شام میں نماز مغرب کے بعد سنتیں پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص جو میرے پیچھے بیٹھ گیا اس نے میرا کندھا ٹٹولا اور مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول فرمالی ہے۔ اے بیٹے! تجھے کیا ہے مہدی میں ہوں۔ میں نے عرض کی: آپ میرے ساتھ گھر چلیں گے؟ فرمایا: ہاں

پس آپ میرے ساتھ چلے۔ مجھے فرمایا کہ میرے لیے ایک کمرہ خالی کر دو جہاں میں اکیلا ہی ہوں گا۔ چنانچہ میں نے آپ کے لیے ایک کمرہ فارغ کر دیا۔ آپ میرے پاس ہفتہ بھر رہے۔ مجھے تلقین ذکر فرمائی۔ نیز فرمایا: میں تجھے اپنا ورد بتا دوں کہ تو اس پر انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشگی کرے۔ ایک دن روزہ رکھو ایک دن چھوڑ دو اور ہر رات پانچ سو رکعت نوافل ادا کرو۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ پس میں آپ کے پیچھے ہر شب پانچ سو رکعت ادا کرتا۔ اور میں جوان بے ریش' خوبرو تھا۔ مجھے فرماتے کہ ہمیشہ میرے پیچھے بیٹھو' چنانچہ میں ایسا ہی کرتا۔ آپ کا عمامہ عجم کے عماموں جیسا تھا اور اونٹوں کی اون کا جبہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ جب سات دن گزر گئے تو چلے گئے اور میں نے آپ کو وداع کیا۔ اور مجھے فرمایا کہ مجھے کسی کے ساتھ کبھی بھی ایسا اتفاق نہیں ہوا جیسا تیرے ساتھ ہوا۔ اپنا ورد جاری رکھ یہاں تک کہ تو عاجز آ جائے کیونکہ تجھے عمر طویل ملے گی۔ آپ کی کلام ختم ہوئی۔

آپ فرماتے ہیں کہ میری عمر اب ایک سو ستائیس برس ہے۔ نیز فرمایا کہ جب مہدی علیہ السلام مجھ سے جدا ہوئے میں سیاحت کرتا ہوا نکلا' چنانچہ میں نے سرزمین ہند' سندھ اور چین کی طرف سیاحت کی اور بلاد عجم' روم اور مغرب کی طرف لوٹا۔ پھر پچاس سال کی سیاحت کے بعد مصر لوٹا۔ جب میں نے مصر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو مجھے روک دیا گیا' جبکہ وہاں سیدی مدین المتولی رضی اللہ عنہ کی طرف انگشت نمائی ہوتی تھی۔ آپ نے مجھے پیغام بھیجا کہ قرافہ میں رہو' چنانچہ میں ایک غیر آباد قبہ میں دس سال تک اقامت پذیر رہا۔ ایک بڑھیا کی صورت میں دنیا میری خدمت کرتی تھی۔ ہر روز دو روٹیاں اور ایک برتن میں سالن' کبھی میں نے اس سے بات کی نہ اس نے مجھ سے پھر میں نے داخل ہونے کا سوال کیا تو مجھے اجازت ملی کہ برکتہ القرع میں رہوں چنانچہ میں وہاں کئی سال ایک محلہ میں اقامت پذیر رہا۔

نفس کی کارفرمائی سے بچو

پھر شیخ عبدالقادر الدشطوطی رضی اللہ عنہ آئے جو کہ وہاں اپنے لیے ایک جامع بنانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ مجھ سے جھگڑنے لگے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ آپ کا اور میرا کیا جھگڑا؟ یہاں امراء وغیرہ میں سے میرا کوئی معتقد نہیں۔ تو اختلاف کیسا؟ پس آپ مجھ سے جھگڑتے رہے حتیٰ کہ میں اس ٹیلے کی طرف نکل آیا۔ یہاں سات سال تک رہا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میں یہاں بیٹھا تھا کہ دشطوطی میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اس ٹیلے سے اتر جاؤ۔ میں نے کہا نہیں اتروں گا۔ پس مجھ سے اور ان سے نفس ظاہر ہوا۔ انہوں نے مجھ پر بیماری سے ازکار رفتہ ہونے کی بددعا کی پس مجھے وہ بیماری لگ گئی اور میں نے ان پر نابینائی کی بددعا کی وہ نابینا ہو گئے۔ چنانچہ اب تک وہ وہاں اینٹ کی طرح پڑے ہیں اور میں یہاں کمزور ہڈی کی طرح پڑا ہوں اور اے عبدالوہاب! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ نفس کے ساتھ کبھی کسی سے تصادم نہ کرنا گرچہ وہ تمہیں صدمہ پہنچائے۔ اگر کہے اپنی خانقاہ یا اپنے گھر سے نکل جاؤ تو نکل جانا' اور تمہارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔

جب کوئی آپ کے پاس پشم کا یا اون کا کپڑا لاتا تو چھری لے کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے پھر بوریاں سینے والے سوئے کے ساتھ موٹا سا دھاگہ لے کر اسے سی لیتے اور فرماتے کہ میرا نفس نئی چیزوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جب میں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اب یہ مائل نہیں ہو گا۔

آپ نے کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں وفات پائی اور اس قبہ میں مدفون ہوئے جس کا ذکر پہلے گذرا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی ابراہیم بن عصیفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور آپ کا راستہ جس میں چلتے تھے باب الشعریہ سے قنطرۃ الموسکی کی طرف سے جامع الغمری کی طرف تھا۔ کثیر الکشف تھے اور آپ کے واقعات مشہور ہیں۔ آپ کا اصل مقام بحر صغیر سے تھا۔ بچپنے سے ہی آپ سے کرامات کا ظہور ہوا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ باغ میں سوتے تھے اور شہر میں اس حال میں آتے کہ بھیڑیئے یا درندے پر سوار ہوتے۔ آپ پانی پر چلتے تھے کشتی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ آپ کا پیشاب دودھ کی طرح سفید ہوتا۔ آپ پر حال غالب ہوتا تو اپنے چہرے کی مکھی سے جھگڑنے لگتے۔ اور موذن کے اللہ اکبر کہنے سے بے قرار ہو جاتے۔ پس اس پر سنگ باری کرتے اور کہتے: یا کلب اپنے پر لازم کرو ہم نے کفر کیا اے مسلمانو! حتیٰ کہ تم ہم پر بڑے بنتے ہو۔ مجھے آپ کا کوئی کشف یاد نہیں جس میں کبھی آپ چھوٹے ہوئے ہوں۔

اور جس رات اس مدرسہ کے مینار کو آگ لگی جو کہ دو دیواروں کے درمیان ہمارا مسکن ہے۔ آپ نے ایک شخص سے دو سکے لیے اور پانی بھرنے والے کو دے دیئے اور فرمایا کہ یہ مشک اس جلنے والی جگہ پر ڈال دو۔ تو اس نے مدرسہ کے سامنے زمین پر مشک کا پانی ڈال دیا۔ لوگوں نے بہشتی سے کہا: کہ یہ تو مجذوب ہے اس پر کوئی حرج نہیں تو زمین پر پانی ڈالتا ہے یہ خسارہ ہے۔ پس روشنی کرنے والے نے اس رات اوپر جا کر مینار میں روشنی کی۔ کسی احتیاطی تدبیر کے بغیر جو یاد نہ رہی نیچے اتر آیا۔ دیوار کو جو کہ لکڑی کی تھی آگ لگ گئی جس سے مینار جل گیا۔ اور نیچے گرا مگر یوں گرا کہ کسی نے کھینچا' اٹھایا اور نیچے سڑک پر لمبے رخ پر ڈال دیا۔ پڑوسیوں میں سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

اور آپ فرماتے تمہارے پاس ابن عثمان آ گیا۔ پس غوری ترک آپ کا مذاق اڑاتے۔ اکثر خلاف شرع کلام کرتے اور زیادہ تر عیسائیوں کے گرجے میں سوتے اور کہتے نصاری گرجے میں جوتے چوری نہیں کرتے بخلاف مسلمانوں کے' اور فرماتے: میرے نزدیک حقیقت میں روزہ وہی رکھتا ہے جو کہ ایام روزہ میں بھیڑ کا گوشت نہیں کھاتا جیسے نصاری۔ ایسے مسلمان جو ایام روزہ میں بھیڑ اور مرغی کا گوشت کھاتے ہیں میرے نزدیک ان کا روزہ باطل ہے۔

اپنے خادم سے فرماتے کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اس زمانے میں خیر نہ کرنا کہ تجھ پر شر بن کر لوٹے گی اور اپنے نفس کا تجربہ کر۔

اور جب امیر جانم نے روم کی طرف سفر کیا تو آپ سے مشورہ کیا تو فرمایا کہ تو سلامتی کے ساتھ جائے آئے گا۔ پس آپ سے جدا ہو کر وہ شیخ محسین کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر تو چلا گیا تو تجھے لٹکا دیں گے بیٹھا رہا تو تیری گردن کاٹ دیں گے۔ پس وہ شیخ بن عصیفیر کی طرف لوٹا تو آپ نے کہا کہ تو سلامتی کے ساتھ جائے آئے گا' اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ اس نے وہ سفر کیا اور سلامتی کے ساتھ آ گیا۔ بعد ازاں اس کی گردن اڑا دی گئی' اور یوں دونوں حضرات کا سچا ہونا ظاہر ہوا۔ اور جب ابن موسیٰ المحتسب نے باغیوں کے علاقوں کا سفر کیا آپ نے قمقم میں اس کے اہل وعیال کو گلاب کا پانی بھیجا اور فرمایا کہ اسے اس کے کفن پر ڈال دینا اور وہ تختۂ غسل پر ہے۔ چنانچہ خبر پہنچی کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے اور اسے کفن میں لپیٹ کر لایا گیا تو انہوں نے وہ پانی اس پر

ڈالا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔

محلے کا ایک شخص آپ کو ستاتا تھا۔ آپ نے اس کے لیے ایسی بیماری کی بددعا کی جو مرتے دم تک اس کے جسم سے نہ نکلے۔ پس اس کے دونوں پاؤں پر ورم آ گیا اور سوج گئے اور ان سے پیپ بہنے لگی۔ نماز چھوٹ گئی حتیٰ کہ جمعہ اور جماعت بھی۔ یہاں تک حالت ہوگئی کہ استنجاء بھی نہ کرتا۔ جب اس کے کپڑے دھوئے تو بچوں کے کپڑوں کی طرح ان میں نجاست پائی گئی۔

ایک دفعہ ایک شخص نے کہا: یا سیدی! میرے حق میں دعا کریں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے یہود کے محلے میں نابینائی میں مبتلا کر دے۔ چنانچہ جیسے آپ نے کہا تھا وہ ان کے محلے میں اندھا ہو گیا۔

ایک شخص جس نے بچی اٹھا رکھی تھی کہنے لگا میری اس بچی کے لیے دعا فرمائیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے اس کی بھنک معدوم کر دے۔ پس دو دن کے بعد وہ مرگئی۔

آپ اپنے نیچے دن رات بھس بچھائے رکھتے اور اس سے پہلے گھوڑوں کی لید بچھاتے۔ جب آپ کے پاس سے جنازہ گزرتا جس کے گھر والے رو رہے ہوتے تو آپ ان کے ساتھ آگے آگے چلتے اور کہتے جاتے زلابیہ ہریسہ (مٹھائی حلوا) اور آپ کے احوال عجیب و غریب ہیں۔

آپ مجھ سے محبت فرماتے تھے اور میں آپ کی برکت میں اور نظر عنایت میں تھا۔ حتیٰ کہ ۹۴۲ھ میں آپ نے وفات پائی' اور شیخ ابوالحمائل رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے سامنے دو دیواروں کے درمیان راستے میں اپنی خانقاہ میں دفن کیے گئے۔

سیدی الشیخ شہاب الطّویل النشیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدی خلیل النشیلی کی اولاد سے تھے جو کہ سیدی ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے تھے۔ میں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب کہ آپ کے جذب کا اوائل زمانہ تھا۔ سر پر اخروٹ لٹک رہے تھے۔ آپ کے گھر والے آپ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ جنوں میں سے ہیں۔ میں ہمیشہ آپ سے محبت کرتا رہا اور آپ مجھ سے محبت فرماتے یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔

جب پہلی مرتبہ میں آپ سے ملا جبکہ میں جوان بے ریش تھا۔ آپ نے مجھ کہا: اے شونی کے بیٹے تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ تمہارے باپ کا کیا حال ہے جبکہ میں کبھی شونی کو جانتا ہی نہ تھا۔ دس سال کے بعد مجھے شونی سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ میں نے انہیں شیخ شہاب الدین کے قول کی خبر دی تو کہنے لگے۔ سچا ہے تو میرا بیٹا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں تمہیں خیر حاصل ہوگی۔

اور آپ میرے پاس تشریف لاتے جبکہ میں ام خوند کے مدرسہ میں سکونت پذیر تھا۔ مجھے فرماتے کہ میرے لیے انڈے اور روٹیاں پکاؤ۔ میں آپ کے لیے یہ تیار کرتا تو پہلے انڈے کھاتے پھر روٹی علیحدہ کھاتے۔

جب فراوانی محبت میں ہوتے تو نہایت شیریں اور ادب سے معمور گفتگو فرماتے۔ مصر میں سات سال تک اصحاب النبوۃ کے پڑوسی رہے پھر علیحدہ ہو گئے۔ حمام میں داخل ہونا پسند کرتے تھے۔ ہمیشہ اس میں داخل ہوتے رہے حتیٰ کہ اس میں وفات پائی۔ اور

اپنے خادم کو آواز دیتے اور وہ نماز میں ہوتا۔ اگر نہیں آیا تو اس کی طرف جاتے اور اسے تھپڑ مارتے اور اسے لے کر آتے اور کہتے: کتنی دفعہ تجھے کہہ چکا ہوں کہ دوبارہ یہ منحوس نماز نہ پڑھنا اور کوئی بھی اسے آپ سے چھڑا نہیں سکتا تھا اور انسان کے چہرے پر مارتے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کو جامع الغمری سے باہر آتا ہوا مل گیا اور وہ جنبی تھا۔ اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور فرمایا: جاؤ غسل کرو۔

اور ایک ایسا شخص آپ کے پاس دعا کی طلب میں آیا جس نے اپنے غلام کے ساتھ بے حیائی کا ارتکاب کیا تھا۔ پس ڈنڈا پکڑا اور اسے ایک سو ضربیں لگائیں اور کہنے لگے: او کتے! غلام کے ساتھ بے حیائی کرتا ہے؟ وہ شخص بہت رسوا ہوا۔ کچھ اوپر ۹۴۰ھ میں وفات پائی اور پرانے مصر میں اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

سیدی الشیخ عبدالرحمٰن المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اکابر اولیاء میں سے تھے اور سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ارباب احوال میں سے میں نے کسی کو کبھی نہیں دیکھا کہ مصر میں داخل ہوا مگر اس کا حال ناقص ہو گیا سوائے شیخ عبدالرحمٰن المجذوب کے۔ عضو تناسل کٹا ہوا تھا جسے آپ نے اوائل جذب میں خود کاٹ دیا تھا۔ گرمی و سردی میں ریت پر بیٹھے رہتے اور جب بھوک اور پیاس لگتی تو کہتے اسے کھلاؤ اسے پلاؤ۔ تین ماہ کلام کرتے اور تین ماہ خاموش رہتے۔ سریانی بولتے تھے اور مجھے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں جب شیخ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوتا اس طرح ہوتا جیسے درندے کے سامنے بلی۔

آپ مجھے سلام بھیجا کرتے اور اپنے خادم کو میرے رات کے واقعات ایک ایک کر کے بتا دیتے' وہ مجھے خبر دیتا تو میں آپ کی اصلاح کی قوت پر متعجب رہ جاتا۔

ایک دفعہ مجھے کیفیت وارد ہوئی جس کی وجہ سے مجھ پر آگ بھڑک اٹھی۔ میں نے اپنے کپڑے اتار پھینکے اور عشاء سے پہلے سویقۃ اللبن کے کوچوں میں میرا آپ پر گزر ہوا۔ اپنے خادم سے فرمانے لگے کہ یہ چادر لے جاؤ اور عبدالوہاب پر ڈال دو۔ مجھے خادم نے کئی دنوں کے بعد اس کی خبر دی اور کہا کہ حضرت نے ہمیں فلاں وقت یوں یوں فرمایا میں سمجھا کہ یہ مجذوب ہیں اور تمہارا برہنہ ہونا ہم نے بعید از امکان سمجھا۔ بیس سال سے زائد عرصہ تک مقعد رہے (ایسی بیماری ہے جس سے آدمی اٹھ نہیں سکتا) اس بیماری میں آپ کو فقراء نے مبتلا کر دیا۔ تمام روئے زمین کے لوگوں کی' ان کی غذاؤں کی اور حالات کی خبریں دیتے تھے۔ آپ نے ۹۴۴ھ میں وفات پائی اور حسینیہ میں ملک ظاہر کی جامع کے قریب مدفون ہوئے۔ حسینیہ میں آپ کی قبر مشہور ہے۔ آپ کی خانقاہ میں زیارت کی جاتی ہے۔

سیدی محمد الروتجل العریان رضی اللہ عنہ

آپ کشف کامل والوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کو تقریباً سو گز کی دوری سے دیکھا۔ مجھے میرے ساتھی نے کہا کہ جب انہیں کوئی مارے تو انہیں احساس ہوتا ہے؟ جب ہم آپ تک پہنچے تو میرے ساتھی سے فرمانے لگے: مجھے تو مارتا ہے کس بات پر؟ اور نانبائی کے آتش کدہ میں سونے کے لیے داخل ہوتے اور مجھے سیدی الشیخ شہاب الدین الرعلی الشافعی رضی اللہ عنہ نے

خبر دی کہ اصل میں مجھے علم دفتری جو کچھ بھی حاصل ہوا شیخ محمد الروتجل کی دعا کی برکت سے ہے۔

آپ ۹۲۳ھ کو مقتول ہو کر فوت ہوئے آپ کو ابن عثمان کے لشکر نے قتل کیا جب وہ مصر میں داخل ہوا' اور آپ نے اپنی وفات کے دن مجھے اپنی گردن کاٹے جانے کی خبر دی' اور کہنے لگے: روتجل نے کیا جرم کیا ہے کہ اس کی گردن کاٹ رہے ہیں اور سیدی محمد بن عنان کے مزار شریف کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے: یا سیدی! روتجل نے کیا قصور کیا ہے کہ اس کی گردن کاٹ رہے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی حبیب المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حبیب خطرناک سانپ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے محض ایذاء کے طور پر پیدا فرمایا ہے۔ آپ جب اسے دیکھتے تو عرض کرتے: میرے اللہ! ہمیں برائی سے کفایت فرما۔ اور آپ حبیب مجذوب پر اعتراض میں مبتلا تھے۔ اس سے چھوٹے بچے اور دوسرے مذاق کرتے اور وہ انہیں عطا کرتے اور اس مجذوب کے لیے لوگوں کو ستانے میں ہی کرامت تھی۔ پس ہم اس سے کوئی حکایت بیان نہیں کرتے۔ جب بھی میرے گزرنے پر میری طرف دیکھتے میری طبیعت میں بہت انقباض ہو جاتا اور میرا سارا دن گھٹن میں گزرتا۔ جب فوت ہوئے تو سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے کہا الحمد للہ علی ذالک اور باب الشعریہ سے باہر برکتہ القرع کے قریب ٹیلے پر دفن کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

سیدی فرج المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کرامات ظاہر تھیں' اور میرے لیے آپ کے ساتھ کئی کرامات ہیں۔ لوگوں سے پیسے مانگتے' جب جمع ہو جاتے تو محتاجوں اور بیوگان کو عطا فرما دیتے۔ کئی دفعہ دیوار کے ساتھ دبا دیتے اور چھوڑ کر چلے جاتے۔ پس لوگ وہاں سے نکال لیتے۔ مجھے شیخ الاسلام زکریا الانصاری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدی جمال الدین نے خبر دی کہ میں حمام کی طرف نکلا تو شیخ فرج رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ لیا کہنے لگے مجھے نصف دے دو۔ میں نے دے دیا۔ کہا اور دو پس میں نے دے دیا۔ اسی طرح انتالیس نصف تک کہتے رہے۔ پھر فرمایا اور دو۔ میں نے کہا حمام کے لیے نصف باقی رہ گیا ہے۔ فرمایا میں نے تیری وصولی شموال یہودی پر لکھ دی ہے۔ میں چلا گیا' جب حمام سے واپس لوٹتا ہوں تو ایک یہودی میرے پاس انتالیس دینار لے کر آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے والد نے مجھے چالیس دینار قرض دیئے تھے اور میرے اور اس کے درمیان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن مجھے صرف انتالیس دینار ہی ملے ہیں۔ یہ مجھ سے لے لیں۔

اور آپ کے بیشمار واقعات ہیں۔ آخری عمر میں ہسپتال میں منقطع ہو گئے حتیٰ کہ فوت ہو گئے اور باب الشعریہ میں شیخ شہاب الدین المجذوب کے پاس دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی ابراہیم المجذوب رضی اللہ عنہ

آپ کو جتنے پیسے ملتے طبلے والوں کو دے دیتے اور کہتے کہ میرے لیے طبلہ بجاؤ میرے لیے سارنگی بجاؤ اور ہمیشہ یہی کہتے

رہتے۔ اے ابراہیم باری کے لیے جاؤ۔ سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اصحاب نوبت میں سے تھے اور سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کو جب کوئی ضرورت پیش آتی تو انہیں بتانے کے لیے پیغام بھیج دیتے' پس ضرورت پوری ہو جاتی۔ جو قمیص پہنتے اسے سیتے اور گردن پر اسے چیر لیتے۔ اگر شگاف بہت تنگ ہوتا حتیٰ کہ گلا گھٹنے لگتا تو لوگوں پر بہت سختی وارد ہوتی اور اگر وسیع ہوتا تو کشائش نصیب ہوتی۔ میں تقریباً سات سال تک آپ کی صحبت میں رہا ہوں۔ جب بھی مجھے دیکھتے مسکرا دیتے اور آپ کی شہرت الشیخ ابراہیم النوبتہ کے نام سے تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ احمد المجذوب جو کہ حب رمانتی کے نام سے مشہور تھے

اپنے جسم پر صرف ریشم پہنتے۔ حلقوم کی نالی ڈیڑھ ہاتھ تھی۔ دکان پر کھڑے ہو جاتے اور چیختے' اے میرے مال' اے سلطان کے مال اس دکان والے کے پاس' اسی طرح کہتے رہتے یہاں تک اس سے جو طلب کرتے لے لیتے اور دیوار کے نیچے دفن کرتے اور چلے جاتے۔ آپ کی کثیر کرامات تھیں کچھ اوپر ۹۲۰ھ میں فوت ہوئے اور باب اللوق میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

الشیخ ابراہیم العریان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب کسی شہر میں داخل ہوتے تو وہاں کے رہنے والے چھوٹوں بڑوں کا نام لے کر السلام علیکم کہتے گویا آپ نے انہیں میں پرورش پائی ہے۔ میز پر چڑھ جاتے اور برہنہ خطبہ دیتے پس کہتے **السلطان و دمیاط باب اللوق بین التصرین و جامع طیلون الحمد اللہ رب العلمین** پس لوگوں کو عظیم کشادگی حاصل ہوتی۔

جب صحو میں ہوتے تو ایسی پر لطف گفتگو کرتے کہ انسان چھوڑ کر جا نہیں سکتا تھا۔ کئی دفعہ ہمارے پاس خانقاہ میں تشریف لائے اور مجھ پر میرے نام' میرے باپ اور ماں کے نام کے ساتھ سلام فرماتے۔ پھر اسے فرماتے جو آپ کے پہلو میں ہوتا اس کا کیا نام ہے؟ اکابر کی موجودگی میں ہوا خارج کرتے' پھر کہتے یہ فلاں کی ہوا ہے اور اس پر قسم کھاتے پس اس سے وہ بڑا آدمی شرم سار ہو جاتا۔ کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ محسین البرلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کامل کشف والوں میں سے تھے۔ اپنے پاس بکری اور مرغا رسی کے ساتھ باندھے رکھتے اور اکثر اوقات گرمی ہو یا سردی آپ کے پاس آگ جلتی رہتی اور سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ اہل مصر پر بلا نازل ہونے کے بارے میں شک کرتے تو فرماتے: شیخ محسین کے پاس جاؤ دیکھو ان کے پاس جو آگ ہوتی ہے جل رہی ہے یا بجھ گئی ہے؟ اگر بجھ چکی ہوتی تو مصر میں خوشحالی اور نعمت کا دور دورہ ہوتا اور لوگ انتہائی راحت میں ہوتے۔ پس شیخ محسین رضی اللہ عنہ نے آگ جلائی تو شیخ نے فرمایا: اللہ اسے خیر کی بشارت نہ دے۔ پس لوگ بلاد ہند کے لئے ان کی کستوری میں انتہائی شدت میں مبتلا ہو گئے اور انہیں انتہائی تنگی کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک دفعہ میں آپ کے پاس تھا۔ ایک شخص نے آ کر آپ کو مذاق کیا اور آپ کے پاؤں میں اصحاب نوبہ کی طرف سے چھالا

تھا۔ جس میں آپ کی وفات تک کیڑے پڑے رہے۔ اس شخص نے آپ سے کہا کہ جس نے اس پاؤں میں چھالا ڈالا ہے اسے دوسرے میں بھی پیدا کرسکتا ہے۔ فرمانے لگے اس کا تو صرف وہی شخص مستحق ہے جس نے اپنے پڑوسی کی عورت سے بدکاری کی۔ پس وہ شخص انتہائی شرمسار ہوا۔ میں نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا یہ واقعہ پانچ سال ہوئے میرے ساتھ پیش آیا جبکہ میں جوان تھا اور دمیاط کے نواح میں رہتا تھا۔ میں نے اس سے کہا جو اس پر اطلاع رکھتا ہے تو اس سے مذاق کرتا ہے؟ کہنے لگا: واللہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس واقعہ کا کسی کو علم نہیں ہے۔

آپ مجھ سے محبت کرتے تھے اور مجھے گھر میں پیش آنے والے واقعات کی ایک ایک کرکے خبر بھیجتے اور جب ریف سے بولاق میں کسی بچے کو دیکھتے جس کا باپ اسے قرآن کریم کی تعلیم دلانا چاہتا تو اسے فرماتے اسے عبدالوہاب کی خانقاہ میں لے جاؤ چنانچہ آپ نے میرے پاس کتنے بچے بھیجے اور انہیں خیر حاصل ہوئی۔

اصحاب توبہ کے مشورہ کے بغیر کام مت کرو

ایک دفعہ مجھ سے خلاف ادب کام کا ارتکاب ہوگیا۔ آپ نے مجھے جتلا بھیجا جبکہ آپ رمیلہ میں تھے اور وہ یہ کام تھا کہ امیر جانم کو استنبول طلب کیا گیا تھا تو میں نے عجم و روم کے نواح میں رہنے والے اصحاب نوبتہ (وہ مردان حق جن کی روحانی باطنی ڈیوٹی ہوتی ہے اور وہ اپنے اپنے علاقوں کا انتظام کرتے ہیں) کی طرف اس کے متعلق خط لکھدیا جسے لپیٹ کر اس نے سر میں (عمامہ میں) رکھ لیا تو اسی وقت آپ نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ لوگ تیری نگاہ میں خاکروب ہیں۔ شہر میں تیرے سوا کوئی مونچھوں والا باقی نہیں رہ گیا تو اصحاب نوبتہ کو اصحاب شہر کی اجازت کے بغیر خط لکھتا ہے۔ پس میں نے اپنے دل میں استغفار کیا تو مجھے آپ نے یہ پیغام بھیجا کہ جب تجھ سے کوئی کسی چیز کا سوال کرے جو کہ مصر کے حکام کے ساتھ متعلق ہو تو اپنے قلب کے ساتھ اصحابہ نوبتہ سے ان کے ادب کا حق ادا کرتے ہوئے مشورہ لے لیا کرو۔ بعدازاں جس چیز کا ارادہ رکھتے ہو کرلو کوئی حرج نہیں' کیونکہ جو ان حضرات کے ادب میں کمی کرتا ہے یہ اسے پسند نہیں کرتے۔ کچھ اور ۹۴۰ھ میں وفات پائی اور تربت البارزی میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قرب میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ ابوالخیر الکلیباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صاحب اعتقاد اولیاء میں سے تھے۔ اہل مصر اور اپنے معاصرین کے ساتھ آپ کے عظیم مکاشفات ہیں اور آپ کے ساتھ جو کتے چلا کرتے تھے جنات میں سے تھے جو کہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے اور صاحب حاجت کو حکم دیتے کہ ان میں سے وہ کتا جو اس کی حاجت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ جاتا اس کے لئے ایک رطل گوشت خریدے اکثر اوقات جامع الحاکم کے وضوخانے کے طہارت خانوں کے حلقوں میں اپنا چہرہ رکھے رہتے اور جامع میں کتوں سمیت داخل ہو جاتے۔ قضاۃ میں سے بعض نے اعتراض کیا تو فرمایا کہ یہ غلط فیصلہ کرتے ہیں نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ چنانچہ قاضی پر جھوٹی تہمت لگ گئی اور اس کے سر پر اوجھڑی رکھ کر اسے بیل پر بٹھا کر گھمایا گیا اور وہ ہمیشہ زیر عتاب رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

کوتاہ قد۔ ہاتھ میں عصا ہوتا جس میں لوہے کے حلقے وغیرہ ہوئے۔ چلنے میں لنگڑاتے تھے۔ ایک دفعہ میرے لئے دعا مانگی کہ

اللہ تعالیٰ مجھے مصیبت پر صبر کی توفیق دے اور مجھے آپ کی برکت سے اس کا کچھ حصہ حاصل ہوا۔ ۹۱۰ھ میں وفات پائی اور جامع الحاکم کے قریب اس مکان میں مدفون ہوئے جہاں اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی عمر البجائی الغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلطان غوری کے دور میں مصر میں داخل ہوئے۔ اکابر وغیرہم کے ہاں آپ کو پوری قبولیت حاصل تھی اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی حکام کو خبر دیا کرتے تھے۔ آپ کی خبر کے مطابق ہی واقعات رونما ہوتے۔ کہا ہوا خطا نہیں جاتا تھا۔ حسینیہ میں جامع آل ملک میں سکونت پذیر رہے پھر جامع محمود کی طرف منتقل ہوگئے۔ اہل قرافہ نے جھگڑا کیا تو قصرین کے درمیان ہسپتال کے قبہ میں آگئے اور وفات تک وہیں رہے۔

آپ کا چہرہ گویا قندیل روشن ہے۔ طویل القامت سر پہ عمامہ نہ ہوتا صرف سر پہ کپڑا ڈال لیتے۔ شیخ محمد بن عنان رضی اللہ عنہ آپ سے شدید محبت کرتے تھے۔ آپ نے ۹۲۰ھ میں وفات پائی۔ قرافہ میں قاضی بکار کے قریب عبداللہ بن وہب کی چہار دیواری میں دفن ہوئے۔ سربرآوردہ لوگوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور مجھے آپ سے کئی بابرکت دعائیں حاصل ہوئیں جن کا میں نے اثر پایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی سعود المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو کہ سلطان حسن کے مدرسہ کے قریب العزی کے چھوٹے بازار میں تھے۔ آپ کامل کشف والوں سے تھے۔ آپ کا ایک کتا تھا جو کہ گدھے کے قد کا تھا جو کہ اپنا منہ آپ کے کندھے پر رکھے رہتا۔ آپ مجھے سلام بھیجا کرتے تھے۔ میں بھی اکثر آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہتا۔ میں جب بھی قرافہ زیارت کے لئے جاتا آپ سے ملاقات کرتا۔ اہل محلّہ میں آپ کے مشہور واقعات ہیں۔ ۹۴۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے جہاں سبز گنبد ہے جو کہ پاشا سلیمان نے بنوایا۔ رضی اللہ عنہ۔

سیدی سویدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو کہ خانکہ میں مدفون ہیں۔ آپ رصیف بولاق میں ابن الزین کے مدرسہ میں کئی سال اقامت پذیر رہے۔ پس ہمیں طویل ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ کھلے سر رہتے۔ آپ کے بال لمبے چپکے ہوئے تھے۔ ہر سال بادشاہ کی عورت کی طرف سے آپ کو سرخ جبہ پہنایا جاتا تھا اور پرانا جبہ سردار لے لیتے تھے۔ آپ سے کئی واقعات اور کرامات ظاہر ہوئے اور آپ کے منہ میں تقریباً پچاس دانے چنوں کے ہر وقت رہتے رات ہو یا دن۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگوں کی بیماریاں تھیں اور آپ کی گفتگو صرف فقراء صادقین ہی سمجھتے تھے کیونکہ وہ سب کے سب اشارات ہی ہوتے تھے۔ ۹۱۹ھ میں وفات پائی۔

سیدی برکات الخیاط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملامتیہ میں سے تھے اور آپ میرے بھائی شیخ افضل الدین اور شیخ رمضان زرگر کے جس نے آپ کی خانقاہ بنائی تھی شیخ تھے نصاریٰ کے عمامہ کی طرح دھاری دار ریشم پہنتے۔ لوگ آپ سے کہتے اے نصرانی تجھے بیماری لگے۔ قیمتی خیمے سیا کرتے اور جس

لئے سیتے اسے کہتے اپنے ساتھ رومال لاؤ ورنہ تیرا سامان میرے کپڑوں سے میلا ہو جائے گا اور آپ کی دکان بدبودار اور نری نجاست تھی کیونکہ جو مردار کتا' بلی اور بھیڑ مل جاتی اسے لا کر دکان کے اندر رکھ لیتے۔ پس کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھ نہیں سکتا تھا۔

اور سیدی الشیخ نور الدین المرصفی رضی اللہ عنہ وغیرہ آپ کے پاس اپنی گٹھڑیاں بھیجتے تو آپ کے لئے آپ کی دکان پر پتھر رکھ دیتے تو آپ کو ضرورت کا علم ہو جاتا پس اسے پورا کر دیتے اور فرماتے کہ نام جنت کا ہے افعال کا مشیر کا نہیں۔ ہم مشقت اٹھاتے جبکہ ہدیئے ان سے لئے جاتے ہیں۔

اور سیدی ابوالسعود الجارحی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں سے ایک شخصیت شیخ عبدالواحد رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ جمال الدین الصائغ مفتی جامع الازہر اور ایک جماعت کے پاس آپ کی تعریف کی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ہمیں لے چلو تا کہ ہم آپ کی زیارت کریں اور جمعہ کا دن تھا۔ پس موذن نے مینار پر اذان دی تو انہوں نے آپ سے کہا کہ آیئے جمعہ پڑھیں۔ کہا مجھے اس کی عادت نہیں تو انہوں نے آپ پر اعتراض کیا تو فرمایا کہ آج تمہارے لئے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جامع الماردانی کی طرف نکلے راستے میں کتوں کے پانی پینے کے دور پر نظر پڑی تو اس سے وضو کیا پھر گدھوں کی جگہ بیٹھ گئے یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے اور شیخ عبدالواحد کو ڈانٹنے لگے جو کہ اس شخص کے پاس لے کر آئے تھے اور شیخ برکات' عبدالواحد کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے اور کہنے لگے یہ پتھر کیا ہیں جنہیں تو لے آیا ایسی عادت پھر کبھی نہ کرنا۔ واللہ اے بیٹے! کتوں کے پانی پینے کی جگہ تو ان لوگوں کے کھانے پینے کی مثال ہے اور اسی طرح گدھوں کی جگہ تو ان کے ناپاک عقیدے کی صورت ہے۔

اور مجھے سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ کہنے لگے کہ ایک دن ہم بیت الوہلی کے قریب باب زویلہ سے باہر تھے کہ ایک مغربی تاجر گھوڑ سوار نمودار ہوا تو شیخ رضی اللہ عنہ نے اسے روک لیا اور فرمایا کہ اس نے میرا گھر چوری کیا ہے۔ اسے پکڑ کر حاکم کے ہاں لے گئے تو آپ نے حاکم سے فرمایا: یا سیدی! اسے ہتھوڑوں وغیرہ سے سزا دو گر چہ مر جائے اور اس کا خون بہا تول کر میں ادا کروں گا۔ جب حاکم اسے سزا دے کر فارغ ہوا تو تاجر کے چہرے کو بغور دیکھ کر کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی یہ وہ نہیں ہے جس نے میری ضرورت کی چیزیں چرائی ہیں۔ پس حاکم نے شیخ کو ان کے ڈنڈے سے مارا۔ آپ باہر نکلے اور اس کے دروازے پر لیٹ گئے اور کہا: واللہ میں یہ دہلیز نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تجھے معزول کر دوں۔ پس جیسے ہی آپ وہاں سے اٹھے سلطان کی طرف سے اس کے معزول ہونے کا حکم لے کر قاصد آ گیا۔

جب آپ کے سامنے مینڈھے کا گوشت رکھا جاتا اور آپ کبوتر کا گوشت چاہتے تو فوراً کبوتر کے گوشت میں بدل جاتا اور آپ کے واقعات مشہور ہیں۔ آپ ابن عثمان کے مصر میں داخل ہونے کے سال ۹۲۳ھ میں فوت ہوئے اور حسینیہ میں حوض صارم کے قریب دفن ہوئے۔

سیدی علی الشونوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ومنہور البحیرہ میں شیخ شعبان البلقمطری کے جلیل القدر مریدوں میں سے ہیں۔ آپ خوش طبع' پاکیزہ اور لطیف مزاج تھے اور آپ پر استغراق غالب رہتا۔ اکثر اوقات مصر' بولاق اور قرافہ وغیرہا میں پھرتے رہتے۔ کپڑے حسین جیسے قاضی کا لباس ہوتا ہے

اور توحید کے بارے میں آپ کے نفیس اشارات تھے۔ میں نے دس سال آپ کی صحبت کا شرف پایا اور آپ نے مجھے فرمایا میں کیلانی زمانی ہوں اور ایسی گفتگو تحدیث نعمت کے باب میں سے سمجھتے تھے۔ کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں وفات پائی اور شیخ محمد المغربی الشاذلی رضی اللہ عنہ کے پاس قرافہ میں دفن ہوئے۔

اور آپ کی زوجہ نے مجھے بیان کیا ایک دن رات کا موقع تھا ہم نے ایک شخص کو ہوا سے اترتا ہوا دیکھا تو شیخ نے اسے اپنے ہاتھ کا اشارہ فرمایا۔ پس وہ دور قلعہ کے ساتھ چپک گیا پس آپ نے جوانمردی کے طور پر فرمایا واپس ہو جاؤ اور دروازے سے آؤ۔ کہنے لگا بسم اللہ پھر فرمایا یہ دشطوطی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو کہ طریقت میں الشونوزی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ آپ عظیم قدم پر تھے۔ آپ کا ورد دن رات میں بیس ہزار تسبیح اور حضور علیہ السلام پر چالیس ہزار درود شریف تھا اور جب غوری نے ابن عثمان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے سفر کیا تو آپ قاہرہ آئے اور فرمایا کہ میں ابن عثمان کو مصر میں داخل ہونے سے لوٹانے آیا ہوں تو آپ سے اولیاء نے معارضہ فرمایا تو پیٹ کی بیماری لاحق ہوگئی اور قریب المرگ ہوگئے۔ لوگ آپ کے شہر کی طرف اٹھا کر چلے کہ راستہ میں فوت ہوگئے۔ آپ کی بے شمار کرامات تھیں۔ میں کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے میرے لئے کئی دعائیں فرمائیں اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کے ورد کی طرف رہنمائی فرمائی۔ ۹۲۳ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی احمد البہلول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طریقت میں اپنی طرف سے شیخ شعبان پر تیسرے ہیں اور سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ کا جب بھی آپ کے پاس سے گزر ہوتا تو رک جاتے اور فاتحہ پڑھتے اور آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور آپ نے ہی میرے امر کے آغاز میں مجھے شادی کرنے کا اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ میں نے زینب بنت الشیخ خلیل القصی تیرے نکاح میں دے دی اور تیری طرف سے تیس دینار مہر قبضے میں لے لیا۔ تجھے گھر دے دیا اور اس خاتون کے تین بھائی تیری خدمت میں لگا دیئے۔ میں آپ سے جدا ہو کر آیا تو بچی کا والد میرے پاس آیا اور خود مجھ سے خطبہ کیا۔ میں نے اس کا نام زینب پایا جس کے تین بھائی تھے اور گھر بھی اس کے نام پر مقفل پایا جیسا کہ شیخ رضی اللہ نہ نے فرمایا تھا۔

آپ فرمایا کرتے کہ مجھے باب القرافہ میں شارع عام میں ہی دفن کرنا اور میری قبر کو ظاہر کر کے نہ بنانا مویشیوں اور خچروں کو میرے اوپر سے گزرنے دینا اور اس سے پرہیز کرنا کہ میری قبر پر تابوت یا پردہ بناؤ کہ جو بھی گزرے میرے تابوت کو کھٹکھٹائے اور مجھے قبر میں آرام بھی نہ کرنے دے۔ آپ سے کہا گیا کہ ہم نے جامع بطیخہ میں آپ کے لئے ایک قبر بنا رکھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اٹھا سکو تو وہاں لے جانا۔ چنانچہ لوگ جامع بطیخہ کی طرف لے چلنے کے لئے آپ کی چارپائی اٹھانے سے عاجز آگئے اور جب قرافہ کی طرف لے چلنے کو اٹھایا تو جنازہ بالکل ہلکا ہوگیا۔ رضی اللہ عنہ۔ آپ نے ۹۲۸ھ کو وفات پائی۔

سیدی الشیخ امین الدین امام جامع الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

راسخین فی العلم میں سے تھے۔ صحاح ستہ وغیرہا کی سند کی بلندی میں آپ رئیس ہیں۔ آپ قرات سبعہ فرماتے اور محراب میں آپ کی آواز (جانی پہچانی) تھی۔ سننے والوں نے آپ کے معاصرین میں آپ جیسا نہ سنا اور جب سلطان ابن عثمان ایام غوری میں مصر میں داخل ہوا تو اس کے لئے ایسا امام طلب کیا گیا جو اسے خطبہ دے تو اہل مصر کی رائے پورے طور پر شیخ امین الدین رضی اللہ عنہ پر جمع ہوئی۔ تو آپ اس کی امامت فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ روم کی طرف سفر کر گیا اور آپ اپنے گھر سے اترتے۔ وضو فرماتے اور مشیت ایزدی کے مطابق نوافل ادا کرتے پھر کرسی پر رونق افروز ہوکر مصحف شریف سے سترہ حزب آہستہ آواز سے تلاوت فرماتے۔ جب صبح کی اذان ہوجاتی تو جہر کے ساتھ ایسی قرات کرتے قریب تھا کہ قلوب کو ان کی جگہ سے کھینچ لے۔ ایک دن سحری کے وقت ایک عیسائی کا جو کہ درباری اہل کاروں میں سے تھا وہاں سے گزر ہوا اس کے دل میں رقت پیدا ہوئی چنانچہ وہ حاضر ہوا اور شیخ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا جبکہ آپ کرسی پر بیٹھے تلاوت فرما رہے تھے۔ اس پر گریہ طاری ہوگئی اور خوب مسلمان ہوا اور میں نے اسے دیکھا کہ وہ آپ کے پیچھے نماز ادا کرتا یہاں تک کہ فوت ہوگیا اور آپ کی اچھی آواز خشوع اور کثرت گریہ سے متاثر ہوکر لوگ آپ کے پیچھے نماز فجر ادا کرنے کے لئے بولاق اور جامع ازہر کے نواح سے آیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پیچھے اکثر لوگوں پر گریہ طاری ہوجاتی۔

اور سیدی ابوالعباس الغمری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جامع مسجد جثہ ہے اور شیخ امین الدین رضی اللہ عنہ اس کی روح ہیں اور اس کا مصداق یہ ہے کہ لوگ حج وغیرہ کے لئے جامع سے نکل جاتے تھے اور آپ کے سوا جامع میں کوئی بھی نہ رہ جاتا گویا جامع سے کوئی باہر گیا ہی نہیں اور جب آپ سفر پر ہوتے تو جامع کا حال یوں ہوجاتا گویا یہاں کوئی ہے ہی نہیں۔

اور میرے لئے آپ کے ساتھ واقعہ گزرا کہ میں شرح بخاری میں شکار کی جزاء میں آپ کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا تو آپ نے تیتل کی جزا کا ذکر کیا۔ میں نے کہا: تیتل کیا ہوتا ہے؟ فرمایا تو ابھی دیکھ لے پس تیتل محراب سے نکل آیا اور میرے کندھے کے برابر آ کھڑا ہوا۔ میں نے دیکھا کہ گدھے سے کم اور مینڈھے سے بڑا ہے اور چھوٹی سی داڑھی ہے۔ فرمایا یہ ہے وہ۔ پھر وہ دیوار میں داخل ہوگیا۔ میں نے آپ کے قدموں کو بوسہ دیا تو فرمایا اسے چھپائے رکھنا حتیٰ کہ فوت ہوجاؤں۔

نماز فجر کے بعد سونے کا نقصان

اور میں نے آپ کی وفات کے دو سال بعد خواب میں آپ کی زیارت کی آپ نے میرے لئے ایک حدیث روایت کی۔ سند سریانی میں اور اس کا متن عربی میں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز صبح کے بعد ہمیشہ سوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ پہلو کے درد میں مبتلا کر دیتا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اسے پہلو کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے۔ آپ ستاون سال تک امام رہے۔ آپ پر ایک وقت ایسا نہیں گزرا کہ بے وضو ہوں اور جس رات آپ فوت ہوئے بیمار تھے۔ جامع کے وضو خانے کی طرف گئے اور کپڑوں سمیت اس میں گر گئے۔ پس اس سے باہر نکلے اور لوگ آپ کے روبرو تھے پس لوگوں کو نماز مغرب پڑھائی جبکہ پانی ٹپک رہا تھا اور پرعزم رہے حتیٰ کہ وفات پائی۔ خوشنما کپڑے اور سیاہ جبے پہنتے اور روئی کا موٹا عمامہ باندھتے۔ آپ بیوگان'

مساکین اور نابیناؤں کی خبر گیری فرماتے۔ ان کی ضرورتیں پوری کرنے میں مشقت اٹھاتے ان کے لئے زکوتیں جمع کرتے اور ان پر تقسیم کر دیتے اور اپنے لئے کچھ نہ لیتے اور چھپا کر دیتے اور اس امر کا لوگوں کو آپ کی وفات کے بعد ہی پتہ چلا۔ ۹۲۹ میں فوت ہوئے اور سیدی ابراہیم الجعبری رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہما کے قریب باب النصر سے باہر اپنی تربت میں دفن کئے گئے۔

سیدی ابوالحسن الغمری رحمۃ اللہ علیہ بن سیدی ابوالعباس الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صفاء و صلاح کی عظیم سمت پر تھے۔ سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ دو شاخیں کرم و حیا میں اپنی اصل سے اونچی نکل گئیں ابوالحسن اور عبدالحلیم بن مصلح اور آپ کے اخلاق میں یہ بات تھی کہ گھر کا کام کاج خادم کے ساتھ مل کر کرتے' برتن صاف کرتے' چولہے میں آگ جلاتے' آٹے کی روٹیاں بناتے اور گھر میں جھاڑو دیتے اور آپ کسی کے پاس نہیں بیٹھتے تھے سوائے نماز یا ذکر یا تلاوت قرآن کریم کے وقت یا کسی ضروری مصلحت کے لئے جس سے چارہ نہ ہو اور مصر میں دراز گوش وغیرہ پر سوار ہونے سے شرماتے تھے اور جب بولاق یا مصر کی طرف سواری کرتے تو اندھیرے میں سوار ہوتے اور جاتے آتے خالی مقامات کا قصد کرتے اور فرماتے کہ میں لوگوں کے سروں سے اونچا کبھی سوار نہیں ہوسکتا۔

جب کبھی ولیمہ کے لئے بلائے جاتے اور حاضر ہوتے تو لوگوں سے شرماتے ہوئے پسینہ بہنے لگتا اور پسینہ پونچھتے رہتے اور جب ہم آپ کی معیت میں میت غمر یا محلے کی طرف سفر کرتے تو کشتی میں لوگوں سے حیا کی وجہ سے کھاتے نہ پیتے اور فرماتے کہ کوئی دیکھ رہا ہو گرچہ دوری پر ہو میرا پیشاب نہیں نکلتا اور کسی کے ساتھ اور نہ ہی کسی کے بستر میں آرام نہ کرتے۔ رات ہو یا دن اور فرماتے کہ ڈرتا ہوں کہ سوتے میں کہیں ہوا خارج ہو جائے۔ میں آپ کی صحبت میں تقریباً تیس سال تک رہا۔ آپ ایک دن بھی مجھ پر ناراض نہیں ہوئے۔ جب میں آپ کی جامع سے منتقل ہوگیا تو آپ گاہے گاہے میرے پاس تشریف لاتے۔ میں قریب تھا کہ ندامت کی وجہ سے پگھل جاؤں کہ آپ میرے پاس چل کر آتے ہیں اور فرماتے میں تیرا مشتاق ہوں۔ ۹۳۹ھ کو وفات پائی اور مصر محروسہ میں اپنے والد بزرگوار کے پاس دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

سیدی الشیخ عبید البلقیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں دس سال آپ کی صحبت میں رہا۔ آپ احوال و کشف والوں میں سے تھے۔ جب کسی چیز کی خبر دیتے تو صبح کھلنے کی صرح سامنے آجاتی اور سلطان قایتبای بلقین میں آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتا تھا۔ جب قاہرہ منتقل ہوگیا تو آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہتا اور سلطان قانصوہ الغوری کا بھی یہی حال تھا۔ جب آپ سیدی عمر بن الغارض رضی اللہ عنہ یا کسی اور کا کلام سنتے تو بپھرے ہوئے شتر کی طرح کھڑے ہو جاتے۔ کوئی بٹھا نہیں سکتا تھا کہ خود ہی بیٹھتے۔ جمالی مقام رکھتے تھے۔ نفیس پہنتے' لذیذ کھاتے' دنیا کی آپ کے ہاں کوئی وقعت نہ تھی۔ نفیس جبغہ اور اون اتار کر سائل کو دے دیتے۔

اوائل عمر میں آپ پر جذب طاری ہوگیا پس پندرہ سال تک چمڑے کے لباس میں کھلے سر اور جسم کے ساتھ رہے۔ اپنے جسم کی تدبیر پر توجہ نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ آپ کی ٹوپی کے نیچے سے گردن کی جگہ سے کیڑے گرنے لگے اور آپ کی گدی میں اس کا اثر ہمیشہ ظاہر رہا رضی اللہ عنہ اور آپ نے ایک زمانہ عمر پائی۔

کچھ اوپر ۹۲۰ھ میں وفات پائی اور اپنی خانقاہ میں جوکہ جامع ازہر کے قریب بنوائی تھی جوکہ حلاویہ کے نام سے مشہور ہے دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی یوسف الحریثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اتباع سنت' رات کے قیام اور تلاوت قرآن کریم میں عظیم قدم پر تھے اور عبادات کو مقدور بھر چھپانے کی طرف مائل تھے۔ چنانچہ آپ نے مجھے بتایا کہ جب میں نے ام العباس کے ساتھ شادی کی تو ہر شب دس سال تک اس کی گود میں قرآن کریم ختم کرتا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اسے ایک رات بھی پتہ چلا ہو۔

اور جس رات آپ کا وصال ہوا آپ نے مجھے بتایا کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں اور وضو کرنے کا پتہ نہیں۔ میں نے پوچھا کیسے؟ فرمایا میں نے کئی علماء و حفاظ سے وضو میں داڑھی کا خلال کرنے کی کیفیت پوچھی ان میں سے کسی نے نہیں بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی ریش انور کا خلال کیسے کرتے تھے۔

اور فرمایا کہ مصر میں مجھے تین حضرات سے محبت ہے عبدالرحمٰن الاجہوری المالکی' یوسف البشلادی اور عبدالوہاب اور آپ اپنے بیٹے ابوالعباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو تلقین ذکر ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے: بیٹے! اس طریقت میں ہمارا مبتلا ہونا کیا ہے؟ اور ہمیشہ کسر نفسی فرماتے۔ ۹۲۴ھ میں وفات پائی اور جامع البشیری میں دفن ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ عبدالرزاق الترابی رضی اللہ عنہ

آپ سیدی علی النبتیتی الضریر رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے ایک ہیں۔ عبادت اور ریاضت میں عظیم قدم پر تھے۔ سیدی علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد لوگ آپ کے معتقد ہوئے پھر آپ الجیزہ کے نواح میں منتقل ہوگئے۔ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوگئے۔ آپ نے طریقت میں رسائل لکھے اور قوم کے احوال میں آپ کی پر بہار نظم تھی۔ نائب مصر کے پاس ایک سفارش کے لئے تشریف لے گئے اس نے آپ کو سخت سست کہا۔ آپ نے قسم اٹھائی کہ جامع القلعہ سے نہیں اتریں گے مگر جب خیر بک مر جائے تو اس میں شدید حرارت پیدا ہوگئی حتیٰ کہ تیسرے دن مر گیا۔ اس وقت قلعہ سے اترے۔

کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں وفات پائی اور جیزہ میں ساقیہ مکہ میں دفن ہوئے جہاں آپ کی قبر ظاہر ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

الشیخ مخلص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بلاد غربیہ میں سیدی الشیخ ابوالخیر بن نصر کے مریدوں میں سے ایک تھے اور فقراء صادقین میں سے تھے اور سیدی محمد الشناوی رضی اللہ عنہ آپ کی تعظیم و توقیر کرتے تھے میں نے کئی دفعہ آپ سے ملاقات کی اور مجھے آپ سے روحانی کیفیات حاصل ہوئیں جن کی میں نے برکت پائی اور آپ روزوں کے اور تلاوت قرآن کریم کی کثرت اور دنیا اور اہل دنیا سے روگردانی کے طریقے پر تھے جوکہ پہلے فقراء کی سیرت ہے۔

آپ نے ۹۴۰ھ میں وفات پائی اور ایشیہ الملق میں دفن ہوئے جہاں آپ کی قبر ظاہر ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

الشیخ صدر الدین البکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی ابراہیم المقبول اور شیخ ابوالعباس الغمری رضی اللہ عنہما کے اصحاب میں سے ہیں۔ آپ اچھی سیرت والے۔ کم گو تھے۔ نہایت سوچ سمجھ کر ہی گفتگو فرماتے۔ میں تقریباً دس سال تک آپ کی صحبت میں رہا اور مجھے آپ سے روحانیت حاصل ہوئی جس کی میں نے برکت پائی اور جب آپ نے حج کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی طرف سلام کا جواب سنا۔

۹۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

سیدی الشیخ دمرداش المحمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی عمر روشین جو کہ نوریز العجم کے شہر میں تھے کی جماعت میں سے تھے۔ آپ سلف صالح کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے اور جو کچھ فالتو ہوتا خیرات کر دیتے۔ مصر اور حسینیہ سے باہر اپنی خانقاہ کے پڑوس میں باغ بنایا جہاں ایک جھونپڑی میں آپ اور آپ کی زوجہ رہتے تھے۔ پانچ برس تک وہاں کاشت کاری کی اور مجھے فرمایا کہ میں نے اور نہ ہی کسی ایک عورت نے (یعنی آپ کی بیوی نے) وہاں سے کچھ کھایا کیونکہ میں نے اسے فقراء، مساکین، مسافرین اور سائلوں کے لئے کاشت کیا۔

میں آپ کے پاس کئی راتیں سویا۔ آپ کو رات بہت کم سوتا دیکھا، پھر اٹھ جاتے وضو کرتے، نماز پڑھتے پھر قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ کبھی تو فجر سے پہلے قرآن پاک ختم کر لیتے اور مصر میں آپ کے باغ کے پھل سے زیادہ شیریں پھل نہیں ہے اور آپ نے اپنے وقف کے تین حصے کئے تھے۔ ایک تہائی باغ کی مصلحتوں پر خرچ کرتے، ایک تہائی اولاد کے لئے اور ایک تہائی خانقاہ میں رہائش پذیر فقراء کے لئے اور ان پر ہر روز ایک ختم مقرر تھا جو کہ باری باری کرتے تھے اور اس کا ثواب سیدی شیخ محی الدین بن العربی کے نامہ اعمال میں ہدیہ کر دیتے اور آپ کا معاملہ سارے کا سارا جدوجہد تھا۔

کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں وفات پائی اور اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طریقت میں ان کے بھائی

الشیخ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے مجاہدات بے حد تھے۔ میں نے اور سیدی ابوالعباس الحریثی رضی اللہ عنہ نے بیشمار مرتبہ آپ سے ملاقات کی اور ہم نے آپ کو قدم عظیم پر پایا مگر آپ امی ہیں۔ زبان میں رکاوٹ ہے کہ مقصد صاف طور پر بیان نہیں کر سکتے۔ ابن عثمان کی حکومت میں آپ کو کامل قبولیت عطا کی گئی اور لشکر کا رجحان آپ کی طرف بہت زیادہ تھا۔ اس لئے آپ کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ آپ نے اپنے آپ کو جمع کیا اور باب زویلہ سے باہر اپنے لئے قبہ اور خانقاہ تعمیر کی اور اسی میں دفن ہوئے اور اپنے قبہ کے اردگرد خالی جگہوں میں مشائخ عجم کے طریقے پر اپنے اصحاب کی گنتی کے برابر قبریں بنائیں۔

مجھ پر انتہائی مہربانی فرماتے لیکن فرماتے کہ تم مشائخ خیر ہو۔ آپ کو کوئی راحت درمیان میں لائے بغیر مجاہدات زیادہ پسند تھے۔ ۹۴۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔

الشیخ مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قادری خرقہ رکھتے تھے کئی کئی دن رات کھانے پینے سے فارغ رہتے اور آپ نے مجھے بتایا کہ تقریباً چالیس برس تک آپ ہر روز صرف کشمش کا ایک دانہ کھاتے حتیٰ کہ آپ کا پیٹ پشت کے ساتھ چپک گیا۔ کمر بند وغیرہ بنتے اور اسی سے روزی کماتے۔ کئی دفعہ مجھے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور آپ نے مجھے اپنے امر کے آغاز سے لے کر اس وقت تک کی خبر دی اور مجھے ایسے باطنی امور پر انتباہ فرمایا جن میں مجھ سے خلل واقع ہوتا تھا اور مجھے آپ سے مدد ملی اور آخری عمر میں سوڈانی فقراء کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو آپ کے نہایت معتقد ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

کچھ اوپر ۹۴۰ھ میں وفات پائی اور قلعتہ الجبل کے قریب باب الوزیر میں دفن ہوئے جبکہ آپ تقریباً سو سال کے تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

الشیخ ناصر الدین ابوالعمائم الزفتاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نحاریہ میں اقامت پذیر رہے۔ وہیں خانقاہ اور ایک باغ بنایا اور وہیں وفات پائی۔ مرد صالح تھے اور (بزرگان دین کی نسبت سے) خرقہ احمدیہ رکھتے تھے۔ آپ میں اور شیخ نور الدین الشونی رضی اللہ عنہ میں دوستی اور بھائی چارہ تھا۔ تقریباً اون کی تین چادروں یا اس سے زیادہ کا عمامہ باندھتے اور آپ کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوت قرآن میں مصروف رہتی۔ قریباً پانچ سال تک میں آپ کی صحبت میں رہا اور مجھے آپ سے فیض حاصل ہوا۔ آپ نے میرے حق میں کئی دعائیں مانگیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے اے میرے اللہ میرے اس بھائی کو ان لوگوں میں سے کر دے جو تیرے سوا سے راضی نہیں ہوئے۔ آپ نے ۹۱۹ھ میں نحاریہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ شرف الدین الصعیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صاحب کشف واجتہاد وقیام وصیام تھے اور سخت بھوک برداشت کرتے۔ چالیس روز بلکہ اس سے بھی زیادہ تک کچھ نہ کھاتے پیتے اور سلطان غوری نے آپ کا امتحان لیا اور ایک گھر میں آپ کو ۴۰ دن کے لئے بند کر کے دروازے پر قفل ڈال دیا' پھر کھولا تو آپ کو کھڑے نماز پڑھتے ہوئے پایا اور آپ کی آخری عمر میں تقریباً تین سال تک میں آپ کی صحبت میں رہا پھر آپ وفات پا گئے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قریب شرف الدین الصغیر رضی اللہ عنہ کی تربت میں دفن ہوئے۔

سیدی الشیخ ابوالقاسم المغربی الفاسی القصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سفر حج کے دوران آپ ۹۱۷ھ میں وارد مصر ہوئے۔ میں آپ کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ آپ مغرب کی طرف سفر کر گئے۔ جب فاس پہنچے تو آپ نے میری طرف کئی مکتوبات بھیجے جو کہ آداب اور ارشادات پر مشتمل تھے۔

اور آپ خلق حسن' کرم اور علم والے تھے۔ ہمیشہ تبسم اور کشادہ روئی سے رہے۔ آپ تقریباً پانچ سو مریدوں سمیت مصر آئے انہیں حج کرایا اور مدت العمر آپ مجاہدہ میں رہے حتیٰ کہ وصال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ۔

سیدی علی البلبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بلبل، مغرب کے عربوں کا قبیلہ ہے۔ آپ اچھی چاہت اور اچھے خلق والے تھے۔ حجاز، قدس اور یمن کو ہمیشہ سفر کرتے رہے یہاں تک کہ حجاز میں وفات پائی۔ جب مصر آتے تو جامع ازہر میں ٹھہرتے۔ آپ نے ہی مجھے فرمایا تھا کہ کھانے کی چیزوں میں سے جو کچھ تجھے پیش کیا جائے اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے۔ پیش کرنے والے کی تعظیم کے ساتھ اسے کھا لیا کرو جبکہ شریعت کی ترازو پرہیزگاری کے طور پر تیرے ہاتھ میں ہے اور اسے ترک نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ اور اسی طرح شیخ نورالدین الشونی رضی اللہ عنہ وغیرہما آپ سے شدید محبت کرتے تھے اور زہد و ورع کے قدم پر تھے۔

ایک دفعہ شیخ محمد بن عنان رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے تو آپ کو ایسا بیمار پایا کہ قریب المرگ ہیں۔ شیخ وہیں سو گئے۔ پس شیخ علی اسی وقت خوش حال ہو کر اٹھ کھڑے ہو گئے گویا کہ آپ کو کوئی تکلیف تھی ہی نہیں جبکہ سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ تقریباً چالیس دن بیمار رہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

الشیخ ابراہیم ابولحاف المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگوں میں سب سے وسیع خلق والے تھے۔ قریب نہیں تھا کہ کوئی آپ کو غضبناک کر دے گرچہ آپ کے ساتھ کیسا بھی سلوک کرے۔ آپ پہلے قلعۃ الجبل کے برجوں میں سے ایک برج میں بیس سال کے قریب رہے۔ جب جراکسہ کی حکومت کے زوال کا وقت قریب آیا تو غوری کو پیغام بھیجا کہ یہاں سے چلے جاؤ اور چابیاں قلعہ والوں کے سپرد کر دو۔ اس نے کوئی توجہ نہ دی اور سوچا کہ یہ مجذوب ہے۔ پس آپ مصر میں اتر آئے اور جراکسہ کی حکومت زائل ہو گئی اور مصر میں ہی رہے یہاں تک کہ فوت ہو گئے اور پرانے مصر کے قریب قنطرۃ السد میں موجود چہار دیواری میں دفن ہوئے۔

میرے پاس مہینہ بھر ٹھہرتے۔ میں اکثر دیکھتا کہ رات کو بالکل نہیں سوتے تھے مگر فجر سے کچھ پہلے اور رات بھر اللہ اللہ ورد زباں رہتا۔ کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ ننگے پاؤں، کھلا سر، ایک سرخ رنگ کی چادر میں لپٹے رہتے۔ ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا ہمیشہ پاس رہتا اور فرماتے آج زمانے کو اس کی ضرورت ہے اور جب سلطان احمد کے دور میں مجھے اس الزام کی بنا پر کہ سلطنت کے عمائدین میں سے ایک شخص میرے پاس چھپا ہوا ہے کوڑوں کی سزا کے فیصلے سے پریشانی لاحق ہوئی تو آپ میرے سر کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ ڈرو نہیں تجھے کوئی خطرہ نہیں۔ کل اذان ظہر کے وقت حاجت پوری ہو جائے گی۔ جب کل ہوا تو سلطان احمد قتل سے بچتے ہوئے اذان ظہر کے وقت نکل گیا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔

اور میں آپ کو یہ کلمات ہمیشہ کہتے ہوئے سنتا سبحان من خلق الخلق احتیاط علم خبر فقط رحمۃ اللہ علیہ۔

الشیخ محمد بن زرعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ مصر میں قنطرۃ قدیدار میں مقیم تھے۔ تین دن کلام کرتے اور تین دن خاموش رہتے۔ میں نے کئی دفعہ آپ کی زیارت کی۔ آپ نے میرے حق میں کئی دعائیں فرمائیں۔ ان میں سے ایک یہ اللہ تجھے حزب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سرداروں میں سے کرے اور بعض نے کہا کہ سیدی عبدالقادر الدشطوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن زرعہ کے عاملین میں سے تھے جب ان کی روح زمین

میں گردش کرتی۔

۹۱۴ھ میں وصال ہوا اور اس جنگلے میں دفن ہوئے جہاں اپنے گھر میں بیٹھا کرتے تھے۔

سیدی علی وحیش رضی اللہ عنہ

نحاریہ کے مجذوبوں میں سے تھے اور سربرآوردہ ارباب احوال مجذوبوں میں سے تھے۔ مصرِ محلّہ اور ان کے علاوہ علاقوں میں آیا کرتے تھے۔ آپ کی کرامات اور خارق عادت کی کمالات ہیں۔ ایک دن خط بین القصرین میں مجھے آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے کہنے لگے: زلبانی کے لئے مجھے خون بہا دوٴ میں نے دے دیا تو میرے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تجھے پیش آنے والے مصائب میں صبر کی توفیق بخشے۔

اور مجھے شیخ محمد الطنیخی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ شیخ وحیش رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں محلّہ میں بنات الخطا کے مکان میں رہا کرتے اور جو بھی باہر آ نکلتا اسے فرماتے: ٹھہر و حتیٰ کہ تمہارے نکلنے سے پہلے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کروں۔ پس اس کے متعلق آپ کی شفاعت قبول کی جاتی اور ان میں سے بعض کو ایک دن اور دو دن روکے رکھتے اور اسے نکلنے نہ دیتے حتیٰ کہ اس میں آپ کی شفاعت قبول ہو جاتی۔

ایک دن آپ نے الخطا کی لڑکیوں سے فرمایا کہ نکل جاؤ کیونکہ مکان تم پر نیچے آ رہنے کو ہے۔ ایک کے سوا کسی نے توجہ نہ دی۔ وہ جیسے ہی باہر نکلی باقیوں پر مکان گر گیا سب مر گئیں۔

جب شہر وغیرہ کے شیخ کو دیکھتے تو اسے گدھی سے نیچے اتار لیتے اور فرماتے کہ اس کا سر پکڑ لو تا کہ میں اس میں اپنا کام کروں۔ اگر وہ انکار کرتا تو زمین میں گڑ جاتا ایک قدم نہ چل سکتا اور اگر بات مان لیتا تو اسے انتہائی ندامت ہوتی اور لوگ وہاں سے گزر رہے ہوتے اور آپ کے عجیب وغریب احوال ہیں اور میں نے اس کے متعلق سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ کو بتایا تو فرمایا: یہ حضرات لوگوں کے خیال میں یہ افعال ڈال دیتے ہیں جبکہ ان کی حقیقت کچھ نہیں۔ نحاریہ میں ۹۱۷ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیدی الشریف المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بیمارستان منصوری میں مجنونوں کے سامنے سکونت پذیر تھے اور آپ پر انکار کرنے والوں کے لئے آپ کے کشف اور وزنی معاملات ہیں۔ آپ ماہ رمضان کے دنوں میں کھا لیتے اور کہتے کہ آزاد کیا ہوا ہوں میرے رب نے مجھے آزاد کر دیا اور جو بھی آپ پر اعتراض کرتا اسے فوراً ہلاک کر دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص کے ہاتھوں میرے لئے روٹی بھیجی اور اسے کہا کہ اس سے کہو کہ اسے کھا لے اور اس میں ستاون دنوں کی بیماری لپیٹ دی۔ میں نے تو نہ کھائی البتہ پیغام لانے والے نے کھالی اور وہ ستاون روز بیمار رہا۔ پس پیغام لانے والے سے کہا کہ ڈرو نہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور موقع پر اسے شکار کر لوں گا لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ محضر عام میں ظاہر کرتے کہ بھنگ نگل رہے ہیں ایک دن لوگوں نے اسے شیریں پایا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں بدبختوں اور نیک بختوں کے درمیان تمیز کی صلاحیت عطا فرمائی تھی اور اصل میں آپ

بعض امراء کے ہاں شتربان تھے پھر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی اور سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ آپ کے پاس بھاری ذمہ داریاں بھیج دیتے جنہیں یہ اٹھا لیتے اور جب اصحاب نوبت نے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو شریف آپ کے پاس آئے اور آپ سے حملہ روک دیا اور آپ نے فرمایا کہ مصر میں میرے پاس شریف کے بغیر کوئی نہ آیا اور آپ ان کی یہ ہمدردی بھولتے نہیں تھے۔ پھر انہوں نے دوسری مرتبہ آپ پر وار کیا جو کہ آپ کو لگ گیا اور وہ اس طرح کہ سلطان ابن عثمان کے دور میں سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کی سفارشات کثرت سے ہوگئیں اور مصر کے اصحاب نوبت عجمی تھے تو وہ ہمیشہ آپ سے اور آپ ان سے معارضہ کرتے رہتے تو انہوں نے خنجر کے ساتھ وار کیا جس کے زخم سے تیس دن کے بعد وفات پا گئے۔

سیدی علی الدمیری المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بیمارستان کے حمام کے سامنے نان بیچنے والے کی دکان پر رات دن بیٹھے رہتے۔ بہت شاذ و نادر ہی گفتگو کرتے۔ سر کھلا رہتا اور ایک چادر میں لپٹے رہتے۔ جب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی تو دوسری چادر بدل دیتے۔ بیس سال تک اسی حالت میں رہے۔ جب بھی مجھے دیکھتے تبسم فرماتے۔ ۹۲۵ھ میں وفات پائی اور باب النصر الیشبکی کے قریب واقع مسجد کے پاس دفن کئے گئے جہاں آپ کی قبر ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

شیخی و استاذی سیدی علی الخواص البرلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ امی تھے لکھتے پڑھتے نہیں تھے اور قرآن عظیم اور سنت پاک کے معنوں پر ایسی نفیس گفتگو فرماتے کہ علماء حیران رہ جاتے اور آپ کے کشف کا محل محو و اثبات سے محفوظ لوح تھی (یعنی لوح محفوظ) جو کہہ دیتے ضروری تھا اسی طرح واقع ہو۔ میں آپ کی خدمت میں لوگوں کو بھیجتا کہ اپنے احوال کے متعلق آپ سے مشورہ کریں۔ آپ انہیں گفتگو کی ضرورت ہی نہیں پڑنے دیتے تھے' بلکہ جو شخص جس واقعہ کی خاطر آپ کی خدمت میں آتا اسے بولنے سے پہلے بیان کر دیتے۔ اسے مثلاً یوں فرماتے طلاق دے دو یا شریک ہو جاؤ یا چھوڑ دو یا صبر کرو یا سفر کرو یا سفر نہ کرو۔ وہ شخص حیران رہ جاتا اور سوچتا کہ انہیں میرے امر کی کس نے خبر دے دی۔

اور آپ کی طب عجیب و غریب تھی جس سے استسقاء' جذام' فالج اور پرانی بیماریوں کا علاج کرتے جس چیز کے استعمال کا ارشاد فرماتے اسی میں شفا ہوتی۔

اور میں نے سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا شیخ علی البرلسی کو مصر اور اس کی بستیوں کے تین چوتھائی علاقے میں تصرف کرنے کا اختیار عطا کیا گیا ہے اور ایک مرتبہ یوں فرماتے ہوئے سنا کہ ارباب احوال میں سے کوئی بھی شیخ علی الخواص رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر مصر میں داخل نہیں ہوسکتا اور آپ روئے زمین کے اصحاب نوبت کو پہچانتے تھے اور ان میں سے جسے ڈیوٹی پر متعین کیا گیا اس کے تعین کی ساعت سے جانتے اور جسے معزول کیا گیا اس کے معزول ہونے کی ساعت سے پہچانتے تھے اور میں نے آج تک مشائخ مصر میں سے کسی کو اس منصب پر فائز نہیں دیکھا۔ اور فقراء کے قلوب کی طرف آپ کی اطلاع عظیم تھی چنانچہ فرماتے کہ آج فلاں کی فتوح اتنے دقیقہ زیادہ ہوگئی اور فلاں آج کے دن اتنا ناقص ہوگیا اور فلاں کو ایسی فتوح نصیب ہوئی کہ اس کی آخری عمر تک رہیں گی اور فلاح کی فتوح ایک سال یا ایک ماہ یا ایک جمعہ تک رہے گی تو معاملہ ایسے ہی ہوتا۔

ایک فقیر کا آپ پر گزر ہوا جس پر فتوح عظیم کی کشائش کی گئی تھی۔ آپ نے اسے دیکھا اور فرمایا کہ اس کی فتوح عنقریب زائل ہو جائے گی۔ پس اس فقیر پر ارباب احوال میں سے ایک شخص کا گزر ہوا تو اس نے اسے حقیر جانا اور اس کے ساتھ تنقیص آمیز باتیں کیں۔ وہ شخص اس فقیر کی طرف گیا اور اس کے لئے اپنا جوتا گھمایا اور وہ فتوح سلب کر لیں۔ پس اسے شیخ نے فرمایا: بچے! ادب کی قلت کے ساتھ فتوح نہیں ٹھہرتیں۔ چنانچہ وہ مرتے دم تک مسلوب رہا۔

اور آپ دنیا میں نفع بخش پیشے والوں کی تعظیم کرتے تھے جیسے ماشکی' جاروب کش' نانبائی' حاکم کا پیشکار' امیر الحاج کا پیشرو اور ان کے پاس سامان وغیرہ لے کر آنے جانے والے۔ ان کے لئے دعا کرتے اور ان کی عزت کرتے۔ علماء اور ارکان سلطنت کی (جو کہ شرعاً قابل احترام ہوتے) تعظیم کرتے۔ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور فرماتے کہ اس جہان میں ان کے ساتھ ہماری یہ عادت ہے اور جب ہم دار آخرت میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا ادب سکھائے گا اور جب ارکان سلطنت میں سے کسی کے متعلق پتہ چلتا کہ وہ آپ کے سلام کو آنا چاہتا ہے تو اس کے آنے سے پہلے اس کے پاس چلے جاتے اور فرماتے کہ لوگ جو قدم اٹھا کر فقیر کے پاس آتے ہیں اس کے عوض اس کے مقام سے ایک درجہ کم ہو جاتا ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ پھر آپ ان کی طرف کیسے جاتے ہیں؟ فرمایا میں ان کے پاس جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کا درجہ کم نہ ہو کیونکہ میرا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے ان پر نہیں۔

پہلے پہل آپ پھیری لگا کر صابن' انجیر' عجوہ اور جو کچھ پاتے بیچتے۔ پھر کئی سال تیل کی دکان کھولے رکھی' پھر کھجور کے پتوں کی رسیاں بناتے رہے حتیٰ کہ وفات پائی اور ظالموں اور ان کے مددگاروں کے کھانے سے کچھ نہیں کھاتے تھے اور اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں میں ان کے دراہم میں سے کوئی چیز کام میں نہیں لاتے۔ صرف اسے بیوگان' بوڑھوں' نابیناؤں' کمائی کرنے سے عاجزوں اور قرضے کے بوجھ تلے دبے ہوئے لوگوں کے لئے اپنے پاس رکھ چھوڑتے پس حصہ رسدی انہیں عطا فرماتے۔

ایک دفعہ کھجور کے پتوں کی رسیاں بناتے ہوئے آپ کی آنکھیں شدت سے دکھنے لگیں تو ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص آپ کے پاس دراہم لے کر حاضر ہوا اور میں نے کہا: یا سیدی! انہیں خرچ کر لیں اور آنکھیں صحیح ہونے تک آرام کریں آپ نے دراہم واپس کر دیئے اور فرمایا واللہ! جبکہ میں اس حالت میں ہوں مجھے اپنی کمائی اچھی نہیں لگتی تو دوسرے کی کمائی کا کیا حال ہے۔

اور لوگوں کے ساتھ ان کے دلی کوائف کے مطابق معاملہ فرماتے نہ کہ ان کے چہروں کے خدوخال کے مطابق۔ ایک دفعہ فقراء میں سے ایک شخص کا آپ سے گزر ہوا جس کے چہرے سے نور جھلک رہا تھا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا: اے میرے اللہ' ہمیں برائی سے کفایت فرما۔ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ کسی خیر کا ارادہ فرمائے تو اس کا نور اس کے دل میں کر دیتا ہے اور اس کا ظاہری بدن عام لوگوں کی طرح ہوتا ہے اور جب برائی کا ارادہ فرمائے تو اس کے دل کی کیفیت اس کے چہرے پر ظاہر فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو تاریک کر دیتا ہے۔

آپ ہر جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسجدوں میں جھاڑو دیتے' استنجا خانے صاف کرتے اور مریدین پر بہت زیادہ خرچ کرتے۔ اپنی تھیلی سے دراہم نکالتے اور مستحقین میں سے جسے دیکھتے اسے عطا فرما دیتے اور ان کی طرف سے کرایہ ادا کرتے اور وہ قریباً ایک سو افراد تھے پھر اہل مقیاس اور اس کے پڑوسیوں پر شکر اور روٹی تقسیم کرتے پھر اترتے' اپنا سر کھول دیتے اور

مقیاس سے وضو کرتے اور گریہ وزاری کرنے لگتے اور اس طرح کانپتے جس طرح ہوا میں کانا کانپتا ہے' پھر باہر آتے دو رکعت نماز ادا کرتے اور اپنے مریدین میں سے ہر ایک کو اترنے کا حکم دیتے پھر لوہے کی کنگھی سے سیڑھی صاف کرتے اور اس کی مٹی کو خود نکالتے کسی کو اس کام میں مدد کرنے نہیں دیتے تھے۔

اور کہا جاتا تھا کہ نیل کی خدمت آپ پر تھی اور نیل کا چڑھنا' اترنا' علاقوں کی سیرابی اور کھیتی کا پایہ تکمیل تک پہنچنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے متعلق آپ کی توجہ سے ہوتا تھا اور آپ کے معاصر اولیاء اس بارے میں آپ کے لئے اس کا اقرار کرتے تھے۔

اور جب ابن عثمان مصر میں داخل ہوا تو آپ نے اس کے لئے ایک فقیر بھیجا جو دیکھے کہ اس کے ساتھ اصحاب نوبت میں سے کتنے حضرات ہیں۔ وہ گیا اور واپس آ کر کہنے لگا کہ اس کے ساتھ سات افراد ہیں تو فرمایا: واللہ! کامیاب ہے۔ اپنے علاقوں کی طرف سلامتی سے لوٹے گا۔

اور سیدی محمد بن عنان رضی اللہ عنہ کے پاس جب سخت ضروریات والے آتے جیسے وہ شخص جسے بادشاہ نے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا ہو یا اسے حاکم سے دھوکہ دہی یا حرام کے جرم میں گرفتار کیا ہو یا اس جیسا کوئی اور جرم تو آپ صاحب ضرورت کو شیخ علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیتے اور کہتے کہ اس شہر کا کنٹرول ہمارے پاس نہیں ہے کہ حاجت روائی کریں اور ایک دفعہ آپ کے پاس ایک خاتون آئی جبکہ میں بیٹھا تھا کہنے لگی: یا سیدی! میرے بیٹے کو پھانسی پر لٹکانے کے لئے کوتوال کے پل پر لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جلدی سے شیخ علی البرلسی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ عورت آپ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میری روح اس کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ بادشاہ کی طرف سے قاصد پھانسی پر لٹکانے سے پہلے پہنچ جائے گا۔ چنانچہ وہ پھانسی کے تختہ پر چڑھنے والا ہی تھا کہ سفارش پہنچ گئی اور اسے رہا کر دیا گیا۔

مخلوق کی مصیبتیں اپنے اوپر لے لیں

ایک شب شیخ محمد بن عنان رضی اللہ عنہ نے مصر میں زبردست مصیبت اترتے ہوئے دیکھی تو شیخ علی کے پاس پیغام بھیجا۔ آپ نے کہا اللہ اسے خیر کی بشارت نہ دے لیکن پوری برکت والا ہے۔ پس مصر کا محتسب جان بلاط الموتمر آیا اور شیخ علی کو دکان سے پکڑ لیا اور انہیں ہتھوڑے مارے اور کندھے اور ناک میں نکیل ڈال کر مصر اور بولاق میں گھمایا۔ جب شیخ محمد رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر ادا کی اور دیکھا کہ مصیبت اٹھ گئی ہے تو فرمایا جاؤ دیکھو شیخ علی پر کیا بیتی۔ پس لوگوں نے جا کر ان کی حالت دیکھی اور شیخ محمد رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر واقعہ بیان کیا تو آپ نے کہا سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس امت میں وہ فرد بھی پیدا کیا جو کہ اس سے مصیبتیں اور پریشانیاں اٹھا لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر گئے۔

اور جب میووں کے پھولوں کے ایام میں بارش اترتی تو اس رات نہ سوتے گریہ وزاری کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے اٹھا لینے کی دعا کرتے ہمیشہ اپنے محلے وغیرہ میں کتوں کے برتن بھرتے اور آپ کو کسی نے کبھی بھی نماز ظہر باجماعت یا بغیر جماعت ادا کرتے ہوئے نہ دیکھا بلکہ اذان کے وقت اپنی دکان کا دروازہ لوٹا دیتے۔ گھنٹہ بھر غائب رہتے پھر باہر نکل آتے۔ آپ کو رملہ کے

مقام پر جامع ابیض میں نماز ظہر میں پایا گیا اور خادم مسجد نے بتایا کہ آپ ہمیشہ نماز ظہر ان کے پاس ادا کرتے ہیں۔

آپ کے پاس میری مدت صحبت دس برس تھی گویا وہ ایک ساعت تھی اور آپ کی نفیس کلام ہے جس کا غالب حصہ ہم نے اپنی کتاب الجواہر والدرد میں رقم کیا ہے۔ اس کے ہر جواب سے تبحر علماء عاجز ہیں حتیٰ کہ وہ علماء متعجب رہ گئے جنہوں نے اس پر لکھا ہے جیسے سیدی شیخ شہاب الدین الفتوحی الحنبلی رضی اللہ عنہٗ سیدی شیخ شہاب الدین الشلبی الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سیدی شیخ ناصر الدین اللقانی المالکی رضی اللہ عنہ اور شیخ شہاب الدین الرملی الشافعی رضی اللہ عنہ وغیرہم اور شیخ شہاب الدین الفتوحی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ستر سال ہو گئے کہ علم کی خدمت کر رہا ہوں مجھے گمان نہیں کہ کبھی میرے خیال میں اس کتاب الجواہر والدرد کا سوال کھٹکا ہو یا جواب۔

آپ کا ایک جبہ تھا اور چھوٹی سی دستار جنہیں سال میں ایک مرتبہ نمک کے ساتھ دھو لیتے اور فرماتے کہ ہم صابن اپنے سوا دوسرے فقراء کے لئے بچا رکھتے ہیں اور چربی کی خواہش ہوتی تو ہڈیوں کے ڈھیر سے دم کی ہڈیاں لیتے اور انہیں بھون کر اس کی تری کر یدلیتے اور اس کے پانی میں غلہ اور چاول پکا لیتے۔ یہ تھا آپ کا گوشت' اور فرماتے کہ دموں تک آنکھیں نہیں پہنچتیں اور نہ کوئی ان کی طرف دیکھتا ہے۔

عالم کون ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عالم صرف اسی کو کہتے ہیں جس کا علم نقل یا سینے سے حاصل نہ کیا گیا ہو۔ اس طرح کہ خضری المقام ہو۔ اس کے علاوہ تو صرف دوسرے کے علم کی حکایت کرنے والا ہے۔ اسے اس شخص کا اجر ملتا ہے جس نے علم اٹھایا اور پہنچایا نہ کہ عالم کا اجر اور اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں فرماتا پھر فرمایا کہ جو شخص یقینی طور پر کسی شک کے بغیر علم میں اپنا مقام دیکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ ہر قول جو اسے یاد ہے اس کے قائل کی طرف لوٹا دے۔ بعدازاں اپنے علم میں غور کرے تو جو کچھ اپنے پاس پائے وہی اس کا علم ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اس کے پاس تھوڑی سی چیز رہ جائے گی جس کی بنا پر اسے عالم نہیں کہا جاسکتا۔

تلازم شریعت وطریقت

اور آپ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک ایک شخص اہل طریقت میں سے شمار نہیں کیا جاتا مگر جبکہ شریعت مطہرہ کے مجمل و مفصل' ناسخ ومنسوخ اور خاص و عام کا عالم ہو اور جو اس کے ایک حکم سے بھی ناواقف ہو وہ مردوں کے مرتبہ سے گر جاتا ہے۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ اس دور کے سالکین کے اکثر رہنما تو مردوں کے رتبہ سے گرے ہوئے ہیں۔ فرمایا ایسا ہی ہے۔ یہ حضرات لوگوں کو ان کے دین کے بعض امور کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ سالک کا رہنما تو وہ ہے کہ اگر تمام موجودات میں اکیلا ہی رہ جائے تو ساری کائنات کے تمام علمی مطالبات میں کفایت کرے۔

وجہ تقرب الی اللہ تلاوت کلام الٰہی

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے خواب میں رب العزت جل جلالہ کی زیارت کی تو عرض کی: اے میرے رب! تیرا قرب

حاصل کرنے والوں نے کس چیز کے ساتھ قرب حاصل کرتے ہیں؟ فرمایا: اے احمد! میرے کلام کی تلاوت کے ساتھ' عرض کی: اے میرے رب! سمجھ کر یا سمجھے بغیر؟ فرمایا: اے احمد! سمجھ کر اور سمجھے بغیر۔ اس کے معنی کے متعلق فرمایا کہ سمجھ کر پڑھنے سے مراد وہ ہے جو کہ علمائے شریعت کے ساتھ متعلق ہے اور سمجھے بغیر سے مراد وہ ہے جو علماء حقیقت سے متعلق ہے کیونکہ علماء کے لئے کلام اللہ تعالیٰ کے فہم کے لئے فکر ونظر کے سوا کوئی آلہ نہیں ہے جبکہ عارفین کے لئے اس کے فہم کا طریقہ کشف اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جتلانا ہے اور یہ سمجھنے کا محتاج نہیں ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ان عوام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کہ فہم کے بغیر تلاوت کرتے ہیں؟ تو فرمایا: کہ صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔ پس بغیر فہم کے لفظ کے نیچے دو مسئلے ہیں۔ واللہ اعلم۔

فرمایا: جب عنایت الٰہیہ کسی بندے پر سایہ فگن ہو تو اس کی عمر کا ہر ذرّہ دوسرے کی عمر کے ہزار سال کے قائم مقام ہے اور جب کسی بندے سے یہ عنایت علیحدہ ہو جائے تو اس کی عمر کا ہزار ذرہ اس کے غیر کی عمر کے ذرے کے برابر بھی نہیں ہوتا۔

اور فرمایا: ۹۴۱ھ میں ہیں اولیاء کے تمام دروازے بند ہونے کو آئے اب تو صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھلا باقی ہے تو تمہیں جو ضرورت بھی پیش آئے اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر اتارو۔

اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں کوئی فقیر کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ ہر عمل شرعی میں آپ کا مشاہدہ کرنے لگے اور طعام ولباس' مقاربت اور دخول وخروج جیسے اپنے تمام امور میں حضور صلی الیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرے تو جس نے ایسا کیا وہ صحبت کے معنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک ہو گیا۔

اور فرمایا اگر لوگوں سے علیحدگی کرنے والا اس امر کا مشاہدہ کرتا کہ لوگ اس سے بہتر ہیں تو ان سے علیحدگی اختیار نہ کرتا بلکہ ان میں گھل مل کر رہنے کی طلب کرتا اور ان کے اخلاق سیکھتا۔

بئس الفقیر علی باب الامیر کا مفہوم

صوفیا کا قول ہے کہ امیر کے دروازے پر فقیر برا ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس فقیر کے متعلق ہے جو امیر کے دروازے پر اس سے دنیا مانگنے جاتا ہے اور اگر سفارش وغیرہا کے لئے جائے تو پھر امیر کے دروازے پر فقیر کیا ہی اچھا ہے۔

آداب زائر

فرمایا کہ آداب زائر میں سے یہ امر ہے کہ جس کی زیارت کو جائے اسے اللہ تعالیٰ سے مشغول نہ کرے یا تو اس کے حال کی قوت کی وجہ سے یا یہ کہ فراغت کا وقت ہو۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی پر اس امر کو قیاس کیا جائے کہ اسے اس پیشے سے بے کار نہ کرے جو اسے لوگوں سے مانگنے سے روکے ہوئے ہے۔

اور فرمایا کہ زائر کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کی زیارت کو نہ جائے مگر جبکہ اپنے آپ میں اتنی ہمت دیکھے کہ اگر اس میں کوئی عیب دیکھے تو اسے چھپا سکے ورنہ ترک زیارت زیادہ بہتر ہے۔

اور فرمایا کہ میں نے سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ برے آدمی میں علم کی زیادتی ایسے ہی ہے جیسے

تمے کے درخت کی جڑوں میں زیادہ پانی۔ وہ جتنا زیادہ سیراب ہوگا اتنا زیادہ تلخ ہوگا۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فربہ عالم کو ناپسند فرماتا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ حَبْـر "سے مراد عالم ہے اور اس کا فربہ ہونا اس کی پرہیزگاری اور اپنے علم پر عمل کی قلت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر پرہیزگار ہوتا تو اپنے زمانے میں ایسی چیز نہ پاتا جس کی وجہ سے فربہ ہوتا۔

اور فرمایا: راسخ فی العلم، ٹھہرا ہوا ہے اگر راسخ نہ ہوتا تو ترقی کرتا رہتا اور عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

سرِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کیا مراد ہے؟

اور آپ سے اس راز کے متعلق سوال کیا گیا جو کہ صدیق اکبر کے سینے میں راسخ اور متمکن تھا۔ فرمایا وہ آپ کا واسطوں کے ساتھ نہ ٹھہرنا ہے پس وہ مع اللہ تھے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا طریق سمجھتے تھے جس سے انہیں خبر پہنچتی تھی۔ جیسا کہ مرید کا اپنے شیخ کے ہمراہ حکم ہے جبکہ مرید کا حال کمال کو پہنچ جائے اور یہ راز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے دن کھلا کیونکہ آپ ثابت قدم رہے۔ لوگوں کو خطبہ دیا۔ ان کے حوصلے بڑھائے اور آپ پر تاثیر ظاہر نہ ہوئی جیسا کہ حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے رونما ہوئی۔

فقیر کے لئے خوراک جمع کرنے کا مسئلہ

اور آپ نے فرمایا کہ کسی فقیر کے شایان نہیں کہ سال بھر کی خوراک جمع کرے مگر جبکہ وہ اس طرح بصیرت کے ساتھ دیکھتا ہو کہ یہ صرف اسی اکیلے کی خوراک ہے اور کسی اور کا اس میں حصہ نہیں ہے اور اگر بصیرت پر نہ ہو تو اسے ذخیرہ کرنے کا حق نہیں کیونکہ اس کا سبب صرف اس کی طبیعت میں بخل ہے تو اگر اللہ تعالیٰ اسے اس بات کی آگاہی بخشے کہ یہ ذخیرہ کی ہوئی خوراک دوسرے لوگوں کا رزق ہے جو کہ اسی کے ہاتھوں ان تک پہنچے گا تو اس کشف کی وجہ سے اسے ذخیرہ کرنے کی اجازت ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ یہ ایک قوم کا رزق ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس امر پر مطلع نہیں فرمایا کہ یہ اسی کے ہاتھوں سے انہیں پہنچے گا تو اسے اس رزق کو روکنے کا حق نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے اسے آگاہی بخشی ہے کہ یہ صرف اسی کے ہاتھوں ان تک پہنچے گا لیکن ایک وقت مقرر میں تو اسے اختیار ہے کہ اسے اس وقت تک روکے رکھے اور اگر چاہے تو اسے اپنی ملک سے نکال دے کیونکہ نہ تو وہ پہرے دار ہے اور نہ ہی حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے کہ اسے روکے رکھے اور جب رزق اس وقت معین تک پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ میں لوٹا دے گا یہاں تک کہ اسے اس کے مستحق تک پہنچا دے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ دوز مانوں کے درمیان ذخیرہ کرنے کے ساتھ موصوف نہیں ہوگا کیونکہ وہ حق کا خزانہ ہے۔ وہ حق کا خازن نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہدیہ دینے میں کسی سے پہل نہ کرو مگر جبکہ وہ فقیر محتاج ہو یا بدلہ دینے کا تکلف نہ کرتا ہو کیونکہ جس نے ایسے شخص کو ہدیہ دینے میں پہل کی جو اسے بدلہ دے گا تو اس کے حق میں اس نے برا کیا کیونکہ اس نے اسے بدلہ دینے کی زحمت میں مبتلا کر دیا۔

اور فرمایا کہ بھائیوں میں سے کسی کے لئے قیام نہ کرو مگر جبکہ تمہیں ان کے متعلق معلوم ہو کہ وہ قیام کی طرف مائل نہیں ہیں

کیونکہ جس نے ایسے کے لئے قیام کیا جو قیام کو پسند کرتا ہے تو اسے ناحق تکبر میں مبتلا کیا اور اس کے حق میں وہاں سے برائی کی جن کا اسے شعور تک نہیں۔

فقیر اور مسئلہ حج

آپ نے فرمایا کہ اس دور میں فقیر کو حجتہ الاسلام یعنی فرض حج ہی کافی ہے اور اس پر اضافہ نہیں کرنا چاہئے مگر جبکہ وہ لوگوں پر احسان کرنے سے خالی ہو۔ اس کے دل میں ان تاجروں کے متعلق کدورت کھٹکے تک نہیں جنہوں نے اس کی بھوک یا پیدل چلنے سے عاجزی وغیرہ کے وقت اس پر احسان نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حج نفل و فرض میں استطاعت کی شرط لگائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر بندے کے ساتھ مدد فرماتا ہے' اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اس میں عالم اور رہنمائے سالکین بھی داخل ہے جب اپنے بارے میں اپنے علم پر عمل نہ کرے لیکن فتویٰ دے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ کی رہنمائی کرے اور یونہی عالم اور عابد بھی اس میں داخل ہیں جب یہ دونوں ساری زندگی دنیا میں زہد اختیار کریں لیکن جب وفات کا وقت قریب آ لگے تو دنیا کی طرف مائل ہو جائیں اور اس سے محبت کرنے لگیں اور غیر جائز طریقے سے مال جمع کریں پس اسی لگن میں مر جائیں تو قیامت میں علماء عاملین کی سیرت سے نکل جانے والے فاجروں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

اور آپ نے فرمایا کہ صرف قوم صوفیاء کے مشائخ اپنی قبروں سے اپنے تلامذہ کو ان کے اپنے مشائخ میں صدق عقیدت کی وجہ سے جواب دیتے تھے نہ کہ فقہ میں فقہاء کے مشائخ۔ تو اگر فقیہ سچا ہو تو امام شافعی رضی اللہ عنہ اسے جواب دیں اور اسے مشافتہً خطاب فرمائیں۔

اور فرمایا کہ تمام منافع جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس دار دنیا میں ایجاد فرمایا اصل میں انہیں صرف اس لئے ایجاد فرمایا کہ ہم اس کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھیں اور رہا بندوں کا ان سے فائدہ لینا تو یہ تو بالتبع ہے اور جس نے اس کے برعکس کہا تو مکر و فریب ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ قوم نے مبتدی کے لئے غور و فکر منع کیا ہے جبکہ یہ اس شخص کی کلام ہے جس کے پاس تحقیق نہیں اور حق یہ ہے کہ اس سے مبتدی کو نفع ملتا ہے کیونکہ قلب یا نفس یا روح یا سر یا ان کے علاوہ دیگر معانی باطنہ اپنی صفات باطنہ سے الفت اختیار کرتے ہیں تو جب غور و فکر کی الفت پائیں گے تو وہم کو جنم دیں گے جبکہ وہم خیال کو' خیال علم کو اور علم یقین کو جنم دیتا ہے تو غور و فکر کرنے والا بندہ اپنی ہمت اور فکر کے ساتھ ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ درجات کمال تک پہنچ جاتا ہے تو جب کامل ہو جاتا ہے تو جو کچھ فکر کے ساتھ پاتا تھا اسے اپنے کشف و تعریف سے حاصل کرتا ہے اور اس کے بعد کسی غور و فکر کا محتاج نہیں رہتا اور اگر وہ غور و فکر کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز نہیں پاتا جس میں غور و فکر کرے باوجودیکہ اسے اپنے کمال کی حالت میں منفرد زمانے میں ایسے علوم و معارف کا ادراک ہوتا ہے جنہیں جانا جاتا ہے نہ بیان کیا جاتا ہے۔

تہمت کی جگہ سے پرہیز

اور فرمایا کہ کسی فقیر کے شایان نہیں کہ خود بخود تہمت کی جگہوں میں داخل ہو بلکہ فقیر کی شان تو یہ ہے کہ اپنے بارے میں مقامات تہمت سے اس سے بھی زیادہ ڈرے جتنا کہ دکھ تکلیف پہنچنے سے ڈرتا ہے' کیونکہ مقامات تہمت قلب پر بیماری کا موجب

ہوتے ہیں جیسا کہ فاسد غذائیں بدن پر بیماری کا سبب ہوتی ہیں خصوصاً قلوب کے طبیب کم اور تہمت کے مقامات زیادہ ہیں اور اگر تو ان سے بری ہے تو وہ تجھ پر ایسے ہی حکم لگائیں گی جس طرح سورج اپنی روشنی اور گرمی کے ساتھ مکانات پر حکم صادر کرتا ہے جبکہ وہ روشنی اور گرمی سے بری ہیں۔

نحن اقرب کی برکت

اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہم پر مخلوق میں سے ہر ایک سے پہلے فضل و رحمت فرماتے ہوئے ہمیں بشارت کے طور پر یہ خبر دی ہے کہ وہ ہمارا سب سے قریبی پڑوسی ہے۔ پس ہم اس کے عفو' مغفرت' فضل اور درگزر کے زیادہ قریب ہیں کیونکہ پڑوس کا حق پورا کرنا اسْ کے زیادہ شایان ہے گرچہ ہم نے اس کا حق پورا نہیں کیا۔

اور آپ نے فرمایا کہ ہمارا اس شخص کے افعال سے عداوت رکھنا جس کی عداوت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا عداوت شرعیہ ہے اور ہمارا اس کی ذات سے عداوت رکھنا عداوت طبعیہ ہے جبکہ سعادت' عداوت شرعیہ میں ہے طبعیہ میں نہیں۔

اور فرمایا کہ جیسے حق تعالیٰ ہر مسئلہ میں اپنے بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا اسی طرح بندہ اس کے ہر امر کی اطاعت نہیں کرتا' پوری جزا ہے۔ نیز فرمایا کہ فقیر پر واجب ہے کہ اپنے شیخ کے سامنے اپنی باطنی امراض کا ذکر کرے گرچہ قبیح ہوں تا کہ وہ ان سے شفا کے لئے اس کی رہنمائی فرمائے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا اور طبعی حیاء کی وجہ سے اسے ترک کر دے تو اکثر اپنی بیماری کے ساتھ مرجاتا ہے' کیونکہ حیاء طبعی مذموم ہے۔ کیونکہ مرض کو صاف بیان کرنے میں اس کی سرداری اور مذمت کا زوال ہے اور شیخ زون بہار جو کہ قرافہ میں سیدی یوسف العجمی کے قریب مدفون ہیں کے لئے یہ واقعہ گزرا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس طرح کڑکتے کہ اس کی وجہ سے حاملہ عورتوں کے حمل گر جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس محبت کا رخ ایک فاحشہ عورت کی طرف پھیر دیا۔ چنانچہ وہ صوفیا کے پاس آئے اور خرقہ ان کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ طریقت میں جھوٹ بولوں۔ میری قلبی کیفیت فلاں عورت کی محبت کی طرف پھر گئی ہے پھر اس کی سورنگی اٹھائے پھرتے۔ اسے سواری پر بٹھاتے اور اس کی خدمت میں مصروف رہتے یہاں تک کہ دس ماہ کے بعد قلبی کیفیت محبت حق کی طرف پھر گئی۔ پس صوفیہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے خرقہ پہنا دو کہ میری کیفیت فلاں عورت کی محبت سے پھر گئی ہے۔ جب یہ خبر اس عورت کو پہنچی تو اس نے توبہ کر لی اور آپ کی خدمت لازم کر لی یہاں تک کہ فوت ہوگئی۔

اور آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس اللہ کی طرف سے امور دنیا و آخرت میں سے جو کچھ بے مانگے یا اذن الٰہی کے ساتھ مانگنے پر تیرے پاس آئے تو تجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تجھ پر کوئی حساب نہیں ہوگا۔ بخلاف اس چیز کے جو ان دو طریقوں کے علاوہ آئے۔

اطفال اور مویشیوں کی بیماریوں کی وجہ

اور فرمایا کہ اطفال اور مویشیوں کو لاحق ہونے والی بیماریاں کفارہ نہیں۔ مویشیوں کے لیے اس لیے کہ وہ معصیت نہیں کرتے۔ ان میں تو بیماریاں اس لیے آتی ہیں کہ وہ بے وقت کھاتے پیتے ہیں' یا وہ چیز کھاتے ہیں جس کی خواہش نہیں یا کھانے میں ضرورت کی حد تک نہیں کھاتے بلکہ زیادہ کھا لیتے ہیں۔ پھر اس کے باوجود ان سے خدمت لی جاتی ہے تو ان کے جسم تھک جاتے ہیں

خصوصاً گرمی اور سردی کی شدت میں' اور بچوں میں بیماریاں اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ حاملہ عورتیں اور دودھ پلانے والیاں حرص اور لالچ کی وجہ سے قسم قسم کے کھانے اور مشروبات ضرورت سے زیادہ کھا پی لیتی ہیں جس کی وجہ ان کے جسموں میں طبائع کے منافی غلیظ اخلاط پیدا ہو جاتی ہیں تو اس سے ان کے پیٹوں میں موجود بچوں کے جسم متاثر ہوتے ہیں اور ان کے دودھ پیتے بچوں کے جسم فاسد دودھ کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں' اور یہ بے شمار بیماریوں' علتوں' دردوں از قبیل فالج' کوڑھ' رعشہ' بد خلقی اور بدصورتی کا سبب ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جو اس سے بچنا چاہے تو وہ صرف حسب ضرورت بقدر حاجت ایک قسم کا کھانا کھائے جس سے بھوک کا دکھ سکون پائے پھر آرام کرے اور سو جائے اور حرکت وسکون میں حد سے گزرنے سے پرہیز کرے۔

اور فرمایا کہ حدیث پاک میں ہے کہ جب ابن آدم سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہو کر رونے لگتا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ اس کا رونا اور توبہ کرنا اسے اس لیے نفع نہیں دیتا کہ اسے صرف ایک ہی وجہ سے توبہ کرنا ممکن ہے۔ اور وہ یوں کہ اس کے دو چہرے ہیں۔ ایک چہرے سے نافرمانی کرنے والوں کی مدد کرتا ہے تو اس چہرے سے اسے پلک جھپکنے کی قدر بھی توبہ کرنا ممکن نہیں کیونکہ عالم موجودات کا کوئی لمحہ کسی نہ کسی عاصی سے خالی نہیں اور ایک چہرے سے اللہ تعالیٰ کے لیے عبودیت ادا کرتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے شقاوت والوں میں تصرف کرتا ہے۔

رب کریم کے قول کا مفہوم

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة (البقرہ آیت ۳۰) اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ مذاکرہ جہانوں کے اختلاف کی وجہ سے جہاں وہ مذاکرہ واقع ہوتا ہے مختلف ہے۔ تو اگر عالم مثال میں واقع ہو تو وہ مکالمہ جسمیہ کے مشابہہ ہے اور وہ اس طرح کہ حق تعالیٰ ان کے لیے تجلی مثالی فرمائے جس طرح آخرت میں مختلف صورتوں میں تجلی فرمائے گا جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اور اگر یہ مذاکرہ عالم ارواح میں ان کے مجرد ہونے کی حیثیت سے واقع تھا تو یہ کلام نفسی کی طرح ہے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو یہ ارشاد فرمانا معنائے مرادی کو ان کے دل میں ڈالنا ہے اور وہ ملائکہ کی بجائے آدم کو زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔ اور ان کا وہ قول ان کا اپنے سے فزوں تیرے مرتبے سے راضی نہ ہونا اور انکار کرنا ہے جس کی دلیل انہیں اپنے نفسوں اور تسبیحات کو دیکھنے کی وجہ سے حاصل ہوئی' کیونکہ وہ اس کے کمال کی بجائے اس کے نقائص سے آگاہ تھے۔

پھر فرمایا کہ ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں جس نے گہری نظر سے دیکھا اسے اللہ تعالیٰ کے کلام کی سمجھ کا شعور حاصل ہوگا اور وہ اس کے مراتب کو جان لے گا' اور بیشک اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ میں عین متکلم ہے جبکہ دوسرے مرتبے میں اس کے ساتھ قائم معنی ہے جیسے کہ کلام نفسی' کیونکہ وہ حروف سے مرکب ہے اور عالم مثال اور حسیات میں ان کے ساتھ اسے تعبیر کیا گیا ہے۔

مسئلہ رؤیت جنات

فرمایا کہ جنات کو دیکھنے کے متعلق ممنوع صرف انہیں ان کی اس صورت میں دیکھنا ہے جس پر انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو اس کے ارادے کے بغیر دکھانا چاہے تو دیکھنے والے کی آنکھ سے پردہ اٹھا دیتا ہے

پس وہ انہیں دیکھتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ جنات کو ہمارے لیے ظاہر ہونے کا حکم دیتا ہے پس وہ ہمارے لیے جسم میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ پھر جب ہم انہیں دیکھتے ہیں تو کبھی تو وہ اپنی صورتوں میں ہی ہوتے ہیں اور کبھی بشری صورت میں یا اس کے علاوہ کسی اور صورت میں کیونکہ وہ فرشتوں کی طرح جن صورتوں میں چاہیں ڈھل جاتے ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں ان سے روک رکھی ہیں۔ پس ہم انہیں صرف اسی صورت میں دیکھ سکتے ہیں جب وہ ہماری محافل میں حاضر ہوں ہم جہاں بھی ہوں اور ہماری آنکھوں سے حجاب اٹھا دیا جائے۔

نیز فرمایا کہ ان کی آوازیں پورے طور پر ہماری آوازوں کے مشابہہ نہیں ہیں بلکہ مختلف ہیں اور یہ اس لیے کہ ان کے جسم لطیف ہیں پس وہ حروف کثیفہ کے مخارج ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں کیونکہ یہ انطباق اور سختی کے متقاضی ہیں اور ہمیں ان کے کلام سے علم کا حصول صرف اس لیے ہوتا ہے کہ وہ ہمارے حروف کے مشابہہ حروف بولتے ہیں نہ کہ حقیقی حروف' اور ان کی کلام کا یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ اپنی اصلی صورتوں میں رہیں اور دوسری صورتوں میں داخل ہو جائیں تو حکم اس آلے کے لیے ہیں جس میں وہ داخل ہوئے جیسے انسان' مویشی وغیرہ۔

فرمایا کہ جو شخص اسرار چھپانے کی حقیقت سے موصوف ہو جاتا ہے وہ مردوں کی کلام سن لیتا ہے اور ان کی موجودہ حالت دیکھ لیتا ہے اور چارپایوں کی حالت پر غور کرو کہ وہ مافی الضمیر کی تعبیر نہیں کر سکتے تو کس طرح مردوں کا عذاب سن لیتے ہیں۔

صدقہ سری کی حقیقت

اور فرمایا کہ صدقہ سری وہ ہے جس کے معنی تجھے معلوم نہ ہوں اور تیرے خیال میں بھی نہ ہو کہ وہ کیا ہے جبکہ عارفین کے مقامات کے مختلف ہونے کی وجہ سے سر کی کئی قسمیں ہیں۔ کئی دفعہ ایک انسان کا سر دوسرے انسان کی نسبت سے جہر ہوتا ہے۔

اور فرمایا کہ جب تو دنیوی یا اخروی امر کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور متوجہ ہو تو اس حال میں توجہ کر کہ تو فقیر عاجز ہو کیونکہ تیرا غنی اور سر برآوردہ ہونا تجھے قبولیت سے محروم کر دیتا ہے گرچہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ سے ہی ہوں۔ کیونکہ ان دونوں صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا بندہ کے لیے کبھی بھی صحیح نہیں' کیونکہ حق تعالیٰ کے دربار کے لیے عزت ذاتی ہے تو وہ کسی معزز وغنی کو قبول نہیں کرتا اور اس امر کو جس نے چکھ لیا اسے ممکن نہیں کہ اپنے سے اس کا انکار کر سکے۔ (اقول و باللہ التوفیق حضرت شیخ کے اس ارشاد سے مراد یہ ہے کہ توجہ الی الحق کرنے والا اپنے دلی ارادوں پر اس طرح قابض ہو کہ وہاں اپنے کو معزز و محترم ہرگز نہ سمجھے فقیر و عاجز قرار دے' نہ کہ وہ فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محترم و معزز نہیں۔ مقربین بارگاہ خداوندی عنداللہ محترم و مکرم ہیں مگر وہ خود کو ایسا نہیں کہتے۔ ہاں خالق کائنات اپنے فضل و کرم سے انہیں یہ شرف بخشتا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہٗ)

آفات اشیاء

فرمایا: عقل کی آفت جلد بازی' ایمان کی آفت انکار' اسلام کی آفت علتیں' عمل کی آفت ملتیں' علم کی آفت نفس' حال کی آفت بے خوفی' عارف کی آفت ظاہر ہونا' عقل کی آفت ظلم کرنا' محبت کی آفت شہوت' تواضع کی آفت ذلت' صبر کی آفت شکوہ' تسلیم کی آفت کوتاہی' غنی ہونے کی آفت طمع' عزت کی آفت تکبر' کرم کی آفت ازحد بے جا فرح کرنا' بیکاری کی آفت محتاجی' کشف کی

آفت کلام کرنا' اتباع کی آفت تاویل' ادب کی آفت تفسیر' صحبت کی آفت جھگڑنا' فہم کی آفت جدال' مرید کی آفت مقامات تک کھسکنا' فائدہ لینے کی آفت زبان کا ردی ہونا' فتح کی آفت اپنی طرف متوجہ ہونا' فقیہ کی آفت کشف' مسلک کی آفت وہم' دنیا کی آفت طلب کی شدت' آخرت کی آفت روگردانی' کرامات کی آفت استدراج' اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی آفت سرداری کی طرف مائل ہونا' ظلم کی آفت انتشار' عدل کی آفت انتقام' مقید کرنے کی آفت وسوسہ' آزاد کرنے کی آفت حدود سے تجاوز کرنا اور حدیث کی آفت نقص ہے۔

مجذوب کی وجہ تسمیہ

اور فرمایا کہ مجذوب کو صرف اس لیے مجذوب کہا جاتا ہے کہ بندہ اپنے حال سے عشق کرتا رہتا ہے اور اس سے مانوس رہتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ جو اس سے قوی ہو اور جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ کسی بندے کو چنے اور اپنے لیے خالص کرے تو اسے اس امر دنیا و آخرت سے جس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے کھینچ لیتا ہے تو جب وہ اس حال کے ساتھ عشق کرتا ہے جس کی طرف اسے حق نے دوسری مرتبہ کھینچا تیسری مرتبہ اس سے بھی اسے کھینچ لیتا ہے اور اپنے بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہی حکمت عملی اس لیے ہوتی ہے کہ بندے کو اس امر پر تنبیہ فرمائے کہ اس کی سب حرکات معلول ہیں' یعنی غیر خالص ہیں' اور کئی دفعہ بندہ قوت خدا داد کی وجہ سے بڑا بنتا ہے۔ تو جب بڑا بنے تو حق تعالیٰ اسے فرماتا ہے کہ میں نے تجھے اس میلان سے نہیں کھینچا جو تجھے میرے لیے ہے۔ وہ تو تیرے نفس کی اپنے ناقص احوال کے ساتھ شدت عشق ہے' اگر تیرے نفس میں حلاوت اور لذت کا وجود نہ ہوتا تو میں تجھے نہ کھینچتا تو تو نے اپنے نفس کے لیے ہی کوشش کی ہے میرے لیے نہیں۔

اور فرمایا کہ جس حال میں تجھے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس سے فرار سے اپنے آپ کو بچا کیونکہ بھلائی اسی صورت میں جسے اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے منتخب فرمایا' اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ میں غور کر کہ جب بنی اسرائیل نے ان کی تعظیم میں غلو کیا اور آپ ان سے نکل گئے تو کس طرح اللہ تعالیٰ کی بجائے ان کی عبادت کی گئی تو جس حال سے نکلے تھے اس سے زیادہ شدید حال درپیش ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ کے ساتھ بندے کے اختیار کی اصل وجہ صرف یہ ہے کہ بندہ گمان کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کے لیے پیدا کیا گیا جبکہ حق تعالیٰ نے بندے کو صرف اور صرف اپنے لیے پیدا فرمایا ہے پس وہ اپنے بندے کو صرف وہی کچھ عطا فرماتا ہے جو اس لائق ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔

اور آپ نے فرمایا کہ علم الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والے علم روحانی کی علامت سے یہ امر ہے کہ اسے عقول و افکار ناپسند کریں اور اسے صرف ایمان کی وجہ سے قبول کریں اور یہ اس لیے ہے کہ وہ موت اکبر کے دربار سے ظاہر ہوا جو کہ نفوس کی موت ہے اور نفس موت سے بھاگتا ہے کیونکہ وہ اسے عدم سے ملا دیتی ہے۔

اور فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے جہان پیدا فرمایا اپنے جلال محض میں کبھی تجلی نہیں فرمائی وہ تو صرف اپنے جمال کے جلال میں جلوہ گری فرماتا ہے۔

القطب الغوث کا مقام

اور فرمایا کہ اللہ وحدہ کے ساتھ ہر زمانے میں صرف قطب غوث کو خلوت نصیب ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے ہیکل نورانی کو دار آخرت کی طرف منتقل ہونے کی وجہ سے چھوڑ دے تو حق تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو انفرادیت بخشتا ہے ایک زمانے میں دو شخصوں کو کبھی بھی انفرادیت سے نہیں نوازتا۔ فرمایا کہ یہ خلوت کتاب وسنت میں وارد ہے لیکن اہل اللہ کے بغیر اس کا شعور کسی کو نہیں ہوتا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ مسئلہ بعینہٖ شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام میں دیکھا ہے۔ فرمایا: غیر قطب کی خلوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہوتی وہ تو صرف استعداد کی زیادتی اور اطاعات سے مشغول کرنے والے لوگوں سے دوری کے لیے ہوتی ہے اس کے سوا نہیں۔

کمال ایمان

اور فرمایا کہ بندے کا ایمان کامل نہیں ہوتا یہاں تک کہ شک نہ ہونے میں اس کے نزدیک غیب' شہادت کی طرح ہو جائے اور اس سے سارے جہان میں ایمان سرایت کر جائے پس وہ اپنی جانوں' مالوں اور اہل وعیال کے متعلق اس سے قطعی طور پر بے خوف ہوں اور اس بے خوفی کے درمیان کوئی تہمت واقع نہ ہو۔

فرمایا: سب سے کامل ایمان وہ ہے جو کہ تجلی الٰہی سے ہو کیونکہ اس وقت وہ رسل علیہم السلام کے ایمان کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور اس سے کم وہ ایمان جو دلیل سے ہو۔ تو جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کو معلوم ہوا کہ رسل علیہم السلام کا ایمان دلیل سے نہیں ہوتا تو انہیں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے ایمان کی حقیقت کا سوال نہ کیا اور یہ اس لیے کہ حقیقت متقاضی ہے کہ اس پر کوئی دلیل نہیں اور توحید عام میں رسل علیہم السلام حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہیں جس طرح کہ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ وہ بھی مامور ہیں جس طرح ہم مامور ہیں کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے مقلد ہیں اور ہم ان کے مقلد ہیں۔

اور آپ نے فرمایا کہ جو رتبۂ ایمان کے ساتھ متحقق ہوا اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ رتبۂ ایمان والے کیلئے تمام مراتب ایمان اسی طرح ہوتے ہیں جس طرح اعداد کلیہ اور جزئیہ کے مراتب کے لیے ایک کا مصاحب ہونا کیونکہ وہ ان کی وہ اصل ہے جس پر انکی شاخوں اور پھلوں کی بنیاد ہوتی ہے۔

مقام ولایت

اور آپ نے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ اور عالم بالا کی ارواح کی وصف یوں بیان نہیں کی جا سکتی کہ وہ اولیاء ہیں اور نہ ہی انبیاء جس طرح کہ انس وجن کے صلحاء کیونکہ اگر وہ انبیاء اور اولیاء ہوتے تو اسماء سے ناواقف نہ ہوتے۔

حقیقت ایمان

اور آپ نے فرمایا کہ حقیقت ایمان کو عبارت میں بیان کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایسی چیز ہے جو کہ سینے میں جاگزیں ہوتی ہے اس کی تعبیر ممکن نہیں اور فرمایا کہ حدیث پاک میں جو الفاظ وارد ہوئے جنہیں استعمال کرنے والے پر ایمان کا حکم لگایا جاتا ہے تو وہ سب کے سب تصدیق ویقین کی طرف لوٹتے ہیں جو کہ دونوں فطرتی طور پر بندے کے قلب میں جاگزیں حقیقت کے علم کے

دروازے کی کنجیاں ہیں۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان الفاظ کی حقیقت کا سوال نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے ان ارباب ایمان سے بحث کی بلکہ انہوں نے ان کا حکم ظاہر پر جاری کیا اور ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کی سپرد کر دیا۔ یہ عوام کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کے ایمان کی حقیقت کے متعلق سوال فرمایا۔

اور آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو جب اس کے شیخ کے متعلق پوچھا جائے تو چاہیے کہ یوں کہے کہ میں اس کا خادم تھا اور یہ نہ کہے کہ میں اس کا صاحب تھا کیونکہ مقام صحبت بہت نادر ہے۔

اور فرمایا کہ جب بندے کی توحید کامل ہو جائے تو اسے درست نہیں کہ مخلوق میں سے کسی پر سرداری کرے کیونکہ وہ وجود اللہ کے لیے دیکھتا ہے۔

خلق افعال-کسب-حکم اور اثر

اور فرمایا کہ جب افعال کے مسئلہ میں کسب کے قول کی حقیقت یہ ہے کہ کسب' ممکن کے ارادے کا کسی فعل سے متعلق ہونا ہے تو اس تعلق کے وقت اقتدار الٰہی اس کی ایجاد فرماتا ہے پس اس کا نام ممکن کے لیے کسب اس معنی میں رکھ دیا گیا کہ اس نے اس کی طرف محتاج ہونے کے بعد اس کے ساتھ فائدہ لینے کو کسب کیا۔ پھر فرمایا کہ جس نے تحقیقی نظر کی اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی مخلوق کو کسی شے کے فعل میں تکوینی حیثیت سے کوئی اثر نہیں۔ اس کے لیے تو اس میں صرف حکم ہے۔ اسے سمجھ لے کیونکہ لوگوں کی غالب اکثریت حکم اور اثر میں فرق نہیں کرتی۔

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی حرکت یا ان امور سے کسی معنی کی ایجاد کا ارادہ فرمائے جن کا وجود ان کے مادوں کے بغیر درست نہیں ہوتا کیونکہ ان کا خود بخود قائم ہونا محال ہوتا ہے کیونکہ ایسے محل کا وجود ضروری ہے جس میں اس کی تکوین ظاہر ہو جو کہ خود بخود قائم نہیں ہوسکتا تو محل کے لیے جو کہ بندہ ہے اس ممکن کی ایجاد میں حکم ہے جبکہ اس کے لیے اس میں اثر نہیں اور اگر یہ حکم نہ ہوتا تو خلق کی طرف افعال کی نسبت حس کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی اور کسی شے میں حس پر اعتماد نہ کیا جاتا' اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ممکن کے لیے اصلاً قدرت نہیں۔ اس کے لیے تو صرف اس کے ساتھ اثر الٰہی کے تعلق کو قبول کرنے میں پختگی ہے کیونکہ وصف اخص جس کے ساتھ الوہیت منفرد ہے اس کا قادر ہونا ہے۔ پس ممکن کے لیے قدرت ثابت کرنا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ گفتگو اشاعرہ کے ساتھ ہے جو کہ قدرت ثابت کرتے ہیں لیکن اس سے فعل کی نفی کرتے ہیں' اور ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کی کہ امام غزالی رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا ہے کہ کسب کے مسئلہ کی الجھن کبھی بھی زائل نہیں ہوسکتی' تو فرمانے لگے کہ اس کی الجھن کشف کے طریقے سے زائل ہو جاتی ہے اور یہ اس لیے کہ اہل سنت کے اجماع کے ساتھ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی خالق ہے اور بندے کے لیے تو صرف اس کی نسبت کو اس کی طرف قبول کرنا ہے اور کچھ نہیں۔ پھر فرمایا جو کلیتہً شک دور کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ مخلوق اول کے بارے میں غور کرے جس سے پہلے کبھی کوئی مادہ موجود نہیں تھا اور سوچے کیا

وہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہے جس کی طرف فعل کی نسبت کی جائے تو اس کا اشکال زائل ہو جائے گا کیونکہ اس وقت کسی مخلوق کا وجود درست نہیں جس کی طرف فعل کی نسبت کی جائے۔ پس اس کا قول ساقط ہو جاتا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں کبھی بھی اکیلے اللہ تعالیٰ کا فعل نہیں ملتا۔ کائنات کی شرکت کے سوا چارہ نہیں۔ پس غور کر۔ امام شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدی الشیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نے فتوحات میں اس طرح کی کلام ذکر کی ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ مرد کا کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناتے ہوئے اپنے دشمنوں سے اچھا سلوک کرے' کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک فرماتا ہے جنہیں اپنا دشمن قرار دیتا ہے۔

اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے جس کی توحید درست ہو اس سے ریاء' خود بینی اور راہ ہدایت سے گمراہ کرنے والے تمام دعووں کی نفی ہو جاتی ہے' اور یہ اس لیے کہ وہ مشاہدہ کرتا ہے کہ تمام افعال وصفات اس کے لئے نہیں ہیں وہ تو صرف اللہ وحدہ کے لیے ہیں اور کوئی بھی دوسرے کے عمل کے ساتھ خود بینی نہیں کرتا نہ ہی اس سے زینت حاصل کرتا ہے۔

اجتماع ضدین نا درست ہے

اور فرمایا: کمال اسلام کے ساتھ اعتراض نہیں ہوتا' کمال ایمان کے ساتھ تاویل نہیں ہوتی' احسان کے ساتھ بے ادبی نہیں ہوتی' معرفت کے ساتھ قصد نہیں ہوتا' اخلاص فی العمل میں لذت نہیں ہوتی اور علم کے ساتھ جہالت نہیں ہوتی۔

اور فرمایا: جس کا مالک اس کا نفس ہو اسے تدبیر کی آگ کے ساتھ عذاب دیا جاتا ہے' اور جس کا مالک اللہ تعالیٰ ہو اسے اختیار کی آگ کے ساتھ عذاب دیا جاتا ہے' اور جو عجز سے عاجز ہو اللہ تعالیٰ اسے اعمال کی حلاوت چکھاتا ہے۔

اور فرمایا کہ جس نے اپنے نفس سے ہر سانس میں تغیر وتبدل کا ادراک کر لیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کل یوم فی شان کا عالم ہے۔ نیز فرمایا کہ طلب کا تعلق صرف معدوم کے ساتھ ہے۔

اور فرمایا کہ فقیر کے حق میں نفس کے گم پانے کی علامت اس کی دنیا وآخرت کے امور میں سے کسی چیز کی خواہش نہ کرنا ہے۔

اور فرمایا: جسے لوگوں نے پہچان لیا یا جس نے لوگوں کو پہچان لیا وہ آزمائش کے ساتھ خاص کیا گیا لیکن پہلا اللہ تعالیٰ کے ساتھ آزمایا گیا اور دوسرا اپنے نفس کے ساتھ آزمایا گیا۔

اور فرمایا: ایمان کا محل دنیا اور ولایت کا محل آخرت ہے۔

اور فرمایا: سیادت صرف اسی کے لئے اور عبودیت صرف تیرے لیے ثابت ہے پس سید مملوک نہیں اور بندہ مالک نہیں اور فرمایا کہ مکاتب غلام ہے۔ جب تک کہ اس پر کوئی چیز باقی ہے۔ پس اگر پوری کر دے تو اپنے سردار کی غلامی سے نکل گیا اور اپنے نفس کی غلامی میں داخل ہو گیا اور اگر پورا نہ کرے تو اس کا حال موقوف ہے اور اس کا خاتمہ نامعلوم۔

اور فرمایا: عبد جب تک ایک سردار کی غلامی میں ہے اس کا رزق اس کی طرف اٹھا کر لایا جاتا ہے۔ مکاتب اپنے رزق کی طلب میں کوششیں کرتا ہے اور وہ تین کی غلامی میں ہے۔ اپنے سردار' اپنے نفس اور اپنے فرض کی غلامی میں۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص وحدانیت پر دلیل طلب کرتا ہے گویا اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ رکھتا

ہے۔

اور فرمایا کہ جو تجھ سے مشورہ طلب نہیں کرتا اور نہ ہی سوال کرتا ہے اسے نصیحت نہ کر مگر جبکہ اللہ تعالیٰ تجھے دو امور میں سے ایک عطا فرمادے یا تو کشف تام جس میں محو و اثبات کو دخل نہ ہو یا پھر ذہن میں القاء ہو کیونکہ فقراء سے مشورہ طلب کرنے کا قصد صرف شئی ثابت کی حقیقت کو کھولنا ہے۔ اس کے سوا نہیں۔

اور فرمایا کہ رزق اپنے مرزوق کی طلب میں گردش کر رہا ہے جبکہ مرزوق اپنے رزق کی طلب میں سرگرداں اور ان میں سے ایک کے سکون کی وجہ سے دوسرا حرکت میں آ جاتا ہے اور فرمایا: یہاں اس سے تیری غفلت کے اندازے پر وہاں اس کے پاس تیری حاضری دراز ہوگی مگر وہ حساب کی حاضری ہے نہ کہ عتاب کی۔

اور فرمایا: اس دور میں عارف اس امر کا محتاج ہے کہ اپنی اور اپنے بھائیوں کی حال کے ساتھ حمایت کرے گرچہ ایک دفعہ ہو تو اگر یہ ادب میں نقص ہوگا تو وہ علم میں کمال ہے۔

اور فرمایا: ورثۂ انبیاء علیہ السلام کے اخلاق اور اوامر الٰہیہ کی تعمیل' اور باکمال مومنوں کے اخلاق ممنوعات سے بچنا ہے جبکہ شیاطین کے اخلاق اس کی ضد ہیں اور حیوانات کے اخلاق ان سب کے برعکس ہیں تو جسے اپنے نفس کی حقیقت کا علم نہیں وہ اپنے عمل کی حقیقت کو جانے' کیونکہ کپڑا اپنے پہننے والے پر دلالت کرتا ہے۔

اور فرمایا: علوم الٰہیہ صرف فارغ برتنوں میں نازل ہوتے ہیں' پھر آپ نے کسی کا شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میرے پاس اس کی محبت آئی جبکہ ابھی میں محبت پہچانتا ہی نہیں تھا۔ اسے خالی قلب مل گیا پس قابض ہو گئی۔

اور فرمایا: جسم کی استعداد کے مطابق اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور استعداد کچھ نہیں سوائے عمل کے اور روح کچھ نہیں سوائے معرفت کے۔

اور فرمایا: جب گھر کے سوراخ زیادہ ہو جائیں تو اس کا امن گھٹ جاتا ہے اور روشنی زیادہ ہو جاتی ہے۔

اور فرمایا دروازے پر قفل ہے اور اس کی کنجی گھر والے کے پاس ہے اور گھر والا اس کے اندر ہے تو جس نے کنجی طلب کی تو گھر والے تک اور کنجی تک پہنچ گیا اور جس نے گھر والا طلب کیا وہ کنجی تک پہنچا نہ گھر والے تک۔

فرائض و سنن کی حقیقت

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرائض کنجی اور سنتیں دندانے ہیں' تو کنجی کے دندانوں میں کمی ہوئی تو نقصان ہوگا' اور اگر زائد ہوں تو حکم پھر بھی اسی طرح ہے البتہ اگر اسے اکھاڑ دیا جائے تو نقصان نہیں ہوگا۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب سورج غروب ہونے کا وقت ہوتا ہے تو لوگ اپنی ضروریات اور روشنی کے سامان کے ساتھ اپنے گھروں کو جانے کی تیاری کرتے ہیں' یہ بصیرت والوں کے لیے نصیحت ہے۔

اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کے ساتھ ہے' اس حقیقت کو خصوصیت کے ساتھ انسان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور فرمایا کہ جہان میں کفر صرف اس لیے واقع ہوا باوجود یکہ میثاق اول لینے کے وقت تمام کفار موجود تھے کیونکہ وہاں ان کا ظہور تدریجاً تھا جس طرح کہ یہاں ان کا ظہور ہے لیکن ہونے اور زمانے کے اعتبار سے اس صفت کے خلاف' اور جو موجود نہیں تھا اس نے بعض کو مانا اور بعض کو نہیں مانا' اور موجودات پر عہد لینا اس حال میں تھا کہ وہ روحانی طور پر متجسد تھیں اور اگر روحانیت نہ ہوتی تو انہیں بلیٰ کے ساتھ بولنا اور جواب دینا حاصل نہ ہوتا۔ تو حقیقت میں ان کی طرف سے جواب صرف ارواح نے دیا نہ کہ اجسام نے کیونکہ اولیت میں موجودات ان جسموں سے عبارت ہے جن کے ساتھ ارواح متعلق ہیں لیکن روح جسم پر غالب ہے اس کے ساتھ جسم کا ظہور نہیں۔

اور میں نے سنا کہ آپ فرمار ہے تھے کہ فرق اسلامیہ میں ان لوگوں سے زیادہ برا حال کسی کا نہیں جو کہ ذات کے متعلق اپنی عقل قاصر کے ساتھ کلام کرتے ہیں' کیونکہ اللہ عزوجل اپنی عزت کے حرم میں اس سے منزہ ہے کہ اس کی مخلوق کے اوصاف سے اس کا ادراک کیا جائے' اسے جانا جائے' عقل ہو یا علم' روح ہو یا سر' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حواس ظاہرہ اور باطنہ کو صرف اور صرف محسوسات کی معرفت کا راستہ قرار دیا ہے۔ اس کے سوا نہیں' اور عقل بلاشک وشبہ ان میں سے ہے پس اس کے ساتھ حق تعالیٰ کا ادراک نہیں ہوسکتا کیونکہ حق تعالیٰ محسوس ہے نہ علم وعقل میں آنے والا۔

اور فرمایا: افلاک قلوب کی گردش سے گھومتے ہیں اور قلوب ارواح کے ساتھ۔ ارواح اجسام کے ساتھ' اجسام اعمال کے ساتھ اور اعمال قلوب کے ساتھ گردش کرتے ہیں پس آخر اول آخر کے لئے لوٹا۔

اور فرمایا کہ اپنے آپ کو نافرمانیوں میں گرنے سے بچاؤ۔ پھر تم کہتے ہو کہ یہ ابلیس کی طرف سے ہے کیونکہ ابلیس تم سے اس مکان میں بیزاری کا اظہار کرے گا جہاں جھوٹا بھی سچ بولے گا اور یہ اس وقت ہوگا جب وہ آگ میں خطبہ دے گا اور اپنے خطبہ میں کہے گا فلا تلوموني ولوموا انفسكم یعنی مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے کو ملامت کرو یعنی میں نے تمہیں گمراہ نہ کیا حتیٰ کہ تم خود نافرمانیوں میں گرنے کی طرف مائل ہوئے۔ وما كان لي عليكم من سلطان اور مجھے تم پر غلبہ حاصل نہیں تھا یعنی تمہارے مائل ہونے سے پیشتر۔ پھر فرمایا کہ اگر نافرمانوں نے خود معصیتوں میں پڑنا طلب نہ کیا ہوتا تو ان پر حجت قائم نہ کی جاسکتی۔ اسے سمجھو۔

اور فرمایا کہ عارفین آنکھوں سے وہ کچھ پہچانتے ہیں جسے لوگ بصیرتوں سے پہچانتے ہیں اور بصیرتوں کے ساتھ ان حقائق کی معرفت حاصل کرتے ہیں جن کا ان کے سوا کسی کو ادراک ہو ہی نہیں سکتا اور اس کے باوجود وہ اپنے اوپر اپنے نفسوں سے بے خوف نہیں ہوسکتا۔

اور فرمایا: جو دل میں ہے چہرے پر ظاہر ہوتا ہے اور جو نفس میں ہے لباس پر ظاہر ہوتا ہے اور جو عقل میں ہے آنکھ میں ظاہر ہوتا ہے اور جو سر میں ہے قول میں ظاہر ہوتا ہے اور جو روح میں ہے ادب میں ظاہر ہوتا ہے اور جو صورت میں ہے سب کچھ حرکت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اور فرمایا: جب تو عورتوں کے درمیان عدل پر قدرت نہیں رکھتا جبکہ وہ ناقص ہیں تو مردوں کے درمیان عدل کیسے کر سکے گا جبکہ وہ باکمال ہیں۔

اور فرمایا: ارباب احوال جسم کی سیاہی کے ساتھ ساتھ چہروں کی زردی' آنکھوں کی فراخی' آواز کی پستی اور ان کے متعلق جو کہا

جائے اسے سمجھنے کی قلت سے پہچانے جاتے ہیں اور ایک اور دفعہ فرماتے ہوئے سنا کہ ارباب احوال کشتیوں کی طرح ہوا کے ساتھ تیز تیز چلتے ہیں۔ اگر رک جائے تو رک جاتے ہیں جبکہ عارفین پہاڑوں کی طرح ہیں۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک علوم اپنی کانوں میں ہیں مطلقاً وسیع ہیں کسی قسم کی تبدیلی قبول نہیں کرتے۔ جب حروف کے ساتھ مقید ہو کر ظاہر ہوں تو ان میں وہی تبدیلیاں اور عبارات کے اختلاف داخل ہو جاتے ہیں جو کہ کائنات میں ہوتے ہیں۔

اور فرمایا کہ وجود میں کثرت کا مشاہدہ جاہل کی جہالت اور عالم کا علم زیادہ کرتا ہے اور فرمایا کہ کسی کے ساتھ اس کی طبیعت میں جھگڑا مت کر کیونکہ وہ اپنے نفس کا یا کائنات کا غلام ہے اور اگر ہو تو اس کے مالک کا پتہ کر پھر اس سے جھگڑا کر۔

عقل، نفس، روح، ستر اور انسان کے اوصاف

اور فرمایا کہ علم، معرفت، ادراک، فہم اور تمیز عقل کے اوصاف سے ہیں اور سمع، بصر، حس، ذوق، سونگھنا، شہوت اور غضب اوصاف نفس سے ہیں۔ نصیحت کرنا، محبت کرنا، سر تسلیم خم کرنا، طاعت کے لئے جھک جانا اور صبر کرنا اوصاف روح سے ہیں اور فطرت، ایمان، سعادت، نور، ہدایت اور یقین اوصاف ستر سے ہیں جبکہ عقل، نفس، روح اور سر سب کے سب اس معنی کے اوصاف ہیں جسے انسان کہا جاتا ہے اور یہ حقیقت واحدہ ہے جس میں تمیز نہیں اور یہ حقیقت اور اس کے اوصاف اس متحرک صاحب امتیاز جسم کی روح ہیں اور سب کے سب اس قالب کی صورت میں اور سب کا مجموعہ تمام عالم کی روح ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلام کسی عارف سے سنی نہ کسی کتاب میں لکھی دیکھی اور یہ ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ کے معرفت میں عالی مرتبت ہونے کی دلیل ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ عبادات اس مٹھائی کی طرح ہیں جس میں زہر ملی ہوئی ہو تو جس طرح نفس اس سے قلیل پر بھی راضی نہیں ہوتا پس بچ جاتا ہے اسی طرح اس کے فعل کثیر پر صبر نہیں کرتا پس غنیمت پاتا ہے۔

اور فرمایا سب سے شدید عذاب روح کا سلب ہونا، سب سے کامل نعمت نفس کا سلب ہونا، سب سے لذیذ علم معرفت حق اعمال میں افضل، ادب، اسلام کی ابتداء سر تسلیم خم کرنا اور ایمان کی ابتداء رضا ہے اور فرمایا ایمان جسم کے مطابق جسم لوتھڑے کے مطابق اور لوتھڑا القمہ کی اصلاح کے مطابق رنگ بدلتا ہے اور جو اس کے خلاف کہتا ہے تو اس کے پاس تحقیق نہیں ہے۔

اور فرمایا: راسخ فی العلم کی علامت یہ ہے کہ اسے سلب کے وقت تمکین زیادہ ہو، کیونکہ وہ حق کے ساتھ اس طرح ہے جس طرح اسے پسند ہو نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ ہے جیسا کہ وہ پسند کرے۔ تو جو اپنے علم کے حال میں لذت پائے اور اس کے سلب کے وقت اسے غم پائے تو وہ غیب و حضوری میں اپنے نفس کے ساتھ ہے۔

اور فرمایا کہ متواضع کی شرط یہ ہے کہ تواضع کے مشاہدہ کے وقت غائب ہو جائے اور فرمایا کہ لقمے کا اثر قلب میں سلب کے اثر سے زیادہ ہوتا ہے لیکن جب قلب کی توجہ کسی علت کے بغیر ہر حرکت وسکون میں حق کی طرف جاری رہے تو فتح کا دروازہ موجود ہے اور یہ ضروری ہے اور بندہ جب تک حق کی طرف متوجہ رہے تو مدد فیض رساں ہے اور قریب ہے کہ اسے مراتب کمال تک پہنچا دے۔

اور فرمایا کہ یہ بات بندے کے لئے قبیح ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ خرق عادات کی طرف مائل ہو اور منعم کی بجائے نعمت سے

الفت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو صرف اس لئے نعمتیں عطا فرمائی ہیں تا کہ ان کی وجہ سے وہ اس کی طرف عبد عاجز ہو کر رجوع کرے تا کہ وہ اس کے لئے رب کارساز ہو۔ پس غور کر کہ تو نے اپنے رب کے بدلے کیا شے طلب کی۔ کیا تم اسے جو ادنیٰ ہے اس سے بہتر کے بدلے لیتے ہو۔ مصر میں اتر جاؤ کیونکہ تمہارے لیے وہی کچھ ہے جو تم نے مانگا۔ پھر فرمایا ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی گئی یعنی اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور چیز کو اختیار کیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی طرف مائل ہونا مذموم ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے احکامات کے۔

بعض مریدین کے سوالات اور ان کے جوابات

پس شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: یا سیدی! حق کے سوا ہر شے مجہول معدوم ہے سوائے حق کے کہ وہ معروف موجود ہے تو بندے کے لئے یہ کہاں سے ہوا کہ وہ معرفت و وجود کی بجائے جہل و عدم کی طرف الفت کرتا اور مائل ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جہل اور عدم ہمارے ظہور کی اصل ہیں جبکہ وجودُ حق کے ظہور کی اصل ہے اور اس کے بندوں کے ہاتھوں میں جو معرفت اور وجود حاصل ہوا تو اس کا فضل اور رحمت ہے اور انہیں جو جہل و عدم حاصل ہوا وہ اس کا عدل اور نعمت ہے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں فرماتا پھر وہ اپنے رب کی طرف جمع کئے جائیں گے۔

اور آپ سے پوچھا گیا کہ جو کھانے ایسے لوگوں کے گھروں سے بھیجے جاتے ہیں جو پرہیز گاری اختیار نہیں کرتے ان کا کھانا کیسا ہے؟ تو فرمایا کہ بندے کے لئے نہیں چاہئے کہ اسے مختار کے نہ ہونے کی صورت میں اختیار ہو تو مختار کے ہوتے ہوئے اسے اختیار کیسے ہوگا۔ لیکن اگر تو فی الحقیقت بھوکا ہے تو ضرورت کے مطابق کھالے اور اس کے بعد جو باقی بچے اس کے لئے لوٹا دے جسے اللہ تعالیٰ چاہے اور اپنے نفس کے لئے قابل تعریف حال کی تدبیر مت کر تو مرتبہ تحقیق سے نکل جائے گا اور اس کے حضور سوال کر کہ اپنے جود وکرم سے دنیا وآخرت میں تیری ستر پوشی فرمائے۔

اور بعض بھائیوں نے آپ سے عرض کی: یا سیدی! اجازت عطا فرمائیں کہ جب آپ فوت ہوں تو میں آپ کو فلاں مقام میں دفن کروں اور آپ کے لئے تابوت اور پردہ بناؤں تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے تو زندگی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اختیار نہیں ہے تو موت کے بعد اختیار کیوں کر ہوگا۔

اور فرمایا کہ امتحان کے مواقع میں گھبرانے سے بچو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے زیادہ سخت امتحان میں ڈال دے گا تو شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ حصول استعداد کے وقت ہی صبر درست ہوگا اور جسے استعداد نہیں تو وہ صبر کیسے کرے گا؟ تو فرمایا کہ حق پر قید مت رکھو کیونکہ اس کے مظاہر اس کے شیون' اس کے اسماء اور اس کی صفات سے اس کی طرف راستے بہت وسیع ہیں جبکہ استعداد ایک راستہ ہے۔

اور فرمایا کہ فقیر کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے شیخ سے تمام بوجھ اٹھالے کیونکہ جس نے اپنے بوجھ اپنے شیخ پر ڈال دیئے وہ بے ادب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جب اسے اس کی عادت ہو جائے تو اس کا نفس اس امر سے الفت کرنے لگتا ہے تو اس کی استعداد ناقص ہو جاتی ہے تو جب اسے صدمہ پہنچتا ہے تو اس کی دیوار ڈھ جاتی ہے اور اس کا شیخ اسے کھڑا کرنے والا نہیں ہوتا۔

فرمایا: جب احوال اپنے صاحب کو لازم ہوں یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ اپنی حس سے غائب ہو جائے تو یہ نقص ہے اور جب بھی حال میں خفت آئے اور اس کا وجود تاخیر کرے تو یہ صاحب حال کے حق میں خیر کثیر ہے اور غائب سے حاضر کہاں اور معدوم سے موجود کہاں ہے؟

شیخ شبلی اور حلاج کی کلام میں فرق

اور حکایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت شبلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ حلاج کو سولی چڑھایا جا رہا تھا کہ مجھے اور حلاج کو ایک برتن سے سکر حاصل ہوا۔ یہ بات حلاج تک پہنچی تو اس نے کہا کہ اگر وہ اس طرح پیتا جس طرح میں نے پیا تو اسے اسی طرح سکر ہوتا جس طرح مجھے ہوا پس مشائخ نے کلام شبلی کو ان کے صحو کی وجہ سے کلام حلاج پر مقدم گردانا۔

اور فرمایا کہ جس میزان سے مردوں کو تولا جاتا ہے وہ میزان حق کی طرح ایک ہے۔ جمع کا صیغہ تو وزن کی گئی اشیاء کے فرق کی وجہ سے بولا گیا ہے۔

ایک آیت کی تفسیر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ ان لاتخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون** (حم السجدہ آیت ۳۰) بیشک جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر اس پر پختگی سے قائم رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اس کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ **الذین قالوا ربنا اللہ** سے مراد باکمال انبیاء علیہم السلام ہیں۔ **ثم استقاموا** سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ **تتنزل علیھم الملائکۃ** سے مراد عام انبیاء علیہم السلام ہیں اور جنہیں خوف نہیں کامل اولیاء ہیں جبکہ جنہیں غم نہیں عام اولیاء اللہ ہیں اور جنہیں **البشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون** کہا جائے گا وہ ایمان والے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے ثواب کی طلب میں کی۔

القطب الغوث

اور آپ سے قطب غوث کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ ہمیشہ مکہ شریف میں مقیم رہتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا قطب غوث کا قلب ہمیشہ حق کا طواف کرتا رہتا ہے جو اسے گھیرے میں لئے ہوئے ہے جیسا کہ لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں پس وہ ہر سمت میں وجہ حق دیکھتا ہے جیسا کہ لوگ بیت اللہ کی طرف منہ کرتے ہیں اور اسے ہر سمت سے دیکھتے ہیں کیونکہ اس کا مرتبہ حق تعالیٰ سے وہ تمام فیض حاصل کرنا ہے جس کا مخلوق پر فیض فرماتا ہے اور وہ زمین میں جہاں اللہ تعالیٰ چاہے اپنے جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: جان لو کہ شہروں میں سب سے کامل مکہ معظمہ اور گھروں میں سب سے کامل بیت الحرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یجبیٰ الیہ ثمرات کل شیئ** (القصص آیت ۵۷) اس کی طرف ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں اور ہر زمانے میں مخلوق میں

سب سے کامل قطب ہوتا ہے۔ پس شہراس کے جسم کی مثل ہے جبکہ بیت اس کے قلب کی مثل ہے۔

اور آپ سے عالم حس اور برزخ مطلق کے درمیان فصل کرنے والے برزخ کی طرف ان دونوں کے ساتھ شاہد کے متصل ہونے کی حالت میں لوگوں کے دنیا سے اترنے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا والتفت الساق بالساق یعنی پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جائے جیسے لا کا لپٹنا' پھر فرمایا اس کی وضاحت یہ ہے کہ وسعت سے تنگی کی طرف شروع ہو جا پھر جس سوئے کے ساتھ ٹوکریاں سیا کرتے تھے اس کے ساتھ زمین میں لا کی شکل بنائی اور فرمایا اس حرف کو دیکھو کیونکہ یہ اپنے لپٹنے کی وجہ سے صوری اور معنوی طور پر اپنے آپ پر دلالت کر رہا ہے جیسا کہ خلق کی حق پر دلالت ہے اور اس کے برعکس۔ اسے سمجھو۔

اور آپ سے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول و جعلنا اللیل والنھار آیتین (بنی اسرائیل) اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں کیا۔ کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ مخفی ہونا اور چھپنا اور حس سب سے سچا گواہ ہے پس سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جواب پورا ہو گیا۔

اور فرمایا کہ مجذوبوں کے لئے اعمال کی جنت میں کوئی قدم ہے نہ مکان مخصوص جس کی طرف وہ رجوع کریں اور نہ ہی کھانے پینے اور نہ ہی نکاح وغیرہ میں کوئی قدم ہے ماسوائے صرف مشاہدۂ حق کے کیونکہ وہ اس میں وصف مشاہدہ میں خصوصیت کے ساتھ اہل جنت کے ساتھ شریک ہوں گے۔

اہل حرفت عند اللہ مجذوبوں سے باعظمت ہیں

پھر فرمایا کہ عام لوگ اور اہل صنعت وحرفت اللہ تعالیٰ کے دربار میں مجذوبوں سے زیادہ باعظمت ہیں کیونکہ یہ حضرات اسباب کے اہتمام میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کثرت سے رکھتے ہیں اور فقراء اور ظالم ان کے مال کھاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے آپ کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کے لئے چاروں جنات' جنت فردوس' جنت الماویٰ' جنت النعیم اور جنت عدن میں سے ہر جنت کی نعمتیں ہیں اور جنت عدن مشاہدہ اور زیارت کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور فرمایا کہ مجاذیب اور اطفال حالت میں برابر ہیں مگر اطفال جنت میں سیر کرنے کی وجہ سے مجاذیب سے امتیاز رکھتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ اطفال جنت میں غوطہ لگانے والے ہیں۔

اور فرمایا کہ اہل جنت کی اٹھان صورت اور معنی دونوں اعتبار سے دنیوی اٹھان سے جداگانہ ہے جس پر کہ ہم اس وقت ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث پاک میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ ان فی الجنۃ مالا عین رات ولا اذن سمعت کہ جنت میں وہ کچھ ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور اس کی وضاحت یہ ہے جب تک شخص میں حجاب بشریت موجود رہتا ہے وہ جنت کے احوال نہیں جانتا کیونکہ جنت شہود و اطلاق کی مخلوق ہے۔ حجاب وتقید کی نہیں۔ اسی لئے احوال جنت کا علم عارفین کے ساتھ خاص ہے۔

پھر فرمایا: اے میرے بھائی تجھے معلوم ہو کہ حق تعالیٰ نے ہمارے لئے سننا' دیکھنا' سونگھنا' چکھنا' ٹٹولنا اور نکاح میں لذت اور حکم اور محل کے اعتبار سے متغایر حقائق۔ باوجودیکہ یہ باطن میں متحد ہیں کا ادراک مقرر فرمایا کیونکہ ادراک صرف نفس کے لئے ہے

اور وہ مخصوص سوراخوں کے ساتھ حقیقت واحدہ ہے اور ان حقائق میں آثار کا متنوع ہونا ان کے مقامات کے متنوع ہونے کی وجہ سے ہے تو جب تجھے یہ معلوم ہوگیا تو جان لے کہ یہاں حکم اور محل کے اعتبار سے ان متغایر صفات میں آخرت میں حکم اور محل کے اعتبار سے اتحاد واقع ہوگا۔ پس وہ آلہ بصارت' آلہ کلام' آلہ نطق' آلہ ذوق اور سونگھنے کے آلے کے ساتھ سنے گا اور کسی تضاد کے بغیر اس کی ضد میں یہی حکم ہے پس وہ اپنے پورے جسم کے ساتھ دیکھے گا۔ اسی طرح سنے گا۔ اسی طرح کھائے گا' اسی طرح نکاح کرے گا' اسی طرح مہک لے گا' اسی طرح بولے گا اور اسی طرح ادراک کرے گا۔

پھر فرمایا کہ اہل جنت کے احوال کی اس نادر شان کا پایا جانا عقل کے مطابق صحیح نہیں کیونکہ جو اسے سنے گا اس کی عقل میں یہ محال ہوگا تو ان حقائق کا کیا کہنا جو اس سے بھی عظیم ہیں اور فرمایا کہ سیدی عمرو بن الفارض رضی اللہ عنہ کے بغیر میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان مذکورات پر گفتگو کی ہو۔ آپ نے قصیدہ تائیہ میں انہیں ذکر فرمایا ہے اس طرف رجوع کرو۔

ان الجنۃ تشتاق الیٰ اربع کی شرح

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جنت چار حضرات کی مشتاق ہے عمار' علی' سلمان اور بلال رضی اللہ عنہم۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چار حضرات کو اس لئے خاص فرمایا کہ یہ جنت کی ارواح ہیں اور ان کے ساتھ شدید مناسبت رکھتے ہیں کیونکہ عمار رضی اللہ عنہ عمارت سے' علی رضی اللہ عنہ علو سے' سلمان رضی اللہ عنہ سلامتی سے اور بلال رضی اللہ عنہ بلل سے ہے جو کہ رحمت ہے اور فرمایا کہ ان چاروں کو ہی وہ چار نہریں سپرد کی جائیں گی جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے پس یہ حضرات ہر کسی کے حصہ اور مشرب توحید اور اس کی استعداد کے مطابق ان سے چلو بھریں گے۔

اور فرمایا کہ جس درخت سے حضرت آدم علیہ السلام نے کھایا وہ ان افعال کے مظہر کی علت ہے جو کہ ان باکمال انبیاء علیہم السلام کے معمولات کے مقابل ہیں جو کہ درجہ میں آپ سے فائق ہیں۔

سیدی احمد الزاہد وسیدی مدین وغیرہما کا مقام

اور آپ سے سیدی احمد الزاہد اور سیدی مدین اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ عنہم کے متعلق پوچھا گیا جو کہ منازل سلوک طے کراتے ہیں کہ کیا یہ حضرات قطب تھے؟ تو فرمایا کہ نہیں۔ یہ حضرات تو بادشاہ کے دربانوں کی طرح ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی بھی ان کی اجازت اور علم کے بغیر اس تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا تو یہ حضرات لوگوں کو آداب شرعیہ اور حقیقت سکھاتے ہیں اور ان پر جن کرامات اور احوال کا ظہور ہوتا ہے تو وہ صرف ان کے نفوس کی صفائی' ان کے اخلاق اور ان کے مراقبہ ومجاہدہ کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ رہی قطابت تو یہ مقام اس سے بلند ہے کہ اس مقام احوط میں کوئی غیر متصف داخل ہو اور فرمایا کہ اسے شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ نے بیان فرمایا ہے اور فرمایا کہ اس کے سولہ جہان ہیں جن میں سے دنیا وآخرت ایک جہان ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ ان منازل سلوک طے کرانے والے حضرات کے ہاتھوں جو تصرف ظاہر ہوتا ہے کیا یہ قطب کی طرح ان کے لئے اصالتاً ہوتا ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ ان کے لئے اصالتاً نہیں وہ تو ان سے اوپر جو دوائر قطب کی طرف ہیں ان کا فیض ان پر ہوتا ہے اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب مثلاً کوئی شدید مصیبت نازل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو پہلے وہ قطب اسے

قبولیت اور خوف کے ساتھ حاصل کرتا ہے پھر اس کا انتظار کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ لوح محو و اثبات میں ظاہر کرتا ہے جو کہ دونوں اطلاق وسراح کے ساتھ مخصوص ہیں تو اگر اسے محو و تبدیل ظاہر ہو جائے تو اسے اہل تسلیک کے واسطے سے جہان میں نافذ اور جاری کر دیتا ہے جو کہ اس کے دربان ہیں۔ پس وہ اسے نافذ کر دیتے ہیں اور انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ امر کا فیض ان پر ہے اور اگر اس کے لئے ثبوت ظاہر ہو تو اسے اس سے قریبی عدد اور نسبت کی طرف لوٹا دیتا ہے اور وہ دونوں امام ہیں پس وہ اس کا تحمل کرتے ہیں پھر اگر ان دونوں سے قریبی نسبت کی طرف مرفوع نہ ہو تو اسے لوٹا دیتے ہیں اور یہ اسی طرح رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنے دائرہ کے تمام ساتھیوں کی طرف اتارتے ہیں۔ پس اگر مرفوع نہ ہو تو اسے لوٹا دیتے ہیں اور یہ اسی طرح رہتا ہے حتیٰ کہ اپنے دائرہ کے تمام ساتھیوں کی طرف اتارتے ہیں۔ پس اگر مرفوع نہ ہو تو اسے افراد اور ان کے علاوہ عارفین عام ایمان والوں کی طرف پھیلا دیتے ہیں یہاں تک ان کے تحمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے رفع فرما دیتا ہے اور اگر یہ حضرات اسے جہان سے اٹھائیں۔ نہیں تو پلک جھپکنے میں سب کچھ ملیامیٹ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض (البقرہ آیت ۲۵۱) اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کا بعض کے ذریعے بچاؤ نہ کرتا تو زمین برباد ہو جاتی۔

قطب آسمانوں کا ستون ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے خلق السموات بغير عمدٍ ترونها (لقمان آیت ۱۰) اس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر پیدا فرمایا جنہیں تم دیکھ سکو۔ اس کے متعلق فرمایا کہ یہ قطب کی طرف اشارہ ہے جو کہ معنوی ستون ہے جو کہ آسمانوں کو روکے ہوئے ہے۔۔ اس میں اس کے کائنات میں مخفی ہونے کا اشارہ ہے۔

توجیہہ کلام عارف

آپ سے عارفوں میں سے بعض کی کلام کے متعلق سوال کیا گیا کہ انہوں نے اپنی ایک کتاب میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ تمام انبیاء و مرسلین علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک مقام میں جمع ہیں' اور ان میں سے صرف حضرت ہود علیہ السلام نے ان سے کلام کی کہ انہوں نے انہیں مرحبا فرمایا اور اظہار مسرت فرمایا۔ باقی حضرات کی بجائے صرف حضرت ہود علیہ السلام کے کلام کرنے اور خوش ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کلام ہود علیہ السلام کی خصوصیت کا ذکر میرے لیے ممکن نہیں' رہا آپ کا خوش ہونا سو اس لیے کہ اطلاق آخرت اور اس کی نعمتوں کے مقابلہ میں عالم برزخ حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے ایک پابندی ہے' تو یہ حضرات گرچہ برزخ میں اس کا مشاہدہ فرمائیں لیکن جسم کے واسطے کے بغیر پس پردہ ہی مشاہدہ کرتے ہیں کیونکہ ان کے اجسام مبارکہ زمین میں ہیں' جبکہ کامل نعمت تو وہ ہے جو کہ جسم و روح کے اجتماع کے واسطہ سے ہو تو حضرت ہود علیہ السلام کا اس عارف کی وجہ سے جو کہ اس امت محمدیہ میں سے ہیں خوش ہونا مدت برزخ کے ختم ہونے کی وجہ سے خوش ہونا ہے' کیونکہ یہ امت برزخ میں داخل ہونے والی امتوں میں سے سب سے آخری ہے' اور اس عارف نے اپنے متعلق خبر دی کہ وہ دو مہروں میں سے ایک ہے جن میں ایک ساتھ اللہ تعالیٰ ولایت خصوصی پر مہر لگاتا ہے جبکہ دوسری کے ساتھ ولایت عموم پر مہر لگاتا ہے' اور اس عارف کی وجہ سے حضرت ہود علیہ السلام کا خوش ہونا اس کی ختمیت کی تائید ہے کیونکہ آپ نے دو ختموں میں سے ایک کو دیکھا تو فجر اخروی کھلنے

کے قرب کو معلوم کر لیا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سائل نے عارفوں میں سے جس بعض کی طرف اشارہ کیا ہے وہ سیدی محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اور آپ سے احدیث اور اس کی شدت ظہور کے باوجود اس کے سریان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: **الھاکم التکاثر** یعنی تمہیں کثرت نے غافل کر دیا۔ اسے سمجھو۔

اور آپ سے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا میں وہ علوم لکھ لیا کروں جو کہ اپنے نفس میں پاؤں۔ فرمایا اگر ان کے تنزل کے منقطع ہونے کے وقت تیرے پاس رہیں تو لکھ لیا کرو اور اگر ان کی تعبیر سے عاجز رہو تو انہیں عبارت میں لانے کا تکلف نہ کرنا۔

اور فرمایا کہ سالک واسطے کا محتاج نہیں ہوتا مگر اس وقت تک کہ ترقی میں ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت تک رسائی ہو گئی تو واسطہ کی ضرورت نہیں' پھر فرمایا کہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ **داعی الی اللہ** نبی ہو یا ولی بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان **دعوی الی اللہ** میں واسطہ ہے نہ کہ اپنی طرف بلانے میں' تو جب ایمان واقع ہو گیا جو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے مراد و مقصود ہے تو اس وقت رسول اور ولی کا واسطہ قلب سے اٹھ جاتا ہے اور اس وقت حق تعالیٰ اس بلائے گئے سے اس کے نفس اور اس کے رسول سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور رسول علیہ السلام کے لئے تشریع و اتباع کی جانب سے بندے پر فیض جاری کرنے کا حکم باقی رہتا ہے۔ اقول و باللہ التوفیق قرآن کریم کا ارشاد ہے **النبی اولی بالمومنین من انفسھم** یعنی نبی علیہ السلام ایمان والوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ تو حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی وضاحت کے مطابق یہ ترتیب ہوئی کہ ان سے ان کا نفس سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور رسول کریم علیہ السلام اس سے اس کے نفس سے زیادہ قریب جبکہ رب العزت ان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر غیرت اس کے اس قول سے دیکھو کہ رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا۔ **و اذا سئلک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان** (البقرہ آیت ۱۸۶) اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور خبر دی کہ وہ ہم سے ہمارے نفسوں اور ہمارے اس رسول علیہ السلام سے زیادہ قریب جسے ہمارے اور اپنے درمیان واسطہ قرار دیا باوجودیکہ آپ کی اس قدر تعریف فرمائی کہ قریب ہے کہ انہیں ان کے کمالات کی وجہ سے اپنے ساتھ ملا لے' پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا **لیس لک من الامر شئی** (آل عمران آیت ۱۲۸) یہ کام آپ کے ہاتھ نہیں۔ پس آپ کو خلق سے جدا فرمایا اور ان سے آپ کی نفی فرمائی اور آپ کو ان کے ساتھ ثابت رکھا۔ اسے سمجھو۔

ذات و صفات کا تعلق

اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ذات کا تعلق اپنی صفات کے ساتھ صحیح ہے؟ تو فرمایا: نہیں' کیونکہ صفات کا ظہور معدوم ہے اس

لیے کہ خلق میں وہ معدوم ہے جو صفات سے متعلق ہو۔ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا۔ تو صفات وجود خلق کے ساتھ ہی ظاہر ہوئیں' تو آپ سے کہا گیا کہ کیا علم کے ساتھ ذات کا تعلق صحیح ہے؟ تو فرمایا کہ علم ذات کو لازم ہے اور وہ صرف صفات کا احاطہ کرتا ہے کیونکہ وہ ان میں سے ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ جب عارف رتبہ کمال کو پہنچتا ہے تو اسے سوائے ان علوم کے جو اس میں اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے سند لینے کا حق نہیں' کیونکہ تیری روح تیری طرف اس شخص سے زیادہ قریب ہے جس سے تو نقل کرتا ہے' اور اس امر کو صرف ذوق کے ساتھ ہی پہچانا جا سکتا ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ عارفین کے مقام پر پھلانگنے والے کی علامت یہ ہے کہ اسے اپنی حالت ذکر میں خشوع و شہود حاصل ہو اور جب فارغ ہو تو ذکر کے ساتھ ہی یہ کیفیت چلی جائے اور اس کا حکم عمل کے ساتھ پکی ہوئی کھجور کا ہے جو جلد متغیر ہو جاتی ہے۔

اور آپ سے سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلب میں پائی جانے والی فسادت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم سے تمہارا حال مخفی رکھا تاکہ تم صرف اسی کے بندے ہو کر رہو نہ کہ اپنے خشوع و خضوع کے' پس کہنے لگے میں انشاء اللہ اس کیفیت کے ساتھ اور اس کے علاوہ کسی دوسری کیفیت کے باوجود صرف اسی کا بندہ ہوں۔ آپ نے فرمایا صحیح ہے لیکن امتحان کی آفات کثرت سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب وہ شخص ہے جس کے لیے دار آخرت تک اس چیز کو ذخیرہ کر کے رکھے جس کا اس کے اعمال پر وعدہ فرمایا ہے' اور وہ دنیا سے کسی خسارے کے بغیر اپنا پورا راس المال لے کر نکلے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہر اس چیز سے پرہیز کر جس سے تیرا نفس الفت رکھے' کیونکہ زہر اسی میں ہے' اور زہر کے سرایت کرنے کے لیے کوئی مددگار ضروری ہے اور نفس کے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں' اور حضرت آدم و حوا کے لیے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے متعلق غور کرو۔ **ولا تقربا هذه الشجرة** (البقرہ آیت ۳۵) کہ اس درخت کے ہرگز قریب نہ جانا حالانکہ اسماء کے علم کے وقت آپ اس کا علم رکھتے تھے' تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت نافذ کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کے اور اس کے درمیان الفت ڈال دی جو اس کے کھانے کا سبب تھا' اور یہ آپ کا نفس ہی تھا جس کا مظہر حواء رضی اللہ عنہا تھیں' تو آپ پر اس کی طرف سے اور اس کی وجہ سے مصیبت نازل ہوئی۔

اور جب تو وجود کو یکتا شے دیکھے تو شے سے تعبیر نہ کر کیونکہ جدائی پیدا کرتی ہے' اور ایک دفعہ آپ سے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نیند کی کثرت کا شکوہ کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شے پر توجہ نہ کرو کیونکہ جو اسباب میں الجھ گیا اس نے حق کے ساتھ شرک کیا اور لحہ بھر میں اصلاح واقع ہو جاتی ہے اور اس نے یہ بھی عرض کی کہ بعض اوقات مجھے بے خوابی کی کثرت اور بے چینی لاحق ہو جاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ مصلحتوں کی فکر کی وجہ سے ہے تو امداد اور خیر کبیر ہے اور اگر بے خوابی غفلت کے ساتھ ہے تو مصیبت ہے جو نازل ہوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر ڈالتا ہے حتیٰ کہ اٹھ جائے۔

چاند اور سورج

اور فرمایا کہ چاند شہود کی نشانی ہے کیونکہ یہ ظہور احدیت اور اس کے سریان پر دلالت کرتا ہے جبکہ سورج علم کی نشانی ہے کیونکہ

یہ ظہور وحدانیت اور اس کے کثرت کو محیط ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اور فرمایا رات کے وقت طواف سے پرہیز کرو۔ میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بے شمار لوگ رات کے وقتِ طواف کرتے ہیں تو فرمایا کہ وہ معذور ہیں لیکن هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (الزمر آیت ۹) فرمادیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں؟ کہا نہیں۔

اور فرمایا جب تو مومن ہے اور تو سنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی تعریف فرماتا ہے تو اپنے مومن ہونے (پر اعتماد کرنے) کی طرف جلدی نہ کر اور اس سے پہلے غور کر کہ کیا تو ان صفات پر ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی تعریف فرمائی ہے یا نہیں؟ پھر اگر تو ان صفات پر ہے تو کیا تجھے انہیں پر موت آئے گی یا نہیں؟ پس اگر تجھے معلوم ہو کہ تو اسی حالت پر مرے گا تو تو اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے تو صرف خسارے والے ہی بے خوف ہوتے ہیں' اور اگر تو جانتا ہے کہ تو اس سے دوسری حالت میں مرے گا تو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو صرف کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔ پس تو خوف و رجا کے درمیان رہ کہ یہی صراطِ مستقیم ہے۔

اور میں نے ایک دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر صاحب بصیرت کے لیے ہر اچھی صفت اور نعت کا باطن مذموم اور خوف والا ہے جبکہ ہر بری صفت کا باطن تعریف و رجاء ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے کلام میں حکمت اسی طرح ہے۔ اسے سمجھو۔

المرءُ علیٰ دین خلیلہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے۔ اس کی شرح میں آپ نے فرمایا کہ نفس تیرا سب سے قریبی دوست ہے۔ پس دیکھ کہ تو کیسے رہے گا؟ کیونکہ یہیں سے مصیبت اور خوف وارد ہوتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور فرمایا کہ کبھی کسی کا طعام مت کھا مگر جبکہ تو تربیت میں اس کا ولی ہو یا اس آیت والوں ہی سے ہو لیس علی الاعمیٰ حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج ولا علیٰ انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم اور بیوت آباء کم او بیوت امھاتکم او بیوت اخوانکم او بیوت اخواتکم او بیوت اعمامکم اور بیوت عماتکم اور بیوت اخوالکم او بیوت خالاتکم او ماملکتم مفاتحه او صدیقکم (النور آیت ۶۱) اور نہ تم پر اس بات میں کوئی جرم ہے کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے آباؤ اجداد کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کی گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن گھروں کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے۔

کیونکہ جو لقمہ بھی تیرے پیٹ میں اترے گا اسی قدر تیری عبودیت میں کمی کرے گا اور تجھے صاحب لقمہ کا غلام بنا دے گا۔

اور فرمایا کہ قابل ستائش اعمال کا نفع جب صاحب اعمال کی طرف لوٹتا ہے تو اس سے کائنات کو فیض پہنچتا ہے لیکن سب سے کثیر نفع عامل کے لیے ہے اور برے اعمال جب رونما ہوتے ہیں تو ان کی جزاء عام ہو کر لوٹتی ہے' اور اگر وہ جزاء خاص ہو کر لوٹتی تو

عاصی کو اسی وقت ہلاک کر دیتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان والوں پر روکے رکھا اور گنہگا کے لئے اس کی روح باقی رکھ کر توبہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر فرمایا کہ کبھی اللہ تعالیٰ عاصی پر مصیبت کا بوجھ زیادہ کر دیتا تا کہ وہ اس گناہ سے رجوع کر لے جس پر وہ قائم ہوتا ہے یا پھر اسے شقاوت کا ہاتھ وہاں لے جائے جہاں اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو۔

نور برزخ کی کثافت کی وجہ

اور آپ سے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نور برزخ کے متعلق پوچھا کہ کثیف کیوں ہوتا ہے اور ان انوار کی طرح شفاف کیوں نہیں؟ تو فرمایا کہ وہ اس لیے کثیف ہوتا ہے کہ دنیا میں اعضاء کے اعمال کا نور ہے جبکہ اعضاء اور دنیا دونوں کثیف ہیں نیز محل ظلمت میں انوار کثیف ہو جاتے ہیں کیونکہ برزخ واحد بسیط ہے اور اس میں کثرۃ نہیں ہوتی جو کہ متفاوت ہو کہ نور شفاف کے ساتھ امتیاز پائے۔

اہل اللہ قبروں میں مقید نہیں ہیں

اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق سے قریب ہوتا ہے اسے حضور علیہ السلام کے تتبع میں برزخ میں آزادی اور آنے جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ پس وہ جب چاہے اپنے دوستوں وغیرہم میں سے جسے چاہے ملتا ہے اور جو ذلیل حرکات کی بدولت اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق سے دور ہو جاتا ہے تو گر اللہ تعالیٰ چاہے تو آزاد فرماتا ہے ورنہ اسے مقید کر دیا جاتا ہے اور وہ جس سے چاہے ملنے کو آ جا نہیں سکتا۔

اور فرمایا کہ قابل ستائش افعال واحوال ہی فلک کی تدبیر کرنے والے ہیں۔ پھر خلق پر امداد ان کے مرتبے اور خیر خواہی کی کثرت کے مطابق نازل ہوتی ہے تو جس کے اعمال پختہ اور کامل ہوں تو اس کے حق میں گردش فلک زیادہ تیز ہوتی ہے پھر نفع کی کثرت کے مطابق اس کی نیکیاں بڑھائی جاتی ہیں اور جو اسباب کا تارک ہو تو فلک اس کے غیر کے نصیب کے ساتھ گردش کرتا ہے اور اسے امداد میں سے کچھ نہیں ملتا۔ کیونکہ اس نے عمل نہیں کیا اور جس کا کام نہیں اس کے لیے کوئی اجرت نہیں۔ پھر فرمایا: لیکن یہ مخفی نہ رہے کہ حق تعالیٰ اور ہمارے درمیان اس کے ہاں عطا میں کوئی مناسبت نہیں ہے کہ وہ اس سے مبرا ہے کہ ہمارے لیے اس سے کوئی شے جدا ہو یا ہماری طرف سے کوئی شے اس سے متصل ہو اور معاملہ تو ہمارے اعمال کے مطابق صرف ہماری طرف سے ہمارے لیے ہے اور وہ بے نیاز ہے قابل ستائش ہے' اور اسی وجہ سے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عتاب فرمایا جب آپ نے مزدوری کے بغیر دیوار کھڑی کر دی کیونکہ آپ اس معاملہ کو جانتے تھے تو خضر علیہ السلام نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے اکتساب کا دروازہ کھول دیں تا کہ آپ کے لیے کسب اور ہبہ دونوں مرتبے جمع فرما دیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کاملین کی صحبت اختیار کرنے میں فائدہ غیر واضح ہے کیونکہ کامل کا مرتبہ جس میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسے قائم فرمایا ہے حق کے لیے ہے نہ کہ بندے کے لیے' اور بندہ اپنے سید کے ہاں کسی شے کے در پے نہیں ہو سکتا۔ پس وہ شفاعت کرے نہ مدافعت کرے' نفع دے نہ عطا کرے' نہ روکے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخصوص اجازت کے ساتھ'

اور یہ اسے کہاں سے حاصل ہو جبکہ رسالت منقطع ہو چکی ہے' تو اگر کامل کو تلامذہ کے لیے تنزل کا حکم ملے تو نفع دیتا ہے' شفاعت کرتا ہے' عطا کرتا اور منع کرتا ہے ورنہ وہ ہمیشہ کے لیے خوف کے قدم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معیت میں ہے کہ وہ محو و اثبات کے دونوں جہانوں کو دیکھتا ہے اور جس بندے کو دعوت الی اللہ دی گئی ہے اس کا خاتمہ پر کامل کی توجہ نہیں۔

اور ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ صحبت اختیار کرنا صاحب کی طرف مائل ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور مائل ہونا یا اثبات کے لیے ہے یا نفی کے لیے اور عارف کامل کے حق میں دونوں ممنوع ہیں۔

اور آپ نے فرمایا کہ عارف کی اپنے تلمیذ کی تربیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تلمیذ اس کا وارث ہو کیونکہ تربیت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بناتا ہے۔

اور فرمایا کہ الوہیت بے قید ہے بغیر ضد کے دو ضدوں کے درمیان اجتماع قبول کرتی ہے کیونکہ اس نے رحمٰن کے نام سے موسوم ہونا اسی طرح قبول کیا جس طرح منتقم سے موسوم ہونا قبول کیا اور الوہیت دوسرے اسم کے مقابلہ میں مثلاً اسم منتقم کے زیادہ قریب نہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا امر تفوذ میں اس کی نہی کے مقابلے میں زیادہ قریب نہیں۔ اس کا امر تو یہ ہے کہ جب کسی شے کا ارادہ فرمائے تو اسے فرماتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے' اور یہی عکس کا حکم ہے۔ پس وہ فرماتا ہے اے میرے بندے! کام کر کہ تو عبد مامور ہے جسے اجر ملے گا اور فعل کا مشاہدہ اپنے لیے نہ کر کیونکہ فعل میرے لیے ہے جبکہ تو فانی۔ نیست اور ہست کے مابین گھومنے والا ہے اور میں بلا تکلف وہ کچھ کرنے والا ہوں جس کا میرے لیے تیرے فعل سے اور تیرے لئے تیرے فعل میں ارادہ کرتا ہوں کیونکہ میں تجھ سے اور تجھ میں اور تیرے لیے اور تیرے ساتھ اپنے فعل سے غنی ہوں تو اگر تو نے فعل کا مشاہدہ اپنے لیے کیا تو تو مشرک ہے' اور اگر تو نے فعل نہ کیا تو کافر ہے۔ پس مجھ سے بچ اور وہ کچھ کر جس کا میں تجھے حکم دوں اور کسی قول اور فعل کو اپنی طرف منسوب نہ کر اور میں ہی پیدا فرمانے والا علم والا ہوں۔

الفاظ درود شریف

اور آپ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر الفاظ مطلقہ اور الفاظ مقیدہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا کہ ان میں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کون سے الفاظ بہتر ہیں' اور کیا وہ اطلاق جس کے متعلق درود شریف پڑھنے والا حضور علیہ السلام پر درود شریف میں اعتماد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلق ہے یا نہیں اور کیا وہ تقیید جس سے درود شریف پڑھنے والا پرہیز کرتا ہے وہ عنداللہ مقید ہے یا مطلق؟ تو آپ نے سائل سے فرمایا کہ اپنے نفس کو درود شریف کے اطلاق و تقیید میں غور کرنے کی حیثیت سے استعمال مت کر کیونکہ اطلاق کی غایت تقیید ہے جس طرح کہ تقیید کی غایت اطلاق ہے باوجود یکہ ہمیں معلوم ہے کہ اطلاق یا تقیید سے موصوف احوال کو اس امر کی احتیاج نہیں کہ ہم انہیں اطلاق کی صفت لگائیں کیونکہ وہ اپنی ان صفات ذاتیہ کی بدولت جنہیں حق تعالیٰ نے ان کی حد قرار دیا ہے جس سے وہ اپنے ماسوا سے تمیز ہوتی ہیں اس سے بے نیاز ہیں' جبکہ ہمیں حقائق ذوات پر اطلاع نہیں کہ ہم ان صفات کو جو انہیں یا ان کے ماسوا کی متقاضی ہیں پہچانیں اور کسی کے لیے عدم کو اور وجود کے ساتھ اس کے قیام کو ایجاد کرنا کیسے ممکن ہے اور یہ جناب الٰہی کے ساتھ مخصوص ہے یا وہ ان صفات پر جو کہ اعراض ہیں ان کے دو زمانوں میں

دوسری عرض میں باقی رہنے کا حکم کیسے لگا سکتا ہے۔ تو ان کے ایک جوہر میں قیام کا حکم کیسے ہوگا؟

تو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والا کہتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد عدد ما کان وعدد مایکون وعدد ماھو کائن فی علم اللہ یعنی یا الٰہی ہمارے آقا حضرت محمد پر درود شریف بھیج اس کے شمار کے مطابق جو علم الٰہی میں ہو چکا۔ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا تو ان الفاظ میں سب عدد اور معدود حسی طور اور معنوی طور پر جمع ہو گئے' اور زمانہ مطلق اپنی تمام اقسام کے ساتھ شامل ہو گیا اور قدرت و علم کی طرف منسوب تمام مخیلات جمع ہو گئے اور چونکہ درود شریف پڑھنے والا اپنی تنگ دامانی' حصر اور تقیید کی وجہ سے عموم و شمول کے اس مرتبہ کی برابری نہیں کر سکتا تو اس سے اطلاق کا ظہور کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ اعمال سب کے سب اپنے عامل کی صورت پر ہی ہوتے ہیں جس طرح کہ اس کی طرف حدیث پاک نے اشارہ کیا ہے الولد سر لابیہ کہ بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے۔

تو جسے اس بات کا علم ہو گیا جو ہم نے ذکر کی ہے اور اس نے اسے ثابت کر لیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کا کوئی عمل' صدقہ' نماز' قرأت اور کسی قسم کا وصف اس وقت میں اس کی استعداد اور اطلاق و تقیید کے اعتبار سے توحید میں اس کے مرتبہ کے مطابق ہی ظاہر ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ لفظ مطلق ہو مقید تو اے میرے بھائی! اپنے آپ کو کسی شے کی مشقت میں نہ ڈال اور حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ان پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے تاکہ تو بندۂ محض ہو جائے۔ تجھے تیرے پروردگار نے کسی شے کا حکم دیا تو نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور تیری تمام عبادات بدنیہ اور قلبیہ میں یہی شان ہونی چاہیے۔

تفکر و تدبر

اور آپ نے فرمایا کہ تفکر و تدبر عقل کی صفات سے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ایسا آلہ بنایا ہے جس کی تعریف سے انسان ہر شے کے متعلق قطعی فیصلہ کرتا ہے اور قلب سب کا برتن ہے اور کھانوں کی اصلاح اس کی اور اس کے غیر کی اصل ہے۔ کیونکہ برتن جب شیشے بلور اور یاقوت کی طرح شفاف ہوگا تو اس میں جو کچھ ہے برتن کی صورت اور اس کے رنگ پر ظاہر ہوگا جیسے گول یا مربع ہونا وغیرہ' اور جب برتن لکڑی' لوہے اور ٹھیکرے وغیرہ کی طرح غیر شفاف ہوگا تو اس میں جو کچھ ہے اس کی صورت یا رنگ ظاہر نہیں ہوگا اور اس کی حقیقت وغیرہ پہچانی نہیں جائے گی۔

پھر یہ آلا ایسا ہے کہ جب اس کی طبع میں خیر یا شر رکھ دی جائے تو ہمیشہ اسی طرح رہے گا جب تک اصل اور طبع سے اس کی جبلت بدلے نہیں' اور یہ غیر ممکن ہے کیونکہ حقائق بدلتے نہیں اور اس لیے کہ صورتوں کے تغیر کے ساتھ قدرت کا تعلق ان کی تکوین سے پہلے تک ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ وہ راز ہے جس نے اس کا مشاہدہ نہ کیا اسے پہچان نہ سکا۔ پس معلوم ہو گیا کہ قلب جب کسی بھی صفت کے ساتھ متحقق ہوتا ہے تو اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ قلب کے لیے جسم و روح اور ان کی صفات پر ہمیشہ کے لیے حاکمیت ہے۔ جس طرح کہ اسی طرح کھانوں کی اصلاح کے ساتھ اس پر حکم لگایا جاتا ہے' اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب خراب ہو تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے تو سوچ کہ آپ نے کل کا لفظ کیسے استعمال فرمایا جو کہ عموماً شمول کا تقاضا کرتا ہے۔ ہم نے جو

کچھ ذکر کیا ہے اسے پہچان لے۔

اور سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام سے یہ بھی ہے کہ جب قلب اصلاح پا لے تو یہ اللہ کا گھر اور وحی و انوار اترنے کا مقام ہے اور جب روبفساد ہو جائے تو شیطان' خواہش اور تاریکی کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔

پس گھر اسی شے کو قبول کرتا ہے جو اس کے ہم شکل ہو۔ اسے سمجھو' اور جس طرف حروف معانی کے برتن ہیں اسی طرح قلب' حق' شرع اور نور کا برتن ہے اور جس طرح حرف کی بعض صورتیں اور نقطے بدلنے سے معنی فاسد ہو جاتا ہے اسی طرح قلب کی جب بعض صورتیں یا بعض صفات بدل جائیں تو اس میں جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔

شیخ افضل الدین کے سوالات کے جوابات

اور میری موجودگی میں میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے اس لذت علم کی بابت پوچھا جو کہ نفس میں پائے جانے سے پہلے قلب میں پائی جاتی ہے کیا یہ انسان کے لیے اس کی حس سے غائب ہے جیسا کہ وہ نفس الامر میں ہے تو فرمایا کہ جب قلب میں علم حق سماتا ہے جیسا کہ وارد ہے تو اس میں اس کے غیر کا علم کیوں نہیں سمائے گا۔ تو میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ جہان غیب تو جہان شہادت سے زیادہ وسیع ہے؟ تو فرمایا کہ وہ عینی طور پر زیادہ وسیع ہے البتہ جہان شہادت حکماً زیادہ وسیع ہے اور حکم عین سے جدا نہیں جیسا کہ لاالہ الا اللہ' محمد رسول اللہ سے جدا نہیں۔ تو میرے بھائی مذکور نے عرض کی کہ پھر نفس پر فیض جاری کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اس کی استعداد یا اس کے جہان اول سے اس کے قرب کے حکم کے ساتھ یا اس کی تقیید' یا اس کی عدم استعداد یا اپنے جہان سے اس کی دوری کے حکم کے ساتھ ہے تو بھائی مذکور نے عرض کی کہ فرق کے بغیر چارہ نہیں تو فرمایا فرق کے بغیر فرق ہے جیسا کہ تیرے قلب کا تیرے نفس کے لیے خطاب ہے جبکہ تو تو ہے اور دونوں تیری بنیاد کا عین ہیں۔ اسے سمجھ۔

اور آپ سے ان علوم کے بارے میں سوال کیا گیا جو کہ غور و فکر سے پیدا ہوتے ہیں کیا فی نفسہا یہ مضبوط ہیں یا نہیں؟ تو فرمایا کہ اس بارے میں حکم وقت کے لیے ہے پس وہ وقتی علم ہے اس کے چلے جانے سے چلا جاتا ہے اور چلا جانا عدم ہے اور عدم کے لیے اور عدم کے اوپر حکم نہیں ہوتا۔ تو اس وقت موجود بھائی افضل الدین نے آپ سے گزارش کی کہ یہ تو جب ہے کہ جب یہ فکر اس کے اپنے فکر کرنے سے ہو' لیکن جب فی الوقت واردات قلبی سے ہو تو یہ اس کی شرط کے ساتھ الہام ہے۔ اور اس کی شرط کا مقصد یہ ہے کہ صاحب الہام کو دھوکہ خوری کے مقامات سے نکال دے۔ واللہ اعلم۔

اور آپ سے لوح نفس میں علوم کے باقی رہنے کے متعلق اور دل پر برسنے والے علوم کی واردات کی کثرت کے باوجود ان کے ادراک کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ علوم کی بقاء اس صورت میں محفوظ ہے جس سے وہ ظاہر ہوئے اعمال ہوں یا اقوال یا انفاس اور ان کا ادراک اس صفائی سے ہوتا ہے جو کہ قلب مطلق کا نور ہے۔

اور میری موجودگی میں میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے صوفیا کے اس قول کے بارے میں سوال کیا کہ علم کبھی حجاب ہوتا ہے اور جہالت کبھی علم ہوتا ہے؟ تو فرمایا کہ علم کا حجاب ہونا تو اس لیے ہے کہ علم ایک صفت ہے اور اس کی طرف تیرا

مائل ہونا ایک صفت ہے اور ایک صفت دوسری صفت کے ساتھ مل کر نتیجہ خیز نہیں ہوتی جیسا کہ عورت کے عورت کے ساتھ اجتماع کا حکم ہے اور رہا جہالت کا علم ہونا تو وہ تیرا اپنے نفس کی حقیقت سے ناواقف اور اس کی حقیقت میں حیرت زدہ ہونا ہے۔ تو تیرے اس سے ناواقف ہونے کو علم کا نام دیا گیا۔ اسی لیے مشائخ نے کہا پاک ہے وہ جس نے بندوں کی اس کے متعلق معرفت کو اس کے عین ناواقفیت قرار دیا' اور یہ احاطہ نہ کر سکنے کی وجہ سے ہے' اور جہل باللہ کے مقام سے بندہ اسی وقت نکلتا ہے جب اس کا احاطہ کرے۔

اور میری موجودگی میں آپ سے تفکر فی القرآن کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ تفکر فی غیر اللہ کی طرح ہے؟ تو فرمایا کہ یہ معاملہ قطعیت میں آلہ کی قوت اور جس کا یقین ہے اس کی پختگی یا نرمی کی طرف لوٹتا ہے۔

ایک آیت پاک کی تفسیر

قرآن پاک میں ہے اولم نمکن لھم حرما آمنا یجبیٰ الیه ثمرات کل شئی رزقا من لدنا (القصص آیت ۷) کیا ہم نے انہیں اس حرم میں بسایا نہیں جو کہ امن والا ہے جسکی طرف ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں۔ یہ ہماری طرف سے رزق ہے۔ اس کے متعلق آپ سے پوچھا گیا کہ یہ رزق ہر اس شخص کے لیے ہے جو مکہ معظمہ میں داخل ہو یا کسی ایک خاص قوم کے لیے ہے دوسری کے نہیں؟ تو فرمایا کہ یہ رزق مسلمانوں میں سے ہر اس شخص کے لیے اس کی استعداد کے مطابق ہے جو مکہ معظمہ میں داخل ہوتا ہے لیکن اس امداد کا کسی قلب پر اترنا درست نہیں جب تک کہ وہ اپنی حسنات اور سیئات سے جدا نہ ہو جیسا کہ اس کی طرف یہ حدیث پاک اشارہ کرتی ہے من حج ولم یرفث و لم یفسق خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه کہ جس نے حج کیا اور رفث وفسوق سے بچا رہا وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جاتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔ پس وہاں داخل ہونے والا ولادت ثانیہ میں ڈھلتا ہے اور جس نے وہاں بصیرت کی آنکھ سے دیکھا وہ اس کامل واکمل مقام کی نسبت سے اپنی حسنات کو گناہ پاتا ہے۔

کا سیئات اور حسنات سے تجرد کے مقامات

بھائی افضل الدین رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے آپ سے عرض کی کہ سیئات سے تجرد یعنی علیحدگی کے متعلق ہم پہچانتے ہیں کہ اس کا مقام جبل عرفات ہے تو حسنات سے تجرد کا مقام کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ مراتب کے مطابق ہے' اور میں تو اسے صرف باب معلاۃ میں ہی گمان کرتا ہوں۔ بھائی افضل الدین مذکور رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ اکثر حجاج اس سے تجرد اختیار نہیں کرتے تو فرمایا کہ تجرد اختیار کرتے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں ہوتا جس طرح کہ عارفین کو شعور ہوتا ہے۔ پھر بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ پھر لباس کہاں ہوتا ہے تو فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار پر انوار کی زیارت کے وقت تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے دربار میں آپ کی امت پر اپنے کرم اور اپنی نعمت کے آثار ظاہر فرمائے تاکہ اس کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

بھائی افضل الدین رضی اللہ عنہ نے عرض کی کئی دفعہ تو بعض حجاج لباس کے بغیر برہنہ ہی لوٹ آتے ہیں تو فرمایا کہ ایسا تو

صرف اصحاب دعوی کے لیے ہی رونما ہوتا ہے جو اپنے متعلق کامل ہونے کا گمان کرتے ہیں اور یہ کہ انہوں نے مناسک حج علی وجہ الکمال ادا کئے ہیں دوسروں نے نہیں۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں اور اسی طرح کی مراد صوفیاء کے اس قول سے ہے کہ جب تیرا پڑوسی حج کر لے تو وہاں اسے جو بیزاری حاصل ہوئی اس کی وجہ سے اپنے گھر کا دروازہ بدل دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کبھی اس پر فضل فرماتا ہے اور اس کی قلبی انکساری کی وجہ سے یا اس کے والدین اور اس کے بھائیوں کی دعا وغیرہ کی وجہ سے اس کی خلعت اس کے وطن میں بھیج دیتا ہے۔

قطب غوث کا مقام

اور آپ سے قطب غوث کے متعلق غوث کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا انہیں خلاف عادات قسم کے کام جیسے زمین کا بیٹھنا وغیرہ کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ تو فرمایا کہ کبھی اس کا مرتبہ ایسا کرنے کا اس پر حکم لگاتا ہے اور جب کامل پر مرتبہ کسی شے کے کرنے کا حکم کرے تو اس کے کمال پر اثر پڑتا ہے برابر ہے وہ قطب ہو یا کوئی اور۔

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صحیح مراقبہ قلب کے واسطے سے جسم کی اصلاح سے پیدا ہوتا ہے اور قلب کی اصلاح لقمے کی اصلاح سے اور لقمے کی اصلاح کائنات میں اللہ عزوجل پر توکل کے ساتھ کمائی کے ساتھ ہوتی ہے' اور توکل ہی حقیقت میں مراقبہ ہے اور یہ ابتداء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور آخر میں کسب کے ساتھ بندے کی طرف سے ہوتا ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کہ کیا میں عبد شکور نہ بنوں؟ اور شاکر نہیں فرمایا کیونکہ وہ تحقق بالعلم سے شاکر ہوتا ہے اور شکور صرف تخلق بالعمل سے ہی ہوتا ہے اور دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔

مسئلہ تجرید

اور آپ نے فرمایا کہ اسباب دیکھنے سے علیحدگی عالم خیال کے ساتھ خاص ہے اسی لیے علم اور کسب سے علیحدگی عالم شہادت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اس نے عمل کا فائدہ دیا جبکہ عمل کی حقیقت صورت علم کا ظہور ہے اور کچھ نہیں۔ تو بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ معاملہ جب یوں ہے تو ان دونوں کے درمیان کیا فرق ہے؟ تو فرمایا کہ اسے جان لے جیسا کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر شے کو جانا ہے اور میں اور تو دونوں بیان کے محتاج نہیں ہے اور قلوب ایسی باتوں کو سنبھال نہیں سکتے کیونکہ یہ غیر مانوس ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ کوئی بیان جادو ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ستر پوشی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اس کی حفاظت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے۔

ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس طرح ذات نے اپنے اوپر وجود مطلق کا حکم لگایا ہے تو اس کے غیر پر واجب ہے کہ اپنے آپ پر عدم مطلق کا حکم لگائے۔ اور فرمایا کہ یہیں سے تجھے الوہیت کے درمیان اور بندے اور اس کی عاجزی اور رب اور اس کی قدرت کے مابین فرق معلوم ہو جائے گا نیز تجھے روح اور جسم کے مابین فرق اور مردان راہ میں سے اکابر کی توحید اور ان کے علاوہ دوسروں کی توحید میں فرق واضح ہو جائے گا اور یہ بہت واضح اور روشن امتیاز ہے۔

قبر میں مقربین بارگاہ سے سوال کا فائدہ نکیرین کو ہے

اور میری موجودگی میں آپ سے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں فوت ہو گیا ہوں اور اپنے جسم کو غسل دے رہا ہے حتی کہ میں فارغ ہو گیا پھر میں نے اپنا نچلا نصف حصہ خود اٹھایا جبکہ یا سیدی مرا نصف حصہ آپ نے اٹھایا۔ میں نے نکیرین کی بجائے اپنے نفس سے خود سوال کیا؟ تو حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو ابھی کوتاہی کر رہا ہے تو اپنے آپ کو سب کو کیوں نہیں اُٹھاتا پس تو کامل ہو جائے کہ اپنے آپ کی مدافعت میں تو بڑائی کرے اور انشاء اللہ تیرا شیخ تیری مدد کرے گا اور حدیث پاک میں غور کر اعنی علٰی نفسک بکثرۃ السجود کہ اپنے اوپر کثرت سجدہ سے میری مدد کر۔

رہا فرشتوں کی بجائے تیرا اپنے آپ سے خود سوال کرنا تو صحیح ہے کیونکہ حقیقت میں سوال کرنے کا فائدہ فرشتوں کو ہے تجھے نہیں کیونکہ تو جس منصب پر تھا فرشتوں کے سوال کرنے سے تیرے علم میں اضافہ نہیں ہوا۔

اور آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا حتی کہ اس کے لیے اس کی حقیقت واضح کر دی جاتی ہے جس پر وہ جاگزیں ہے اور وہ اہل کشف کے برابر ہو جاتا ہے۔ صرف کچھ تقدیم و تاخیر ہے۔

پھر فرمایا: رہے ہم تو ہمارے لیے کشف محسوس ہے نہ حس معقول، عقل و نقل ہے نہ وصف سوائے اس عقل کے جو کہ رتبۂ ایمان میں ہمارے لیے لازم ہے جو کہ مدلول کی وجہ سے دلیل سے عاری ہے۔

اور میری موجودگی میں آپ سے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ جب بندے کو برے خاتمہ سے بڑاہ پر یقین ہو تو کیا اسے کوئی نقصان ہے؟ تو فرمایا کہ ہر مقرب کے لیے خوف لازم ہے کیونکہ اس کے یقین کی حد اس کے نفس سے آگے نہیں جاتی اور اسے اس بارے میں جس میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اس کے حکم کی تعیین کو معلوم کرنا ممکن نہیں تو جب تو اس نے اس وقت میں صرف اپنے نفس کا حال جانا اس سے ماقبل اور مابعد کو نہیں اور وقتی علم لازماً اس کے جانے سے چلا جاتا ہے جبکہ حق تعالیٰ پر اس امر میں جو وہ کرتا ہے کوئی پابندی نہیں۔ اگرچہ تیرے ساتھ کلام فرمائے اور اپنی ذات کی قسم اٹھائے کہ تو سعادت مند ہے پس اس سے بے خوف نہ ہو کہ وہ وسعت والا علم والا ہے۔ ہر روز اس کی نئی شان ہے اور اگر ادب مانع نہ ہوتا تو ہم کہتے کہ ہر سانس میں اس کی کئی شیون ہیں۔ اگر میں نے کہا ہوتا تو تیرے علم میں ہوتا اور وہ ہر شے پر نگہبان ہے۔

توحید

اور ایک دفعہ آپ سے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے توحید کے متعلق سوال کیا تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ عدم ہے۔ تو بھائی مذکور نے عرض کی بلکہ وہ وجود ہے۔ فرمایا وجود ہے۔ تو عرض کی: پھر تو عدم، وجود ہے اور وجود، عدم ہے۔ فرمایا: ہاں، پس مذکور بھائی نے عرض کی کہ پس عدم تو معدوم ہوا کیونکہ وہ عدم ہے اور عدم میں کلام ہی نہیں اور باقی نہ رہا مگر صرف وجود جیسا کہ تھا اور وہ ابھی تک اس پر ہے جس پر تھا۔ تو فرمایا: ہاں انا للہ وانا الیہ راجعون پس حقیقتاً وہ موحد نفسہ بنفسہ ہے جبکہ خلق کے لیے ایمان و تصدیق ہے اور کچھ نہیں۔

اسم اور رسم

اور میری موجودگی میں آپ سے اسم اور رسم کے متعلق بھی پوچھا کہ کیا دونوں دو حرف ہیں یا حرف اور معنی ہیں؟ تو فرمایا کہ معنی تو حرف کے ساتھ قائم ہوتا ہے جبکہ حرف خود قائم ہے۔ پس وہ معنی سے بے نیاز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ھو الغنی الحمید (الفاطر آیت ۱۰) اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ ہی غنی سے سراہا گیا' پس اللہ کا اسم اوّل وہ معنی ہے جبکہ اسم ثانی وہ حرف ہے کیونکہ اس میں اس نے فرمایا و ھو الغنی الحمید پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آج مصر میں کوئی ایسا ہو جو یہ علم اس کے قائل کے سوا جانتا ہو۔ پس ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ہی حمد ہے۔

اصحاب نوبت کا ادب

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ارباب احوال جو کہ اصحاب نوبت ہیں میں سے جب کوئی تمہیں صدمہ پہنچائے تو اس کے خلاف صرف اللہ تعالیٰ یا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگو کیونکہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احترام میں تم سے رجوع کر لیتے ہیں اور ظاہر و باطن میں ان کے ساتھ ادب ملحوظ خاطر رکھو اور اپنے شہر کی فصیل سے کبھی باہر نہ نکلو حتی کہ اپنے قلوب کے ساتھ ان سے اجازت لے لو کیونکہ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ان کے ساتھ ادب سے پیش آتے ہیں اور کئی دفعہ وہ اسے صدمہ پہنچاتے ہیں جو ان کے ادب کی رعایت سے غافل ہو کر باہر جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے باطن میں خرابی ہوتی ہے یہاں تک کہ قریب ہے کہ وہ ایسی ہلاکت میں مبتلا ہو جائے کہ طبیبوں میں سے کسی کو اس کے علاج کی راہنمائی بھی نہ ہو سکے جیسا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔

اور میں نے آپ کو بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ اس امر سے بچ کہ تو کسی ایسے شخص کے لیے دقت قلبی کا اظہار کرے جسے اللہ تعالیٰ نے امیر ہونے کے بعد دنیا میں محتاج کر دیا ہو۔ پس تو اسے اس کے دن کی خوراک سے زیادہ عطا کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کسی حکمت بالغہ کی بنا پر ہی فقیر کیا ہے' اور کئی دفعہ حق تعالیٰ تجھے اسی طرح کی سزا دیتا ہے جیسا کہ تو نے اپنی طرف سے ہی اسے بدل دیا جس کا اس بندے کے ساتھ رب کریم نے ارادہ فرمایا' پس تجھے قلق ہوگا' کیونکہ حق کے ساتھ جب کہ اسے اس مقام سے جو اسے محبوب اور پسندیدہ ہے اس کی طرف بدل دے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے صرف کامل و اکمل لوگ ہی ثابت رہتے ہیں' پھر اللہ تعالیٰ جب تجھے معاف فرما دے اور تجھے اس بندے جیسی سزا نہ دے تو تجھے معلوم نہیں کہ وہ استدراج ہے یا نہیں' اگر استدراج ہوا تو تو ہلاک ہونے والے کے ساتھ ہلاک ہو گیا' اور غالب طور پر یہ استدراج ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے ڈرایا ہے اور تجھے اس موجود پریشانی سے ڈرایا ہے جس میں تو گرتا ہے' اور اسے صرف جاننے والے ہی سمجھتے ہیں۔

اور ایک دفعہ آپ سے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مسببات کے متعلق پوچھا کہ کیا ان کے اسباب مخصوص ہیں جن کے سوا وہ قبول نہیں کرتے یا نہیں؟ تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تیرا اپنا مذہب کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ میرا مذہب یہ

ہے کہ اسباب ان روشن آئینوں کی طرح ہیں جو کہ صورتوں کے ظہور کو قبول کرنے والے ہیں جبکہ ایک شیشہ صورتوں کو ظہور سے ان کا حق دیتا ہے اور اس میں لطیف و کثیف جو بھی ظاہر ہوا سے قبول کرتا ہے اور اعیان جو کہ مسببات ہیں ایک آئینہ ہے جو کہ حقیقت میں منقسم ہے نہ متناہی اور نہ ہی کثرت قبول کرنے والا' وہ تو صرف اس میں جلوہ گر ہونے والے اسماء کی صورت گری ہے۔ تو تنوع صرف متجلی کی طرف سے ہے غیر سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقضٰی ربک الاتعبدوا الا ایاہ (بنی اسرائیل) اور تیرے رب کا فیصلہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو' تو حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی میرا مذہب ہے۔

اذا الشّمس کورت کی تفسیر

اور ایک دن میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے اذا الشّمس کورت کی تفسیر کی بابت سوال کیا جبکہ میں آپ کی دکان کے دروازے پر حاضر تھا تو فرمایا کہ زبان اس وقت مانوس زبان کے ساتھ بیان سے عاجز ہے تو میرے مذکور بھائی نے آپ سے التجاء کی جو کچھ ہو سکے ارشاد فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک کاغذ میں لکھو جب سورج لپیٹا گیا' چھپ گیا اور اس کے اسم باطن کے ساتھ ظاہر ہوا اور ظاہر ہوا نہ چھپا انک لعلی خلق عظیم اور ایک ہونے کے بعد منقسم ہوا۔ پھر متعدد ہوا اور معدود کے ظہور کے ساتھ معدوم ہوا۔ والقمر اذا تلاھا پھر اسی کے ساتھ اترا جس سے جدا ہوا اس لیے اسی سے متصل اور متحد ہوا۔ والنجم اذا ھوی پھر اسماء کے ساتھ متنوع ہوا اور مسمّی کے ساتھ متحد ہوا اور اعلٰی علیین سے اسفل سافلین کی طرف ظاہر ہوا پھر اسی کی سمت لوٹا جہاں اترا۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض اور پہاڑوں کے ساتھ اس کی حرکت کو سکون ہوا اور اس کی حرکت ہی اس کا فساد ہے۔ پھر متصف ہوا اور جس کے ساتھ موصوف ہوا اس کی وجہ سے اس سے دور ہوا جس سے متصف ہوا اور متصف نہ ہوا مگر اس کے لیے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا' اور منحرف ہوا پس اسے جمع کیا گیا اور اس کے اعمال کے ساتھ اس کا حشر کیا گیا اور اس کے وحوش کے ساتھ متحد ہوا۔ ہر کسی کے لیے وہ کام آسان کیا گیا جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا۔ فرما دیجئے ہر ایک اپنے انداز پر عمل کرتا ہے' پھر وجود اطلاق کی وجہ سے تقیید معدوم ہوئی' حجاب چھٹا' اسباب معطل ہو گئے تو قلوب نے ظہور محبوب کی طلب کی تا کہ محبوب اس کے ساتھ ہو جیسا کہ اس دن تھا کہ اللہ تعالیٰ (کا حکم) ان کے پاس بادلوں کے سائے میں آئے گا' اور جب نفوس کو جوڑا جائے اور اپنے زوج کے ساتھ متعلق ہوں اور اس کی محبت کی وجہ سے شوق کریں اور اس کی حقیقت کے ساتھ متصل ہوں اور اس کے مظاہر کے ساتھ متعدد ہوں اور اسی کے ساتھ نعمت پائیں اور پنڈلی کے ساتھ پنڈلی لپٹ جائے۔ اس دن تیرے رب کی طرف چلنا ہے۔ اذا المؤودۃ سئلت بای ذنب قتلت اور روح قتل نہیں ہوئی کیونکہ وہ زندہ ہے اور اگر قتل کی گئی تو اسی کے ساتھ قتل کی گئی اور اگر اس سے سوال کیا گیا تو اسی کے ساتھ اسے سوال کیا گیا تو اس کا قاتل اس کے قتل اور اس کی موت کے ساتھ اسے زندہ کرنے والا ہے اور موت عدم علم ہے اور علم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے کیونکہ وہی قاتل کو اور جس کا وہ مستحق ہے جانتا ہے تو اس کا بدلہ اسی پر ہے اور اس کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم واذا الصحف نشرت صحف ہی اعمال کو گھیرنے والے ہیں جبکہ اعمال قلب کے علوم ہیں جن کا فیض اعضاء پر ڈالا جاتا ہے پس عمل ان کی صورت ہے جس طرح کہ وہ ان کی روح ہے تو جس کی صورت کی روح نہیں اس کے صحائف کے لیے کھلنا نہیں۔ وسیری اللہ عملکم ورسولہ

عنقریب اللہ تعالیٰ ظاہر فرمائے گا تمہارے عمل اور اس کا رسول علیہ السلام' پس اس کا رسول تمہارے عمل کو دیکھتا ہے کیونکہ وہ معلم ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو دیکھتا ہے کیونکہ وہ حقیقتاً عامل ہے اور اللہ تعالیٰ ان نگاہوں اور قلوب کی رؤیت سے منزہ ہے جو کہ اس کے غیر کے ساتھ مقید ہیں۔ آدمی اپنے دوست کے دین پر اٹھایا جائے گا۔ **واذا السمـاء كشطت** اس کے معنوں کی تعبیر کی مجھ میں طاقت نہیں۔

واذا لجحيم سعرت اختلاف کی آگ شعلہ زن ہو اور تاریکی پیدا کرنے والے اعمال کی سزا دی جائے اللہ تعالیٰ تو انہیں صرف ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے عذاب دینے کا ارادہ فرماتا ہے' تو انہیں صرف انہی کے ساتھ عذاب دیا اور ان پر صرف اسی کی وجہ سے رحم فرمایا' اور واحد عدد سے نہیں کیونکہ واحد موجود مستور ہے اور عدم معدوم مشہور۔

واذا الجنة ازلفت ان آیات کے معانی پر گفتگو نہیں کرسکتا۔

انـه لقول رسـول كريم کیونکہ اپنی نبوت کے ساتھ اپنی ولایت کے عرش پر مستوی ہے' اور چار چشمے ہیں جو ایک ہی پانی پلاتے ہیں کیونکہ اس دن میں حکم اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے اسم 'اللہ' کے ساتھ ہے نہ کہ اس کے اسم 'رب' کے ساتھ کیونکہ الہ کا حکم عام ہے جبکہ رب کا حکم خاص ہے۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جائیں گے اور صفت کا اپنی ذات کے ہوتے ہوئے کوئی وجود نہیں جو کہ ذی قوت' ذی العرش کے ہاں محترم ہے۔ اس سے مراد اس یوم مطلق کے لیے عرش مطلق ہے۔ معبود مطلق' عابد مطلق پر تجلی فرمائے گا جو کہ مقیدات کا اطلاق ہے۔ جیسے ہم نے پہلی مخلوق شروع فرمائی اسے لوٹائیں گے مطاع ثم امین' سورت کے آخر تک اسماء کے ساتھ موصوف منعوت کی صفات۔ لغوت اور اسماء ہیں۔ انتہی۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایسی زبان ہے کہ اس کے قائل کی مراد کا معنی مجھے معلوم نہیں۔ میں نے اسے تبرکاً ذکر کردیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور فقیر حقیر نے بھی حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے تتبع میں تبرکاً ترجمہ کردیا ہے۔ قائل کی مراد جب امام شعرانی جیسی عبقری شخصیت کو معلوم نہیں تو اس ذرۂ بے مقدار کا کیا مقام جو کہ ان علومِ روحانیہ کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور میں نے آپ کو ایک دفعہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی درخت کی طرح اور اس کے اصحاب اس کی شاخوں کی طرح ہیں۔ اور درخت کی طرف اس شاخ کی نسبت جو کہ پھل نہیں دیتی بالکل اس شاخ کی نسبت جیسی ہی ہے جو پھل دیتی ہے کہ وہ اس سے متصل ہے۔ درخت اس کی اپنے سے نفی نہیں کرسکتا۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی کا مرتبہ گرچہ طریقت کی معرفت میں اونچا ہو جائے خار دار درخت کو کبھی بھی سیب نہیں کرسکتا گرچہ مدت دراز تک مرید کو خلوت گزینی کرائے کیونکہ حقائق نہیں بدلتے۔

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ برزخ سارے کا سارا عالم خیال ہے اس کی کوئی حقیقت ثابتہ نہیں' کیونکہ اگر اس کی حقیقت ثابتہ ہوتی تو اہل برزخ کے لیے اس سے دار آخرت کی طرف منتقل ہونا صحیح نہ ہوتا اور وہ صفات الٰہیہ کی تجلی کا مقام ہے' جس طرح کہ جنت سب جہانوں سے بے نیاز ذات کی تجلی کا محل ہے۔ بیشک تم اپنے رب کی زیارت کرو گے۔

اور آپ کو میں نے ایک دفعہ بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ جہانوں کے مظاہر تین افراد ہیں۔

حضرت آدم' حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اسماء کے ساتھ مخصوص ہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صفات کے ساتھ مخصوص ہیں اور حضرت محمد علیہ السلام ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس حضرت آدم علیہ السلام مسمیات اور مقیدات کے پردوں کو صورۃ اسماء کے ساتھ کھولنے والے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صفات برزخیات کے پردوں کو صورت صفات کے ساتھ کھولنے والے ہیں جبکہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ذات کے پردے کو کھولنے والے اور اسماء وصفات کے سر کو چھپانے والے ہیں' کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے مظہر کے ساتھ مخصوص آثار کونیہ ہیں۔ اسی لیے اس کے عجائب ظاہر ہوئے اور حقائق ورقائق متنوع ہوئے اور مظہر عیسوی کے ساتھ مخصوص معارف الٰہیہ' کشوفات برزخیہ' تنوعات ملکیہ اور نفثات روحیہ ہیں اور مظہر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص' صفات وحدود میں جمع اور وجود اور اطلاق کا سر ہے' کیونکہ اس کا انحصار کسی حقیقت پر یا کسی قید کے ساتھ ملبوس ہونے پر نہیں' کیونکہ اس کا سر جامع اور اس کا مظہر لامع' اور ان تینوں افراد میں سے ہر ایک اپنے ساتھ مختص جہان میں اپنے اس ہیکل میں جس پر کہ وہ اب ہے داخل ہے اور ان کے علاوہ کسی اور کے لیے ایسا نہیں' کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام اس جہان کی طرف اپنے نزول سے پہلے اولاً اپنی برزخیت سے متحقق ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح ہیں اور ابھی تک اس مقام میں ہیں جس میں حضرت آدم علیہ السلام داخل ہوئے اپنے ساتھ مختص صفات اور جہان اسماء کے ساتھ ان کے احاطہ کے ساتھ موجود ہیں۔ اسی لیے آپ کا ٹھہرنا حضرت آدم علیہ السلام کے اپنی جنت میں ٹھہرنے سے دوگنا ہوا۔

رہے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو آپ تینوں عوالم میں داخل ہیں کیونکہ آپ جمع اور وجود کا سر ہیں اس حیثیت سے کہ آپ کو عالم اسماء سے جس کا آغاز مرکز زمین اور انجام سماء دنیا ہے رات کو سیر کرائی گئی' پھر آپ سماء دنیا کو ساتویں آسمان کی انتہاء تک کھلوا کر برزخ میں داخل ہوئے' پھر عالم عرش سے وہاں تک جس کی انتہاء کی تعبیر ممکن نہیں کھلوا کر مافوق میں داخل ہوئے۔ اسی لیے آپ نے اپنی دعائیں اور اپنے ساتھ مخصوص معجزات اس مطلق دن کے لیے ذخیرہ فرمائے جس میں کسی اور کی گنجائش نہیں' پھر آپ نے اس مسئلہ میں کلام کو طویل فرمایا جو عقلوں میں سما نہیں سکتی پس میں نے اس کی دقت' ادراک سے بالاتر ہونے اور کاملین کے ساتھ مخصوص کشف صحیح اور کامل پر مبنی ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔

اور آپ کی شان کی بلندی پر تنبیہ کے لیے اسی قدر کافی ہے' اور میں نے آپ سے جو کچھ ذکر کیا ہے آپ کے مریدوں میں سے کسی کے پاس پایا نہیں جاتا سوائے میرے بھائی کامل وراسخ شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کیونکہ وہ حضرت کے اسرار کے پردہ دار ہیں' اور اس امر کا جسے میں نے ذکر کیا ہے مجھے کئی مشائخ سے سابقہ پڑا تو جیسے ہی میں اقتدار اور محو رسوم کے طور پر ان کی صحبت اختیار کرتا ہوں وہ مجھے کئی امور اور اسرار عطا فرماتے ہیں جو کہ ان کے مریدین میں سے کسی کے ہاں پائے نہیں جاتے گرچہ ان کی صحبت کی مدت طویل ہو چکی ہوتی کہ ان میں کا بعض ان کا انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ایسی چیز ہے جو ہم نے اپنے شیخ سے آج تک نہیں سنی' اور وہ صحیح ہے کیونکہ اس نے اس پر انہیں اطلاع نہیں بخشی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی علی البحیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اولیاء مکملین میں سے ہیں۔ آپ خوف' ورع' تقویٰ اور کپڑوں کی بوسیدگی کے اعتبار سے سلف صالح کے قدم پر تھے اور اپنے

دور میں شریعت وحقیقت کے جامعین میں سے ایک تھے۔ جب میں آپ کو دیکھتا تو مجھے آپ کے احوال سے الشیخ عارف باللہ تعالیٰ سیدی عبدالعزیز الدیرینی رضی اللہ عنہ سے منقول احوال یاد آ جاتے آپ ریف کے دیہات میں مقیم تھے۔ لوگوں کو علم پڑھاتے' فتوی دیتے اور انہیں آداب واخلاق سکھاتے اور جب تو دیکھ لیتا تو ان سے جدا ہونا تجھ پر آسان نہ ہوتا گرچہ کتنا ہی وقت گزر جاتا کہ آپ حسن اخلاق' انکساری کے مقام پر فائز تھے اور احوال آخرت کو یوں بیان فرماتے گویا کہ آنکھوں دیکھے ہیں۔

آپ نے ایک جماعت سے علم حاصل کیا جن میں سے شیخ عارف باللہ تعالیٰ سید شہاب الدین الاقطیع البرلسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد سیدی الشیخ العارف باللہ تعالیٰ سیدی علی النبتیتی الضریر رضی اللہ عنہ سے کسب فیض کیا اور یہ حضرت تخلق اور تحقق کے اعتبار سے آپ کے مشائخ میں سے اکبر ہیں اور آپ نے اپنے شیخ سے وفات تک جدائی اختیار نہ کی۔

اور مجھے فقراء صادقین کے بعض نے بتایا کہ اس نے بعض کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سیدی علی البحیری رضی اللہ عنہ چالیس (ابدالوں) میں سے ایک ہیں تو اس نے اس کا انکار کیا۔ پس وہ جامع ازہر میں موذنوں کے چبوترے کے نیچے سویا' تو اس نے خواب میں گروہ در گروہ لوگوں کو دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ بلکہ وہ تو امام الاربعین ہیں۔

آپ اکثر گریہ فرماتے' جب اس بارے آپ پر عتاب کیا جاتا تو فرماتے کہ آگ تو ہے ہی میرے جیسے کے لیے اور آپ کے فتاوی مصر میں آتے تو علماء ان کی لفظی حلاوت اور ان میں مخالف کو ڈرانے کی کثرت سے تعجب کرتے یہاں تک کہ وہ حق کی طرف رجوع کر لیتا۔

آپ فرماتے کہ ہم ایسے زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں کہ جس میں لوگ پردے میں ہیں اور اس دن کو بھول چکے ہیں جس میں بچے بوڑھے ہو جائینگے اور پہاڑ چلنے لگیں گے اور آپ کا گذر جب اطفال کے قریب سے ہوتا تو انہیں سلام فرماتے اور ان سے دعا کا سوال کرتے اور فرماتے کہ ہم نے ایسی جماعت کو پایا جو رات بھر روتے رہتے ہیں اور اس مخلوق کے حق میں گڑگڑاتے اور کہتے کہ جو کچھ بھی ہمارے اردگرد ان شہروں میں مصائب نازل ہو رہے ہیں وہ ہمارے اعمال کی نحوست ہے اگر ہم نکل جائیں تو ان سے بلائیں ٹل جائیں۔ رضی اللہ عنہ' آپ ۹۵۳ھ میں ماہ شوال میں فوت ہوئے اور سیدی محمد المنیر رضی اللہ عنہ کے مضافات میں مدفون ہوئے۔

اخی العارف باللہ تعالیٰ سیدی الشیخ ابوالعباس الحریثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں نے تقریباً تیس سال تک آپ کی صحبت کا شرف پایا۔ میں نے کبھی بھی آپ کو گھڑی بھر کے لیے بھی اپنے لیے بدلہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ کی نشو ونما' عبادت' علم میں مشغولیت اور قرآن کریم کی سبع قرأت میں ہوئی' پھر آپ نے شیخ محمد بن عنان رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت کی اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دے دی۔ اور انہوں نے آپ کو اپنے تمام اصحاب سے زیادہ پختہ قرب عطا فرمایا' پھر آپ نے طریقت کا بعض حصہ سیدی شیخ علی المرصفی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ انہوں نے آپ کو اپنے بعد طریق الی اللہ کا کام کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور یہ کہ کلمۂ توحید کی تلقین کریں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے سوا شیخ کی طرف سے کسی کو یہ اجازت حاصل نہ ہوئی' کیونکہ آپ کا مقام نادر تھا اور آپ اہل طریقت کی شرائط کو خوب پہچانتے تھے اور آپ نے طریقت میں اعلیٰ مقام

پایا' اور طریق الی اللہ میں لوگوں نے آپ کے ہاتھوں نفع پایا۔

اور میری موجودگی میں آپ سے بے شمار کرامات رونما ہوئی۔ ان میں سے ایسی بھی ہیں کہ میرے علم کے مطابق آپ انہیں چھپانا پسند فرماتے تھے تو میں نے انہیں چھپایا' اور بعض وہ ہیں جن کے متعلق سکوت اختیار فرمایا تو میں نے بیان کر دیں۔ ایک دفعہ مجھے بواسیر لاحق ہوگئی جس سے مجھے شدید تکلیف ہوئی میں نے آپ سے اس کا شکوہ کیا تو فرمانے لگے انشاء اللہ تعالیٰ کل نماز عصر میں زائل ہو جائے گی' چنانچہ میں نے نماز عصر ادا کی اور دیکھا تو اس کا کوئی نشان نہ پایا۔ رضی اللہ عنہ۔

اور آپ کو خاص و عام کے ہاں پوری قبولیت عطا فرمائی گئی حتی کہ بعض نے آپ کے ہاتھوں کا دھوون پیا جس سے آپ نے مچھلی کی تے صاف کی تھی۔ آپ نے دمیاط اور محلہ وغیرہ میں کئی ایک مساجد تعمیر کیں۔ آپ کریم النفس' شیریں گفتار' انداز معاشرت میں حسین' غصہ میں دیر کرنے والے' کثیر التبسم اور دنیا میں بے رغبت تھے۔ رات میں اکثر تنہائی پسند' چالیس دن تک کھاتے نہ پیتے۔ آپ شریں گفتار تھے۔ قریب نہیں کہ تو آپ سے سنے مگر وہی جو تجھے پسند ہو۔ کئی دفعہ میں نماز عشاء کے بعد آپ کے پاس بیٹھتا۔ فجر طلوع ہو جاتی اور ہم ایک ہی نشست میں ہوتے اور میں رات کا اندازہ لگاتا کہ آٹھ گھنٹے کی ہے۔ آپ مخلوق کے غم و فکر کو بہت برداشت فرماتے حتی کہ یوں ہو گئے گویا پرانا چمڑے کا تھیلا ہے جو کہ ہڈی پر سخت ہو گیا ہے۔ میں نے کبھی نہ سنا کہ اپنے آپ کو اہل طریقت میں شمار کیا ہو اور جب اہل طریق کی کلام میں سے کچھ سنتے تو اکثر فرماتے کہ بے بضاعتوں نے صابن خریدنے سے راحت پائی۔

اور اپنے شیخ کے وصال کے بعد آپ کی فتح کبیر تھی' چنانچہ کئی دفعہ خلوت گزیں ہوئے اور اس وقت تک باہر نہ نکلے حتی کہ آپ نے ہاتف غیبی کو اس کا حکم دیتے ہوئے سنا' تو باہر نکلے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے طریق کی طرف بلایا اور آپ نے تقریباً دس ہزار مریدین کو تلقین فرمائی اور تادم آخر یں اپنے اچھے طریقے پر قائم رہے۔ بدلے نہیں۔

اور آپ اکثر جی حضوری کرنے والے فقراء کا رد فرماتے اور فرماتے کہ یہ لوگ نعمت سے معمور فقراء پر ڈاکہ ڈالنے والے ہیں اور ایسے شیخ کے نہ ہونے کی وجہ سے جو انہیں اخلاق بیان کرے ان کے طریق میں کوئی ترقی نہیں اور یہ بات ان میں نقص کی بنا پر نہیں کرتے تھے وہ تو صرف ان مریدین کی مصلحت کے لیے تھی جنہوں نے ان سے طریقت حاصل کی لیکن ان میں اس کا کانٹا پیوست نہیں ہوا اور یہ اس لیے کہ کامل کا کسی انسان پر غضبناک ہونا صرف اس انسان کی مصلحت کے لیے ہوتا ہے۔ حظ نفس کے لیے نہیں۔ اسے سمجھو۔

اور ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے ہم سے پہلے یہی بات سیدی ابوالعباس نے سیدی محمد الغمری اور سیدی مدین وغیرہ کے متعلق بیان فرمائی' تو یہ حضرات سب کے سب اپنی جماعت کو ایسے لوگوں کے ہاں جانے سے اسی علت کی بناء پر روکتے جو پہلے گزر چکی۔ واللہ اعلم۔

اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے سیدی احمد بن محی الدین الغمری اور حاضرین سے فرمایا کہ ہم دنیا سے چلے اور ہمارے ساتھ طریقت میں کوئی ساتھ درست نہ ہوا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح کا واقعہ سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کو پیش آیا' تو آپ سے کہا گیا کہ آپ کے اصحاب میں سے فلاں فلاں حضرات ہیں تو فرمانے لگے یہ لوگ

ہمارے شناساؤں میں سے ہیں۔ تیرا صاحب تو وہ ہے جس نے تیرے سمندر سے پانی پیا۔

آپ درۂ رباط میں ۹۴۵ھ میں فوت ہوئے اور وہاں آپ کی قبر ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے اور ایک دفعہ میں نے ایک ضرورت کے وقت آپ کا قصد کیا جبکہ میں مصر میں مدرسہ ام اخوند کی چھتوں پر رہتا تھا۔ تو میں نے آپ کو دیکھا کہ اپنے مزار سے رباط سے نکل کھڑے ہوئے اور میں آپ کو دیکھ رہا ہوں یہاں تک کہ میرے اور آپ کے درمیان تقریباً پانچ گز کا فاصلہ رہ گیا۔ پس مجھے فرمانے لگے' صبر کرو' پھر مجھ سے چھپ گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

(اقول و باللہ التوفیق اسی حقیقت کو دانائے راز مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ۔

دست پیراز غائباں کوتاہ نیست   دست اوجز قبضہ اللہ نیست

رموز توحید سے صحیح واقفیت اولیاء اللہ کے لیے ہے اور ان حضرت کا مسلک واقعاتی یہ ہے جو شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی بیان فرمایا۔ شرذمۂ نجدیہ اسے خلاف توحید قرار دے کر اپنی بے مائیگی اور مسئلہ توحید سے جہالت کا ثبوت دے رہے ہیں فالی اللہ المشتکی ۔ محمد محفوظ الحق غفرلہٗ ولوالدیہ)

میرے شیخ والد محترم اور مقتدا الشیخ نور الدین الشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی خدمت میں میں نے اپنے مشائخ میں سے سب سے زیادہ طویل وقت گزارا ہے۔ میں پینتیس برس تک آپ کی خدمت میں رہا۔ مجھ پر ایک دن بھی آپ کی طبیعت غیر نہیں ہوئی اور شونی' سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے شہر طندتا کے مضافاتی شہر کا نام ہے۔ میرے بچپنے میں آپ نے مجھے وہاں پالا' پھر آپ سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے مقام کی طرف منتقل ہو گئے اور وہاں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی مجلس کا آغاز فرمایا جبکہ ابھی آپ بے ریش جوان تھے۔ پس اس مجلس میں بے شمار مخلوق جمع ہونے لگی اور اس مجلس میں جمعہ شریف کی رات کو نماز مغرب کے بعد بیٹھتے یہاں تک کہ نماز جمعہ کے لیے منارہ پر سلام شروع ہو جاتا۔

پھر آپ مصر جانے والے مسافروں کی ایک جماعت کو روانہ کرنے کے لیے متلاطم سمندر میں نکلے تو آپ کے قصد و ارادہ کے بغیر کشتی آپ کو لے کر چل نکلی اور اسے خشکی کی طرف کوئی موڑ نہ سکا۔ تو آپ نے کہا ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔ پس مصر آ گئے وہاں پہلے تو صحرا میں سلطان برقوق کے مقبرہ میں اقامت پذیر ہوئے اور ۸۹۸ھ میں جامع ازہر میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی مجلس کا آغاز فرمایا اور آپ ہر شب جمعہ کو مقبرہ سے جامع ازہر کی طرف چل نکلتے اور واپس آ جاتے اور جب سلطان طومان بائی عادل نے اپنا مقبرہ بنوایا تو آپ کو اس کی طرف منتقل کر دیا اور وہاں صراحیوں کی ڈیوٹی لگا دی' چنانچہ آپ سارا دن وہاں لوگوں کو پانی پلاتے کئی سال وہاں رہے پھر مصر میں داخل ہوئے اور نوے سال کی عمر میں وہاں شادی کی اور کبھی شادی کی ہی نہ تھی پھر وہاں مدرسہ سبوفیہ کی طرف منتقل ہو گئے جہاں سیدی عمر بن الفارض کے لیے اپنے شیخ بقال کے ساتھ وہ واقعہ رونما ہو جو ہوا' چنانچہ وہیں اقامت پذیر رہے یہاں تک کہ ۹۴۴ھ میں وفات پائی اور ہمارے ہاں مدرسہ قادریہ کے دروازے کے قریب قبہ میں جو کہ دو دیواروں کے درمیان ایک طرف ہے دفن ہوئے اور آپ کا مزار ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

اور آپ نے مجھے بتایا کہ میں بچپنے سے ہی شونی میں مویشی چرایا کرتا اور مجھے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف سے محبت تھی' اور میں اپنا کھانا بچوں کو دے دیتا اور ان سے کہتا کہ یہ کھا لو اور میں اور تم سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھیں' چنانچہ ہم دن کا غالب حصہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف میں گزار دیتے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں جب ۹۱۱ھ میں مصر میں داخل ہوا تو مجھے شیخ شہاب الدین طویل مجذوب رضی اللہ عنہ ملے اور مجھے کہنے لگے تو شونی کا بیٹا ہے۔ تیرے باپ کا کیا حال ہے؟ جبکہ میں کبھی جانتا ہی نہ تھا کہ شونی کون ہے؟ تقریباً دو سال ہی گزرے کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ایک صاحب شیخ نور الدین الشونی نامی صالحین میں سے ہیں جو کہ عادلیہ کے مقبرہ میں ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو کہ ان کی زیارت کریں تو جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے میرے ساتھیوں سے زیادہ مجھے مرحبا فرمایا اور فرمانے گئے کہ تجھے شیخ شہاب الدین نے کیا کہا؟ میں نے بتایا تو فرمانے لگے وہ صاحب اطلاع ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تجھے خیر کا عظیم حصہ حاصل ہوگا۔ پس میں آپ کی معیت میں مجلس میں تقریباً سات برس تک حاضری دیتا رہا۔ جب ۹۱۹ھ کا سال تھا تو مجھے فرمانے لگے کہ میرا مقصد یہ ہے کہ تو جس جامع میں رہتا ہے وہاں ایک جماعت جمع کرے اور ان کے ساتھ مل کر اسی مجلس کی تربیت کے مطابق جمعہ شریف کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف میں گزارا کرے تو میں نے اسی مذکورہ سال سے یہ سلسلہ شروع کر دیا اور آپ کی برکت سے آج تک ایک رات کا ناغہ بھی نہیں ہوا۔

پھر میرے دل میں ایک شب خیال آیا کہ جماعت کے ساتھ مل کر سورۃ الکوثر ہزار مرتبہ پڑھی جائے' چنانچہ ہم نے اس کی تلاوت کی تو اس رات جماعت نے کثرت کے ساتھ سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ پس میں نے حضرت شیخ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے بھی جامع ازہر میں اپنی مجلس میں یہی عمل کیا' پھر ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ۵۰ درجہ تکرار کیا واعف عنا واغفرلنا وارحمنا ۔تو جماعت کو عظیم فراخی حاصل ہوئی۔ میں نے اس کا بھی آپ سے تذکرہ کیا تو آپ بھی اپنی محفل میں یہ عمل کرنے لگے اور آپ کی جماعت نے آپ سے بطور وراثت اسے جاری رکھا۔

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں آپ کے پیچھے سفید بلوریں زمین پر چل رہا ہوں اور اس پر بلند فصیل ہے جو کہ آسمان کے قریب ہے اور مجھے اس سرزمین میں عظیم انس حاصل ہوا قریب تھا کہ اس کی وجہ سے مجھے حالت سکر لاحق ہو جائے۔ ہم چل ہی رہے تھے کہ آسمان سے چاندی کی سفید زنجیر اتری اور اس میں ایک مشک ہے جس میں دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں پانی ہے۔ وہ اس قدر نیچے آ گئی کہ انسان کا منہ اس تک پہنچ سکے' چنانچہ شیخ رضی اللہ عنہ نے اس سے پیا اور باقی مجھے عطا فرمایا تو میں نے بھی پیا۔ پھر شیخ پیچھے رہ گئے اور میں چلتا رہا حتی کہ میں آپ سے غائب ہو گیا تو میرے لیے سونے کی زنجیر اتری اور اس میں بالشت در بالشت مربع قسم کی چیز ہے جس میں تین چشمے ہیں ان میں سے اوپر کے چشمے پر لکھا ہے کہ اس چشمے کا فیض اللہ تعالیٰ سے ہے اور درمیانے پر لکھا ہے کہ اس چشمے کا فیض عرش سے ہے اور نچلے پر لکھا ہے کہ اس کا فیض کرسی سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا تو میں نے درمیانے چشمے سے پیا' پھر شیخ کی طرف لوٹا اور جو کچھ پیا تھا اس کے متعلق آپ کو بتایا اور یہ کہ اس کا فیض عرش سے ہے تو آپ نے فرمایا کہ اے فلاں انشاء اللہ تعالیٰ تو تمام جہان پر رحمت کے ساتھ متخلق ہوگا اور اس کی وجہ سے انتہائی مسرور ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ پھر مجھے فرمایا کہ شیخ شہاب الدین جس کا ذکر پہلے گذرا کی کلام سچی ہے۔

اور آپ معاشرت میں حسین، جمیل الخلق، کریم النفس، پاکیزہ عادات والے، کثیر التبسم، صاف دل، بچے کے باطن کی طرح حسین اور یہ صفت خلت کی صفات میں سے ہے اور جب مسلمانوں پر کوئی آفت وغم نازل ہوتا جب تک اٹھ نہ جاتا آپ کو قرار نہ آتا، اور آپ نے اپنے منہ سے کبھی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی بات نہ کی۔ صرف اتنا فرماتے کہ بعض فقراء نے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی اور آپ نے اس سے یوں فرمایا باوجود یکہ آپ کا مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کثرت سے زیارت کا متقاضی تھا، اور کئی واقعات میں جن کی تعداد کا مجھے علم نہیں میں نے آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بائیں جانب دیکھا جب آپ سے اس کا ذکر کرتا تو فرماتے کہ تجھے میرا شبہ پڑا ہے اور اس کا اعتراف نہ کرتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ایک واقعہ

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مصر کی سڑکوں پر کہہ رہا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شیخ نورالدین الشونی رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف فرما ہیں جو آپ سے ملنا چاہتا ہے وہ مدرسۃ السوقیہ چلا جائے۔ میں اس طرف چل نکلا، مدرسہ کے پہلے دروازے پر سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو پاتا ہوں۔ میں نے انہیں سلام کیا، پھر دوسرے دروازے پر حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو پاتا ہوں۔ انہیں بھی سلام عرض کیا، پھر تیسرے دروازے پر ایسے شخص کو پاتا ہوں جسے میں پہچانتا نہیں ہوں، جب میں حضرت شیخ کی خلوت کے دروازے پر رکا تو شیخ کو پایا لیکن آپ کے پاس رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پس میں تے شیخ کے چہرے میں متحیر کھڑے ہو کر تیز نگاہی سے دیکھا تو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سفید شفاف پانی آپ کی جبین مقدس سے قدمین شریفین کی طرف بہہ رہا ہے۔ پس شیخ کا جسم غائب ہو گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اقدس ظاہر ہوا۔ میں نے سلام عرض کیا، سرکار علیہ السلام نے مجھے مرحبا فرمایا اور چند امور کی وصیت فرمائی جو کہ آپ کی سنت میں وارد ہیں اور ان کے بارے میں مجھے تاکید فرمائی، پھر میں جاگ اٹھا، جب میں نے شیخ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی تو فرمایا کہ اللہ کی قسم اپنی ساری زندگی میں مجھے اتنی مسرت نہیں ہوئی جتنی اس واقعہ سے ہوئی اور رونے لگے حتی کہ آپ کی ریش مبارک تر ہو گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور بے شمار دفعہ آپ کو عرفات میں موقف میں دیکھا گیا حتی کہ آپ کے مصاحبین میں سے ایک شخص نے حلف بالطلاق کے ساتھ کہا کہ اس نے آپ کو دیکھا اور وہاں آپ کو سلام کیا، جبکہ آپ نے اعتراف نہ فرمایا اور فرمانے لگے میں تو مصر سے کہیں گیا ہی نہیں اور اب روئے زمین پر حجاز، شام، مصر، صعید، محلّہ کبریٰ، اسکندریہ، بلادِ مغرب اور بلادِ تکرور میں پائی جانے والی درود شریف کی ساری محافل آپ ہی سے نکلی ہیں۔ آپ سے پہلے کسی کا دستور نہ تھا بلکہ لوگوں کے درود شریف کے اپنے علیحدہ علیحدہ وظائف ہوتے تھے۔ لوگوں کے اس صورت میں جمع ہونے کے واقعہ کی اطلاع حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آپ کے عہد تک ہمیں کسی سے بھی نہیں پہنچی۔

(اقول وباللہ التوفیق پتہ چلا کہ کسی بھی کارِ خیر کے لیے ضروری نہیں کہ قرونِ اولیٰ میں بعینہٖ اس کا ثبوت مہیا ہو۔ کارِ خیر بہرحال کارِ خیر ہے جبکہ اس کی وجہ سے کسی سنت کو نقصان نہ پہنچے اور اسے بدعت کہنا سراسر اکابر امت اور رہنمایانِ اہل اسلام پر معاذ

اللہ بدعتی ہونے کا بہتان باندھنا ہے۔امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحتاً فرما دیا کہ حضرت شیخ کے عہد سے پہلے اس اجتماع کا کوئی تصور نہیں ملتا۔اسے بدعت نہیں فرمایا بلکہ ان حضرات کا معمول مقبول فرمایا جو بلاشک وشبہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے انعام یافتہ حضرات ہیں۔ چنانچہ اذان سے قبل یا بعد درود شریف پڑھنا' ایصال ثواب کے معمولات از قبل فاتحہ سوئم' ہفتم اور چہلم' بزرگان دین کے اعراس' جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' گیارہویں شریف اسی سطح کے اکابر امت کے معمولات ہیں جو کہ بحمدہٖ تعالیٰ متبع ہیں مبتدع نہیں ہیں۔ان کارہائے خیر کو بدعت سے تعبیر کرنے والے مزاج شریعت سے جاہل اور اکابر اسلام کے گستاخ اور حدود شرعیہ توڑنے والے ہیں۔ **عاملھم اللہ تعالیٰ بعدلہ**۔محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

۱۱؎ جب آپ فوت ہو گئے تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کی قبر حد نگاہ تک وسیع ہے اور آپ سبز ریشم کے لحاف میں لپٹے ہوئے ہیں جس کی پیمائش ایک پیمانے کے مطابق ہے۔ پھر میں نے آپ کو اڑھائی سال کے بعد دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے چادر کے ساتھ ڈھانپ دو کیونکہ میں برہنہ ہوں۔ میں آپ کی مراد پہچان نہ سکا کہ میرا بیٹا محمد اسی رات فوت ہو گیا۔ ہم نے اسے دفن کرنے کے لیے فسقیہ میں آپ کے پہلو میں اتارا تو میں نے دیکھا کہ آپ ریت پر کپڑے کے بغیر موجود ہیں' کفن وغیرہ سب ختم ہو چکا ہے۔جسم تروتازہ ہے پشت سے خون ایسے رس رہا ہے جیسا کہ ہم نے آپ کو دفن کیا تھا' جسم کا کوئی حصہ متغیر نہیں ہوا۔ تو میں نے آپ کو چادر سے ڈھانپ دیا اور آپ سے کہا کہ جب آپ اٹھیں اور آپ کو پوشاک پہنا دی جائے تو میری چادر بھیج دیں' اور یہ اس امر پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ شہداء محبت میں سے ہیں کیونکہ زمین نے اڑھائی سال گزرنے کے باوجود جسم پر اثر نہیں کیا۔جسم پھولا نہ گوشت میں بدبو پیدا ہوئی۔ اور تازگی کے ساتھ آپ کے جسم سے خون کا رسنا اس لیے تھا کہ جب آپ بیمار ہوئے تو ستاون روز تک کوئی آپ کی کروٹ بدل نہ سکا تو پشت کا گوشت ڈھلک گیا جسے ہم نے روئی اور کیلے کے پتوں کے ساتھ چپکا دیا اور آپ نے اس تکلیف میں کبھی آہ نہ کی اور نہ ہی کراہے۔

روشن اعمال

اور ایک دفعہ میں نے خواب میں آپ کو دیکھا تو کہا: یا سیدی! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا مجھے برزخ کا دربان بنا دیا گیا' چنانچہ کوئی عمل برزخ میں داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میں نے اپنے اصحاب کے اعمال میں سے سورۃ اخلاص کی قرأت' دورد شریف اور **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** سے زیادہ پرضیاء اور روشن کوئی عمل نہیں دیکھا۔

اور میں نے ایک دفعہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور آپ نے مجھے فرمایا کہ میں تجھ پر' نور الدین الطرابلسی پر اور نور الدین الشونی پر ناراض ہوں اور میں اس رات بنی وفاء کے پاس روضہ میں سویا ہوا تھا۔ میں نے حضرت امام سے عرض کی کہ ان شاء اللہ صبح ہم آپ کی زیارت کریں گے۔فرمانے لگے: نہیں' اسی وقت۔ چنانچہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور روضہ سے چل نکلے حتی کہ مجھے لے کر اپنے قبہ کے اوپر تشریف فرما ہوئے اور میرے لئے ہلال کے قریب چٹائی بچھائی یہاں تک کہ میں مرکب نحاس کو اپنے ہاتھ سے پکڑنے لگا اور آپ گئے اور خربوزہ' تازہ پنیر اور نرم روٹی لائے اور فرمانے لگے کھاؤ' کیونکہ دنیا کے بادشاہ اس مقام پر کھانے کی حسرت میں چل بسے۔ میں واپس ہوا تو شیخ نور الدین الطربلسی سے خواب بیان کی تو آپ اسی وقت زیارت کے لیے

سوار ہو گئے' پھر میں شیخ نورالدین الشونی کے پاس حاضر ہوا اور خواب بیان کی۔ اس وقت آپ کے پاس سلطان مکہ الشریف برکات کا مصاحب عرعر بیٹھا تھا' کہنے لگا یہ فضول خیالات ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسا انسان زیارت کے بارے میں آپ جیسے حضرات سے ناراض ہو سکتا ہے؟ شریف عرعر اس رات سویا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور آپ نے اس سے فرمایا عبدالوہاب کی بات سچ ہے۔ میں ان تینوں پر ناراض ہوں' چنانچہ وہ شیخ نورالدین کے پاس آیا اور انہیں یہ بات بیان کی' پھر کہنے لگا کہ آپ نے مجھے یہ بھی فرمایا کہ اگر مصر میں شونی نہ ہوتا تو اس کے رہنے والوں پر وہ کچھ نازل ہوتا جو ہوتا۔ آپ کے مناقب کثرت سے ہیں انشاء اللہ العزیز اگر عمر میں گنجائش ہوئی تو ان کے لیے ہم ایک علیحدہ تالیف کریں گے۔ واللہ اعلم۔

میرے بھائی اور ساتھی الشیخ ابوالفضل الاحمدی یعنی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کشوفات ربانیہ' اتفاقات سماویہ اور مواہب لدنیہ والے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ سحری کے وقت ہواتف غیبی کو فرماتے ہوئے سنا کہ تو نے شیخ ابوالفضل جیسے کی صحبت کا شرف نہ پایا اور نہ ہی ان کی مثل کی صحبت پائے گا۔ آپ اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ میں نے طریق الی اللہ اور احوال دنیا و آخرت کو آپ سے زیادہ پہچاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ کی نگاہ ہر شے میں جاری تھی۔ اگر افراد وجود کے متعلق کلام شروع فرمادیں تو دفتر تنگ پڑ جائیں۔ میں نے تقریباً پندرہ سال تک آپ کی صحبت کا شرف پایا

امام شعرانی اور شیخ ابوالفضل کے درمیان انوکھا اتحاد

اور میرے اور آپ کے درمیان ایسا اتحاد رونما ہوا کہ آپ کے سوا کسی کے ساتھ نہ ہوا' اور وہ یوں کہ مجھ پر رات میں حکمت کی کلام وارد ہوتی تو میں اسے لکھ لیتا جب آپ تشریف لاتے تو میں اسے آپ کے سامنے پیش کرتا تو آپ میرے لیے اپنے عمامہ سے ایک ورقہ نکالتے اور فرماتے کہ ایک میں ہوں میرے لیے یہ رونما ہوا۔ ہم اس کے ساتھ کلام کا مقابلہ کرتے تو ان میں سے ایک کلام دوسرے کلام پر ایک حرف بھی زائد نہ ہوتا' چنانچہ کئی دفعہ بعض لوگ کہتے کہ ہم میں سے ایک نے یہ کلام دوسرے سے لکھی ہے' اور آپ رات اور دن کے اعمال دگرگوں ہونے کا ادراک فرماتے تھے اور ان کی بلندیاں دیکھ لیتے اور یہ ایسا امر ہے کہ میں نے اس کتاب طبقات میں جن مشائخ کے مناقب بیان کیے ہیں ان میں سے کسی کے لیے میں نے یہ امر نہیں دیکھا۔

دعا کا ادراک

ایک دفعہ امیر محی الدین بن ابی اصبغ نے (اللہ تعالیٰ اسے دارین کی نعمتیں بافراغت عطا فرمائے) مجھ سے سوال کیا کہ اس کے لیے بادشاہ کی قید سے رہائی کی دعا کروں چنانچہ میں نے سحریوں کے وقت اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگیں۔ حضرت سیدی الشیخ ابوالفضل میرے پاس آئے اور فرمایا کہ آج رات ابن ابی اصبغ کے لیے قید سے رہائی کی تیری دعا میں مجھے ہنسی آ گئی حالانکہ اس کی مدت صرف پانچ ماہ سات دن باقی رہ گئی ہے۔ تو اگر تو مصر کا شاطر بھی ہوتا تو اسے نہ نکال سکتا حتی کہ یہ مدت پوری ہو جائے۔ فرمایا کہ میں نے تیری دعا کو دیکھا کہ آسمان کی طرف انسان بلند کی قامت کے برابر بلند ہوتی ہے اور پھر تیری طرف لوٹ آتی ہے۔

خلق کے مصائب کا تحمل

کبھی آپ میرے پاس آتے اور رات کو مجھے پیش آنے والے سب واقعات بتا دیتے اور لوگوں کی پریشانیاں برداشت کرنا آپ کی شان تھی یہاں تک کہ جسم کا گوشت سکڑ کر رہ گیا' اور مجھے فرمایا کہ کئی سالوں سے یوں محسوس کرتا ہوں کہ میرا گوشت تانبے کی صحنک میں آگ پر رکھا ہے جو کہ جل رہا ہے اور کھانے پہننے میں تنگی اور سب بھائیوں کی خدمت کرنے کی عادت تھی اور جب ہم اہرام الجیزہ وغیرہ کی سیر وتفریح کے لیے چلتے تو ساری جماعت کے جوتے خورجی میں ڈال کر گردن میں ڈال لیتے اور جو انکار کرتا تو اسے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے یہاں تک کہ وہ آپ کو جوتا اٹھانے دیتا۔ ایک دفعہ میں نے لاحق ہونیوالی بیماری کا آپ سے شکوہ کیا تو فرمانے لگے واللہ العظیم میں دس سال سے محسوس کر رہا ہوں کہ میں تانبے کی صحنک میں ہوں جو کہ پانی کے بغیر آگ پر جل رہا ہے تو اپنی مرضی کو اس کے قابل رکھ کر دیکھ تو پتہ چلے کہ تجھے کچھ بھی لاحق نہیں ہوا۔

معمولات شیخ ابوالفضل

رات میں بہت کم سوتے گرمی ہو یا سردی۔ اور مساجد کی تعظیم میں سب سے زیادہ حساس تھے کسی دوسرے کے پیچھے چلے بغیر مسجد میں داخل ہونے کی جرأت نہ کرتے چنانچہ دروازے پر کھڑے رہتے حتیٰ کہ جب کوئی داخل ہوتا تو اس کے پیچھے داخل ہوتے اور فرماتے کہ ہمارے جیسے شخص کو شایاں نہیں کہ عامۃ المسلمین کے پیچھے چلے بغیر مساجد میں داخل ہو کیونکہ ہم ان کے آداب کی ادائیگی سے عاجز ہیں ایک دفعہ میں نے آپ کے کپڑے میں داغ سا دیکھا تو عرض کی کہ اجازت ہو تو اسے دھو ڈالوں تو فرمایا تو میرے حال سے واقف نہیں' میں اپنی اس ناپاک ذات پر اُجلا لباس پہننے سے شرم کرتا ہوں۔

اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ میں کبھی بھی گیہوں وغیرہ کو ایک نظر دیکھ لوں تو پھر اسے کبھی کیڑا نہیں لگتا نہ ہی ضائع ہوتا ہے اور ہم نے گندم کے ایک سٹور پر اس کا تجربہ کیا جسے کیڑا لگ جاتا تھا۔

اور پورے روئے زمین پر اصحاب نوبت کو پہچانتے تھے اور یہ بھی پہچانتے کہ آج ان میں سے کس کی ڈیوٹی لگی ہے اور کون معزول ہوا ہے۔ آپ زرد رنگ کمزور تھے۔ جسم شریف پر تھوڑا سا گوشت بھی نظر نہیں آتا تھا۔ آپ نے کئی مرتبہ تجرید پر حج کیا۔ جب آخری حج تھا انتہائی کمزور تھے۔ میں نے کہا کہ اس حالت میں آپ سفر کرتے ہیں؟ فرمایا: اپنی قبر کے لیے کیونکہ میری تخلیق کا خلاصہ بدر کے شہداء کی مٹی سے ہے' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ مقام بدر سے دو دن پہلے شدید مرض میں مبتلا ہو گئے' پھر فوت ہو گئے اور جیسا کہ فرمایا تھا بدر میں دفن ہوئے اور یہ ۹۴۲ھ کا واقعہ ہے۔

قبر کا پتہ مقبور کی آواز سے

جب میں نے ۹۴۷ھ میں حج کیا تو آپ کی قبر پر حاضری کے لیے چلا' میں نے آپ سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ قبر سے بول کر مجھے اپنی قبر کا پتہ دیں تو آپ نے مجھے ندا دی کہ آؤ میں ادھر ہوں' تو آپ کے بیان کرنے سے مجھے آپ کی قبر کا پتہ چل گیا۔

اور آپ کے پاس فقراء میں سے بعض کی تعریف کی گئی تو فرمایا مجھے اس کے پاس لے چلو' پس اس کے پاس پہنچے تو اسے خلوت

میں پایا تو اسے سیدی افضل الدین رضی اللہ عنہ نے کہا: اے فلاں! ہمت کے ساتھ، پس وہ فقیر ان کی گرجدار آواز سے مدہوش ہو گیا قریب تھا کہ ہوش کھو بیٹھتا۔ تو سیدی افضل الدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے رب کی عزت کی قسم اگر میں اس پر شفقت نہ کرتا تو آواز کے ساتھ اس کا قلب شق ہو جاتا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: یہ شخص جو بھی مل جائے کھا لیتا ہے پرہیز نہیں کرتا تو یہی وہ سبب ہے جس نے اسے مدہوش کر چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس (البقرہ آیت ۲۷۵) جو سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہونگے مگر جس طرح کہ وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہے، پس آپ نے حقائق یقین میں اس کے ساتھ مذاکرہ فرمایا اور اس کے ساتھ ایسی دقیق کلام فرمائی کہ اس فقیر نے آپ سے کہا کہ ہمارے لیے مقام اور عبارت میں نیچے اتر کر کلام فرمائیں، پھر آپ نے اس کے پاس ایک شخص کو خلوت گزیں دیکھا جس کی آواز ذکر میں کمزور ہے تو اسے فرمایا کہ اس فقیر کو باہر نکالو اور اسے کھلاؤ ورنہ مر جائے گا اور جہنم میں داخل ہوگا، تو فقیر نے کہا کہ یہ خلوت کی شرط ہے۔ شیخ افضل الدین رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ یہ اس خلوت سے کیا طلب کرتا ہے کیونکہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کا ولی ہو تو اس علاج کا محتاج نہیں ہوتا اور اگر ولی اللہ نہیں تو علاج سے ولی نہیں بنتا، اور کڑوے پھل کا درخت علاج کے ساتھ سیب نہیں بنتا، چنانچہ سیدی ابوالفضل نے ایک روٹی لی اور فرمایا میری بات مان اور باہر نکل اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا تیرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو جائے گی، مگر وہ باہر نہ نکلا تو آپ نے کہا اللہ تجھے موت میں مبتلا کر دے چنانچہ وہ ایک دن رات کے بعد مر گیا۔

مقربین کی نگاہ دوررس

اور آپ نے فرمایا کہ اس خلائق کے باطن صاف بلور کی طرح ہیں، میں ان کے بواطن کو ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے ان کے ظواہر کو اور جب آپ کسی انسان سے بدل جاتے تو وہ پگھل جاتا اور دنیا و آخرت کے کسی امر میں بامراد نہ ہوتا اور آپ انسان کی ناک سے وہ سب کچھ پہچان لیتے تھے جو کچھ وہ اپنے گھر میں کرتا تھا اور فرماتے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے جواب کی دعا کی تھی لیکن اس نے مجھے محجوب نہیں فرمایا، اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اور اسرار ہیں۔

اور طریقت مقامات اور کاملین کے احوال کے بارے میں آپ کی گفتگو نہایت عالی تھی، اور فرماتے کہ میں حضرت ابراہیم الخلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارثین میں سے ہوں۔

ملفوظات شیخ

آپ نے فرمایا: اے بھائی! جان لے کہ انسان اور تکوین طبیعی ناری کی ایجاد الٰہی سے مراد صرف اور صرف ربوبیت اور اس کے اوصاف نیز عبودیت اور اس کے اخلاق کی معرفت ہے۔ اوصاف ربوبیت سے تجھے وہی کافی ہے جس کا علم الہامی طور پر یا تقلیدی طور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ سے تشبیہ و تعطیل کے بغیر تجھ تک پہنچا۔ رہے اخلاق عبودیت تو وہ پورے طور پر اوصاف ربوبیت کے مقابل ہیں، چنانچہ ہر وہ صفت جس کی الوہیت مستحق ہے عبودیت اس وصف کے مقابلہ سے اپنا حق طلب کرتی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار اسی مقام سے ہے تو ہر ایک اپنے مقام سے کلام کرتا ہے، اور جس سے موصوف ہے اسی

کی ترجمانی کرتا ہے۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دنیا یا آخرت کے اعتبار سے اپنے اعمال میں ثواب کی طرف نظر کی وہ ان اوصاف عبودیت سے نکل گیا جن کا ثواب محض اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور فرمایا کہ مسلمانوں کے معاملات کے حکام کے بارے میں اچھے گمان کو لازم کرو گرچہ ظلم کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی کو آخرت میں اس امر کا سوال نہیں فرمائے گا کہ تو نے بندوں کے متعلق اچھا گمان کیوں کیا اور فرمایا کسی گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو معین کر کے برا بھلا نہ کہہ گرچہ تو عظیم ہے کیونکہ تجھے اپنے طور پر نہیں معلوم کہ تیرا اور اس کا خاتمہ کس پر ہوگا' اور جب تو کسی کو برا کہے تو صرف اس کے فعل کو برا کہہ۔ بعینہٖ اس کو نہیں۔ کیونکہ تیرا اور اس کا عین ایک ہے پس صرف ردی اور قابل مذمت فعل کو ہی برا کہہ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لہسن کے بارے میں فرمایا کہ میں اس کی بو کو پسند نہیں کرتا یہ نہیں فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا' اور صرف اس کی بو کو ناپسند فرمایا جو کہ اس کی صفات میں سے ایک ہے۔

تنقیص کرنے والے کے تین احوال

اور فرمایا کہ لوگوں کی عزت میں نقص نکالنے والا تین احوال سے خالی نہیں یا تو اپنے آپ کو ان سے افضل سمجھتا ہے' جب تو اس کا حال ان سے زیادہ برا ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہمراہ ابلیس کے لیے واقعہ رونما ہوا یا اپنے کو انکی مثل سمجھتا ہے تو حقیقت میں اس نے اپنے ہی حال کا انکار کیا' یا اپنے کو ان سے ہیچ سمجھتا ہے تو اسے لائق نہیں کہ اپنے سے بہتر کی تنقیص کرے۔

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ لوگ جو ہماری تنقیص کرتے ہیں ہمارے کاشتکار ہیں جو کہ ہمیں پیداوار تول کر دیتے ہیں میں نے کہا: کیسے؟ فرمایا: کیونکہ یہ حضرات اپنے تمام خالص نیک اعمال ہمارے صحائف میں منتقل کر رہے ہیں' اور دنیا میں کئی گناہ ایسے ہیں کہ ان کا کفارہ صرف لوگوں کا کسی انسان کی عزت میں غیر موزوں گفتگو کرنا ہے۔

حسن عقیدت کا ثمر

اور فرمایا کہ حسن عقیدت کو لازم کرو کیونکہ یہ مرکز عقیدت کے ذریعے قلب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مربوط کرنا ہے گرچہ وہ اس کا اہل نہ ہو کیونکہ تم نے اپنے قلب کا رابطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم کیا ہے نہ کہ واسطہ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ اس سے حیا فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اسے طلب کرنے پر وہاں نہ پائے جہاں اس کی طلب کی ہے۔

اللہ کے بندے بنو

اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندے بنو نہ کہ اپنے یا اپنے دراہم و دنانیر کے کیونکہ تمہارے دل کا تعلق جس کے ساتھ بھی ہوا اچھا ہو یا برا وہ تمہاری عبودیت سے اس قدر حصہ لے لیتا ہے جتنی تمہیں اس سے محبت ہے' جبکہ تم کائنات کے لیے یا اپنے نفسوں کے لیے پیدا نہیں کیے گئے بلکہ اس نے تمہیں اپنے لیے پیدا فرمایا ہے' تو اس سے راہ فرار اختیار نہ کرو کیونکہ تم تو اپنے نفسوں پر حرام ہو تو اپنے غیر پر حرام کیونکر نہیں ہو گے۔

اور فرمایا: اس سے اپنا غصہ روک لو جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرتا ہے کیونکہ وہ تمہارے پروردگار کے ارادے کے ساتھ تم پر

مسلط ہے۔

اور فرمایا: حسب استطاعت شریعت کے ہر حکم پر عمل کرو لیکن اس حیثیت سے کہ شرع شریف نے اس کی اجازت دی ہے اور حکم دیا ہے کسی اور علت سے نہیں' اور اپنے تمام احوال و اعمال میں سب علتیں ترک کر دو اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد یمحو اللہ مایشاء ویثبت کے ساتھ سب کچھ منقطع کر دو۔ اور آپ نے فرمایا: کتاب وسنت سے جو کچھ تم نے سیکھا ہے اس کے ساتھ قطعیت اختیار نہ کرو گرچہ فی نفسہ برحق ہے اور فرمایا کہ کسی شے کی طرف مائل نہ ہو اور اپنے نفس کو کسی شے میں بے خوف نہ کرو' اور کسی شے نہ ہی غیر شے کے لیے اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو' اور اپنے لیے وہ حالت اختیار نہ کر جس پر تو ہے کیونکہ تجھے اپنے طور پر معلوم نہیں کہ جسے تو نے اختیار کیا ہے اس تک تیری رسائی ہوتی ہے یا نہیں' پھر اگر تیری رسائی ہو بھی جاتی ہے تو تجھے پتہ نہیں کہ اس میں تیرے لیے بھلائی ہے یا نہیں' اور رسائی نہیں ہوئی تو اس ذات کا شکر کر جس نے تجھے روک دیا کیونکہ اس نے تجھے بخل کی بنا پر نہیں روکا۔

اور فرمایا: جب حق تعالیٰ تجھے کسی چیز میں اختیار بخشے تو تو عدم اختیار کو اختیار کر اور کسی شے کے ساتھ توقف نہ کر اور اپنے لیے کوئی شے نہ دیکھ اور کسی شے پر غم نہ کر جو تجھ سے جدا ہو گئی ہے کیونکہ اگر وہ تیری ہوتی تو تجھ سے علیحدہ نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے سوا تجھے دنیا و آخرت کے امور سے جو کچھ حاصل ہوا ہے اس پر کبھی خوش نہ ہو کہ ماسوی اللہ عدم ہے۔

کسی سے بدگوئی کی نقل کی مذمت

اور اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے تمہاری حیثیت عرفی کے خلاف گفتگو نقل کرے تو اسے ڈانٹ دو گرچہ عادت کے طور پر وہ تمہارا کتنا ہی معزز ساتھی ہو' اور اس سے کہو کہ اگر تو اس امر کا عقیدہ رکھتا ہے تو تو اور جس سے تو نے کلام نقل کی ہے برابر ہو بلکہ تیری حالت زیادہ بری ہے کیونکہ یہ بات ہمیں اس نے نہیں سنائی تو نے سنائی ہے' اور اگر تیرا عقیدہ ہے کہ ہمارے بارے میں یہ امر جھوٹ ہے اور ہم سے اس میں پڑنا بعید از مکان ہے تو ہمارے پاس اسے نقل کرنے سے کیا فائدہ؟

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو توحید میں فنا ہو چکا اس کے ساتھ کبھی گفتگو نہ کرو کیونکہ وہ مشیت الٰہیہ سے مغلوب اور مجبور ہے اور کتب توحید کے مطالعہ کی کثرت سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے تم اس سے رک جاؤ جس کے لیے پیدا کیے گئے ہو' کیونکہ ہر کوئی اپنے علم و ذوق کی حیثیت سے بات کرتا ہے۔

حفظ لسان

اور فرمایا کہ اہل شرع کے ساتھ اپنی زبان کی حفاظت لازم کرو وہ اسماء و صفات کے دربار کے دربان ہیں جبکہ اولیاء میں سے کسی پر اعتراض سے اپنے قلوب کی حفاظت لازم کرو کیونکہ وہ حضرت ذات کے دربان ہیں اور متکلمین کے اقوال سے تمہیں جو عقائد اولیاء معلوم ہوئے ہیں ان پر تنقید سے بچو کیونکہ عقائد اولیاء شیون الٰہیہ کے مطابق ہر آن بے قید اور مجرد ہیں۔

حفظ ادب

اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کے قریب صرف ادب کے ساتھ جاؤ گرچہ وہ تمہارے ساتھ کشادہ روئی کے ساتھ پیش آئیں' کیونکہ ان

کے قلوب مملوک اور نفوس مفقود ہیں اور ان کی عقلیں عقل کی گرفت سے وراء پس وہ نہایت قلیل سی چیز سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی مراد تم میں جاری فرما دیتا ہے۔

اور فرمایا جب تم کسی کامل کی صحبت اختیار کرو تو اس کے کلام کے مفہوم ظاہر کے خلاف تاویل مت کرو کیونکہ کاملین اپنے کلام اور حال چھپاتے نہیں' کیونکہ تدبیر نفس کی تدبیر کا بقیہ اور اس کا حظ ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت مانگو اور اس پر ہمیشگی کرو گرچہ تم میں سے کوئی انتہائی صابر بھی ہو' اور فرمایا کہ حقیقت اور شریعت ترازو کے دو پلے ہیں اور تو اس کا قلب ہے تو جس پلے کی ضرورت تجھے میلان حاصل ہوگا تو اسی کا ہوگا۔

اور فرمایا کہ اپنے باطن کو حرص' آلودگی اور کینہ وغیرہ سے پاک رکھنے کا اہتمام کرو کیونکہ بادشاہ اس حالت میں تمہارے پڑوس میں سکونت اختیار کرنے پر رضا مند نہیں ہوتا تو حق تعالیٰ تمہارے قلوب میں کیونکر جلوہ گر ہوگا۔ اے داؤد! میرے لیے گھر کو پاک کر جس میں میری جلوہ گری ہو۔

نیز فرماتے ہیں کہ ہر اس چیز کو نکال باہر کرو جس کے ساتھ تمہارے نفس متعلق ہیں اور اس کے اظہار کے ساتھ کسی علم یا حال وغیرہ کی سخاوت نہیں کرتے اور اپنے بھائیوں کو نصیحت کرنا ترک نہ کرو گرچہ وہ اس کی وجہ سے تمہاری مذمت کریں۔

اور آپ نے فرمایا کہ جہاں تک تم سے ہو سکے لقمے کی اصلاح کرو کیونکہ یہ تمہاری وہ بنیاد ہے جس کی وجہ سے تمہارے دین کی اور تمام اعمال صالحہ کی بنیاد مکمل ہوتی ہے' اگر تم اسباب سے علیحدگی کرنے والے ہو تو جو کچھ اللہ تعالیٰ تمہارے پاس تمہارے مانگے بغیر بھیج دے اسے قبول کرلو سوائے سونے' چاندی اور لباس فاخرہ کے' تو جب تم میں سے کوئی مردوں کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تو وہ ہر لقمہ کو پہچانتا ہے کہ کہاں سے آیا اور اس کا مستحق کون ہے؟ جس طرح کہ معمار ہر اینٹ کے مقام کو پہچانتا ہے کہ کہاں رکھے گا۔

اور فرمایا کہ اگر تیرا شیخ کسی سے ناراض ہو جائے تو اس سے اجتناب لازم کر' لیکن اگر تجھے معلوم ہو کہ تیرے شیخ کی ناراضگی غیر اللہ کے لیے ہے جیسا کہ آج کے دور کے کوتاہ ہمت مشائخ کے حالات ہیں تو اجتناب نہ کر۔

اور فرمایا کہ ذکر کی حالت میں اگر تجھے اچانک حال وغیرہ لاحق ہو تو اسے اپنے نفس سے روک نہیں اور نہ ہی اپنے پورے باطن اور تکلف سے اسے کھینچنے کی کوشش کر کہ یہ بے ادبی ہے۔

اور فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا ہو اس سے علم حاصل کرنے سے کراہت نہ کرو چاہے کوئی بھی ہو خصوصاً نفع بخش پیشوں والوں سے کیونکہ ان کے ہاں وہ ادب پایا جاتا ہے جو کہ مخصوص حضرات کے ہاں پایا نہیں جاتا۔

اور فرمایا اپنے کسی حال یا وصف کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرو سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اختیار کے بغیر اسے ظاہر کرنے کی سرپرستی فرمائے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے تمہارے قرب سے ڈرو کہ کہیں تمہیں قرب کے ساتھ فتنے میں مبتلا کر دے باوجود یکہ اس میں تمہاری کوئی خصوصیت نہیں ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص اس قرب کو معلوم کرلے جس پر وہ ہے تو وہ قرب سے بعید ہے کیونکہ حقیقت قرب تو قرب کے ساتھ قرب سے غائب ہونا ہے حتیٰ کہ تو اپنے حال کے متعلق قرب میں دوری کا ہی مشاہدہ کرے اور علم میں جہالت اور تواضع میں تکبر کا' کیونکہ قرب کا مشاہدہ علم بالقرب کو روکتا ہے ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لاتبصرون ہم تمہاری

نسبت اس سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں ہو۔

اور فرمایا کہ اپنے لیے اس کی صحبت کی وجہ سے دھوکا کھانے سے بچو کہ کہیں اس کی محبت کی وجہ سے تمہیں استدراج لاحق ہو' پس تمہیں تمہارے ساتھ اپنی طرف سے مشغول کر دے اور جب تمہارے لئے حقائق کا انکشاف کرے تو تم گمان کر بیٹھو کہ تم وہ ہو اور یہیں سے استدراج واقع ہوتا ہے اور تمہاری خلاصی صرف اسی صورت میں ہے کہ تم اس کے ساتھ اس کا مشاہدہ نہ کرو کہ اپنے ساتھ۔

ایک آیت کی تفسیر

ایک دفعہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا گیا و لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود آیت ۱۱۳) ظالموں کی طرف مت جھکو پس تمہیں آگ چھوئے گی' کیا اس میں نفس کی طرف مائل ہونا داخل ہے؟ تو فرمایا: ہاں پھر فرمایا کہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ آیت بندوں کے اپنے رب کے ساتھ عدم اختیار کو بھی ضمن میں لیے ہوئے ہے اور حق کی طرف سب سے قریبی طریق کی معرفت کو بھی' اور یہ ظاہری اور باطنی تمام طرق کے لیے اصل جامع ہے' کیونکہ اس کے باطن میں مقام ابراہیمی کے ساتھ تخلق کا حکم ہے جس کی اتباع کے ہم مکلّف ہیں اور یہ اس لیے کہ مائل ہونا صفات نفس میں ایک صفت ہے جبکہ ظلم بھی اس کی صفات میں سے ہے اور وہ ظلم اور اپنے آپ میں مائل ہونے کے ساتھ موصوف ہے کیونکہ یہ اپنے آپ پر اور اپنے دعوے پر اعتماد کرتا ہے کہ وہ اپنے غیر سے افضل اور زیادہ علم والا ہے اور اگر اسے اپنے متعلق یہ علم نہ ہوتا اور اگر وہ موصوف بالظلم نہ ہوتا تو اس سے کبھی بھی کوئی قبیح کام اور امر سرزد نہ ہوتا' اور یہ بھی اس کے اپنے آپ کو اور اپنے رب کو پہچاننے میں جاہل ہونے پر بہت قوی دلیل ہے کہ اس نے اپنے تمام افعال و اقوال اور اپنی ظاہری و باطنی حرکات و سکنات کو اپنے رب کی طرف منسوب نہیں کیا' اور یہ معلوم ہے خود ظالم کو اس دار دنیا میں صرف اپنے نفس اور اپنی خواہشات کی آگ کے ساتھ عذاب دیا جاتا ہے کہ نہ محسوس آگ کے ساتھ جو کہ دار آخرت میں واقع ہوگی۔

اور اے بھائی! حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کہ جب آپ میں شہوت کی آگ اثر نہ کر سکی تو حسی آگ نے بھی کوئی اثر نہ کیا' بلکہ آپ نے اسے شرک اکبر تک پہنچانے والی تدبیر کی گرمی کے مقابلہ میں اپنے باطن میں پائی جانے والی ٹھنڈک کی وجہ سے ٹھنڈا پایا۔ وہ شرک اکبر جس کی طرف حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ ان الشرک لظلم عظیم کہ شرک ظلم عظیم ہے' تو پتہ چلا کہ ظالم کو اس کے رب کے حق کی وجہ سے اس سے دوری کا عذاب دیا جاتا ہے اور وہ اپنی اس خواہش کا قرب حاصل کرتا ہے جسے اس نے اپنا معبود اور قبلہ بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علیٰ علم (الجاثیہ آیت ۲۳) کیا تو نے اسے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا۔ اور یہاں اسے علم کے ساتھ اس لیے موصوف فرمایا کہ اس نے اپنے لیے اپنے سے باہر اور بعید معبود اختیار نہیں کیا جبکہ معبود کی شان قرب ہے' اور انسان کے لیے اپنے نفس سے زیادہ کوئی قریب نہیں ہے کیونکہ اس کی خواہش کو جس کی وہ عبادت کرتا ہے اس چیز کا علم ہے جو اس کے سر اور مناجات میں ظاہر ہوتی ہے بخلاف اس معبود جسے ظاہر میں گھڑ کر بنایا جاتا ہے اسے اس

نفس کی مصلحتوں اور اس کے احوال کا علم نہیں کیونکہ وہ بعید اور جاہل ہے‘ اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ بتوں میں سب سے لطیف خواہش اور سب سے کثیف پتھر ہیں۔ نیز اپنی خواہش کی پوجا کرنے والا نفس خود اس کا معبود ہے کیونکہ اس کی صفات اس کی ذات کی پوجا کرنے والی ہیں۔ اسی لیے ہم پر اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈانٹ واقع ہوئی وفی انفسکم افلا تبصرون (الذاریات آیت ۲۱) اور تمہارے وجود میں نشانیاں ہیں کیا تمہیں نظر نہیں آتیں اور حدیث پاک میں ہے کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا‘ کیونکہ معرفت کا یہاں تکرار ہے جبکہ معرفت تکرار قبول نہیں کرتی اور نفس اور رب نے تکرار قبول کیا تو اس کے ماتحت جو کچھ ہے اسے سمجھ لے انشاء اللہ تحقیق پالے گا‘ اور اللہ تعالیٰ معلم خیر اور مظہر توحید پر درود وسلام فرمائے۔

تین مردوں کے لیے تین مراتب اور تلقینِ ذکر - خرقہ پوشی اور دستار بندی کی شرائط

اور آپ نے فرمایا کہ تین مردوں کے لیے تین مراتب ہیں جن پر ہمارے دور کے صوفی کہلانے والوں نے ناحق مزاحمت کی ہے اور وہ ۱- مریدین کو تلقین ذکر۔ ۲- انہیں خرقہ پہنانا۔ ۳- اور ان کے لیے پلا لٹکانا۔

میرے نزدیک تلقین ذکر کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قوت‘ پختگی اور کمال حال کا ایسا مقام عطا فرمائے کہ وہ مرید کو اس کے لاالہ الااللہ کہنے پر ہی تمام نازل شدہ علوم شرائع کی بخشش کرے کیونکہ وہ سب لا اله الا الله کے احکام ہیں۔ پس وہ اس مجلس کے بعد شرائع میں سے کسی چیز کی تعلیم کا محتاج نہ رہے جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے واقعہ گزرا حتی کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمودہ وہ علم الاسرار ہے جو کہ جبرئیل کے پاس ہے نہ میکائیل علیہ السلام کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیونکر ہے؟ تو فرمایا کہ جبریل علیہ السلام شب اسراء رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اور عرض کی وما منا الا له مقام معلوم (الصافات آیت ۱۶۴) ہم میں سے ہر ایک کا مقام معین ہے تو انہیں پتہ نہیں کہ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کیا واقعات رونما ہوئے۔ یہ ہے تلقین حقیقی اور یہ صرف اسی کے لیے ہوتی ہے جو اپنے شیخ کے ساتھ متحد ہوا یہاں تک کہ ایسا ہو گیا کہ گویا وہی ہے۔

رہا خرقہ پہنانا تو اس کی شرط بھی میرے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شیخ کو اتنی قوت عطا فرمائے کہ جس وقت اسے کہے کہ اپنی قمیص یا ٹوپی اتار تو اس کے ساتھ اس کے تمام مذموم اخلاق کھینچ لے حتی کہ مرید اپنی موت تک ان میں سے کسی کو استعمال کرنے سے بے کار ہو جائے‘ پھر اسے خرقہ پہنانے کے ساتھ ان تمام اخلاق محمودہ کی خلوت بھی عطا کرے جو کہ علم الٰہی میں مرید کے درجہ کی انتہا ہے پس وہ مرید اپنے شیخ کے خرقہ پہنانے کے بعد اخلاق میں سے کسی خلق کے علاج کا محتاج نہ رہے‘ تو جسے اللہ تعالیٰ نے یہ مقام نہیں بخشا تو اس کا فعل عارفین کے طریق سے مذاق کرنے کی طرح ہے اور اس شرط پر سیدی الشیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے پاس حضرت خضر علیہ السلام سے خرقہ پہنا‘ اور انہوں نے آپ سے مقامات شیوخ تسلم کرنے کا عہد لیا۔

اور رہا دستار کا پلا لٹکانا تو میرے نزدیک اس کی بھی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شیخ کو اس امر پر قدرت بخشے کہ اسے لٹکانے کے وقت مرید پر جس چیز کو وہ مرید ہاتھ لگائے یا اس کی طرف نظر کرے اس کے لیے نشوونما اور زیادتی کے سر کی خلعت ڈالے تاکہ

عمامہ کا وہ لٹکایا ہوا فالتو حصہ تحدیث نعمت کے طور پر اس مرتبہ سے متحقق ہونے کی علامت اور اشارہ ہوا اور جب حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ نے سری السقطی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ پلا لٹکایا۔ آپ نے اپنے گھر کی چھت ڈالی تو ایک شہتیر دوسری دیوار تک پہنچنے سے کم رہا تو آپ نے اسے کھینچا تو لمبا ہو گیا۔ اور آج کے دور کے صوفی کہلانے والوں میں سے جو کہتا ہے کہ جو کچھ تو نے کہا وہ ان تینوں امور میں شرط نہیں اس لیے کہ وہ ان شرائط سے عاری ہے تو اس نے بدگمانی کی اور سلف صالح کی کرامت کی تکذیب کی فلاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ثم قضی اجلا و اجل مسمی عندہ کا مفہوم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم قضٰی اجلا و اجل مسمی عندہ (الانعام آیت ۲) پھر ایک میعاد مقرر کی اور ایک میعاد اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ پہلی میعاد دنیا کی زندگی میں جسم کی اس کی موت کے ساتھ میعاد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر میعاد وہ روحانیت کی میعاد ہے جسے اجسام سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا گیا کیونکہ وہ اُخروی بیہوشی تک زندہ ہے جبکہ ارواح بیہوش ہو جائیں گی پس بجھ جائیں گی' اور روحانیت کا بجھ جانا یہ اس کا موت اور فنا سے حصہ ہے جو کہ صفت حدث کو لازم ہے تو روئے زمین پر اور نہ ہی برزخ میں کوئی روح باقی رہے گی مگر مر جائے گی یعنی بجھ جائے گی۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے کہا کہ وہ حضرات جو نفخہ کے وقت بیہوش نہیں ہونگے کیا ان کے لیے اسی طرح میعاد مقرر ہے جو انکے لیے خاص ہو؟ تو آپ نے فرمایا ایک قوم کا مذہب یہ ہے کہ وہ کبھی بھی بیہوش نہیں ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان حقائق پر پیدا فرمایا ہے جو موت قبول نہیں کرتے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ فوت ہو جائیں گے لیکن وہ حضرت شہود میں نفخہ کی آواز سننے سے مشغول ہو گئے تو انہیں نفخہ کا احساس تک نہ ہوا تو اس وقت تو وہ بیہوش نہیں ہوئے پھر وہ وعدہ کی حقانیت اور قدیم کے حادث سے ممتاز ہونے کی خاطر بعد میں اللہ تعالیٰ کے امر سے فوت ہو جائینگے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی پر محمول کیا جائے گا کہ لمن الملک الیوم آج کس کی بادشاہی ہے تو اسے کوئی جواب نہیں دے گا۔

اور ہمارے سوا دوسروں کے مذہب پر جواب نہ دینا ان کے ساتھ خاص ہے جو کہ بیہوش ہو جائیں گے یعنی جو بے ہوش ہو جائیں گے ان میں سے کوئی جواب نہیں دے گا اور استثناء منقطع ہو گی اور ہمارا مذہب بہتر ہے پس میں نے آپ سے کہا کہ صور سے کیا مراد ہے جس میں پھونکا جائے گا تو فرمایا کہ اس سے مراد دربار برزخی ہے جس کی طرف موت کے بعد ہم منتقل کئے جائینگے اور اس میں ہم اپنے نفوس کا مشاہدہ کریں گے اور اسی کا نام ناقور بھی ہے اور اس پر اسماء کا اختلاف صفات کے اختلاف کی وجہ سے ہے تو اس کے اسماء اسی کی طرح ہو گئے۔ تو اجسام طبیعیہ اور عنصریہ کی تمام ارواح جنہیں اللہ تعالیٰ نے قبض فرمایا پورے صور میں صورت جسدیہ میں سپرد کر دی جاتی ہیں جس سے قرن کے ساتھ کنایہ کیا جاتا ہے اور موت کے بعد برزخ میں انسان جن سب امور کا ادراک کرتا ہے تو صرف اس صورت میں آنکھ سے ادراک کرتا ہے جس میں وہ قرن میں ہے۔

خواب کی حیثیت

اور آپ نے فرمایا کہ ہر خواب سچا ہے۔ اور جب خواب غلط ہو تو مراد یہ ہے کہ جس نے اس کی تعبیر کی ہے اس نے غلطی کی

ہے کہ اس نے پہچانا نہیں کہ اس صورت سے کیا مراد ہے؟ اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جس نے اپنی خواب میں دیکھا گویا اس کی گردن اڑا دی گئی ہے کہ شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور اسے یہ نہیں فرمایا کہ تیرا خیال فاسد ہے پس محقق کے نزدیک سب خیال صحیح ہے۔ والسلام۔

عارفین مرتے نہیں

اور آپ نے فرمایا کہ جس کے نفس کا جوہر صاف ہوا اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ زندگی تو عین جوہر کے لیے ہے اور اسے پتہ چل جاتا ہے کہ موت تو صرف صورتیں بدلنے کی وجہ سے ہے اور وہ اس وقت اپنی موت کی لاموت دیکھتا ہے پس شہید مقتول فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ برزخ کی طرف منتقل کرتا ہے موت سے نہیں، پس وہ مقتول ہے میت نہیں ہے اور اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ عارفین مرتے نہیں وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے دار دنیا میں اپنے نفسوں کو مجاہدے کے ساتھ مار دیا۔ اور اسی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میت کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

موت کو حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح فرمائینگے

اور فرمایا کہ موت کے لیے موت ضروری ہے کیونکہ یہ مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خلق الموت والحیوہ (الملک) لیکن ظاہر میں اس کی موت باطن میں اس کی حیات ہے اور اس کی روح قبض کرنے کی متولی حیات ابدیہ ہے جس کے مظہر حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ موت کو مینڈھے کی شکل میں متمثل کریں گے اور اسے حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کریں گے، تاکہ جنتیوں کو ایسی زندگی کی بشارت ہو جس کے بعد موت نہیں۔

موازین آخرت

اور فرمایا کہ آخرت کے ترازو اہل دنیا کے ترازوؤں کی طرح آنکھ سے دیکھے جائینگے لیکن وہ دنیا کے برعکس متمثل غیر محسوس ہونگے۔ پس وہ عین تمثل اعمال کی طرح ہیں، کیونکہ اعمال دنیا میں اعراض ہیں جبکہ آخرت میں اشخاص ہوں گے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو دیکھ کہ موت کو مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور یہ نہیں فرمایا کہ موت کو مینڈھا کر کے لایا جائے گا کیونکہ حقائق بدلتے نہیں، تو جب اعمال تولنے کے لیے ترازو رکھے جائیں گے تو ان میں خلائق کے اعمال نامے رکھے جائینگے جو کہ ان کے تمام اعمال پر حاوی ہونگے لیکن ان کے ظاہری اعمال کو باطنی اعمال کو نہیں، کیونکہ اعمال باطنی محسوس ترازو میں داخل نہیں کیے جائیں گے، لیکن ان میں عدل قائم کیا جائے گا اور وہ حکمی معنوی ترازو ہے۔ پس محسوس تو محسوس کے لیے اور معنی معنی کے لیے ہر ایک اپنے مثل کے مقابل ہوگا۔

اور ترازو سب سے آخر میں بندے کا الحمد للہ کہنا رکھا جائے گا۔ اسی لیے حدیث پاک میں وارد ہے کہ الحمد للہ ترازو کو پر کر دے گا، اور لا الہ الا اللہ سے الحمد للہ کی طرح ترازو اس لیے پر نہیں ہوگا کہ ہر اچھے عمل کے لیے اس کی ضد سے اس کا مقابل ہے تاکہ یہ خیر اس کی ترازو میں کر دی جائے جبکہ لا الہ الا اللہ کا مقابل شرک کے سوا ہے ہی نہیں اور ایک ترازو میں توحید و

شرک جمع نہیں ہوتے۔ بخلاف ان گناہوں کے جو کہ شرک کے علاوہ ہیں' کیونکہ گنہگار اپنی نافرمانی کی بدولت اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

میزان عمل میں لا الہ الا اللہ کا وزن

جو کچھ ہم نے کہا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ انسان اگر لا الہ الا اللہ عقیدے کے ساتھ کہتا ہے تو وہ مشرک نہیں اور اگر شرک ہے تو اس نے لا الـہ الا اللہ عقیدے کے ساتھ نہیں کہا' تو جب ان دونوں کا اجتماع صحیح نہیں تو لا الـہ الا اللہ ترازو میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ دوسرے پلے میں اس کا مقابل نہیں ہے۔ لا الہ الا اللہ تو صرف اس کی ترازو میں داخل ہوگا جس کی برائیوں کے ننانوے دفتر ہونگے' کیونکہ اتنے دفتروں والا عقیدے کے ساتھ لا الـــہ الا اللہ تو کہتا تھا مگر اس نے اس کے ساتھ ساتھ کبھی کوئی نیکی نہیں کی پس لا الـہ الا اللہ کا ترازو میں رکھا جانا برائیوں کے ننانوے دفتروں کے مقابلہ میں ہوگا پس لا الـہ الا اللہ کا پلہ سب سے بھاری ہوگا اور برائیاں ہلکی رہ جائیں گی۔ پس اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے ہوتے ہوئے کسی شے کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔

نور صراط کی حقیقت

اور آپ نے فرمایا کہ فی نفسہ صراط کے لیے نور نہیں ہے کیونکہ وہ جہنم کی پشت پر نصب ہے اور وہ تاریک ہے اور جو صراط پر ہو گا وہ تو صرف اس پر چلنے والوں کے نور سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم (التحریم) ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں چل رہا ہوگا۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بائیں جانب کا ذکر کیوں نہیں فرمایا تو فرمایا کہ آخرت میں مرد مومن کا بایاں نہیں ہوگا جس طرح کہ جہنمیوں کا دایاں نہیں ہوگا۔

جنت کے متعلق اشتیاق کا اختلاف

اور آپ نے فرمایا کہ وہاں ایسے لوگ ہونگے جن کی جنت مشتاق ہوگی جس طرح کہ وہ اس کے مشتاق ہوں گے اور وہ اطاعت کرنے والے ہیں اور وہاں ایسے بھی ہوں گے جن کی جنت مشتاق نہیں ہوگی اور وہ اس کے مشتاق ہونگے اور وہ گنہگار مسلمان ہیں' اور وہاں ایسے بھی ہوں گے جن کی جنت مشتاق ہوگی جبکہ وہ جنت کے مشتاق نہیں ہوں گے اور وہ ارباب احوال ہیں جبکہ وہاں وہ لوگ بھی ہوں گے کہ نہ جنت انکی مشتاق ہوگی اور نہ ہی وہ جنت کے مشتاق ہوں گے اور وہ یوم جزاء کے جھٹلانے والے اور حسی جنت کی نفی کے قائل ہیں۔

جنت اور اہل جنت کے کوائف

اور آپ نے فرمایا کہ جنتیوں کے لیے تمنا لاحق ہوگی وہ اس کی وجہ سے خوب لطف اندوز ہوں گے اور یہ اس لیے کہ وہ ایسی تمنا ہوگی جو کہ تمنا کی حالت میں جس شے کی تمنا کرے گا اس کے وجود کو ثابت کردے گی۔ پس اہل جنت میں سے کوئی شخص اپنی نعمتوں سے بالاتر نعمتوں کا تصور یا انکی تمنا نہیں کرے گا مگر اسے اپنے تصور کے مطابق وہ نعمتیں حاصل ہونگی اگر معنوی تصور کرے گا تو معنوی اور حسی طور پر کرے گا تو حسی ہونگی۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اور آپ سے پوچھا گیا کہ جنتی میووں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد کیا ہے لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ (الواقعہ آیت ۳۳) نہ وہ ختم ہوں گے نہ ان سے روکا جائے گا کیا اس سے یہ مراد ہے کہ گرمیوں میں ختم ہوں نہ سردیوں میں یا وہ توڑنے پر ختم نہیں ہوں گے تو فرمایا کہ جنت کے تمام میوے قطع کے بغیر کھائے جائیں گے۔ تو لا مقطوعۃ کا معنی یہ ہے کہ وہ کاٹنے کے وقت ختم نہیں ہوں گے' بلکہ انسان قطع کے بغیر میوے توڑے گا اور کھائے گا' پس انہیں کھانا ہی پایا جائے گا جبکہ شاخ میں ان کا عین بھی باقی ہوگا۔ یہ کشف کی عطاء ہے۔ پس جسے وہ کھائے گا عین وہی اسے درخت کی شاخ پر نظر آئے گا۔ واللہ اعلم

اور آپ نے فرمایا کہ جس نظریہ پر محققین ہیں وہ یہ ہے کہ اہل جنت کے اجسام ان کی ارواح میں لپٹے ہوئے ہونگے پس ارواح دنیا کی کیفیت کے برعکس اجسام کے برتن ہونگے پس دار آخرت میں ظہور اور حکم روح کے لیے ہوگا نہ کہ جسم کے لیے' اسی لیے وہ جس صورت میں چاہیں گے بدل جائینگے جیسا کہ آج کے دن ہمارے نزدیک ملائکہ اور عالم ارواح ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ جنتی جب چاہیں گے جنت میں ان کے ہاں اولاد ہوگی پس آدمی اپنی انسانی زوجہ یا حور سے مقاربت کرے گا تو اللہ تعالیٰ ہر دفعہ بیٹا ایجاد فرمائے گا اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں نوع انسانی کے شرف کی وجہ سے اس کے اشخاص غیر متناہی فرمائے ہیں۔

اور فرمایا کہ جنتی مردوں اور عورتوں کے لیے دبر نہیں ہوگی کیونکہ دنیا میں یہ مقام پاخانہ کا مخرج ہے جبکہ وہاں پاخانہ نہیں ہوگا۔ وہاں تو کھانا اور پینا ان کے جسموں سے پسینے کے طور پر نکلے گا اور اگر اہل جنت کی مقاربت میں مرد کے آلہ اور عورت کے آگے کے مقام کی ضرورت نہ ہوتی تو یہ دونوں چیزیں بھی جنت میں نہ پائی جاتیں کیونکہ وہاں پیشاب نہیں ہوگا۔

اور فرمایا کہ اہل جنت کے جماع کی لذت ہوا کے خروج سے ہوگی نہ کہ منی کے نکلنے سے کیونکہ وہاں منی نہیں ہوگی۔ پس میاں بیوی میں سے ہر ایک سے کستوری کی مہک جیسی مہک خارج ہوگی پس وہ رحم میں واقع ہوگی اور اسی وقت اس میں بچہ بن جائے گا اور دو مرتبہ کے فعل کے درمیان اس کی نشوونما مکمل ہو جائے گی۔ پس عورت کے سانس کے ساتھ ہی شکل وصورت والا ظاہر ہوگا اور اس نکاح سے جو بچہ بھی پیدا ہوگا ہر دفعہ والدین اس کا مشاہدہ کریں گے۔ پھر وہ بچہ چلا جائے گا اور بنی آدم کی سانسوں سے معرض وجود میں آنے والے ملائکہ کی طرح اور بیت المعمور میں داخل ہونے والے ملائکہ کی طرح وہ بچہ کبھی بھی ان کی طرف نہیں لوٹے گا' پھر ان اولادوں کے لئے حسی اور معنوی نعمتوں میں کوئی خط نہیں ہوگا۔ ان کی نعمتیں صرف خواب والے کی نعمتوں کی طرح برزخی ہوں گی۔

اور آپ نے فرمایا کہ جنت میں ارواح کے ساتھ ارواح پیدا ہوں گی' پس ولی اپنی روح کی حیثیت سے اپنی زوجہ سے اس کی روح کی حیثیت سے نکاح کرے گا پس ان کے درمیان محسوس اجسام اور صورتوں کے ساتھ روحانی اولاد پیدا ہوگی۔

حضرت علی مرتضٰی اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما کا مقام

اور آپ نے فرمایا کہ شجرۂ طوبیٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مقام میں ہے اور وہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے نور کے مظہر کا حجاب ہے تو کوئی جنت۔ درجہ۔ گھر اور مکان نہیں مگر اس میں شجرۂ طوبیٰ کی شاخ ہے اور یہ اس لیے ہے تا کہ ہر درجہ کی نعمت کا سر اور اس میں ہر ولی کا نصیب اس شاخ کے پردے میں نورانیت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہو۔

اکلھا دائم کا مفہوم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اکـلـھا دائم (الرعد آیت ۳۵) اس کا پھل ہمیشہ ہے اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جب بھی اسے طلب کریں گے اس کا پھل ان سے منقطع نہیں ہوگا نہ کہ وہ ہمیشہ کھاتے رہیں گے۔ پس اس کے کھانے کا دوام وہ اس چیز سے لطف اندوز ہونے کا عین ہے جس سے جسم کے لیے غذا حاصل ہوتی ہے۔ تو جب انسان کھا لے یہاں تک کہ سیر ہو جائے تو یہ غذا نہیں اور حقیقت میں وہ کھاتا نہیں وہ تو صرف حوض کی طرح ہے جو کہ مال کو اپنے خزانہ میں جمع کرتا ہے اور معدہ ان کھانے پینے کی اشیاء کا جامع ہے جنہیں یہ کھانے والا جمع کرتا ہے جب یہ اس کے معدہ میں جمع ہو جاتا ہے اور وہ اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ تو اس وقت طبیعت تدبیر کے ساتھ اس کی سرپرستی کرتی ہے اور وہ کھانا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور ہر سانس میں اس کے ساتھ اسے غذا دیتا ہے۔ پس وہ غذا دائمی میں رہتا ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو ہر غذا کھانے والے کی نشو ونما کی تربیت میں حکمت باطل ہو جاتی۔ پھر جب خزانہ کھانے سے خالی ہو جاتا ہے تو جمع کرنے والی طبیعت اس چیز کو حاصل کرنے کی تحریک پیدا کرتی ہے جس سے اسے پر کرے' اور ہمیشہ یونہی ہوتا رہتا ہے یہ ہے معنی اکلھا دائم۔

رؤیت باری تعالیٰ کے حوالے سے بندوں کی اقسام

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کی اپنے رب عزوجل کی زیارت کے باب میں کئی اقسام ہیں ان میں سے کوئی تو صرف آنکھ کی قوت باصرہ کے ساتھ دیکھتا ہے کوئی پوری آنکھ سے دیکھتا ہے کوئی وہ ہے جو اپنے پورے چہرے کے ساتھ دیکھتا ہے اور ان میں سے وہ حضرات ہیں جو اپنے پورے جسم کے ساتھ دیکھتے ہیں اور وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ورثاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں ان میں سے کرے' آمین۔ اور آپ کی کلام میں سے اسی قدر کافی ہے۔ والـحـمـد للہ رب العالمین۔

الشیخ ناصر الدین النحاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں پندراں سال آپ کی صحبت میں رہا۔ آپ چھپے ہوئے مردان خدا میں سے تھے' اور مشقت کے قدم پر گامزن تھے۔ اپنے نفس کو راحت چکھاتے تھے نہ کوئی خواہش' ہر روز مذبح کی طرف جاتے وہاں سے مویشیوں کی اوجھڑیاں' تلیاں اور انتڑیاں بڑی سی ٹوکری میں سر پر رکھ کر لاتے اور معذور کتوں' بلیوں' چیلوں اور کوؤں کو کھلاتے اور اکثر اوقات آپ کے گھر میں یہ جانور ٹھکانہ کیے ہوتے' اور جس دن آپ فوت ہوئے میں نے ایک عمر رسیدہ چیل آپ کے گھر میں مقیم دیکھی۔ جب ہم نے آپ کو غسل دیا اور جنازہ اٹھایا تو آپ کے جنازہ کے اوپر ساتھ ساتھ پرواز کرتی ہوئی نکلی یہاں تک کہ ہم نے آپ کو شیخ علی الخواص رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں باب الفتوح کے باہر مصر محرو یہ میں دفن کیا۔

اور آپ نے مصر سے مکہ معظمہ کی طرف قدم تجرید پر پیدل سفر کیا۔ زادراہ نہ سواری اور نہ ہی کسی سے کچھ قبول کیا' اور آپ نے

مجھے میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے دن ان کی وفات کی خبر دی اور فرمایا کہ آج ہمارا بھائی افضل الدین فوت ہو گیا اور کل اسے بدر میں دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ جب حجاج آئے تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ بدر میں داخل ہونے سے ایک مرحلہ پہلے فوت ہوئے اور انہیں اٹھا کر بدر میں لایا گیا اور وہیں شہداء بدر کے پڑوس میں دفن کیا گیا رضی اللہ عنہ۔ اور آپ کی بے شمار کرامات ہے۔ لیکن ہم نے ان کا ذکر اس لیے ترک کر دیا کہ آپ گمنامی اور عدم شہرت پسند کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۹۴۵ھ میں ہوئی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ الکامل العارف باللہ تعالیٰ سیدی علی الکازرونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیدی علی بن میمون رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے ہیں جو کہ سیدی محمد بن عراق رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں۔ آپ مجاہدہ اور ریاضت کی کثرت کرتے تھے آپ نے مجھے بتایا کہ کئی دفعہ آپ پانچ ماہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک زمین پر پہلو نہ رکھتے دن میں نہ رات میں، میں نے ۹۴۷ھ میں مکہ معظمہ میں حج کے لیے ٹھہرنے کی مدت میں تقریباً بیس دن آپ کی صحبت میں گزارے اور اسی طرح ۹۵۳ھ میں موسم حج میں اپنے حج کے دوران شرف صحبت پایا اور آپ کی کلام۔ اشارات۔ مواعظ اور علم توحید میں آپ کے دقائق سے میں نے نفع حاصل کیا، اور طریقت میں آپ کے نفع بخش رسائل ہیں جن میں سے بعض پر مجھے آپ نے آگاہی بخشی،

دنیا کی محبت کے اظہار کی وجہ

آپ لوگوں کے درمیان اپنے مقام کو چھپانے میں تمکین ومحبت والے تھے۔ حتیٰ کہ اکثر اہل مکہ آپ پر انکار کرتے تھے اور کہتے کہ یہ شخص دنیا سے محبت کرنے والا ہے اور اس کا سبب وہ ہے جو آپ نے مجھے بطور راز بیان فرمایا اور فرمایا کہ یہ اللہ کا شہر اور اس کا خاص دربار ہے اور جس نے بھی یہاں صلاح کا اظہار کیا لوگ اس پر متوجہ ہوں گے اور اس کے رب سے بے توجہ ہو جائیں گے تو جب میں مکہ مکرمہ میں اپنی اس حالت میں داخل ہوا جس پر میں سرزمین شام میں تھا تو وہ میرے معتقد ہو گئے اور میری طرف کھنچنے لگے تو میں نے دنیا کی محبت اور ان لوگوں سے خیرات مانگنا ظاہر کیا تو یہ مجھ سے متنفر ہو گئے تو مجھے راحت حاصل ہوئی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ملفوظات

فرمایا کہ ارشاد کی تین اقسام ہیں:

۱- عوام کو ان حدود، احکام، فرائض عین اور کفایہ کی طرف ہدایت کرنا جن کی معرفت مکلف پر واجب ہے۔

۲- خواص کو معرفت نفس کی ہدایت کرنا اور نفس پر اور ضمائر پر وارد ہونے والے خیالات میں بیماری اور علاج کو پہچاننا ہے۔

۳- خواص الخواص کو ہدایت کرنا اور یہ اس امر کو پہچاننا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے واجب ہے، اور جائز ہے اور جو محال ہے اور اس کی صفات کی تنزیہہ، اس کے اسماء، اس کی ذات اور اس کے افعال کو پہچاننا۔

اور آپ نے فرمایا کہ طریق الی اللہ شہود کا کمال اور حدود کا لزوم ہے اور فرمایا جس کے استقامت ثابت ہو گئی تو اسے کلام کرنے کی اجازت ہو گئی اور فرمایا کہ مظاہر کے ساتھ رک جانا حجاب ظاہر ہے اور مظاہر سے ترقی کرنا کشف ظاہر ہے اور فرمایا کہ

جس نے اس برائی کی تصدیق کی جو اس کے بارے میں کہی جاتی ہے تو وہ سالک ہو گیا۔ اور جس نے اس اچھائی کی تصدیق کی جو اس کے بارے میں کہی جاتی ہے تو وہ ہلاک ہو گیا۔

اور فرمایا کہ جو مجاہد ہو تو وہ مستحق ہے کہ صاحب مشاہدہ ہو اور فرمایا کہ جو طلب مولا میں سچا ہے وہ اس کے ماسوا کو ترک کرنے کی پرواہ نہیں کرتا اور جس نے اپنے نفس کی مدح میں مبالغہ کیا تو بیشک اس نے اپنے غیر کی مذمت میں مبالغہ کیا اور جس نے اپنے غیر کی مذمت میں مبالغہ کیا تو بیشک اس نے اپنے نفس کی مدح میں مبالغہ کیا۔

اور فرمایا کہ عارف کا اپنی انتہاء میں فسق یہ ہے کہ وسعت اختیار کرے اور اپنے نفس کو مباح کے ساتھ کفایت سے زیادہ لطف اندوز کرے' اور فرمایا کہ جس نے نفی کی اس نے ثابت کیا اور جس نے ثابت کیا اس نے نفی کی اور جس نے ثابت کیا اور نفی کی وہ ثابت قدم رہا۔

ذکر کی اقسام نیز شریعت' طریقت اور حقیقت کا باہمی تلازم

اور آپ نے فرمایا: ایک ذکر تجھ سے اس کی طرف ہے اور ایک ذکر اس سے تیری طرف ہے اور ایک اس سے اس کی طرف ہے نہ تجھ سے تیری طرف اور فرمایا کہ جس نے شریعت کے ادب کے بغیر کمال طریقت کا دعوی کیا اس کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے اور جس نے آداب طریقت کے کمال کے بغیر وجود حقیقت کا دعوی کیا اس کے لیے کوئی دلیل نہیں' اور فرمایا جس نے فضول کپڑوں سے بے رغبتی کی وہ احباب میں سے ہے۔ نیز فرمایا کہ جب وجود عارف پر معرفت کا سورج طلوع ہوتا ہے تو ستارے باقی رہتے ہیں نہ چاند گرچہ اثر پایا جائے اور فرمایا کہ جس نے شیطانی وسوسوں سے ترقی کی اس نے عنصر ناری کے حجابات طے کر لیے اور جس نے نفسانی وسوسوں سے ترقی کی اس نے عنصر ترابی کے حجابات طے کر لیے اور جس نے اطاعت کا دعویٰ کیا اور اس میں مخلص رہا اور اس میں نفسانی لذتوں کے ساتھ ٹھہرا نہ رہا اس نے عنصر مائی کے حجابات طے کر لیے' اور جس نے ہر شے میں' ہر شے کے ساتھ اور ہر شے کے پاس اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اور کسی شے میں الجھا نہیں اس نے عنصر ہوائی کے حجابات طے کر لیے اور جس نے نورانی حجابات سے ترقی کی تو اس نے اپنی روح کے ملاحظہ سے ترقی کی جو کہ اس کی صورت جسمانی کے ساتھ قائم ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ جو فقیہ ہوا اور صوفی نہیں بنا وہ فاسق ہوا اور جو صوفی بنا اور فقیہ نہیں ہوا تو وہ زندیق بنا اور جو فقیہ ہوا اور صوفی بنا تو متحقق ہوا اور آپ نے فرمایا کہ جو کچھ مظاہر سے مخفی رہا اس کی روشنی باطن میں چمک اٹھی اور فرمایا جب عارف جاہل بنتا ہے تو اخلاص میں اور اسباب انقطاع سے سلامتی میں قوی ہوا اور فرمایا کہ جو اپنے نفس پر غالب آیا تو اس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا اور جس پر اس کا نفس غالب آیا اس پر ہر کوئی غالب آتا ہے۔ نیز فرمایا کہ فرق مجرد' شرک خفی ہے اور جمع مجرد انکار جلی ہے اور فرق میں جمع کا مشاہدہ کمال عالی ہے' اور فرمایا بعید عین قرب میں اور قرب عین بعد میں ہے اور قیاس جاری کر۔ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔

اور آپ نے فرمایا کہ زہد کے باطن میں طمع' طمع کے باطن میں زہد' تکبر کے باطن میں تواضع' تواضع کے باطن میں تکبر' فقر کے باطن میں غنا' غنا کے باطن میں فقر' عزت کے باطن میں ذلت' ذلت کے باطن میں عزت' ایمان باللہ کے باطن میں کفر بالغیر اور کفر

بالغیر کے باطن میں ایمان باللہ ہے۔ اور قیاس جاری رکھ۔ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔

پس کافر ہو اور مومن ہو	اور مومن نہ کافر
اور باطن ہو اور ظاہر ہو	اور باطن نہ ظاہر
اور اول ہو اور آخر ہو	اور اول نہ آخر
اور حامد ہو اور شاکر ہو	اور حامد نہ شاکر

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے ساتھ افتخار کرتے ہوئے شہود کمالات سے فنا ہے۔ واللہ اعلم۔
مقصد رمز ہے پس ہوشیار ہو جا اور رسم شاہسواروں پر سر ہے۔ حروف رسمی کے ساتھ ٹھہرا نہ رہ ٔ ہمارے تمام مظاہر پردہ ہیں۔

اور فرمایا کہ ہر مقام یا ہر معنی جو سالک پر مشکل ہو تو وہ صرف اس کے وجود میں بقیہ کی وجہ سے ہے اور یہ بات اشتباہ سے ہے کہ اس مقام کا سوال کرے یا اس میں بار بار غور وفکر کرے تو اگر وہ ارادہ کرے کہ طلب کے بغیر اس کے لیے معنی واضح ہو جائے تو چاہیے کہ اس بقیہ کو زائل کرنے میں کوشش کرے۔

اور فرمایا کہ ہوا جب مردار کے اوپر سے گزرے تو اس کی بدبو اٹھا لیتی ہے اور جب کستوری پر سے گزرے تو اس کی مہک اٹھا لے جاتی ہے اسی طرح پانی اپنے خزانہ یا اپنی گزرگاہ کے واسطے سے پابندی حاصل کرتا ہے اسے سمجھ لے۔

اور فرمایا کہ پہلے پہل انسان کو احسن تقویم میں اس لیے پیدا کیا گیا کیونکہ وہ فطرت کے پاس شہوت کے بغیر تھا تو جب شہوات میں مبتلا کر دیا گیا تو اسفل سافلین کی طرف لوٹا دیا گیا اور فرمایا کہ جو عین جمع کے ساتھ دیکھے تو حقائق واسرار اس کے لیے افلاک ہوتے ہیں اور فرق کی آنکھ سے دیکھتا ہے تو مظاہر اس کے لیے اشراک ہوتے ہیں اور جو ہر زمانے میں ہر موجود کے پاس ایک کو ہی پہچانتا ہے تو اسے صراط مستقیم کی ہدایت نصیب ہوگئی۔

اور فرمایا فاعل کے ملاحظہ سے صورت فعل کا حجاب گرچہ ایک سانس کی مقدار ہوا نکار خفی ہے اور تمام حواس پر قیاس جاری کر اور فرمایا صورت شے کے ساتھ وقوف ہر صورت میں شرک خفی ہے اور شے سے من کل الوجوہ بے رخی کرنا انکار خفی ہے پس نفی کر اور نفی نہ کر اور ثابت کر اور ثابت نہ کر۔ آہ آہ آہ اور فرمایا شہود جمع میں کمال ہر صاحب حق کو مقام فرق میں اس کا حق عطا کرنا ہے اور فرمایا کہ سالک کے لیے وجود کا ہر ذرہ معراج اور مربی جبریل ہے آپ کی کالم ختم ہوئی۔ آپ کی وفات ۹۶۰ھ میں ہوئی۔

الشیخ الامام الکامل الرسخ اسرار پر امین ٔ عارف باللہ تعالیٰ داعی الی اللہ الوارث الربانی النورانی الفرقانی الحیانی ٔ تالیفات جلیلہ ٔ اوصاف حمیدہ ٔ حسین الفاظ اور دقیق معانی والے جن کا علم دیار مصر میں خوب پھیلا اور جن کی کرامات وصفات سے علاقے مشرف ہوئے۔ جن کے پاکیزہ اوصاف اور پسندیدہ عادات کے بیان میں واصف کی زبان عاجز ہے۔

حضرت الشیخ محمد الجاولی رضی اللہ عنہ

ایک مدت تک میں نے آپ کی صحبت کا شرف پایا مگر آپ پر کسی ایسی شے کا مشاہدہ نہ کیا جو کہ آپ کو آپ کے دین میں عیب دار کرے ٔ بلکہ آپ نے اولیاء کی گود میں لطف و ہدایت کے طریقے سے تربیت پائی ٔ جیسا کہ استاد علی بن وفا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

ہم نے وفا اور وصال کے سوا کوئی چیز پہچانی نہ اس کی الفت پائی۔ آپ نے کچھ اوپر ۹۳۰ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آمین۔

ہمارے شیخ ومقتدا الی اللہ الامام الصالح الورع الزاہد شمس الدین الدیروطی ثم الدمیاطی

سلطان قانصوہ الغوری کے دور میں جامع ازہر میں واعظ تھے۔ بادشاہوں اور امراء اور ان کے علاوہ لوگوں کے ہاں آپ محترم تھے۔ زاہد' پرہیز گار' صاحب مجاہدہ' روزہ دار' شب زندہ دار' نیکی کا حکم دینے والے' برائی سے روکنے والے تھے اور میں نے کئی مرتبہ جامع ازہر میں آپ کی محفل وعظ میں حاضری دی۔ ایسی محفل کہ اس سے فیض کے چشمے ابلتے تھے۔ جب گفتگو فرماتے تو سب کے سب مہر بلب ہوتے۔ آپ کی خدمت میں اکابر سلطنت اور امراء ہزاروں کی تعداد میں حاضر ہوتے۔ ان میں سے ہر ایک آپ کی محفل سے عاجزی' انکساری اور فروتنی لے کر اٹھتا۔ رضی اللہ عنہ۔

شیخ کے لباس سے تبرک

آپ جب مصر کی سڑکوں پر نکلتے تو لوگ آپ کی زیارت کیلئے ہجوم در ہجوم اُمڈ آتے' اور جسے آپ کے لباس تک رسائی نہ ہوتی وہ دور سے اپنی چادر آپ کے کپڑوں پر پھینک دیتا پھر اپنی چادر لے کر اپنے چہرے پر مل لیتا' رضی اللہ عنہ۔ آپ جب چاہتے اپنے گھر وغیرہ میں مخفی ہو جاتے اور آپ کی والدہ محترمہ نے ذکر کیا کہ وہ آپ کے کھانے پینے کی چیزیں رکھ دیتیں تو آپ کھا لیتے لیکن نظر نہیں آتے تھے صرف ان کی کلام کی آواز سنتی تھیں۔ آپ ہر مہم میں بہادر اور سب سے آگے ہوتے۔ ایک دفعہ دمیاط کے سمندر میں آپ پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ کشتی والے ڈر گئے۔ حضرت شیخ نے ان سے فرمایا کہ ڈرو نہیں پھر کشتی کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ پانی میں گڑ گئی چنانچہ وہ اسے ہلا نہ سکے۔ پس انہوں نے معافی مانگی اور توبہ کی اور کشتی کے سردار سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ شیخ شمس الدین الدمیاطی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت کو بتا دو کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خشکی کی طرف رخ کر لو اور تم بچ جاؤ گے چنانچہ انہوں نے اس طرف رخ کیا اور خلاصی پائی۔

بادشاہ وقت کے سامنے کلمہ حق اور اس کی زجر و توبیخ

ایک دفعہ جہاد ترک کرنے پر آپ نے سلطان غوری کو جلی کٹی سنائیں۔ سلطان نے آپ کو بلا بھیجا۔ جب آپ اس کی محفل میں پہنچے تو اسے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بادشاہ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اگر تو نے سلام کا جواب نہ دیا تو فاسق ہو جائے گا اور معزول تو اس نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ ترک جہاد کے بارے میں لوگوں کے سامنے ہماری مذمت کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ ہمارے پاس کشتیاں نہیں ہیں جن میں سوار ہو کر جہاد کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس مال ہے جس سے تو تعمیرات کرتا ہے۔ چنانچہ دونوں کے درمیان گفتگو طول پکڑ گئی۔ حضرت شیخ نے بادشاہ سے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھول گیا ہے جو اس نے تجھ پر انعام فرمائیں اور ان کے مقابل نافرمانی شروع کر دی ہے۔

کیا تجھے یاد نہیں جبکہ تو نصرانی تھا پھر انہوں نے تجھے گرفتار کر کے ہاتھوں ہاتھ بیچ دیا پھر تجھ پر اللہ تعالیٰ نے آزادی اور اسلام کے ساتھ احسان فرمایا اور تجھے ترقی عطا فرمائی یہاں تک کہ تو خلق کا بادشاہ بن گیا اور عنقریب تجھے وہ بیماری لاحق ہو گی کہ اس میں

طب کامیاب نہیں ہوگی پھر تو مر جائے گا۔ تجھے کفن دیا جائے گا اور تیرے لئے تاریک قبر کھودیں گے پھر تیری یہ ناک مٹی میں دھنسا دیں گے پھر تو تجھے برہنہ بھوکا پیاسا اٹھایا جائے گا پھر تجھے حاکم عادل کے حضور کھڑا کیا جائے گا جو کہ ذرہ برابر ظلم نہیں فرماتا پھر منادی ندا دے گا کہ جس کا غوری پر کوئی حق یا ظلم ہو تو حاضر ہو جائے پس لاتعداد مخلوق حاضر ہو جائے گی جن کی گنتی خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ کی کلام سے بادشاہ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پس بادشاہ کے کاتب سر اور اس کی جماعت نے عرض کی الفاتحہ یا سیدی الشیخ یعنی حضرت فاتحہ خوانی کریں (یہ جملہ معذرت کے طور پر کہا جاتا ہے) کہ انہیں ڈر ہوا کہ کہیں بادشاہ کی عقل میں خلل پڑ جائے۔

جب حضرت شیخ چلے گئے اور بادشاہ کو افاقہ ہوا تو کہنے لگا: شیخ کو میرے پاس لاؤ اور آپ کی خدمت میں دس ہزار دینار پیش کئے کہ آپ دمیاط میں تعمیر کئے جانے والے برج میں خرچ کر لیں۔ آپ نے سب لوٹا دیئے اور فرمایا کہ میں مال دار ہوں مجھے کسی کی امداد کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر تو محتاج ہے تو تجھے قرض دے دیتا ہوں اور تجھ پر صبر کرتا ہوں پس اس محفل میں شیخ سے زیادہ معزز اور بادشاہ سے زیادہ ذلیل کسی کو نہ دیکھا گیا اور علمائے عاملین اسی طرح ہوئے ہیں اور آپ نے دمیاط میں برج کی تعمیر پر تقریباً چالیس ہزار دینار خرچ کئے اور آپ نے اس میں کسی سے امداد نہ لی۔ آپ صرف شربت بناتے اور شنبر کی لکڑیوں وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور آپ نے فقہاء کے وظائف سے کبھی مقرر وظیفہ نہ لیا اور آپ اپنے طلبہ کو لوگوں کے اوقاف سے کھانے اور ان کے صدقات قبول کرنے سے نفرت دلاتے اور انہیں بتاتے کہ یہ ان کے قلوب کے چہروں کو سیاہ کر دیں گے۔

اور آپ کی تصنیفات میں سے فقہ میں نووی کی منہاج کی شرح' شرح الستین مسئلۃ' فقہ میں کتاب القاموس اور ابن المقری رضی اللہ عنہ کی کتاب قطعۃ من الارشاد کی شرح ہے۔

استاذ کا ادب

آپ نے بچپنے میں جن سے قرآن کریم پڑھا ان کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آتے اور علوم و معارف تک آپ کی رسائی اور شہرت آپ کو اس تواضع سے نہیں روکتی تھی اور میں نے ایک دفعہ آپ کو دیکھا کہ سوار ہیں اور اتر کر آپ نے ایک نابینے کے ہاتھ کو بوسہ دیا جسے اس کی بچی پکڑ کر لے جارہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہ جب میں بچہ تھا تو اس نے مجھے قرآن کریم کے دو حزب پڑھائے تھے۔ میں کبھی بھی سوار ہو کر اس کے سامنے سے نہیں گزر سکتا۔

اور آپ نے اپنی بیوی کو بتایا کہ اس کا بیٹا حمزہ شہید کر دیا جائے گا اور یہ کہ اسے توپ کا گولہ لگے گا اور اس کا سر اس کے ساتھ ہی اڑ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور آپ نے خبر دی کہ آپ کا بیٹا سری صالحیت کی زندگی بسر کرے گا اور اسی پر فوت ہوگا۔ اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی والدہ کو بتایا کہ وہ اس اونگھ میں فوت ہو جائیں گے تو انہوں نے کہا کہ تجھے اس کا علم کیسے حاصل ہوا؟ تو کہنے لگے کہ مجھے حضرت خضر علیہ السلام نے اس کی خبر دی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کی والدہ محترمہ بتاتی تھیں کہ جب ان کے بطن میں آئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے انہیں ایک کتاب عطا فرمائی تو وہ کتاب

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔

اور مجھے آپ کے بیٹے سری نے بتایا (اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں وسعت فرمائے) کہ ان کی والدہ نے شیخ کے وصال کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ نکیرین کے ساتھ آپ کا معاملہ کیسا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ اچھی گفتگو کی اور ہم نے انہیں فصیح جواب دیا۔ آپ نے کچھ اوپر پچاس برس کی عمر میں ۹۲۱ھ میں وفات پائی۔ اور دمیاط میں اپنی خانقاہ میں دفن کئے گئے اور آپ کے پاس ہی بھائی عزیز عارف باللہ تعالیٰ سیدی ابوالعباس الحریثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کئے گئے۔

صالح بھائی الشیخ محمد السندفاوی المحلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جوان صائم الدہر، قائم اللیل، کم گو، اچھے خصائل والے اور کریم النفس تھے۔ تنہائی پسند تھے۔ اس سے اکتاتے نہیں تھے۔ سب سے زیادہ محبوب کام یہ تھا کہ غیر آباد مساجد اور ویرانوں میں بیٹھیں۔ آپ نے دمیاط کے مضافات میں بحیرہ کوچک میں شیخ عارف باللہ تعالیٰ سیدی علی الدویب سے ملاقات کی اور آپ کو ان سے فیوض اور ان کا جبہ حاصل ہوا۔ اور انہوں نے فرمایا: اے محمد! تیرے سوا مجھ سے کسی کو یہ خوشی کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کی والدہ تھی جس کے آپ خدمت گزار تھے۔ قریب نہ تھا کہ اس پر اپنی آواز بلند کریں اور اس سے عرض کرتے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے ھبہ کر دیں اور ہماری ملاقات کا وعدہ آخرت میں ہے تا کہ اس کی طمع کو اپنے سے منقطع کر دیں۔ آپ کئی سال تجرید پر پاپیادہ ننگے پاؤں حج کرتے رہے۔ کسی سے کچھ نہ مانگتے اور نہ ہی اس سے کچھ قبول کرتے امور دنیا میں آپ پر سادگی اور امور آخرت میں دانائی غالب تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور کثیر التوجہ، کم گو، عام مسلمانوں کے لئے رہن سہن میں حسن سلوک کرنے والے اور نرم خو اور وسیع اخلاق والے تھے۔

قریب نہ تھا کہ آپ کو کوئی غضبناک کر دے گرچہ آپ سے کیسا ہی سلوک کرے۔ اہل طریقت میں سے ایک گروہ نے آپ سے فیض پایا اور آپ کے مواعظ و آداب سے نفع حاصل کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں تقریباً پندرہ سال آپ کی صحبت میں رہا۔ آپ میں کوئی ایسی شے نہ دیکھی جو دینی اعتبار سے معیوب ہو۔ آپ ۹۳۳ھ میں واصل بحق ہوئے اور سندفا کے محلّہ کبری میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کامل المحقق سیدی احمد الرومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصر قدیم میں مصر محروسہ کے مقیاس نیل کے سامنے مقیم تھے۔ میں نے تقریباً بیس سال تک آپ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ مجاہدات و ریاضات کی کثرت کرتے تھے۔ آپ نے مجھے بتایا کہ انہیں سترہ سال ہونے کو آئے کہ اشتغال باللہ تعالیٰ کی وجہ سے اہل خانہ سے مقاربت نہیں کر پائے اور فرماتے کہ ہم نے سنت پر عمل کیا اور ہمارے ہاں کثیر اولاد ہے اور مقصد حاصل ہو چکا اور آپ اچھی خصلت والے، بلند ہمت اور اکثر خلوت گزیں رہتے۔ گمنامی پسند کرتے اور مخفی رہنے کے اسباب اپناتے اور فرماتے کہ اب ظاہر ہونے کا فائدہ باقی نہیں رہا کیونکہ فقیر کے شایان نہیں کہ ظاہر ہو سوائے لوگوں کی مصلحت کے لئے کہ وہ اس سے طریقت کا فیض حاصل کریں اور ان کے متعلق بادشاہوں اور حکام کے ہاں اس کی سفارشیں قبول ہوں۔ اب حکام کے ہاں کسی کی عقیدت رہی نہ فقراء میں سے کسی میں اتنی ہمت کہ اس کے ساتھ طریق الی اللہ تعالیٰ کا سلوک طلب کیا جائے۔ آپ ہر روز کئی تھیلیاں جن میں

دینار بھرے ہوتے خرچ کر دیتے اور علی الاعلان دنیا جمع کرتے اور فرماتے کہ ہم خرقہ کی آبرو بچانے کے لئے پوری کوشش سے ارکان سلطنت پر خوشبو ظاہر کرتے ہیں۔

آپ علوم نظریہ میں محقق، بحار توحید کے شناور، سہل الجانب، نرم خو اور خوش باش تھے۔ اکثر روزے سے ہوتے، کئی دفعہ چالیس دن گزر جاتے یومیہ صرف ایک کھجور یا ایک دانہ کشمش کے علاوہ کچھ نہ کھاتے۔ رضی اللہ عنہ، کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں وفات پائی۔

الشیخ الصالح العابد شاھین المحمدی رضی اللہ عنہ

سیدی الشیخ عارف باللہ تعالیٰ سیدی عمر روشنی کے مریدوں میں سے ایک ہیں۔ آپ توریز العجم کے مضافات میں رہتے تھے۔ سلطان اعظم قایتبای کی فوج میں سے تھے اور اس کے ہاں مقرب تھے۔ آپ نے اس سے سوال کیا کہ انہیں چھوڑ دے اور اپنے رب کی عبادت کے لئے فارغ کر دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور آپ کو آزاد کر دیا۔ آپ بلادِ عجم کی طرف چلے گئے اور اپنے شیخ مذکور الصور سے فیض حاصل کیا پھر مصر لوٹے۔ اور جبل مقطم میں سکونت اختیار کی اور اپنے لئے عبادت خانہ بنایا اور اس میں اپنے لئے ایک قبر کھودی اور تیس سال تک وہیں مقیم رہے اتر کر مصر میں نہیں آئے اور سلطان ابن عثمان کے دورِ حکومت میں آپ کو نیکی میں عظیم شہرت حاصل ہوئی اور حکام اور وزراء آپ کی زیارت کے لئے بار بار آتے اور اس دور میں مصر میں کسی کو ایسی قبولیت حاصل نہ تھی۔ آپ کثیر المکاشفہ اور انتہائی کم گو تھے۔ تو آپ کے پاس پورا دن بیٹھا رہے قریب نہ تھا کہ آپ سے ایک بات بھی سن پائے۔

آپ اکثر شب زندہ دار، لباس میں انتہائی سادہ اور لوگوں سے علیحدہ رہتے تھے حتیٰ کہ کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات عطا فرمائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ الصالح عبدالقادر السبکی رحمۃ اللہ علیہ

مردانِ خدا میں سے ایک تھے۔ دیارِ مصریہ میں اصحاب تصریف میں سے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرتے۔ کثیر الشطحیات تھے (یعنی اکثر ایسی گفتگو کرتے جو کہ ظاہری طور پر شرعاً نادرست ہوتی) آپ کے ساتھ رہنے پر صرف اکابر فقراء ہی صبر کرتے تھے۔ جس کے متعلق دیکھتے کہ آپ کا معتقد ہے اسے بہت ذلیل کرتے۔ کشف بہت زیادہ تھا۔ آدمی جو کچھ اپنے گھر کی تہ میں کام کرتا اس پر آگاہی سے دیواریں اور دور دراز کے فاصلے آپ کے لئے حجاب نہیں ہوتے تھے۔ ساری رات کبھی تلاوت کرتے، کبھی ہنستے اور کبھی صبح تک اپنے نفس سے باتیں کرتے رہتے اور جب بازار کو جاتے تو اہل محلہ اپنی ضرورتوں کے لئے آپ کو بیگار میں پکڑ لیتے۔ چنانچہ آپ پورے طور پر ان کی ضروریات پوری کرتے اور آپ کے پاس ایک ہی برتن تھا جس میں آپ لوگوں کی مطلوبہ چیزیں خرید کر ڈال لیتے چنانچہ تلہن، شہد اور گرم تیل وغیرہ ایک ساتھ ڈال لیتے اور لوٹ کر ہر کسی کے لئے برتن سے وہی کچھ نچوڑ لیتے جو اس کی ضرورت ہوتی۔ یہ چیزیں ایک دوسرے میں ملتی نہیں تھیں۔

آپ کی ایک گدھی تھی۔ آپ اس کے اور اس کے بچوں کے چہروں پر برقعے ڈال دیتے اور فرماتے کہ نظر لگنے کے ڈر سے ایسا کرتا ہوں اور جب کشتی نہ ملتی تو گدھی پر سوار ہو کر اُسے پانی پر چلاتے اور خشکی تک پہنچ جاتے اور گفتگو ایسی کرتے کہ عرفِ عام میں اس سے حیا کی جاتی ہے۔

اور اپنی آخری عمر میں نشان زدہ گھوڑوں پر سواری کرتے اور حکام کا سا لباس پہنتے اور فوجیوں کی طرح اپنی دستار میں پر ٹانک لیتے جو دیکھتا سمجھتا کہ فوجی ہیں۔ پاشا داؤد آپ کی کوئی بات نہیں موڑتا تھا۔ اسی طرح دفتر دار اور ابن بغداد وغیرہ قضاۃ شرح بھی آپ کی بات موڑتے نہیں تھے۔ کئی دفعہ آپ پر اعتراض کرنے والوں میں سے بعض کے خلاف آپ ظاہر شریعت میں باطل دعوے دار کر دیتے اور قاضی ان کا فیصلہ آپ کے حق میں کر دیتے۔ دباؤ کی وجہ سے وہ آپ کی مخالفت نہیں کر سکتے تھے اور آپ نے اعتراض کرنے والوں کے کئی گھر برباد کر دیئے' کیونکہ آپ بہت غصیلے تھے۔ رضی اللہ عنہ کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

الشیخ الصالح العابد احمد الکعکی رضی اللہ عنہ

عابد زاہد تھے۔ علم توحید میں کثرت سے غواصی فرماتے لیکن آپ کی زبان صاف نہیں تھی قریب نہ تھا کہ کچھ سمجھ آئے۔ آپ کے کپڑوں میں سب سے پہلے گھٹنوں کی جگہ سجدوں اور بیٹھے رہنے کی کثرت کی وجہ سے بوسیدہ ہوتی۔ دن رات میں آپ کا ورد تھا کہ چالیس ہزار مرتبہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے۔ ۱۲ ہزار مرتبہ تسبیح' احزاب اور اسماء پڑھتے کئی دفعہ سورج کے زرد پڑنے کے وقت سے وظائف میں داخل ہوتے' پس دوپہر تک اس سے فارغ نہ ہوتے۔

آپ اپنے شیخ سیدی الشیخ محمد کعکی رضی اللہ عنہ کی پیروی میں جو کہ قلعہ میں اپنی خانقاہ میں صحابی رسول علیہ السلام حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے قریب مدفون ہیں اکثر شطحیات پر مبنی گفتگو کرتے یہاں تک کہ ہر شخص آپ کی صحبت میں نہیں بیٹھ سکتا تھا اور آپ پر گمنامی اور عدم شہرت کی محبت غالب تھی اور صرف سراؤں میں نچلی سطح کے لوگوں اور پیشہ وروں کے درمیاں رہتے تھے اور خانقاہوں اور قلعوں میں رہائش سے منع فرماتے اور فرماتے کہ دسویں صدی کے لوگ ظاہر ہونے کے حق پر قائم رہنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

میں نے بیس سال سے زائد عرصہ تک آپ کی صحبت کا شرف پایا اور آپ میرے گھریلو واقعات اور میرے خیالات تک بتا دیتے اور اکثر لوگ آپ کی قولی فعلی پراگندگی کی وجہ سے جو کہ آپ نے اپنی حالت چھپانے کے لئے اپنا رکھی تھی آپ کے معتقد نہیں تھے۔ آپ پانچ رجب المرجب ۹۵۲ھ میں فوت ہوئے اور بولاق میں سیدی حسین ابوعلی رضی اللہ عنہ کے مقام میں دفن کئے گئے۔

الشیخ الکامل سیدی علی الھندی رضی اللہ عنہ

آپ مکہ معظمہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں ۹۴۷ھ میں وہاں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ میں آپ کے پاس اور آپ میرے پاس آتے رہے۔ آپ عالم' پرہیز گار' زاہد اور کمزور بدن کے تھے قریب نہ تھا کہ بھوک کی کثرت کی وجہ سے ان پر تو تھوڑا سا گوشت بھی پائے۔ اکثر خاموش اور تنہا رہتے۔ اپنے گھر سے صرف حرم شریف میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے ہی نکلتے۔ صفوں کی اطراف میں نماز ادا کرتے پھر جلدی سے لوٹ آتے۔ آپ نے مجھے اپنے گھر میں داخل کیا میں نے دیکھا کہ آپ کے گھر کی چہار دیواری کی اطراف میں فقراء صادقین کی ایک جماعت ہے ہر فقیر کے لئے چھپر ہے جس میں وہ متوجہ الی اللہ ہے' کوئی تلاوت کر رہا ہے' کوئی ذکر کر رہا ہے' کوئی مراقبہ میں ہے اور کوئی علم کا مطالعہ کر رہا ہے۔ مجھے مکہ شریف میں اس کی مثل کہیں خوشی نہیں ہوئی۔

آپ کی کئی تالیفات ہیں جن میں الحافظ السیوطی کی الجامع الصغیر کی ترتیب اور لغت میں مختصر النہایہ ہے اور آپ نے مجھے اپنے ہاتھ کا

لکھا ہوا مصحف دکھایا ہر سطر ایک ورق میں حزب کا چوتھائی حصہ ہے اور آپ نے مجھے تھوڑی چاندی دی اور فرمایا کہ اس شہر میں تیرے لئے عذر ہے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے مجھ پر حج میں وسعت فرمادی۔ یہاں تک کہ میں نے وہاں سے مال عظیم خرچ کیا کہ مجھے گمان تک نہ تھا۔

الشیخ شعبان المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصر محروسہ میں آپ اہل تصریف میں سے تھے۔ دودھ پینے کی وجہ سے آخری عمر میں اپنی خانقاہ میں ایک بیماری میں مبتلا ہو کر اٹھنے سے معذور ہو گئے اور آپ زمانہ مستقبل کے واقعات بتا دیتے تھے اور مجھے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ شیخ شعبان کو ہر سال کے واقعات پر اس کا چاند دیکھتے ہی مطلع فرما دیتا ہے' چنانچہ آپ جب چاند دیکھتے تو اس میں بندوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہوتا پہچان لیتے اور جب مویشیوں کی موت پر اطلاع پاتے تو اس رات کی صبح کو مویشیوں کی یعنی گائے یا بکری کی کھال پہن لیتے یا سلطنت کی جہت سے تسخیر کی اطلاع پاتے تو مجاہد کا لباس پہنتے تو واقعہ اسی طرح رونما ہوتا جس طرح ظاہر کرتے' اور سیدی علی الخواص پر جب کوئی امر مشکل ہوتا تو آپ سے پوچھ بھیجتے۔

اور محافظ کے ذریعے آپ مجھے رات میں پیش آنے والے احوال بتا بھیجتے۔ ایک دفعہ میرے پاس ریف سے ایک عورت آئی جس کا ارادہ تھا کہ اس کی بیٹی کا نکاح فسخ ہو جائے کیونکہ اس کا شوہر عرصہ دراز سے غائب تھا۔ اس نے میرے علم کے بغیر وہاں رات بسر کی۔ فجر کے وقت آپ نے میرے پاس اپنا خادم بھیجا۔ اس نے کہا کہ شیخ نے تجھے کہلا بھیجا ہے کہ دوسروں کے درمیان حلال میں جدائی نہ ڈالو۔ پس مجھے معلوم ہو گیا کہ اس کا شوہر عنقریب لوٹ آئے گا' چنانچہ اس عورت کو بتا دیا کہ وہ اس ارادے سے باز آ گئی اور واقعہ اسی طرح رونما ہوا جیسے کہ آپ نے فرمایا' حالانکہ اس عورت نے مجھ سے کسی قسم کی گفتگو نہ کی بلکہ بات صرف اس کے دل میں تھی کہ وہ صبح کے وقت مجھ سے کہے گی تو شیخ نے اس کا ارادہ معلوم کر لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور آپ جمعۃ المبارک کے دن مساجد کی کرسیوں پر قرآن کریم کی سورتوں کی بجائے کوئی اور سورتیں پڑھتے تو کوئی بھی آپ پر اعتراض نہ کرتا' اور عام آدمی گمان کرتا کہ یہ قرآن سے ہے۔ کیونکہ وہ فواصل میں آیات قرآنیہ کے مشابہہ ہوتیں اور میں نے ایک دفعہ آپ کو سنا کہ ایک گھر کے دروازے پر فقہاء کے طریقہ پر پڑھ رہے تھے جو کہ گھروں میں تلاوت کرتے ہیں میں نے کان لگا کر سنا کہ کیا پڑھ رہے ہیں' چنانچہ میں نے سنا کہ یہ پڑھ رہے ہیں۔ **وما انتم فی تصدیق هود بصادقین. ولقد ارسل الله لنا قوما بالمؤ تفکات یضر بوننا ویاخذون اموالنا ومالنا من ناصرین** پھر کہنے لگے: یا اللہ ہم نے کلام عزیز سے جو کچھ تلاوت کیا ہے اس کا ثواب فلاں اور فلاں کے نامۂ اعمال میں لکھ دے۔

آپ برہنہ رہتے صرف چمڑے یا بستر یا چٹائی یا قبا کے کپڑے کا ایک ٹکڑا پہنتے جس سے آگے پیچھے کے مقام کو ڈھانپ لیتے اور پرہیز کرنے میں دنیا کی حلال زیبائش کو حرام کی طرح جانتے تھے اور مخلوق آپ کی بے حد معتقد تھی۔ میں نے کبھی کسی کو آپ کے حال کی کسی چیز پر اعتراض کرتے ہوئے نہ سنا بلکہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی بدولت آپ کی زیارت کو اپنے ہاں عید شمار کرتے تھے۔ کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

الشیخ الصالح جو کہ آل ملک ابراہیم کی جامع مسجد میں لوگوں سے گوشہ نشین رہتے تھے' جب سے جامع مسجد کا محلّہ اجڑا آپ چالیس سال سے جامع مذکور میں مقیم اور تنہائی پر صابر تھے۔ دن رات گرمیاں سردیاں وہیں گزارتے۔ اکابر آپ کے پاس آتے اور برکات حاصل کرتے تھے۔ عمامہ یا کوئی کپڑا پہنتے اور اسے نہیں اتارتے تھے حتیٰ کہ آپ کے بدن پر ہی بوسیدہ ہو جاتا میں نے تقریباً تیس سال آپ کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور ۹۰۰ھ اور پر ۹۰۰ھ میں وفات ہوئی۔

الشیخ العارف باللہ تعالیٰ محمد الصوفی رحمۃ اللہ علیہ

فیوم کے شہر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اکابر عارفین میں تھے۔ کپڑا بن کر یا اس کے علاوہ کوئی اور کام کر کے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔ کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے' اور شیخ محی الدین بن العربی کے مشکل مقامات بڑی فصیح عبارت کے ساتھ حل کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ طریقت میں سیر کی دو قسمیں ہیں۔ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ' جب تک سالک فانی راہوں میں رہتا ہے جو کہ طریق عدم ہے تو وہ سیر الی اللہ ہے اور جب کرۂ وجود طے کر لیتا ہے تو معبود کی طرف ہو جاتا ہے۔ اور یہ رتبہ صرف طریق اسماء سے ہی ہوتا ہے جیسے کہ اس کی طرف سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ اسماء کی سمت پر ان کے امور جاری ہوتے ہیں گرچہ ان کے افعال درست نہ ہوں۔

تو آغاز میں تو تو ہے اور اسم' اسم ہے اور طریق کے وسط میں کبھی تو اور کبھی اسم اور انتہاء میں تو ہے اور اسم نہیں' کیونکہ اس کے تخلق کے ساتھ اس کا فعل اپنی قوت کی وجہ سے تیرے ناسوت پر ظاہر ہوتا ہے پس تجھ سے صرف فعل اسم ہی دیکھا جاتا ہے پس دیکھنے والوں کی نظر کی کوتاہی کی وجہ سے جو نظر میں آتا ہے تو ہے نہ کہ اسم' رہا وہ جس کی نگاہ نافذ ہے تو وہ قوت اکسیر پہچانتا ہے اس مقام والا اس کے ساتھ مفارقت' بعد مسافت اور اس کے قرب کے بغیر لوٹتا ہے۔ فرمایا کہ وہاں ایک مقام ہے جس کے ساتھ بندہ واسطۂ اسماء کے بغیر دربار ربوبیت میں داخل ہوتا ہے اور اس بارے میں طویل گفتگو فرمائی جو کہ عقلوں پر دقیق ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ طی المعانی علم اکبر والوں کی جولاں گاہ ہے جبکہ طی المحسوسات علم اصغر والوں کا میدان ہے اور فرمایا کہ صفات گرچہ ایک ذات معین کی طرف لوٹیں ان میں سے بعض بعض پر موقوف ہیں مگر وقوف ظہور نہ کہ وقوف ایجاد' کیونکہ یہ ظاہر کی حیثیت سے زمام باطن ہیں جبکہ باطن اس حیثیت سے ان کی زمام ہے کہ انکے لیے فیض صرف اسی سے ہوتا ہے۔ دیکھو کتنے اشخاص لا الہ الا اللہ کہتے ہیں لیکن انہیں کلمہ پڑھنے والوں کی فتوح حاصل نہیں ہوتیں۔

مشیت شیخ پر بیداری میں زیارت

اور آپ بتایا کرتے کہ وہ جب چاہیں انہیں بیداری میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے اور وہ اس دعوے میں سچے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر اس مکان میں سیر فرماتے ہیں جس میں آپ کی شریعت پائی جائے اور لوگوں کو آپ کی زیارت سے صرف ان کے حجاب کی سختی مانع ہے۔ میں تقریباً پینتیس سال آپ کی صحبت میں رہا اور آپ کی کلام

اور اشارات سے نفع حاصل کیا۔ رضی اللہ عنہ۔

الشیخ عبدالعال المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ قمیص نہیں پہنتے تھے۔ گرمی ہو یا سردی۔ صرف چادر پہنتے۔ سر کھلا رہتا۔ وضو کی ہمیشہ حفاظت فرماتے۔ آپ کی نماز اطمینان اور خوف کے ساتھ کامل ہوتی گویا آپ کھجور کاتتا ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے تو لوگ آپ کی گفتگو سے عبرت حاصل کرتے اور محو گریہ ہو جاتے۔ شہروں اور بستیوں میں گھومتے رہتے پھر مصر کی طرف لوٹ آتے اور آپ کی مسواک آپ کی چادر میں اور آپ کا کفن آپ کے پیٹ پر بندھا رہتا یہاں تک کہ وفات پائی۔ اور بڑا سا لوٹا اٹھائے ہوئے رہتے جس میں پانی ہوتا۔ مصر کی شاہراہوں میں لوگوں پر گزرتے اور انہیں پلاتے اور جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو ہمارے پاس خانقاہ میں داخل ہوئے اور کہا کہ فقراء کس شہر میں دفن کئے جاتے ہیں۔ میں نے کہا۔ واللہ اعلم۔ تو فرمایا: قلیوب میں' چنانچہ جیسے فرمایا تین دن بعد ویسے ہی ہوا اور اس پل کے قریب دفن کیے گئے جو کہ وسط قلیوب میں ہے اور ۹۳۰ھ میں آپ پر عمارت تعمیر کی گئی۔

الشیخ خلیل المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی اصل منیتین نامی بستی سے تھی جو کہ ملیج اور شبیبن کے قریب ہے۔ برہنہ رہتے اور ۹۴۰ھ تک منیتین میں رہے پھر شبیبن منتقل ہو گئے۔ جب ہم نے وہاں جامع مسجد بنانے کی غرض سے ادھر سفر کیا تو ہم نے آپ کو اس جگہ مقیم پایا جہاں ہم نے جامع مسجد بنائی اور ہمیں شبیبن والوں نے بتایا کہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے کہ آپ اس جگہ کھدائی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں الجامع' الجامع' لوگ آپ کی اس گفتگو کا مقصد نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ ہم نے اس جگہ مسجد جامع تعمیر کی اور جب ہم کشتی میں ساحل سمندر تک پہنچے تو آپ شبیبن سے نکلے اور ہمیں ملے اور آپ ہنس رہے تھے اور خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور ہمارے اردگرد ہی رہے یہاں تک کہ ہم نے جامع مسجد تعمیر کر لی اور آپ سے کئی خارق عادت کرامات اور سچے کشوفات ظاہر ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دن بھر اپنے شہر کے گرد گھومتے رہتے' بلبلاتے' کبھی چیختے اور کبھی خاموش رہتے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کو دور سے دیکھا کہ اپنے شہر کے ٹیلے پر چڑھ رہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کیا یہ احمدی ہیں یا برہامی' آپ چلائے یا دائم یا دائم' اشارہ کر رہے تھے کہ برہامی ہیں۔ کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں وفات پائی اور شبیبن شہر میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ عامر المجذوب رضی اللہ عنہ

آپ کی اصل بیجور نامی بستی سے ہے پھر عرس ومنوف کے نواح میں منتقل ہو گئے۔ رات دن خاموش رہتے۔ رات دن میں عام طور پر بلند ٹیلے پر ٹھہرے رہتے اور آپ کے پاس چکی کے پتھر کا پڑ تھا جسے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان جدا جدا حرکت دیتے۔ آپ کا عمامہ سو رطل کے برابر وزنی تھا جسے اس کے وزن کی وجہ سے کوئی بھی اپنے سر پر نہیں رکھ سکتا تھا جسے آپ شرامیط کیمان سے جمع کرتے اور مجھے شیخ صالح احمد المسطیحہ نے بتایا کہ جب انہوں نے صعید مصر کی طرف سفر کیا تو اہل باطن فقراء نے ان سے معارضہ کیا اور انہوں نے تمام اولیاء سے مدد طلب کی تو اس شیخ عامر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے ہاں کی نہ انہیں خلاصی دلائی اور آپ صرف اسی وقت کھاتے تھے جب آپ کے لیے کھانا رکھا جاتا اور اگر کوئی آپ کو نہ کھلاتا تو صبر کرتے گرچہ مہینہ گزر جاتا۔ آپ

کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ عمر المجذوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ مصر محروسہ میں امیر الجیوش کے بازار میں رہتے تھے اور آپ کے ساتھ مجھے پیش آنے والے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ جب سلطان قانصوہ الغوری نے مرج دابق کی طرف سفر کیا جس سال کہ وہ ابن عثمان کے معرکہ میں قتل ہوا میں نے آپ سے کہا یا شیخ عمر! کیا سلطان ابن عثمان مصر میں داخل ہو گا؟ فرمایا: ہاں اور وہ اس جگہ سے گزرے گا اور اس جگہ اس کے گھوڑے کا سم لگے گا۔ ہم نے آپ کی اس بات کو یاد رکھا حتی کہ سلطان سلیم مصر میں داخل ہوا اور اس کے گھوڑے کا سم اسی جگہ پر پڑا جو آپ نے معین فرمائی تھی۔ رضی اللہ عنہ۔

اور آپ مستقبل کے امور کی خبر دیتے اور یہ کہ کون حاکم بنے گا یا معزول ہو گا یا مرے گا اور جب آرام کرتے تو اپنا سر زمین پر نہیں رکھتے تھے بلکہ صبح تک اسے زمین سے اٹھائے رکھتے اور پوری رات بیدار رہتے اور جب قمیص پہنتے تو اسے نہیں اتارتے تھے حتی کہ بوسیدہ ہو جاتی اور آپ کے سر پر ٹوپی اور عمامہ کے بغیر صرف سفید عرقیہ (ٹوپی کے نیچے ایک اور ٹوپی نما کپڑا ہوتا ہے) ہوتا۔ میں نے تقریباً تیس سال تک آپ کی صحبت کا شرف پایا۔ اور آپ نے کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں وفات پائی۔

الاخ الصالح الورع الزاہد الشیخ سلمان الخانوتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تقریباً سینتیس برس تک آپ نے زمین پر پہلو نہیں رکھا جیسا کہ آپ نے بیان نعمت کے طور پر خود بتایا۔ آپ اکثر غیر آباد مساجد اور اجڑے ہوئے باغات میں دن رات اقامت پذیر رہتے۔ آپ کا لباس کبھی میلا کچیلا اور کبھی قاضیوں اور تاجروں جیسا ہوتا اور تو آپ کا رنگ کبھی قرمزی جیسا سرخ اور کبھی زرد کمزور پائے' کبھی بہت فربہ اور کبھی انتہائی دبلا پتلا دیکھے اور میرے شب کے واقعات ایک ایک کر کے مجھے بیان کر دیتے گویا کہ آپ اس وقت میرے پاس ہی بیٹھے تھے۔ گمنامی اور عدم شہرت پسند فرماتے' جس جگہ ان کی شہرت ہو جاتی وہاں سے منتقل ہو جاتے۔ تو کبھی انہیں برکتہ الحبش میں کبھی ریدانیہ میں اور کبھی وسطی جزیرہ میں پاتا ہے۔ مصر میں کبھی داخل نہیں ہوتے تھے صرف اس کے نواح میں رہتے ایک سمت سے دوسری سمت منتقل ہو جاتے اور طوب میں آپ نے اپنی جھونپڑی گارے کے بغیر بنائی' جب گر پڑتی اسے بنا لیتے۔ دوسری مرتبہ' تیسری مرتبہ اور یونہی کام چلتا رہتا اور کسی کو گارے سے بنانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ کچھ ادھر ۹۰۰ھ میں وفات پائی۔

الشیخ الصالح السنی المحمدی شہاب الدین بن داؤد بن المنز لاوی رضی اللہ عنہ

کتاب وسنت کے مطابق عمل کو لازم رکھتے۔ شیخ محمد بن عنان کے بعد میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ سنت کا پابند نہیں دیکھا اور فرماتے کہ جو سنت کی حفاظت کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ اس پر عمل کرے کیونکہ وہ اس کے پاس مقید ہو جاتی ہے اور وہ اسے نہیں بھولتا آپ علم کی تدریس فرماتے اور بحیرۂ دمیاط پر واقع اپنی خانقاہ میں تصوف کی کتابیں پڑھتے اور دمیاط آنے والے اور وہاں سے جانے والے مہمانوں کا مرکز تھے اور کبھی مہمان کے لیے چاول کے سوا کچھ نہ پاتے تو دیگچہ اور پانی ڈال کر ابالتے اور وہی مہمان کو کھلاتے تو وہ کہتا کہ یہ چاول کس قدر خوش ذائقہ ہے تو حضرت شیخ کہتے سبحان الستار یعنی پردہ پوشی کرنے والا بے عیب ہے۔

میں چالیس سال کے لگ بھگ آپ کی صحبت میں رہا۔ اپنے احوال میں سے کسی چیز میں آپ کو سنت سے برگشتہ نہیں دیکھا' کچھ اوپر ۲۹ برس کی عمر میں ۹۵۱ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الشیخ الصالح العابد الزاہد الشیخ علی العیاشی رضی اللہ عنہ

سیدی ابوالعباس الغمری رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر مصاحبین میں سے تھے۔ ستر برس سے کچھ زائد مدت تک سوائے شدید بیماری کے زمین پر اپنا پہلو نہیں لگایا اور آپ کی مصروفیت دن رات قرأت سے ذکر' ذکر سے نماز تھی۔ ابلیس کو دیکھ لیتے تھے اور عصا کے ساتھ اس کی پٹائی کرتے ایک دن اس نے کہا کہ میں عصا سے نہیں ڈرتا۔ میں تو صرف نور قلب سے ڈرتا ہوں۔

ایک دن شب جمعہ کی درود شریف کی محفل میں آپ ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے کہ اپنا عصا پکڑا اور محفل میں موجود ایک شخص کو دے مارا۔ اس نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیوں مارا ہے تو فرمایا کہ میں نے صرف شیطان کو مارا ہے جسے میں نے تیری گردن پر سوار دیکھا جبکہ اس کے پاؤں تیرے سینے پر لٹک رہے تھے۔

واصل بحق اولیاء اللہ کثرت سے آپ کی زیارت کو آتے خصوصاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بہت کم بتاتے کہ وہ آپ کے پاس بیداری میں تھے نہ کہ خواب میں اور جو آپ کے احوال سے ناواقف ہوتا بھی کہتا کہ یہ فاتر العقل ہے۔

ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ آپ نے نماز عشاء سے قرآن پاک شروع کیا اور طلوع فجر تک ترتیل اور تکرار کے ساتھ صرف پانچ احزاب پڑھے۔ اور ہم جوان تھے رات کے بعض حصے میں قیام کرتے تو آپ کو ہمیشہ اسی طرح کھڑے نماز پڑھتے ہوئے پاتے۔ آپ کے لیے میں نے کبھی چمڑے کا بستر نہ دیکھا نہ تکیہ جس پر آپ بیٹھتے ہوں اور اسی طرح رہے یہاں تک کہ عمر کے آخری حصے میں بینائی ختم ہوگئی۔ لیکن آپ نے اپنے اوراد میں کوئی کمی نہ کی اور جب کوئی وضو کرانے والا نہ پاتے تو اولیاء اللہ تشریف لاتے اور آپ کا وضو کراتے' چنانچہ فرماتے کہ اس وقت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے میرا وضو کرایا ہے۔ فلاں نے میرا وضو کرایا' فلاں نے کرایا ہے اور اسی وضو سے نماز پڑھتے اور بعض لوگ انکار کرتے کہ انہوں نے کسی کو وضو کراتے نہیں دیکھا اور کہتے کہ اس کی عقل کم ہوگئی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کچھ اوپر ۹۰۰ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ۔

اور یہ طبقات کی انتہاء ہے

اور میں نے پسند کیا کہ اس کے ساتھ صرف اپنے اہل مذہب علماء عاملین کے احوال کا کچھ ذکر خیر ان کے ذکر سے برکت حاصل کرنے اور ان کی کستوری کی مہک پھیلانے کے لیے لاحق کروں۔

پس اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں کہ حضرت ابوبکر بن اسحاق الضبعی سفر و حضر گرمیوں سردیوں میں رات کا قیام کبھی نہیں چھوڑتے تھے اور آپ تمام علوم میں امام تھے۔

اور ابن الصباغ رضی اللہ عنہ مذہب کے حافظ صائم الدہر تھے اور قمولی رضی اللہ عنہ کبھی بھی لا الہ الا اللہ کے ورد سے تھکتے نہیں تھے۔

اور ابوالعباس الدبیلی رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ قرآن کریم کا درس ہمیشہ دیتے اور دن کو کپڑے سیتے جب شام ہوتی نماز

مغرب ادا کرتے اور فقہ میں مشغول ہو جاتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور ابو زید المروزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب ریاضت زاہد تھے اور آپ کے مصاحبین کہتے ہیں کہ ہم آپ کی وفات تک آپ کے ساتھ گھل مل کر رہے ہمیں گمان نہیں کہ ملائکہ نے آپ پر کوئی غلطی لکھی ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور امام ابن الحداد ہر شب وروز میں قرآن پاک کا ایک ختم کرتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور ہر جمعہ المبارک کے دن جامع مسجد میں نماز سے پہلے یومیہ ختم قرآن پاک کے علاوہ ایک اور ختم قرآن پاک کرتے۔ رضی اللہ عنہہ۔

اور امام ابو جعفر الترمذی رضی اللہ عنہ کا ہر ماہ کا خرچ چار درہم تھا۔ کسی سے کبھی بھی کچھ نہیں مانگتے تھے۔ کئی مرتبہ یومیہ خوراک کشمش کا ایک دانہ ہو ہوتا۔ اس کے باوجود بہادر تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

اور امام ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصاً اپنے شیخ البوشنجی کے حضور ادب میں مثال دی جاتی تھی۔ حتی کہ آپ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا جبکہ آپ ان کے جنازے میں تھے تو فرمانے لگے میں فتوی نہیں دونگا یہاں تک کہ اپنے استاد محترم کو تربت میں دفن کر لوں۔ رضی اللہ عنہ۔

اور شیخ ابو العباس النیشا پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے بارہ ہزار ختم کیے اور آپ کی طرف سے بارہ ہزار قربانیاں دیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور امام حمد بن بردزبہ البخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یومیہ قرآن پاک ختم کرتے اور رات میں سحری کے وقت ایک تہائی قرآن پاک پڑھتے اور یوں مجموعی طور پر ایک ختم اور ایک تہائی ہوا اور فرماتے کہ مجھے امید ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اس امر کا حساب نہیں لے گا کہ میں نے کسی کی غیبت کی ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور الشیخ تقی الدین بن دقیق العید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے میں نے اپنے نفس پر محافظت کی ہے میں نے کبھی کوئی کلمہ نہیں بولا اور نہ ہی کوئی فعل کیا یہاں تک کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جواب تیار کیا ہے۔

اور امام محمد النیشا پوری سارا دن نماز پڑھتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے۔ اگر کوئی فتوی پوچھنے والا آ جاتا تو اسے فتوی دیتے ورنہ آپ نماز میں ہوتے۔ رضی اللہ عنہ۔ اور امام محمد المعروف بفقیہ حرم جو کہ شیخ ابو اسحاق الشیرازی کے شاگردوں میں سے تھے ہر روز اپنے دیگر اوراد کے علاوہ چھ ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتے۔

اور امام حسن الاصبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ہفتے اپنے تلامذہ سے علیحدہ ہو جاتے اور روتے یہاں تک کہ آپ کی بینائی چلی گئی اور فرماتے کہ مجھ سے پہلے لوگ تو خون کے آنسو روتے تھے لیکن اللہ عزوجل کا واجبی حق ادا نہ کر سکے۔

اور شیخ زین الامناء الدمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی تلاوت وتسبیح کے لیے ایک تہائی آرام کے لیے اور ایک تہائی عبادت اور تہجد کے لیے۔ سجدہ طویل کرتے اور آپ کو سجاد کہا جاتا تھا اور آپ کا دن بھی ایسے ہی تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور امام حسن بن سمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام زاہد پرہیزگار اور کثیر التہجد تھے۔ امام جمعہ میں نماز کی ادائیگی کے سوا اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ سارا دن اپنے گھر کے اندر ہی رہتے۔ رضی اللہ عنہ۔

اور شیخ ابوعلی بن حیران رضی اللہ عنہ امام زاہد اور خاموش طبع تھے۔ بادشاہ نے آپ کو عہدہ قضا پر مامور ہونے پر مجبور کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس نے آپ کے دروازے پر پہرہ بٹھا دیا اور آپ کے گھر کے دروازے پر دس پندرہ دن تک مہر لگا دی' پھر معافی دے دی اور آپ نے اپنے تلامذہ میں سے بعض سے فرمایا: بیٹا دیکھ لو یہاں تک کہ اگر تو میرے بعد زندہ رہے تو بیان کر سکے کہ فلاں انسان کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا تاکہ عہدۂ قضا قبول کرے لیکن اس نے اسے قبول نہ کیا اور آپ ابن سریج پر ان کے عہدۂ قضا پر مامور ہونے کو معیوب قرار دیتے تھے اور فرماتے کہ ہمارے اصحاب میں یہ کام نہیں تھا۔ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں ایسا تھا۔

اور امام ابوعبداللہ الحاکم فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ حسین نیشاپوری کی متابعت میں سفر و حضر میں تقریباً تیس سال بسر کیے میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے قیام لیل چھوڑا ہو۔ ہر رکعت میں ایک حزب کی تلاوت کرتے۔

اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ زاہد پارسا تھے حتیٰ کہ اکیلی روٹی کھاتے تھے۔ اس بارے میں آپ کی ملامت کی گئی تو زیتون کے تیل کے ساتھ کھانے لگے یہاں تک کہ وفات پائی۔

اور قفال مروزی پر دوران درس اس قدر گریہ طاری ہوتا کہ بے ہوش ہو جاتے' پھر افاقہ ہوتا تو کہتے کہ ہم اس امر سے کس قدر غافل ہیں جس کا ہم سے ارادہ کیا جاتا ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابوبکر النیشاپوری رضی اللہ عنہ رات کو ہمیشہ قیام کرتے حتیٰ کہ چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ ادا فرماتے رہے۔ رضی اللہ عنہ۔

الشیخ عبداللہ الاصبہانی جو کہ ابن اللبان کے نام سے پہچانے جاتے تھے لوگوں کو تراویح پڑھا کر فارغ کر دیتے پھر نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی۔ جب نماز پڑھ لیتے تو اپنے شاگردوں کو پڑھانے بیٹھ جاتے اور رمضان پاک میں دن کو نہ رات کو زمین پر پہلو نہیں رکھتے تھے۔

بخشش کی تحریری ضمانت جو کفن میں رکھی گئی

اور ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ زاہد پارسا اور منکسر تھے قریب نہ تھا کہ نگاہ آسمان کی طرف اٹھائیں۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا جبکہ آپ درس میں تھے اور کہنے لگا کہ طرسوس کی فصیل ایک سمت سے گر گئی ہے اور اس کی تعمیر میں ایک ہزار دینار کی ضرورت ہے۔ تو شیخ نے حاضرین سے فرمایا کہ کون تعمیر کرے گا جبکہ میں اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اس کے لیے جنت میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں۔ ایک عجمی شخص کھڑا ہوا اور ہزار دینار لے آیا اور اس نے کہا کہ ایک کاغذ پر میرے لیے ضمانت تحریر فرما دیں چنانچہ شیخ نے اس کے لیے ضمانت نامہ لکھ دیا پھر وہ عجمی فوت ہو گیا اور وہ کاغذ اس کے ہمراہ دفن کر دیا گیا۔ اس کاغذ کو ہوا نے اٹھایا اور شیخ کی جھولی میں ڈال دیا تو اس کی پشت پر یہ عبارت تحریر تھی کہ تو نے جو ضمانت دی تھی ہم نے پوری کر دی' پھر ایسا نہ کرنا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور شیخ عبدالرحمٰن الانباری النحوی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں کبھی چراغ نہیں جلاتے تھے کیونکہ تیل خریدنے کے لیے پاک صاف قیمت موجود نہ تھی اور آپ کے نیچے کانوں کی چٹائی' جسم پر بوسیدہ کپڑا اور موٹی سی روئی کا عمامہ تھا پس اس میں جمعہ ادا کرتے لوگ

وضع قطع کی بوسیدگی کی وجہ سے آپ میں اور محنت کشوں میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ گھر سے صرف نماز جمعہ کے لیے باہر نکلتے تھے۔

شیخ کے معیاری تقویٰ کے واقعات

اور شیخ عبدالرحمٰن الداؤدی البوشجی رضی اللہ عنہ عالم پارسا زاہد تھے۔ آپ نے جب سے ترکمان سے مویشی لوٹے چالیس سال سے گوشت نہ کھایا۔ البتہ مچھلی کھا لیتے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ لشکریوں میں سے بعض نے اس نہر کے کنارے کھانا کھایا جس سے آپ کے لیے مچھلی کا شکار کیا جاتا تھا اور پھر دسترخوان نہر میں جھاڑ دیا' جسے مچھلیوں نے کھا لیا اس کے بعد آپ نے وہاں سے مچھلی بھی نہ کھائی۔ اپنے آباء کی وراثت سے آپ کو زمین ملی تھی۔ اپنی خوراک کے لیے اس میں کاشت کرتے۔ وہاں آپ کا ایک بیل اور پانی کا کنواں تھا۔ ایک دن بارش ہوئی آپ کا بیل کھل کر پڑوسی کی زمین میں جا داخل ہوا' پھر لوٹا تو دیکھا کہ اس کے کھر میں کیچڑ تھا جو آپ کی زمین میں مل گیا' چنانچہ آپ نے وہ زمین لوگوں کے لیے چھوڑ دی اور وہاں سے دست بردار ہو گئے اور اس میں کوئی چیز کاشت نہ کی۔ یہاں تک کہ فوت ہو گئے اور آپ کے گھر میں آپ کا ایک تنور تھا جس میں روٹیاں پکاتے تھے۔ ایک دفعہ فقراء آپ کی زیارت کے لیے آئے آپ موجود نہ تھے۔ انہوں نے آپ کے تنور کا دروازہ ٹوٹا ہوا دیکھا تو انہوں نے مٹی کے ساتھ اسے درست کر دیا۔ تو آپ نے اس میں روٹی پکانا ترک کر دیا۔ اور اپنے لیے اس کے علاوہ بنا لیا کیونکہ جس نے اسے مرمت کیا وہ پارسائی میں آپ کے قدم پر نہ تھا۔

اور شیخ عبداللہ الرازی رضی اللہ عنہ ابواسحاق الشیر ازی کے طلبہ میں سے ایک تھے۔ مستجاب الدعوات تھے ایک دفعہ حج کیا۔ حجاج کو پیاس لگی تو انہوں نے آپ سے التجاء کی کہ اے فقیہ! ہمارے ساتھ مل کر بارش کی دعا فرمائیں' چنانچہ آپ نے آگے بڑھ کر عرض کی: اے میرے اللہ! تجھے معلوم ہے یہ وہ جسم ہے جس نے کسی لذت میں کبھی تیری نافرمانی نہیں کی' پھر بارش کی دعا مانگی پس موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ رضی اللہ عنہ۔

اور شیخ ابوالحسن المقری رضی اللہ عنہ علماء عاملین میں سے تھے۔ رات بھر نماز میں اور دن بھر روزے میں بسر کرتے عارف زاہد تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے اور آپ کے بھائی کے درمیان ایک دستار اور قمیص مشترک تھی۔ دونوں میں سے کوئی جب باہر نکلتا تو انہیں پہن لیتا اور دوسرا گھر بیٹھا رہتا۔ ایک دن ایک زائر آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو لباس کے بغیر پایا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ جب ہم اپنے کپڑے دھوئیں تو اس طرح ہوتے ہیں جیسے قاضی ابوالطیب البطری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسی قوم ہے کہ جب اپنے کپڑے دھوئیں تو تو انہیں دیکھتا ہے کہ دھونے والے کے فارغ ہونے تک گھروں کو بطور لباس استعمال کرتے ہیں۔ یا جیسا کہ ان کے غیر نے کہا: وہ ایسی قوم ہیں کہ جب کپڑے دھوئیں تو تو انہیں دیکھتا ہے کہ گھروں کا لباس پہنتے ہیں اور دروازوں کے بٹن لگاتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

اور شیخ ابوالحسن الاسترا باذی مدت العمر عبادت میں مجاہدہ کرتے رہے۔ دن کا اکثر وقت لکھنے میں گزارتے جبکہ ساتھ میں قرآن کریم کی تلاوت جاری رکھتے۔ ان میں سے ایک کام آپ کو دوسرے کام سے نہیں روکتا تھا اور جب کوئی شخص آپ کے پاس

آتا اور لغو باتیں زیادہ کرتا تو اسے کہتے کہ نکل جاؤ گرچہ وہ بہت معزز ہوتا اور آپ کا درس' فتوی اور غور وفکر کی محفل ہوتی اور اس کے باوجود یومیہ قرآن پاک کا ختم فرماتے۔ رضی اللہ عنہ۔

اور شیخ علی المرزبان رضی اللہ عنہ امام پارسا اور زاہد تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ مجھے اپنے اوپر کسی کے لیے کسی مال یا سامان وغیرہ کا کوئی حق معلوم نہیں۔ آپ پر غیبت یا مسلمانوں پر بدگمانی کی حرکت مخفی نہیں تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور ابوالحسن الاشعری امام زاہد' پارسا عالم' سنت پر ہیشگی کرنے والے اور اپنے معاصر متکلمین پر فوقیت رکھنے والے تھے۔ آپ بیس سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا کرتے رہے اور سال بھر میں آپ کا خرچ سترہ درہم تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔

اور حافظ ابن عساکر رضی اللہ عنہ امام اور زاہد پارسا تھے۔ مسجد میں باجماعت نماز پر ہیشگی کرتے' تلاوت قرآن کریم اور شب و روز میں نوافل و اذکار کی کثرت کرتے تھے اور ہر ہفتہ میں تہجد میں قرآن کریم ختم کرتے۔ رضی اللہ عنہ۔

اور شیخ ابوالحسن القزوینی رضی اللہ عنہ دلوں کے خیالات کا مکاشفہ کرتے اور ان پر گفتگو فرماتے۔ خاموشی کی پابندی کرتے۔ اپنے گھر سے باہر نہیں آتے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

مذکورۃ الصدر تمام علماء عاملین تھے عبادت' زہد اور پارسائی میں مشہور نہیں تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم' لیکن ہم نے ان کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ان کی فضیلت پر متنبہ کریں کہ ان پر رحمت کی دعاء اور ان کی اقتداء میں خیر کی امید ہے۔

اور رہے وہ حضرات جو عبادت' زہد اور پارسائی میں شہرت رکھتے ہیں جیسے شیخ ابو اسحاق الشیرازی' امام غزالی' امام رافعی اور امام نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے صدقے ہم پر رحم فرمائے تو ہم نے ان کی شہرت پر اکتفا کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت مؤلف الشیخ الامام العالم العامل الکامل الراسخ المحقق المدقق عارف باللہ تعالیٰ بادشاہوں میں سے ایک سیدی عبدالوھاب بن احمد بن علی الشعراوی الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کی کتابت اور تالیف سے ۱۵ رجب المرجب ۹۵۲ھ کو مصر محروسہ میں فراغت ہوئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

بے نہایت حمد ثناء ذات کبریا' خالق ارض و سما مالک عرش علاء حضرت حق جل شانہ وعم نوالہ کے لیے جس نے اپنے فضل وکرم سے اس ناکارۂ خلائق کو توفیق بخشی اور کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار المعروف طبقات کبریٰ کا ترجمہ بزبان اُردو کرنے کا شرف بخشا۔

جب ترجمہ شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کام اس قدر آسان نہیں' لیکن صرف اس اعتماد پر مور بے مایہ کی طرح محو سفر رہا کہ السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ۔ نیز کتاب ہذا کے مؤلف محترم رحمۃ اللہ علیہ اور اس میں مذکور اکابر اسلام کے حضور فاتحہ شریف پیش کر کے استغاثہ کیا کہ اس فقیر حقیر کی امداد فرمائی جائے اور اسے ساحل مراد نصیب ہو۔ میرا مقصد اس ترجمہ سے صرف اور صرف یہ تھا کہ یوں بالاستیعاب اس عظیم دستور تصوف کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا نیز حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا قول

ہے "بزرگان دین کی حکایات چراغ کی مانند ہیں۔ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو چراغ سے ہی روشنی حاصل کی جاتی ہے" اور مجھے اپنی تاریک زندگی میں روشنی کی کرن حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا بے نہایت شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک شہ لولاک حضور سید عالم جناب محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے مجھے آج بتاریخ ۸ جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ بمطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز بدھ دس بجے قبل دوپہر ترجمہ کی تکمیل کا شرف بخشا۔

والحمد للہ رب العالمین و افضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلام علیہ والہ وصحبہ اجمعین.

وانا الحقیر الفقیر الی الحق

محمد محفوظ الحق غفرلہ

خطیب جامع مسجد غلہ منڈی

بورے والہ ضلع وہاڑی

الیواقیت والجواہر
زیرِ طبع

تصنیف لطیف:

سیّدنا عبدالوہّاب الشعرانی قدس سرّہ نورانی

مترجم: صاحبزادہ پیر سیّد محمد محفوظ الحق شاہ چشتی صابری قادری

الصّارم المسلول علیٰ شاتم الرّسول
زیرِ طبع

امام ابن تیمیہ

مترجم

علامہ پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

گنج بخش روڈ ۰ لاہور

تصوف و معرفت پر حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شاہکار تصنیف

فتوح الغیب

کی فارسی شرح

از: سند المحدثین امام المحققین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کا اردو ترجمہ

"مظہر لاریب"

از: حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری

طریقت و روحانیت پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے 78 مواعظ عالیہ کا

بے مثال مجموعہ

جس میں

- قضا و قدر، فنا و بقاء اور زہد و تقویٰ پر محققانہ گفتگو۔
- سلوک و تصوف، طریقت و روحانیت کو قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ بیان۔
- صبر اور رضا کی حقیقت، مومن کی آزمائش، قناعت، خشوع و خضوع کے احوال کا بیان
- مجاہدہ اور ریاضت، صفائے قلب و باطن کے طریقے۔
- فقیری کی حقیقت، نظر کی حفاظت، حسد، غصہ، حصول مال اور اتباع خواہش سے پرہیز پر بیان۔
- صدق و اخلاص، ورع، صبر، رضا اور شکر کا بیان، نفس اور خواہش نفس کی مخالفت۔
- دعا اور آداب دعا، طلب کی حقیقت اور توبہ کا بیان
- اولیاء اللہ کی علامات، سالک کے فرائض اور سالک کے لئے بہت سی ہدایات کا بیان۔

متلاشیانِ حق کے لئے گراں قدر تحفہ